

جلد پنجم

عام فہم
درس قرآن

toobaa-elibrary.blogspot.com

مؤلف

حضرت مولانا غیاث احمد رشادی صاحب



منتبر و محراب فونڈیشن لندن

نوٹ: متن کی جانب سے تحریری اجازت کے بعد اس کتاب کی اشاعت کی جا سکتی ہے۔

عام فہم درس قرآن (جلد پنجم)	:	نام کتاب
مولانا غیاث احمد رشادی	:	نام مؤلف
۷۸۸	:	صفحات
ماہ فروری ۲۰۲۳ء تا ماہ جون ۲۰۲۳ء	:	پہلا ایڈیشن
ایک ہزار	:	تعداد اشاعت
رشادی پبلشرز	:	طابع و ناشر
(پنجم)	:	جلد
عبدالسلام (کمپیوٹر آریز مصفاہیت المال)	:	ٹائٹل و کمپیوٹر کمپوزنگ
4500/- روپے (چھ جلدوں پر مشتمل مکمل تفسیر)	:	قیمت
دفتر رشادی پبلشرز	:	پتہ
متصل مسجد الفلاح، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد۔ 500036	:	سیل نمبر
8019878784	:	ای میل
mmfi.info@gmail.com	:	ویب سائٹ
www.mmfi.info	:	
مولانا غیاث احمد رشادی کی تمام تصنیفات کو اس ویب سائٹ پر دیکھئے:		
www.payaamerashadi.org		

ملنے کا پتہ

رشادی پبلشرز : متصل مسجد الفلاح، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد۔ 500036

ویب سائٹ : www.payaamerashadi.org

سیل نمبر : 8019878784

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	سلسلہ نمبر			
۱۹	عام فہم درس قرآن سے متعلق اکابر علماء کرام کے تاثرات کے اقتباسات	۱			
۲۱	عام فہم درس قرآن کی خصوصیات	۲			
صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۲۲	مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہو جائیں گے	الروم	۵-۱ تا ۵	۱۶۱۸	۳
۲۳	یہ لوگ دنیوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں	"	۷-۶	۱۶۱۹	۴
۲۵	کیا انہوں نے اپنے آپ میں غور نہیں کیا؟	"	۸	۱۶۲۰	۵
۲۷	وہ لوگ تو طاقت میں ان سے بڑھ کر تھے	"	۱۰-۹	۱۶۲۱	۶
۲۹	قیامت کے دن مجرم نا امید ہو جائیں گے	"	۱۳-۱۱ تا ۱۳	۱۶۲۲	۷
۳۰	ان لوگوں کا جنت میں اکرام کیا جائے گا	"	۱۶-۱۵	۱۶۲۳	۸
۳۲	صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو	"	۱۹-۱۷ تا ۱۹	۱۶۲۴	۹
۳۳	اللہ کی قدرت سے انسان زمین پر پھیل گئے	"	۲۲-۲۰ تا ۲۲	۱۶۲۵	۱۰
۳۷	وہی ہے جو بجلی کی چمک دکھاتا ہے	"	۲۵-۲۳ تا ۲۵	۱۶۲۶	۱۱
۴۰	آسمان وزمین میں رب ذوالجلال کی اونچی شان ہے	"	۲۷-۲۶	۱۶۲۷	۱۲
۴۲	ایک ایسی مثال جو تمہاری ذات میں ہے	"	۲۹-۲۸	۱۶۲۸	۱۳
۴۴	تم اسی رب ذوالجلال کی طرف رجوع کرو	"	۳۲-۳۰ تا ۳۲	۱۶۲۹	۱۴
۴۶	جب لوگوں کو ہم اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں	"	۳۶-۳۳ تا ۳۶	۱۶۳۰	۱۵
۴۹	رزق کا بڑھنا یا گھٹنا اللہ کے ارادہ پر موقوف ہے	"	۳۷	۱۶۳۱	۱۶
۵۰	رشتہ داروں کو ان کا حق دیجئے	"	۴۰-۳۸ تا ۴۰	۱۶۳۲	۱۷
۵۳	زمین میں چل پھر کر دیکھو	"	۴۲-۴۱	۱۶۳۳	۱۸
۵۵	اے پیغمبر! آپ اپنا رخ صحیح دین کی طرف قائم رکھتے	"	۴۵-۴۳ تا ۴۵	۱۶۳۴	۱۹
۵۷	تا کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور شکر ادا کرو	"	۴۷-۴۶	۱۶۳۵	۲۰

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۵۹	وہ اللہ ہی ہے جو ہوا نہیں بھیجتا ہے	الروم	۴۸-۴۹	۱۶۳۶	۲۱
۶۱	اللہ کی رحمت کے اثرات تو دیکھو	"	۵۰-۵۱	۱۶۳۷	۲۲
۶۳	اے پیغمبر! آپ مردوں کو اپنی بات نہیں سناسکتے	"	۵۲-۵۳	۱۶۳۸	۲۳
۶۴	اللہ نے تمہاری تخلیق کی ابتدا کمزوری سے کی	"	۵۴	۱۶۳۹	۲۴
۶۶	اسی طرح وہ دنیا میں اندھے چلا کرتے تھے	"	۵۵-۵۶	۱۶۴۰	۲۵
۶۸	لوگوں کو سمجھانے کیلئے قرآن میں ہر قسم کی باتیں ہیں	"	۵۸-۶۰	۱۶۴۱	۲۶
۷۱	قرآن مجید نیک لوگوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے	لقمان	۱-۵	۱۶۴۲	۲۷
۷۳	وہ لوگ جو حافظ کرنے والی باتوں کو خریدتے ہیں	"	۶-۷	۱۶۴۳	۲۸
۷۵	اللہ کا وعدہ سچا ہے	"	۸-۹	۱۶۴۴	۲۹
۷۶	زمیں میں پہاڑوں کو گاڑ دیا	"	۱۰-۱۱	۱۶۴۵	۳۰
۷۸	ہم نے حضرت لقمان علیہ السلام کو دانائی عطا کی	"	۱۲-۱۳	۱۶۴۶	۳۱
۸۰	اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ ماں باپ کا بھی شکر ادا کریں	"	۱۴-۱۵	۱۶۴۷	۳۲
۸۳	لوگوں کو نیکی کی تلقین کرو اور برائی سے روکو	"	۱۶-۱۹	۱۶۴۸	۳۳
۸۶	اس چیز کی اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے	"	۲۰-۲۱	۱۶۴۹	۳۴
۸۹	جو فرمانبردار ہو کر اپنا رخ اللہ کی طرف کر لے	"	۲۲-۲۳	۱۶۵۰	۳۵
۹۲	اللہ کی تعریفیں ختم نہیں ہوں گی	"	۲۵-۲۸	۱۶۵۱	۳۶
۹۴	اللہ ہی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے	"	۲۹-۳۲	۱۶۵۲	۳۷
۹۸	قیامت کے دن نہ باپ بیٹے کے اور نہ بیٹا باپ کے کام آئے گا	"	۳۳-۳۴	۱۶۵۳	۳۸
۱۰۱	یہ تو وہ حق ہے جو تمہارے پیغمبر کی طرف سے آیا ہے	المسدہ	۱-۳	۱۶۵۴	۳۹
۱۰۳	اللہ تعالیٰ آسمان سے لے کر زمین تک ہر چیز کا انتظام کرتا ہے	"	۴-۵	۱۶۵۵	۴۰
۱۰۵	نچوڑے ہوئے حقیر پانی سے انسان کی نسل چلائی	"	۶-۹	۱۶۵۶	۴۱
۱۰۷	تمہیں تمہارے پروردگار کی طرف لے جایا جائے گا	"	۱۰-۱۱	۱۶۵۷	۴۲

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۱۰۹	مجرم اپنے رب کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے	الاسجدہ	۱۲-۱۳	۱۶۵۸	۲۳
۱۱۲	ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں	"	۱۵-۱۷	۱۶۵۹	۲۴
۱۱۴	کیا مومن فاسق کے برابر ہو سکتا ہے؟	"	۱۸-۱۹	۱۶۶۰	۲۵
۱۱۶	ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لے کر رہیں گے	"	۲۰-۲۲	۱۶۶۱	۲۶
۱۱۸	ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تھی	"	۲۳-۲۵	۱۶۶۲	۲۷
۱۲۱	ہم پانی کو کھینچ کر خشکی کی طرف لے جاتے ہیں	"	۲۶-۲۷	۱۶۶۳	۲۸
۱۲۳	جب فیصلہ ہوگا تو کافروں کا ایمان لانا فائدہ مند نہ ہوگا	"	۲۸-۳۰	۱۶۶۴	۲۹
۱۲۵	کافروں اور منافقوں کا کہنا۔ ماہیجے	الاحزاب	۱-۳	۱۶۶۵	۵۰
۱۲۷	ہر شخص کے سینے میں ایک ہی دل ہے	"	۳-۵	۱۶۶۶	۵۱
۱۳۰	نبی ﷺ کی بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں	"	۶	۱۶۶۷	۵۲
۱۳۳	ہم نے اس سے پختہ عہد لیا تھا	"	۷-۸	۱۶۶۸	۵۳
۱۳۵	جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تھے	"	۹-۱۱	۱۶۶۹	۵۴
۱۳۸	تمہارے لئے یہاں ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں ہے	"	۱۲-۱۳	۱۶۷۰	۵۵
۱۴۰	کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچا سکے؟	"	۱۵-۱۷	۱۶۷۱	۵۶
۱۴۲	رکاوٹ ڈالنے والوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے	"	۱۸-۲۰	۱۶۷۲	۵۷
۱۴۶	تمہارے لئے رسول رحمت ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے	"	۲۱	۱۶۷۳	۵۸
۱۴۷	اللہ اور اسکے رسول نے سچ کہا	"	۲۲-۲۳	۱۶۷۴	۵۹
۱۵۰	اللہ نے کافروں کو بے مراد لوٹا دیا	"	۲۵-۲۷	۱۶۷۵	۶۰
۱۵۳	اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے کہئے	"	۲۸-۳۰	۱۶۷۶	۶۱
۱۵۶	تمہارا کت کے ساتھ بات مت کیا کرو	"	۳۱-۳۲	۱۶۷۷	۶۲
۱۵۸	اپنے گھروں میں سکون کے ساتھ رہیں	"	۳۳-۳۴	۱۶۷۸	۶۳
۱۶۱	یہ ہیں وہ خوش نصیب جن کیلئے مغفرت اور شاندار اجر ہے	"	۳۵	۱۶۷۹	۶۴

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۱۶۴	وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا جس نے رسول رحمت ﷺ کی نافرمانی کی	الاحزاب	۳۶	۱۶۸۰	۶۵
۱۶۵	تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے	"	۳۷	۱۶۸۱	۶۶
۱۶۸	اللہ کا فیصلہ نپا تلامقدر ہوتا ہے	"	۳۸-تا-۴۰	۱۶۸۲	۶۷
۱۷۰	وہی اللہ ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے	"	۴۱-تا-۴۴	۱۶۸۳	۶۸
۱۷۳	رسول رحمت ﷺ شاہد مبشر اور نذیر ہیں	"	۴۵-تا-۴۸	۱۶۸۴	۶۹
۱۷۵	تم انہیں کچھ دے دلا کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دو	"	۴۹	۱۶۸۵	۷۰
۱۷۷	اے نبی! آپ کیلئے وہ بیویاں حلال ہیں جن کا مہر آپ نے ادا کر دیا	"	۵۰	۱۶۸۶	۷۱
۱۸۰	بیغیر اس کے بعد دوسری عورتیں آپ کیلئے حلال نہیں	"	۵۱-۵۲	۱۶۸۷	۷۲
۱۸۳	اے ایمان والو! انبی کے گھر میں بغیر اجازت مت جاؤ	"	۵۳	۱۶۸۸	۷۳
۱۸۶	اللہ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے	"	۵۴-۵۵	۱۶۸۹	۷۴
۱۸۸	اللہ اور فرشتے نبی رحمت ﷺ پر درود بھیجتے ہیں	"	۵۶-تا-۵۸	۱۶۹۰	۷۵
۱۹۱	اپنی چادریں اپنے منہ کے اوپر جھکا لیں	"	۵۹	۱۶۹۱	۷۶
۱۹۳	تم اللہ کے معاملہ میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پاؤ گے	"	۶۰-تا-۶۲	۱۶۹۲	۷۷
۱۹۵	قیامت کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے	"	۶۳-تا-۶۵	۱۶۹۳	۷۸
۱۹۶	اے کاش! ہم نے رسول کا کہا مانا ہوتا!	"	۶۶-تا-۶۸	۱۶۹۴	۷۹
۱۹۸	اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ بن جاؤ	"	۶۹-تا-۷۱	۱۶۹۵	۸۰
۲۰۱	ہم نے یہ امانت آسمانوں، زمیں اور پہاڑوں پر پیش کی	"	۷۲-۷۳	۱۶۹۶	۸۱
۲۰۴	آسمانوں اور زمیں میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے	سبا	۱-۲	۱۶۹۷	۸۲
۲۰۶	ہر چھوٹی بڑی چیز کھلی کتاب میں درج ہے	"	۳-۴	۱۶۹۸	۸۳
۲۰۸	اہل علم خوب سمجھتے ہیں کہ یہ کتاب برحق ہے	"	۵-۶	۱۶۹۹	۸۴
۲۰۹	آخرت کا انکار کرنے والے بڑی دور کی گمراہی میں ہیں	"	۷-۸	۱۷۰۰	۸۵
۲۱۱	اگر ہم چاہیں تو ان کو زمیں میں دھنسا دیں	"	۹	۱۷۰۱	۸۶

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۲۱۳	ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام پر اپنا فضل کیا	سبا	۱۱-۱۰	۱۷۰۲	۸۷
۲۱۴	حضرت سلیمان (علیہ السلام) کیلئے ہم نے ہوا کو تابع بنا دیا تھا	"	۱۳-۱۲	۱۷۰۳	۸۸
۲۱۸	جب ہم نے حضرت سلیمان کی موت کا فیصلہ کیا	"	۱۳	۱۷۰۴	۸۹
۲۲۰	اپنے رب کے رزق سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو	"	۱۷-تا-۱۵	۱۷۰۵	۹۰
۲۲۲	ہم نے انہیں افسانہ ہی افسانہ بنا دیا	"	۲۱-تا-۱۸	۱۷۰۶	۹۱
۲۲۵	یہ باطل معبود کسی بھی چیز کے مالک نہیں ہیں	"	۲۳-۲۲	۱۷۰۷	۹۲
۲۲۸	وہ کون ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے؟	"	۲۶-تا-۲۴	۱۷۰۸	۹۳
۲۳۰	ہم نے آپ ﷺ کو سارے جہاں کیلئے رسول بنا کر بھیجا ہے	"	۳۰-تا-۲۷	۱۷۰۹	۹۴
۲۳۳	جب ظالم اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے	"	۳۱	۱۷۱۰	۹۵
۲۳۵	کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا؟	"	۳۳-۳۲	۱۷۱۱	۹۶
۲۳۷	جب بھی کسی نبی کو بھیجا گیا تو خوشحال لوگوں نے کیا کہا؟	"	۳۶-تا-۳۴	۱۷۱۲	۹۷
۲۳۹	ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کیلئے بشارت	"	۳۹-تا-۳۷	۱۷۱۳	۹۸
۲۴۲	اس دن کو یاد کرو جس دن اللہ تعالیٰ اس سب کو جمع کرے گا	"	۴۲-تا-۴۰	۱۷۱۴	۹۹
۲۴۴	قرآن مجید کے بارے میں کافروں کا ایک غلط الزام	"	۴۴-۴۳	۱۷۱۵	۱۰۰
۲۴۷	دیکھو! میری دی ہوئی سزا کتنی سخت تھی؟	"	۴۷-تا-۴۵	۱۷۱۶	۱۰۱
۲۴۹	باطل میں کوئی دم خم نہیں ہوتا	"	۵۰-تا-۴۸	۱۷۱۷	۱۰۲
۲۵۱	وہاں بھاگنے کا راستہ نہیں ہوگا	"	۵۳-تا-۵۱	۱۷۱۸	۱۰۳
۲۵۴	اللہ تعالیٰ کو اس کے ارادے سے کوئی روکنے والا نہیں	فاطر	۲-۱	۱۷۱۹	۱۰۴
۲۵۶	پیغمبر! آپ سے پہلے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا گیا ہے	"	۴-۳	۱۷۲۰	۱۰۵
۲۵۸	دنہوی زندگی تمہیں ہرگز دھوکہ میں نہ ڈالے	"	۷-تا-۵	۱۷۲۱	۱۰۶
۲۶۰	کافروں پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپ کی جان ہی جاتی رہے	"	۸	۱۷۲۲	۱۰۷

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۲۶۲	ہم بارش کے ذریعہ مردہ زمین کو زندگی عطا کرتے ہیں	فاطر	۹-۱۰	۱۷۲۳	۱۰۸
۲۶۳	اللہ تعالیٰ نے تمہیں جوڑے جوڑے بنا دیا	"	۱۱	۱۷۲۴	۱۰۹
۲۶۶	دو دریا برابر نہیں ہوتے	"	۱۲	۱۷۲۵	۱۱۰
۲۶۸	وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں	"	۱۳	۱۷۲۶	۱۱۱
۲۷۱	اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو	"	۱۵-تا-۱۷	۱۷۲۷	۱۱۲
۲۷۲	کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا	"	۱۸	۱۷۲۸	۱۱۳
۲۷۴	مومن اور کافر برابر نہیں ہو سکتے	"	۱۹-تا-۲۲	۱۷۲۹	۱۱۴
۲۷۷	کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی خیر دار کرنے والا نہ آیا ہو	"	۲۳-تا-۲۶	۱۷۳۰	۱۱۵
۲۷۹	ہم نے پانی کے ذریعہ رنگ برنگے پھل اگائے	"	۲۷-۲۸	۱۷۳۱	۱۱۶
۲۸۱	یہ لوگ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی نقصان نہیں اٹھائے گی	"	۲۹-۳۰	۱۷۳۲	۱۱۷
۲۸۳	تلاوت قرآن، اقامت صلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت	"	۳۱-۳۲	۱۷۳۳	۱۱۸
۲۸۶	جنتیوں کو سونے کے کنگن اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا	"	۳۳-تا-۳۵	۱۷۳۴	۱۱۹
۲۸۸	دوزخی نہی مرے گے اور نہ ہی ان کے عذاب میں کمی ہوگی	"	۳۶-۳۷	۱۷۳۵	۱۲۰
۲۹۱	وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پچھلے لوگوں کا جانشین بنایا	"	۳۸-۳۹	۱۷۳۶	۱۲۱
۲۹۳	کون ہے وہ جو آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے؟	"	۴۰-۴۱	۱۷۳۷	۱۲۲
۲۹۵	تم کبھی اللہ کے دستور کو ٹٹا ہوا نہیں پاؤ گے	"	۴۲-۴۳	۱۷۳۸	۱۲۳
۲۹۷	زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی	"	۴۴-۴۵	۱۷۳۹	۱۲۴
۳۰۰	یقیناً آپ پیغمبروں میں سے ہیں	یس	۱-تا-۶	۱۷۴۰	۱۲۵
۳۰۲	ہم نے ان کے گلوں میں طوق ڈال رکھے ہیں	"	۷-تا-۱۲	۱۷۴۱	۱۲۶
۳۰۶	پیغمبر! آپ ان کے سامنے ایک بستی کی مثال پیش کیجئے	"	۱۳-تا-۱۷	۱۷۴۲	۱۲۷
۳۰۸	تمہاری محوسات خود تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے	"	۱۸-تا-۲۷	۱۷۴۳	۱۲۸
۳۱۳	وہ ایک چنگھاڑ تھی جس سے وہ بچھ کر رہ گئے	"	۲۸-تا-۳۲	۱۷۴۴	۱۲۹

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۳۱۵	ایک نشانی وہ زمین ہے جو مردہ پڑی ہوئی تھی	یس	۳۳-تا-۳۵	۱۷۴۵	۱۳۰
۳۱۷	اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے جوڑے بنائے	"	۳۹-تا-۴۰	۱۷۴۶	۱۳۱
۳۲۰	ہم نے اس کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا	"	۳۱-تا-۳۳	۱۷۴۷	۱۳۲
۳۲۲	اللہ کی ہر نشانی سے لوگوں نے منہ موڑا ہے	"	۳۵-تا-۳۷	۱۷۴۸	۱۳۳
۳۲۵	یہ لوگ بس ایک چنگھاڑ کا انتظار کر رہے ہیں	"	۴۸-تا-۵۰	۱۷۴۹	۱۳۴
۳۲۶	جب صور پھونک دیا جائے گا	"	۵۱-تا-۵۳	۱۷۵۰	۱۳۵
۳۲۹	جنتی اپنی بیویوں کے ساتھ آرام دہ نشستوں پر ٹیک لگائے بیٹھیں گے	"	۵۵-تا-۵۸	۱۷۵۱	۱۳۶
۳۳۱	شیطان کی عبادت مت کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے	"	۵۹-تا-۶۲	۱۷۵۲	۱۳۷
۳۳۲	آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے	"	۶۳-تا-۶۸	۱۷۵۳	۱۳۸
۳۳۵	قرآن مجید حقیقت کو کھول کھول کر بیاں کرتا ہے	"	۶۹-تا-۷۱	۱۷۵۴	۱۳۹
۳۳۷	اللہ تعالیٰ نے موشیوں کو انسانوں کے قابو میں کر دیا	"	۷۲-تا-۷۶	۱۷۵۵	۱۴۰
۳۳۹	ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا	"	۷۷-تا-۸۰	۱۷۵۶	۱۴۱
۳۴۱	اللہ تعالیٰ صرف حکم دیتے ہیں کہ ہو جاوے وہ جاتی ہے	"	۸۱-تا-۸۳	۱۷۵۷	۱۴۲
۳۴۳	قطار کی شکل میں صف بنانے والوں کی قسم	الصف	۱-تا-۵	۱۷۵۸	۱۴۳
۳۴۵	ستاروں کے ذریعہ آسمان کی سجاوٹ	"	۶-تا-۱۰	۱۷۵۹	۱۴۴
۳۴۸	اے پیغمبر! آپ اس کی باتوں پر تعجب کرتے ہو	"	۱۱-تا-۱۸	۱۷۶۰	۱۴۵
۳۵۰	وہ تو ایک زوردار آواز ہوگی	"	۱۹-تا-۲۱	۱۷۶۱	۱۴۶
۳۵۱	گھیر لاوا ان سارے ظالموں کو	"	۲۲-تا-۲۶	۱۷۶۲	۱۴۷
۳۵۳	ماتحت اپنے بڑوں سے کیا کہیں گے؟	"	۲۷-تا-۳۲	۱۷۶۳	۱۴۸
۳۵۵	سب لوگ عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے	"	۳۳-تا-۳۷	۱۷۶۴	۱۴۹
۳۵۶	برگزیدہ بندوں کیلئے طے شدہ رزق اور میوے	"	۳۸-تا-۳۹	۱۷۶۵	۱۵۰

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۳۵۹	جنتیوں کا آپس میں سوال	الصُّفُّوٰتِ	۶۱-۵۰-۳	۱۷۶۶	۱۵۱
۳۶۲	بھلا یہ مہمانی اچھی ہے یا زقوم کا درخت ہے؟	"	۶۷-۳-۶۲	۱۷۶۷	۱۵۲
۳۶۴	یہ لوگ انہی کے نقش قدم پر لپک لپک کر دوڑتے ہیں	"	۷۴-۳-۶۸	۱۷۶۸	۱۵۳
۳۶۶	ہم پکارا کرتا اچھا جواب دینے والے ہیں؟	"	۸۲-۳-۷۵	۱۷۶۹	۱۵۴
۳۶۸	جب حضرت ابراہیم علیہ السلام صاف سقرا دل لے کر آئے	"	۹۵-۳-۸۳	۱۷۷۰	۱۵۵
۳۷۱	لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کیلئے ایک عمارت بناؤ	"	۱۰۱-۳-۹۶	۱۷۷۱	۱۵۶
۳۷۴	آپ وہی سمجھتے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے	"	۱۰۸-۳-۱۰۲	۱۷۷۲	۱۵۷
۳۷۶	سلام ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر	"	۱۱۳-۳-۱۰۹	۱۷۷۳	۱۵۸
۳۷۸	ہم نے موتی اور ہارون علیہما السلام پر بھی احسان کیا	"	۱۲۲-۳-۱۱۴	۱۷۷۴	۱۵۹
۳۸۱	حضرت الیاس علیہ السلام بھی پیغمبروں میں سے تھے	"	۱۳۲-۳-۱۲۳	۱۷۷۵	۱۶۰
۳۸۳	یقیناً حضرت لوط علیہ السلام بھی پیغمبروں میں سے تھے	"	۱۳۸-۳-۱۳۳	۱۷۷۶	۱۶۱
۳۸۵	یقیناً حضرت یونس علیہ السلام بھی پیغمبروں میں سے تھے	"	۱۴۸-۳-۱۳۹	۱۷۷۷	۱۶۲
۳۸۸	کیا رب کے حصے میں بیٹیاں اور تمہارے حصے میں بیٹے؟	"	۱۵۵-۳-۱۴۹	۱۷۷۸	۱۶۳
۳۹۰	کیا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے؟	"	۱۶۰-۳-۱۵۶	۱۷۷۹	۱۶۴
۳۹۱	ہر فرشتے کا ایک متعین مقام ہے	"	۱۷۰-۳-۱۶۱	۱۷۸۰	۱۶۵
۳۹۴	اللہ کی طرف سے پیغمبروں کی مدد ہے	"	۱۷۷-۳-۱۷۱	۱۷۸۱	۱۶۶
۳۹۶	آپ کچھ وقت ان لوگوں سے بے پرواہ ہو جائے	"	۱۸۲-۳-۱۷۸	۱۷۸۲	۱۶۷
۳۹۸	غرو اور ہٹ دھرمی کفر کی وجہ	ص	۳-۳-۱	۱۷۸۳	۱۶۸
۳۹۹	ہم نے تو یہ بات پچھلے دین میں کبھی نہیں سنی	"	۷-۳-۴	۱۷۸۴	۱۶۹
۴۰۱	انہوں نے ابھی میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا	"	۱۱-۳-۸	۱۷۸۵	۱۷۰
۴۰۳	ان سے پہلے مختلف قوموں نے جھٹلایا	"	۱۶-۳-۱۲	۱۷۸۶	۱۷۱
۴۰۶	اے پیغمبر! جو کچھ یہ کہتے ہیں اس پر آپ صبر کیجئے	"	۲۰-۳-۱۷	۱۷۸۷	۱۷۲

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۴۰۸	آپ ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیجئے	ص	۲۱-۲۲	۱۷۸۸	۱۷۳
۴۱۱	اے داؤد! ہم نے تمہیں زمیں پر ظریف بنا دیا ہے؟	"	۲۵-۲۶	۱۷۸۹	۱۷۴
۴۱۳	ہم نے کوئی چیز بیکار پیدا نہیں کی	"	۲۷-۲۹	۱۷۹۰	۱۷۵
۴۱۶	جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے	"	۳۰-۳۳	۱۷۹۱	۱۷۶
۴۱۸	ہم نے سلیمان کی ایک آزمائش کی تھی	"	۳۲-۳۵	۱۷۹۲	۱۷۷
۴۲۰	ہم نے ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے قابو میں کر دیا	"	۳۶-۴۰	۱۷۹۳	۱۷۸
۴۲۱	ہم نے کہا اپنے پیروں میں پر مارو	"	۴۱-۴۴	۱۷۹۴	۱۷۹
۴۲۵	وہ جو قوت والے اور صاحب بصیرت تھے	"	۴۵-۴۷	۱۷۹۵	۱۸۰
۴۲۶	منتقوں کا آخری ٹھکانہ بہترین ہوگا	"	۴۸-۵۲	۱۷۹۶	۱۸۱
۴۲۸	یہ ہماری عطا ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں	"	۵۳-۵۷	۱۷۹۷	۱۸۲
۴۳۰	یہ ایک اور لشکر ہے جو تمہارے ساتھ گھسا آ رہا ہے	"	۵۸-۶۱	۱۷۹۸	۱۸۳
۴۳۲	کیا ہم نے ان کا ناسخ مذاق اڑایا تھا؟	"	۶۲-۶۴	۱۷۹۹	۱۸۴
۴۳۴	مجھے عالم بالا کا کچھ علم نہیں تھا	"	۶۵-۷۰	۱۸۰۰	۱۸۵
۴۳۶	میں گارے سے ایک انسان بنانے والا ہوں	"	۷۱-۷۴	۱۸۰۱	۱۸۶
۴۳۸	میں اس آدم سے بہتر ہوں	"	۷۵-۷۸	۱۸۰۲	۱۸۷
۴۴۰	چل تجھے مہلت دے دی گئی	"	۷۹-۸۵	۱۸۰۳	۱۸۸
۴۴۲	میں بناوٹی لوگوں میں سے نہیں ہوں	"	۸۶-۸۸	۱۸۰۴	۱۸۹
۴۴۴	اے پیغمبر! یہ کتاب ہم نے آپ پر برحق نازل کی ہے	الزمر	۱-۳	۱۸۰۵	۱۹۰
۴۴۷	اللہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے	"	۴-۵	۱۸۰۶	۱۹۱
۴۴۹	تمہارے لئے مویشیوں میں سے آٹھ جوڑے پیدا کئے	"	۶-۷	۱۸۰۷	۱۹۲
۴۵۲	انسان کا بھی عجیب حال ہے	"	۸-۹	۱۸۰۸	۱۹۳
۴۵۵	صابرین کو بے حساب اجر دیا جائے گا	"	۱۰-۱۲	۱۸۰۹	۱۹۴

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۴۵۷	نافرمانی پر عذاب کا خوف	الزمر	۱۶-۱۳ تا	۱۸۱۰	۱۹۵
۴۵۹	ایسے لوگوں نے اللہ سے لو لگائی ہے	"	۱۸-۱۷	۱۸۱۱	۱۹۶
۴۶۱	کیا تم لوگ اسکو بچا لو گے جو آگ کے اندر پہنچ چکا؟	"	۲۰-۱۹	۱۸۱۲	۱۹۷
۴۶۳	اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا	"	۲۲-۲۱	۱۸۱۳	۱۹۸
۴۶۵	ایک ایسی کتاب جس کے مضامین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں؟	"	۲۴-۲۳	۱۸۱۴	۱۹۹
۴۶۸	آخرت کا عذاب تو اور بھی بڑا ہے	"	۲۶-۲۵	۱۸۱۵	۲۰۰
۴۶۹	قرآن مجید میں ہر قسم کی مثالیں	"	۲۸-۲۷	۱۸۱۶	۲۰۱
۴۷۱	اے پیغمبر! موت انہیں بھی آئی ہے اور تمہیں بھی	"	۳۱-۲۹ تا	۱۸۱۷	۲۰۲
۴۷۳	اس سے بڑا ظالم کون ہوگا؟	"	۳۵-۳۲ تا	۱۸۱۸	۲۰۳
۴۷۵	اے پیغمبر! کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے؟	"	۳۷-۳۶	۱۸۱۹	۲۰۴
۴۷۷	اللہ پر جھوٹ باندھنے کی سزا	"	۴۰-۳۸ تا	۱۸۲۰	۲۰۵
۴۸۰	اللہ تعالیٰ تمام روحوں کو موت کے وقت قبض کر لیتا ہے	"	۴۲-۴۱	۱۸۲۱	۲۰۶
۴۸۲	سفارش صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے	"	۴۴-۴۳	۱۸۲۲	۲۰۷
۴۸۴	وہ کون ہیں جن کے دل اللہ کے ذکر سے بیزار ہو جاتے ہیں؟	"	۴۶-۴۵	۱۸۲۳	۲۰۸
۴۸۶	جن لوگوں نے ظلم کا ارتکاب کیا ہے!	"	۴۸-۴۷	۱۸۲۴	۲۰۹
۴۸۸	یہ لوگ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے	"	۵۱-۴۹ تا	۱۸۲۵	۲۱۰
۴۹۰	رزق میں وسعت اور تنگی اللہ کے ارادہ پر موقوف ہے	"	۵۳-۵۲	۱۸۲۶	۲۱۱
۴۹۳	تم سب اپنے پروردگار سے لو لگا لو	"	۵۵-۵۴	۱۸۲۷	۲۱۲
۴۹۵	میری آیتیں تیرے پاس آچکی تھیں	"	۵۹-۵۶ تا	۱۸۲۸	۲۱۳
۴۹۷	تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم	"	۶۳-۶۰ تا	۱۸۲۹	۲۱۴
۴۹۹	شکر گزار بندوں میں شامل ہو جاؤ	"	۶۶-۶۴ تا	۱۸۳۰	۲۱۵
۵۰۲	انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں پہچانی	"	۷۰-۶۷ تا	۱۸۳۱	۲۱۶

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۵۰۵	کافروں کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا	الزمر	۷۲-۷۱	۱۸۳۲	۲۱۷
۵۰۷	مقیوں کو جنت کی طرف لیجا یا جائے گا	"	۷۵-۷۳-۷۲	۱۸۳۳	۲۱۸
۵۱۰	گناہوں کو معاف کرنے والا، تو بہ قبول کرنے والا	المومن	۴-۳-۱	۱۸۳۴	۲۱۹
۵۱۲	اللہ کی آیتوں میں کافر ہی جھگڑا کرتے ہیں	"	۶-۵	۱۸۳۵	۲۲۰
۵۱۳	عرش کو تھامے ہوئے فرشتے تسبیح میں مصروف	"	۹-۷-۶	۱۸۳۶	۲۲۱
۵۱۷	تو نے ہمیں دوسرے زندگی دوسرے موت دی ہے	"	۱۲-۱۰-۱۱	۱۸۳۷	۲۲۲
۵۲۰	وہی اللہ ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے	"	۱۵-۱۳-۱۴	۱۸۳۸	۲۲۳
۵۲۲	جس دن وہ سب کھل کر سامنے آجائیں گے	"	۱۸-۱۶-۱۷	۱۸۳۹	۲۲۴
۵۲۳	اللہ تعالیٰ آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے	"	۲۰-۱۹	۱۸۴۰	۲۲۵
۵۲۶	کیا انہوں نے زمیں میں چل پھر کر نہیں دیکھا؟	"	۲۲-۲۱	۱۸۴۱	۲۲۶
۵۲۸	کافروں کی چالیں مقصد تک نہیں پہنچ سکتیں	"	۲۵-۲۳-۲۴	۱۸۴۲	۲۲۷
۵۲۹	لاوا میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں	"	۲۷-۲۶	۱۸۴۳	۲۲۸
۵۳۱	اگر وہ جھوٹا ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا	"	۲۹-۲۸	۱۸۴۴	۲۲۹
۵۳۴	مجھے تم پر اسی دن کا خوف ہے جس دن چیخ و پکار مچے گی	"	۳۳-۳۰-۳۱	۱۸۴۵	۲۳۰
۵۳۶	یہ بات اللہ کے نزدیک بھی قابل نفرت ہے	"	۳۵-۳۴	۱۸۴۶	۲۳۱
۵۳۸	اے ہامان! میرے لئے ایک اونچی عمارت بناو	"	۳۸-۳۶-۳۷	۱۸۴۷	۲۳۲
۵۴۰	آخرت ہی رہنے بسنے کا اصل گھر ہے	"	۴۰-۳۹	۱۸۴۸	۲۳۳
۵۴۲	میں تمہیں نجات کی طرف دعوت دے رہا ہوں	"	۴۳-۴۱-۴۲	۱۸۴۹	۲۳۴
۵۴۴	عنقریب تم میری باتیں یاد کرو گے	"	۴۶-۴۴-۴۵	۱۸۵۰	۲۳۵
۵۴۶	جب یہ لوگ دوزخ میں لڑ رہے ہوں گے	"	۴۸-۴۷-۴۸	۱۸۵۱	۲۳۶

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۵۴۸	دوزخی دوزخ کے نگرانوں سے کیا کہیں گے؟	المومن	۵۰-۴۹	۱۸۵۲	۲۳۷
۵۵۰	دنیا اور آخرت میں پیغمبروں اور مومنوں کی مدد	"	۵۲-۵۱	۱۸۵۳	۲۳۸
۵۵۲	بنی اسرائیل کو اس کتاب کا وارث بنا دیا	"	۵۵-۳-۵۳	۱۸۵۴	۲۳۹
۵۵۳	اللہ کی آیتوں میں جھگڑے کرنے والوں کے پاس کوئی سند نہیں ہے	"	۵۷-۵۶	۱۸۵۵	۲۴۰
۵۵۶	اندھا اور نابینا دونوں برابر نہیں ہو سکتے	"	۶۰-۳-۵۸	۱۸۵۶	۲۴۱
۵۵۸	رات سکون کیلئے اور دن دیکھنے کیلئے	"	۶۳-۳-۶۱	۱۸۵۷	۲۴۲
۵۶۰	اللہ تعالیٰ نے زمیں کو قرار کی جگہ بنایا	"	۶۵-۶۴	۱۸۵۸	۲۴۳
۵۶۲	مجھے غیر اللہ کی عبادت سے روکا گیا ہے	"	۶۸-۳-۶۶	۱۸۵۹	۲۴۴
۵۶۵	جب ان کے گلوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی	"	۷۲-۳-۶۹	۱۸۶۰	۲۴۵
۵۶۷	اسی طرح اللہ کافروں کو بدحواں کر دیتا ہے	"	۷۵-۳-۷۳	۱۸۶۱	۲۴۶
۵۶۹	دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ	"	۷۸-۳-۷۶	۱۸۶۲	۲۴۷
۵۷۲	اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے مویشی پیدا کئے	"	۸۱-۳-۷۹	۱۸۶۳	۲۴۸
۵۷۴	جو کچھ وہ کمائے ان کے کچھ کام نہ آیا	"	۸۳-۳-۸۲	۱۸۶۴	۲۴۹
۵۷۶	خبردار رہو کہ اللہ کا یہی معمول ہے	"	۸۵-۸۴	۱۸۶۵	۲۵۰
۵۷۹	یہ کلام رب ذوالجلال کی طرف اتارا جا رہا ہے	حم السجدہ	۴-۳-۱	۱۸۶۶	۲۵۱
۵۸۲	ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں	"	۷-۳-۵	۱۸۶۷	۲۵۲
۵۸۴	ایسا اجر جس کا سلسلہ ٹوٹے والا نہیں	"	۹-۸	۱۸۶۸	۲۵۳
۵۸۶	اللہ نے زمین میں جے ہوئے پہاڑ پیدا کیے	"	۱۱-۱۰	۱۸۶۹	۲۵۴
۵۸۹	اللہ نے دودن میں سات آسمان بنا دیئے	"	۱۳-۱۲	۱۸۷۰	۲۵۵
۵۹۰	قوم عاد نے ناحق تکبر کیا	"	۱۶-۳-۱۴	۱۸۷۱	۲۵۶
۵۹۳	قوم ثمود نے اندھارے کو پسند کیا	"	۱۸-۱۷	۱۸۷۲	۲۵۷
۵۹۵	کان، آنکھیں اور کھالیں بھی گواہی دیں گے	"	۲۱-۳-۱۹	۱۸۷۳	۲۵۸
۵۹۷	تم ان لوگوں میں شامل ہو گے جو خسارے میں ہیں	"	۲۴-۳-۲۲	۱۸۷۴	۲۵۹

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۶۰۰	ہم نے دنیا میں ان پر کچھ ساقی مقرر کر دیئے ہیں	حم السجدہ	۲۵	۱۸۷۵	۲۶۰
۶۰۱	شور مچا دیا کرو تا کہ تم ہی غالب رہو	"	۲۶-۲۸	۱۸۷۶	۲۶۱
۶۰۳	جو دل چاہے گا جنت میں وہ سب کچھ ملے گا	"	۲۹-۳۲	۱۸۷۷	۲۶۲
۶۰۶	تم ہدی کا دفاع ایسے طریقہ سے کرو جو بہترین ہو	"	۳۳-۳۵	۱۸۷۸	۲۶۳
۶۰۸	جب شیطان کی طرف سے وسوسہ آجائے	"	۳۶-۳۸	۱۸۷۹	۲۶۴
۶۱۱	قدرت کی یہ بھی ایک نشانی ہے	"	۳۹-۴۰	۱۸۸۰	۲۶۵
۶۱۳	ان لوگوں نے برا کیا جنہوں نے نصیحت والی کتاب کا انکار کیا	"	۴۱-۴۳	۱۸۸۱	۲۶۶
۶۱۵	قرآن تو عجمی ہے اور پیغمبر عربی ہے؟	"	۴۴-۴۶	۱۸۸۲	۲۶۷
۶۱۹	اللہ کے علم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا	"	۴۷-۴۹	۱۸۸۳	۲۶۸
۶۲۲	جب ہم انسان پر کوئی انعام کرتے ہیں	"	۵۰-۵۱	۱۸۸۴	۲۶۹
۶۲۴	اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا؟	"	۵۲-۵۴	۱۸۸۵	۲۷۰
۶۲۸	اللہ ہی برتر ہے اور عظمت کا مالک ہے	الشوری	۱-۳	۱۸۸۶	۲۷۱
۶۳۰	ایسا لگتا ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں	"	۵-۶	۱۸۸۷	۲۷۲
۶۳۲	ہم نے عربی قرآن آپ پر وحی کے ذریعہ بھیجا ہے	"	۷-۸	۱۸۸۸	۲۷۳
۶۳۴	اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی سے میں لو لگاتا ہوں	"	۹-۱۰	۱۸۸۹	۲۷۴
۶۳۶	تمہارے لئے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے	"	۱۱-۱۲	۱۸۹۰	۲۷۵
۶۳۸	دیں کو قائم رکھو، اس میں تفرقہ نہ ڈالو	"	۱۳-۱۴	۱۸۹۱	۲۷۶
۶۴۱	اسی دیں پر جسے جسے جس کا حکم آپ کو دیا گیا	"	۱۵-۱۶	۱۸۹۲	۲۷۷
۶۴۴	حق پر مشتمل کتاب اور انصاف پر مبنی ترازو	"	۱۷-۱۹	۱۸۹۳	۲۷۸
۶۴۷	جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے!	"	۲۰-۲۱	۱۸۹۴	۲۷۹
۶۴۹	ان کے اعمال کا وبال انہی پر پڑے گا	"	۲۲-۲۳	۱۸۹۵	۲۸۰
۶۵۲	اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر مہر لگا دے	"	۲۴-۲۵	۱۸۹۶	۲۸۱

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۶۵۴	اگر اللہ کھلے طور پر رزق پھیلا دیتا تو!	الشوریٰ	۲۶-۲۹	۱۸۹۷	۲۸۲
۶۵۷	تمہاری مجال نہیں کہ تم زمیں میں اللہ کو عاجز کر سکو	"	۳۰-۳۱	۱۸۹۸	۲۸۳
۶۵۹	سمندر میں پہاڑوں جیسے جہاز قدرت کی نشانی ہیں	"	۳۲-۳۵	۱۸۹۹	۲۸۴
۶۶۰	وہ دنیوی زندگی کی پونجی ہے	"	۳۶-۳۸	۱۹۰۰	۲۸۵
۶۶۳	جب ان پر کوئی زیادتی ہوتی ہے تو وہ اپنا دفاع کرتے ہیں	"	۳۹-۴۱	۱۹۰۱	۲۸۶
۶۶۶	الزام تو ان پر ہے جو بلا و جو لوگوں پر ظلم کریں	"	۴۲-۴۴	۱۹۰۲	۲۸۷
۶۶۸	اللہ جس کو گمراہ کر دے اس کے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں	"	۴۵-۴۶	۱۹۰۳	۲۸۸
۶۷۰	اس دن تمہارے لئے بچنے کی کوئی جگہ نہیں ہوگی	"	۴۷-۴۸	۱۹۰۴	۲۸۹
۶۷۳	اللہ جس کو چاہے لڑکے اور جس کو چاہے لڑکیاں دیتا ہے	"	۴۹-۵۰	۱۹۰۵	۲۹۰
۶۷۵	کوئی انسان اللہ تعالیٰ سے روبرو بات نہیں کر سکتا	"	۵۱	۱۹۰۶	۲۹۱
۶۷۷	ہم نے اس قرآن کو ایک نور بنایا ہے	"	۵۲-۵۳	۱۹۰۷	۲۹۲
۶۸۰	ہم نے اسی عربی زبان کا قرآن بنایا ہے	الزخرف	۱-۳	۱۹۰۸	۲۹۳
۶۸۱	ہر نبی کا مذاق اڑایا گیا	"	۵-۸	۱۹۰۹	۲۹۴
۶۸۳	یہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمیں کو چھوٹا بنایا	"	۹-۱۲	۱۹۱۰	۲۹۵
۶۸۶	اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو جب تم سواری پر سوار ہو جاؤ	"	۱۳-۱۵	۱۹۱۱	۲۹۶
۶۸۸	وہ دل ہی دل میں گھنٹا رہتا ہے	"	۱۶-۲۰	۱۹۱۲	۲۹۷
۶۹۱	ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے	"	۲۱-۲۳	۱۹۱۳	۲۹۸
۶۹۳	جو پیغام دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے	"	۲۴-۲۵	۱۹۱۴	۲۹۹
۶۹۵	میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو	"	۲۶-۲۹	۱۹۱۵	۳۰۰
۶۹۷	کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن کیوں نازل نہیں ہوا؟	"	۳۰-۳۲	۱۹۱۶	۳۰۱
۷۰۰	سارے انسان اگر ایک طرح کے ہو جائیں	"	۳۳-۳۶	۱۹۱۷	۳۰۲
۷۰۲	ایسے شیاطین ان کو راستے سے روکتے ہیں	"	۳۷-۳۸	۱۹۱۸	۳۰۳

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۷۰۴	کیا آپ بہروں کو سناو گے؟	الزخرف	۳۹-۴۰	۱۹۱۹	۳۰۴
۷۰۶	یقیناً آپ سیدھے راست پر ہیں	"	۴۱-۴۳	۱۹۲۰	۳۰۵
۷۰۸	یقیناً آپ کیلئے اور آپ کی قوم کیلئے پوری نیک نائی کا ذریعہ ہے	"	۴۴-۴۵	۱۹۲۱	۳۰۶
۷۱۰	میں رب العالمین کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں	"	۴۶-۴۸	۱۹۲۲	۳۰۷
۷۱۱	کیا مصر کی سلطنت میرے قبضہ میں نہیں ہے؟	"	۴۹-۵۲	۱۹۲۳	۳۰۸
۷۱۳	اس نے اپنی قوم کو بیوقوف بنایا	"	۵۳-۵۶	۱۹۲۴	۳۰۹
۷۱۶	اصل میں وہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو	"	۵۷-۵۹	۱۹۲۵	۳۱۰
۷۱۸	یقین رکھو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی ایک نشانی ہیں	"	۶۱-۶۲	۱۹۲۶	۳۱۱
۷۲۰	یقیناً اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے	"	۶۳-۶۴	۱۹۲۷	۳۱۲
۷۲۱	کئی گروہوں نے اختلاف پیدا کر لیا	"	۶۵-۶۶	۱۹۲۸	۳۱۳
۷۲۳	اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہونگے	"	۶۷-۷۰	۱۹۲۹	۳۱۴
۷۲۵	اس جنت میں ہر وہ چیز ملے گی جس کی دل خواہش کرے گا	"	۷۱-۷۳	۱۹۳۰	۳۱۵
۷۲۷	مجرم دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے	"	۷۴-۷۶	۱۹۳۱	۳۱۶
۷۲۸	تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کر دے	"	۷۷-۸۰	۱۹۳۲	۳۱۷
۷۳۰	آپ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیجئے	"	۸۱-۸۳	۱۹۳۳	۳۱۸
۷۳۲	اللہ ہی آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی	"	۸۴-۸۶	۱۹۳۴	۳۱۹
۷۳۴	عنقریب انہیں خود سب کچھ پتہ چل جائے گا	"	۸۷-۸۹	۱۹۳۵	۳۲۰
۷۳۶	حق کو واضح کرنے والی مقدس کتاب	الدخان	۱-۶	۱۹۳۶	۳۲۱
۷۳۸	جب آسمان ایک واضح دھواں لے کر نمودار ہوگا!	"	۷-۱۱	۱۹۳۷	۳۲۲
۷۴۱	اے پروردگار! ہم سے یہ عذاب دور کر دیجیے	"	۱۲-۱۶	۱۹۳۸	۳۲۳
۷۴۳	ان سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کو آزما یا تھا	"	۱۷-۲۰	۱۹۳۹	۳۲۴

صفحہ نمبر	عنوان	نام سورت	آیت نمبر	درس نمبر	سلسلہ نمبر
۷۴۵	میرے بندوں کو لے کر راتوں رات روانہ ہو جاؤ	الذخاں	۲۱-۲۲-۲۳	۱۹۴۰	۳۲۵
۷۴۷	ان سب چیزوں کا وارث دوسری قوم کو بنا دیا	"	۲۵-۲۶-۲۷	۱۹۴۱	۳۲۶
۷۴۹	بنی اسرائیل کو ہم نے ذلت کے عذاب سے نجات دی	"	۳۰-۳۱-۳۲	۱۹۴۲	۳۲۷
۷۵۰	اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ داداؤں کو اٹھالے آؤ	"	۳۲-۳۳-۳۴	۱۹۴۳	۳۲۸
۷۵۳	فیصلہ کا دن ان سب کی مقررہ میعاد ہے	"	۳۸-۳۹-۴۰	۱۹۴۴	۳۲۹
۷۵۵	زقوم کا درخت گنہ گار کا کھانا ہوگا	"	۴۳-۴۴-۴۵	۱۹۴۵	۳۳۰
۷۵۷	متقی امن اور چین کی جگہ میں ہوں گے	"	۵۱-۵۲-۵۳	۱۹۴۶	۳۳۱
۷۵۸	جنتی جنت میں ہر قسم کے میوے منگواتے ہوں گے	"	۵۵-۵۶-۵۷	۱۹۴۷	۳۳۲
۷۶۱	انسانوں کی پیدائش میں بھی قدرت کی نشانی ہے	الجاثیہ	۱-۲-۳	۱۹۴۸	۳۳۳
۷۶۳	وہ کونسی بات ہے جس پر یہ ایمان لائیں گے	"	۶-۷-۸	۱۹۴۹	۳۳۴
۷۶۶	ان لوگوں کے آگے جہنم ہے	"	۱۰-۱۱-۱۲	۱۹۵۰	۳۳۵
۷۶۸	اللہ نے سمندر کو تمہارے کام میں لگا دیا	"	۱۲-۱۳-۱۴	۱۹۵۱	۳۳۶
۷۶۹	جو نیک کام کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کیلئے ہے	"	۱۴-۱۵-۱۶	۱۹۵۲	۳۳۷
۷۷۱	ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکمت اور ثبوت عطا کی	"	۱۶-۱۷-۱۸	۱۹۵۳	۳۳۸
۷۷۳	پیغمبر! ہم نے آپ کو ایک خاص شریعت پر رکھا ہے	"	۱۸-۱۹-۲۰	۱۹۵۴	۳۳۹
۷۷۶	کتنی بری بات ہے جو یہ طے کر رہے ہیں؟	"	۲۱-۲۲-۲۳	۱۹۵۵	۳۴۰
۷۷۸	وہ جس نے اپنی نفسانی خواہشات کو اپنا خدا بنا رکھا ہے	"	۲۳-۲۴-۲۵	۱۹۵۶	۳۴۱
۷۸۰	اگر سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر دو	"	۲۵-۲۶-۲۷	۱۹۵۷	۳۴۲
۷۸۲	ہر گروہ گھنٹوں کے بل گرا ہوا ہوگا	"	۲۸-۲۹-۳۰	۱۹۵۸	۳۴۳
۷۸۵	تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے	"	۳۲-۳۳-۳۴	۱۹۵۹	۳۴۴
۷۸۷	دنوی زندگی نے تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا	"	۳۵-۳۶-۳۷	۱۹۶۰	۳۴۵

عام فہم درس قرآن سے متعلق اکابر علماء کرام کے تاثرات کے اقتباسات

فقہی ملت حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

دامت برکاتہم جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

محبت عزیز حضرت مولانا غیاث احمد رشادی کا نام اور کام محتاج تعارف نہیں، آسان اور عام فہم انداز میں آپ نے بہت سارے دینی موضوعات پر مختصر اور تفصیلی کتابیں تالیف کی ہیں۔ صفا بیت المال کے ذریعے آپ نے خدمت خلق کی تحریک کھڑی کی ہے یہ بڑی بابرکت اور مفید ہے اور امت کا غریب طبقہ اس سے بہت مستفید ہو رہا ہے، خدمت خلق، اصلاح معاشرہ، اور شرعی رہنمائی غرض مختلف جہتوں میں آپ کا فیض جاری ہے، اب آپ کی خدمات میں ایک اہم باب قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کا اضافہ ہوا ہے، جو یقیناً بہت مبارک ہے۔

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا صغیر احمد خان رشادی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم سبیل الرشاد، بنگلور

الحمد للہ، مولانا غیاث احمد صاحب رشادی جو نہایت جید عالم دین ہیں، کئی فنون پر عبور رکھتے ہیں، اللہ نے ان کو ہر فن میں گیرائی و گہرائی عطا فرمائی ہے، تقریر اور تحریر میں ایک خاص ملکہ رکھتے ہیں، ان کی بیسیوں تصنیفات اس پر دلالت کرتی ہیں اور تقریر بھی بہت پُر مغز اور تحقیقی ہوتی ہے، بے سند باتوں سے پاک۔ ان کی یہ کتاب ”عام فہم درس قرآن“ جو سلسلہ وارد دروس قرآن کا مجموعہ ہے، بہت لاجواب ہے۔

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمن مفتاحی صاحب دامت برکاتہم

سرپرست منبر و محراب فاؤنڈیشن انڈیا

بڑی خوشی اور مسرت کی بات ہے کہ مولانا غیاث احمد رشادی صاحب نے ”عام فہم درس قرآن“ کو مرتب فرما کر شائع فرمانے کا ارادہ فرمایا ہے۔ کہیں کہیں سے دیکھا بہت مفید پایا ہے۔ مختصر درس ہونے کے سبب ہر گھر میں اس کے سننے سنانے کا اہتمام ہونا چاہئے۔

خطیب بے مثال حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب دامت برکاتہم

ناظم جامعہ اشرف العلوم، حیدرآباد

ہمارے دوست مولانا غیاث احمد رشادی زید فضلہ ماشاء اللہ اپنی رفاہی اور سماجی خدمات کے وسیع و عریض سلسلے کے باوجود تعلیمی و تبلیغی ذمہ داریوں کو بھی نہ جاتے رہے ہیں۔ انہوں نے قرآن مجید سے عوام الناس کے بہ سہولت استفادہ کرنے کیلئے ایک سلسلہ شروع کیا تھا جسے اب کتابی شکل میں بھی مرتب کر کے مزید سہولت بہم پہنچا دی ہے۔ میں نے اس تفسیر کو مختصراً ملاحظہ کیا اور اسے آسان عام فہم معتبر اور مؤثر پایا؛ حق تعالیٰ مولانا موصوف کو بہترین اجر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا سید احمد و میض ندوی صاحب مدظلہ

استاذ دارالعلوم حیدرآباد

مؤلف کتاب مولانا غیاث احمد رشادی صاحب محتاج تعارف نہیں ہیں۔ ان کا کام ان کے نام سے زیادہ لوگوں میں متعارف ہے۔ لوگ انہیں ان کی ہمہ جہت خدمات کے حوالہ سے خوب جانتے ہیں۔ علمی کام اور انتظامی مصروفیات بہت کم ایک شخصیت میں جمع ہوتی ہیں۔ صفا بیت المال جیسے کل ہند نوعیت کے بافیض ادارہ کے وہ صدر ہیں جس کی خدمات کا دائرہ پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ نیز وہ ایک کہنہ مشق مؤلف بھی ہیں جنہوں نے تاحال ایک سو سے زائد علمی و اصلاحی کتابیں تحریر کی ہیں۔ انتظامی مصروفیات کے ساتھ وہ علمی کاموں کے لئے بھی خوب وقت نکالتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ جس طرح ان کے ادارے صفا بیت المال نے پورے ملک میں قبولیت حاصل کر لی ہے اسی طرح ان کا یہ تفسیری مجموعہ بھی قبول عام حاصل کرے گا۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا محترم کے فیض کو عام و تمام فرمائے اور ان کی اس علمی کاوش کو ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔



عام فہم درس قرآن کی یہ خصوصیات ہیں

- ۱۔ ایک درس میں عموماً ایک آیت یا دو آیتیں یا تین آیتیں لی گئی ہیں۔
- ۲۔ سورہ فاتحہ سے تسلسل کے ساتھ سورہ ناس تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔
- ۳۔ ہر آیت میں موجودہ تمام الفاظ کا لفظی ترجمہ بھی لکھا گیا ہے تاکہ استفادہ کرنے والے کو ہر لفظ کا ترجمہ بھی واضح طور پر معلوم ہو۔
- ۴۔ لفظی ترجمہ کے بعد ترجمہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔
- ۵۔ درس میں جتنی آیتیں لی گئی ہیں ان آیتوں میں کتنی باتیں بتلائی گئی ہیں نمبر واران باتوں کو واضح انداز میں تحریر کیا گیا ہے تاکہ استفادہ کرنے والے کو احکام الہی واضح طور پر معلوم ہو جائیں۔
- ۶۔ آیتوں کی تشریح عام فہم انداز اور آسان زبان میں کی گئی ہے۔
- ۷۔ تفسیر و تشریح میں علمی دقائق اور پیچیدہ اختلافی اقوال سے گریز کیا گیا ہے۔ اس دور میں قاری کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ ان تمام اختلافی امور میں غور کرے۔
- ۸۔ جن آیتوں کی تشریح کی جا رہی ہے ان آیات سے متعلقہ موضوع والی آیتیں جو قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہیں عموماً ایک دو آیتوں کو ترجمہ اور حوالہ کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے تاکہ اس آیت کے سمجھنے میں قاری کو آسانی ہو اور مضمون بھی واضح ہو۔
- ۹۔ ہر درس کے آخر میں یا جہاں مناسب ہو درمیان ہی میں اس آیت سے ملنے والے سبق کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔
- ۱۰۔ بعض ایسی آیتیں جن کا تعلق اقوام و احوال سے ہے وہاں ہمارے ملک بھارت کے مسلمانوں کو کچھ مفید اور اہم باتیں بتلا دی گئی ہیں، مطالعہ کے دوران قاری کو اس کا علم و احساس ہوگا۔



سُورَةُ الرَّوْمِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۶ رکوع اور ۶۰ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۱۸﴾ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہو جائیں گے ﴿الروم ۱-۳-۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْمَ ۝ غَلِبَتِ الرَّوْمُ ۝ فِيْ اَآذْنِ الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ مَّبْعَدِ غَلِبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بَضْعِ
سِنِيْنَ ۝ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ ۝ وَمِنْ مَّبْعَدُ ۝ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِعَصْرِ اللّٰهِ ۝
يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاءُ ۝ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيْمُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- الْمَ غَلِبَتِ الرَّوْمُ رومی مغلوب ہو گئے فِيْ اَآذْنِ الْاَرْضِ قریب ترین زمین میں
وَهُمْ اور وہ مِّنْ مَّبْعَدِ غَلِبِهِمْ بعد اپنے مغلوب ہونے کے سَيَغْلِبُوْنَ عنقریب غالب ہوں گے فِيْ
بَضْعِ سِنِيْنَ چند سالوں میں لِلّٰهِ الْاَمْرُ اللہ ہی کے لیے ہے الْاَمْرُ اختیار مِنْ قَبْلُ پہلے بھی وَمِنْ مَّبْعَدُ اور بعد
میں بھی وَيَوْمَئِذٍ اور اس دن يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ مومن خوش ہوں گے بِعَصْرِ اللّٰهِ اللہ کی مدد سے يَنْصُرُ مَنْ
وہ مدد دیتا ہے يَّشَاءُ جسے چاہتا ہے وَهُوَ الْعَزِيزُ نہایت غالب الرَّحِيْمُ بہت رحم کرنے والا ہے
ترجمہ:- الْمَ (اہل) روم مغلوب ہو گئے اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہو جائیں
گے اور چند ہی سال میں پہلے بھی اور پیچھے بھی اللہ ہی کا حکم ہے اور اس روز مومن خوش ہو جائیں گے۔ (یعنی) اللہ
کی مدد سے وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب (اور) مہربان ہے۔

سورت کی فضیلت:- ابوروح الکلاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں
ایک نماز پڑھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز میں سورہ روم پڑھی تو سورت آپ پر مشتبہ ہو گئی، آپ ﷺ
نے فرمایا کہ شیطان نے کچھ لوگوں کی وجہ سے ہم پر قراءت مشتبہ کر دی جو بغیر وضو کے نماز میں آتے ہیں، تو جب تم
نماز کو آتو اچھی طرح وضو کر کے آؤ۔ (مسند احمد ۲/۱۵۸)

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ روم والے زمین کے قریبی حصہ میں مغلوب ہو گئے۔

۲۔ وہ اپنے مغلوب ہونے کے عنقریب کچھ ہی سالوں میں پھر سے غالب ہوں گے۔

۳۔ اللہ کا ہی اختیار ہے پہلے بھی اور بعد بھی۔ ۴۔ ایمان والے اس دن خوش ہوں گے۔

۵۔ اللہ کی مدد کی وجہ سے۔ ۶۔ وہ جس کی چاہے مدد کرتا ہے۔

۷۔ وہ زبردست اور رحمت والا ہے۔

پچھلی سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیوں کو ظاہر کیا کہ آسمانوں اور زمیں کا پیدا کرنے والا اللہ ہے، رزق دینے اور گھٹانے والا اللہ ہے، پانی برسانے والا اللہ ہے وغیرہ، اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی ایک نشانی بیان کر رہے ہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے؟ یہ اللہ ہی جانتا ہے اور اسی کی خبر ان آیتوں میں دی گئی ہے، جیسا کہ پچھلی سورت کی ابتداء بھی انہیں حروف مقطعات سے ہوئی تھی جس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے، یہاں بھی انہیں حروف (الف، لام، میم) سے اس سورت کی ابتداء کی گئی ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ خبر دے رہے ہیں کہ اہل روم مغلوب یعنی شکست کھا گئے اپنی قریبی زمین میں یہاں قریبی زمین سے مراد ملک شام کی زمیں سے لیکر ملک فارس تک کی زمین ہے، آگے اللہ فرما رہے ہیں کہ انکی اس شکست کے بعد یہ لوگ چند ہی سالوں میں ان فارس والوں پر فتح حاصل کر لیں گے، تمام تر قدرت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، پہلے جب یہ اہل روم مغلوب ہوئے تھے تب بھی اللہ ہی کا منشا تھا اور بعد میں جو یہ غالب آئیں گے یہ بھی اللہ ہی کے منشا سے ہے، انہیں شکست بھی اللہ ہی کے حکم سے ہوئی اور آگے فتح بھی اللہ ہی دے گا اور جب یہ اہل روم فاتح ہوں گے اس دن مومن خوش ہو جائیں گے اور یہ جو فتح حاصل کریں گے وہ فتح اللہ کی دی ہوئی ہے وہ جسے چاہتا ہے فتح و نصرت عطا کرتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں وہ زبردست طاقت والا ہے اسے کوئی دبانے والا نہیں اور ایسا بھی نہیں کہ وہ اپنی اس طاقت سے انسانوں پر ظلم کرے، نہیں ہرگز نہیں وہ تو مخلوق پر انکی ماؤں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

ان آیتوں کے شان نزول کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت منقول ہے کہ مسلمانوں کی یہ خواہش تھی کہ اہل روم کی فتح ہو کیونکہ یہ لوگ اہل کتاب تھے اور مشرکین کی یہ خواہش تھی کہ اہل فارس کی فتح ہو کیونکہ یہ انکی طرح مشرک تھے، تو یہ بات مسلمانوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ذکر کی تو آپ نے یہ بات نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنو! عنقریب ان کی جیت ہوگی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنکر کفار کے پاس گئے اور وہی کہا جو آپ ﷺ نے ان سے کہا تھا، تو کفار بولے کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت متعین کر دیجئے کہ اہل روم کب فاتح ہوں گے؟ اگر وہ لوگ اس بتائے ہوئے وقت میں فاتح ہو گئے تو آپ کو یہ ملے گا اور اگر فاتح نہ ہوئے تو ہمیں پھر یہ یہ ملے گا، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انکے درمیان پانچ سال کی مدت متعین کر دی، مگر وہ اہل روم اس مدت میں اہل فارس پر غالب نہیں آئے، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر اسکا تذکرہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے وہ مدت متعین کیوں نہیں کی جو میری رائے

تھی؟ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپ کی مراد دس سال سے کم کی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! کیونکہ بضع کہتے ہیں دس سے کم کو، تو پھر اسکے بعد اہل روم غالب آگئے اور اہل فارس مغلوب ہو گئے، یہی اس آیت کا مطلب تھا جو اللہ نے نازل کیا۔ (مسند احمد۔ مسند بنی ہاشم، مسند ابن عباس ۲۷۶۹) اور صاحب ترمذی نے بھی اس روایت کو مختصر انداز میں بیان کیا مگر اس روایت میں پانچ سال کے وقت کو متعین کرنے کے بجائے چھ سال متعین کرنے کا ذکر ہے اور پھر ساتویں سال اہل روم کی فتح ہوئی۔ (ترمذی ۳۱۹۴)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل روم اور فارس کی آپس میں لڑائی ہوئی جس میں اہل روم کو شکست ہوئی۔ جب یہ خبر صحابہ کو پہنچی جبکہ وہ مکہ میں رہتے تھے تو انہیں یہ خبر ناگوار گزری اور نبی رحمت ﷺ کو بھی یہ اچھا نہیں لگا کہ اہل فارس کے امی لوگ اہل روم جو کہ اہل کتاب تھے پر غالب آئیں، اس بات سے مکہ کے کفار تو بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں کو برا بھلا کہنے لگے اور جب صحابہ سے ملتے تو کہتے کہ تم بھی اہل کتاب ہو اور اہل روم بھی اہل کتاب اور ہم امی ہیں اور ہمارے امی بھائی یعنی اہل فارس اہل کتاب یعنی اہل روم پر غالب آ گئے، اگر تم لوگ بھی ہم سے لڑو گے تو ہم ہی غالب آئیں گے، تب اللہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اسکے بعد قصہ وہی ہے جو کہ اوپر گزرا۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۷۰) اور حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سنا کہ وہ لوگ یوم بدر کے دن اہل فارس پر غالب آئے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۳، ص، ۲) اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے کہ وہ لوگ یوم بدر کے دن اہل فارس پر غالب آئے جس سے مسلمانوں کو خوشی ہوئی جیسا کہ اللہ نے پہلے ہی کہا تھا کہ مسلمان اس سے خوش ہوں گے۔ (تفسیر منیر۔ ج، ۲۱، ص، ۵۰)

﴿درس نمبر ۱۶۱۹﴾ یہ لوگ دنیوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں ﴿الروم ۶-۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَعَدَ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعَدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَعَدَ اللَّهُ اللہ کا وعدہ ہے لَا يُخْلِفُ اللہ خلاف نہیں کرتا وَعَدَهُ اپنے وعدے کے وَلَكِنَّ اور لیکن أَكْثَرَ النَّاسِ اکثر لوگ لَا يَعْلَمُونَ نہیں جانتے يَعْلَمُونَ وہ جانتے ہیں ظاہرًا ظاہر کو مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا زندگی دنیا سے وَهُمْ اور وہ عَنِ الْآخِرَةِ آخرت سے هُمْ غٰفِلُونَ وہ غافل ہیں ترجمہ:- (یہ) اللہ کا وعدہ (ہے) اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۝ یہ تو دنیا کی ظاہر زندگی ہی کو جانتے ہیں اور آخرت (کی طرف) سے غافل ہیں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔
- ۲۔ اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔
- ۳۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
- ۴۔ یہ لوگ دنیوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں۔
- ۵۔ آخرت سے یہ لوگ غافل ہیں۔

پچھلی آیتوں میں روم کے مغلوب ہونے کے بعد غالب آنے کا وعدہ کیا گیا تھا جو کہ مسلمانوں کی خوشی کا سبب بھی ہوگا، اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ بیان کر رہے ہیں کہ یہ جو فتح و نصرت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ اللہ کی جانب سے کیا گیا ہے اور جو وعدہ اللہ کرتا ہے وہ اسے ضرور پورا بھی کرتا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ اللہ نے کوئی وعدہ کیا ہو اور اسے پورا نہ کیا ہو، لہذا تم لوگ یہ جان لو کہ ضرور اہل روم کی فتح ہوگی، لیکن ان باتوں کا مشرکین و کفار یقین نہیں رکھتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا کیسے ہوگا؟ وہ اہل فارس تو طاقتور اور بہت ہی جنگجو ہیں اور ابھی انہوں نے اہل روم کو شکست بھی دیدی ہے پھر ایسا کیسے ممکن ہے کہ جو ہار گیا ہو وہ دوبارہ جیت جائے؟ انہیں یہ باتیں سمجھ میں نہیں آ رہی تھیں، کیونکہ انکی نظر مادی اور ظاہری چیزوں پر ہوتی ہیں انہیں یہ غیبی باتیں ہضم نہیں ہوتیں، انہیں تو بس دنیا کے امور کی جان کاری ہے کہ مال کہاں سے کمائیں؟ تجارت کیسے کریں اور نفع کیسے حاصل کریں؟ کبھی کبھی ہوگی اور کب کا نہیں گے وغیرہ، انہیں یہ جو غیبی باتیں ہیں کہ کل قیامت قائم ہوگی اور وہاں سب انسانوں کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا اور پھر وہاں پر انکے اعمال کا ان سے حساب و کتاب لیا جائے گا اور نیک اعمال کرنے والوں کو اللہ اپنی نعمتوں سے اور جنت سے نوازے گا اور برے اعمال کرنے والوں کو انکے کئے کی سزا دے گا اور انہیں دوزخ میں داخل کرے گا ان چیزوں پر انہیں یقین ہی نہیں ہے۔ امام زمشری رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ **يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا** کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے، ظاہر یہ ہے کہ جسے یہ جاہل لوگ جانتے ہیں یعنی دنیوی خزانوں اور اسکی لذتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اسکا باطن اور حقیقت یہ ہے کہ یہ دنیا تو آخرت کی گذرگاہ ہے کہ انسان اس دنیا میں اطاعت کے ذریعہ اور اعمال صالحہ کے ذریعہ آخرت کا توشہ اٹھا کرتا ہے۔ (تفسیر منیر۔ ج ۲۱، ص ۵۲)

﴿درس نمبر ۱۶۲﴾ کیا انہوں نے اپنے آپ میں غور نہیں کیا؟ ﴿الروم﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
 اَوْلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ سَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ
 وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَوْلَمْ يَتَفَكَّرُوْا انہوں نے غور و فکر کیا فِيْ اَنْفُسِهِمْ اپنے دلوں میں مَا خَلَقَ

اللہ (کہ) نہیں پیدا کیا اللہ نے السَّمٰوٰتِ آسمانوں کو وَالْاَرْضِ اور زمین کو وَمَا اور جو کچھ بَيَّنَّتُمَا ان دونوں کے درمیان ہے اِلَّا بِالْحَقِّ مگر حق کے ساتھ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى اور ایک وقت مقرر کے لیے وَاِنَّ اور بلاشبہ كَيْفَ يَرٰ اَمِّنَ النَّاسِ بہت سے لوگ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی ملاقات کے لِكَيْفَ زُوْنِ البتہ کافر ہیں ترجمہ:- کیا انہوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کو حکمت سے اور ایک وقت مقرر تک کیلئے پیدا کیا ہے اور بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کے قائل ہی نہیں۔

تشریح:- اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا ان لوگوں نے اپنے آپ میں غور نہیں کیا؟

۲۔ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بالکل درستگی کے ساتھ پیدا فرمایا۔

۳۔ ایک متعین مدت تک کے لئے۔ ۴۔ یقیناً بہت سے لوگ اپنے رب سے ملاقات کے منکر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر تمہیں وہ ساری چیزیں سمجھ نہیں آتیں کہ کیسے اللہ بارش کے ذریعہ سے پانی نازل کرتا ہے پھر اس بارش سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور اس سے کھیتی نکالتا ہے وغیرہ تو تم اپنے آپ میں ہی غور کیوں نہیں کرتے کہ کیسے تمہیں اللہ نے پیدا فرمایا جبکہ تمہارا اس دنیا میں نام و نشان بھی نہ تھا، پھر اللہ نے مختلف مراحل سے گزار کر یعنی نطفہ کو خوں کے لوتھڑے میں تبدیل کیا پھر اس خوں کو ایک بوٹی کی شکل دی پھر اس سے ہڈی بنی پھر اس ہڈی پر گوشت چڑھایا پھر اس طرح اسے ایک جاندار کی شکل میں دنیا میں لے آیا، جیسا کہ اسکا تذکرہ سورۃ مومنوں کی آیت نمبر ۱۴ میں ہے، کیا اس بات پر یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ کیسے انہیں اس دنیا میں لایا گیا؟ اگر وہ اس بات پر ہی غور کریں تو انہیں سمجھ میں آ جاتا اور اللہ کی قدرت کو یہ لوگ پہچان لیتے اور انہیں یہ یقین ہو جاتا کہ جس ذات نے انہیں لاشیء سے شئیء بنایا وہ اس بات پر قادر ہے کہ انہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا اور پھر جب وہ اس قادر مطلق کے دربار میں ہوں گے تو انہیں انکے جرموں کی سزا اور اعمال کی جزا دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تم یہ آسمان اور زمین دیکھ رہے ہو اس میں کسی قسم کی کوئی کمی یا کوئی نقص یا جھول نہیں ہے، وہ ایک مکمل اور درست تعمیر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تعمیر کیا، ایسا نہیں کیا کہ آسمان کو نیچے بنا کر زمین کو اوپر بنا دیا بلکہ جس کو جہاں اور جس طرح ہونا چاہئے تھا ویسا ہی اس نے بنایا۔ کیا تمہیں یہ بھی نظر نہیں آتا؟ اور اس رب ذوالجلال نے جو کچھ بنایا ہے اسکا بھی ایک وقت مقرر ہے جب اسکا وہ وقت مقرر ختم ہو جائے گا تو اسے بھی فنا کر دیا جائے گا کوئی چیز دنیا میں باقی نہیں رہے گی اور اگر کوئی باقی رہے گا تو وہ ہے اللہ کی ذات كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ ہر چیز فنا ہو جائے گی سوائے اللہ کی ذات کے۔ (القصص ۸۸) لیکن ان ساری چیزوں کو دیکھ کر، اپنے وجود کے بارے میں غور کرو، آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے بارے میں جان کر بھی بعض لوگ ایسے جاہل و بے وقوف اور

نا سمجھ ہیں کہ وہ اللہ سے کل قیامت کے دن ملاقات کا انکار کرتے ہیں بلکہ یوں کہتے ہیں کہ نہ حساب ہو گا نہ کتاب ہم اس دنیا کے ہیں یہیں رہ جائیں گے، ان جیسے لوگوں کی عقلوں پر ماتم کرنے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں رہ جاتا۔

﴿درس نمبر ۱۶۲﴾ وہ لوگ تو طاقت میں ان سے بڑھ کر تھے ﴿الروم ۹-۱۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَوْلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضِ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ط فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ آسَأُوا السُّؤَالَ إِنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اولم کیا نہیں یسیروا انہوں نے سیر کی فی الارض زمین میں فینظروا پھر وہ دیکھتے کیف کان عاقبۃ کیسا ہوا انجام الذین ان لوگوں کا جو من قبلہم ان سے پہلے تھے کانوا اشدد وہ بہت زیادہ تھے منہم ان سے قوۃ قوت میں واثاروا الارض اور انہوں نے پھاڑا تھا الارض زمین کو وعمروها اور انہوں نے آباد کیا تھا اسے اکثر بہت زیادہ مِمَّا اس سے جو عمروها انہوں نے آباد کیا ہے اسے وجاءتہم اور آئے تھے ان کے پاس رسلہم ان کے رسول بالبینات واضح دلائل کے ساتھ فَمَا كَانَ اللَّهُ پھر اللہ نہیں تھا لیظلمہم کہ وہ ظلم کرتا ان پر وَلَكِنْ اور لیکن کانوا تھے وہ انفسہم یظلمون اپنے آپ پر ظلم کرتے ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ پھر ہوا انجام الذین ان لوگوں کا جنہوں نے آسأوا برا کیا تھا السُّؤَالَ برای اِنْ كَذَّبُوا کہ انہوں نے جھٹلایا بِآيَاتِ اللّٰهِ اللہ کی آیتوں کو وَكَانُوا اور وہ تھے بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ان کا مذاق اڑاتے

ترجمہ:- کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر نہیں کی؟ (سیر کرتے) تو دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا؟ وہ ان سے زور و قوت میں کہیں زیادہ تھے اور انہوں نے زمین کو جو تباہ اور اس کو اس سے زیادہ آباد کیا تھا جو انہوں نے آباد کیا اور ان کے پاس ان کے پیغمبر نشانیاں لے کر آتے رہے تو اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے ۝ جن لوگوں نے بُرائی کی ان کا انجام بھی بُرا ہوا اس لئے کہ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے اور ان کی ہنسی اڑاتے رہے تھے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں دس باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں؟

- ۲۔ تو معلوم ہو جاتا کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا؟
 ۳۔ وہ لوگ تو طاقت میں ان سے بڑھ کر تھے۔ ۴۔ انہوں نے زمیں میں کھیتی بھی کی۔
 ۵۔ انکی عمریں تو ان سے کہیں زیادہ تھیں۔ ۶۔ انکے پاس بھی انکے رسول واضح نشانیاں لیکر آئے تھے۔
 ۷۔ اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر (بے جا) ظلم کرتا (عذاب دیتا)۔
 ۸۔ لیکن وہ لوگ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے رہے۔
 ۹۔ جنہوں نے برے کام کئے انکا انجام بھی برا ہوا۔
 ۱۰۔ وہ برا کام یہ تھا کہ یہ لوگ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے اور اسکا مذاق اڑاتے۔

اللہ تعالیٰ بطور سوال فرما رہے ہیں کہ کیا تم اپنے آس پاس کے علاقوں کا سفر نہیں کرتے اور دیکھتے نہیں کہ تم سے پہلے جو قومیں گزری ہیں انکا کیا حال ہوا؟ جبکہ انکی طاقت کا حال یہ تھا کہ پتھروں کو، پہاڑوں کو اکھاڑ دیتے اور اسے گھر میں تبدیل کر دیتے تھے اور بجز سے بجز زمین کو اپنی محنت سے کھیتی کے قابل بناتے اور اس میں کھیتی کرتے اور انکی عمروں کا حال تو یہ تھا کہ ہزار ہزار سال کی انکی عمریں ہوا کرتی تھیں اور انکے قد کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انکے ایک کاندھے سے دوسرے کاندھے کا فاصلہ ایک میل کا ہوتا تھا۔ (الدر السثور - ج ۶، ص ۲۸۵) لیکن پھر بھی جب اللہ کا عذاب ان پر آیا تو یہ لوگ اپنے آپ کو اس عذاب سے بچانہ سکے، تو پھر انکے مقابلہ میں تمہاری اوقات کیا؟ سوال سے مقصد یہ ہے کہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ان سے پہلی گزری ہوئی قوموں کا کیا انجام ہوا؟ جیسا کہ پچھلی سورت میں گذر چکا کہ یہ لوگ عاد اور ثمود کی بستیوں سے اور انکے عذاب سے اچھی طرح واقف تھے اور اکثر انکا گذر وہاں سے ہوتا تھا، مطلب یہ ہے کہ ان بستیوں کی ویرانیوں اور ان کے اجڑنے کو دیکھ کر اور انکے رہنے والوں کی ہلاکت و تباہی کو دیکھ کر بھی تم سبق حاصل نہیں کرتے؟ اگر ہم نے بھی اللہ کی نافرمانی کی اور اسکے احکامات کو جھٹلایا اور اسکا استہزا کیا تو ہمارا بھی حال ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ انکی ہلاکت کی وجہ بھی اللہ نے بیان کر دی کہ انکا ہلاک ہونا اس وجہ سے ہوا کہ انکے پاس انہیں میں سے رسولوں کو بھیجا گیا مگر جب بھی کوئی رسول انہیں اللہ کی جانب اور ہدایت کی جانب بلاتا اور اللہ کے دیئے ہوئے کلام کو انکے سامنے سناتا تو یہ لوگ اس کلام کا بھی مذاق اڑاتے اور ساتھ ہی اس بھیجے ہوئے رسول کا بھی جو کہ اللہ کو ناپسند ہے، تو جب انکا یہی حال رہا تو اللہ نے انہیں اپنے عذاب میں مبتلا فرمایا اور انہیں جو عذاب ہوا یہ اللہ کی جانب سے ان پر کوئی ظلم نہیں تھا بلکہ یہ تو انکے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ تھا کہ جس کے ذریعہ انہوں نے اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈال دیا بلکہ ظالم تو یہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی جانوں کو اپنے اعمال بد کے سبب ہلاکت میں ڈالا۔

یہ تو انکی دنیوی تباہی تھی پھر ان برے اعمال کرنے والوں کا انجام آخرت میں تو اور برا ہوگا کہ انہیں دہکتی آگ میں ڈالا جائے گا جہاں پر اوپر سے بھی آگ ہوگی اور نیچے سے بھی جیسا کہ پچھلی سورت میں گذر چکا اور طرح طرح

کا عذاب انہیں آخرت میں انکے اعمال بد کی وجہ سے دیا جائے گا، ان کے اعمال بد کیا تھے؟ رسولوں کو جھٹلانا، اللہ کے کلام کا مذاق اڑانا جیسا کہ اب اے مشرکوں کو تم کر رہے ہو، جیسا انکا انجام ہوا اگر تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے تو کل قیامت میں تمہیں بھی انہی کی صف میں ٹھہرایا جائے گا جیسا کہ اللہ نے کہا قَالَ ادْخُلُوا فِيْ اُمَّمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ (الاعراف ۳۸) کہ اللہ کہے گا کہ تم بھی ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ جو تم سے پہلے گزرے تھے، عقل مند تو وہ ہوتا ہے جو آگے والے کو دیکھ کر سنبھل جاتا ہے، تو کیا تم اس قابل بھی نہیں کہ ان سے کچھ عبرت حاصل کرو؟

﴿درس نمبر ۱۶۲۲﴾ قیامت کے دن مجرم ناامید ہو جائیں گے ﴿الروم ۱۱- تا- ۱۳﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللّٰهُ يَبْدُوْا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهُ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَائِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَ يَتَفَرَّقُوْنَ ۝

لفظہ لفظ ترجمہ:- اللہ یبْدُو الْخَلْقَ اللہ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے الْخَلْقَ مخلوق کو ثُمَّ يُعِيْدُهُ پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا ثُمَّ اِلَيْهِ پھر اسی کی طرف تُرْجَعُوْنَ تم لوٹائے جاؤ گے وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ قیامت قائم ہوگی يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ مجرم مایوس ہو جائیں گے وَلَمْ يَكُنْ اور نہیں ہوں گے لَهُمْ ان کے لیے وَمِنْ شُرَكَائِهِمْ ان کے شریکوں میں سے شُفَعَاؤُا کوئی سفارشی وَكَانُوْا اور وہ ہو جائیں گے بِشُرَكَائِهِمْ اپنے شریکوں کے كٰفِرِيْنَ انکار کرنے والے وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ قیامت قائم ہوگی يَوْمَ يَتَفَرَّقُوْنَ اس دن يَتَفَرَّقُوْنَ وہ الگ الگ ہو جائیں گے

ترجمہ:- اللہ ہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے وہی اس کو پھر پیدا کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اور جس دن قیامت برپا ہوگی گنہگار ناامید ہو جائیں گے اور ان کے (بنائے ہوئے) شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ اپنے شریکوں سے نامعتقد ہو جائیں گے اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس روز وہ الگ الگ فرتے ہو جائیں گے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- اللہ مخلوق کو ابتداء میں پیدا فرماتا ہے۔ ۲- پھر وہ اسے دوبارہ بھی پیدا فرمائے گا۔

۳- پھر اسی کے پاس تم کو لوٹ کر جانا ہے۔ ۴- جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن مجرم ناامید ہو کر رہ جائیں گے

۵- ان کے شریکوں میں سے کوئی بھی انکی سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔

۶۔ اس دن وہ اپنے شرکاء کے منکر ہو جائیں گے۔

۷۔ جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن لوگ مختلف قسموں میں بٹ جائیں گے۔

پچھلی آیتوں میں یہ بات تھی کہ کافر لوگ آخرت کا اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ اسی طرح یہ بھی کہا گیا کہ وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ ان آیتوں میں انکے اس گمان کی تردید کی گئی اور کہا گیا کہ قیامت کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور جس دن قیامت واقع ہوگی اس دن لوگوں کا حال کیا ہوگا وہ بیان کیا گیا ہے۔ غور کرو کہ جب انسان کا اس دنیا میں وجود ہی نہیں تھا تو اسکو وجود بخشنے والا وہی ایک اللہ ہے، تو جس طرح اس اللہ نے انہیں پہلے پہل وجود میں لایا تو اسی طرح وہ انہیں دوبارہ بھی وجود بخشے گا جبکہ وہ مٹی میں گل سڑ گئے ہوں گے اور انکا نام و نشان بھی باقی نہ ہوگا تب بھی اللہ انہیں دوبارہ وجود میں لائے گا یہ کام اسکی قدرت سے باہر کا نہیں ہے، وہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ جب تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور تمہیں اپنے کئے کی سزا پانے کے لئے اس ایک رب کے سامنے پیش کیا جائے گا تو ان مشرکین کی یہ حالت ہوگی کہ وہ مایوسی کے عالم میں چپ چاپ کھڑے ہوں گے اور سب سے مایوس ہو کر وہ اپنے بتوں کو سفارش کرنے کے لئے پکاریں گے جن کے بارے میں انکا گمان تھا هُوَ لَآءِ شُفَعَاءُ وَتَا عِنْدَ اللَّهِ (یونس ۱۸) کہ یہ بت ہماری اللہ کے پاس سفارش کریں گے مگر اس وقت انکی کوئی نہیں سن سکے گا اور اس وقت وہ خود کہیں گے کہ یہ معبود جنکی ہم عبادت کیا کرتے تھے وہ باطل تھے، ہم نے اللہ کو چھوڑ کر انہیں معبود بنا کر بہت بڑی غلطی کی کہ یہ ہمارے کسی کام کے نہیں ہیں، اس دن انہیں یہ بات سمجھ میں آئیگی تو وہ اس دن ان بتوں کا اور دیگر معبودوں کا انکار کرنے لگیں گے اور کہیں گے کہ معبود تو بس اللہ ہے اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں، جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۶۶ میں بھی ذکر ہے کہ جب وہ (پیشوا) جن کے پیچھے یہ لوگ چلتے رہے ہیں، اپنے پیروکاروں سے مکمل بے تعلقی کا اعلان کریں گے اور یہ سب لوگ عذاب کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیں گے، اور ان کے تمام باہمی رشتے کٹ کر رہ جائیں گے اور اس دن سب لوگ الگ الگ ہو جائیں گے یعنی ایک جانب مومن اور دوسری جانب کافر، انکی وہاں چھٹائی ہوگی اور سب کو الگ الگ کر دیا جائے گا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے مراد علیین اور سافلین والے ہیں۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۳۸۶)

﴿درس نمبر ۱۶۲۳﴾ ان لوگوں کا جنت میں اکرام کیا جائے گا ﴿الروم ۱۵-۱۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا ۝

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُخَضَّرُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَأَمَّا پس لیکن الَّذِينَ وہ لوگ جو اٰمَنُوا ایمان لائے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور انہوں نے نیک عمل کیے فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ تو وہ باغ میں يُحِبُّونَ خوش و خرم کیے جائیں گے وَأَمَّا اور لیکن الَّذِينَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوا کفر کیا وَكَذَّبُوا اور انہوں نے جھٹلایا بِآيَاتِنَا ہماری آیتوں کو وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ اور آخرت کی ملاقات کو فَأُولَٰئِكَ تو یہی لوگ فِي الْعَذَابِ عذاب میں مُخَضَّرُونَ حاضر (داخل) کیے جائیں گے

ترجمہ:- تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ (جنت کے) باغ میں خوش حال ہوں گے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا وہ عذاب میں ڈالے جائیں گے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔ ۲۔ ان لوگوں کا جنت میں اکرام کیا جائے گا۔

۳۔ جنہوں نے کفر کیا۔ ۴۔ ہماری آیتوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا۔

۵۔ تو ایسے لوگوں کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

پچھلی آیت میں کہا گیا تھا کہ جب قیامت قائم ہوگی تو لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔ یہاں ان الگ الگ ہونے والے لوگوں میں کون کون ہوگا اور انکے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ بیان کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ اور اسکے رسول اور اسکی کتاب پر ایمان لائے اور انہیں سچا مانا اور آخرت کے واقع ہونے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے اور پھر جزا و سزا کے ہونے کی بھی تصدیق کی اور پھر ان چیزوں پر ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو جو احکام انہیں دیئے ان پر عمل کیا اور جن چیزوں کے کرنے سے منع کیا گیا تھا ان سے بچتے رہے تو ایسے لوگوں کا جنت میں شاندار استقبال کیا جائے گا اور اس استقبال کی وجہ سے وہ ایسے خوش و خرم ہوں گے کہ انکی خوشی کے آثار انکے چہروں سے ظاہر ہو رہے ہوں گے، انہیں جو انعامات دیئے جائیں گے اس کا یہ لوگ اندازہ ہی نہیں لگا سکیں گے جیسا کہ سورہ سجدہ کی آیت نمبر ۷۱ میں کہا گیا کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ کسی جاندار کو کچھ پتہ ہی نہیں کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا سامان ان کے اعمال کے بدلے میں چھپا کر رکھا گیا ہے؟ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں کہ جسے کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ ہی کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ ہی کسی انسان کے وہم و گمان میں یہ چیز آئی ہوگی۔ (بخاری ۳۲۴۲) اللہ ہمیں بھی اہل جنت میں سے بنائے، آمین۔

یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کا انکار کیا اور اللہ کے وجود کو جھٹلایا اور اس کے منکر ہوئے اور اللہ نے جو قرآن کریم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا اسے ان لوگوں نے جھٹلایا اور اس کلام کو جس رسول پر بھیجا گیا اس رسول

کی تکذیب کی انہیں رسول ماننے سے انکار کیا اور آخرت میں دوبارہ اٹھائے جانے اور اعمال کی جزا سزا کا بھی ان لوگوں نے انکار کیا تو ایسے لوگوں کو اللہ جہنم میں لے آئے گا جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، جہاں انہیں انکے برے اعمال کی سزا دی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ لو اپنے کئے کا مزہ چکھو! تم کہتے تھے اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ (الانعام ۲۹) جو بھی ہے یہی دنیا کی زندگی ہے ہمیں پھر سے دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا، تو اب تمہیں پتا چلا کہ جو اللہ نے کہا تھا کہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ آخرت میں دیا جائے گا وہ صحیح ہے؟ لہذا اب تم اپنے کفر کے بدلہ اسی آخرت کے عذاب کا مزہ چکھو فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (الانعام ۳۰) اور ایسا بھی نہیں کہ بس ٹھوڑی دیر کے لئے تمہیں یہ عذاب ملے گا بلکہ تمکو اس جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہنا ہوگا جیسا کہ سورہ زخرف کی آیت نمبر ۴۲ اور ۴۵ میں کہا گیا اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ جَهَنَّمَ خَالِدُوْنَ لَا يَفْتَرُوْنَ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ کہ یہ مجرم لوگ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ عذاب ان لوگوں کیلئے ہلکا پڑنے نہیں دیا جائے گا اور وہ اس میں مایوس پڑے ہوں گے۔ اللہ ہمیں اپنی رحمت سے جہنم کے اس عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمیں۔

﴿درس نمبر ۱۶۲۳﴾ صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے رہو ﴿الروم ۱۷-تا-۱۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمَسُّوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۝ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ پس اللہ کی تسبیح کرو حِيْنَ تُمَسُّوْنَ جب تم شام کرو وَحِيْنَ اور جب تُصْبِحُوْنَ تم صبح کرو وَلَهُ الْحَمْدُ اور اسی کے لیے ہی ہیں الْحَمْدُ تمام تعریفیں فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَالْاَرْضِ اور زمین میں وَعَشِيًّا اور سہ پہر کو بھی وَحِيْنَ اور جب تُظْهِرُوْنَ تم ظہر کرو يُخْرِجُ وہ نکالتا ہے الْحَيَّ زندہ کو مِنَ الْمَيِّتِ مردے سے وَيُخْرِجُ اور وہی نکالتا ہے الْمَيِّتِ مردے کو مِنَ الْحَيِّ اور وہی زندہ کرتا ہے الْاَرْضَ زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا اس کی موت کے بعد وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح تُخْرَجُوْنَ تم بھی نکالے جاؤ گے

ترجمہ:- تو جس وقت تم کو شام ہو اور جس وقت صبح ہو اللہ کی تسبیح کرو (یعنی نماز پڑھو) اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی تعریف ہے اور تیسرے پہر بھی اور جب دو پہر ہو (اس وقت بھی نماز پڑھا کرو) اور وہی زندے کو

مردے سے نکالتا ہے اور (ویہی) مردے کو زندے سے نکالتا ہے اور (ویہی) زمیں کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم (دوبارہ زمیں سے) نکالے جاؤ گے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- تم لوگ صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔ ۲- اسی کی حمد ہوتی ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔

۳- سورج ڈھلنے کے وقت بھی اسکی تسبیح کرو۔ ۴- جب تم پر ظہر کا وقت آئے اس وقت بھی تسبیح کرو۔

۵- وہی اللہ ہے جو جاندار کو بے جان سے نکال لاتا ہے۔ ۶- بے جان کو جاندار سے۔

۷- زمین کو اسکے مردہ ہونے کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ ۸- اسی طرح وہ تمہیں بھی نکالے گا۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بتلائیں کہ اس نے آسمانوں اور زمیں کو پیدا کیا اور کس طرح اس نے ہمیں شروع شروع میں پیدا کیا اور اس نے کیا کیا نعمتیں ایمان والوں کے لئے اور کیا کیا سزائیں کافروں کے لئے تیار کی ہیں ان ساری چیزوں کو پچھلی آیتوں میں بیان کیا گیا۔ ان آیتوں میں تمام انسانوں سے اللہ فرما رہے ہیں کہ جب تم نے دیکھ لیا کہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں تو تم سب اسی کی صبح و شام پاکی بیان کرو اور سبحان اللہ کہتے رہو، بعض مفسرین نے کہا کہ یہاں فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ سے مراد نماز ہے جیسا کہ ابورزین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نافع بن ازرق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا آپ کو پانچ نمازوں کے بارے میں قرآن میں کوئی آیت ملی؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائی فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ يَوْمَ مَغْرَبِ الْيَوْمِ وَ حِيْنَ تَضِيْعُوْنَ نَمَازِ فَجْرٍ وَعِشِيًّا سَمَاءٍ مَّرَامِزِ عَصْرِ يَوْمِ تَطْهَرُوْنَ سَمَاءٍ مَّرَامِزِ عِشَاءٍ وَ مِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ سے مراد نماز عشاء ہے۔ (الدر المنثور - ج ۶، ص ۴۸۸) اس آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تَضِيْعُوْنَ ۝ وَلَهُ الْمُحْمَدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعِشِيًّا وَ حِيْنَ تَطْهَرُوْنَ سے لے کر وَ كَذٰلِكَ نُخْرِجُكُمْ تَحْتِ الْيَوْمِ تَطْهَرُوْنَ تک صبح پڑھا، تو اس دن میں اس سے جو چیزیں چھوٹی ہیں وہ اسے پالے گا اور جس نے اسے شام میں پڑھا تو اس شام میں جو چیزیں چھوٹی ہے وہ اسے پالے گا۔ (الجامع الصغير ۱۲۵۰۸) پھر اللہ نے فرمایا کہ جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب ہی اسکی حمد بیان کرتے ہیں، اگر تم تسبیح بیان کرو یا نہ کرو اس سے اللہ کو کوئی فرق نہیں پڑتا، اگر تم کرو گے تو تم کو اس سے فائدہ ہوگا، اللہ اپنی قدرت کو ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اللہ ایسا ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے یعنی انسان کو ایک بے جان نطفہ سے پیدا کرتا ہے اور ایسے ہی اس نے بے جان کو جاندار سے پیدا کیا اور مردہ پانی کو ایک جاندار سے پیدا کیا، اور اپنی قدرت سے پانی برسا کر اس نے مردہ زمیں کو زندہ کیا جس سے تم اپنی روزی حاصل کرتے ہو، کھانے

پینے کی چیزیں اگاتے ہو اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہو، تو اسی طرح اللہ تمہیں تمہارے مرنے کے بعد زمیں سے زندہ اٹھائے گا جیسا کہ زمیں سے دانہ اگتا ہے تم بھی اسی طرح اس زمیں سے اٹھو گے اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اپنے قبروں سے نکلو گے۔

﴿درس نمبر ۱۶۲۵﴾ اللہ کی قدرت سے انسان زمین پر پھیل گئے ﴿الروم ۲۰-۲۲﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنْ آيٰتِهِ اَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَا اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝ وَمِنْ آيٰتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِيَتَسَكَّنُوْا اِلَيْهَا وَيَجْعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَمِنْ آيٰتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ السِّنِّيَّتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَمِنْ آيٰتِهِ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ خَلَقَكُمْ کہ اس نے تمہیں پیدا کیا مِنْ تُرَابٍ مٹی سے ثُمَّ اِذَا پھر ناگہاں اَنْتُمْ بَشَرٌ تم انسان ہو تَنْتَشِرُوْنَ تم پھیل رہے ہو وَمِنْ آيٰتِهِ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ خَلَقَ کہ اس نے پیدا کیا لَكُمْ لَكُمْ تمہارے لیے وَمِنْ اَنْفُسِكُمْ تمہارے نفسوں سے اَزْوَاجًا بیویاں لِيَتَسَكَّنُوْا تاکہ تم سکون حاصل کرو اِلَيْهَا ان سے وَيَجْعَلَ اور اس نے پیدا کردی بَيْنَكُمْ تمہارے درمیان مَوَدَّةً محبت وَرَحْمَةً اور مہربانی اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بلاشبہ اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ عظیم نشانیاں ہیں لِقَوْمٍ ان لوگوں کے لیے جو يَّتَفَكَّرُوْنَ غور و فکر کرتے ہیں وَمِنْ آيٰتِهِ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے خَلْقُ السَّمٰوٰتِ پیدا کرنا آسمانوں کا وَالْاَرْضِ اور زمیں کا وَاخْتِلَافُ اور اختلاف السِّنِّيَّتِكُمْ تمہاری زبانوں کا وَاَلْوَانِكُمْ اور تمہارے رنگوں کا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بلاشبہ اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّلْعٰلَمِيْنَ علم والوں کے لیے

ترجمہ:- اور اس کی (قدرت کی) ایک نشانی یہ ہے کہ اُس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر تم دیکھتے ہی دیکھتے انسان بن کر (زمیں میں) پھیلے پڑے ہو اور اُس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم اُن کے پاس جا کر سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دئے، یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں اور اُسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے آسمانوں اور زمیں کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا اہل دانش کیلئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں نوبات میں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اسکی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔
- ۲۔ پھر تم دیکھتے ہی دیکھتے انسان (کی شکل میں) بن کر زمین میں پھیلنے لگے۔
- ۳۔ اسکی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہیں میں سے جوڑے بنائے۔
- ۴۔ تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔ ۵۔ اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھے۔
- ۶۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔
- ۷۔ اسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے۔
- ۸۔ تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف بھی ہے۔
- ۹۔ یقیناً اس میں دانشمندوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

پچھلے آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا اور اپنی حمد بیان کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ وہی عبادت کے لائق ہے اور وہی حمد و ثنا کا حقدار ہے کیونکہ اسی نے اس جہاں کو پیدا کیا اور تمہیں بھی پیدا کیا اور بہت سی چیزیں ہیں جو اسکی قدرت کو ظاہر کرتی ہیں۔ قدرت کی ان نشانیوں کو ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے مسلسل بیان فرما رہے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان کی پیدائش کا ذکر کیا کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، یعنی آدم علیہ السلام کو کھجن کی پیدائش مٹی سے ہوئی۔ یہاں اسی اصل کی جانب اشارہ کیا گیا کیونکہ سب انہی کی اولاد ہیں، اسکے بعد اس نے تمہیں ایک چلتا پھرتا انسان بنا دیا کہ تم ساری دنیا میں چکر لگاتے پھرتے ہو۔ انسان کے مٹی سے پیدا کئے جانے کا تذکرہ قرآن مجید کی مختلف آیات میں ہے سورۃ آل عمران کی آیت ۵۹ میں ہے إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَا مَثَلَ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہو بہو آدم علیہ السلام کی طرح ہے جنہیں مٹی سے بنا دیا، سورۃ حج کی آیت نمبر ۵ میں کہا گیا فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ نَارٍ وَمِنْ نَارٍ كَوْنٌ مٹی سے پیدا کیا سورۃ الفاطر کی آیت نمبر ۱۱ کہا گیا وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ نَارٍ وَمِنْ نَارٍ كَوْنٌ مٹی سے پیدا کیا سورۃ المؤمن کی آیت نمبر ۶۷ میں کہا گیا هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَارٍ وَمِنْ نَارٍ كَوْنٌ مٹی سے پیدا کیا اور اس نے تمہیں پیدا کر کے یوں ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس نے تمہارے دلی سکون اور راحت کے لئے ایک دوسرے کا جوڑا بنایا جو تمہیں میں سے ہے یعنی حوا علیہا السلام کو آدم علیہ السلام کی پھسلی سے پیدا کیا جو حضرت آدم علیہ السلام کی بیوی بن کر رہیں، اس طرح تمہارے بھی جوڑے ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو کہ اپنے جذبات ان کے سامنے ظاہر کرتے ہو اور اپنی فطری ضرورت ان سے پوری کرتے ہو، پھر اس نے تمہارے آپس میں محبت اور رحمت ڈال دی کہ جب تم میں سے کسی کو درد و تکلیف ہوتی ہے تو دوسرا بھی اس درد و تکلیف کو محسوس کرتا ہے، جب ایک پریشان ہو تو دوسرا بھی

اس پریشان ہوتا ہے، یہ اسی محبت کا نتیجہ ہے جو اس نے تمہارے دلوں میں پیدا کی ہے انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے جوڑے کا انتظام کر دیا دنیا کے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارنے سے پہلے جنت ہی میں کہا گیا وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ اور ہم نے کہا کہ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں ٹہرے رہو انسان کیلئے جو جوڑا بنایا گیا اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان کو اسکے جوڑے یعنی بیوی سے سکون حاصل ہوتا ہے اسی لئے یہاں لِيَتَسَكَّنُوا اِلَيْهَا کہا گیا تاکہ تم ان سے سکون حاصل کر سکو، سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۸۹ میں بھی یہ بات کہی گئی هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا وہ اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ایک تن واحد سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اپنے جوڑے سے انس حاصل کرے، اس میں عورت کو اس جانب متوجہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کیلئے ٹینشن یعنی اضطراب و بے چینی کا ذریعہ نہ بنے بلکہ وہ اس بات کی کوشش کرے کہ اس سے اس کے شوہر کو سکون اور انس حاصل ہو، یہاں ایک نکتہ یہ بھی ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کیلئے اس رشتہ کی افادیت میں ایک بات یہ بھی فرمائی وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھے، مودۃ یعنی محبت کو پہلے اور رحمت یعنی مہربانی کو بعد میں لایا گیا اسمیں حکمت یہ ہے کہ بھرپور جوانی میں محبت کا غلبہ ہوتا ہے اور جب دونوں بوڑھے ہو جاتے ہیں تو آپس میں مہربانی اور ہمدردی کا جذبہ غالب رہتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہاں مَوَدَّةً سے مراد جماع یعنی جنسی خواہش کا پورا کرنا ہے اور ”رحمت“ سے مراد اولاد ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۲، ص، ۱۷) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر انسان ان چیزوں پر غور کرے کہ کیا کیا اللہ نے پیدا کیا اور انسان کی فطری ضرورت کا کس قدر خیال رکھا؟ تو اسے یہ یقین آ جائے گا کہ ہاں اوی بی خالق و مالک ہے جو یہ ساری دنیا چلا رہا ہے، پھر اسکے بعد اور ایک نشانی اللہ تعالیٰ نے بیان کی کہ آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے جس نے اسے وجود بخشا اور بغیر کسی نقشہ اور ماڈل کے اسے کس طرح درست و صحیح بنایا؟ ہم جب کسی عمارت کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے نقشہ تیار کرتے ہیں لیکن اللہ کو ان سب چیزوں کی ضرورت نہیں ہے وہ چاہتا ہے تو پل بھر میں بنا دیتا ہے جیسے کہ یہ اتنا بڑا آسمان جو تم اپنے سروں کے اوپر دیکھ رہے ہو بنا دیا اور وہ زمین بنا دی جو تم اپنے پیروں کے نیچے دیکھ رہے ہو یہ سب اللہ ہی کی بنائی ہوئی ہیں اور اگر تم اپنے آپ میں غور کرو کہ تم میں سے ہر ایک کو دوسرے سے الگ الگ بنایا کہ کوئی کسی سے نہیں ملتا حتیٰ کہ ایک ماں سے پیدا ہوئے دو بھائی بہن بھی پوری طرح ایک جیسے نہیں ہوتے کوئی نہ کوئی فرق ان دونوں کے درمیان ہوتا ہے، ہر ایک کے چہرے کا نقشہ بدلا ہوا، رنگتیں مختلف، ہاتھوں کی لیکریں اور آنکھوں کے پردے سب کچھ ایک دوسرے سے الگ الگ، اور اسی طرح زبان کی بولی الگ کہ ہم زمین کا تھوڑا سا حصہ پار کریں ہمیں ایک نئی زبان اور بولی ملے گی اور کیا چاہتے تمہیں سمجھنے کے

لئے؟ جو سمجھدار اور عقلمند ہوتا ہے اسے یہ چیزیں یقیناً اس بات کو قبول کرنے پر آمادہ کریں گی کہ ہاں! ایک اللہ موجود ہے جس نے یہ سب بنایا ہے اور جو ان سب چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے، وہی عبادت کا اصل حقدار ہے، ہمیں اسی کی عبادت کرنی چاہئے۔

﴿درس نمبر ۱۶۲۶﴾ وہی ہے جو بجلی کی چمک دکھاتا ہے ﴿الروم ۲۳ تا ۲۵﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنْ اٰيٰتِهِ مَتٰمُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ يُرِيْكُمْ الْبَرْقَ بَجَلٍ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُخْرِجُ بِهٖ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهِ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرٍ ۝ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَمِنْ اٰيٰتِهِ اور اس کی نشانیوں سے ہے مَتٰمُكُمْ تمہارا سونا بِاللَّيْلِ رات میں وَالنَّهَارِ اور دن وَابْتِغَاؤُكُمْ اور تمہارا تلاش کرنا مِّنْ فَضْلِهِ اس کے فضل کو اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بلاشبہ اس میں لَآيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں وَمِنْ اٰيٰتِهِ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے يُرِيْكُمْ کہ وہ تمہیں دکھاتا ہے الْبَرْقَ بجلی خَوْفًا وَّطَمَعًا ڈرانے اور امید دلانے کے لیے وَيُنَزِّلُ اور وہی نازل کرتا ہے مِنَ السَّمَآءِ آسمان سے مَآءً پانی فَيُخْرِجُ پھر وہ زندہ کرتا ہے بِهٖ اس کے ذریعے الْاَرْضُ زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا اس کی موت کے بعد اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بلاشبہ اس میں لَآيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ ان لوگوں کے لیے جو يَعْقِلُوْنَ عقل رکھتے ہیں وَمِنْ اٰيٰتِهِ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ کہ قائم ہیں آسمان وَالْاَرْضُ اور زمین بِاَمْرٍ اس کے حکم سے اِذَا اَنْتُمْ اِذَا پھر جب دَعَاكُمْ وہ تمہیں پکارے گا دَعْوَةً ایک بار پکارنا مِّنَ الْاَرْضِ زمین میں سے اِذَا اَنْتُمْ تو ناگہاں تم سب تَخْرُجُوْنَ (باہر) نکل آؤ گے

ترجمہ:- اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے تمہارا رات میں اور دن میں سونا اور اس کے فضل کا تلاش کرنا جو لوگ سنتے ہیں اُن کیلئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں ۝ اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ تم کو خوف اور امید دلانے کیلئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے مینہ برساتا ہے پھر زمین کو اُس کے مرجانے کے بعد زندہ (و شاداب) کر دیتا ہے عقل والوں کیلئے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں ۝ اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں پھر جب وہ تم کو زمین میں سے (نکلنے کیلئے) آواز دے گا تو تم جھٹ نکل پڑو گے۔

تشریح:- ان تیس آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اسی کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا رات اور دن کو سونا۔ ۲۔ تمہارا اسکے فضل کو تلاش کرنا۔

۳۔ یقیناً اس میں سننے والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

۴۔ اسکی نشانوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تمہیں بجلی کی چمک دکھاتا ہے۔

۵۔ جس سے ڈر بھی لگتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے (بارش کی)۔ ۶۔ آسمان سے بارش بھی برساتا ہے۔

۷۔ جسکے ذریعہ وہ زمین کو اسکے مردہ ہونے کے بعد زندگی بخشتا ہے۔

۸۔ یقیناً اس میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔

۹۔ اسی کی نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ آسمان اور زمین اسکے حکم سے قائم ہے۔

۱۰۔ پھر جب وہ ایک پکار دے کر تمہیں زمین سے بلائے گا تو تم فوراً نکل پڑو گے۔

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی نشانیاں بیان کر رہے ہیں فرما رہے ہیں اللہ کی قدرت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ تم دن رات میں کسی بھی وقت سوتے ہو وہ بھی ایک موت کی طرح ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اَلتَّوْمُ اَخُو الْمَوْتِ** کہ نیند موت کا بھائی ہے، (الجامع الصغیر ۵۴، ۱۱) لہذا تم اس موت سے جاگ کر پھر اپنے کاموں میں لگ جاتے ہو تو غور کرو کہ تم نیند کی حالت میں مردہ کے مانند تھے پھر اس نے تمہیں جگایا اور تم پھر اپنے کام کا ح میں لگ گئے، تو جس طرح اس نے تمہیں نیند سے جگایا اسی طرح وہ تمہیں قیامت کے دن بھی موت کی نیند سے جگائے گا اور اپنے دربار میں پیش کریگا، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہاں پر دن و رات میں سونا مراد نہیں ہے جیسا کہ لفظ ظاہر ہو رہا ہے بلکہ یہاں تقدیم و تاخیر کی گئی ہے یعنی اصل میں **وَ اَبْتِغَاؤُكُمْ بِاللَّيْلِ** ہے یعنی انکے قول کے مطابق ترجمہ یوں ہوگا کہ اسکی نشانوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ تم رات میں سوتے ہو اور دن میں اس کا فضل یعنی روزی تلاش کرتے ہو (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۲، ص، ۱۸) اور یہاں بھی معنی مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا **وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا** **وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا** (النبا ۱۰-۱۱) کہ ہم نے رات کو لباس یعنی پردہ پوشی کا وقت بنایا اور دن کو روزی کمانے کا وقت، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی سمجھدار انسان ان چیزوں پر غور کرے گا کہ کیسے رات میں ہماری روح ہم سے الگ ہو جاتی ہے اور پھر وہ واپس کیسے آ جاتی ہے؟ تو وہ یقیناً کہے گا کہ یہ جس آقا و مالک کے قبضہ میں ہیں، ہمیں اسی مالک پر ایمان لانا چاہئے یہ مضمون سورۃ الفرقان کی آیت نمبر ۷۷ میں بھی ہے **وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ لَيَالٍ لِّبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا** اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ بنایا اور نیند کو راحت بنائی اور دن کو اٹھ کھڑے ہونے کا وقت بنایا سورۃ النبا کی آیت نمبر ۹- تا- ۱۱ میں فرمایا گیا **وَجَعَلْنَا لَكُمْ لَيَالٍ لِّبَاسًا**

وَجَعَلْنَا السَّمَاوَاتِ مَعَاشًا اُورہم نے تمہاری عیند کو آرام کا سبب بنایا اور رات کو ہم نے پردہ بنایا؟ اور دن کو ہم نے وقت روزگار بنایا، اللہ تعالیٰ مزید بیان فرما رہے ہیں کہ اس کی قدرت کی نشانی یہ بھی ہے کہ وہ تمہیں بجلی کی چمک دکھاتا ہے کہ جب وہ بجلی چمکتی ہے تو تم ڈر جاتے ہو کہ کہیں وہ بجلی گرنے پڑے اور ہمیں ہلاک نہ کر دے اور اسی بجلی سے تم امید بھی لگاتے ہو کہ اب بجلی گرج رہی ہے شاید پانی برسے والا ہے اور جب پانی برسے گا تو ہم کھتی کریں گے اور اناج اگائیں گے قرآن مجید کی متعدد آیات میں بجلی کا تذکرہ ہے، سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۹ میں اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمٌ وَّرَعْدٌ وَّيُبْرِقُ يَا آسْمَانِيَّ بِرَسَاتِ كِي طر ح جس میں اندھیریاں گرج اور بجلی ہو۔ سورۃ المرعد کی آیت نمبر ۱۲ میں هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَيُنْزِلُ السَّحَابَ الثِّقَالَ وَه اللہ ایسا ہے جو تمہیں بجلی کی چمک ڈرانے اور امید دلانے کے لئے دکھاتا ہے اور بھاری بادلوں کو پیدا کرتا ہے، اللہ نے آگے بیان کیا کہ وہ آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر اس برسے ہوئے پانی کو زمین کی تہ تک پہنچاتا ہے جس سے کہ اس مردہ، بنجر زمین میں دوبارہ جان یعنی اگانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے، اس میں بھی سمجھداروں کے لئے بڑی عبرت اور نصیحت ہے کہ ایک بجلی ہے جس سے دودو کام ہو رہے ہیں کہ اگر وہ گرے تو موت ہو جائے اور اگر بادل لائے تو پانی برساتے یقیناً میرے رب کی شان ہی نرالی ہے۔ سُبْحٰنَا نَكَ

پھر آگے فرمایا گیا کہ اسی کی قدرت کی نشانی ہے کہ یہ زمین و آسمان بغیر کسی ستون کے اللہ کے حکم سے کھڑے ہوئے ہیں، کیونکہ جب ہم کو کسی عمارت کی چھت ڈالنی ہوتی ہے تو ہمیں ستونوں (Pillars) یاد دیواروں کا سہارا دیکر چھت ڈالنا پڑتا ہے، مگر دیکھو! اللہ کی قدرت کہ آسمان کتنا بڑا ہے کہ تم اپنی نگاہوں سے اسے گھیر بھی نہیں سکتے مگر پھر بھی یہ ستون و سہارے کے بغیر کیسے قائم ہے؟ بس اس آسمان کو اس کے رب کا حکم ہے کہ قائم رہ تو وہ قائم ہے، یہی حال زمین کا بھی ہے۔ یہ دونوں اپنے رب کے مطیع و فرمانبردار ہیں آسمان اور زمین کی تخلیق کا ذکر بیسیوں آیتوں میں ہے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۲ میں هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاوَاتِ پِنَآءً جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنا دی سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۹۰ میں آسمانوں اور زمین کی پیدائش کو عقلمندوں کے لئے نشانی قرار دیا گیا اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَّالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الْاَنْبِيَآءِ وَّالْقَهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّلْاُولٰٓئِي الْاَلْبَابِ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں، اللہ نے فرمایا کہ جس طرح یہ چیزیں ہمارے حکم کے تابع ہیں تم بھی اسی طرح ہمارے حکم کے تابع ہو، اسکی ایک مثال یہ ہے کہ جب تم مر جاو گے، گل سڑ جاو گے زمین کی مٹی میں شامل ہو جاو گے تو پھر ایک وقت آئے گا جب اللہ تم سے کہے گا کہ بس اب نکلو اس زمین سے اور آو ہمارے پاس تو سب کے سب اسکی ایک صدا سنتے ہی فوراً اپنی اپنی قبروں سے نکل کر کھڑے ہو جائیں گے، اس کا حکم آنے کے بعد پل بھر کی بھی تاخیر نہیں ہوگی، جیسا کہ سورہ

زمر کی آیت نمبر ۶۸ میں کہا گیا کہ **ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ** پھر جب اس میں دوبارہ پھونکا جائے گا تو وہ سب کھڑے ہو کر دیکھتے ہوں گے۔

﴿درس نمبر ۱۶۲﴾ آسمان وزمین میں رب ذوالجلال کی اونچی شان ہے ﴿اروم ۲۶-۲۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِثُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدُوْا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ۝ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- وَلَهُ اور اسی کے لیے ہے مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ جو کوئی آسمانوں میں ہے وَالْاَرْضِ اور زمین كُلٌّ لَّهٗ سب اسی کے قٰنِثُوْنَ فرمانبردار ہیں وَهُوَ الَّذِیْ اور وہی ہے جو یَبْدُوْا پہلی بار پیدا کرتا ہے الْخَلْقَ مخلوق کو ثُمَّ یُعِیْدُهٗ پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا وَهُوَ اور وہ اَهْوَنُ زیادہ آسان ہے عَلَیْهِ اس پر وَلَهُ اور اسی کے لیے ہے الْمَثَلُ الْاَعْلٰی اعلیٰ مثال فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَالْاَرْضِ اور زمین وَهُوَ اور وہ الْعَزِیْزُ بزاز بردست الْحَكِیْمُ خوب حکمت والا ہے

ترجمہ:- اور آسمانوں اور زمین میں (جتنے فرشتے اور انسان وغیرہ ہیں) اسی کے (مملوک) ہیں (اور) سب اُس کے فرمانبردار ہیں اور وہی تو ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اُسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اُسے بہت آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں اُس کی شان بہت بلند ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱- سب کچھ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔
- ۲- سب کچھ اسی کے حکم کے تابع ہیں۔
- ۳- وہی ہے جو مخلوق کو ابتداء میں پیدا کرے گا۔
- ۴- پھر (مرنے کے بعد) دوبارہ پیدا کرے گا۔
- ۵- یہ کام اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔
- ۶- اسی کی سب سے اونچی شان ہے آسمانوں اور زمین میں۔
- ۷- وہ اقتدار والا بھی ہے اور حکمت والا بھی۔

یہاں یہ بات کہی جا رہی ہے کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہیں، چاہے وہ فرشتے ہوں یا انسان یا کوئی اور مخلوق، ان تمام کا مالک بھی وہی ایک اللہ تعالیٰ ہیں اور ان کے خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں اور ان دونوں کے درمیان موجود ہر چھوٹی بڑی چیز اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، یہ بات قرآن مجید کی بیسیوں آیتوں میں بتلائی گئی ہے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۰۷ میں کہا گیا **لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** کیا تجھے معلوم نہیں کہ زمین اور آسمان کی ملکیت اللہ ہی کی ہے؟ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۵۵ میں کہا گیا **لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا**

فِي الْأَرْضِ اس کی ملکیت میں آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں ہیں سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۹ میں ہے **وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ** اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۲۶ میں ہے **وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ** آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے اور ضابطہ اور اصول یہی ہے کہ جو مالک ہوتا ہے اسی کا حکم چلتا ہے اور جو اس کی رعایا ہوتی ہیں وہ اسی کا حکم مانتی ہے اور اسی کے حکم کی تابعداری بھی کرتی ہے، چونکہ پوری مخلوق اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے وہ بھی اپنے مالک کے حکم کی تابعدار ہوگی، کیونکہ اللہ کے حکم سے ایک درخت کا پتہ بھی نہیں بل سکتا، **وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلَّا يَعْْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَظْبٍ وَلَا تَابَسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ** (الانعام ۵۹) کسی درخت کا پتہ نہیں گرتا جس کا اللہ تعالیٰ کو علم نہ ہو اور زمین کے اندھیرے میں کوئی دانہ یا کوئی خشک یا تر چیز ایسی نہیں ہے جو کھلی کتاب میں درج نہ ہو۔ ابن زید رحمہ اللہ نے کہا کہ **كُلُّ لَهٗ قَدْرٌ** کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز اللہ کی مطیع و فرمانبردار ہے سوائے انسان کے حالانکہ سب سے زیادہ مطیع ہونے کا حق اسی کو ہے اور جس کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ہے **قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِیْنِیْنَ** (البقرہ ۲۳۸) کہ اللہ کے اطاعت گزار بن کر کھڑے رہو، اگرچہ کہ یہاں یہ حکم نماز کے لئے ہے مگر پھر بھی انسانوں کو ہی اطاعت گزار بن کر رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص، ۹۱) اللہ تعالیٰ ان کفار سے جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے منکر ہیں، کہہ رہے ہیں کہ دیکھو! جب کسی کا وجود بھی نہ تھا تو اسی نے اس چیز کو وجود بخشا اور اس کو پیدا کیا تو جس طرح وہ بغیر کسی وجود کے کسی کو وجود بخش سکتا ہے تو پھر اس چیز کو کیسے دوبارہ وجود نہیں بخش سکتا جس کا وجود پہلے ہی سے ہے؟ تو جس طرح اس نے پہلے پہل پیدا کیا اسی طرح دوبارہ قیامت کے دن بھی پیدا کرے گا اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے لئے بہت ہی معمولی اور آسان ہے، غور کرو کہ کسی چیز کو بغیر کسی ڈھانچے کے پیدا کرنا یہ زیادہ مشکل کام ہے یا جس چیز کا ڈھانچہ موجود ہو اس کو پھر سے بنانا زیادہ مشکل ہے؟ جب انسان کا ڈھانچہ بنا ہوا ہے تو اسے پھر سے دوبارہ بنانے میں کیا پریشانی ہوگی؟ یہ تو پہلے سے بھی زیادہ آسان کام ہے، اور پھر یہ کام تو وہ اللہ تعالیٰ کر رہا ہے جو اونچی شان والا ہے، جسکی شان آسمانوں میں بھی عظیم ہے اور دنیا میں بھی عظیم ہے، کوئی اسکے برابر اور مثل نہیں ہے **لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ** کہ اس جیسا کوئی نہیں ہے وہی رب اعلیٰ ہے، وہی مالک و خالق ہے، اور وہی ہے جس کا حکم مانا جاتا ہے، وہی ہے جسکی اہمیت کی جاتی ہے اور وہی حکمت والا دانا ہے سورۃ مریم کی آیت نمبر ۲۱ میں بھی یہ بات یوں کہی گئی **قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ تَبَرُّعٌ** پروردگار کا ارشاد ہے کہ وہ مجھ پر بہت ہی آسان ہے ہم تو اسے لوگوں کے لئے ایک نشانی بنا دیں گے، بخاری کی روایت ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہ تھا۔ اس نے مجھے برا بھلا کہا، حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہ تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہوں اور اس کا مجھے برا بھلا کہنا یہ ہے کہ میرے لیے اولاد بتاتا ہے، میری ذات اس سے پاک ہے کہ میں اپنے لیے بیوی یا اولاد بناؤں۔ (بخاری ۳۱۹۳)

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں ایک روایت حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کفار تعجب کرنے لگے اس بات سے کہ انہیں مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا تب یہ آیت نازل ہوئی وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ اور وہ وہی ہے جو مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے پھر وہ اس مخلوق کو دوبارہ پیدا کرتا ہے اور وہ اس کے لئے آسان ہے۔ (الدر المنثور، ج ۶، ص ۲۹۱)

﴿درس نمبر ۱۶۲۸﴾ ایک ایسی مثال جو تمہاری ذات میں ہے ﴿الروم ۲۸-۲۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ نُصْرَةٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- صَرَبَ اس نے بیان کی لَكُمْ تمہارے لیے مَثَلًا ایک مثال مِّنْ أَنْفُسِكُمْ تمہارے نفسوں میں سے هَلْ لَكُمْ کیا ہیں تمہارے لیے مِمَّا ان میں سے جن کے مَلَكَتْ مالک ہیں أَيْمَانُكُمْ تمہارے دائیں ہاتھ مِّنْ شُرَكَاءَ کوئی شریک فِي مَا اس میں جو رَزَقْنَاكُمْ ہم نے تم کو رزق دیا فَأَنْتُمْ کہ تم فِيهِ اس میں سَوَاءٌ برابر ہو جاؤ تَخَافُونَهُمْ تم ان سے ڈرتے ہو كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسِكُمْ جس طرح تم اپنے نفسوں سے ڈرتے ہو كَذَلِكَ اسی طرح نُفَصِّلُ ہم مفصل بیان کرتے ہیں الْآيَاتِ آیتیں لِقَوْمٍ ان لوگوں کیلئے جو يَعْقِلُونَ عقل رکھتے ہیں بَلِ اتَّبَعَ بلکہ اتباع کیا الَّذِينَ ان لوگوں نے جنہوں نے ظَلَمُوا ظلم کیا أَهْوَاءَهُمْ اپنی خواہشوں کا بِغَيْرِ عِلْمٍ بغیر علم کے فَمَنْ پھر کون يَهْدِي ہدایت دے سکتا ہے مَنْ اے جس کو أَضَلَّ اللَّهُ اللہ نے گمراہ کر دیا وَمَا اور نہیں ہے لَهُمْ ان کیلئے مِّنْ نُصْرَةٍ کوئی مددگار

ترجمہ:- وہ تمہارے لئے تمہارے ہی حال کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ بھلا جن باندیوں کے تم مالک ہو وہ اس میں جو ہم نے تمہیں عطا فرمایا ہے تمہارے شریک ہیں؟ اور تم اس میں (ان کو اپنے) برابر (مالک سمجھتے) ہو (اور کیا) تم ان سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح اپنوں سے ڈرتے ہو؟ اسی طرح ہم عقل والوں کیلئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ۝ مگر جو ظالم ہیں بغیر سمجھے اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں تو جس کو اللہ گمراہ کر دے اُسے کون ہدایت دے سکتا ہے؟ اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ نے تمہارے لئے ایک مثال بیان فرمائی جو تمہاری اپنی ذات میں سے ہے۔

۲۔ کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی تمہارے اس رزق میں شریک ہے جو ہم نے تمہیں دیا ہے؟

۳۔ یا یہ کہ تمہارا درجہ اس میں اگلے برابر ہے؟

۴۔ تم ان غلاموں سے ایسے ہی ڈرتے ہو جیسے تم ایک دوسرے سے ڈرتے ہو؟

۵۔ اسی طرح ہم دلائل کو ان لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔

اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرنے والوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ تم جس اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی

عبادت کر رہے ہو وہ کس قدر غلط بات ہے؟ اللہ تعالیٰ خود انسانوں کو اپنے نفس میں اور اپنی زندگی میں غور کرنے کے

لئے کہہ رہے ہیں کہ دیکھو! تمہارے سامنے ایک آزاد آدمی ہے اور ایک غلام تو کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ

تمہارا غلام بھی تمہاری طرح مالدار ہو، تمہاری طرح وہ بھی اچھے کپڑے پہنے اور تمہاری برابری کرے؟ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس سے مراد میراث ہے کہ تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ تمہارے غلام تمہارے مرنے

کے بعد تمہاری میراث میں شریک ہوں۔ (تفسیر طبری۔ ج۔ ۲۰، ص۔ ۹۶) لہذا تم ان سے اس طرح ڈرتے ہو

جس طرح اپنے ساتھیوں سے ڈرتے ہو کہ کہیں وہ ہم سے مالداری میں زیادہ نہ ہو جائے؟ کیا تم ان چیزوں کو اپنے

لئے پسند کرتے ہو؟ جبکہ تمہاری سوچ یہ ہے کہ غلام کا مرتبہ آقا سے کم ہوتا ہے وہ غلام آقا کی تابعداری کرتا ہے نہ کہ

آقا غلام کی، تو پھر تم یہ کیسے مانتے ہو کہ جس اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا، اسے بنایا، اسے سنوارا اور تمہیں

روزی روٹی پہنچایا اور تمہاری ضرورتوں کا خیال کیا، وہ برابر ہو جائے ان معبودوں کے جو دوسروں کے کام آنا تو دور کی

بات خود اپنے کام بھی نہیں آسکتے؟ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو انسان کی سمجھ کے زیادہ قریب ہیں ان مثالوں کو کھول

کھول کر اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے، تاکہ یہ ان کی سمجھ میں اچھی طرح آجائے، لیکن اسے وہی سمجھتا ہے جو اپنی عقل کا

استعمال کرے اور سمجھنا چاہے ورنہ جو بے سمجھ ہو یا جو سمجھتا ہی نہ چاہے تو اس طرح کی کھلی مثالیں بھی اسے کچھ فائدہ نہیں

دے سکتیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے شان نزول میں فرمایا کہ مشرکین لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكَ اَهُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكُكَ کے ذریعہ تلبیہ پڑھا کرتے تھے، اللہ

تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی (تفسیر منیر۔ ج۔ ۲۱، ص۔ ۷۸)، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان سب مثالوں

کو کھول کھول بیان کرنے کے باوجود جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا وہ اپنی خواہشات کی پیروی میں بغیر کسی علم کے

لگ گئے، انہیں اس بارے میں کچھ پتا نہیں کہ وہ کیوں ان معبودان باطل کی عبادت کر رہے ہیں؟ جبکہ انہوں نے

اللہ کی طاقت و قدرت اور اسکی نشانیوں کو دیکھ لیا ہے پھر بھی بغیر کسی وجہ اور علم کے بتوں کی عبادت میں لگ گئے،

جب انکا حال ہی یہ ہے کہ وہ کسی چیز کو سمجھنا نہیں چاہتے اور انکے حق میں اللہ نے ہدایت نہیں رکھی ہے تو تم انہیں جتنا

بھی سمجھا لو، انہیں صحیح راہ پر نہیں لاسکتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول رحمت ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (القصص ۵۶) کہ آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور ایک جگہ ہے فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (الفاطر ۸) کہ اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے، جسے اللہ نے گمراہ کر دیا ہو اسے کوئی ہدایت پر لانا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انکا نہ دنیا میں کوئی مددگار ہوگا اور نہ جب کل قیامت قائم ہوگی تب ان ظالموں کا کوئی پرسان حال ہوگا بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور اتباع کے بجائے خواہشات کی اتباع کرتے ہیں وہ ظالم ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۶۲۹﴾ تم اسی رب ذوالجلال کی طرف رجوع کرو ﴿الروم ۳۰-۳۱-۳۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَلْتَقُمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتِ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ هُ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنْ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيبِيْنَ اِلَيْهِ وَاَتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَاَكَاوَا شَيْعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فلْتَقُمْ چنانچہ آپ سیدھا کریں وَجْهَكَ اپنا چہرہ لِلدِّينِ دین کی طرف حَنِيفًا یک سو ہو کر فِطْرَتِ اللّٰهِ اللہ کی فطرت کو الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ لوگوں کو عَلَیْهَا اس پر لَا تَبْدِيْلَ تبدیل نہ کرو لِخَلْقِ اللّٰهِ اللہ کی پیدائش کو ذٰلِكَ الدِّينِ الْقَيِّمُ یہی دین سیدھا ہے وَلٰكِنْ اور لیکن اَكْثَرَ النَّاسِ اکثر لوگ لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے مُنِيبِيْنَ رجوع کرتے ہوئے اِلَيْهِ اسی کی طرف وَاَتَّقُوْهُ اور تم اسی سے ڈرو وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور تم نماز قائم رکھو وَلَا تَكُوْنُوْا اور تم نہ ہونا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مشرکوں میں سے مِنَ الَّذِيْنَ ان لوگوں میں سے جنہوں نے فَرَّقُوْا کلڑے کلڑے کر دیا دِيْنَهُمْ اپنے دین کو وَاَكَاوَا اور وہ ہو گئے شَيْعًا کئی گروہ کُلُّ حِزْبٍ ہر گروہ بِمَا لَدَيْهِمْ اس کے پاس ہے فَرِحُوْنَ خوش ہے

ترجمہ:- تو تم ایک طرف کے ہو کر دین (الہی کے رستے) پر سیدھا منہ کئے چلے جاؤ (اور) اللہ کی فطرت کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کئے رہو) اللہ کی بنائی ہوئی (فطرت) میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۝ (مومنو!) اسی (اللہ) کی طرف رجوع کئے رہو اور اس سے

ڈرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں نہ ہونا O (اور نہ) ان لوگوں میں (ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو کلڑے کلڑے کر دیا اور (خود) فرقے فرقے ہو گئے سب فرقے اسی سے خوش ہیں جو ان کے پاس ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ تم یکسو ہو کر اپنا رخ اسی دین کی طرف قائم رکھو۔
- ۲۔ اللہ کی بنائی ہوئی اس فطرت پر چلو جس پر اس نے تمام لوگوں کو پیدا کیا۔
- ۳۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں لائی جاسکتی۔
- ۴۔ یہی بالکل سیدھا راستہ ہے۔
- ۵۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
- ۶۔ تم اسی کی طرف رجوع کرو۔
- ۷۔ اسی سے ڈرو۔
- ۸۔ نماز قائم کرو۔
- ۹۔ ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو شرک کرتے ہیں۔
- ۱۰۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو الگ الگ کر دیا۔
- ۱۱۔ ہر گروہ اپنے اپنے طریقے پر خوش ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو اسی بات کا حکم دے رہے ہیں کہ جو دین حق ہے اسی پر قائم رہو، اگرچہ کہ خطاب صرف نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر یہ حکم سارے ہی انسانوں کو ہے کہ اپنی توجہ، اپنا رخ اور قبلہ اللہ کو ہی بناو اور اسی دین حق پر قائم رہو جس پر تمہیں اللہ نے پیدا کیا اپنے رخ کو رب ذوالجلال کی طرف کرنا اور اس کے سامنے اپنے چہرے کو جھکا دینا رب ذوالجلال کو محبوب اور پسندیدہ ہے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۱۲ میں کہا گیا بَلِي مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ اَجْرٌ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے بیشک اسے اس کا رب پورا ہلدے گا اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا نہ غم اور نہ اسی سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۲۰ میں ہے فَاِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ پھر بھی اگر یہ آپ سے جھگڑیں تو آپ کہہ دیں کہ میں اور میرے تابعداروں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیا ہے، سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۲۵ میں اس شخص کو سب سے اچھا قرار دیا گیا جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دے وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنا رخ اسی رب ذوالجلال کی طرف کریں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۷۹ میں اسی جانب اشارہ کیا گیا اِنِّيْ وَجْهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْنَ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ میں اپنا رخ اسکی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد اللہ کا دین ہے۔ (الدر المنثور۔ ج، ۶، ص، ۴۹۳) کیونکہ انسان جب بھی پیدا ہوتا

ہے وہ اسی دینِ فطرت یعنی مسلمان ہو کر پیدا ہوتا ہے، جسکا اقرار اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے لیا ہے، جیسا کہ قرآن کی یہ آیت بتلا رہی ہے وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ۗ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۗ طَقَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَن تَقُولُوا إِنَّمَا أَكْنَا عَنْ هَذَا غِفْلِينَ (الاعراف ۱۷۲) (اے رسول! لوگوں کو وہ وقت یاد دلاؤ) جب تمہارے پروردگار نے آدم کے بیٹوں کی پشت سے ان کی ساری اولاد کو نکالا تھا اور ان کو خود اپنے اوپر گواہ بنایا تھا (اور پوچھا تھا کہ) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا تھا کہ کیوں نہیں؟ ہم سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ (اور یہ اقرار ہم نے اس لیے لیا تھا) تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے۔ (الاعراف ۱۷۲) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں بالکل اس طرح جیسے جانور کے بچے صحیح سالم ہوتے ہیں۔ کیا تم نے (پیدائشی طور پر) کوئی ان کے جسم کا حصہ کٹا ہوا دیکھا ہے۔ (بخاری ۱۳۸۵) اللہ تعالیٰ نے جو متعین کر دیا وہ متعین ہو گیا اب اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی یا رد و بدل نہیں ہوگا، تو تم اسی دین پر رہو اس دین کو بدل کر دوسرا دیں اختیار مت کر، نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی سب سے سیدھا دین ہے، اس سے ہٹ کر جو بھی راستہ تم اختیار کرو گے وہ سب گمراہی والے راستے ہیں، اگر اس سیدھے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستوں پر چلو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے، لیکن اکثر لوگوں کو یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتیں، جب یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اللہ ہی خالق و مالک ہے اور اسی کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے اور اس نے سیدھا راستہ بھی بتلا دیا ہے تو تم سب اسی خالق و مالک کی طرف رجوع کرو اور اسی سے ڈرو، اسی کی عبادت کرو، نماز پڑھو اور اسی کے احکامات کی پیروی کرو اور ہاں! ان مشرکین میں سے نہ ہو جانا جو ان تمام چیزوں کو جاننے کے بعد بھی جہالت میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں، پھر ان مشرکین کا حال بیان کیا گیا کہ وہ لوگ الگ الگ گروپوں میں بٹ گئے یعنی کوئی یہودی ہو گیا تو کوئی عیسائی وغیرہ، اور انہیں اپنے اس غلط طریقے پر رہتے ہوئے کوئی عار یا شرم بھی نہیں ہے بلکہ وہ تو بڑے خوش اور اپنے کاموں میں مگن محسوس ہوتے ہیں کہ شیطان نے انہیں ان غلط کاموں میں ڈال کر انہیں حق سے ہی دور کر دیا، یہ اپنے غلط کاموں کو ہی حق سمجھ کر اسی میں مست و مگن اور خوش ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۶۳۰﴾ جب لوگوں کو ہم اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں ﴿الروم ۳۳-۳۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَإِذَا مَسَّ النَّاسُ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا آذَاهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۗ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَهُمْ ط فَتَسْتَعْتَبُوا ۗ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۗ أَمْ

اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُوْنَ ۝ وَاِذَا اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً
فَرِحُوْا بِهَا ۝ وَاِنْ تُصِيبُهُمْ سَيِّئَةٌ مِّمَّا قَدَّمْتُمْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَفْتَنُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَاِذَا اور جب مَسَّ النَّاسَ لوگوں کو پہنچتی ہے صَدْرُ كُوْنِي تكليف دَعَوْا تو وہ پکارتے ہیں رَبِّهِمْ اپنے رب کو مُبْتَلِيْنَ رجوع کرتے ہوئے اِلَيْهِ اسی کی طرف ثُمَّ اِذَا پھر جب اَذَقَهُمْ وہ چکھاتا ہے انہیں مِّنْهُ رَحْمَةً اپنی طرف سے رحمت اِذَا فَرِحُوْا (تو) ناگہاں کچھ لوگ مِّنْهُمْ ان میں سے پَرِحُوْا اپنے رب کے ساتھ يُشْرِكُوْنَ شرک کرتے ہیں لِيَكْفُرُوْا تاکہ (تبتیلاً) وہ انکار کریں بِمَآ اس (نعمت) کا جو اَتَيْنَهُمْ ہم نے انہیں دی فَتَمَتُّعُوْا لِهٰذَا تم فائدہ اٹھا لو فَسَوْفَ پھر عنقریب تَعْلَمُوْنَ تم جان لو گے اَمْرٌ اَنْزَلْنَا کیا ہم نے نازل کی ہے عَلَيْهِمْ ان پر سُلْطٰنًا کوئی (ایسی) دلیل فَهُوَ کہ وہ يَتَكَلَّمُ بتلاتی ہو بِمَآ وہ چیز کہ كَانُوا وہ ہیں بِہ اس کے ساتھ يُشْرِكُوْنَ شرک ٹھہراتے وَاِذَا اور جب اَذَقْنَا ہم چکھاتے ہیں النَّاسَ رَحْمَةً لوگوں کو رحمت فَرِحُوا تو وہ خوش ہوتے ہیں بِهَا اس سے وَاِنْ اور اگر تُصِيبُهُمْ انہیں پہنچے سَيِّئَةٌ کوئی مصیبت بِمَآ بوجہ اس کے جو قَدَّمْتُمْ آگے بھیجا اَيْدِيْهِمْ ان کے ہاتھوں نے اِذَا هُمْ تو ناگہاں وہ يَفْتَنُوْنَ ناامید ہو جاتے ہیں

ترجمہ:- اور جب لوگوں کو تكليف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو پکارتے اور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں پھر جب وہ ان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتا ہے تو ایک فرقہ ان میں سے اپنے رب سے شرک کرنے لگتا ہے ۝ تاکہ جو ہم نے ان کو بخشا ہے اُس کی ناشکری کریں سو (خیر) فائدے اٹھا لو عنقریب تمہیں (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا ۝ کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل نازل کی ہے کہ ان کو اللہ کیساتھ شرک کرنا بتاتی ہے؟ ۝ اور جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر ان کے اعمال کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں کوئی گزند پہنچے تو ناامید ہو کر رہ جاتے ہیں۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب لوگوں کو تكليف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اسی طرف متوجہ ہو کر پکارتے ہیں۔

۲۔ پھر جب اللہ انہیں اپنی رحمت کا کچھ مزہ چکھادیتا ہے۔

۳۔ تو اچانک ان میں سے بعض لوگ اپنے رب سے شرک کرنے لگتے ہیں۔

۴۔ تاکہ ان چیزوں کا انکار کریں جو ہم نے انہیں دی ہے۔

۵۔ تو مزے اڑاؤ جتنا اڑا سکتے ہو۔ ۶۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔

۷۔ کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل نازل کی ہے جو انہیں شرک کرنے کو کہتی ہے؟

۸۔ جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس پر اترتے ہیں۔

۹۔ اگر انہیں خود اپنے ہاتھوں کے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی برائی پہنچتی ہے تو ذرا سی دیر میں وہ مایوس ہونے لگتے ہیں۔

ان آیتوں میں مشرکوں کی کچھ صفیں اور خصائیں بیان کی جا رہی ہیں کہ ان مشرکوں کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے جس سے چھٹکارہ پانا اللہ تعالیٰ کو پکارے بغیر ممکن نہیں تو یہ لوگ اس وقت بہت ہی اخلاص کے ساتھ اپنی ساری توجہ اللہ تعالیٰ کی جانب کرتے ہوئے اس سے اس بلا کو دفع کرنے کی دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اس آفت سے نجات عطا کر، جیسا کہ سورۃ عنکبوت کی آیت نمبر ۶۵ میں بھی اس طرح کا مضمون گزر چکا ہے فَاِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلِكِ دَعَوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ کہ جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں اور کشتی طوفان کی لپیٹ میں آ جاتی ہے تو یہ لوگ اس مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں، مگر انکی مکاری کا عالم تو دیکھو کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھاتا ہے یعنی انہیں اس مصیبت سے نجات دیتا ہے تو پھر یہ لوگ اپنی اصلی حالت پر آ جاتے ہیں اور دوبارہ شرک کرنے لگتے ہیں، جیسا کہ مفصل بیان سورۃ العنکبوت کی مذکورہ آیت میں گزر گیا۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم پر بھی جب کوئی مصیبت یا بلا آتی ہے تو ہم میں سے بھی بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اس وقت بہت ہی عاجزی و انکساری کے ساتھ اللہ کی عبادت میں اور اسے راضی کرنے میں لگ جاتے ہیں اور اللہ سے دعا و مناجات میں لگ جاتے ہیں، لیکن جیسے ہی وہ بلا اور آفت ہم سے ٹل جاتی ہے ہم سے ٹل جاتی ہے ہم پھر سے اسکی نافرمانی کرنے لگ جاتے ہیں، نمازوں کا اہتمام ختم کر دیتے ہیں، عبادت کی عادت ختم ہو جاتی ہے تو کیا ہماری حالت بھی ان مشرکین کی طرح نہیں ہوگئی؟ ہمیں اس بارے میں سوچنا چاہئے اور اپنے اس رویہ میں تبدیلی لانی چاہئے۔ اللہ ہمیں نیکی کی توفیق عطا کرے، آمین۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہماری دی ہوئی نعمتوں کا انکار کرنا چاہیں تو کریں یہ انکا اپنا اختیار ہے، جیسا کہ ایک اور جگہ اللہ نے فرمایا فَتَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَتَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ (الکہف ۲۹) کہ اگر وہ ایمان لانا چاہے تو لے آئے اور اگر کفر کرنا چاہے تو کفر کرے یہ انکا اختیار ہے اس دنیا میں، لیکن یہ بس ٹھوڑے ہی دن کا مزہ ہے اس لئے اس سے فائدہ جتنا بھی اٹھا سکتے ہو اٹھا لو اسکی سزا کیا ہوگی اور کس طرح عذاب میں تمہیں مبتلا کیا جائے گا یہ تمہیں بعد میں پتا چلے گا جب کہ تم اس دنیا کو چھوڑ کر ہمارے پاس آو گے؟ ایک بات سمجھ سے باہر ہے کہ اللہ کی وحدانیت کی علامتیں اور دلیلیں کھول کھول کر بیان کرنے کے بعد بھی یہ لوگ اس کی عبادت چھوڑ کر شرک میں مبتلا کیوں ہیں؟ کیا انکے پاس شرک کرنے کی کوئی دلیل اللہ نے بھیجی ہے کہ جسکی وجہ سے یہ لوگ شرک کر رہے ہیں؟ جب انکے پاس اسکی کوئی دلیل ہی نہیں تو پھر ان معبودوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیوں نہیں کرتے جسکے معبود ہونے پر سینکڑوں دلیلیں اور حجتیں قائم ہیں؟

بیان کیا جا رہا ہے کہ انکی تو عادت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ان پر کوئی احسان کرتا ہے اور انکی چاہت کے موافق کام ہوتا ہے تو یہ بڑے خوش ہوتے ہیں، لیکن جب انہیں کوئی مصیبت، برائی، رنج و غم پہنچتا ہے جو کہ انکے اپنے ہی اعمال بدکی وجہ سے پہنچا ہے تو مایوس ہو کر بیٹھ جاتے ہیں، مومن کا حال اس کے برعکس ہوتا ہے، جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر بھی وہ اپنے رب کا شکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کے پاس جانے والے ہیں۔ (البقرہ ۱۵۶) تو ایک مسلمان مصیبت پر بھی اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور صبر سے کام لیتا اور ایک مشرک صرف خوشی ملنے پر تو بڑا خوش ہوتا ہے اور غم ملنے پر مایوس ہو جاتا ہے جبکہ اللہ نے فرمایا لَا تَأْتِيْكُمْ سُوْرَةُ رُّوْحِ اللّٰهِ طَائِفَةٌ لَّا تَأْتِيْكُمْ مِنْ رُّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف ۸۷) کہ اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو کیونکہ اللہ کی رحمت سے مایوس صرف کافر ہوتے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۶۳۱﴾ رزق کا بڑھنایا گھٹنا اللہ کے ارادہ پر موقوف ہے ﴿الروم ۳۷﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوْلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝
لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَوْلَمْ کیا نہیں يَرَوْا انہوں نے دیکھا اَنَّ اللّٰهَ کہ بے شک اللہ يَبْسُطُ الرِّزْقَ رزق کشادہ کرتا ہے لِمَنْ جس کے لیے يَّشَاءُ وہ چاہتا ہے وَيَقْدِرُ اور وہی تنگ کرتا ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بلاشبہ اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِقَوْمٍ ان لوگوں کے لیے جو يُّؤْمِنُوْنَ ایمان لاتے ہیں
ترجمہ:- کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی جس کیلئے چاہتا ہے رزق فراخ کرتا ہے اور (جس کیلئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے بیشک اس میں ایمان لانے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

تشریح:- اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کا چاہے رزق بڑھاتا ہے اور جس کا چاہے تنگ کر دیتا ہے؟

۲- بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

پچھلی آیت میں بیان کیا گیا کہ کفار کو بڑا رنج ہوتا ہے جبکہ کوئی چیرا انکی منشا اور خواہش کے موافق نہ ہو، یہاں اللہ تعالیٰ یہ بیان کر رہے ہیں کہ اس میں مایوس و ناامید ہونے کی کیا بات ہے جبکہ رزق دینا نہ دینا، زیادہ دینا یا کم دینا، رزق میں فراوانی پیدا کرنا یا رزق کو تنگ کر دینا یہ سب تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اس میں کسی انسان کا کوئی زور نہیں ہے، تو جب سب کچھ اللہ کی جانب سے طے ہے تو اس میں مایوس ہونے کا کیا مطلب ہے؟ وہ مالک ہے جو چاہے وہ کرسکتا ہے اور تم اس کے بندے ہو تمہیں تو اسکے احکامات کو ماننا، اس پر عمل کرنا ہے اور اس کے فیصلے پر راضی

رہنا ہے، تم پیدا ہی اس لئے کئے گئے ہو کہ اسکی پیروی اور عبادت کرو اور اسکے حکم کو مانو تو اللہ تعالیٰ نے کسی کو رزق کم دیا یا کسی کو زیادہ تو یہ اسکی مرضی ہے تمہیں اس پر مایوس اور غمگین ہونے کا کوئی حق ہی نہیں ہے اور یہ جو کسی کا رزق بڑھاتا اور کسی کا کم کرتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ انسانوں کا امتحان لیتا ہے، انہیں آزماتا ہے، انہیں پرکھتا ہے کہ رزق کی فراوانی دیکھ کر کہیں رزق کے دینے والے کا نافرمان تو نہیں بن جاتا ہے جیسا کہ قارون کی مثال ہے اسے بے پناہ مال و دولت عطا کی گئی تھی پھر بھی وہ شکر کرنے والا نہ بنا، اور اسی طرح رزق میں کمی کر کے بھی دیکھتا ہے کہ کیا اس حالت میں بھی جبکہ اسکے پاس کھانے کے لئے بھی کچھ زیادہ نہیں ہے، کبھی کھاتا ہے تو کبھی فاقہ کرتا ہے، اس حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے یا نہیں؟ تو یہ حالات یعنی تنگی، کشادگی، غم، خوشی، پریشانی اور راحت مومنوں کے لئے تو اللہ کی ایک نشانی ہوتی ہے، مگر ان چیزوں کا اثر کفار پر کچھ نہیں پڑتا وہ تو اس پتھر کی طرح ہیں کہ جس پر پانی پڑتا ہے مگر اس سے اسے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ساری مخلوق کے رزق کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ہے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے کسادہ رزق دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اسکے رزق کو تنگ کر دیتا ہے، سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۵ میں کہا گیا **وَاللّٰهُ يَغْبِطُ وَيَبْسُطُ اللّٰهُ تَنگي اور کشادگی کرتا ہے، سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۲۶ میں کہا گیا اللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ اللّٰهُ تعالیٰ جس کی روزی چاہتا ہے بڑھاتا ہے اور گھٹاتا ہے، سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳۰، اور سورۃ القصص آیت نمبر ۸۲، سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۶۲ سورۃ سبأ آیت نمبر ۳۶، سورۃ الزمر آیت نمبر ۵۲، سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۱۱۲** ان تمام آیات میں بھی یہ بات بتائی گئی کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اسکے رزق میں کشادگی عطا کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں اسکی روزی تنگ کر دیتے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۶۳۲﴾ رشتہ داروں کو ان کا حق دیجئے ﴿الرؤم ۳۸-تا-۴۰﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

فَإِذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللّٰهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَا آتَيْتُم مِّن رَّبَّالْيَزْبُوا فِيْ أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَزْبُوا عِنْدَ اللّٰهِ ۝ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكٰوةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللّٰهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ۝ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ شَرِكَاةٍ كُمْ مَّن يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ مُّبْحَنَةٌ وَتَعْلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: فَإِذَا الْقُرْبَىٰ قرابت دار کو حَقَّهُ اس کا حق وَالْمِسْكِينَ اور مسکین کو وَابْنَ السَّبِيلِ اور مسافر کو ذَلِكَ خَيْرٌ یہ بہت بہتر ہے لِلَّذِينَ ان لوگوں کے لیے جو يُرِيدُونَ

چاہتے ہیں وَجْهَ اللّٰهِ اللّٰہ کا چہرہ وَأَوْلٰئِكَ هُمْ اور یہی لوگ ہیں الْمُفْلِحُونَ فلاح پانے والے وَمَا اور جو کچھ اَتَيْتُمْ تم دو مِّن رِّبَاٍ سُدِّسَ لِيَزْبُوْا تا کہ وہ بڑھتا رہے فِيْ اَمْوَالِ النَّاسِ لوگوں کے مالوں میں فَلَا يَزْبُوْا تو وہ نہیں بڑھتا عِنْدَ اللّٰهِ اللّٰہ کے ہاں وَمَا اور جو کچھ اَتَيْتُمْ تم دو مِّنْ زَكٰوٰةٍ زکوٰۃ سے تُرِيْدُونَ تم چاہتے ہوں وَجْهَ اللّٰهِ اللّٰہ کا چہرہ فَأَوْلٰئِكَ هُمْ تو یہی لوگ ہیں الْمُضْعِفُونَ بڑھانے والے اِنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ اللّٰہ وہ ذات ہے جس نے خَلَقَكُمْ پیدا کیا تمہیں ثُمَّ رَزَقَكُمْ پھر اس نے رزق دیا تمہیں ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ پھر وہ مارے گا تمہیں ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ پھر وہ (دوبارہ) زندہ کرے گا تمہیں هَلْ مِنْ شُرَكَآءِ كُمْ کیا کوئی ہے تمہارے شریکوں میں سے مَن يَّفْعَلْ جو کر سکے مِنْ ذٰلِكُمْ ان (کاموں) میں سے مِّنْ شَيْءٍ کچھ بھی سُبْحٰنَهُ وہ پاک ہے وَتَعْلٰی اور برتر ہے عَمَّا اس سے جو يُشْرِكُوْنَ وہ شرک کرتے ہیں

ترجمہ:- تو اہل قربت اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق دیتے رہو جو لوگ رضائے الہی کے طالب ہیں یہ ان کے حق میں بہتر ہے اور یہی لوگ نجات حاصل کرنے والے ہیں O اور جو تم سو دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں افزائش ہو تو اللہ کے نزدیک اس میں افزائش نہیں ہوتی اور جو تم زکوٰۃ دیتے ہو اور اس سے اللہ کی رضامندی طلب کرتے ہو تو (وہ موجب برکت ہے اور) ایسے ہی لوگ (اپنے مال کو) دو چند کرنے والے ہیں O اللہ ہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تمہیں مارے گا پھر زندہ کرے گا بھلا تمہارے (بنائے ہوئے) شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کر سکے وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک سے بلند ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سولہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اے محمد! آپ رشتہ داروں کا ان کا حق دو۔ ۲۔ محتاج و مسافر کو بھی۔
 - ۳۔ خیر کا کام بہتر ہے اس شخص کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتا ہے۔ ۴۔ ایسے ہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں۔
 - ۵۔ جو تم سو دیتے ہوتا کہ وہ لوگوں کے مال میں شامل ہو کر بڑھ جائے۔
 - ۶۔ تو یہ مال اللہ کے یہاں نہیں بڑھتا۔ ۷۔ جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دیتے ہو۔
 - ۸۔ تو ایسے لوگ درحقیقت اپنا مال بڑھا رہے ہوتے ہیں۔
 - ۹۔ اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا۔ ۱۰۔ پھر تمہیں رزق دیا۔
 - ۱۱۔ پھر تمہیں موت دیگا۔ ۱۲۔ پھر (قیامت کے دن) دوبارہ زندہ کریگا۔
 - ۱۳۔ بھلا تمہارے معبودوں میں سے کوئی ہے جو یہ کام کرے۔
 - ۱۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک و بالاتر ہے اس شرک سے جس کا ارتکاب یہ لوگ کرتے ہیں۔
- پچھلی آیتوں میں یہ بات کہی گئی کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے مال و دولت سے نوازتے ہیں اور جسے چاہے کم روزی

دیتے ہیں۔ یہاں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو مال و دولت سے نوازے تو اسے کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے؟ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اپنے مال میں سے اپنے رشتہ داروں کو ان کا حق دو کیونکہ سب سے پہلے انسان کے مال میں کسی کا حق ہوتا ہے تو وہ رشتہ دار کا حق ہے، رشتہ داروں میں قریبی رشتہ دار بھی آتے ہیں جیسے کہ بھائی، بہن، چچا، ماموں، خالہ، ماں باپ، بیٹا بیٹی، پھوپھی بھتیجی، بھانجی، دادا دادی، نانا نانی وغیرہ اور دور کے رشتہ دار بھی جیسے کہ خالہ کا بیٹا، ماموں کا بیٹا، اسکے بیٹے کا بیٹا وغیرہ تو ان سب کا انسان کے مال میں سب سے پہلا حق ہے، لہذا انہیں سب سے پہلے اپنے مال میں سے دیں، اس آیت میں مخاطب صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا ہے مگر حکم تمام امت کو ہے، پھر اسکے بعد فقیر و غریب کو اپنے مال میں سے صدقہ دیں، اسکے بعد مسافر کو، بعض نے یہاں مسافر سے مراد مہمان لیا ہے کہ کوئی مہمان آپ کے پاس آئے تو انکا اکرام کیا جائے اور انکی ضیافت کی جائے۔ اس آیت سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ایک مسئلہ فرمایا کہ اپنے جو محرم رشتہ دار ہیں جیسا کہ بیوی، بیٹا، بیٹی، ماں، باپ وغیرہ تو ان پر خرچ کرنا اس انسان کا حق ہے کیونکہ انکا حصہ زکوٰۃ میں نہیں ہوتا ہے اس لئے یہاں پر خرچ کرنا واجب ہے بشرطیکہ وہ محتاج ہوں۔ (تفسیر المنیر - ج ۲۱، ص ۹۳)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر کسی نے یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اور اسکی خوشنودی کے لئے کیا ہو تو یہ سودا اسکے حق میں فائدہ مند ہوگا، لیکن اگر اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو چھوڑ کر لوگوں کو دکھانے کے لئے یا اپنی بڑائی جتانے کے لئے ایسا کیا ہے تو اس سے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، نہ ہی دنیا میں نہ ہی آخرت میں تو اس کا مال تو اسکے پاس سے چلا گیا اور آخرت میں بھی اسے کچھ ثواب نہ ملے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ سب کرتے ہیں وہی اصل میں کامیاب لوگ کہلاتے ہیں، یعنی انہیں اسکا انعام آخرت میں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو سودا لوگوں کو دے کر اپنی دولت میں تمہیں جو ظاہری بڑھوتری یا اضافہ نظر آ رہا ہے وہ حقیقت میں اضافہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ تمہارے نیکیوں میں اضافہ نہیں کریگا بلکہ وہ تمہارے گناہوں میں اضافہ کا سبب بنے گا، لیکن اگر تم اللہ کی راہ میں صدقہ دو گے تو اللہ اسے دو گنا کر دیگا یعنی دنیا میں اس مال میں برکت دیگا اور آخرت میں وہ اسکی نیکیوں میں اضافہ کریگا، جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۶ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَبِذٰلِكَ يَخْتَصِمُ اللّٰهُ لِمَا تَصَدَّقْتُمْ اللّٰهُ تَعَالٰی سُوْدُوْكُمْ تَحْتٰتٰہٗ اُوْر صَدَقٰتِ كُوْبْرٰہٰتٰہٗ اُوْر رٰہٗ بٰہٗ سُوْدُو كُوْا سَلَامُ نِے حَرَامُ بٰہٗ قَرَار دِیَا ہٗ۔ اللّٰهُ تَعَالٰی نِے خُوْد فرمٰیَا اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا (البقرہ ۲۷۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی حلال کمائی سے صدقہ کیا، کیونکہ اللہ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنے داہنے ہاتھ سے اس صدقہ کو قبول فرماتا ہے، پھر اسے صدقہ دینے والے کے لئے بڑھا دیتا ہے جیسا کہ تم لوگ اپنے گھوڑے کے بچوں کی پرورش کر کے اسے بڑھاتے ہو، وہ صدقہ بڑھ کر ایک پہاڑ

کے برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری ۱۴۱۰)، لہذا ہمیں سو دغیرہ سے بچنا چاہئے اور صدقات دینا چاہئے تاکہ ہمارے اخروی خزانہ میں بڑھوتری ہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ربا کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو کہ بیع میں ہوتا ہے کہ ہم کسی کو کچھ رقم دیتے ہیں اور بدلہ میں اس رقم سے زیادہ رقم لیتے ہیں جو کہ ناجائز ہے، اور دوسری قسم ربا کی یہ ہے کہ ہم کسی کو تحفہ دیں اور یہ امید لگائیں کہ ہمیں اس تحفہ سے زیادہ قیمتی تحفہ ملے گا تو یہ جائز ہے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (تفسیر منیر۔ ج ۲۱، ص ۹۳) اور حضرت ابن عباس اور ابن جبیر اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہم کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت اسی جائز ربا سے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۴، ص ۳۶) اللہ تعالیٰ انہی مشرکین کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھلا کر انہیں سمجھا رہے ہیں کہ دیکھو! یہ کام ہم ہی کرتے ہیں، تمہارے معبود نہیں کرتے پھر تم انہیں کیوں معبود تسلیم کرتے ہو؟ چنانچہ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا پھر پیدا کرنے کے بعد تمہارے رزق کا بھی بندوبست کیا، پھر جب تمہاری متعینہ عمر ختم ہو جائیگی تو وہ تمہیں موت دیدیگا، پھر اس موت کے بعد جب قیامت کا وقت آئے گا تو پھر سے تمہیں زندہ کریگا تو تم لوگ مجھے بتاؤ کہ تم مجھے چھوڑ کر جن معبودوں کی عبادت کرتے ہو کیا ان میں سے کوئی ایک بھی یہ کام کر سکتا ہے؟ نہیں! اور ہرگز نہیں تو پھر تم کیوں ان بے حیثیت بتوں اور معبودوں کو پوجتے ہو، آؤ! اللہ کی عبادت کی طرف وہ ذات پاک ہے اور بلند و برتر ہے ان چیزوں اور معبودوں سے جنہیں تم اسکا شریک ٹھہراتے ہو۔

﴿درس نمبر ۱۶۳۳﴾ زمین میں چل پھر کر دیکھو ﴿الروم ۲۱-۲۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا أَعْلَهُمْ وَيَرْجِعُونَ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- ظَهَرَ الْفَسَادُ ظاہر ہو گیا فساد فی الْبَرِّ خشکی میں وَالْبَحْرِ اور سمندر میں بِمَا كَسَبَتْ بوجہ اس کے جو کیا اَيْدِي النَّاسِ لوگوں کے ہاتھوں نے لِيُذِيقَهُمْ تاکہ وہ چکھائے انہیں بَعْضَ الَّذِي بعض اس کا جو عَمِلُوا انہوں نے عمل کئے لَعْلَهُمْ شاید کہ وہ يَرْجِعُونَ رجوع کریں قُلْ کہہ دیجیے سِيرُوا تم سیر کرو فی الْأَرْضِ زمیں میں فَانظُرُوا پھر تم دیکھو كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ كیسا ہوا اَخْتِامُ الَّذِينَ ان لوگوں کا جو مِنْ قَبْلُ پہلے تھے كَانَ أَكْثَرُهُمْ تھے اکثر ان کے مُشْرِكِينَ مشرک ہی ترجمہ:- خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض

اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں وہ باز آ جائیں O کہہ دو کہ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ جو لوگ (تم سے) پہلے ہوئے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا ہے ان میں زیادہ تر مشرک ہی تھے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ لوگوں نے جو اپنے ہاتھوں سے کمائی کی اسکی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا۔

۲۔ تاکہ انہوں نے جو کام کئے ہیں ان میں سے کچھ کا مزہ انہیں چکھائیں۔

۳۔ شاید کہ وہ باز آ جائیں۔

۴۔ اے پیغمبر! آپ ان سے کہئے کہ زمیں میں چل پھر کر دیکھو۔

۵۔ جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں انکا کیا انجام ہوا؟ ۶۔ ان میں سے اکثر مشرک تھے۔

یہاں مشرک کی قباحت اور گندگی بیان کی جا رہی ہے کہ اے مشرک! تم نے جو شرک کیا ہے یعنی جس اللہ کی تمہیں عبادت کرنی چاہئے تھی کہ جس نے یہ ساری چیزیں بنائیں، تمہیں کھانے پینے کو دیا اور تمہیں سہولتیں فراہم کیں، تم نے اس اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنائے، تمہارے اس برے فعل کی وجہ سے اور تمہارے اس ظلم کی وجہ سے بر و بحر، خشکی اور سمندر میں فساد پھیل گیا، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجے جانے سے پہلے ہی برو بحر میں یہ فساد برپا ہو گیا تھا مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور دین کی تبلیغ کی تو جن لوگوں کے حق میں ہدایت تھی وہ ایمان لے آئے اور بت پرستی سے باز آ گئے، اس طرح یہ فساد ختم ہو گیا۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۱۰۸) یہاں برو بحر سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت مذکور ہے کہ انہوں نے کہا ”البر“ سے مراد جنگل ہیں جہاں کوئی نہ ہو اور ”البحر“ سے مراد قریہ ہے کہ جہاں پر لوگ بستے ہوں۔ (الدر المنثور۔ ج، ۶، ص، ۴۹۷) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”البر“ سے مراد وہ علاقے ہیں جہاں نہر نہ ہو، اور ”البحر“ سے مراد مدائن کے مقام اور وہ قریے ہیں جو نہر کے کنارے بے ہوتے ہیں، بہر حال ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ہر جگہ شر و فساد پھیل گیا تھا، تو انکے اس گناہ کی سزا یہ ہوئی کہ اللہ نے ان پر قحط برسا کر انہیں انکے بعض اعمال کا مزہ اس دنیا میں بھی چکھایا کہ دیکھو! جو تم کر رہے ہو وہ غلط ہے، اب ہم نے تم پر قحط ڈال دیا ہے تو جاؤ اور اپنے بتوں سے کہو کہ اس قحط کو وہ دور کریں اور جب یہ لوگ نہیں کر سکتے تو تمہیں پتا چل گیا کہ کرنے والی ذات صرف ایک ہی ہے پس اسی ایک اللہ کی طرف لوٹ آؤ۔ اگر تمہیں اللہ کے عذاب کی جھلکیاں اور مزید دیکھنا ہے تو اپنے اطراف و اکناف کے علاقوں کا سفر کرو تمہیں وہاں ویران بستیوں اور کھنڈرات نظر آئیں گے جنہیں دیکھ کر تمہیں انکی ہلاکت اور ان پر آئے عذاب کا اندازہ ہو جائے گا، انہیں جو عذاب میں مبتلا کیا گیا اسکی وجہ اعمالِ بد اور شرک ہے، لہذا اگر تم اللہ کے عذاب اور اسکی پکڑ سے بچنا چاہتے ہو تو ایک اللہ کی عبادت کی طرف آ جاؤ تو تم اس عذاب سے یقیناً بچ جاؤ گے۔

﴿درس نمبر ۱۶۳﴾ اے پیغمبر! آپ اپنا رخ صحیح دین کی طرف قائم رکھتے ﴿الروم ۲۳-۲۴-۲۵﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلْتَمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَتَضَعُونَ
مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا نَفْسِهِمْ يَمْهَدُونَ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۗ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فلتمّ چنانچہ آپ سیدھا رکھیں وَجْهَكَ اپنا چہرہ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ سیدھے دین کی طرف
مِنْ قَبْلِ پہلے اس سے أَنْ يَأْتِيَ کہ آجائے یَوْمٌ وہ دن لَا مَرَدَّ کہ نہیں ہے ثلثاً لہٰذا اس کا مِنَ اللّٰهِ اللہ کی
طرف سے یَوْمَئِذٍ اس دن يَتَضَعُونَ وہ جدا جدا ہوں گے مَنْ كَفَرَ جس شخص نے کفر کیا فَعَلَيْهِ تو اسی
پر ہے كُفْرُهُ کفر اس کا وَمَنْ اور جس نے عَمِلَ صَالِحًا صالح عمل کے فَلَا نَفْسِهِمْ تو وہ اپنے ہی لیے
يَمْهَدُونَ راستہ سنوارتے ہیں لِيَجْزِيَ تاکہ وہ جزا دے الَّذِينَ ان لوگوں کو جو آمَنُوا ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور انہوں نے نیک عمل کیے مِنْ فَضْلِهِ اپنے فضل سے إِنَّهُ بلاشبہ وہ لَا يُحِبُّ پسند نہیں
کرتا الْكَافِرِينَ کافروں کو

ترجمہ:- تو اس روز سے پہلے جو اللہ کی طرف سے آ کر رہے گا اور رُک نہیں سکے گا دیں (کے رستے) پر
سیدھا منہ کئے چلے چلو اس روز (سب) لوگ منتشر ہو جائیں گے ۝ جس شخص نے کفر کیا تو اس کے کفر کا ضرر اسی کو
ہے اور جس نے نیک عمل کئے تو ایسے لوگ اپنے ہی لئے آرامگاہ درست کرتے ہیں ۝ جو لوگ ایمان لائے اور نیک
عمل کرتے رہے ان کو اللہ اپنے فضل سے بدلادے گا بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! آپ اپنا رخ صحیح دین کی طرف قائم رکھئے۔

۲۔ اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس دن کے ٹلنے کا اللہ کی طرف سے کوئی اسکان نہیں۔

۳۔ اس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔ ۴۔ جس نے کفر کیا ہے، اسکے کفر کا نقصان اسی کو ہوگا۔

۵۔ جن لوگوں نے نیک اعمال کئے ہیں وہ اپنے لئے ہی راستہ بنا رہے ہیں۔

۶۔ تاکہ اللہ اپنے فضل سے ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔

۷۔ یقیناً اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتے۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ جس نے اللہ تعالیٰ سے منہ موڑا اور وہ شرک کے راستہ پر چلا تو اس کا

انجام براہوا، ان آیات میں اللہ تعالیٰ یہ نصیحت کر رہے ہیں کہ اگر اس برے انجام سے بچنا ہے تو ایک اللہ کی جانب اپنا رخ ہمیشہ کے لئے کر لو، اسی کی عبادت میں مصروف ہو جاؤ، اسی کے احکامات کی پیروی کرنے لگ جاؤ اور اسی کا کہنا مانو، مگر یہ سب قیامت کے دن کے آنے سے پہلے تمہیں کرنا ہے کیونکہ انسان کا ایمان اس وقت یعنی قیامت کے وقت یا موت کے وقت قابل قبول نہیں ہوگا، اسی لئے قرآن حکیم میں یہ بات کہی گئی **وَمَنْ قَبَّلَ أَنْ يَأْتِيَهُ يَوْمَهُ لَا يَبِيعُ فِيهِ وَلَا خُلَّةً وَلَا شَفَاعَةً** (البقرہ ۲۵۴) اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس دن نہ خریدو فروخت ہوگی اور نہ دوستی اور نہ ہی سفارش۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ حجاب نہ اٹھ جائے، پوچھا گیا کہ حجاب اٹھنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے کہا کہ جان مشرک ہونے کی حالت میں نکلے۔ (مسند احمد۔ مسند الانصار، حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ ۲۱۵۲۲)

ایک اور روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حالت نزع کے وقت تک یعنی آخری وقت تک انسان کی توبہ قبول کی جاتی ہے لیکن جب آخری وقت آجائے اور سانس نکلنے لگے تب اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہیں کرتا۔ (ترمذی ۳۵۳۷)

لہذا ہمیں اپنے اعمال کو اس آخری وقت آنے سے پہلے سدھار لینا چاہئے، اس آیت میں خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا مگر مراد سارے انسان ہیں اور خاص کر مسلمان، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو وہی حکم دیا جو حکم اس نے رسولوں کو دیا ہے۔ (مسلم ۱۰۱۵) آگے فرمایا کہ وہ قیامت کا دن ایسا دن ہوگا کہ جو انسانوں کو تقسیم کر کے رکھ دے گا کہ نیک لوگ ادھر ہو جاؤ اور بدکار لوگ ادھر۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ **فَلْتَقُمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ** سے مراد اسلام ہے اور **وَمَنْ قَبَّلَ أَنْ يَأْتِيَهُ يَوْمَهُ لَا يَبِيعُ فِيهِ وَلَا خُلَّةً وَلَا شَفَاعَةً** سے مراد قیامت کا دن ہے اور **يَوْمَ مَعِينٍ يَصْنَعُونَ** سے مراد یہ ہے کہ ایک فریق جنت میں ہوگا اور دوسرا جہنم میں، آپ نے یہ آیت پڑھی **فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ** (الشوریٰ ۷) (الدر السعور۔ ج ۶، ص ۴۹۸)

اللہ تعالیٰ بیان کر رہے ہیں کہ دیکھو! ہم تمہیں جو یہ حکم دے رہے ہیں کہ ایمان لاؤ اور نیک اعمال کرو تو تمہارے ان اعمال سے ہمارا کوئی فائدہ ہونے والا نہیں ہے اگر فائدہ ہوگا تو وہ تمہاری ذات ہی کو ہوگا کہ تمہیں تمہارے ان اعمال کے بدلہ میں جنت ملے گی اور وہاں جنت میں طرح طرح کی نعمتیں تمہیں نصیب ہوں گی۔ بعض اصحاب تفسیر نے کہا کہ یہاں **فَلَا نُنْفِسِهِمْ** بے ہتدوں سے مراد قبر ہے کہ وہ اپنی قبر کی تیاری کر رہا ہے جیسا کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۰، ص ۱۱۲) لیکن اگر تم نے ہمارا انکار کیا اور مجھ پر ایمان نہ لے آئے اور ہمارے رسولوں اور کلام کو جھٹلایا اور کفر و شرک میں پڑے رہے تو اسکا نقصان بھی تمہیں ہی جھیلنا ہے جو کہ دوزخ اور اسکے عذاب کی شکل میں تمہیں دیا جائے گا اور یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے تو ایمان والے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو کافروں کو پسند ہی نہیں کرتے۔

﴿درس نمبر ۱۶۳﴾ تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور شکر ادا کرو ﴿الروم ۴۶-۴۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيَذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلُكُ بِأَمْرِهِ
وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَى
قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَأَنْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرُمْ وَأَوْكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا
نَصْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَمِنْ آيَاتِهِ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے أَنْ يُرْسِلَ کہ وہ بھیجتا ہے الرِّيحَ ہوائیں
مُبَشِّرَاتٍ خوشخبری دینے والیاں وَلِيَذِيقَكُمْ اور تاکہ وہ چکھائے تمہیں مِنْ رَحْمَتِهِ اپنی رحمت وَلِتَجْرِيَ اور
تاکہ چلیں الْفُلُكُ کشتیاں بِأَمْرِهِ اس کے حکم سے وَلِتَبْتَغُوا اور تاکہ تم تلاش کرو مِنْ فَضْلِهِ اس کا فضل
وَلَعَلَّكُمْ اور تاکہ تم تَشْكُرُونَ شکر کرو وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق أَرْسَلْنَا ہم نے بھیجے مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے
رُسُلًا کئی رسول اِلی قَوْمِهِمْ ان کی قوم کی طرف فَجَاءَهُمْ چنانچہ وہ آئے ان کے پاس بِالْبَيِّنَاتِ واضح
دلیلوں کے ساتھ (پھر بھی قوم نے جھٹلایا) فَأَنْتَقَمْنَا تو ہم نے انتقام یا مِنَ الَّذِينَ ان لوگوں سے جنہوں نے
أَجْرُمْ جرم کیے وَكَانَ حَقًّا اور حق ہے عَلَيْنَا ہم پر نَصْرَ الْمُؤْمِنِينَ مومنوں کی مدد کرنا

ترجمہ:- اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ خوشخبری دیتی ہیں تاکہ تم کو اپنی رحمت
کے مزے چکھائے اور تاکہ اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس کے فضل سے (روزی) طلب کرو عجب نہیں
کہ تم شکر کرو ۝ اور ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر ان کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے سو جو
لوگ نافرمانی کرتے تھے ہم نے ان سے بدلے لے کر چھوڑا اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیاں کی گئی ہیں۔

۱۔ اس (اللہ کی قدرت) کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے جو (بارش کی) خوشخبری لیکر آتی ہیں۔

۲۔ اس لئے بھیجتا ہے تاکہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے۔

۳۔ تاکہ کشتیاں اسکے حکم سے چلیں۔ ۴۔ تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور شکر کرو۔

۵۔ (اے پیغمبر) ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبروں کو ان کی قوموں کے پاس بھیجا۔

۶۔ چنانچہ وہ ان کے پاس کھلے کھلے دلائل لیکر آئے۔

۷۔ جنہوں نے جرائم کا ارتکاب کیا تھا ہم نے ان سے انتقام لیا۔

۸۔ ہم نے یہ ذمہ داری لی تھی کہ ایمان والوں کی مدد کریں گے۔

پچھلی آیت میں فرمایا گیا تھا کہ مشرکین کے اعمال بد یعنی شرک و ظلم و نافرمانی وغیرہ کی وجہ سے بروبحر میں فساد پھیل گیا اس لئے کہ شرک فساد و بگاڑ کا سبب ہے، یہاں اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت کو چند نشانیوں کے ذریعہ ثابت کر رہے ہیں تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر جو دوسروں کی عبادت کر رہے ہیں وہ کتنا بڑا فساد و بگاڑ ہے؟ کیونکہ حقیقی خالق کو چھوڑ کر دوسرے معبود کی عبادت کرنا یہ ناقابل معافی جرم ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ہماری قدرت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم ہواؤں کو بارش کی خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجتے ہیں کہ جب تم دیکھتے ہو کہ ہوائیں چل رہی ہوں جو آسمان پر ابر لے آ رہی ہوں تو تم اس وقت خوش ہوتے ہو کہ ہاں! اب بارش ہونے والی ہے اور جب بارش ہوگی تو ہم اپنی زمینوں پر کھیتی کریں گے پھر اس کھیتی سے ہمیں نفع ملے گا، اس طرح تم خوش ہوتے ہو، اسی حقیقت کو اللہ نے یوں فرمایا کہ **لِيُنذِرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَلِيُبَيِّنَ لَهُمُ الْآيَاتِ اللَّاتِي كَانُوا يَنْكُرُونَ** تاکہ تم تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائیں جو کہ غلہ اور اناج و میوہ جات کی شکل میں ہوگا اور اس ہوا کا کام صرف بارش کے بادلوں کو لانا ہی نہیں ہے بلکہ وہ ہوائیں جب چلتی ہیں تو ان کشتیوں کو جو سمندر میں چل رہی ہوتی ہیں انکی رفتار میں اضافہ بھی کرتی ہیں جس سے بھی تم خوش ہوتے ہو کہ اگر ایسی ہی ہوائیں چلتی رہیں گی تو ہم اپنی منزل پر جلد از جلد پہنچ جائیں گے، ایک بات یہاں پر غور کرنے کی ہے کہ اللہ نے یہاں پر **وَمَنْ رَّحِمْتَهُ** کا ذکر فرمایا جس کا مطلب ہے کہ وہ ہوائیں رحمت ہیں، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہوائیں کبھی نقصان دہ بھی ہوتی ہیں جبکہ وہ طوفان کی شکل اختیار کر لیں جو تباہی و بربادی کا سبب ہوتی ہیں، جیسا کہ اللہ نے خود فرمایا **رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ** (الاحقاف ۲۳) ایک ایسی ہوا کہ جس میں دردناک عذاب ہو تو یہاں پر **وَمَنْ رَّحِمْتَهُ** کے لفظ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس سے مراد فائدہ مند ہوا ہے نیز فرمایا گیا کہ اس ہواؤں کے چلنے سے بہت فائدے ہیں جیسا کہ کشتیوں کا چلنا، اللہ کی رحمت کا مزہ چکھنا اور اللہ کے رزق کو کھیتی وغیرہ کے ذریعہ تلاش کرنا، ان نعمتوں سے اللہ تعالیٰ کا صرف ایک ہی مقصد ہے وہ یہ کہ تم ان نعمتوں کو حاصل کرنے کے بعد شکر گزار بن جاؤ اور ناشکری نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ناشکری کرنے والے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔ **إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنِ اسْتَكْبَرَ** (الاحقاف ۲۳) تاکہ اللہ دغا باز، ناشکرے کو پسند نہیں کرتا۔ (المع ۳۸)

مشرکین کے سامنے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی اتنی ساری نشانیاں پیش کیں مگر یہ کافر و مشرک ایمان نہیں لائے جسکی وجہ سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دلی تکلیف و غم پہنچا، تو ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ آپ ان باتوں کو اپنی دلی تکلیف کا سبب نہ بنائیے، ہم نے آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کو انکی قوموں کے پاس بھیجا وہ تو انکے پاس ایسی ایسی واضح نشانیاں لیکر آئے تھے جسے دیکھنے کے بعد کوئی اللہ تعالیٰ کے اکیلے اور تنہا معبود ہونے کا انکار ہی نہیں کر سکتا تھا مگر ان قوموں نے ان نبیوں اور رسولوں کو جھٹلایا اور انکا انکار کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سے انکے اس انکار پر انتقام لیا اور انہیں مختلف عذابوں میں مبتلا کیا جیسا کہ

قوم عا دو تو مشرود۔ ہاں! اگر یہ مشرکین مسلمانوں کو انکے اسلام لانے کی وجہ سے تکلیفیں دے رہے ہیں جسکی وجہ سے آپ کو تکلیف ہو رہی ہے تو سن لیجیے ان مسلمانوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ ہیں ہم انہیں اس دنیاوی تکلیف سے نجات دینگے، اور اللہ نے اپنا وعدہ پورا بھی کیا کہ اللہ نے پورے مکہ اور روم و فارس پر مسلمانوں کو فتح و غلبہ عطا کیا۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے کسی تکلیف کو دور کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جہنم کی آگ کو اس سے دور کریگا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۴۹۹)

﴿درس نمبر ۱۶۳﴾ وہ اللہ ہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے ﴿الروم ۴۸-۴۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ فَتُحْمَلُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهَا فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسْفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادَةٍ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْهِمْ مِنَ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اللہ اللہ ذات ہے جو یُرْسِلُ الرِّيحَ ہوائیں بھیجتا ہے فَتُحْمَلُ تُوہ اٹھاتی ہیں سَحَابًا بادل فَيَبْسُطُهَا پھروہ اس کو پھیلاتا ہے فِي السَّمَاءِ آسمان میں كَيْفَ يَشَاءُ جس طرح وہ چاہتا ہے وَيَجْعَلُهُ اور وہ کر دیتا ہے اس کو كِسْفًا کھلے کھلے فَتَرَى پھر آپ دیکھتے ہیں الْوَدْقَ بارش کو يَخْرُجُ وہ نکلتی ہے مِنْ خِلَالِهِ اس کے درمیان سے فَإِذَا پھر جب أَصَابَ بہ وہ پہنچاتا ہے اے مَنْ يَشَاءُ جس پر وہ چاہتا ہے مِنْ عِبَادَةٍ اپنے بندوں میں سے إِذَا هُمْ اس وقت وہ يَسْتَبْشِرُونَ خوش ہو جاتے ہیں وَإِنْ جبکہ بلاشبہ كَانُوا وہ تھے مِنْ قَبْلِ بيشتر اس کے أَنْ يُنْزَلَ کہ وہ نازل ہو عَلَيْهِمْ ان پر مِنْ قَبْلِهِ اس سے پہلے لَمُبْلِسِينَ البتہ نامید

ترجمہ:- اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے تو وہ بادل کو ابھارتی ہیں پھر اللہ اس کو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور تہہ جتہہ کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ اُس کے بیچ میں سے مینہ نکلنے لگتا ہے پھر جب وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اُسے برسا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں ○ اور بيشتر تو وہ مینہ کے اترنے سے پہلے نامید ہو رہے تھے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ اللہ ہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے۔ ۲۔ چنانچہ وہ ہوائیں بادلوں کو اٹھلاتی ہیں۔

۳۔ پھر اس بادل کو آسمان میں پھیلا دیتا ہے جیسا وہ چاہتا ہے۔

۴۔ پھر اسے کئی تہوں والی گھٹا میں تبدیل کر دیتا ہے۔

۵۔ تب تم دیکھتے ہو کہ اس کے درمیان سے بارش برس رہی ہے۔

۶۔ تو جب وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے بارش بہنچاتا ہے تو وہ اچانک خوشی منانے لگتے ہیں۔

۷۔ حالانکہ اس سے پہلے جب تک ان پر بارش نہیں برسائی گئی تھی وہ ناامید ہو رہے تھے۔

پچھلی آیتوں میں قدرت کی ایک نشانی یوں بتلائی گئی کہ ہم ہواؤں کو خوشخبری سنانے والا بنا کر بھیجتے ہیں، یہاں ان ہواؤں کو کیسے خوشخبری والا بنا کر بھیجا جاتا ہے اسکی تفصیل خود اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں، تاکہ انسانوں کو یہ پتہ چل جائے کہ ان ہواؤں کو بھیجنے والا اللہ ہی ہے، اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ جب کوئی انسان کوئی نئی چیز بناتا ہے تو وہ خود جس قدر اس چیز کی وضاحت کر سکتا ہے دوسرا نہیں کر سکتا۔ اس آیت میں جو اللہ تعالیٰ ”ریح“ کی تشریح خود بیان فرما رہے ہیں تو اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس ہوا کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہوا میں بھیجتا ہے اس کے علاوہ کسی میں یہ طاقت و قوت نہیں ہے کہ وہ ہوا میں کو بھیجے، اب یہ ہوا میں جو آتی ہیں اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ پہلے پہل یہ ہوائیں بادلوں کو کھینچ لاتی ہیں پھر یہ بادل سارے آسمان پر پھیل جاتے ہیں اور جب بادل سارے آسمان پر پھیل جاتے ہیں تو گھٹا نہیں پورے آسمان پر چھانے لگتی ہیں پھر ان گھٹاؤں کے درمیان سے بارش نازل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہواؤں سے لیکر بارش تک کے سارے مراحل کو خود بیان فرما دیا، انسانوں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ بارش برسنے سے پہلے اسے اتنے مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ ہوائیں پانی لیکر بادلوں کے پاس آتی ہیں پھر وہ بادل پانی کو لیکر چلتا ہے پھر اس بادل کو نچوڑا جاتا ہے جس طرح اونٹنی کے تھنوں کو نچوڑا یعنی دوھا جاتا ہے پھر موسلا دھاہ بارش ہونے لگتی ہے جیسے کہ مشکیزہ کا منہ کھول دیا گیا ہو مگر فرق اتنا ہے کہ بارش الگ الگ ہو کر برستی ہے۔

(الدر المسکور۔ ج ۶، ص ۴۹۹) فرمایا گیا کہ وہ بارش اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے برساتا ہے جیسا کہ ہم بھی دیکھنے ہیں کہ فلاں مقام پر بارش ہوئی مگر قریب ہی کے علاقہ میں بارش نہیں ہوئی، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک قدرت ہے کیونکہ آسمان تو سارا ایک ہی ہے اگر بارش ہو تو ساری جگہوں پر ہو، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک علاقہ میں بارش ہوئی اور دوسرے علاقہ میں نہیں ہوئی، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔ انسان کی فطرت یہ ہے کہ وہ بارش کے نازل ہونے کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے کیونکہ اس بارش سے اسے فائدہ ہوتا ہے جس فائدہ کو انسان مد نظر رکھ کر خوش ہوتا ہے، جب تک بارش نازل نہیں ہوئی تھی تب تک انسان مایوس پڑا ہوا تھا کہ اگر بارش نہ ہوئی تو ہم انہیں کیسے اگائیں گے؟ اسی فکر نے انہیں مایوسی کا شکار بنا دیا، لیکن جیسے ہی انہیں ہوائیں نظر آنے لگتی ہیں کہ بادلوں کو اپنے

ساتھ اٹھائے چلی آ رہی ہیں تو اسکی خوشی کا ٹھکانہ نہیں ہوتا اور جس فکر کی وجہ سے وہ مایوس ہو بیٹھا تھا اچانک وہ فکر ختم ہو جاتی ہے اور اسکے لبوں پر مسکراہٹ نظر آنے لگتی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۳﴾ اللہ کی رحمت کے اثرات تو دیکھو ﴿الروم ۵۰-۵۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَانظُرْ اِلَىٰ اَثْرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۗ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُعْجِزٌ لِّمَنْ يَّوْمِنُ ۗ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَأَوْهَا مُصْفَرًّا لَّظَلُّوا مِنْۢ بَعْدِهَا يَكْفُرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَاَنْظُرْ چنانچہ دیکھیں اِلَىٰ اَثْرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ اللہ کی رحمت کے آثار کی طرف کَيْفَ يُحْيِي کیسے وہ زندہ کرتا ہے الْاَرْضَ زہیں کو بَعْدَ مَوْتِهَا اس کی موت کے بعد اِنَّ ذٰلِكَ بلاشبہ وہ لَمُعْجِزٌ البتہ زندہ کرنے والا ہے الْمَوْتِی مردوں کو وَهُوَ اور وہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيْرٌ خوب قادر ہے وَلَئِنْ اور البتہ اگر اَرْسَلْنَا ہم بھیج دیں رِيْحًا ایک ایسی ہوا فَرَأَوْهَا کہ وہ دیکھیں اس کو مُصْفَرًّا زرد پڑنے والی لَّظَلُّوا مِنْۢ بَعْدِهَا تو البتہ وہ ہو جائیں اس کے بعد يَكْفُرُوْنَ ناشکری کرنے والے

ترجمہ:- تو (اے دیکھنے والے) اللہ کی رحمت کی نشانیوں کی طرف دیکھ کہ وہ کس طرح زمین کو اس کے

مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے بیشک وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر ہم ایسی ہوا بھیجیں کہ وہ (اس کے سبب) کھیتی کو دیکھیں (کہ) زرد (ہو گئی ہے) تو اس کے بعد وہ ناشکری کرنے لگ جائیں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اب ذرا اللہ کی رحمت کے اثرات تو دیکھو کہ وہ کیسے مردہ زہیں کو زندہ کرتی ہے؟

۲۔ حقیقت یہ ہے کہ وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ ۳۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۴۔ اگر ہم نقصان دہ ہوا چلا دیں جس کے نتیجہ میں وہ اپنے کھیتوں کو زرد پڑتا دیکھیں۔

۵۔ تو اسکے بعد وہ ناشکری کرنے لگ جائیں گے۔

پچھلی آیتوں میں بارش کا ذکر تھا جس کا سب سے بڑا فائدہ زہیں کو ہوتا ہے کہ جس پانی کے برسنے سے پہلے جو زہیں سوکھی، بخر تھی وہی زمین اب تر و تازہ اور کھیتی کے قابل ہو گئی، اسی حقیقت کو اس آیت میں بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اثر تو دیکھو کہ کیسے وہ پانی برسا کر تمہاری مردہ زمینوں میں جان ڈال دیتا ہے کہ اس بارش کے برسنے سے پہلے جو زمین کھیتی کے قابل نہ تھی اسی زمین میں ایک دم جان سی آ گئی؟ اب تم اس زمین میں آرام سے کھیتی کر سکتے ہو، تو جیسے اس رب نے تمہاری آنکھوں کے سامنے اس مردہ زمین کو زندگی بخشی وہ رب کل قیامت کے دن

تمہارے مردہ جسموں میں بھی جان ڈالنے پر قادر ہے، اس مثال کا مقصد یہی یہی ہے کہ تمہیں اس بات کا یقین ہو جائے کہ اللہ مردوں کو زندہ کرنے پر پوری طرح قدرت رکھتا ہے جسکی ایک جھلک تم نے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھی، اب اسی ہوا کی دوسری حالت کو اللہ تعالیٰ یوں بیان فرما رہے ہیں جیسا کہ ہم نے شروع میں کہا تھا کہ ہوا دو قسم کی ہوتی ہے، ایک جو فائدہ مند ہوتی ہے اور دوسری نقصان دہ، اب تک جن ہواؤں کا ذکر کیا گیا وہ سب کی سب فائدہ مند تھیں، لیکن اس آیت میں جس ہوا کا بیان ہے وہ انسانوں کے لئے نقصان دہ ہے، لہذا ارشاد ہوا کہ اگر ہم ان فائدہ مند ہواؤں کے بجائے نقصان دہ ہوا میں بھیجیں جو کھیت کھلیاں کو تباہ کر دیں اور فصلوں کو اجاڑ دیں اور اس فصل میں زردی یعنی پیلا پن پیدا کر دیں جو کہ کھیتی کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے تو یہ لوگ اس موقع پر اللہ کی ناشکری کرنے میں لگ جاتے ہیں، اللہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں، یہ نشانی ایک مسلمان کی نہیں ہونی چاہئے، مسلمان تو وہ ہوتا ہے جسکا عقیدہ یہ ہے کہ وَالْقَدْرِ خَيْرٌ وَشَرٌّ مِنْ اللّٰهِ تَعَالٰی کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ کی جانب سے ہوتی ہے ہمیں اس یقین کا پابند ہونا چاہئے، اگر خوشی ملے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کریں اور اگر کوئی مصیبت ورنج ہو تو اس پر صبر سے کام لیں لَمَنْ شَكَرْتُمْ لَّا زِيْدَنَّكُمْ وَلَمَنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراہیم ۷) کہ اگر شکر ادا کرو گے تو اور نعمتیں ہم تمہیں عطا کریں گے اور اگر ناشکری کرو گے تو جان لو کہ ناشکری کرنے پر دردناک عذاب ملے گا۔ لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر کریں، اللہ تعالیٰ کی ناشکری سے ہمیں بچنا چاہئے۔ کیونکہ اگر ہم شکر کریں گے تو اسکا فائدہ ہم کو ہی ہوگا لیکن اگر ہم ناشکری کریں گے تو وہ مصیبت ہم سے دور نہیں ہوگی، اس لئے جب ہم مصیبت کو دور نہیں کر سکتے تو ناشکری کرنے کا کچھ فائدہ نہیں، فائدہ ہر حال میں شکر ادا کرنے پر ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک دعا سکھائی ہے، وہ دعا ہے :

اَللّٰهُمَّ اَلْفِ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاَهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاَجْعَلْنَا سَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُغْنِيْنَ بِهَا قَالِبِهَا وَاَتَمِّمْنَا عَلَيْنَا اے اللہ! تو ہمارے دلوں میں الفت و محبت پیدا کر دے اور ہماری حالتوں کو درست فرما دے اور راہ سلامتی کی جانب ہماری رہنمائی کر دے اور ہمیں تاریکیوں سے نجات دے کر روشنی عطا کر دے کانوں، آنکھوں، دلوں اور ہماری بیوی بچوں میں برکت عطا کر دے اور ہماری توبہ قبول فرمائے، تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے، اور ہمیں اپنی نعمتوں پر شکر گزار و ثنا خواں اور اسے قبول کرنے والا بنا دے اور اے اللہ! ان نعمتوں کو ہمارے اوپر کامل کر دے۔ (ابوداؤد ۹۶۹)

﴿درس نمبر ۱۶۳۸﴾ اے پیغمبر! آپ مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتے ﴿الروم ۵۲-۵۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَإِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمَعُ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۚ وَمَا أَنْتَ بِعَلِيمٍ
الْعُنَىٰ عَنْ ضَلَّاتِهِمْ ۚ إِنَّ تَسْمَعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُونَ ۝
لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَإِنَّكَ پس بلاشبہ آپ لَا تَسْمَعُ نہیں سنا سکتے الْمَوْتَىٰ مردوں کو وَلَا تَسْمَعُ اور نہیں
آپ سنا سکتے الضَّمَّ بہروں کو الدُّعَاءَ پکار إِذَا وَلَّوْا جب وہ لوٹ جائیں مُدْبِرِينَ پیٹھ پھیر کر وَمَا أَنْتَ
اور نہیں ہیں آپ بِعَلِيمٍ ہدایت کرنے والے الْعُنَىٰ اندھوں کو عَنْ ضَلَّاتِهِمْ ان کی گمراہی سے إِنَّ
تَسْمَعُ آپ نہیں سنا سکتے إِلَّا مَنْ مگر انہی کو جو يُؤْمِنُ ایمان لاتے ہیں بِآيَاتِنَا ہماری آیتوں پر فَهُمْ
چنانچہ وہی ہیں مُّسْلِمُونَ فرمانبردار

ترجمہ:- تم مردوں کو (بات) نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر پھر جائیں آواز سنا سکتے
ہو اور نہ اندھوں کو ان کی گمراہی سے (کمال کر) راہ راست پر لا سکتے ہو تم تو انہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں
پر ایمان لاتے ہیں سو وہی فرمانبردار ہیں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- اے پیغمبر! آپ مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتے۔

۲- نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو۔

۳- جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔

۴- نہ آپ اندھوں کو انکی گمراہی سے کمال کر راتے پر ڈال سکتے ہو۔

۵- آپ تو انہی لوگوں کو اپنی بات سنا سکتے ہو جو ایمان لائیں پھر فرمانبردار بن جائیں۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مثالوں کے ذریعہ اپنی وحدانیت کو مشرکین کے سامنے پیش کیا اور انہیں
اپنی قدرت کی نشانیاں دکھلا کر اپنے قادر مطلق ہونے کا ثبوت پیش کیا، مگر یہ مشرکین اتنی واضح علامتوں اور نشانیوں کو
دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائے اور اپنے باپ دادا کے طریقوں کی اندھی تقلید کرتے رہے، اس لئے انہیں اس
آیت میں اندھے اور بہرے کہہ کر تشبیہ دی گئی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے
ہوئے فرمایا کہ اے نبی! یہ لوگ تو حق سے اندھے ہو گئے ہیں، آپ کا انہیں سمجھانا اور انہیں ہدایت کے راستے پر لانا
ممکن نہیں ہے، انکی عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں جو انہیں حق بات کے قبول کرنے سے روک رہے ہیں، حَقَّعَ اللّٰهُ
عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ط وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ (البقرہ ۷) لہذا آپ انہیں اسی گمراہی میں پڑے

رہنے دیجئے آپ کا کام صرف اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے انہیں ہدایت پر لانا آپ کا کام نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بدر کو پکارنے کے سلسلہ میں نازل ہوئی۔ (الدر المنثور - ج ۶، ص ۵۰۱) اس مسئلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں ایک طویل حدیث مسلم شریف میں موجود ہے جو اختصار کے ساتھ یہاں بیان کی جا رہی ہے۔ جب بدر کی جنگ ہوئی اور کفار کے بڑے بڑے سردار مارے گئے تو انہیں ایک کنویں میں ڈال دیا گیا، پھر بدر کے تیسرے دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں کے پاس تشریف لائے اور ان مردہ قریش کے سرداروں کا نام لے لیکر آپ نے کہا کہ کیا وہ تمہیں مل گیا جس کا وعدہ تم سے تمہارے رب نے کیا تھا؟ مجھے تو وہ مل گیا جس کا وعدہ میرے رب نے مجھ سے کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آواز سنی اور آپ رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے اللہ کے رسول! آپ کیسے ان جسموں سے بات کر رہے ہیں جن میں روہیں نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ان سے زیادہ میری بات سننے والے نہیں ہو، البتہ یہ کہ وہ میرا جواب نہیں دے سکتے۔ (مسلم ۲۸۷۳) اور ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کافروں کو یوں فرمایا تھا کہ میں جو ان سے کہا کرتا تھا انہیں اب معلوم ہوا ہوگا کہ وہ سچ ہے اور اللہ نے سورہ روم میں فرمایا بے شک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے، سورۃ النمل کی آیت نمبر ۸۰ میں فرمایا گیا اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَيُوتٰی آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ (بخاری ۱۳۷۱) اور ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی آدمی کسی ایسی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس قبر والے کو وہ دنیا میں جانتا تھا اور پھر سلام کرتا ہے تو اللہ اس قبر والے کی روح لوٹا دیتے ہیں اور وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے، (جامع الاحادیث للسیوطی ۲۰۵۰۳) ان احادیث کی بنیاد پر بعض ائمہ کہتے ہیں کہ مردے سنتے ہیں جبکہ ہم انکی قبر کے پاس ہوں مگر جواب نہیں دے سکتے اور بعض کہتے ہیں کہ مردے نہیں سن سکتے۔ الغرض یہ لوگ تو ایسے ہیں کہ آپ کی بات نہ ہی سن سکتے ہیں اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں گویا اندھے اور بہرے ہیں، تو اب آپ ان لوگوں تک ہمارا پیغام پہنچائیے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، جن کے دلوں پر ہمارا کلام اثر کرتا ہو اور جو اسے سمجھتے بھی ہوں، یہ ایسے لوگ ہیں جو آپ کا کہنا مانیں گے اور آپ کی اطاعت بھی کریں گے اور اسلام کے دائرے میں داخل ہو جائیں گے۔

﴿درس نمبر ۱۶۳﴾ اللہ نے تمہاری تخلیق کی ابتدا کمزوری سے کی ﴿الروم ۵۳﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ مَّبْعَدِ ضَعْفِكُمْ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ مَّبْعَدِ قُوَّةِكُمْ

ضَعْفًا وَشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اِنَّهُ الَّذِي اللّٰهُوہ ہے جس نے خَلَقَكُمْ پیدا کیا تمہیں مِنْ ضَعْفٍ کمزوری سے ثُمَّ جَعَلَ پھر اس نے بنادی مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً کمزوری کے بعد قوت ثُمَّ جَعَلَ پھر اس نے بنادی مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا قوت کے بعد کمزوری وَشَيْبَةً اور بڑھاپا يَخْلُقُ وہ پیدا کرتا ہے مَا يَشَاءُ جو وہ چاہتا ہے وَهُوَ اللّٰهُوہ الْعَلِيمُ خوب جاننے والا الْقَدِيرُ بڑا قدرت والا ہے

ترجمہ:- اللہ ہی تو ہے جس نے تمہیں (ابتداء میں) کمزور حالت میں پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد طاقت عنایت کی پھر طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا یا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ علم والا، قدرت والا ہے۔

تشریح:- اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہاری تخلیق کی ابتدا کمزوری سے کی۔ ۲۔ پھر کمزوری کے بعد طاقت عطا فرمائی۔ ۳۔ پھر طاقت کے بعد دوبارہ کمزوری اور بڑھاپا طاری کر دیا۔

۴۔ وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ ۵۔ وہی ہے جس کا علم بھی کامل ہے اور قدرت بھی۔

پچھلی آیتوں میں قدرت کی نشانیاں بتلائی گئیں تاکہ کفار و مشرکین ان نشانیوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئیں، اس آیت میں اپنی قدرت کی ایک اور نشانی اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں دیکھو! ہم نے انسان کو کمزور پیدا کیا یعنی ایک نطفہ سے انسان کی پیدائش ہوئی، جب اسکی ولادت ہوئی تو وہ انتہائی کمزور تھا کہ نہ اپنے سے چل سکتا تھا، نہ کھا سکتا تھا، نہ پی سکتا تھا اور بہت ہی احتیاط سے اسکی پرورش کرنی پڑتی تھی، مگر پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قوت ڈالی کہ تھوڑا بڑا ہوا پھر اور بڑا ہوتا گیا یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ گیا اس طرح وہ ایک کمزور سے ایک طاقتور انسان بن گیا، پھر اس جوانی کے بعد ایک وقت آیا کہ کچھ سفیدی اسکے بالوں میں نظر آنے لگی اور تھوڑی سی کمزوری اس پر چھانے لگی پھر دھیرے دھیرے وہ بوڑھا ہوتا چلا گیا اور اتنا کمزور ہو گیا کہ بغیر لاٹھی کے نہ کھڑا ہو سکتا ہے اور نہ چل سکتا ہے، یہ ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ وہ انسان کو ان مراحل سے گزرتا ہے وہ اللہ ایسا ہے کہ وہ جو چاہے پیدا کر دیتا ہے، بچپن، جوانی بڑھاپا سب کچھ اس کے اختیار میں ہے اور وہ ان مصلحتوں سے بھی خوب واقف ہے جو ان مراحل میں چھپی ہوئی ہیں یعنی بچپن، جوانی اور بڑھاپا اور سوائے اللہ کے اور کوئی اس مصلحت کو نہیں جانتا اور وہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے وَخَلَقَ الْاِنْسَانَ ضَعِيْفًا (النساء ۲۸) اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے سورۃ النحل کی آیت نمبر ۷۸ میں کہا گیا وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا اللّٰهُتعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا ہے کہ اس وقت تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے سورۃ الزمر کی آیت نمبر ۶ میں کہا گیا يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ

اَهْتِكُمْ خَلْقًا مِنْ بَعْدِ خَلْقِي فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا ہے تیس تین اندھیروں میں جس طرح اس نے انسان کو ان تیس مراحل سے گزارا وہ اس بات پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ کل قیامت کے دن تمہیں دوبارہ زندہ کر کے اپنے سامنے پیش کرے تاکہ تمہیں تمہارے ان اعمال کا بدلہ دے سکے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے، اس لئے اس دن کی تیاری کرو جس دن تمہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے، اگر اطاعت کرو گے تو تمہیں نعمتوں سے نوازا جائے گا ورنہ دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۶۳۰﴾ اسی طرح وہ دنیا میں اندھے چلا کرتے تھے ﴿الروم ۵۵-۵۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ ۝ مَا لِيُؤْتُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۗ كَذَلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِئْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهَذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَكُمْ كُفُؤكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- ویوم اور جس دن تقوم الساعۃ قیامت قائم ہوگی یقسم تمہیں کھائیں گے المجرمون مجرم ما لیؤتوا کہ وہ نہیں ٹھہرے غیر ساعۃ سوائے گھڑی بھر کے کذک اسی طرح کانوا یؤفکون وہ پھیرے جاتے تھے وقال اور کہیں گے الذین وہ لوگ جو اوتوا العلم علم دیے گئے والایمان اور ایمان لقد لبیتم البتہ تحقیق تم ٹھہرے تھے فی کتب اللہ کی کتاب میں ای یوم البعث دوبارہ اٹھنے کے دن تک فہذا سو یہی ہے یوم البعث دوبارہ اٹھنے کا دن ولکم کفؤکم لیکن تم کنتم لا تعلمون نہیں جانتے تھے فیموئذ چنانچہ اس دن لا ینفع فائدہ نہیں دے گی الذین ان لوگوں کو جنہوں نے ظلموا ظلم کیا معذرتہم ان کی معذرت ولا ہم یستعتبون تو بہ طلب کی جائے گی

ترجمہ:- اور جس روز قیامت برپا ہوگی گنہگار تمہیں کھائیں گے کہ وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے تھے اسی طرح وہ (رستے سے) الٹے جاتے تھے اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ اللہ کی کتاب کے مطابق تم قیامت تک رہے ہو اور یہ قیامت ہی کا دن ہے لیکن تمہیں اس کا یقین ہی نہیں تھا تو اس روز ظالم لوگوں کو ان کا عذر کچھ فائدہ نہ دے گا اور نہ ان سے توبہ قبول کی جائے گی۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن کافر لوگ تمہیں کھائیں گے کہ وہ برزخ میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے۔

- ۲۔ اسی طرح وہ دنیا میں اندھے چلا کرتے تھے۔ ۳۔ جن لوگوں کو علم و ایمان عطا کیا گیا وہ کہیں گے۔
 ۴۔ تم اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر کے مطابق حشر کے دن تک برزخ میں پڑے رہے ہو۔
 ۵۔ اب یہ وہی حشر کا دن ہے لیکن تم لوگ یقین نہیں رکھتے تھے۔
 ۶۔ جن لوگوں نے ظلم کی راہ اپنائی تھی اس دن انکی معذرت انہیں کچھ فائدہ نہیں دیگی۔
 ۷۔ نہ ان سے یہ کہا جائے گا کہ اللہ کی ناراضگی دور کرو۔

پچھلی آیتوں میں انسانوں کی پیدائش کے مختلف مراحل بیان کئے گئے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کل قیامت کے دن بھی انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا، یہاں قیامت کے احوال بیان کئے جا رہے ہیں کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو ان مشرکین کو انکی قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور یہ کفار و مشرکین اپنی قبروں سے جب اٹھیں گے تو کہیں گے کہ ہمیں تو بہت جلد اٹھایا گیا ہے ایسا لگ رہا ہے کہ ہمیں سوئے ہوئے چند لمحے ہی ہوئے تھے اور ہمیں اٹھا دیا گیا اور اپنی بات کو پختہ کرنے کے لئے قسمیں بھی کھائیں گے کہ بخدا ہم تو بس چند ہی لمحے اس قبر میں گزارے ہیں اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے برزخ مراد نہیں بلکہ دنیا کی زندگی مراد ہے کہ چند لمحے ہی دنیا میں گزارے ہیں، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی زندگی ان کفار و مشرکین کو بس چند لمحوں کی معلوم ہوگی یعنی دنیوی راحت و سکون انہیں بس چند لمحوں کا محسوس ہوگا تو انکا حال دنیا میں بھی یہی تھا کہ وہ حق سے منہ موڑا کرتے تھے اور آج قیامت کے دن بھی انکا یہی حال ہے کہ حق کو جھٹلا رہے ہیں مگر انکے ساتھ جو ایمان والے اور اہل علم ہوں گے جنہیں معلوم تھا کہ دنیا کیا تھی اور کتنا وقت دنیا میں انہوں نے گزارا تھا وہ کہیں گے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو بلکہ تمہیں تو دنیا میں یا برزخ میں ایک لمبی مدت تک رہنے دیا گیا ہے جو مدت اللہ نے قرآن مجید میں پہلے ہی سے طے کر دی تھی کہ اتنی اتنی مدت تمہیں دنیا میں یا برزخ میں رہنا ہے، اس سے یہاں یہ بات بھی معلوم ہوتی کہ جو لوگ ایمان والے ہوں گے وہ اللہ کے دیدار اور جنت کے شوقین رہیں گے اور انہیں یہ برزخ یا دنیا کی مدت بہت لمبی معلوم ہوگی جیسا کہ ہم کبھی کسی چیز کے انتظار میں رہتے ہیں تو وہ انتظار ہمیں طویل لگنے لگتا ہے ویسے ہی ان مسلمانوں اور ایمان والوں کا حال ہوگا، لہذا جو مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی مدت اللہ تعالیٰ نے طے کی ہے وہ مدت یہاں ختم ہوئی اور تمہیں اب دوبارہ زندہ کیا گیا ہے تاکہ تمہیں اور ہمیں اپنے اپنے کئے کے مطابق بدلہ دیا جائے جسکا تم دنیا میں انکار کرتے تھے اور جسکا تم لوگ یقین نہیں کیا کرتے تھے، تو جب تک دنیا میں تھے تب تک یہ کافران تمام چیزوں کو یعنی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کو اور سزا و جزا کو جھٹلاتے تھے مگر اب جبکہ اس حالت کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ سے معذرت کرنے لگیں گے کہ اے اللہ! یقیناً آپ نے سچ کہا تھا کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور ہمیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ اے اللہ! ہمیں معاف کر دے کہ ہم نے آپ کا کہنا نہیں مانا تھا اب ہم آپ سے معافی مانگتے ہیں ہمیں معاف فرمادے، لیکن ان کفار کا وہاں معافی مانگنا اور توبہ کرنا کچھ کام نہیں آئے گا کیونکہ معافی مانگتے اور توبہ کرنے کا وقت تو

زندگی تک ہی تھا، دنیا میں اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کی مثالیں دے کر سمجھایا بھی تھا اس وقت تم نے تو یہ کیوں نہیں کی؟ اس وقت تم نے معافی کیوں نہیں مانگی؟ اب یہاں کوئی معافی اور توبہ نہیں ہے بلکہ یہاں تو جزا و سزا کا معاملہ ہوگا، اپنے اپنے کئے کے مطابق تمہیں بدلہ دیا جائے گا لہذا اسکے لئے تیار رہو۔

قیامت کے دن دنیا کی زندگی یا عالم برزخ کی زندگی بہت کم محسوس ہوگی۔ اس سلسلہ میں سورہ یونس کی آیت نمبر ۴۵ میں کہا گیا ہے وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ اِن كُودِهٖ دُن يَادِدُلَايِيٖ جِس مِيں اللہ ان کو اپنے حضور جمع کرے گا تو ان کو ایسا محسوس ہوگا کہ گویا وہ دنیا میں سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچاننے کو کھڑے ہوں۔ سورہ النازعات کی آیت نمبر ۴۶ میں ہے كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحًى جِس رُوزِيٖہ اَسے ديكه لیس گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ صرف دن کا آخری حصہ یا اول حصہ دنیا میں رہے ہیں، سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۵۲ میں کہا گیا يَوْمَ يَدْعُوكُم فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ اِن لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا جِس دِن وہ تمہیں بلائے گا تم اس کی تعریف کرتے ہوئے تعمیل ارشاد کرو گے اور گمان کرو گے کہ تمہارا رہنا بہت ہی تھوڑا تھا سورہ طہ کی آیت نمبر ۱۰۳ میں ہے يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ اِن لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا وَاٖس مِيں چكے چكے کہہ رہے ہوں گے کہ ہم تو دنیا میں صرف دس دن ہی رہے سورہ مومنون کی آیت نمبر ۱۱۲ اور ۱۱۳ میں یوں کہا گیا قَال كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ۔ قَالُو الْبَثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضُ يَوْمٍ فَسَلَّ الْعَادِيْنَ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ تم زمین میں باعتبار برسوں کے کتنے کس قدر رہے وہ کہیں گے کہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کم گنتی گنے والوں سے پوچھ لیجئے۔

﴿درس نمبر ۱۶۴﴾ لوگوں کو سمجھانے کیلئے قرآن میں ہر قسم کی باتیں ہیں ﴿الروم ۵۸-۶۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِآيَةٍ لَّيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اِنَّا اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُونَ ۝ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاَصْبِرْ اِن وَّعَدَ اللّٰهُ حَقًّا وَّلَا يَسْتَعْجِلُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْقِنُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق صَرَّفْنَا ہم نے بیان کر دی لِلنَّاسِ لوگوں کیلئے فِي هَذَا الْقُرْآنِ اس قرآن میں مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ہر ایک مثال وَلَئِنْ اور البتہ اگر جِئْتَهُمْ آپ لے آئیں ان کے پاس بِآيَةٍ کوئی نشانی لَّيَقُولَنَّ البتہ ضرور کہیں گے الَّذِينَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوا کفر کیا اِنَّا اَنْتُمْ ہمیں ہوتے اِلَّا مُبْطِلُونَ مگر باطل پرست كَذٰلِكَ اسی طرح يَطْبَعُ اللّٰهُ مہر لگا تا ہے اللہ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِينَ ان لوگوں کے

دلوں پر جو لَا يَعْلَمُونَ نہیں جانتے فَاصْبِرْ لِهَذَا آپ صبر کریں اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ بلاشبہ اللہ کا وعدہ حَقُّی سچا ہے
وَلَا يَسْتَحْفِفُّكَ اور ہلکانہ بنا دیں آپ کو الَّذِيْنَ وہ لوگ جو لَا يُؤْقِنُوْنَ یقین نہیں رکھتے
ترجمہ:- اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے
اور اگر تم ان کے سامنے کوئی نشانی پیش کرو تو کافر کہہ دیں گے کہ تم تو جھوٹے ہو ۱۰ اسی طرح اللہ ان لوگوں کے دلوں
پر جو سمجھ نہیں رکھتے مہر لگا دیتا ہے ۱۰ پس تم صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور (دیکھو) جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ
تمہیں بے صبرانہ بنا دیں۔

تشریح:- ان تیس آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہر قسم کی باتیں بیان کی ہیں۔

۲۔ اے پیغمبر! انکا حال یہ ہے کہ اگر آپ انکے پاس کوئی بھی نشانی لیکر آؤ تو یہ کہیں گے کہ آپ بالکل جھوٹے ہو۔

۳۔ اللہ نے لوگوں کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیا ہے جو سمجھ سے کام نہیں لیتے۔

۴۔ لہذا ۱۱ پیغمبر آپ صبر سے کام لیجئے۔ ۵۔ یقین جانو اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

۶۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہتے کہ لوگوں کے یقین نہ کرنے کی وجہ سے آپ ڈھیلے پڑ جاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے انسان کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے طرح طرح کی مثالیں بیان کی ہیں کہ
کیسے ہم ہواؤں کو بھیجتے ہیں؟ پھر ان ہواؤں سے بادلوں کے ذریعہ کس طرح بارش برساتے ہیں پھر اس بارش سے
کھیتیاں اگاتے ہیں، اور یہ کہ ہم نے کس طرح تمہیں ایک نطفہ سے پیدا کیا کہ پیدائش کے وقت تم کتنے کمزور تھے
پھر ہم نے تمہیں اس کمزوری کے بعد جوانی کی طاقت دی پھر آخر میں ہم نے تمہیں اور بوڑھا کر دیا مگر پھر بھی یہ انسان
ہیں کہ سمجھتے نہیں ہیں؟ نبی رحمت ﷺ سے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اتنی ساری نشانیاں ہم نے بیان کی ہیں۔ اسکے
بعد پھر اگر آپ انکے پاس کوئی نشانی یا معجزہ لے کر بھی آئیں تو یہ کافر اسکا بھی انکار کریں گے اور آپ کو ہی جھوٹا اور
باطل قرار دے دیں گے قرآن مجید میں لوگوں کے سامنے کئی مثالیں بیان کی گئیں توحید، رسالت اور آخرت کو مختلف
انداز سے سمجھایا گیا مگر ان مشرکین نے ان باتوں کو ماننے سے انکار کر دیا سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۴۱ میں بھی یہ
مضمون یوں بیان کیا گیا وَلَقَدْ صَوَّرْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوْا وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نِفُوْرًا ہم نے اس
قرآن میں ہر طرح بیان فرما دیا کہ لوگ سمجھ جائیں لیکن اس سے انہیں تو نفرت ہی بڑھتی گئی سورہ بنی اسرائیل کی
آیت نمبر ۸۹ میں بھی مزید وضاحت کے ساتھ یہ بات بتلائی گئی وَلَقَدْ صَوَّرْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ
مَعْلٍ دَفَاتِيْ اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ہم نے تو اس قرآن میں لوگوں کے سمجھنے کے لئے ہر طرح سے مثالیں
بیان کر دی ہیں مگر اکثر لوگ انکار سے باز نہیں آتے اور آپ کی ایک نہیں مانیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ اب انکے

دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے یعنی انکے دلوں کو حق بات کے تسلیم کرنے کیلئے بند کر دیا ہے، جیسا کہ قرآن کریم کی دوسری آیت بھی اس بات کی وضاحت کرتی ہے، سورہ یونس کی آیت نمبر ۹۶ میں ارشاد ہے کہ جن لوگوں کے بارے میں آپ کے رب کی بات طے ہو چکی ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اب آپ چاہے جتنی دلیلیں، معجزات اور نشانیاں انکے سامنے رکھ دیں تب بھی یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں، جیسا کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا مگر یہ ایمان نہیں لائے، واقعہ معراج کے بعد مسجد اقصیٰ کے بارے میں ان مشرکین نے آپ سے طرح طرح کے سوالات کئے اور آپ نے انہیں اطمینان بخش جوابات دیئے یاس کے باوجود ان پر کوئی اثر نہیں پڑا، لہذا اگر یہ لوگ آپ کو اس تبلیغ کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچانے کی وجہ سے ایذا پہنچائیں تو آپ اس تکلیف کو برداشت کر لیجئے اور اس پر صبر سے کام لیجئے، آپ کے رب نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ کو فتح نصیب فرمائے گا وہ ہو کر رہے گا اور ان تمام مشرکین کے مقابلہ میں آپ کو غلبہ عطا فرمائے گا۔ لہذا آپ کو انکے ایمان نہ لانے کی وجہ سے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ آپ کو صبر سے کام لینا چاہئے۔

سُورَةُ الْقُلُوبِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۴ رکوع اور ۳۴ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۳۲﴾ قرآن مجید نیک لوگوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے ﴿لقمان ۱-۳ تا-۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اَلَمْ تَرَ اَیۡتَ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ۝ هُدًی وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ یُحِقِّیۡمُوۡنَ
 الصَّلٰوةَ وَیُوۡثُوۡنَ الزَّکٰوةَ وَهُمۡ بِالْاٰخِرَةِ هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنۡ رَبِّهِمْ
 وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوۡنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَلَمْ تَرَ اَیۡتَ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ حکمت والی کتاب کی ہدائی
 وَّرَحْمَةً ہدایت اور رحمت ہے لِّلْمُحْسِنِیۡنَ نیک کرنے والوں کے لیے الَّذِیۡنَ وہ لوگ جو یُحِقِّیۡمُوۡنَ
 الصَّلٰوةَ نماز قائم کرتے ہیں وَیُوۡثُوۡنَ الزَّکٰوةَ اور زکوٰۃ دیتے ہیں وَهُمۡ اور وہ بِالْاٰخِرَةِ آخرت کے ساتھ
 هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ وہ یقین رکھتے ہیں اُولٰٓئِکَ یہ لوگ عَلٰی هُدًی ہدایت پر ہیں مِّنۡ رَبِّهِمْ اپنے رب سے
 وَاُولٰٓئِکَ هُمۡ اور یہی لوگ ہیں الْمُفْلِحُوۡنَ فلاح پانے والے

ترجمہ:- اَلَمْ تَرَ یہ حکمت کی (بھری ہوئی) کتاب کی آیتیں ہیں ۝ نیکو کاروں کیلئے ہدایت اور رحمت ۝
 جو نماز کی پابندی کرتے اور زکوٰۃ دیتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں ۝ یہی اپنے رب (کی طرف) سے ہدایت پر
 ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں۔

سورہ کی فضیلت:- حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے
 سورہ لقمان کی تلاوت کی۔ اسکے رفیق (ساتھی) جنت میں حضرت لقمان ہوں گے، اور اسے امر بالمعروف اور نہی عن
 المنکر کرنے والوں کی تعداد سے دس گنا زیادہ ثواب عطا کیا جائے گا۔ (تخریج احادیث الکشاف للولیعی، ج، ۳، ص، ۷۹، ۷۸)

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- اَلَمْ تَرَ یہ اس حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔

۲- جو نیک لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت بن کر آئی ہے۔ ۳- وہ نیک لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں۔

۴- زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ ۵- آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں۔

۶- وہی ہیں جو اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے راستے پر ہیں۔ ۷- وہی ہیں جو کامیابی پانے والے ہیں

پچھلی سورتوں یعنی سورۃ عنکبوت اور سورۃ روم کی ابتدا بھی انہیں حروف مقطعات یعنی اللہ سے ہوئی، اس سورت کی ابتدا بھی انہیں حروف مقطعات سے کی جا رہی ہے جسکے معنی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اسکے بعد والی آیتوں میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی شان بیان کر رہے ہیں کہ قرآن کریم کی یہ آیتیں ایک ایسی کتاب کی ہیں جو حکمت سے بھری ہوئی ہیں، ایسی باتیں اس قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں جن سے انسان ناواقف تھا اور یہ کتاب کی آیتیں ایسی ہیں جن کو پڑھ کر انسان ہدایت کے راستہ کو پالیتا ہے، یعنی اس قرآن کے پڑھنے کے بعد انسان کے سامنے ہدایت کے دروازے نظر آنے لگتے ہیں اور جب انسان ہدایت کو پالیتا ہے تو پھر یہ اسکے لئے رحمت کا سبب بن جاتے ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (الاعراف: ۵۶) کہ اللہ کی رحمت محسنین یعنی ایمان والوں سے بہت قریب ہے، اس آیت میں بھی محسنین سے مراد مومنین ہیں جنہوں نے اللہ کے احکامات کی پیروی کی قرآن مجید کی متعدد آیات میں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ یہ آفاقی کتاب ہدایت ہے۔ ذَالِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ۔ (البقرہ) اس کتاب میں کوئی شک نہیں پر ہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۹۷ میں کہا گیا هُدًى وَبُشْرَىٰ لِّلْمُؤْمِنِينَ مومنوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری دینے والی ہے، اور آیت نمبر ۱۸۵ میں کہا گیا هُدًى لِّلنَّاسِ وَهُدًى لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ عام لوگوں کے لئے تو یہ قرآن بیان ہے اور پرہیزگاروں کیلئے ہدایت اور نصیحت ہے، اور بعض مفسرین نے محسنین کی تشریح اس طرح کی ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت ایسے کرتے ہیں کہ گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے موجود دیکھ رہے ہیں یا کم از کم یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں دیکھ رہے ہیں، یعنی پورے اغلاص خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں اور رحمت کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کل قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے بچالیا جائے گا، اگلی آیت میں ان محسنین کی صفات بیان کی جا رہی ہیں کہ پہلے تو یہ لوگ ایسے ہونگے جو فرض نمازوں کی پابندی کرتے ہونگے اور دوسری بات جو ان میں پائی جائے گی وہ یہ کہ یہ لوگ اپنے مالوں میں سے زکوٰۃ کے واجب ہونے پر اللہ کی راہ میں زکوٰۃ بھی نکالتے ہوں گے اور تیسری صفت جو ان محسنین کی یہاں بیان کی گئی وہ یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت کے دن پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کے پاس جانا ہے جہاں ہمارا حساب و کتاب ہوگا، ان صفتوں کو بیان کرنے سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جن لوگوں میں یہ صفت ہوگی وہی لوگ محسنین کہلائیں گے اور جن میں یہ صفتیں نہیں ہوں گی وہ لوگ محسنین نہیں کہلائیں گے، اگر محسنین میں شامل ہونا ہے تو ہمیں بھی یہ صفتیں اپنے اندر لانی ہوں گی، اسی وقت ہم محسنین کہلائیں گے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جب یہ ساری چیزیں کسی میں پائی جائیں گی تو ایسے لوگوں کے بارے میں کہا جائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے ہدایت کے راستہ پر ہیں اور جو اس ہدایت کے راستے پر چلتا ہے تو اسی کو کامیابی ملتی ہے گویا

انہیں دنیا اور آخرت میں کامیاب شخص کا لقب اللہ تعالیٰ نے دیا، حدیث شریف میں ہے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص کامیاب ہو گیا جو اسلام لے آیا اور جسے اتنی روزی مل گئی جس سے اسکا گزارہ ہو جائے اور پھر ان ملی ہوئی نعمتوں پر اسے قناعت بھی عطا کی گئی ہو یعنی جو اسے مل گیا وہ اس پر راضی بھی ہو جائے تو ایسے لوگ کامیاب کہلاتے ہیں۔ (مسلم ۱۰۵۴)

﴿درس نمبر ۱۶۴۳﴾ وہ لوگ جو غافل کرنے والی باتوں کو خریدتے ہیں ﴿لقمان ۶-۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا
هُزُوًا ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَ لِيَ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ
يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَيِّنٌ لَّهُ عَذَابُ إِلِيمٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَمِنَ النَّاسِ اور بعض لوگ مَنْ يَشْتَرِي وہ ہیں جو خریدتے ہیں لَهْوَ الْحَدِيثِ غافل کرنے والی باتیں لِيُضِلَّ تاکہ وہ گمراہ کریں عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ اللہ کی راہ سے بِغَيْرِ عِلْمٍ بغیر علم کے وَيَتَّخِذَهَا اور اس کو بناتے ہیں هُزُوًا مذاق کی چیز أُولَٰئِكَ یہ لوگ لَهُمْ ان کے لیے ہے عَذَابٌ مُّهِينٌ ذلیل کرنے والا عذاب وَإِذَا اور جب تُتْلَى تلاوت کی جاتی ہیں عَلَيْهِ اس پر آيَاتُنَا ہماری آیتیں وَلِيَ وہ پھر جاتا ہے مُسْتَكْبِرًا تکبر کرتے ہوئے كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا گویا کہ اس نے وہ سنی ہی نہیں كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں وَقْرًا ڈاٹ ہے فَبَيِّنٌ لَّهُ عَذَابُ إِلِيمٍ دردناک عذاب کی

ترجمہ:- اور لوگوں میں بعض ایسا ہے جو بیہودہ حکایتیں خریدتا ہے تاکہ (لوگوں کو) بے سمجھے اللہ کے رستے سے گمراہ کرے اور اس سے ہنسی کرے یہی لوگ ہیں جن کو ذلت والا عذاب ہوگا اور جب اس کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو اکڑ کر منہ پھیر لیتا ہے گویا ان کو سنائی نہیں جیسے اس کے کانوں میں بوجھ ہے تو اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی باتوں کو خریدتے ہیں۔

۲- تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو بے سمجھے بوجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکائیں۔

۳- اسکا مذاق اڑائیں۔ ۴- ان لوگوں کو وہ عذاب ہوگا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔

۵۔ جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو پورے تکبیر کے ساتھ منہ موڑ لیتے ہیں جیسے کہ انہوں نے سنا ہی نہیں۔

۶۔ گویا اسکے دونوں کانوں میں بہرا پن۔ ۷۔ لہذا اسکو ایک دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ پچھلی آیتوں میں کہا گیا ہے کہ یہ قرآن حکمت والی اور ہدایت والی کتاب ہے، تو جو لوگ ابھی تک ایمان قبول نہیں کئے تھے وہ بھی اس کلام الہی کو چھپ چھپ کر سنا کرتے تھے اور انہیں یہ کلام اچھا لگتا تھا جس سے ان کے دل میں ایمان لانے کا خیال آتا تھا جب یہ واقعات کفار قریش کو معلوم ہونے لگے تو ان میں کا ایک شخص نضر بن حارث ملک شام اور ملک حیرہ وغیرہ سے کچھ قصے کہانیوں کی کتاب لے آیا اور یہ قصے کہانیاں پڑھ کر ان لوگوں کو سنانے لگا جو قرآن کریم کو سنا کرتے تھے تاکہ انہیں اسلام لانے سے روکے، اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (درمنثور۔ ج ۶، ص ۵۰۳) کہ جو کوئی لہو و لعب اور بیکار قسم کی چیزیں خرید لاتے ہیں جس کے ذریعہ وہ لوگوں کو گمراہ کریں یعنی اسلام کے راستے سے بھٹکائیں اور ساتھ ہی اس کلام اللہ کا مذاق بھی اڑاتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے جو قیامت کے دن انہیں دیا جائے گا۔

ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہی نضر بن حارث اسلام لانے والوں کو اسلام لانے سے روکنے کے لئے ایک گانے والی کو لے آیا اور گھر میں اس نے گانے کی محفلیں سجائیں اور جب بھی اسے معلوم ہوتا کہ کوئی اسلام لانے والا ہے تو وہ اس کے پاس جاتا اور اسے گانے کی اس محفل میں لے آتا اور گانے والی سے کہتا کہ اسے کھلاؤ پلاؤ اور خوش کر دو اور پھر کہتا کہ یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلا تے ہیں یعنی نماز، روزہ اور جہاد کی طرف، اسی شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (درمنثور۔ ج ۶، ص ۵۰۳) ایک اور روایت اس آیت کے شان نزول میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گانے والیوں کی خرید و فروخت کرنا، انکی تجارت کرنا اور ان کے لیے رقم استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اور اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ترمذی ۱۲۸۲)

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اس آیت کے بارے میں ایک مسئلہ بیان کیا کہ ہر ایسا کھیل جو بلا وجہ کھیلا جائے یا کوئی ایسا کھیل جو انسان کو فرائض ادا کرنے سے روکے یا عبادت میں کوتاہی ہو تو یہ تمام کھیل ناجائز ہیں۔ آگے فرمایا جا رہا ہے کہ جو لوگ اسلام سے لوگوں کو دور کرنے کے لئے بیکار چیزیں لے آئے یہ لوگ ایسے ہیں کہ جب انہیں سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور انہیں اللہ کا کلام کہ جس میں مٹھاس اور لذت ہے کہ جسے سنے بغیر خود کفار نہیں رہ پاتے تھے اور چھپ چھپ کر سنا کرتے تھے، مگر یہ لوگ ایسے بے حس تھے کہ یہ لوگ اسے سن کر چشم پوشی کرتے تھے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے تھے، گویا ایسا لگتا تھا کہ انہوں نے سنا ہی نہیں جب کہ سب کچھ

سن رہے ہوتے تھے پھر بھی ان سنی کرتے ہوئے چلے جاتے تھے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ یہ لوگ بہرے ہیں کہ انکے کانوں میں کوئی ایسی چیز لگی ہے جو انہیں اس کلام کے سننے سے روک رہی ہے، لہذا جو لوگ اس طرح کی حرکت کریں گے انہیں انتہائی دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا جو کہ ان کے لئے کی سزا ہوگی۔

﴿درس نمبر ۱۶۴﴾ اللہ کا وعدہ سچا ہے ﴿لقمان ۸-۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا ط وَعَدَّ اللَّهُ حَقًّا ط
وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ایمان لانے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور انہوں نے نیک عمل کیے لَهُمْ ان کے لیے ہیں جَنَّاتُ النَّعِيمِ نعمتوں کے باغ ہیں خَالِدِينَ وہ ہمیشہ رہیں گے فِيهَا ان میں وَعَدَّ اللَّهُ حَقًّا اللہ کا وعدہ سچا ہے وَهُوَ الْعَزِيزُ خوب غالب الْحَكِيمُ نہایت حکمت والا ہے ترجمہ:- جو لوگ ایمان لانے اور نیک کام کرتے رہے ان کیلئے نعمت کے باغ ہیں ۝ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک اعمال کئے انکے لئے نعمتوں والے باغات ہیں۔

۲۔ جن باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

۳۔ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے۔

۴۔ وہ اقتدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ ایمان لانے اور ساتھ میں نیک اعمال بھی کئے تو ایسے نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ نعمتوں والے باغات میں داخل کرے گا جو انکے لئے تیار کئے گئے ہیں، غور کریں کہ جب بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان کا تذکرہ کیا وہیں اعمال صالحہ کا بھی تذکرہ کیا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایمان لانا جنت میں جانے کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ ایمان کے ساتھ نیک کام کرنا یعنی نماز، روزہ وغیرہ جتنے بھی فرض کام ہیں وہ ضروری ہیں، جیسا کہ اس آیت میں بھی بیان کیا گیا کہ جو لوگ ایمان لانے اور ساتھ میں نیک اعمال بھی کئے تو انکے لئے کل قیامت کے دن نعمتوں والے باغات ہوں گے۔ جو لوگ جنت کے طلبگار ہیں انہیں اپنے ایمان کے ساتھ نیک اعمال کا سلسلہ بھی جاری رکھنا چاہیے۔ جنت اور دیگر نعمتوں کا وعدہ جہاں کیا گیا ہے وہاں ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵ میں کہا گیا وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ اور ایمان والوں

اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں کی خوشخبریاں دو جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۵۷ میں ایمان اور اعمال صالحہ کی بنیاد پر یہ وعدہ کیا گیا **وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ** ایمان والوں اور نیک اعمال والوں کو اللہ تعالیٰ ان کا ثواب پورا پورا دے گا۔ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۹ میں کہا گیا **وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ** اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ جو لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کے لئے وسیع مغفرت اور بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

ان نعمتوں والے باغات سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ”جنات النعیم“ سے مراد وہ باغات ہیں جو ”جنات الفردوس“ اور ”جنات عدن“ کے درمیان ہوں گے کہ جن میں ایسی کنواری لڑکیاں ہوں گی جنہیں جنت کے پھولوں سے پیدا کیا گیا ہوگا۔ (درمنثور۔ ج ۶، ص ۵۰۸) جن میں وہ ہمیشہ کیلئے رہیں گے انہیں وہاں سے نکالا نہیں جائے گا، جیسا کہ دوسری جگہ بھی فرمایا گیا **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا** وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا (النساء ۱۲۲) جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ہم انہیں ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور جب اللہ تعالیٰ کوئی وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا ضرور کرتا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْوَعْدَ (آل عمران ۹، الرعد ۳۱) اللہ وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی صفت تو یہ کہ وہ بڑے اقتدار کا مالک ہے وہ جو چاہے کرتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور نہ ہی اس کے کوئی مد مقابل ہے اور دوسری صفت یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ حکمت والا بھی ہے کس کام میں کیا حکمت ہے اور کیا راز ہے؟ یہ بس وہی جانتا ہے، اس کے سوا کوئی اس بات سے واقف نہیں ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۳﴾ زمین میں پہاڑوں کو گاڑ دیا ﴿تھمان ۱۰-۱۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خَلَقَ السَّنُوتَ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَالْفَى فِي الْأَرْضِ رَوَائِي أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ طَوَّارًا وَمِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ رَوْحٍ كَرِيمٍ ۝ هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ طَبِيلُ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- خَلَقَ السَّنُوتَ اس نے آسمان پیدا کیے بِغَيْرِ عَمَدٍ بِغَيْرِ سْتَوْنوں کے تَرَوْنَهَا کہ تم ان کو دیکھتے ہو وَالْفَى اور اس نے گاڑ دیے فِي الْأَرْضِ زمین میں رَوَائِي مضبوط پہاڑ أَنْ تَمِيدَ تا کہ جھک پڑے وَبَثَّ تمہیں لے کر وَبَثَّ اور اس نے پھیلانے فِيهَا اس میں مِنْ كُلِّ ہر قسم کے دَابَّةٍ چوپائے

وَأَنْزَلْنَا أَوْرَاقَهُمْ فِي السَّمَاءِ مَاءً آسَمَانَ سِوَانِ فَانزَلْنَا سِوَانِ فِيهَا اس میں مِوَانِ كِلَ زَوْجِ هِرْقَمِ كَرِيمِ عمه هَذَا خَلَقَ اللّٰهُ يِ اللّٰهُ كِ مَخْلُوقِ هِ فَارُوْنِ تَوْتَمِ مَجْهَ دَكْهَاؤِ مَاذَا كِيَا هِ خَلَقِ پِيَا كِيَا هِ الَّذِيْنَ اِنِ نِ جِو مِوَانِ حُوْنِهِ اسِ كِ سِوَا هِيْنَ بِلِ الظُّلْمِوَانِ بَلْكَ ظَالِمِ لُوكِ فِي ضَلَالِ مُبِينِ وَاضِحِ كَمْرَا يِ مِيْ هِيْنَ

ترجمہ:- اسی نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر پیدا کیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیئے تاکہ تم کو بلانہ دے اور اس میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے اور ہم ہی نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر (اس سے) اس میں ہر قسم کی نفیس چیزیں اگائیں ۰ یہ تو اللہ کی پیدائش ہے تو مجھے دکھاؤ کہ اللہ کے سوا جو لوگ ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا جسے تم دیکھتے ہو۔

۲۔ زمین میں پہاڑوں کو گاڑ دیا تاکہ تمہیں لے کر نہ ڈگگائے۔

۳۔ اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے۔

۴۔ ہم نے زمین پر پانی برسایا۔

۵۔ ہم نے ہر قسم کے نباتات اگائے۔

۶۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی کاریگری۔

۷۔ اب ذرا مجھے بتاؤ کہ اللہ کے سوا کس نے کیا پیدا کیا؟

۸۔ بات دراصل یہ ہے کہ ظالم لوگ گمراہی میں مبتلا ہیں۔

پچھلی آیت کے میں پر اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں بیان کی گئیں، یہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کی جا رہی ہے، چنانچہ ارشاد ہوا کہ اللہ ہی نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا جس آسمان کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ہمیں کوئی ستون نظر نہیں آتا جیسا کہ حضرت حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہما نے کہا اور بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرْوِيهَا كِ بَارِے مِيْ حَضْرَتِ ابْنِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نِ كَمَا كِ شَايِدِ يِ بِغَيْرِ عَمَدٍ لَّا تَرْوِيهَا هِ كِ اللّٰهُ نِ اسِ آسَمَانِ كِوَا يِے سَتُونِ كِ سَا تَهْ پِيَا كِيَا جِهِيْ تَمِ دِي كِه نِهِيْ سَكْتِے يِعْنِيْ وَه سَتُونِ تَهْمَارِيْ آنْ كَهْوِنِ سِے چَھپِے هُوَے هِيْنَ، يِهي رَاَے حَضْرَتِ مَجَاهِدِ رَحْمَةُ اللّٰهِ كِي هِيْ هِ۔ (تفسیر طبری: ج، ۲۰، ص، ۱۳۲) سورة الرعد کی آیت نمبر ۲ میں بھی بغیر ستون کے آسمانوں کی پیدائش کا تذکرہ ہے اللّٰهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرْوِيهَا اللّٰهُ هِ هِ جِس نِ آسَمَانُوْنَ كِوَا يِے سَتُونِ كِ بَلْنَدِ كِر رَكْهَا هِ كِ تَمِ اَسِ دِي كِه رَهْے هُو۔ پھر اس کے بعد فرمایا گیا ہے کہ اس نے زمین کو بچھا کر اس میں پہاڑوں کو گاڑ دیا تاکہ یہ زمین ڈالوان ڈول نہ ہو یعنی اگر اللہ نے اس میں پہاڑوں کو گاڑا نہ ہوتا تو یہ زمین ایک جگہ رہ نہ پاتی مثال کے طور پر اگر آپ ایک کاغذ لیں اور اسے زمین پر رکھیں تو وہ کاغذ ایک جگہ نہیں ٹہرے گا بلکہ اڑھ کر کہیں اور چلا جائے گا، اگر اللہ تعالیٰ نے

اس زمین پر پہاڑ نہ گاڑے ہوتے تو اسکا بھی حال یہی ہوتا کہ وہ ایک جگہ رہ نہیں پاتی اور انسانوں اور جانوروں کا اس پر زندگی گزارنا مشکل ہوتا اسی لئے اس نے پہاڑوں کو زمین میں کیلوں کی طرح گاڑ دیا، جیسا کہ کہا گیا: **وَالْجِبَالِ أَوْ تَأَدَّى (النبأ- ۷)** کہ پہاڑوں کو کیلوں کی شکل میں پیدا کیا۔ سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۷۲ میں پہاڑوں کے بارے میں یوں کہا گیا **وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُمْ وَغَرَابِيبُ سُودٌ** اور پہاڑوں کے مختلف حصے ہیں سفید اور سرخ کہ ان کی بھی رنگتیں مختلف ہیں اور بہت گہرے سیاہ۔ پھر اس نے زمیں میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دیا، یہاں پر **ذَابَّةٌ** سے مراد ہر وہ جاندار مخلوق ہیں جو کھاتے پیتے ہیں (تفسیر طبری - ج، ۲۰ - ص، ۱۳۳) پھر اللہ تعالیٰ نے اس بنائے ہوئے آسمان سے پانی برسایا تا کہ اس پانی کے ذریعہ مختلف قسم کی عمدہ کھانے کی چیزیں انسان کے لئے اس زمیں سے اگائیں۔

اللہ تعالیٰ ان مشرکین سے بطور چیلنج کہہ رہے ہیں کہ یہ تو ہماری مخلوق کی چند جھلکیاں ہیں جو تم نے ابھی دیکھیں، اب انہی جھلکیوں اور نشانیوں میں سے کوئی ایسی چیز بناؤ کہ جسے تمہارے معبودان باطل نے پیدا کیا ہو؟ تم ہرگز نہیں بنا سکتے اور قیامت تک نہیں بنا سکو گے، کیونکہ خود ان معبودوں کو تم لوگ بناتے ہو وہ معبود دوسری چیزیں کیا بنا سکیں گے؟ تو جب یہ لوگ تمہارے کسی کام کے نہیں کہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں نہ تمہاری حاجت و ضرورت پوری کر سکتے ہیں اور نہ ہی تمہیں روزی روٹی دے سکتے ہیں تو پھر تم نے ان بے جان اور بے فائدہ چیزوں کو معبود بنا کر ظلم کیا اور تمہارے اس ظلم کی وجہ سے تم لوگ گمراہی میں پڑے ہوئے ہو، یہی گمراہی تمہیں جہنم تک لے جائے گی، جہاں تم دردناک عذاب پاو گے، ابھی بھی وقت ہے کہ ان نشانیوں کو دیکھ کر حقیقی مالک کو پہچانو، اگر تم سیدھے راستے پر نہیں آئے تو کل قیامت کے دن تمہیں تمہاری ان حرکتوں کا انجام بہت ہی خطرناک انداز میں بھگتنا پڑے گا۔

﴿درس نمبر ۱۶۳۶﴾ ہم نے حضرت لقمان علیہ السلام کو دانائی عطا کی ﴿لقمان ۱۲-۱۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنْ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝

لفظہ نظر ترجمہ:-: وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق آتینا ہم نے دی لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ لقمان کو حکمت أَنْ اشْكُرْ کہ تو شکر کر لِلّٰهِ اللہ کا وَمَنْ اور جو کوئی يَشْكُرْ شکر کرتا ہے فَإِنَّمَا يَشْكُرْ تو بس وہ شکر کرتا ہے لِنَفْسِهِ اپنی ہی ذات کے لیے وَمَنْ اور جس نے كَفَرَ ناشکری کی فَإِنَّ تو بلاشبہ اللہ غَنِيٌّ اللہ بہت بے پروا

حَیِّدٌ قَابِلٌ تَعْرِيفٌ هُوَ وَإِذْ قَالَ أَوْرَجِبُ كَمَا لَقْنُ لِقْمَانُ نِي لَابِنِهِ اِنِّي سِيئٌ مِّنْهُ وَهُوَ جَبَلٌ وَهُوَ يَعْطَلُهُ اِسْمٌ لِّصِحْتٍ كَرِهَ اِتِّخَاذُهَا يَبْتَدِئُ اِسْمٌ مِّنْهُ لِيَاكُفِّرُ لَكَ تَوْشِيْكَ نَهْضَهُ اِلَّا اللّٰهُ كَاللّٰهِ سَاوِيَةٌ اِنَّ اللّٰهَ يَكْفُرُ بِالشُّرِكِ كَلْمٌ اَلْبَتَّةُ ظَلْمٌ (گناہ) ہے عَظِيْمٌ بہت بڑا

ترجمہ:- اور ہم نے لقمان کو دانائی بخشی کہ اللہ کا شکر کرو اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کیلئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ بھی بے پرواہ اور سزاوار حمد (وشنا) ہے اور (اس وقت کو یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا! اللہ کیساتھ شکر نہ کرنا شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- ہم نے لقمان کو دانائی عطا کی تھی۔ ۲- ان سے کہا تھا کہ شکر ادا کرنا۔

۳- جو کوئی شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے فائدے کے لئے ہی شکر ادا کرتا ہے۔

۴- اگر کوئی ناشکری کرے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، وہ خود قابل تعریف ہے۔

۵- وہ وقت یاد کرو جب حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

۶- میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ ۷- یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اہل جنت اور اہل دوزخ کے تذکرہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان حکیم کا قصہ بیان کیا ہے تاکہ بات ذہن میں اچھی طرح بیٹھ جائے، حضرت لقمان حکیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکمت، سمجھ بوجھ، اور درست باتیں سکھائی تھیں اور یہ سب چیزیں عطا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ بھی کہا کہ دیکھو! ان تمام چیزوں کے ملنے کے بعد مغرور نہ ہو جانا بلکہ ان چیزوں کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اس لئے کہ جو شکر ادا کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کو ہوتا ہے اور وہ فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکی دی ہوئی چیزوں میں برکت عطا فرماتے ہیں اور اگر کوئی ناشکری کرتا ہے تو اس میں اللہ کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ ساری مخلوق ہی اسکی عبادت اور شکر گزاری میں مصروف ہے اور اگر لوگ اس کا شکر ادا نہ بھی کریں تو وہ اپنی ذات میں تعریف کے لائق ہے، حضرت لقمان حکیم علیہ السلام کوئی نبی نہیں تھے بلکہ ایک دانا شخص تھے جنکے بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حبشہ کے سردار چارہیں، ایک ہی لقمان حبشی، دوسرے نجاشی جو حبشہ کے بادشاہ تھے، تیسرے حضرت بلال حبشی اور چوتھے حضرت مہج رضی اللہ عنہم حضرت عمر کے آزاد کردہ غلام تھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۵۰۹) حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت لقمان علیہ السلام سو دان مصر کے کالے فرد تھے جنکے ہونٹ لمبے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت عطا کی تھی نبوت نہیں۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۵۰۹) حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت کا ایک واقعہ درج ہے جسے خالد الربیع رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ حضرت لقمان علیہ السلام ایک حبشی غلام تھے جو بڑھئی کا کام کرتے

تھے، ایک مرتبہ انکے آقا نے انہیں ایک بکری ذبح کرنے کو کہا اور کہا کہ ان میں سے دو ایسی چیزیں نکالو جو سب سے اچھی ہوں، تو حضرت لقمان حکیم علیہ السلام نے دل اور زبان نکالے، پھر آقا نے کہا کہ ایک اور بکری ذبح کرو اور دو سب سے بری چیزیں نکالو اس وقت بھی آپ نے یہی دو چیزیں دل اور زبان نکالی، تب آقا نے کہا کہ میں نے اچھی چیزیں نکالنے کو کہا تو تم نے انہی دو چیزوں کو نکالا اور جب میں نے تمہیں بری چیزیں نکالنے کو کہا تو انہی دو چیزوں کو نکالا؟ اس پر حضرت لقمان علیہ السلام نے کہا کہ جب یہ چیزیں اچھی ہوں تو ان سے اچھی کوئی اور چیز نہیں ہے اور جب یہ دو چیزیں بری ہوں تو ان سے بری اور کوئی چیز نہیں۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۱۳۵)

اللہ تعالیٰ حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو کی گئی نصیحت کا ذکر کر رہے ہیں حضرت لقمان حکیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے بڑی شفقت کے ساتھ کہا کہ اے بیٹے! زندگی میں کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا کیونکہ اگر سب سے بڑا گناہ دنیا میں کوئی ہے تو وہ گناہ شرک ہے اس لئے اس گناہ سے بچے رہنا قرآن مجید میں شرک کو ظلم عظیم قرار دیا گیا إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ کہ بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے تفسیر منیر میں حضرت لقمان علیہ السلام کے بیٹوں کے نام بھی بیان کئے گئے ہیں کہا گیا کہ ان کے دو بیٹے تھے نعم اور اھکم یا ماتان وثاران۔ (تفسیر منیر۔ ج، ۲۱، ص، ۱۳۳) اسکے علاوہ بھی اور ساری حکمت کی باتیں حضرت لقمان علیہ السلام سے مروی ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا، جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹے! ہمیشہ علماء کے ساتھ بیٹھنا اور حکیموں کی باتیں غور سے سنا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس صحبت کی وجہ سے مردہ دل کو حکمت کے نور سے زندہ کرتا ہے، جیسا کہ مردہ زمین کو موسلا دھار بارش سے زندہ کرتا ہے۔ (الحج الکبیر للطبرانی ۷۸۱۰)

﴿درس نمبر ۱۶۳﴾ اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ ماں باپ کا بھی شکر ادا کریں ﴿لقمان ۱۳-۱۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا وَهَذَا عَلَى وَهْنٍ وَفِيضُهُ فِي عَامَتَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي
وَلِوَالِدَيْكَ إِلَى الْمَبْعُوثِ وَإِنْ جَاهَدَكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا
تُطْعِمْهُمَا وَصَاحِبَهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ
مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

لفظ بہ نظر ترجمہ:- :وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ انسان کو بِوَالِدَيْهِ اپنے والدین کے ساتھ إِحْسَانًا اٹھائے رکھا اے اُمّہ اس کی ماں نے وَهَذَا عَلَى وَهْنٍ کمزوری پر کمزوری کے وَفِيضُهُ

اور اس کا دودھ چھڑانا ہے فی عامین دو سال میں اِن اَشْكُرِيْكَ تُو شکر کر میرا وَلِوَالِدَيْكَ اور اپنے والدین کا اِلٰی میری ہی طرف الْمَصِيْبُوْا لوٹ کر آنا ہے وَاِنْ اور اگر جَاهِدَكَ وہ دونوں تجھے کوشش کریں عَلٰی اس بات پر اَنْ تُشْكِرَكَ کہ تو شریک ٹھہرائے بی میرے ساتھ مَا اس چیز کو کہ لَيْسَ لَكَ نہیں ہے تجھے بِهٍ عَلِمٌ اس کا کوئی علم فَلَا تُطْعَمُهَا تُو اُو اطاعت نہ کران دونوں کی وَصَاحِبُهَا بَلَكه تُو اچھا سلوک کران دونوں سے فِی الدُّنْيَا دنیائیں مَعْرُوْفًا معروف طریقے سے وَاَتَّبِعْ اور تُو اتباع کر سَبِيْلٌ مَنْ اس شخص کے راستے کی جو اَكْلَب رَجُوْعٌ کرتا ہے اِلٰی میری طرف ثُمَّ اِلٰی پھر میری ہی طرف مَزَجِعُكُمْ تمہاری واپسی ہے فَانْتَبِهُكُمْ تُو میں تمہیں خبر دوں گا بِمَا ساتھ اس کے جو كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے تھے

ترجمہ:- اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کچھ علم نہیں تو اُن کا کہنا نہ ماننا ہاں دنیا (کے کاموں) میں اُن کا اچھی طرح ساتھ دینا اور جو شخص میری طرف رجوع لائے اُس کے رستے پر چلنا پھر تم کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے تُو جو کام تم کرتے رہے ہو میں سب سے تم کو آگاہ کروں گا۔
تشریح:- ان دو آیتوں میں دس باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے انسان کو اس بات کی وصیت کی ہے کہ وہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کریں۔

۲۔ کیونکہ اسکی مان نے کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے اسے اپنے پیٹ میں رکھا۔

۳۔ دو سال میں اسکا دودھ چھوٹتا ہے۔

۴۔ اللہ ہی کے پاس تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔

۵۔ اگر والدین تمہیں اللہ کے ساتھ شریک کرنے پر مجبور کریں جسکا انہیں کوئی علم نہیں تو انکی بات نہ ماننا۔

۶۔ ہاں! البتہ دنیا میں انکے ساتھ بھلائی سے رہو۔

۷۔ ایسے شخص کا راستہ اپنا جس نے اللہ تعالیٰ سے لو لگا رکھا ہے۔

۸۔ تم سب کو اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ ۹۔ اس وقت اللہ بتائے گا کہ تم کیا کیا کرتے تھے؟

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا اور اپنے والدین کا شکر ادا کریں اللہ تعالیٰ کا شکر اس لئے ادا کریں کہ اس نے تمہیں پیدا کیا اسکے بعد یہ حکم دیا کہ وہ اپنے والدین کا شکر ادا کریں، بالخصوص تمہاری مان نے تمہیں اپنے پیٹ میں نومہینہ رکھا جس دوران وہ طرح طرح کی تکلیفوں سے گزرتی رہی جسکا اندازہ لگایا نہیں جاسکتا، ظاہر ہے کہ حمل کے دوران اسے بہت ہی کمزوری ہو جاتی ہے ان تمام تکلیفوں کو اس نے تمہاری خاطر برداشت کیا اس لئے تمہارا حق ہے کہ انکا شکر ادا کریں اور پھر جب تمہاری ولادت کا وقت ہوتا ہے تو اس وقت کی تکلیف کا عالم یہ ہوتا ہے کہ انسان کی جان منہ پر آ جاتی ہے پھر بھی مان اسے برداشت کر جاتی ہے، پھر ولادت کے بعد بھی وہ تمہیں دو سال تک دودھ پلاتی ہے یہ بھی تم پر اسکا بہت بڑا احسان ہے الغرض ان تمام احسانات پر تم اسکا شکر ادا کرو، یہاں

والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس میں والد بھی شامل ہے اککا بھی شکر ادا کرو کہ اس نے تمہاری پرورش کی خاطر، تمہیں پالنے اور کھلانے کی خاطر بہت سی مشقتیں جھیلی ہیں، پسینہ بہا کر سخت دھوپ میں کام کیا ہے تاکہ تمہارے منہ تک نوالہ پہنچ جائے، اپنے ارمانوں کو دبا کر تمہاری خواہشات پوری کرنے کی باپ نے کوشش کی ہے، لہذا ہر اعتبار سے تم اککا بھی شکر ادا کرو، اس لئے شکر ادا کرو کہ کل تمہیں ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے، اگر تم اچھے کام کرو گے تو ہم تمہیں تمہارے اعمال کا اچھا بدلہ دینگے اور اگر تم کوئی غلط کام کرو گے اور اپنے والدین کو ستاؤ گے اور انکی نافرمانی کرو گے تو ہم اسکی سزا بھی تمہیں دین گے، کسی بھی کام کے کرنے سے پہلے اس بات پر غور کرو کہ تمہیں ہمارے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر والدین تمہیں اس بات پر زور ڈالیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرو تو اس باتوں میں ماں باپ کی اطاعت نہ کرنا اس لئے کہ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي عَصِيَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (مسند احمد - مسند علی بن ابی طالب ۱۰۹۵) کہ اگر کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو رہی ہو تو اس معاملہ میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائیگی اگرچہ وہ والدین ہی کیوں نہ ہوں، لیکن ایسا نہیں ہے کہ اگر وہ تمہیں شرک کرنے پر مجبور کریں تو تم انکے ساتھ بے مروتی سے پیش آؤ بلکہ دنیوی معاملات میں انکے ساتھ نرمی برتنا، شفقت و محبت سے انکے ساتھ پیش آنا، انکے کھانے پینے اور ضروریات کی چیزیں مہیا کرنا اس وقت بھی یہ تمہاری اخلاقی ذمہ داری ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ نے حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی کہ انکی ماں جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا آپکے پاس آئیں تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا کہ میری ماں میرے پاس آئی ہیں اور انہیں مجھ سے کچھ ضرورت ہے اور وہ مشرک ہیں تو کیا میں انکے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ (بخاری ۲۶۲۰) لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اگرچہ وہ مشرک ہوں۔ قرآن مجید کی متعدد آیات سے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم اور اسکی اہمیت معلوم ہوتی ہے بنی اسرائیل سے جہاں ایک اللہ کی عبادت کرنے کا عہد لیا گیا وہیں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا بھی عہد لیا گیا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸۳ میں یہ بات کہی گئی ہے وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا سَورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۶ میں ہے وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔ اللہ تعالیٰ ایک اور حکم فرما رہے ہیں کہ ان لوگوں کے طریقے کو اختیار کرو جو اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی جانب کیے ہوتے ہیں اور اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والوں کو سورۃ الزمر کی آیت نمبر ۱۷ میں بشارت دی گئی وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فَبَشِّرْهُم بِعِبَادٍ اور جن لوگوں نے طاغوت کی عبادت سے پرہیز کیا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے وہ خوشخبری کے مستحق ہیں

میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے اور سورہ مومن کی آیت نمبر ۱۳ میں کہا گیا وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنذِرُ نصیحت تو صرف وہی حاصل کرتے ہیں جو اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہاں وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىٰ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (الدر السعوی۔ ج ۶، ص ۵۲۲) مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ کو اپنا اور انکی سنت کی اتباع کرو، الغرض یہاں اللہ والوں سے جڑے رہنے کی جو بات کہی گئی ہے اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ اگر تم ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرو گے جو اللہ تعالیٰ کے راستے سے کٹ کر شرک کی زندگی گزارتے ہیں تو تم بھی ان کی صحبت میں رہ کر اسی طرح ہو جاو گے لہذا ان سے کنارہ کشی کرو اور نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھو، اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ ہمیں بھی نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا چاہئے تاکہ ہمارے اندر بھی وہ عادتیں پیدا ہوں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہی فرما رہے ہیں کہ یہ سب اس لیے تمہیں کرنا ہے کہ اسکی جزا اور سزا ملے گی جس کے لئے تمہیں ہمارے پاس ہی آنا ہوگا، پھر ہم تمہیں بتائیں گے کہ تم کون سے کام کیا کرتے تھے؟

﴿درس نمبر ۱۶۳۸﴾ لوگوں کو نیکی کی تلقین کرو اور برائی سے روکو ﴿لقمان ۱۶: تا۔ ۱۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يُبْنَىٰ إِنَّهَا إِنْ تَكِ مِنْ مِقْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَعْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ يُبْنَىٰ أَلِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاعْظُمْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- یُبْنَىٰ میرے بیٹے! إِنَّهَا بلاشبہ وہ إِنْ تَكِ اگر ہو مِقْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ ایک رانی کے دانے کے برابر فَتَكُنْ پھر وہ ہو فی صَعْرَةٍ کس چٹان میں أَوْ فِي السَّمَوَاتِ یا آسمانوں میں أَوْ فِي الْأَرْضِ یا زمین میں یَأْتِ بِهَا اللَّهُ تو اسے لے آئے گا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ نہایت باریک بین خَبِيرٌ خوب باخبر ہے یُبْنَىٰ اے میرے بیٹے! أَلِمِ الصَّلَاةَ تو نماز قائم کر وَأْمُرْ اور حکم کر بِالْمَعْرُوفِ نیکی کا وَانْهَ اور تو روک عَنِ الْمُنْكَرِ برے کاموں سے وَاصْبِرْ اور صبر کر عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ جو تجھے پہنچے إِنَّ ذَلِكَ بلاشبہ یہ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ہمت کے کاموں میں سے ہے وَلَا تُصَعِّرْ اور نہ پھیر خَدَّكَ اپنا رخ لِلنَّاسِ لوگوں سے وَلَا تَمْشِ اور نہ چل فی الْأَرْضِ زمین میں مَرَحًا اگر کر إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ پسند نہیں کرتا

كُلُّ مُخْتَالٍ هِرْمَتِكُمْ فِتْوَرٌ شَيْخِي خورے کو وَاَقْصِدْ اور تو میانہ روی اختیار کر فِي مَشِيكَ اپنی چال میں
وَاعْضُضْ اور تو پست رکھ مِنْ صَوْتِكَ اپنی آواز اِنَّ اَنْكُرُ بلاشبہ بدترین الْاَصْوَاتِ آوازوں میں سے
لَصَوْتُ البتہ آواز ہے الْحَمِيْرِ گدھے کی

ترجمہ:- (لقمان نے یہ بھی کہا کہ) بیٹا! اگر کوئی عمل (بالفرض) رائی کے دانے کے برابر بھی
(چھوٹا) ہو اور وہ بھی کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں (مخفی ہو) یا زمیں میں، اللہ اس کو قیامت کے دن لاموجود
کرے گا کچھ شک نہیں کہ اللہ باریک بین (اور) خبردار ہے O بیٹا! نماز کی پابندی رکھنا اور (لوگوں کو) اچھے
کاموں کے کرنے کا حکم دیتے رہنا اور بُری باتوں سے منع کرتے رہنا اور جو مصیبت تجھ پر واقع ہو اس پر صبر کرنا
بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں O اور (ازراہ غرور) لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمیں میں اکڑ کر نہ چلنا کہ اللہ کسی
اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا O اور اپنی چال میں اعتدال کئے رہنا اور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھنا کیونکہ
(اونچی آواز گدھوں کی ہے اور کچھ شک نہیں کہ) سب آوازوں سے بُری آواز گدھوں کی ہے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں دس باتیں بیاں کی گئی ہیں۔

- ۱- حضرت لقمان علیہ السلام نے یہ بھی کہا کہ اے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو۔
- ۲- کسی پہاڑ میں چھپی ہو یا زمیں میں ہو یا آسمان میں ہو۔
- ۳- تب بھی اللہ تعالیٰ اسے حاضر کرے گا۔
- ۴- یقیناً جانو اللہ تعالیٰ بہت باریک بین اور بہت باخبر ہے۔
- ۵- اے بیٹے! نماز قائم کرو۔
- ۶- لوگوں کو نیکی کی تلقین کرو اور برائی سے روکو۔
- ۷- جو تکلیف تمہیں پہنچے اس پر صبر کرو۔
- ۸- یقیناً یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔
- ۹- لوگوں کے سامنے غرور سے اپنے گال مت پھلاؤ۔
- ۱۰- زمین پر اکڑ کر مت چلو۔
- ۱۱- یقیناً اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے اور شیخی باز کو پسند نہیں کرتے۔
- ۱۲- اپنے چلنے میں اعتدال اختیار کرو۔
- ۱۳- اپنی آواز کو نیچی رکھو۔
- ۱۴- بے شک سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے۔

پچھلی آیت میں حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو کی گئی اس نصیحت کا ذکر تھا کہ وہ شرک نہ کرے، ان
آیتوں میں اور بہت سی نصیحتیں وہ اپنے بیٹے کو کر رہے ہیں، چنانچہ فرمایا کہ اے بیٹے! زمیں و آسمان کی ایسی کوئی چیز
نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ سے چھپی ہوئی ہو، اللہ تعالیٰ زمیں کے اندر آسمانوں کے اوپر یہاں تک کہ اگر کسی پہاڑ کے
اندر کوئی تنکے بھی ہوگا تو وہ اسے بھی جانتا ہیں، لہذا تم برے کاموں میں مت پڑو چاہے وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ ہوں اور جو
بھی تم اس دنیا میں کرتے ہو وہ اسے قیامت کے دن تمہارے سامنے رکھ دیگا کہ تم نے فلاں فلاں کام فلاں فلاں وقت
پر فلاں فلاں جگہ پر کیا تھا، وہ تو بڑا باریک بین ہے اور ہر چیز کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے اس کے علم سے کوئی

چیز چھپی ہوئی نہیں ہے، سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۵ میں کہا گیا "إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ" یعنی اللہ تعالیٰ پر زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر ۳۸ میں یوں کہا گیا رَبَّنَا إِنَّكَ تَعَلَّمَ مَا نَخْفِي وَمَا نَعْلَمُ ط وَمَا نَعْلَمُ ط وَمَا نَعْلَمُ ط عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ" اے ہمارے پروردگار! تو خوب جانتا ہے جو ہم چھپائیں اور جو ظاہر کریں زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ پر پوشیدہ نہیں۔ سورۃ طہ کی آیت نمبر ۷ میں مزید وضاحت کی گئی "وَإِنْ تَجَهَّرَ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَىٰ" اگر تو اونچی بات کہے تو وہ تو ہر ایک پوشیدہ بلکہ پوشیدہ تر چیز کو بھی بخوبی جانتا ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو ایک اور نصیحت یہ تھی کہ اے بیٹے! نماز کو قائم رکھو، یہاں نماز کو قائم رکھو کہا گیا نماز پڑھو نہیں، اس لئے کہ نماز پڑھنا کبھی ہو سکتا ہے کبھی نہیں بھی ہو سکتا ہے، لیکن نماز قائم رکھنا کہہ کر یہ بتا دیا گیا کہ نماز کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ پابندی کے ساتھ اسے ادا کرنا چاہیے، نماز کو قائم رکھنے کا حکم قرآن مجید کی متعدد آیات میں ہے۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۴۳ میں ہے "وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ" اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۳۸ میں ہے "حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ" مسلمانو! سب نمازین خصوصاً بیچ کی نماز یعنی نماز عصر پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرتے رہو اور اللہ کے آگے ادب سے کھڑے رہا کرو۔ اسی کے ساتھ حضرت لقمان حکیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ صرف تمہارا نیک کام کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ اپنے نیک اعمال کے ساتھ لوگوں کو بھی نیک اعمال کی طرف بلاو اور انہیں برے کاموں سے روکو۔ قرآن مجید میں بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی تلقین بھی بار بار کی گئی ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۴ میں کہا گیا "وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۱۷ میں کہا گیا "وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَسُؤْلَهُ وَأُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ" اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے اور بُری باتوں سے منع کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

ترمذی کی روایت ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ جو نیکی کے کاموں کا لوگوں کو حکم نہیں دیتا اور برائیوں سے نہیں روکتا وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی ۱۹۲۱) اس کام میں لوگوں کی باتیں بھی سننی پڑتی

ہیں اور تکلیفیں بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ چنانچہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو یہی نصیحت کی کہ اے بیٹے! یہ کام بہت ہی بڑا کام ہے اس کام کے کرنے پر جو بھی تکلیفیں اور مصیبتیں آئیں انہیں برداشت کرتے جاؤ مگر اس کام کو مت چھوڑو کیونکہ صبر کرنا اور اللہ کے احکامات پر چلنا بہت ہمت والا کام ہے اور ایک نصیحت یہ کہ جب لوگوں سے تمہاری ملاقات ہو تو اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اور لوگوں کو چھوٹا سمجھ کر ان سے منہ نہ موڑنا اور زمین میں اترا کر نہ چلنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اترانے والے اور شیخی باز کو پسند نہیں کرتا اور اس لئے بھی کہ بڑائی تو اللہ کی شان ہے، تو پھر اللہ اپنی شان میں دوسروں کو شریک کرنا کیسے پسند کریگا؟ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ بڑائی، کبریائی میری چادر ہے، اور عظمت میرا تہ بند ہے، تو جو کوئی ان دونوں چیزوں میں سے کوئی چیز مجھ سے پھینکنے کی کوشش کریگا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا (ابوداؤد ۴۰۹۰) سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۷۳ میں یوں کہا گیا وَلَا تَمَيِّسْ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا اور زمین پر اترا تا ہوا مت چل کیونکہ تو نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتا ہے۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۶ میں کہا گیا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا بیشک اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے ہوں۔ اس لئے کہا گیا کہ جب تم چلو تو میانہ چال چلو نہ تیز اور نہ آہستہ، نہ اترا کر اور نہ ہی پورا جھک کر بلکہ اوسط چال چلا کرو، اور ہاں! کسی سے بات کرو تو عاجزی کے ساتھ آواز کو نیچی رکھ کر بات کرو کیونکہ اونچی آواز گدھوں کی ہوتی ہے جو کہ سب سے بری آواز ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جب تم مرغی کی بانگ سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ وہ فرشتوں کو دیکھتا ہے، اور جب تم گدھے کی پکار سنو تو اللہ تعالیٰ کی شیطان سے پناہ چاہو اس لئے کہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔ (بخاری ۳۳۰۳)

﴿درس نمبر ۱۶۳۹﴾ اس چیز کی اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے ﴿لقمان ۲۰-۲۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۚ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَلَمْ تَرَوْا کیا تم نے نہیں دیکھا اَنَّ اللہ نے سَخَّرَ کام میں لگا دیا ہے

لَكُمْ تمہارے لیے مَآ جو کچھ ہے فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَمَا اور جو کچھ ہے فِي الْاَرْضِ زمین میں
 وَاَسْبَغَ اور اس نے پوری کر دیں عَلَیْكُمْ تم پر نِعْمَتَهُ اپنی نعمتیں ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ظاہری اور باطنی وَمِنْ
 النَّاسِ اور بعض لوگ مَنْ وہ ہیں جو يُجَادِلُ جھگڑتے ہیں فِي اللّٰهِ اللہ کے بارے میں بِغَيْرِ عِلْمٍ بغیر علم کے
 وَلَا هُدًى اور بغیر کسی ہدایت کے وَلَا كِتٰبٍ مِّنْ بَيْنِيْكُمْ اور بغیر کسی روشن کتاب کے وَاِذَا قِيلَ اور جب کہا جاتا
 ہے لَهُمْ ان سے اَتَّبِعُوا تم پیروی کرو مَا اس کی جسے اَنْزَلَ اللّٰهُ اللہ نے نازل کیا ہے قَالُوْا وہ کہتے ہیں
 بَلْ نَنْبِئُكُمْ بلکہ ہم تو پیروی کریں گے مَا اسی کی کہ وَجَدْنَا ہم نے پایا عَلَيْهِ اس پر اٰبَاءَنَا اپنے باپ دادا کو
 اَوْ لَوْ كَانِ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوهُمْ کیا شیطان بلاتا رہتا تھا ان کو اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ جہنم کے عذاب کی طرف
 ترجمہ:- کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اللہ نے تمہارے
 قابو میں کر دیا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کے بارے میں
 جھگڑتے ہیں نہ علم رکھتے ہیں اور نہ ہدایت اور نہ کتاب روشن اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ
 نے نازل فرمائی ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا۔ بھلا
 اگرچہ شیطان ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو (تب بھی)۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے کاموں
 میں لگا رکھا ہے؟

۲۔ تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری پوری نچھاور کی ہیں۔

۳۔ پھر بھی انسانوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بحثیں کرتے ہیں۔

۴۔ جبکہ انکے پاس نہ کوئی علم ہے نہ کوئی ہدایت۔ ۵۔ نہ کوئی ایسی کتاب جو روشنی دکھائے۔

۶۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے۔

۷۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں! ہم تو اس راستے پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔

۸۔ بھلا کیا شیطان انکو بھڑکتی آگ کی طرف بلاتا رہے کیا تب بھی وہ انکے ہی راستے پر چلیں گے؟

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلائل دئے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کھلے طور پر انسانوں کو

سمجھ میں آجائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کیا انسانوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے انکے فائدے کے

لئے ہر چیز کو انکے تابع کر دیا ہے جیسا کہ آسمانوں میں سورج چاند، تارے اور وغیرہ یہ سب کچھ انسانوں کو فائدہ

پہنچانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، اسی طرح زمین میں موجود جانور، کھیتیاں، درخت، پودے سب کچھ انسانوں

کے فائدے کے لئے ہیں، یہی نہیں بلکہ ہر نعمت کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر نچھاور کر دیا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجلائیں اور اس پر ایمان لے آئیں۔ آسمانوں اور زمین کی ساری چیزوں کے انسانوں کے لئے مسخر کئے جانے کا ذکر دیگر آیات میں بھی ہے۔ سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۲ میں کہا گیا وَ سَخَّرَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ اور اللہ نے سورج اور چاند کو ماتحتی میں لگا دیا۔ سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر ۳۲ میں کہا گیا وَ سَخَّرَ لَكُمْ الْفَلَکَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَ سَخَّرَ لَكُمْ الْأَنْهَارَ اور کشتیوں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے کہ دریاوں میں اس کے حکم سے چلیں پھریں۔ اسی نے ندیاں اور نہریں تمہارے اختیار میں کر دی ہیں۔ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۲ میں کہا گیا وَ سَخَّرَ لَكُمْ الْاَيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ طَوَّالِ الْجُودِ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ اسی نے رات دن اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے تابع کر دیا ہے اور ستارے بھی اسی کے حکم کے ماتحت ہیں۔ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۷۹ میں کہا گیا اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الظُّلُمِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاءِ طَمَّا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ کیا ان لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا جو تابع فرمان ہو کر فضا میں ہیں انہیں بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور تھامے ہوئے نہیں۔ قرآن مجید کی یہ آیت ہم اس وقت پڑھتے ہیں جو سواری پر سوار ہوتے ہیں سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ (الزخرف ۱۳) پاک ذات ہے اس کی جس نے اسے ہمارے بس میں کر دیا حالانکہ ہم میں اسے قابو کرنے کی طاقت نہ تھی۔ مگر اتنا سب کچھ کرنے کے باوجود بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اسکے ایک ہونے اور قادر المطلق ہونے میں جھگڑا کرتے ہیں جبکہ انہیں نہ تو کوئی علم ہے اور نہ ہی انہیں کوئی ہدایت نصیب ہوئی ہے اور نہ ہی اسکے پاس کوئی آسمانی روشن کتاب ہے کہ جس کتاب کی بنیاد پر یہ لوگ ایسا کہہ رہے ہوں بلکہ یہ لوگ تو جاہل ہیں اور اپنی جہالت کی بنا پر ہی گمراہیوں میں ڈوبے جاتے ہیں، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وَ اَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعْمَةً ظَاهِرَةً وَ بَاطِنَةً فرمایا ہے جس کا مطلب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اس آیت کے بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا : ظاہری نعمت سے مراد اسلام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری صورت کو خوبصورت بنایا اور تم پر اپنا رزق نازل فرمایا اور باطنی نعمتیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے برے اعمال پر پردہ ڈال دیا، اے ابن عباس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں میں نے مومن کے لئے بنائی ہیں زمین کہ مومن اسی پر نماز پڑھتا ہے اور میں نے اسکے مال کے ایک تہائی حصہ کو اسکے گناہوں کا کفارہ بنایا اور اسکے برے اعمال کو چھپا دیا کہ میں نے ان میں سے کسی چیز کے ساتھ اسکو سوا نہیں کیا، اگر میں اسکو ظاہر کر دیتا تو اسے اسکے گھروالے اور دوسرے لوگ دور پھینک دیتے۔ (الدر المنثور: ج، ۶، ص، ۵۲۶۔ وکنز العمال ۳۰۲۳) آگے بیان کیا جا رہا ہے کہ یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس قدر کھلی نشانیاں دیکھنے کے باوجود جھگڑا کرتے ہیں جبکہ ان سے کہا جاتا ہے کہ قدرت کی یہ ساری نشانیاں تم نے دیکھ لیں اب تو اللہ تعالیٰ کی طرف اپنا رخ کر لو اور اس پر ایمان لے آؤ اور اسکی بھیجی

ہوئی کتاب پر ایمان لے آؤ جو ہدایت سے بھری پڑی ہے، تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہم تو اس پر ایمان لے آتے ہیں جو ہمارے باپ دادا کے پاس تھی اور جس راستے پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا تھا اسی پر ہمارا ایمان ہے ہم اسے چھوڑ کر کسی دوسری چیز کو اپنانے والے نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا! اگر تمہارے باپ دادا شیطان کے راستے پر چل رہے ہوں تو کیا تم تب بھی انہی کے راستے پر چلو گے؟ اور کیا شیطان کے بتلائے ہوئے غلط راستے پر ہی چلو گے؟ یہاں اس سوال سے مراد سوال نہیں بلکہ جواب ہے کہ تمہارے باپ دادا یقیناً شیطان کے راستے پر ہی چل رہے تھے اور اسی کی پیروی کر رہے تھے اب تم بھی ہدایت والے راستے کو چھوڑ کر اسی شیطان کے راستے پر چل رہے ہو جبکہ تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی ہدایت والا راستہ واضح طور پر موجود ہے مگر تم تو جاہل و بے وقوف ہو اچھی چیز کو چھوڑ کر بری چیزوں کے پیچھے بھاگتے ہو، یاد رکھو! جو تم اس ہدایت والے راستے کو چھوڑ کر جس شیطانی راستے کو اپنانے بیٹھے ہو وہ راستہ تمہیں جہنم کی بھڑکتی آگ کی طرف بلاتا ہے، لہذا اگر تم اسی گمراہی والے راستے پر رہو گے تو قیامت کے دن اس آگ میں جلنے کے لئے تیار رہو۔

﴿درس نمبر ۱۶۵﴾ جو فرمانبردار ہو کر اپنا رخ اللہ کی طرف کر لے ﴿لقمان ۲۲-تا-۲۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنكَ كُفْرُهُ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ مُمْتَعَهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:-۔ وَمَنْ اور جو شخص يُسْلِمْ وَجْهَهُ اپنا چہرہ جھکا دے إِلَى اللَّهِ اللہ کی طرف وَهُوَ جبکہ وہ مُحْسِنٌ نیکو کار ہو فَقَدِ اسْتَمْسَكَ توثیق اس نے پکڑ لیا بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى مضبوط کڑا وَإِلَى اللَّهِ اور اللہ ہی کی طرف عَاقِبَةُ الْأُمُورِ سب کاموں کا انجام ہے وَمَنْ اور جس نے كَفَرَ کفر کیا فَلَا يَحْزُنكَ توجہ میں نہ ڈالے آپ کو كُفْرُهُ اس کا کفر إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ہماری ہی طرف ان کا لوٹ کر آنا ہے فَنُنَبِّئُهُمْ پھر ہم ان کو خبر دیں گے بِمَا اس کی جو کچھ عَمِلُوا انہوں نے کیا ہوگا إِنَّ اللَّهَ بے شک اللہ عَلِيمٌ خوب جانتا ہے بِذَاتِ الصُّدُورِ سینوں کے راز مُمْتَعَهُمْ ہم فائدہ دیتے ہیں ان کو قَلِيلًا تھوڑا سا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ پھر ہم ان کو دھکیل دیں گے إِلَى عَذَابٍ غَلِيظٍ سخت عذاب کی طرف

ترجمہ:-۔ اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ کا فرمانبردار کر دے اور نیکو کار بھی ہو تو اس نے مضبوط کڑا ہاتھ میں لے لیا اور (سب) کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے اور جو کفر کرے اس کا کفر تمہیں غمناک نہ کر دے ان کو

ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کام وہ کیا کرتے تھے ہم ان کو جتنا نیک گے بیشک اللہ دلوں کی باتوں سے واقف ہے ۰ ہم ان کو تھوڑا سا فائدہ پہنچائیں گے پھر شدید عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں نوبات میں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو شخص فرمانبردار ہو کر اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی جانب کر لے۔

۲۔ وہ نیک اعمال بھی کرنے والا ہو۔ ۳۔ تو یقیناً اس نے ایک مضبوط کڑا تھام لیا۔

۴۔ تمام کاموں کا آخری انجام اللہ تعالیٰ ہی کے حوالے ہے۔

۵۔ اے پیغمبر! جس نے کفر کر لیا ہے اس کا کفر آپ کو صدمہ میں نہ ڈالے۔

۶۔ آخر انہیں ہمارے ہی پاس لوٹنا ہے پھر ہم انہیں بتائیں گے کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟

۷۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سینوں میں چھپی باتوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

۸۔ ہم انہیں کچھ مزے اڑانے کا موقع دے رہے ہیں۔

۹۔ پھر ہم انہیں ایک سخت عذاب کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے منہ موڑنے والوں کا تذکرہ تھا، ان آیتوں میں اللہ کی عبادت کرنے والوں کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جس نے اپنا رخ اللہ کی جانب کر لیا، عاجزی و انکساری کے ساتھ اللہ کو ایک جان کر اس کے سامنے اپنے سر کو جھکا دیا تو ایسے لوگ نیک اور اپنے رب کے فرمانبردار کہلاتے ہیں، حدیث جبرئیل میں یہ مذکور ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ احسان کیا ہے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ احسان اسے کہتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر دو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کے سامنے ہو اور اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تمہارے اندر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو کم سے کم یہ کیفیت اپنے اندر پیدا کر لو کہ عبادت کرتے وقت یہ خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ (بخاری ۵۰:۵۰)، الغرض سیدھی راہ پر چلنے والے وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی جانب جانے والے سیدھے راستے کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھا ہے، جنہیں انکے اعمال کا صلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دے گا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں محفوظ ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس پوری آیت کا مطلب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے کہ سب معبودوں سے کٹ کر صرف ایک اللہ کے خالق و مالک ہونے کی گواہی دیں۔ خلوص کے ساتھ اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دینے والی یہ بات دوسری آیات میں بھی موجود ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۱۲ میں ہے بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے بیشک اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہو گا نہ غم اور نہ اداسی۔ سورۃ آل

عمران کی آیت نمبر ۲۰ میں یوں کہا گیا فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسَلَمْتُ وَجْهِي لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ پھر بھی اگر یہ آپ سے جھگڑیں تو آپ کہہ دیں کہ میں اور میرے تابعداروں نے اللہ کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ یہ کفار جو اسلام نہیں لائے انکی وجہ سے آپ عمگین نہ ہوں اس لئے کہ انکے کفر کا وبال انہیں پر ہوگا آپ سے انکے بارے میں کوئی پوچھنا چھ نہیں ہوگی۔ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی مختلف آیات میں اسی طرح تسلی دی گئی ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۷۶ میں یوں تسلی دی گئی وَلَا يَحْزُنُكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَنْ يَصُحُّوا وَاللَّهُ شَدِيدُ الْكَافِرِينَ آگے بڑھنے والے لوگ آپ کو غمزہ نہ کریں یقین مانو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۴۱، سورۃ النعام کی آیت نمبر ۳۳، سورۃ یونس کی آیت نمبر ۶۵، سورۃ حجر کی آیت نمبر ۸۸، سورۃ النحل کی آیت نمبر ۷۰ اور سورۃ یس کی آیت نمبر ۷۶۔ ان تمام آیتوں میں بھی مختلف طریقوں سے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو غمزہ نہ ہونے کی تلقین کرتے ہوئے تسلی دی گئی ہے اور کہا گیا کہ انہیں بھی ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے اور جب یہ لوگ آجائیں گے تو تب انہیں ہم بتائیں گے کہ یہ لوگ کیا کام کیا کرتے تھے؟ یعنی انکے سارے غلط کام اس دن انکے سامنے رکھ دیئے پھر انکے اعمال کی سزا انہیں اس دن دی جائے گی۔ قرآن مجید میں بار بار یہ بات کہی گئی ہے کہ ان سب کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور ہم انہیں بتادیں گے کہ یہ کیا عمل کیا کرتے تھے؟ سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۴۸ میں کہا گیا إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں ہر وہ چیز بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے تھے؟ سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۱۰۵ میں کہا گیا إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ اللہ ہی کے پاس تم سب کو جانا ہے پھر وہ تم سب کو بتلا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ اور یہ بات بھی بتلائی گئی کہ یہ لوگ کچھ بھی اللہ تعالیٰ سے چھپا نہیں پائیں گے کیونکہ اللہ کی ذات تو وہ ہے جو دلوں میں چھپے راز سے بھی واقف ہے، اس دنیا میں تو ہم انہیں کچھ مزے اڑانے کا موقع دے رہے ہیں کہ جتنا عیش کرنا ہے اسی دنیا میں کر لیں کیونکہ یہ دنیا تو ان کافروں کے لئے جنت ہے کہ یہاں انہیں سارے کاموں کی اجازت ہے کوئی پابندی ان پر نہیں کہ فلاں چیز حرام ہے اور فلاں چیز گناہ ہے وغیرہ یہ پابندیاں تو مومنوں کے لئے ہیں، یہ پابندیاں ان پر عائد ہوتی ہیں جو اسلام کے پرچم تلے آجائیں جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الْذُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ** یہ دنیا مسلمانوں کے لئے گویا قید خانہ ہے اور کافروں کے لئے جنت۔ (مسلم ۲۹۵۶) پھر جب ہمارے پاس آخرت میں آئیں گے تو ہم انہیں جہنم میں ڈال دیں گے جہاں انہیں پوری پوری سزا دی جائے گی۔

﴿درس نمبر ۱۶۵۱﴾ اللہ کی تعریفیں ختم نہیں ہوں گی ﴿قرآن ۲۵-۳-۲۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ط قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ط بَلْ
 أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝
 وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامًا وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةَ آخِرٍ مَا نَفِدَتْ
 كَلِمَاتُ اللَّهِ ط إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ مَا خَلَقَكُمْ وَلَا بَعَثَكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةً ط إِنَّ
 اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:-۔ وَلَئِنْ اور البتہ اگر سَأَلْتَهُمْ آپ پوچھیں ان سے مَن خَلَقَ کس نے پیدا کیا
 السَّمَوَاتِ آسمانوں کو وَالْأَرْضَ اور زمین کو لَيَقُولُنَّ تو وہ ضرور کہیں گے اللہ اللہ نے قُلِ کہہ دیجیے
 الْحَمْدُ سب تعریف اللہ کے لیے ہے بَلْ أَكْثَرُهُمْ بلکہ اکثر ان کے لَا يَعْلَمُونَ نہیں جانتے لِلَّهِ اللہ ہی
 کے لیے ہے مَا فِي السَّمَوَاتِ جو کچھ آسمانوں میں ہے وَالْأَرْضِ اور زمین إِنَّ اللَّهَ بے شک اللہ هُوَ الْغَنِيُّ
 وہ بہت بے پروا الْحَمِيدُ قابل تعریف ہے وَلَوْ اور اگر أَنَّ مَا بے شک جو بھی فِي الْأَرْضِ زمین میں ہیں
 مِنْ شَجَرَةٍ درخت أَقْلَامٍ قلمیں ہو جائیں وَالْبَحْرُ اور سمندر يَمُدُّهُ اس کو زیادہ کریں مِنْ بَعْدِهِ اس کے
 بعد سَبْعَةَ آخِرٍ سات سمندر مَا نَفِدَتْ نہ ختم ہوں كَلِمَاتِ اللہ کے کلمات إِنَّ اللَّهَ بے شک اللہ عَزِيزٌ
 نہایت غالب حَكِيمٌ خوب حکمت والا ہے مَا نہیں ہے خَلَقَكُمْ تمہارا پیدا کرنا وَلَا اور نہ بَعَثَكُمْ
 تمہارا دوبارہ اٹھانا إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ مگر ایک جان کی مانند إِنَّ اللَّهَ بے شک اللہ سَمِيعٌ خوب سننے والا
 بَصِيرٌ خوب دیکھنے والا ہے

ترجمہ:-۔ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو بول اٹھیں گے کہ اللہ
 نے۔ کہہ دو کہ اللہ کا شکر ہے لیکن ان میں اکثر سمجھ نہیں رکھتے ۝ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے (سب) اللہ
 ہی کا ہے بیشک اللہ بے پروا اور سزاوار حمد (و ثنا) ہے ۝ اور اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب) کے
 (سب) قلم ہوں اور سمندر (کا تمام پانی) سیاہی ہو (اور) اس کے بعد سات سمندر اور (سیاہی ہو جائیں) تو اللہ کی
 باتیں (یعنی اس کی صفاتیں) ختم نہ ہوں بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے ۝ (اللہ کو) تمہارا پیدا کرنا اور جلا اٹھانا
 ایک شخص (کے پیدا کرنے اور جلا اٹھانے) کی طرح ہے بیشک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

تشریح:-۔ اس چار آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اگر آپ ان سے یہ پوچھیں کہ وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا؟
- ۲۔ تو وہ لوگ ضرور کہیں گے کہ وہ اللہ ہے۔ ۳۔ انکے جواب پر آپ الحمد للہ کہئے۔
- ۴۔ اسکے باوجود ان میں سے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔
- ۵۔ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں۔
- ۶۔ اللہ ہی ہے جو سب سے بے نیاز ہے اور بذات خود قابل تعریف ہے۔
- ۷۔ اگر زمین میں جتنے درخت موجود ہیں وہ سب قلم بن جائیں۔
- ۸۔ یہ موجود سمندر اور اسکے علاوہ اور سات سمندر اگر سیاہی بن کر اللہ تعالیٰ کی صفات لکھیں تب بھی اللہ تعالیٰ کی تعریفیں ختم نہ ہوں۔
- ۹۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اقتدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی۔
- ۱۰۔ تم سب کو پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی ایک انسان کو پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا۔
- ۱۱۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر بات سنتا ہے، ہر چیز دیکھتا ہے۔

اے محمد ﷺ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ یہ آسمان جو تم دیکھ رہے ہو اور یہ زمیں جس پر تم چل رہے ہو یہ کس نے بنایا ہے؟ تو یہ لوگ جواب دیں گے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے، یعنی یہ کافر لوگ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ انکے معبودان باطل میں اتنی طاقت و قوت نہیں ہے کہ وہ کچھ بنا سکیں، البتہ یہ کام ایک خالق و مالک اللہ کا ہے، جب آپ ان کا یہ جواب سنیں تو الحمد للہ کہئے کہ چلو! کم سے کم ان لوگوں نے اس بات کا اقرار تو کر لیا کہ یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں، لیکن اسکے باوجود بھی ان نا سمجھ لوگوں کا کیا کریں کہ جب یہ مان رہے ہیں کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو پھر عبادت بھی تو اسی کی ہونی چاہئے؟ مگر انکا معاملہ ہی الٹا ہے، سب کچھ ماننے کے باوجود بھی غیر اللہ کی عبادت میں یہ مشرکین لگے ہوئے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جب اسی اللہ نے آسمانوں اور زمیں کو پیدا کیا ہے تو انکا مالک بھی وہی ہوگا۔ وہ صرف آسمانوں اور زمیں ہی کا مالک نہیں بلکہ جو کچھ بھی اس دونوں میں موجود ہیں وہ ان سب کا بھی مالک ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کا بھی وہی مالک ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جو آقا ہوتا ہے اسی کا حکم چلتا ہے اور اسی کا کہا جاتا ہے، مگر تم نے اے کافر! اس ضابطہ کی خلاف ورزی کی ہے، یاد رکھو! اس خلاف ورزی کا مزہ تمہیں قیامت کے دن ضرور چکھنا ہے اور رہی بات تمہارے عبادت کرنے اور نہ کرنے کی تو اس سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں، کیونکہ وہ تو تمہاری عبادت سے بے نیاز ہے، اے تمہاری عبادت کی کوئی ضرورت نہیں، وہ تو بذات خود ہی تعریف کے لائق ہے، لہذا تم تعریف کرو یا نہ کرو اسکی شان میں ذرہ

برابر بھی فرق آنے والا نہیں ہے، کیونکہ دنیا میں جتنے بھی درخت ہیں اگر سارے درختوں کو قلم بنا دیا جائے اور سارے سمندروں کو اور اسکے علاوہ دیگر ان جیسے ہی سات سمندروں کو سیاہی بنا کر ان قلموں اور اس سیاہی سے اللہ کی تعریفیں لکھنے بیٹھو تو ساری سیاہی ختم ہو جائیگی اور سارے قلم ختم ہو جائیں گے مگر اسکے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف مکمل نہیں ہوگی، مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت یہودیوں سے بحث و مباحثہ کے وقت نازل ہوئی۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص، ۱۵۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہود کے علماء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا سے تمہاری مراد ہم لوگ ہیں یا تمہاری قوم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگ ہیں، پھر انہوں نے کہا کہ آپ اس کتاب میں نہیں پڑھتے جو آپ کے پاس بھیجی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم یہودیوں کو تورات دی جس میں ہر چیز کی وضاحت موجود ہے؟ اس پر آپ ﷺ نے جواب دیا کہ وہ اللہ کے علم کا بہت تھوڑا سا حصہ ہے جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (الدر السعور۔ ج، ۶۔ ص، ۵۲) الغرض اللہ تعالیٰ ایسی اونچی شان والا ہے کہ تمہارے تعریف کرنے اور نہ کرنے سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا ہاں! البتہ فرق تمہیں پڑیگا اور سزا بھی تمہیں ہی ملے گی، وہ اللہ تعالیٰ ایسا غالبہ والا اور طاقتور ہے کہ کوئی اسے عاجز نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی اسے ہرا سکتا ہے، اور ایسی حکمت والا ہے کہ اسکے علم سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے اور کوئی چیز اسکی حکمت سے باہر نہیں۔

ان کفار کا جواب دیا جا رہا ہے جو یہ کہا کرتے ہیں کہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ دیکھو! تم سب کو پیدا کرنا اسکے بعد موت دے کر دوبارہ پھر سے زندہ کرنا ہمارے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی ایک آدمی کو پیدا کرنا اور اسے دوبارہ زندہ کرنا، یعنی ہمیں اس کام کے انجام دینے میں کوئی مشقت نہیں ہے بلکہ یہ تو ہمارے لئے بہت ہی آسان کام ہے، اللہ تعالیٰ ان مشرکین کی باتوں کو سن رہا ہے جو اللہ کے بارے میں جھوٹی باتیں کہہ رہے ہیں یعنی اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو شریک کر رہے ہیں، اور انکے اعمال بد کو بھی اللہ تعالیٰ اچھی طرح دیکھ رہے ہیں جن کی وہ انہیں کل قیامت کے دن سزا دے گا۔

﴿درس نمبر ۱۶۵۲﴾ اللہ ہی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ﴿لقمان ۲۹-۳۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُوسِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوسِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلًّا يَجْرِئُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ ذَلِكِ بَيِّنَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي يَدَيْهِ مِنَ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي

الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظَّلِيلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۝ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَلَمْ تَرَ كَيْفَا اَپ نے نہیں دیکھا اَنّ اللہ کہ بے شک اللہ یُوحیٰ داخل کرتا ہے اَلَّیْلِ فِی التَّهَارِ رات کو دن میں و یُوحیٰ اور وہی داخل کرتا ہے التَّهَارِ فِی اَلَّیْلِ دن کو رات میں و سَخَّرَ اور اسی نے کام میں لگا دیا الشَّمْس سورج کو وَالْقَمَرَ اور چاند کو کُلُّ یَجْرِیٰ ہر ایک چل رہا ہے اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّیٰ ایک مقرر وقت تک وَاَنَّ اللہ اور بے شک اللہ ہمنا ساتھ اس کے جو تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو خَبِیْرٌ خوب خبر دار ہے ذَلِکَ بِاَنَّ اللہ یہ سبب اس کے کہ بے شک اللہ هُوَ الْحَقُّ وہی حق ہے وَاَنَّ اور بے شک مَا یَدْعُوْنَ جن کو وہ پکارتے ہیں مِنْ کُذُوْبِهِ اس کے سوا الْبَاطِلُ باہل ہیں وَاَنَّ اللہ اور بلاشبہ اللہ هُوَ الْعَلِیُّ وہی خوب لند الْکَبِیْرُ بہت بڑا ہے اَلَمْ تَرَ کَیَا اَپ نے نہیں دیکھا اَنّ الْفُلُکَ بے شک کشتی تَجْرِیٰ فِی الْبَحْرِ سمندر میں چلتی ہے بِنِعْمَتِ اللہ اللہ کے فضل کے ساتھ لِيُرِيَكُمْ تاکہ وہ تمہیں دکھائے مِنْ آيَاتِهِ اپنی کچھ نشانیاں اِنّ فِی ذَلِکَ بے شک اس میں لَآیَاتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ واسطے ہر بڑے صابر شاکر کے وَاِذَا اور جب غَشِيَهُمْ انہیں ڈھانپ لیتی ہے مَوْجٌ کوئی موج کَالظَّلِيلِ سایوں کی مانند دَعَوُا اللہ وہ پکارتے ہیں اللہ کو مُخْلِصِينَ خالص کرتے ہوئے لَهُ اس کے لیے الدِّینَ دین کو فَلَمَّا پھر جب نَجَّاهُمْ وہ ان کو نجات دے دیتا ہے اِلٰی الْبَرِّ خشکی کی طرف فَمِنْهُمْ تو کوئی ہی ان میں سے مُّقْتَصِدٌ عہد پر قائم رہنے والا ہوتا ہے وَمَا یَجْحَدُ اور انکار نہیں کرتا بِآيَاتِنَا ہماری آیتوں کا اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ مگر ہر عہد توڑنے والا کَفُورٍ ناشکر

ترجمہ:- یا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور (وہی) دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو (تمہارے) زیر فرماں کر رکھا ہے ہر ایک، ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے اور یہ کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبر دار ہے ۝ یہ اس لئے کہ اللہ کی ذات برحق ہے اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ لغو ہیں اور یہ کہ اللہ ہی عالی رتبہ اور گرامی قدر ہے ۝ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کی مہربانی سے کشتیاں دریا میں چلتی ہیں تاکہ وہ تم کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائے بیشک اس میں ہر صبر کرنے والے (اور) شکر کرنے والے کیلئے نشانیاں ہیں ۝ اور جب ان پر لہریں سایوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو اللہ کو پکارتے (اور) خالص اس کی عبادت کرنے لگتے ہیں پھر جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو بعض ہی انصاف پر قائم رہتے ہیں اور ہماری نشانیوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو عہد شکن اور ناشکرے ہیں۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرویتا ہے۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک کسی متعین میعاد تک رواں دواں ہیں۔
- ۳۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔
- ۴۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہی سچا ہے۔
- ۵۔ اس کے سوا جن معبودوں کو یہ مشرکین پکارتے ہیں بے بنیاد ہیں۔
- ۶۔ اللہ ہی وہ ہے جسکی شان اونچی ہے اور ذات بڑی ہے۔
- ۷۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کشتیاں سمندر میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے چلتی ہیں۔
- ۸۔ تاکہ اللہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے۔
- ۹۔ یقیناً اس میں ہر اس شخص کے لئے نشانیاں ہیں جو صبر کا پکا اور اعلیٰ درجہ کا شکر گزار ہو۔
- ۱۰۔ جب موجیں سایوں کی طرح ان پر چڑھ آتی ہیں۔
- ۱۱۔ تب یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو اس طرح پکارتے ہیں کہ اس وقت انکا اعتقاد خالص اسی پر ہوتا ہے۔
- ۱۲۔ پھر جب وہ انکو سچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو ان میں سے کچھ راہ راست پر ہوتے ہیں۔
- ۱۳۔ اللہ کی آیتوں کا انکار وہی شخص کرتا ہے جو پکا بد عہد اور پہلے درجہ کا ناشکر اہو۔

اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اس طرح رات ختم ہو کر دن شروع ہو جاتا ہے، اور پھر دن کو رات میں داخل کرتا ہے اس طرح دن ختم ہو کر رات شروع ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انکی حد مقرر کر رکھی ہے کہ کوئی اس حد کو پار نہیں کر سکتا اور اپنے اپنے وقت پر دن اور رات آتے جاتے ہیں، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اَللّٰهُ تَرَىٰ اَنَّ اللّٰهَ يُوسِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ رات کی کمی وہ دن کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے، یعنی جب دن اپنی پوری شدت پر ہوتا ہے تو رات اسکے سامنے ماند پڑھ جاتی ہے اور دن کی وجہ سے ظاہر نہیں ہو پاتی، اسی طرح وَيُوسِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ دن کی کمی رات کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے یعنی رات جب اپنی شدت پر ہوتی ہے تو دن اسکے سامنے ماند پڑھ جاتا ہے جسکی وجہ سے رات ظاہر ہو جاتی ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۱۵۴) دن اور رات کے اس نظام کا تذکرہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۲۷ میں ہے: **تُوسِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوسِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ** تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں لے جاتا ہے۔ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۶۱ میں کہا گیا **اِنَّ اللّٰهَ يُوسِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوسِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ** یہ اس لئے کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اس کے علاوہ سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۱۳، سورۃ

حدید کی آیت نمبر ۶ میں بھی یہ بات بتلائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ بندوں سے فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سارے اعمال کی خبر ہے کہ تم کیا کرتے ہو کیا نہیں؟ کس گناہ میں تم مبتلا ہو یا کس بھلائی میں؟ تمہارے ہر کام سے وہ واقف ہے، تم اسے غافل نہ سمجھو وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور ان اعمال کی جزا و سزا بھی تمہیں ملے گی، امام طبری علیہ الرحمہ نے کہا کہ یہاں خطاب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا ہے مگر اس سے مراد مشرکین ہیں اس لئے کہ وہ چاند و سورج کی بھی پوجا کرتے تھے، اسی لئے انہیں بتلایا گیا کہ تم جس چیز کی عبادت کرتے ہو وہ خود ہی اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتے ہیں اور اگلی آیت ذَلِكْ يَاقْنَ اللّٰهُ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ بھی اس بات کی جانب اشارہ کر رہی ہے کہ اس سے مراد مشرکین ہیں۔ اس کا مقصد انہیں یہ بتلانا ہے کہ اللہ ہی برحق و سچا ہے اس کے علاوہ جن معبودوں کی یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں وہ سب جھوٹے اور باطل ہیں کیونکہ تم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تم جسے اپنا معبود سمجھ رہے ہو یعنی چاند و سورج یہ سب ہی اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتے ہیں، ان میں اتنی ہمت نہیں کہ اللہ کی مقررہ حد کو کبھی پار کر سکیں، ان حقیقتوں سے تو اندازہ لگانا چاہئے کہ یقیناً انکو چلانے والا ہی سچا ہے نہ کہ وہ جو اسکے حکم پر چل رہے ہیں، بے شک وہ اللہ تو بڑی شان والا ہے کہ ساری مخلوق اسکے حکم کے تابع ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر سے وہی شان قدرت بیان کر رہے ہیں جو سورہ روم کی آیت نمبر ۶ میں اور قرآن مجید کی دیگر آیات میں بھی بیان کی گئی ہیں کہ کیا ان مشرکوں نے اس کشتی کو نہیں دیکھا جو سمندر میں اللہ کی رحمت کی وجہ سے چلتی ہے یعنی ایک لکڑی سے بنی چیز اس سمندر پر چل رہی ہے کہ جس سمندر پر تم نہیں چل سکتے اور وہ کشتی اپنا راستہ طے کر رہی ہے، تو کیا تم یہ دیکھ کر بھی اللہ کی قدرت کا پتا نہیں لگا سکتے جبکہ اللہ کا مقصد ہی یہی ہے کہ تم اس پر غور کرو کہ کیسے یہ کشتی اس قدر بوجھ اٹھائے سمندر کی سطح پر چل رہی ہے؟ مگر اسے دیکھ کر بھی تم اللہ کی قدرت کے قائل نہیں ہوئے اور ہوتے بھی کیسے کیونکہ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی وہی شخص سمجھتا ہے جو صبر کرنے والا ہو کہ اگر کوئی مصیبت اللہ کی طرف سے اس پر آ جائے تو وہ اس پر اللہ کا فیصلہ جان کر صبر کرتا ہے اور اگر اسے کوئی نعمت حاصل ہو جائے تو اللہ کا احسان سمجھ کر اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، تم تو اے اہل کفر نہ ہی صبر کرنے والے ہو اور نہ ہی اسکا شکر کرنے والے ہو، تمہارا تو حال اے مشرکوں! ایسا ہے کہ جب یہ کشتی لہروں کی زد میں آ کر ڈوبنے کے قریب ہوتی ہے تب تو تم بڑے اخلاص اور عاجزی کے ساتھ اللہ کو پکارتے ہو اور اس سے دعاء و مناجات کرتے ہو کہ اے اللہ! ہمیں اس طوفان سے نجات عطا فرما اور پھر جب وہ تمہارے حال پر ترس کھا کر تمہیں اس طوفان سے بچا لیتا ہے اور تمہیں سمندر سے نکال کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو پھر تم وہی شرک والی حرکتیں کرنے لگتے ہو، مومن کا حال تو یہ ہے کہ وہ اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے فَرِحْنَاهُمْ مَّقْتَصِدًا حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہاں مَّقْتَصِدًا سے مراد وہ کافر ہیں جو میاں نہ روہوں۔ (تفسیر طبری، ج ۲۰، ص ۱۲۷) اور اللہ کی نشانیوں کا انکار تو وہی کرتا ہے جو بد عہد اور ناشکر ہوتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۵۳﴾ قیامت کے دن نہ باپ بیٹے کے اور نہ بیٹا باپ کے کام آئے گا ﴿لقمان ۳۳-۳۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَاحْشُوا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَارٍ عَنِ
وَالِدِهِ شَيْئًا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۝

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ
مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- يَا أَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اتَّقُوا اتقوی اختیار کرو رَبَّكُمْ اپنے رب کا وَاحْشُوا اور تم ڈرو
يَوْمًا اس دن سے لَا يَجْزِي کام نہیں آئے گا وَالِدٌ کوئی باپ عَنْ وَلَدِهِ اپنے بیٹے کے وَلَا مَوْلُودٌ اور نہ
ہی کوئی بیٹا هُوَ جَارٍ کام آنے والا ہوگا عَنْ وَالِدِهِ اپنے باپ کے شَيْئًا کچھ بھی إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ بے شک اللہ
کا وعدہ حَقٌّ سچا ہے فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ چنانچہ دھوکے میں نہ ڈال دے تمہیں الْحَيَاةُ الدُّنْيَا زندگی دنیا وَلَا
يَغُرَّنَّكُمُ اور دھوکہ میں نہ ڈالے تمہیں بِاللَّهِ اللہ کی بابت الْغُرُورُ بہت بڑا دغا باز إِنَّ اللَّهَ بے شک اللہ عِنْدَهُ
اسی کے پاس ہے عِلْمُ السَّاعَةِ قیامت کا علم وَيُنزِلُ اور وہی نازل کرتا ہے الْغَيْثَ بارش وَيَعْلَمُ اور
وہی جانتا ہے مَا فِي الْأَرْحَامِ جو کچھ رحموں میں ہے وَمَا تَدْرِي اور نہیں جانتا نَفْسٌ کوئی نفس مَّاذَا
تَكْسِبُ غَدًا کہ کیا وہ کرے گا کُلِّ وَمَا تَدْرِي اور نہیں جانتا نَفْسٌ کوئی نفس بِأَيِّ أَرْضٍ کہ کس زمیں میں
تَمُوتُ وہ مرے گا إِنَّ اللَّهَ بے شک اللہ عَلِيمٌ خوب جاننے والا خَبِيرٌ خوب خبردار ہے

ترجمہ:- وگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو کہ نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے اور نہ بیٹا
اپنے باپ کے کچھ کام آسکے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پس دنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ فریب
دینے والا (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں کسی طرح کافریب دے ۝ اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی مینہ
برساتا ہے اور وہی (حاملہ) کے پیٹ کی چیزوں کو جانتا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کو کیا کام کرے گا اور
کوئی تنفس نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اُسے موت آئے گی بیشک اللہ ہی جاننے والا (اور) خبردار ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے لوگو! اپنے رب کی ناراضگی سے ڈرو۔

۲۔ اس دن سے ڈرو جب کوئی باپ اپنے بیٹے کے کام نہیں آئے گا۔

۳۔ نہ کسی بیٹے کی یہ مجال ہوگی کہ وہ اپنے باپ کے کچھ کام آئے۔

۴۔ یقین جانو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

۵۔ ایسا ہرگز نہیں ہونے پائے کہ یہ دنیوی زندگی تمہیں دھوکہ میں ڈال دے۔

۶۔ ایسا ہرگز نہیں ہونے پائے کہ یہ شیطان تمہیں دھوکہ میں ڈال دے جو کہ سب سے بڑا دھوکہ باز ہے۔

۷۔ یقیناً قیامت کی گھڑی کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

۸۔ وہی ہے جو بارش برساتا ہے۔ ۹۔ اسی کو پتہ ہے کہ ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے؟

۱۰۔ کسی جاندار کو یہ پتا نہیں کہ وہ کل کیا کمائے گا؟

۱۱۔ کسی جاندار کو یہ بھی پتہ نہیں کہ اسکی موت کس زمیں پر ہوگی؟

۱۲۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

۱۳۔ ہر بات سے اللہ تعالیٰ پوری طرح باخبر ہے۔

قدرت کی ان نشانیوں کو بیاں کرنے کے بعد یہ بات کہی جا رہی ہے کہ اے لوگو! اپنے رب کی نافرمانی

کرنے سے ڈرو کیونکہ اگر اسکی نافرمانی کرو گے تو قیامت کے دن اسکی سزا بھگتنی پڑے گی اور اس قیامت کے دن سے

بھی ڈرو کہ اس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا حتیٰ کہ نہ باپ بیٹے کے اور نہ بیٹا باپ کے جیسا کہ قرآن کریم کی

دوسری آیتوں میں بھی یہ بات بیاں کی گئی **يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبْنَيْهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ**

(العنكبوت ۳۶) جس دن انسان اپنے بھائی سے بھاگے گا اور اپنے ماں باپ سے بھاگے گا اور اپنی بیوی اور اولاد سے

بھاگے گا، لہذا ابھی سے اس دن کی تیاری کرو، اور اپنے آپکو اس عذاب سے بچانے کی فکر کرو، کیونکہ اللہ نے وعدہ کیا

ہے کہ یہ دن آئے گا تو یقیناً آئے گا اس میں کوئی شک نہیں ہے، تو تم اس دنیا کی زندگی میں لگن رہ کر اس دن کو بھول

نہ جانا۔ یہ وہ دن ہوگا جس دن انسان یوں کہے گا: **يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفْزُ (القیامہ ۱۰)** اس دن

انسان کہے گا کہ آج بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟ قیامت کا دن وہ دن ہوگا جس دن سچوں کو ان کی سچائی نفع دے گی

قَالَ اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ (المائدہ ۱۱۹) اللہ ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ

سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا۔ قیامت کے دن نہ اس کا مال کچھ کام آئے گا اور نہ ہی اس کی اولاد اس کے

کام آئے گی **يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ (الشعراء ۸۸)** جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ اور یہ

دنیوی زندگی تمہیں اس دن سے غافل نہ کر دے اور تمہیں دھوکہ میں نہ رکھے کہ یہی دنیا ہے اس کے بعد دوبارہ ہمیں زندہ

نہیں کیا جائے گا یہ ایک دھوکہ ہے بس سو تم اس دھوکے سے بچے رہو اور یہ دھوکہ تمہیں تمہاری دنیوی عیش و عشرت

بھی دیتی ہے اور شیطان بھی تمہیں اس دن کے بھلانے میں لگا ہوا ہے، تو اس شیطان کے فتنے سے بچی بچے رہو۔ دنیا

کی زندگی تو دھوکہ کا سامان ہے: **وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ (آل عمران ۱۸۵)** اور دنیا کی زندگی تو

دھوکہ کی جنس ہے۔ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۵۱ میں ہے **وَعَزَّزْتَهُمُ الْحَيٰوةَ لِنَبِيٍّ اٰتٰىنَا اور جن کو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔ اب یہ دن جسے قیامت کہا جاتا ہے کب آئے گا اسکا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے۔ بس اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن سے آگاہ کر دیا ہے تو ہمیں بھی اس دن کی تیاری میں لگے رہنا چاہئے۔** حدیث جبرئیل میں یہ بھی درج ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھے یہ بتائیے کہ قیامت کب آئے گی؟ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بھی اس بارے میں کچھ نہیں پتا جیسے تمہیں پتہ نہیں۔ (بخاری ۵۰) جب قیامت کے آنے کا علم خود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام کو بھی نہیں ہے تو بلاوجہ انسانوں کو ان چیزوں کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے، اور اسی طرح بارش کب ہوگی؟ یہ بھی اللہ کے علم ہی میں ہے کوئی دوسرا اس سے واقف نہیں، اسی طرح ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ نیک بخت ہے یا بد بخت؟ یہ بھی سوائے رب ذوالجلال کے کوئی نہیں جانتا اور یہ بات بھی کہ اسکے ساتھ کل کیا ہونے والا ہے اور اسے کل کتنی کمائی ہوگی؟ اور نہ یہ کوئی بتا سکتا ہے کہ وہ کہاں مرے گا؟ ان تمام چیزوں کا علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے نہ کوئی نبی ان چیزوں سے واقف ہے اور نہ ہی کوئی فرشتہ، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک دیہاتی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میری بیوی حاملہ ہے تو مجھے بتائیے کہ اسے کیا ہوگا؟ پھر اس نے کہا کہ ہمارے شہر خشک ہو رہے ہیں مجھے بتائیے کہ پانی کب برے گا؟ اور کہا کہ مجھے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ میں کب پیدا ہوا اب مجھے یہ بتائیے کہ میں کب مروں گا؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَآ عَلِمُ السَّاعَةَ**۔ الخ۔ (الدر المنثور: ج ۶، ص ۵۳۰) اور حدیث مبارکہ میں روایت مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں ایسی ہیں جو اللہ کے غیب کی کنجیاں ہیں یعنی اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر آپ ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی **اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَآ عَلِمُ السَّاعَةَ**۔ الخ۔ (بخاری ۴۶۲) بے شک اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کو جاننے والے اور ہر چیز سے باخبر ہیں، جیسا کہ پچھلی آیتوں میں گزرا: **اِنَّ تِلْكَ مِنْ مِّقَالِ حَبَابَةٍ** **مِنْ حَرِّ كُلِّ فِتْكُنٍ فِي صَفْرَةٍ اَوْ فِي السَّمُوتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يٰۤاَيُّهَا اللّٰهُ اللّٰهُ تَعَالٰى** سے کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں ہے وہ ظاہر و باطن سب سے باخبر ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے ظاہر کو بھی سنواریں اور باطن کو بھی گندے خیالات سے پاک رکھیں، اللہ ہمیں توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

سُورَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۳ رکوع اور ۳۰ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۵۴﴾ یہ تو وہ حق ہے جو تمہارے پیغمبر کی طرف سے آیا ہے ﴿اسجدہ ۱-۲-۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اَلَمْ تَنْزِلِ الْكِتٰبَ لَا رَيْبَ فِیْهِ مِنْ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَمْ یَقُوْلُوْنَ اَفْتَرَاۗءَۤ اَبْلَ هُوَ
 الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنزِلَ قَوْمًا مَّا اَنْهَمُ مِنْ نَّذِیْرٍ ۝ مِنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَلَمْ تَنْزِلِ الْكِتٰبَ کتاب کا اتارنا لَا رَيْبَ کوئی شک نہیں فِیْهِ اس میں مِنْ
 رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رب العالمین کی طرف سے ہے اَمْ یَقُوْلُوْنَ کیا وہ کہتے ہیں اَفْتَرَاۗءَ اس نے خود اے گھڑ لیا ہے
 اَبْلَ هُوَ الْحَقُّ بلکہ وہ حق ہے مِنْ رَبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے لِتُنزِلَ تاکہ آپ ڈرائیں قَوْمًا ان لوگوں
 كَوْمًا اَنْهَمُ نہیں آیا ان کے پاس مِنْ نَّذِیْرٍ کوئی ڈرانے والا مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے لَعَلَّهُمْ شاید کہ وہ
 یَهْتَدُوْنَ راہ پائیں

ترجمہ:- اَلَمْ تَنْزِلَ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کتاب کا نازل کیا جانا تمام جہاں کے رب کی طرف سے
 ہے ۝ کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو از خود بنا لیا ہے؟ (نہیں) بلکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے برحق
 ہے تاکہ تم ان لوگوں کو ہدایت کرو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں آیا تاکہ یہ راستے پر چلیں۔

سورہ کی فضیلت:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں
 اَلَمْ تَنْزِلَ یعنی (سورۃ السجدہ) اور هَلْ اَتٰی عَلٰی الْاِنْسَانِ یعنی (سورۃ الدھر) پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری ۸۹۱:۱)
 تشریح:- ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱- اَلَمْ تَنْزِلَ۔ دونوں جہانوں کے مالک کی جانب سے ایک ایسی کتاب اتاری جا رہی ہے جس میں کوئی شک کی بات نہیں۔
- ۲- کیا لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ پیغمبر نے اسے خود گھڑ لیا (بنالیا) ہے؟
- ۳- نہیں! ہرگز نہیں! اے پیغمبر! یہ تو وہ حق ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے آیا ہے۔
- ۴- تاکہ اس کے ذریعہ آپ ان لوگوں کو خبردار کریں جنکے پاس اس سے پہلے کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا
- ۵- تاکہ وہ صحیح راستے پر آجائیں۔

اس سورت کی ابتداء انہیں حروف مقطعات الف لام میم سے کی گئی ہے، جن حروف سے پچھلی سورتوں کی ابتداء ہوتی

تا کہ کفار و مشرکین کو اس بات کا پتہ چلے کہ یہ قرآن کریم کسی انسان کا نہیں بلکہ رب ذوالجلال کا کلام ہے چنانچہ اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ دونوں جہانوں کے رب کی جانب سے ایک ایسی کتاب اتاری جا رہی ہے جس کے اللہ رب العزت کی طرف سے نازل ہونے میں کوئی شک و شبہ ہی نہیں ہے، مگر پھر بھی اے کفار! تم یہ کہتے ہو کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کا نہیں ہے بلکہ تم کہتے ہو کہ اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ لیا ہے، جبکہ تم سب اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ محمد جو تمہارے درمیان میں ہیں وہ نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ ہی پڑھنا جانتے ہیں تو پھر کیسے وہ اس فصیح و بلیغ کتاب کو اپنی طرف سے لکھ سکتے ہیں؟ جبکہ تم میں کا ماہر سے ماہر شخص بھی اس کلام کی ایک سورت بھی نہیں پیش کر سکا بلکہ ایک آیت بھی نہیں پیش کر سکا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ ہود کی آیت نمبر ۱۳ میں انہیں یہ چیلنج کیا ہے جبکہ انہوں نے ہی کہا تھا کہ اس کلام کو محمد ﷺ نے گھڑ لیا ہے۔ پہلے یہ چیلنج کیا گیا کہ اس جیسی کتاب تم لے کر آؤ فَلَیْئَا تُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْكِتٰبِ اسکے بعد یہ چیلنج کیا گیا کہ قرآن مجید جیسی دس سورتیں لے آئیں قُلْ فَاَنْتُوْا بِعَشْرِ سُوْرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَوٰیۡنٍ (ہود ۱۳) کہہ دیجیے کہ پھر تم بھی اسی کے مثل دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ۔ اس کے بعد یہ چیلنج کیا گیا وَاِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْۡبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ (البقرہ ۲۳) اور اگر تم اس بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو تم اس جیسی ایک سورت لے کر آؤ۔ جب یہ مشرکین نہ ایسی کتاب لاسکے اور نہ ایسی دس سورتیں لاسکے اور نہ ہی کوئی ایک سورت اس جیسی لاسکے تو آخری چیلنج یہ کیا گیا کہ فَلَیْئَا تُوْا بِحَدِیۡثٍ مِّثْلِهٖ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیۡنَ (الطور ۳۲) اچھا اگر یہ سچے ہیں تو اس قرآن جیسی ایک ہی بات تو لے آئیں۔

ان کے درمیان ایسے ایسے ماہر لوگ تھے کہ جنکا کلام سنکر لوگ حیرت میں پڑ جاتے تھے مگر کوئی اس قرآن جیسا کلام پیش نہ کر سکا، تو پھر یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ امی ہیں وہ کیسے اس کلام کو بنا سکتے ہیں؟ تو پھر تم یہ بات مان لو کہ یہ کلام تو سچا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی جانب سے ان پر اتارا گیا ہے تاکہ وہ اس کلام میں موجود وہ وعیدیں تمہارے سامنے بیان کریں جو کہ اللہ کو معبود نہ ماننے پر اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھی ہیں اور تمہیں ان وعیدوں سے ڈرائیں، سمجھائیں اور دوزخ کی ہولناکی کا تمہیں خوف دلائیں تاکہ تم اس سے ڈر کر اللہ کی عبادت کرنے لگ جاؤ اور چونکہ اے قریش! تم ایک ایسی قوم ہو کہ جس کے پاس اب تک کوئی نبی اللہ تعالیٰ نے نہیں بھیجا کہ وہ تمہیں ہدایت کی راہ دکھائے اس لئے اب تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ نے اس نبی امی کو یہ کلام دیکر بھیجا ہے تاکہ کل قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس تو کوئی راہ دکھانے والا ہی نہیں آیا تھا تو پھر آپ ہمیں کیوں سزا دے رہے ہیں؟ اس بات کا موقع ہی نہ رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اس نبی کو بھیجا ہے تو اب تمہارا کام ہے کہ تم انکا کہنا مانو اور ہدایت کے راستے کو اپنالو شاید ہو سکتا ہے کہ تم ہدایت بھی پا لو۔ اس آیت میں جس قوم کا ذکر ہو رہا ہے اس قوم سے مراد قریش ہیں جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قوم سے مراد قریش ہیں کیونکہ یہ ایسی امی قوم ہے کہ جن کے پاس کوئی ڈرانے والا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نہیں آیا تھا۔ (تفسیر منیر، ج ۲۱، ص ۱۸۷)

﴿درس نمبر ۱۶۵﴾ اللہ تعالیٰ آسمان سے لے کر زمین تک ہر چیز کا انتظام کرتا ہے ﴿سجدہ ۴-۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ ۗ مَا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ۗ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۝ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ۝
لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اللہ اللہ تعالیٰ اللہ ہے جس نے خَلَقَ السَّمَوَاتِ پیدا کیا آسمانوں کو وَالْأَرْضَ اور زمین کو وَمَا اور ہر چیز کو جو بَيْنَهُمَا ان دونوں کے درمیان ہے فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ چھ دنوں میں ثُمَّ اسْتَوَى پھر وہ مستوی ہو گیا عَلَى الْعَرْشِ عرش پر مَا لَكُمْ نہیں ہے تمہارے لیے مِنْ دُونِهِ اس کے سوا مِنْ وَلِيٍّ کوئی دوست وَلَا اور نہ شَفِيعٍ کوئی سفارشی أَفَلَا کیا پھر نہیں تَتَذَكَّرُونَ تم نصیحت حاصل کرتے يُدَبِّرُ وہ تدبیر کرتا ہے الْأَمْرَ معاملے کی مِنَ السَّمَاءِ آسمان سے إِلَى الْأَرْضِ زمین تک ثُمَّ يَعْرُجُ پھر وہ چڑھتا ہے إِلَيْهِ اس کی طرف فِي يَوْمٍ كَانَ دن میں ہے مِقْدَارُهُ اس کی مقدار أَلْفَ سَنَةٍ ایک ہزار سال مِمَّا اس سے جو تَعُدُّونَ تم شمار کرتے ہو

ترجمہ:- اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں میں ہیں سب کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا اس کے سوا تمہارا نہ کوئی دوست ہے اور نہ سفارش کرنے والا کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے؟
○ وہی آسمان سے زمین تک (کے) ہر کام کا انتظام کرتا ہے پھر وہ ایک روز جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ہزار برس ہوگی اس کی طرف صعود (اور رجوع) کرے گا۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

- ۱۔ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور اس میں موجود ساری چیزوں کو چھ دن میں پیدا کیا۔
- ۲۔ پھر وہ اللہ عرش پر مستوی ہوا ۳۔ اسکے سوا تمہارا کوئی رکھوالا ہے اور نہ کوئی سفارشی۔
- ۴۔ کیا پھر بھی تم کسی نصیحت پر دھیان نہیں دیتے؟
- ۵۔ وہ آسمان سے لیکر زمین تک ہر چیز کا انتظام خود کرتا ہے۔

۶۔ پھر وہ کام ایک ایسے دن میں اسکے پاس پہنچ جاتا ہے جسکی مقدار گنتی کے حساب سے ایک ہزار سال ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خالق و مالک ہونے کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے ان آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ بھی ان دونوں کے درمیان میں ہے چاہے وہ چاند ہو یا سورج، دن ہو یا رات، بادل ہو یا ہوا، دھوپ ہو یا چھاؤں، درخت ہو یا

پہاڑ، پانی ہو یا خشکی، انسان ہو یا جانور جو کچھ بھی ہیں سب کچھ اللہ ہی نے پیدا کئے ہیں اور وہ بھی صرف چھ دن میں حالانکہ اللہ چاہتا تو بس پلک جھپکنے کی دیر میں سب کچھ بنا دیتا وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاَحَدَةٌ كَلِمَةٍ بِالْبَصْرِ (البقرہ ۵۰): کہ ہمارا حکم تو بس ایک ہی مرتبہ آنکھ جھپکنے کی دیر میں پورا ہو جاتا ہے، مگر اس نے ایسا نہیں کیا تا کہ وہ انسانوں کو بتائے کہ ہر کام ترتیب سے کیا جانا چاہئے اور یہاں جن چھ دنوں کا تذکرہ ہے اس سے یہ دنیا کے چھ دن مراد نہیں ہیں بلکہ آخرت کے چھ دن مراد ہیں جو کہ دنیا کے حساب سے ہزار سال کا ایک دن ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان چھ دنوں کا ایک دن جس میں اللہ تعالیٰ نے ان سات پیچڑوں کو پیدا کیا دنیا کے ہزار سال کے برابر کا ہوتا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۳، ص، ۸۶)

جب اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے فارغ ہو گئے تو پھر وہ اپنے عرش پر مستوی ہو گئے، مستوی کے اصل معنی تو بیٹھنے اور سیدھا ہونے کے آتے ہیں مگر ہم یہاں وہ معنی مراد نہیں لے سکتے کیونکہ جو کوئی بھی بیٹھتا ہے یا سیدھا ہوتا ہے تو اسکی ایک حد ہوتی ہے اور ہم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی سکتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی ذات ان سب چیزوں سے پاک ہے لَا تَدْرِيْهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (الانعام ۱۰۳) رب ذوالجلال کی شان یہ ہے کہ کوئی آنکھ اسے پا نہیں سکتی بلکہ وہ سب کو پالیتا ہے۔ لہذا ہمیں ان تمام باتوں میں نہیں پڑنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کیسے مستوی ہوا؟ وغیرہ۔ ہمیں اس بات کا یقین رکھنا چاہئے ہے کہ وہ جیسے بھی مستوی ہوا وہ اسکی شان کے لائق ہے ہمیں اسکے مستوی ہونے کی کیفیت کا علم نہیں۔ یہاں ایک سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پہلے پیدا کی یا آسمان؟ اس آیت سے ترتیب کا علم ہوتا ہے هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ فِى الْاَرْضِ جَعِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمٰوٰتِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ط وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (البقرہ ۲۹) وہ اللہ جس نے تمہارے لئے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر آسمان کی طرف قصد کیا اور ان کو ٹھیک ٹھاک سات آسمان بنا یا اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ زمین اور اس سے متعلقہ ساری چیزوں کی پیدائش کا پہلے ہونا اور اس کے بعد ساتوں آسمانوں کا پیدا کیا جانا اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کا ذکر دیگر آیات میں بھی ہے۔ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۵۳ میں ہے ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ اِسى طرح سورۃ یونس کی آیت نمبر ۳، سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۲ اور سورۃ طہ کی آیت نمبر ۵ میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین سے فرما رہے ہیں کہ دیکھو ابھی اللہ تعالیٰ ہے جسکی ملکیت ہر جگہ قائم ہے اور جب تم اس دنیا کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں آو گے تو کوئی تمہاری سفارش کر کے تمہیں اسکے عذاب سے بچانے والا نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی ایسا ہوگا جو تمہاری حمایت کر سکے، شاید کہ تم لوگ اس بات کو سمجھ کر کچھ نصیحت حاصل کرو اور بت پرستی چھوڑ کر اس ایک اللہ کی عبادت کرنے لگو، جو آسمانوں سے لے کر زمین تک سارے کاموں کا انتظام کرتا ہے، اسی

کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے اسکے حکم کے بغیر کائنات کی کوئی چیز بل نہیں سکتی۔ اس آیت کے بارے میں مفسرین کی مختلف رائے ہیں کہ بعض نے کہا کہ اس سے یہ مراد ہے کہ آسمان سے جو فیصلے ہوتے ہیں وہ زمین پر جاتے ہیں اور پھر زمین سے آسمان تک اسی ایک ہی دن میں جاتے ہیں جسکی مقدار ہزار سال کے برابر ہے اس لئے کہ آسمان اور زمین کے درمیان جو مسافت ہے وہ پانچ سو سال کے برابر ہے تو آسمان سے نیچے آنے کا حساب پانچ سو سال اور نیچے سے اوپر جانے کا حساب پانچ سو سال اس طرح ہزار سال کی مقدار ہوتی، جیسا کہ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۱۶۸) اور بعض نے کہا اللہ تعالیٰ قضا و قدر کے فیصلے آسمانوں پر فرماتے ہیں، پھر جب اس دنیا میں جو عمل کرتا ہے اسکا ثمرہ اعمال لیکر ملائکہ اوپر جاتے ہیں اسی کو **يَعْرُجُ اِلَيْهِ** کہا گیا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۳، ص، ۸۷) اور جیسا کہ سورۃ معارج کی آیت ۴ میں بھی اسکا تذکرہ ہے کہ ملائکہ اور روح القدس اللہ تعالیٰ کے پاس کوچ کر جاتے ہیں ایک ایسے دن میں کہ جسکی مقدار پانچ سو سال کی ہے۔ اسکی وجہ بھی بعض نے بیان کی کہ جو عرش ہے وہاں پر صرف فیصلے ہوتے ہیں، وہاں پر سب کام طے کئے جاتے ہیں اور وہ فیصلے اور طے کئے ہوئے کام اس عرش کے علاوہ تمام جگہوں میں واقع ہوتے ہیں، جب وہ کام ان جگہوں میں واقع ہو جائیں تو اسکی خبر ملائکہ اللہ تعالیٰ کے پاس لیکر جاتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۳، ص، ۸۶)

امام زمخشری علیہ الرحمہ نے کہا کہ یہاں **يُنَادُوا الْاٰمَرَ** سے مراد اعمال صالحہ و خالصہ ہیں جو صرف اللہ کی رضا کی خاطر کئے گئے ہیں وہی اعمال اللہ تعالیٰ تدبیر کے ساتھ آسمان سے زمین پر نازل کرتے ہیں اور پھر بندوں کے وہی اعمال صالحہ و خالصہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتے ہیں۔ (تفسیر منیر۔ ج، ۲۱، ص، ۱۹۳) اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ جب تک وہ اعمال فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس لے کر نہ جائیں اللہ تعالیٰ کو اسکی خبر نہیں، ایسا نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ **عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ** ہر چھپی اور ظاہر سب چیزیں اللہ تعالیٰ جانتا ہیں، یہاں **يَعْرُجُ اِلَيْهِ** کہہ کر اللہ تعالیٰ بندوں کو متنبہ کر رہے ہیں کہ انکا کیا کریا سب اللہ کے پاس محفوظ ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۵۶﴾ نچوڑے ہوئے حقیر پانی سے انسان کی نسل چلائی ﴿الجدہ ۶- تا- ۹﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

ذٰلِكَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ الَّذِيْ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَا
خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلٰلَةٍ مِنْ مَّاءٍ مَّهِيْنٍ ۝ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ
فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمْ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝
لفظ بہ لفظ ترجمہ :- ذٰلِكَ عِلْمٌ وَہ جاننے والا ہے الْغَيْبِ پوشیدہ کا وَالشَّهَادَةِ اور ظاہر کا الْعَزِيْزُ نہایت

غالب الرَّحِيمُ خوب رحم کرنے والا ہے الَّذِی وہ جس نے أَحْسَنَ اچھے طریقے سے بنایا كُلَّ شَيْءٍ ہر چیز کو خَلَقَهُ جسے اس نے پیدا کیا وَبَدَأَ اور شروع کی خَلَقَ الْإِنْسَانَ انسان کی پیدائش مِنْ طِينٍ گارے سے ثُمَّ جَعَلَ پھر اس نے بنایا نَسْلَهُ اس کی نسل کو مِنْ سُلَالَةٍ غلامے سے مِنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ایک حقیر پانی کے ثُمَّ سَوَّاهُ پھر اس نے درست کیا اس کو وَنَفَخَ اور پھونکا فِيهِ اس میں مِنْ رُوحِهِ اپنی روح سے وَجَعَلَ اور اس نے بنائے لَكُمْ تمہارے لیے السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ کان اور آئیں وَالْأَفْئِدَةَ اور دل قَلِيلًا تھوڑا ہی ہے مَا تَشْكُرُونَ جو تم شکر کرتے ہو

ترجمہ:- یہی تو پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے (اور) غالب (اور) رحم والا ہے O جس نے ہر چیز کو بہت اچھی طرح بنایا (یعنی) اس کو پیدا کیا اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا O پھر اس کی نسل غلامے سے (یعنی) حقیر پانی سے پیدا کی O پھر اس کو درست کر لیا پھر اُس میں اپنی (طرف سے) روح پھونکی اور تمہارے کان اور آئیں اور دل بنائے (مگر) تم بہت کم شکر کرتے ہو۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ ہر چھپی اور کھلی چیز کا جاننے والا ہے۔ ۲۔ اس کا اقتدار بھی کامل اور رحمت بھی کامل۔

۳۔ اس نے جو چیز بھی پیدا کی اسے خوب بنایا۔ ۴۔ انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی۔

۵۔ پھر اس کی نسل ایک بچوڑے ہوئے حقیر پانی سے چلائی۔

۶۔ پھر اسے ٹھیک ٹھاک کر کے اس میں اپنی روح پھونکی۔

۷۔ تمہارے لئے کان، آئیں اور دل پیدا کیے۔ ۸۔ تم لوگ شکر تھوڑا ہی کرتے ہو۔

تمہارے دلوں میں چھپی باتوں کو جسے تم ظاہر نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس سے بھی واقف ہے اور جو تم ظاہر کرتے ہو اس سے بھی۔ قیامت کے دن پیغمبر اللہ تعالیٰ سے کہیں گے قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا بِإِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ (المائدہ ۱۰۹) وہ عرض کریں گے کہ ہم کو کچھ خبر نہیں تو ہی بیشک پوشیدہ باتوں کو پورا جاننے والا ہے۔ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۳ میں بھی کہا گیا عَلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْحَبِيرُ وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا۔ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۹۴ میں کہا گیا ثُمَّ تَرْكُونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ پھر اسی کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے، پھر وہ تم کو بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ اور وہ کڑی سزا دیتا ہے انکو جو اسکے ساتھ شرک کرتے ہیں اور اسکی عبادت نہیں کرتے اسی کے ساتھ ساتھ وہ رحم بھی کرتا ہے ان لوگوں پر جو اپنی گمراہی اور گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے ہدایت کے راستے پر چل پڑتے ہیں،

اللہ تعالیٰ کی ایک اور صفت یہاں بیان کی گئی ہے کہ اس اللہ نے تمام مخلوقات کو کامل بنایا، ایک چھوٹی چوٹی

سے لے کر بڑے ہاتھی تک دیکھ لو! کسی میں کوئی کمی اور نقص نہیں ہے ساری چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے کامل بنایا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہاں احسن سے مراد کامل و مکمل تخلیق ہے۔ (تفسیر قرطبی - ج ۱۲، ص ۹۰) اور بعض نے کہا کہ یہاں احسن سے مراد خوبصورتی ہے کیونکہ ہر ایک مخلوق کی اپنی ایک خوبصورتی ہے جو کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتی، الغرض اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اسکے حساب سے بنایا کسی کی بناوٹ میں کوئی کمی نہیں کی ایسا نہیں کیا کہ ہاتھی کی سونٹھ اونٹ کو لگا دی ہو اور اونٹ کی گردن ہاتھی کو بلکہ ہر چیز اپنے حساب سے اپنی جگہ پر درست و خوبصورت انداز میں اس نے بنا دی ہے۔ انسان اپنی پیدائش کے بارے میں غور و فکر کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے، انسان کی پیدائش کے بارے میں فرمایا گیا کہ انسان کی ابتدا مٹی سے ہوئی۔ سب سے پہلے انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور ایک پتلے کی شکل میں تیار کیا پھر اس پتلے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح پھونکی جس سے اس مٹی کے پتلے میں جان آ گئی، پھر اسکے بعد جتنے بھی انسانوں کی پیدائش ہوئی وہ ایک کمزور، بے جان پانی کی طرح سیال نطفہ سے پیدائش ہوئی، جب وہ نطفہ ماں کے پیٹ میں پل رہا تھا تب اللہ نے اس میں جان ڈال دی جس کی وجہ سے وہ جاندار کی شکل میں تبدیل ہو گیا، اس طرح ایک بے جان نطفہ ایک جاندار انسان کی شکل میں وجود میں آیا، یہی نہیں اسکے بعد اس نے تمہارے کان بنائے جس سے کہ تم ساری آوازیں سن سکتے ہو، اور آنکھ بھی بنائے جس سے تم دنیا کو دیکھ سکتے ہو اور اللہ کی قدرت کو بھی دیکھ سکتے ہو اور دل بھی بنایا تاکہ تم کا نون سے اللہ کے کلام کو سن کر اور آنکھ سے اسکی قدرت کی نشانیوں کو دیکھ کر دل سے اس بات کا اقرار کر سکو کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مگر تم لوگ ہو کہ ان سب چیزوں کو سننے، دیکھنے اور سمجھنے کے بعد بھی ناشکری کرتے ہو، ہاں! البتہ تم میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں مگر وہ بھی بہت تھوڑے ہیں "قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ"۔

﴿درس نمبر ۱۶۵﴾ تمہیں تمہارے پروردگار کی طرف لے جایا جائے گا ﴿اسجدہ ۱۰-۱۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالُوا إِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ بَلْ هُمْ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ كَفِرُونَ ۝

قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُجِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- وَقَالُوا اور انہوں نے کہا: إِذَا کیا جب ضَلَلْنَا ہم گم ہو جائیں گے فِي الْأَرْضِ زمین میں اِنَّا کیا بے شک ہم اَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ البتہ نئی پیدائش میں ہوں گے بَلْ هُمْ بلکہ وہ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی ملاقات ہی سے كَفِرُونَ انکار کرنے والے ہیں قُل کہہ دیجیے يَتَوَفَّكُم تمہیں فوت کرے گا مَلَكَ الْمَوْتِ موت کا فرشتہ الَّذِي وُجِّلَ وہ جو مقرر کیا گیا ہے بِكُمْ تم پر ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ پھر اپنے رب ہی کی طرف تُرْجَعُونَ تم لوٹائے جاؤ گے

ترجمہ:- اور کہنے لگے کہ جب ہم زمین میں ملیا میٹ ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا ہوں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے رب کے سامنے جانے ہی کے قائل نہیں O کہہ دو کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری رُو میں قبض کر لیتا ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم جب زمین میں ملکر کھو جائیں گے تو کیا ہم اس وقت دوبارہ پیدا کئے جائیں گے؟

۲۔ اصل میں یہ لوگ اپنے پروردگار سے جاننے کا انکار کرتے ہیں۔

۳۔ کہہ دو کہ تمہیں موت کا وہ فرشتہ پورا پورا اصول کر لے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔

۴۔ پھر تمہیں واپس تمہارے پروردگار کے پاس لے جایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے بارے میں فرما رہے ہیں جو قیامت کے دن کا انکار کرتے ہیں کہ یہ مشرکین یوں

کہنے ہیں کہ جب ہم زمین میں ملکر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے نہ ہمارے ہڈیوں کا کوئی نشان باقی رہے گا اور نہ ہی

ہمارے گوشت کی کچھ خیر ہوگی تو کیا اس صورت میں بھی ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ ان مشرکین کا یہ خیال ہے کہ

جب ہمارا وجود ہی ختم ہو گیا، ہماری کوئی چیز باقی ہی نہیں رہی تو کیسے ہم کو دوبارہ جوڑا جائے گا اور پھر ہمیں کس

طرح زندہ کیا جائے گا؟ کیونکہ اگر کوئی چیز باقی ہی نہ ہو تو پھر اسے جمع کیا ہی نہیں جاسکتا کہ ہندوؤں کے یہاں جب

کوئی مرتا ہے تو اسکی نعش کو جلا کر اسکی راکھ سمندر میں بہادی جاتی ہے، اب ایسی حالت میں کہ جب کسی کی راکھ بھی

باقی نہ ہو تو پھر اللہ اسے کیسے پھر سے ایک جاندار کی شکل میں اٹھا سکے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ! آپ ان

مشرکین تک ہمارا یہ پیغام پہنچا دیجئے کہ ہمارے جو فرشتے روح قبض کرنے پر مامور کئے گئے ہیں وہ تمہاری روح

ایک مقررہ مدت تک کے لئے قبض کر لیں گے، پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ روح واپس تمہارے بدن میں ڈال

دیں گے، پھر اس وقت تمہارے کئے ہوئے سارے کاموں کی جزا و سزا تمہیں دی جائے گی، تو تم غفلت میں نہ رہنا

کہ ہم تو مٹی میں مل جائیں گے تو کون ہمیں دوبارہ زندہ کر پائے گا اور کون پھر ہمیں اسکے بعد سزا دے گا؟ جب تم

قیامت کے دن رو برو ہو گے تب تمہیں اس حقیقت کا پتا چل جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ **ءَاِذَا ضَلَلْنَا اِلْح** جب ہم مٹی میں مل جائیں گے تو دوبارہ

کیسے پیدا کئے جائیں گے؟ یہ کہنے والا ابی ابن خلف تھا۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۵۴۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملک الموت کی قدرت کے بارے میں پوچھا گیا کہ اگر دو آدمی ہوں اور

دونوں کی موت کا وقت ایک ہی ہو اور ان دونوں میں سے ایک مشرق میں رہتا ہو اور ایک مغرب میں تو ملک الموت

دونوں کی روح ایک ہی وقت میں کیسے قبض کر سکتے ہیں؟ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ملک الموت کی قدرت

چاہے اہل مشرق ہو یا اہل مغرب، ظلمات والے ہوں یا سمندر والے یا ہوا والے ایسی ہی ہے جیسے کہ ایک آدمی جسکے سامنے ایک دسترخوان ہو تو جیسے وہ آدمی اس دسترخوان پر سے جو چاہے لے سکتا ہے اسی طرح یہ ملک الموت ہیں کہ جن کے آگے سارا عالم ایک دسترخوان ہی کی طرح ہے۔ (الدر المنثور - ج ۶، ص ۵۴۰)

قرآن مجید کی متعدد آیات میں مشرکوں کے اس تعجب خیز سوال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۵ میں ہے وَإِنْ تَحَبَّبْتَ فَعَجَبْتَ قَوْلُهُمْ إِذَا كُنَّا تُرَابًا أَوْ آثًا لَفِئَّةٌ خَلْقٍ جَدِيدٍ اگر تجھے تعجب ہو تو واقعہ ان کا یہ کہنا عجیب ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی پیدائش میں ہوں گے؟ سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر ۳۵ میں ہے أَيْعِدُكُمْ أَنْتُمْ إِذَا مِتُّمْ وَ كُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنْتُمْ تُحْجَرُونَ کیا یہ تمہیں اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مر کر صرف خاک اور ہڈی رہ جاؤ گے تو تم پھر زندہ کئے جاؤ گے؟

﴿درس نمبر ۱۶۵۸﴾ مجرم اپنے رب کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے ﴿اسجدہ ۱۲-۱۳-۱۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَوْ تَرَىٰ إِذَا الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدًىٰ وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَلَوْ اور اگر تَرَىٰ آپ دیکھیں إِذَا الْمُجْرِمُونَ جبکہ مجرم لوگ نَاكِسُوا جھکائے ہوئے ہوں گے رُءُوسِهِمْ اپنے سر عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے نزدیک رَبَّنَا اے ہمارے رب! أَبْصَرْنَا نے دیکھ لیا وَسَمِعْنَا اور ہم نے سنا لیا فَارْجِعْنَا تو ہمیں واپس بھیج نَعْمَلْ صَالِحًا ہم نیک عمل کریں گے إِنَّا لَآمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ کہ البتہ میں ضرور بھرون گا جَهَنَّمَ جہنم کو مِنَ الْجِنَّةِ جنوں سے وَالنَّاسِ اور انسانوں سے أَجْمَعِينَ سب سے فَذُوقُوا چنانچہ تم چکھو یہاں بہ سبب اس کے جو نَسِيتُمْ تم نے بھلائے رکھا لِقَاءَ ملاقات کو يَوْمِكُمْ هَٰذَا اپنے اس دن کی إِنَّا لَآمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ کہ تم چکھو اور تَعْمَلُونَ تم نے بھی نَسِيتُمْ جہلا دیا تم کو وَذُوقُوا اور تم چکھو عَذَابَ الْخُلْدِ ہمیشہ کا عذاب یہاں بہ سبب اس کے جو كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ تم عمل کرتے تھے

ترجمہ:- اور (تم تعجب کرو) جب دیکھو کہ گنہگار اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوں گے (اور کہیں گے کہ)

اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا تو ہم کو (دنیا میں) واپس بھیج دے کہ نیک عمل کریں (بیشک) ہم یقین کرنے والے ہیں O اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے لیکن میری طرف سے یہ بات قرار پا چکی ہے کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا O سو (اب آگ کے) مزے چکھو اس لئے کہ تم نے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا (آج) ہم بھی تمہیں بھلا دیں گے اور جو کام تم کرتے تھے ان کی سزا میں ہمیشہ کے عذاب کے مزے چکھتے رہو۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ کاش! تم وہ منظر دیکھو کہ جب یہ مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔
- ۲۔ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیجئے تاکہ ہم نیک اعمال کریں۔
- ۳۔ ہمیں اچھی طرح یقین آچکا ہے۔
- ۴۔ اگر ہم چاہتے تو پہلے ہی ہر شخص کو اسکی ہدایت دے دیتے۔
- ۵۔ لیکن وہ بات جو میری طرف سے کہی گئی تھی طے ہو چکی ہے۔
- ۶۔ میں جہنم کو ضرور جنات اور انسانوں سے سب سے بھر دوں گا۔
- ۷۔ اب جہنم کا مزہ چکھو کیونکہ تم نے اس دن کا سامنا کرنے کو بھلا ڈالا تھا۔
- ۸۔ ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا۔
- ۹۔ جو کچھ تم کرتے رہے اسکے بدلہ ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو۔

جب ان مشرکوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا تو اس وقت ان کی حالت یہ ہوگی کہ مارے شرم کے انکی نگاہیں نیچی جھکی ہوں گی، اللہ کے سامنے سراٹھانے کی ہمت بھی انہیں نہ ہوگی اور اسی حالت میں وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ اے اللہ! ہم نے دیکھ لیا کہ جس چیز کو ہم جھٹلاتے تھے وہ واقعی سچی بات ہے اور ہم اب آپ کی بات سن رہے ہیں۔ آپ بس ہم پر ایک مہربانی کیجئے کہ ہمیں دوبارہ اس دنیا میں بھیج دیجئے جہاں پہلے ہم آپ کی نافرمانی کیا کرتے تھے، اب کی بار اس دنیا کو آپ کی اطاعت اور عبادت سے بھر دیں گے، ذرہ برابر بھی آپ کی عبادت میں کوتاہی نہیں کریں گے، آپ کے سارے احکام کو تسلیم کریں گے، بس آپ ہمیں دوبارہ اس دنیا میں بھیج دیجئے اس بار آپ ہمیں اپنا مطہج و فرمانبردار پائیں گے کیونکہ اب ہمیں یقین آچکا ہے کہ آپ کے یہاں جزا و سزا کا معاملہ طے ہے اور ہم نے یہ بھی دیکھ لیا کہ کیسے آپ نے ہمیں دوبارہ زندہ کیا؟ دوسری جگہ انہی کافروں کی بروز قیامت ہونے والی حالت بیان کی گئی ہے لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ الشُّعَرَاءِ (الملک ۱۰) کہ کاش! اگر ہم اس وقت اللہ کے رسول کی بات سن لیتے، یا ہم اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو دیکھ کر سمجھ جاتے تو آج دوزخ میں نہ ہوتے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس لوگوں نے ایسے وقت سچائی کو جانا جس وقت انہیں یہ جاننا کچھ فائدہ نہیں دے گا اور یہ ایسے وقت میں سنے ہیں جبکہ انہیں سننا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ (الدر المنثور۔ ج ۶۔ ص ۵۴۴)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر ہم چاہتے تو تمام انسان و جنات کو ہدایت سے سرفراز فرما دیتے لیکن ہم نے پہلے ہی یہ فیصلہ سنا دیا تھا کہ جو کوئی ہماری نافرمانی کریگا ہم اسے جہنم میں ڈالیں گے تو ہمارا وہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا اور یہ نافرمان لوگ جہنم میں جائیں گے جن سے میں جہنم کو بھر دوں گا، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو سارے انسانوں کو ہدایت دیدیتا اور انکے سامنے کوئی ایسی نشانی پیش کرتا جسے دیکھ کر یہ لوگ اسکے سامنے جھک جاتے مگر اللہ نے پہلے ہی یہ طے کر لیا تھا کہ جہنم کو نافرمانوں سے بھر دوں گا اس لئے اس نے ایسا نہیں کیا۔ (تفسیر طبری، ج، ۲۰، ص، ۱۷۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے تین باتیں کہے گا، وہ کہے گا کہ اے آدم! اگر میں نے جھوٹ بولنے والوں پر لعنت نہ کی ہوتی اور جھوٹ اور دھوکہ کو برا نہ کہا ہوتا اور اس پر عذاب کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو آج میں آپ کی تمام اولاد پر رحم کرتا اس عذاب کی سختی سے جو میں نے انکے لئے تیار رکھی ہے، لیکن میرا فیصلہ سچا ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے میرے رسول کو جھٹلایا اور میرے حکموں کی نافرمانی کی کہ میں ان سے جہنم کو بھر دوں گا اور کہے گا اے آدم! میں تمہاری اولاد میں سے کسی کو بھی دوزخ میں نہ ڈالتا اور انہیں آگ کا عذاب نہ دیتا مگر مجھے یہ معلوم ہے کہ اگر میں انہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دوں تب بھی یہ لوگ وہی شرکیہ اعمال اور نافرمانیوں میں ہی پڑے رہیں گے، اس سے باز نہیں آئیں گے اور کہے گا کہ اے آدم! آج کے دن میں نے آپ کو میرے اور آپ کی اولاد کے درمیان حاکم بنایا ہے تو جس کسی کا پلہ ذرہ برابر بھی نیکی کے ساتھ بھاری ہو جائے گا اسے جنت میں ڈال دوں گا تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں صرف ظالم کو ہی جہنم میں ڈالتا ہوں۔ (جامع الاحادیث للسیوطی ۲۲۱۹۵)

نافرمانی کرنے والوں کیلئے بطور وعید جہنم کو ان نافرمانوں سے بھر دینے جانے کی بات جس طرح یہاں کہی گئی ہے اسی طرح قرآن مجید کی دیگر آیات میں بھی یہ بات کہی گئی ہے۔ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۱۸ میں کہا گیا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ جو شخص ان میں سے تیرا کہنا مانے گا (یعنی شیطان کا) میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔ سورۃ ہود کی آیت نمبر ۱۱۹ میں ہے وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ اور آپ کے رب کی یہ بات پوری ہے کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا۔

یہاں یہ بات بھی بتلائی جا رہی ہے کہ ان کفار سے اس دن کہا جائے گا کہ تم دنیا میں اس دن کا انکار کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ نہ ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور نہ ہی ہمیں عذاب دیا جائے گا! یہی وہ عذاب ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا، مگر تم نہیں ڈرتے تھے اسکا مزہ چکھو اور یہ عذاب بھی دو تین دن کا نہیں بلکہ یہ ہر ہمیشہ تمہیں اسی عذاب میں رہنا ہے، کیونکہ تمہارے اعمال ہی اس قابل تھے کہ تمہیں یہ عذاب دیا جائے، اگر تم ان اعمال کے بجائے نیک اعمال کرتے اور اللہ کی عبادت کرتے تو تم پر یہ عذاب نہ ہوتا مگر تم نے ایسا نہیں کیا لہذا یہ عذاب ہمیشہ کے لئے

جھیلے رہو، جیسا تم نے دنیا میں نہیں بھول رکھا تھا اور ہماری اس ملاقات کو بھی تم بھول بیٹھے تھے ویسے ہی ہم نے تمہیں اس جہنم میں پھینک کر بھلا دیا، اَلْيَوْمَ تَنْسِكُم مِّمَّا كُنْتُمْ تُشْكِرُونَ لِقَاءِ يَوْمِكُمْ هَذَا (الباقیہ ۳۴)

﴿درس نمبر ۱۶۵۹﴾ ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں ﴿اسجدہ ۱۵-۱۶-۱۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ۚ جَزَاءً مِّمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

لفظہ نظر ترجمہ:- اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِس آیتوں پر ایمان لاتے ہیں بِآيَاتِنَا ہماری آیتوں پر اَلَّذِينَ وہی لوگ إِذَا ذُكِرُوا کہ جب وہ نصیحت کئے جاتے ہیں بِهَا ان کے ساتھ خَرُّوا وہ گر پڑتے ہیں سُجَّدًا سجدہ کرتے ہوئے وَسَبَّحُوا اور وہ پاکیزگی بیان کرتے ہیں بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی حمد کے ساتھ وَهُمْ اور وہ لَا يَسْتَكْبِرُونَ تکبر نہیں کرتے تَتَجَافَى علیحدہ رہتے ہیں جُنُوبُهُمْ ان کے پہلو عن الْمَضَاجِعِ خواب گاہوں سے يَدْعُونَ وہ پکارتے ہیں رَبَّهُمْ اپنے رب کو خَوْفًا خوف سے وَطَمَعًا اور امید کرتے ہوئے وَمِمَّا اور کچھ اس میں سے جو رَزَقْنَاهُمْ ہم نے انہیں رزق دیا يُنفِقُونَ وہ خرچ کرتے ہیں فَلَا تَعْلَمُ پس نہیں جانتا نَفْسٌ کوئی نفس مَّا أُخْفِيَ وہ جو چھپا رکھی گئی ہے لَهُم ان کے لیے مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ آنکھوں کی ٹھنڈک جَزَاءً مِّمَّا بدلہ ان کا جو كَانُوا يَعْمَلُونَ وہ عمل کرتے تھے

ترجمہ:- ہماری آیتوں پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کیساتھ تسبیح کرتے ہیں اور غرور نہیں کرتے ۝ ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۝ کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کیلئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لے آتے ہیں کہ جب انہیں ان آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر جاتے ہیں۔

۲۔ اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کے ساتھ اسکی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

۳۔ وہ لوگ تکبر نہیں کرتے ہیں۔ ۴۔ انکے پہلو رات کے وقت اپنے بستروں سے جدا رہتے ہیں۔

۵۔ وہ اپنے پروردگار کو ڈرا اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں۔

۶۔ ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

۷۔ کسی جاندار کو یہ معلوم نہیں کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا سامان انکے اعمال کے بدلے چھپا کر رکھا گیا ہے؟

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں جیسا کہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا

کہ جو لوگ کفر سے مانوس ہوتے ہیں وہ لوگ اے نبی! ایمان نہیں لائیں گے بلکہ ایمان تو وہ لوگ لائیں گے جو قرآن

میں غور و فکر کرتے ہیں اور اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ جب انکے سامنے قرآن پڑھا جاتا

ہے تو سجدے میں گر جاتے ہیں اور سجدے میں جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح بیان کرتے ہیں اور یہ لوگ سجدے میں جانے

اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد بیان کرنے میں ذرہ برابر بھی تکبر نہیں کرتے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت

پانچ نمازوں کے سلسلہ میں نازل ہوئی، یعنی وہ لوگ نماز کے لئے آتے ہیں اور اللہ کی تسبیح کرتے ہیں یعنی اپنے رب

کے حکم پر نماز پڑھتے ہیں اور جماعت سے نماز پڑھنے میں تکبر نہیں کرتے۔ (شعب الایمان للسیوطی ۲۶۵۳:)

ایمان والوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے سامنے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ قرآن مجید کی دیگر

آیات میں بھی اس مومنانہ صفت کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۰۹ میں کہا گیا وَ يَخْرُوْنَ

لِلْاَذْقَانِ يَسْكُوْنَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوْعًا وہ اپنی تھوڑیوں کے بل روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور یہ قرآن

ان کی عاجزی اور خشوع اور خضوع بڑھا دیتا ہے۔ آیت نمبر ۱۰۷ میں اعلیٰ علم کی یہ صفت بیان کی گئی اِنَّ الَّذِيْنَ اٰتُوْا

الْعِلْمَ مِنْ قَبْلَةِ اِذَا يُنْتَلٰ عَلَيْهِمْ يَخْرُوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان کے پاس تو

جب بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ تھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ایمان لانے والوں

کی ایک اور صفت بیان کر رہے ہیں کہ یہ ایمان لانے والے ایسے ہیں کہ اپنے پہلوؤں کو اپنے بستروں سے الگ

رکھتے ہیں یعنی سونے کے وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور اس تنہائی کے وقت میں جہنم کے خوف

سے اپنے رب کو پکار کر اس جہنم سے پناہ مانگتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید رکھتے

ہیں کہ اے اللہ! اپنی رحمت سے ہمیں اس جہنم سے بچالے، یعنی خوف بھی انکے دل میں رہتا ہے جو انہیں نیک اعمال

کرنے کی جانب راغب کرتا ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی ہوتی ہے کہ ہم نے جو بھی ٹوٹے پھوٹے

اعمال اللہ کے لئے کئے ہیں وہ اے قبول فرمائے گا اور تیسری صفت یہ کہ ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے، جو دولت انکے

حوالہ کی ہے اور جو مال انہیں عطا کیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں غرباء و فقراء میں تقسیم بھی کرتے ہیں۔ حضرت انس

بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت عشاء کی نماز جیسے عتمہ کہا جاتا ہے اسکا انتظار کرنے والوں کے سلسلہ میں نازل

ہوتی۔ (الدر المنثور - ج ۶، ص ۵۴۵) لیکن اکثر علماء تفسیر نے کہا کہ یہ آیت رات کے آخر حصہ میں عبادت کرنے والوں کے سلسلہ میں نازل ہوئی جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک سفر میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور ایک صبح میں آپ سے بہت قریب ہو گیا، ہم سب چل رہے تھے تو میں نے آپ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جو مجھے جنت میں لیکر جائے اور جہنم سے دور رکھے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ایک بہت بڑی بات پوچھی ہے اور بے شک یہ عمل اس کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ آسان کروے، تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور رمضان کے روزے رکھو، اور بیت اللہ کا حج کرو، پھر فرمایا کیا میں تمہیں بھلائی کے راستے نہ بتلاؤں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو اور آدھی رات کے وقت آدمی کا نماز تہجد پڑھنا، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (ترمذی ۲۶۱۶):

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی بھی جاندار یعنی ایمان والے کو یہ نہیں پتا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی آنکھوں کی ٹھنڈک کے کیا کیا سامان جنت میں رکھے ہیں؟ یہ سب کچھ انکے ان اعمال صالحہ کے بدلہ میں انہیں دیا جائے گا جو یہ دنیا میں کیا کرتے تھے گویا کہ یہ ایک انعام ہے اور انعام بھی ایسا کہ جس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی ایسی چیزیں جنت میں تیار کر رکھی ہیں جسے نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا، نہ ہی کسی کان نے اس کے بارے میں سنا ہوگا اور نہ ہی کسی کے وہم و گمان میں یہ چیزیں آتی ہوں گی، پھر فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو فَلا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُ - الخ۔ (بخاری ۳۲۳۴):

اللہ تعالیٰ ہم تمام کو ان نیک لوگوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۱۶۶﴾ کیا مومن فاسق کے برابر ہو سکتا ہے؟ ﴿سجدہ ۱۸-۱۹﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

أَمَّنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ۝ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- آمَّنْ کیا پھر وہ شخص جو كَانَ مُؤْمِنًا مومن ہے كَمَنْ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو كَانَ فَاسِقًا فاسق ہے لَا يَسْتَوُونَ وہ برابر نہیں ہو سکتے أَمَّا الَّذِينَ لیکن وہ لوگ جو آمَنُوا ایمان لائے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور انہوں نے نیک عمل کیے فَلَهُمْ تو ان کے لیے ہیں أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ وہ عمل کرنے کے باغات نُزُلًا بطور مہمانی مہتا بدلے ان کے جو كَانَوُ يَعْمَلُونَ وہ عمل کرتے تھے

ترجمہ:- بھلا جو مومن ہو وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو نافرمان ہو؟ دونوں برابر نہیں ہو سکتے O جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے (رہنے کے) لئے باغات ہیں، یہ مہمانی ان کاموں کی جزا ہے جو وہ کرتے تھے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- یہ بتاؤ کہ جو مومن ہے وہ فاسق کے برابر ہو سکتا ہے؟ ۲- نہیں وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

۳- جو لوگ ایمان لائے، نیک اعمال کئے، انکے لئے ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں۔

۴- جو انہیں مہمان نوازی کے طور پر انکے اعمال کے صلہ میں دئے جائیں گے۔

مومنوں اور کافروں کی حالت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان دونوں کے بارے میں بطور سوال فرما رہے ہیں کہ جب تم نے کافر اور اس کی صفات کو جان لیا اور مومن اور اس کی صفات سے بھی واقف ہو گئے تو اب یہ بتاؤ کہ کیا یہ دونوں اعمال میں اور بدلہ پانے میں برابر ہو سکتے ہیں؟ نہیں! بالکل نہیں ہو سکتے کیونکہ جو کفار ہیں انہیں تو ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں ڈالا جائے گا اور انہیں وہاں طرح طرح کا عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ خُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ ہمیشہ کے عذاب کا مزہ پکھو اور جو اللہ پر ایمان لائیں اور اسکے نبی کی رسالت کا اقرار کر لیں اور انہیں جو احکام دیئے گئے ان پر عمل بھی کرتے رہیں، وہ آرام و سکون کے ساتھ جنت میں مزے کر رہے ہوں گے اور انہیں ایسے ایسے انعامات سے نوازا جائے گا جو انہوں نے کبھی سوچا تک نہیں ہوگا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ، یہ بطور مہمان نوازی کے اللہ تعالیٰ ان مومنوں کو نوازے گا تو ایک جگہ تو وہ لوگ ہیں جو عذاب پائیں گے اور دوسری طرف وہ لوگ جنہیں نعمتیں ملیں گی، دونوں کسی بھی اعتبار سے برابر نہیں ہو سکتے، جیسا قرآن کریم میں دوسری جگہ بھی موجود ہے اَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَسَوَاءٌ قَحِيحُهُمْ وَهَمَّائُهُمْ طَسَاءً مَا يَجْحَدُونَ (الحج ۲۱) جن لوگوں نے برے کام کا ارتکاب کیا کیا وہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں میں شامل کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے جسکے نتیجے میں انکا جینا مرنا ایک ہی جیسا ہو جائے؟ کتنی بری بات ہے جو یہ لوگ طے کئے ہوئے ہیں؟ جس طرح یہ بات کہی گئی کہ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (الزمر ۹) کہہ دیجئے کہ کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ اسی طرح یہ بات کہی گئی قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰی وَالْبَصِيْرُ (الانعام ۵۰) کہہ دیجئے کہ کیا اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتا ہے؟ اور جس طرح یہ بات کہی گئی کہ قُلْ لَا يَسْتَوِي الْحَبِيْبُ وَالْكٰفِرُ (المائدہ ۱۰۰) کہہ دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے اور جس طرح یہ بات کہی گئی کہ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ (الرعد ۱۶) کیا اندھیاریاں اور روشنی

برابر ہو سکتی ہیں؟ قرآن مجید کی یہ ساری مثالیں ہیں کہ جس طرح جاننے والا اور نہ جاننے والا دونوں برابر نہیں ہو سکتے جس طرح نابینا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے، جس طرح ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے، جس طرح اندھیریاں اور روشنی برابر نہیں ہو سکتے بالکل اسی طرح مومن اور کافر دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ مومن، مومن ہے، اس کا درجہ اونچا ہے اور کافر، کافر ہے، اس کی پستی، پستی ہے اور فاسق، فاسق ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دونوں نہ دنیا میں برابر ہو سکتے ہیں، نہ موت کے وقت اور نہ ہی آخرت میں۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۵۵۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولید بن عقبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تم سے زیادہ جنگجو ہوں، تم سے زیادہ فصیح اللسان ہوں اور تم سے زیادہ لشکروں کو سنوارنے اور لیجانے والا ہوں، یعنی سپہ سالاری کی صلاحیت مجھ میں تم سے زیادہ موجود ہے، اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چپ رہو تم تو فاسق ہو، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۵۵۳)

﴿درس نمبر ۱۶۶﴾ ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لے کر رہیں گے ﴿السمودہ ۲۰-۲۱-۲۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَا لَهُمْ النَّارُ ۗ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهِ تُكذِّبُونَ ۝ وَلَنذِيقَنَّاهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَذْيِ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۗ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا اور لیکن الَّذِينَ وہ لوگ جنہوں نے فَسَقُوا فسق کیا فَمَا لَهُمْ تو ان کا ٹھکانا النَّارُ آگ ہے كُلَّمَا جب بھی أَرَادُوا وہ ارادہ کریں گے أَنْ يَخْرُجُوا کہ وہ نکلیں مِنْهَا اس سے أُعِيدُوا لوٹادیئے جائیں گے فِيهَا اسی میں وَقِيلَ اور کہا جائے گا لَهُمْ ان سے ذُوقُوا تم چکھو عَذَابَ النَّارِ آگ کا عذاب الَّذِي وہ جو كُنْتُمْ تم تھے بِه تُكذِّبُونَ اسے جھٹلاتے وَلَنذِيقَنَّاهُمْ اور البتہ ہم ضرور چکھائیں گے انہیں مِنَ الْعَذَابِ الْأَذْيِ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ پہلے لَعَلَّهُمْ تاکہ وہ يَرْجِعُونَ لوٹیں وَمَنْ أَظْلَمُ زیادہ ظالم ہے مِمَّنْ اس شخص سے کہ ذُكِّرَ اسے نصیحت کی گئی بِآيَاتِ رَبِّهِ اپنے رب کی آیات کے ساتھ ثُمَّ أَعْرَضَ پھر اس نے اعراض کیا عَنْهَا ان سے إِنَّا بلاشبہ ہم مِنَ الْمُجْرِمِينَ مجرموں سے مُنتَقِمُونَ انتقام لینے والے ہیں

ترجمہ:- اور جنہوں نے نافرمانی کی ان کے رہنے کیلئے دوزخ ہے جب چاہیں گے کہ اُس میں سے نکل

جائیں تو اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھوٹ سمجھتے تھے اس کے مزے چکھو O اور ہم ان کو (قیامت کے) بڑے عذاب کے سوا دنیا کا عذاب بھی چکھائیں گے شاید (ہماری طرف) لوٹ آئیں O اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے تو وہ ان سے منہ پھیر لے ہم گنہگاروں سے ضرور بدلہ لینے والے ہیں۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی تو انکے مستقل رہنے کی جگہ جہنم ہے۔

۲۔ جب بھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے انہیں واپس اسی میں ڈال دیا جائے گا۔

۳۔ ان سے کہا جائے گا کہ آگ کے جس عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو۔

۴۔ اس بڑے عذاب سے پہلے بھی ہم انہیں کم درجے کے عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے۔

۵۔ شاید کہ وہ لوگ باز آجائیں۔

۶۔ اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جسے اللہ کی آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی گئی مگر پھر بھی اس نے منہ موڑ لیا۔

۷۔ یقیناً ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لیکر رہیں گے۔

پچھلی آیت میں مومن کی جزایاں بیان کی گئی کہ روز جزا سے کیا کیا انعامات ملیں گے؟ اس آیت میں کافر و فاسق کو کیا سزا دی جائے گی؟ بیان کیا جا رہا ہے کہ یہ کافر جو اللہ کی اطاعت کو بھول بیٹھے تھے، کفر و شرک میں ڈوبے ہوئے تھے، نیک کاموں سے انکا دور دور تک واسطہ نہیں تھا، انہیں اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ میں ہمیشہ کیلئے جھونک دے گا جہاں وہ ہمیشہ اس آگ میں جلتے رہیں گے یہی انکا ٹھکانہ ہوگا اور یہی انکے ہمیشہ کے رہنے کی جگہ ہوگی جس سے کبھی وہ نکل نہیں پائیں گے۔ مجرم لوگ جب دوزخ سے نکلنا چاہیں گے تو وہ نکل نہیں پائیں گے، انہیں دوبارہ دوزخ میں لوٹا دیا جائے گا۔ یہ بات سورہ حج کی آیت نمبر ۲۲ میں بھی بتلائی گئی ہے **كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا** یہ جب بھی وہاں کے غم سے نکل بھاگنے کا ارادہ کریں گے وہیں لوٹا دیئے جائیں گے۔

جہنم میں جانے کے بعد ان کافروں کی کیا حالت ہوگی؟ اسے بیا نکلیا جا رہا ہے کہ جب وہ کافر جہنم میں داخل ہونگے تو وہ لوگ جہنم کے عذاب کو دیکھ کر اس سے باہر نکلنے کی کوشش کریں گے، لیکن جب بھی وہ نکلنے کی کوشش کریں گے انہیں دوبارہ ڈھکیل کر پھر واپس جہنم میں ڈال دیا جائے گا، انہیں اور تڑپانے کے لئے کہا جائے گا کہ لو اس عذاب کا مزہ چکھو، تم لوگ تو اس دن کو جھٹلاتے تھے؟ اب دیکھ لو یہ دن آ گیا اور تمہیں اپنے کئے کا مزہ بھی مل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ تو آخرت کا اور فاسق عذاب ہے اور بہت ہی خطرناک عذاب ہے، مگر اس آخرت کے عذاب سے پہلے انہیں دنیا ہی میں ہلکے پھلکے عذاب کا مزہ چکھاتے رہیں گے تاکہ اس معمولی سے عذاب کو دیکھ کر یہی

سہی انہیں کچھ عقل تو آئے اور اس معمولی سے عذاب سے اس آخرت کے دردناک عذاب کا کچھ اندازہ ہی لگا کر اپنے کاموں سے باز آجائیں، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مصائب، بیماریاں اور تھکاوٹ ہیں جو ایک طرح کا عذاب ہیں دنیا میں اسراف کرنے والوں کے لئے آخرت کے عذاب کو چھوڑ کر، یعنی آخرت میں اسکا الگ سے عذاب دیا جائے گا اگر تو بہ نہ کی ہو تو، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! پھر یہ ہمارے لئے یعنی مومنوں کے لئے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گناہوں سے پاکی صفائی کا ذریعہ ہیں۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۵۵۴) حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے مراد قریش کے لئے قتل اور بھوک کی سزا ہے دنیا میں اور آخرت میں دردناک عذاب۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۵۵۵)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ سب سے بڑے ظالم تو یہ لوگ ہیں جب انکے سامنے ہماری نشانیاں اور قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ اسے جھٹلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب غلط باتیں ہیں نعوذ باللہ اور منہ پھیر کر تکبر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں، ایسے لوگ مجرم ہیں کہ جنہوں نے جرم کا ارتکاب کیا اور جو مجرم ہوتے ہیں ہم ان سے انتقام ضرور لیتے ہیں چاہے وہ اس دنیا میں ہو یا آخرت میں مگر انہیں اس جرم کی سزا ضرور ملے گی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی انہیں کرتا ہے تو وہ مجرم کہلاتا ہے، پہلا وہ جو ناحق جھنڈا گاڑے یعنی کسی قوم سے معاہدہ ہوتے ہوئے بھی ان پر چڑھائی کرے، دوسرا وہ جو اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہے، تیسرا وہ شخص جو ظالم کی مدد کی نیت سے اسکے ساتھ چل پڑے، اللہ تعالیٰ کہتا ہے اِقَامُوا لِلْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ۔ (الحج المکیہ للطبرانی ۱۱۳:)

﴿درس نمبر ۱۶۶۲﴾ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تھی ﴿اسجدہ ۲۳-۲۴-۲۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أُمَّةً يَهْتَدُونَ بِأَمْرِهَا لِنَبِّئَهُمْ أَن لَّا يَتَّبِعُوا الْمُشْرِكِينَ ۝ وَكَانُوا آيَاتِنَا يُوْقِنُونَ ۝
إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ لِهَذَا آيَةً ہوں فی مِرْيَةٍ شک میں مِّنْ لِّقَائِهِ اس کی ملاقات سے وَجَعَلْنَاهُ ہدًى کو ہدًى ہدایت لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ بنی اسرائیل کے لیے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أُمَّةً يَهْتَدُونَ ہدًى کو ہدًى ہدایت لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ بنی اسرائیل کے لیے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أُمَّةً يَهْتَدُونَ ہدًى کو ہدًى ہدایت لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ بنی اسرائیل کے لیے

رہنمائی کرتے تھے بِأَمْرِنَا ہمارے حکم سے لَمَّا صَبَرُوا جب انہوں نے صبر کیا وَكَانُوا اور تھے وہ بِأَيْدِنَا ہماری آیتوں پر يُؤَقِنُونَ یقین رکھتے إِنَّ رَبَّكَ بلاشبہ آپ کا رب هُوَ يَفْصِلُ وہی فیصلہ کرے گا بَيْنَهُمْ ان کے درمیان يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن قِيمَا اس میں کہ كَانُوا وہ تھے فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اس میں اختلاف کرتے

ترجمہ:- اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو تم اس کے ملنے سے شک میں نہ ہونا اور ہم نے اس (کتاب) کو (یا موسیٰ کو) بنی اسرائیل کیلئے (ذریعہ) ہدایت بنایا اور ان میں سے ہم نے پیشوا بنائے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے جب وہ صبر کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے O بلاشبہ تمہارا رب ان میں جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے تھے قیامت کے روز فیصلہ کر دے گا۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی تھی۔

۲۔ اے پیغمبر! آپ ان سے ملنے کے بارے میں ذرا بھی شک نہ کرنا۔

۳۔ ہم نے اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا تھا۔

۴۔ ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو جبکہ انہوں نے صبر کیا تو ایسا پیشوا بنایا جو لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔

۵۔ وہ ہماری آیتوں پر یقین بھی رکھتے تھے۔

۶۔ یقیناً آپ کا رب ہی انکے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔

۷۔ ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

رسول رحمت ﷺ کے ذریعہ مشرکوں کو یہ بات بتلائی جا رہی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے کتاب الہی

قرآن مجید اتارا ہے یہ کتاب پہلی آسمانی کتاب نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی آسمانی

کتاب دی گئی۔ یہ بات اسی لئے کہی گئی تاکہ ان کافروں اور مشرکوں کو یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے ان سے

پہلی قوموں کے پاس انبیاء کرام علیہم السلام اور آسمانی کتابوں کو بھیجا ہے اسی طرح انکے پاس بھی نبی کو مبعوث کیا ہے

اور کتاب کو نازل کیا ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کہ جس پر ایمان نہ لایا جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ

علیہ السلام کا ذکر کیا اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ کے زمانہ سے قریب ہے اور یہ

لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم سے واقف بھی تھے تو انہیں سمجھانا آسان ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تھی تو آپ بھی اے محمد! اس کتاب کے ملنے میں شک نہ کرنا، جو کتاب ہم

نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی تھی وہ کتاب انکی قوم بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کا سامان تھی، اس آیت میں

اللہ تعالیٰ نے فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ فرمایا جسکے دو معنی مراد لئے جاسکتے ہیں پہلا معنی یہ کہ جس طرح ہم نے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اسی طرح ہم آپ کو بھی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کتاب دیں گے، آپ شک میں نہ رہئے کہ مجھے کتاب ملے گی یا نہیں؟ اس شک کو اپنے دل سے نکال دیجئے، جیسا کہ سورہ نمل کی آیت نمبر ۶ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَإِنَّكَ لَلْكَافِرُ الْبَلَّاءُ** اے محمد! آپ کو یہ قرآن دیا جا رہا ہے۔ اور دوسرا معنی یہ ہے کہ اے محمد! آپ کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوگی یا نہیں ہوگی؟ اس بارے میں آپ شک میں نہ رہئے بلکہ آپ کی ملاقات ان سے ہو کر رہے گی اور ہوئی بھی جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اس رات میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی وہ لہجہ قد اور گھنگرالو بالوں والے تھے، گویا وہ شہناؤ قبیلہ کے مردوں میں تھے اور میں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کو بھی دیکھا جو مخلوق میں میا نہ قد اور رنگ سفید ولال کے درمیان تھا اور سر کے بال سیدھے تھے اور میں نے مالک جہنم کے خازن کو بھی دیکھا اور جہاں کو بھی ان نشانیوں کے ساتھ دیکھا جو نشانیاں اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھائی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی **فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ** پس آپ ان سے ملاقات کے بارے میں شک میں نہ پڑئے۔ (الخصائص الکبریٰ للسیوطی۔ ج ۱، ص ۲۶۵)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگ جب فرعون اور اسکی قوم کی تکالیف پر صبر کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں نازل فرمائیں ان سب پر ایمان و یقین رکھتے رہے کہ یہ سب ہمارے خالق و مالک کی جانب سے ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی اس مشقت اور اخلاص کو دیکھتے ہوئے انہیں قوم کا پیشوا اور مقتدا بنا دیا کہ یہ لوگ اپنی قوم کے دوسرے لوگوں میں دعوت و تبلیغ کا کام کرتے رہے اور انہیں سیدھے راستے پر لانے کی کوششوں میں جڑے رہے۔ اس بات میں ایک اشارہ یہ بھی ہے کہ جس طرح ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اسی طرح ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کتاب عطا فرمائیں گے اور جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے کچھ لوگ دنیا کے مصائب پر صبر کرتے ہوئے ایمان پر ڈٹے رہے تو انہیں اللہ تعالیٰ نے دین کا داعی بنا دیا تو اسی طرح اس امت محمدیہ کے ان لوگوں کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جو تکلیفوں پر صبر کرتے ہوئے اللہ کے راستے قائم رہیں گے، اللہ ایسے لوگوں کو اس امت کا مقتدا یعنی امام بنا دے گا جنہوں نے لوگوں کو دین اسلام کی تعلیم دی اور انہیں اسلام کی طرف لانے کا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جب یہ داعی لوگ دین سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو اسلام کی طرف بلا تے اور اللہ تعالیٰ کی حقانیت ان کے سامنے رکھتے تو یہ لوگ ان باتوں میں ان داعیوں سے جھگڑنے لگتے اور اللہ نے جن باتوں کے بارے میں کہا یعنی حساب و کتاب، بعثت بعد الموت وغیرہ ان میں اختلاف کرتے یعنی اسے سچا نہ جانتے تو اب تو انہیں یہ باتیں سمجھ میں نہیں آئیں گی لیکن جب قیامت کا دن ہوگا تب اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کر دے گا یعنی انکے اس اختلاف کو دور کر دے گا اور انکی آنکھوں کے سامنے ان تمام مناظر کو پیش کر دے گا جن سے انہیں ان تمام باتوں کا یقین ہو جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۶۶۳﴾ ہم پانی کو کھینچ کر خشکی کی طرف لے جاتے ہیں ﴿السماء ۲۶-۲۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسْكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ ۗ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ۚ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ ۗ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ۚ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ کیا واضح نہیں ہوا لہم ان کے لیے كَمْ أَهْلَكْنَا ہم نے کتنی ہلاک کر دیں مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے مِنْ الْقُرُونِ امتیں يَمْشُونَ یہ چلتے پھرتے ہیں فِي مَسْكِنِهِمْ ان کے گھروں میں إِنَّ فِي ذَلِكَ بے شک اس میں لَآيَاتٍ البتہ نشانیاں ہیں أَفَلَا يَسْمَعُونَ کیا پھر بھی وہ نہیں سنتے اَوَلَمْ يَرَوْا انہوں نے دیکھا اَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ پانی کو اِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ چیل زین کی طرف فَنُخْرِجُ پھر ہم نکالتے ہیں بہ اس کے ذریعے سے زَرْعًا کھیتی تَأْكُلُ کھاتے ہیں مِنْهُ اس سے أَنْعَامُهُمْ ان کے چوپائے وَأَنْفُسُهُمْ اور وہ خود بھی أَفَلَا يُبْصِرُونَ کیا وہ نہیں دیکھتے ترجمہ:- کیا ان کو اس (امر) سے ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی امتوں کو جن کے مقامات سکونت میں یہ چلتے پھرتے ہیں ہلاک کر دیا بیشک اس میں نشانیاں ہیں تو یہ سنتے کیوں نہیں؟ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم بجز زمین کی طرف پانی رواں کرتے ہیں پھر اس سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی (کھاتے ہیں) تو یہ دیکھتے کیوں نہیں؟

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- کیا ان کافروں کو اس بات سے ہدایت نہیں ملی کہ ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کے

گھروں میں یہ لوگ خود چلتے پھرتے ہیں؟

۲- اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔ ۳- کیا یہ لوگ سنتے نہیں ہیں؟

۴- کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم پانی کو کھینچ کر خشکی کی طرف لے جاتے ہیں؟

۵- پھر اس سے وہ کھیتی نکالتے ہیں جس سے اسکے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور یہ خود بھی۔

۶- تو کیا انہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا؟

قرآن مجید نے مشرکین مکہ کو بار بار یہ بات یاد دلائی ہے کہ گزری ہوئی قوموں نے جب اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا

تو انہیں کس طرح ہلاک و تباہ کر دیا گیا؟ اس آیت میں یہی بات یوں کہی جا رہی ہے کہ کیا اس بات نے بھی ان بد بختوں

کو ہدایت نہیں دی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر دیا؟ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۶ میں بھی یہ بات یوں کہی گئی اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَهُمْ مُمْكِنٌ لَكُمْ كَمَا كُنْتُمْ كَيْفَ لَا يَدُلُّكُمْ عَلَيْهِمْ اَنْتُمْ كُنْتُمْ تَدْعُوهُمْ لِيُقْبِلَ اِلَيْكُمْ فَتَكْفُرُوهُمْ فَتَكْفُرُوهُمْ كَمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ؟۔ سورۃ یونس کی آیت نمبر ۱۳ میں کہا گیا وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ لِيَاظْمَلُوْا اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا جب کہ انہوں نے ظلم کیا۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۷ میں کہا گیا وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ مَّ بَعْدِ نُوحٍ ہم نے نوح کے بعد کتنے قوموں کو ہلاک کیا۔ سورۃ الکہف کی آیت نمبر ۵۹ میں کہا گیا وَتِلْكَ الْقُرَىٰ اَمْهَلَكْنَاهُمْ لِيَاظْمَلُوْا یہ ہیں وہ بستیاں جنہیں ہم نے ان کے مظالم کی بنا پر غارت کر دیا۔ یہ باتیں اس لئے کہی گئیں کہ ان مشرکین کا گزر اکثر اوقات انہی وادیوں میں سے ہوتا تھا جب سفر پر نکلتے تھے اور اپنی آنکھوں سے انکی ویرانیوں اور انکے تباہ شدہ کھنڈرات کو دیکھتے بھی تھے، کیا یہ اپنی آنکھوں سے انکی تباہی دیکھ کر سبق حاصل نہیں کرتے؟ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ کر اسکی اطاعت نہیں کرتے اور سمجھ سے کام نہیں لیتے؟ کیا ان کے پاس عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے کہ اتنی کھلی نشانیاں دیکھتے کے بعد بھی اسی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں؟ اگر کوئی عقل مند ہوتا تو اس سے وہ ضرور نصیحت حاصل کرتا، ان واقعات میں اللہ کے خالق و مالک ہونے اور قادر مطلق ہونے پر بہت ساری نشانیاں موجود ہیں، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہاں جن قوموں کی ہلاکت کا تذکرہ ہے اس سے مراد قوم عاد اور قوم ثمود ہیں۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۱۹۶)

اللہ تعالیٰ انہیں اپنی ایک قدرت کی نشانی دکھا رہے ہیں تاکہ وہ یہ دیکھ کر تو نصیحت حاصل کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ چلو! ان تباہ شدہ قوموں کی بستیوں کو دیکھ کر انہیں کچھ پتا نہیں چلتا تو کیا انہوں نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ ایک زمین بخر پڑی ہے اس پر نہ کوئی کھانسی اگتی ہے اور نہ ہی کوئی کھیتی مگر اللہ تعالیٰ اس زمین پر پانی پہنچاتا ہے تو اس زمین میں ایک جان سی پڑ جاتی ہے جسکے بعد وہ بخر زمین ہریالی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور خوب پھل پھلاریاں اس سے نکلنے لگتی ہیں جسے تم کھاتے ہو اور تمہارے جانور بھی، یہ تمہارے لئے بھی غذا ہے اور تمہارے چوپایوں کے لئے بھی، کیا ان سب نعمتوں کو دیکھ کر بھی تمہیں اتنا سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک زمین پہلے کسی کام کی نہ تھی مگر پھر رب ذوالجلال نے اسے انسانوں اور جانوروں کے لئے فائدہ مند بنا دیا؟ تو یقیناً وہی ذات ہے جسے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے اور جو ایسی اونچی شان والا ہوتا ہے ہمیں اسی پر ایمان لانا چاہئے اور اسی کی عبادت کرنی چاہئے، اگر تم سمجھدار ہوتے تو ضرور اس سے نصیحت حاصل کرتے اور ایمان لے آتے، تمہارا ایمان نہ لانا اس بات کی دلیل ہے کہ تمہارے اندر ذرہ برابر بھی سمجھ و عقل نہیں ہے۔ ایسے بے وقوفوں کے سامنے کچھ بھی بیان کر لو وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ یہاں اَلْاَرْضِ الْمَجْرُوْز سے مراد بعض مفسرین نے کہا کہ ہر وہ بخر زمین ہے جس میں اگانے کی

صلاحیت نہ ہو اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد ایک مخصوص زمیں ہے جو ملک شام یا دریائے نیل کے پاس واقع ہے۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۵۵۶)

﴿درس نمبر ۱۶۶۳﴾ جب فیصلہ ہوگا تو کافروں کا ایمان لانا فائدہ مند نہ ہوگا ﴿الجمہ ۲۸-۲۹-۳۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْفَتْحُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ
كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرِ إِنَّهُمْ مُنْتَضِرُونَ ۝
لفظ بہ لفظ ترجمہ:- ویقولون اور وہ کہتے ہیں متی کب ہوگا هذا الفتح یہ فیصلہ ان کنتم صادقین اگر تم
سچے ہو قل کہہ دیجیے یوم الفتح فیصلے کے دن لا ینفع نفع نہیں دے گا الذین ان لوگوں کو جنہوں نے
کفروا کفر کیا ایمانہم ان کا ایمان لانا ولاہم ینظرون اور نہ وہ مہلت دیے جائیں گے فأعرض لهذا
آپ منہ پھیر لیں عنہم ان سے واننتظر اور آپ انتظار کریں انہم بلاشبہ وہ بھی منتظر ہیں
ترجمہ:- اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا؟ ۝ کہہ دو کہ فیصلے کے دن کافروں کو ان کا ایمان
لانا کچھ بھی فائدہ نہ دے گا اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی ۝ تو ان سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو یہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔
تشریح:- ان تیس آیتوں میں چھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتلاو یہ فیصلہ کب ہوگا؟

۲۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کہہ دیجئے کہ جب یہ فیصلہ ہوگا تب کافروں کا ایمان لانا کچھ فائدہ کا نہ ہوگا۔

۳۔ انہیں کوئی مہلت بھی نہیں دی جائے گی۔ ۴۔ اے پیغمبر! آپ ان لوگوں کی پرواہ نہ کیجئے۔

۵۔ آپ بھی انتظار کیجئے یہ لوگ بھی انتظار کر رہے ہیں۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیاں فرمایا اِنَّ رَبَّكَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا يَفْصِلُ بَيْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ هُمْ يَحْسِبُونَ
انکے درمیان فیصلہ کر دے گا تو اسی فیصلہ سے متعلق ان کافروں کا یہ سوال بیان کیا جا رہا ہے کہ یہ لوگ اللہ کے نبی ﷺ
سے پوچھ رہے ہیں کہ اچھا چلو! ہم نے ماں لیا کہ وہ فیصلے کا دن آنے والا ہے تو اب ہمیں بتاؤ کہ وہ دن کب آئے گا جس
سے آپ ہمیں اتنا ڈرار رہے ہیں؟ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ ہمارا ایک دن ہوگا جس دن ہم آرام و انعامات میں ہوں گے، ان باتوں کو سن کر
مشرکین کہا کرتے تھے کہ وہ دن کب آئے گا؟ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۵۵۷)

اللہ تبارک و تعالیٰ ان کافروں کو جواب دے رہے ہیں کہ جب وہ دن آجائے گا تو اس دن کی ہولناکی کو دیکھ کر اگر تم

ایمان لانا چاہو گے تو اس وقت تمہارا ایمان لانا قابل قبول نہیں ہوگا اور نہ ہی اس وقت تمہیں کوئی مہلت دی جائے گی۔ اس آیت میں یَوْمَ الْقِيَامَةِ سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں علماء تفسیر کی مختلف رائے ہیں۔ لیکن اکثر نے کہا کہ اس سے مراد قیامت اور قضا کا دن ہے جیسا کہ حضرت مجاہد اور قتادہ رضی اللہ عنہما نے کہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس سے مراد بدر کا دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح نصیب فرمائی اور بعض نے اس سے مراد فتح مکہ بھی لیا ہے۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۵۵۸) اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں اے نبی! آپ انکی باتوں کو سن کر اسے دل سے نہ لگائیں اور انکی اس طرح کی باتوں سے غم و رنج میں مبتلا نہ رہیں بلکہ انہیں انکے حال پر چھوڑ دین اور آپ اپنے کام یعنی تبلیغ دین میں لگے رہیں۔ رسول رحمت ﷺ کو ان کافروں اور مشرکوں کی پرواہ کرنے سے منع کیا گیا اور ان سے اور ان کی باتوں سے چشم پوشی کرنے اور اعراض کرنے کا حکم دیا گیا۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۳ میں بھی آپ ﷺ سے اعراض کرنے کا حکم دیا گیا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ آپ ان سے چشم پوشی کیجئے انہیں نصیحت کرتے رہئے اور آیت نمبر ۸۱ میں کہا گیا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ آپ ان سے منہ پھیر لیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۰۶ میں کہا گیا وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُنْشِرِ كَيْفَ تَنْزِلُ اور مشرکوں کی طرف خیال نہ کیجئے۔ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۹۹ میں کہا گیا خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ آپ درگزر کو اختیار کریں، نیک کام کی تعلیم دیں اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جائیں۔ سورۃ الحجر کی آیت نمبر ۹۴ میں کہا گیا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُنْشِرِ كَيْفَ يَنْزِلُ آپ اس حکم کو جو آپ کو دیا جا رہا ہے کھول کر سنا دیجئے اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجئے۔ آپ بھی اس قیامت کے آنے کا انتظار کیجئے کہ جس دن انہیں انکے کئے کی سزا دی جائے گی اور یہ بھی تو اس دن کے انتظار میں ہیں کہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جس دن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کیا ہے وہ آئے گا یا نہیں؟ لہذا انہیں انتظار کرنے دیجئے، جب وہ دن آئے گا تو انہیں خود پتا چل جائے گا کہ کس ہولناک دن کا وہ بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔

سُورَةُ الْأَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ

یہ سورت ۹ رکوع اور ۷۳ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۶۵﴾ کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانتیے ﴿الاحزاب ۱- تا- ۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّبِعِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی اتَّبِعِ اللَّهَ اللہ سے ڈریں وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ اور آپ اطاعت نہ کریں الْكَافِرِينَ کافروں کی وَالْمُنَافِقِينَ اور منافقوں کی إِنَّ اللَّهَ بِاللَّهِ كَانِ عَلِيمًا حَكِيمًا خوب جاننے والا ہے وَاللَّهِ كَانِ عَلِيمًا حَكِيمًا بڑا حکمت والا وَاتَّبِعْ اور آپ پیروی کریں مَا اس چیز کی جو يُوحَىٰ وحی کی جاتی ہے إِلَيْكَ آپ کی طرف مِنْ رَبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے إِنَّ اللَّهَ بے شک اللہ كَانِ عَلِيمًا حَكِيمًا ہے ساتھ اس کے جو تَعْمَلُونَ تم کرتے ہو خَبِيرًا خوب خبردار وَتَوَكَّلْ اور توکل کیجیے عَلَى اللَّهِ اللہ پر وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا کارساز

ترجمہ:- اے پیغمبر! اللہ سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ ماننا بیشک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے ۝ اور جو (کتاب) تم کو تمہارے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اسی کی پیروی کئے جانا بیشک اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے ۝ اور اللہ پر بھروسہ رکھنا اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔

سورہ کی فضیلت:- حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورہ احزاب پڑھا اور اسے اپنے ماتحتوں کو سکھایا تو اسے عذاب قبر سے امان دی جائے گی۔ (تخریج احادیث الکشاف للربیع، ج، ۳، ص، ۱۳۷)

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- اے نبی! اللہ سے ڈرتے رہیے۔ ۲- کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانتیے۔

۳- یقیناً اللہ بہت علم والا اور بہت حکمت والا ہے۔

۴- آپ کے پروردگار کی طرف سے جو وحی بھیجی جارہی ہے اسکی پیروی کیجئے۔

۵- جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیے۔ ۷۔ کام بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

پچھلی سورت کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کفار و مشرکین سے اعراض کرنے کا حکم فرمایا، ان آیتوں میں مزید احکامات دیئے جا رہے ہیں، سب سے پہلے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تقویٰ یعنی پرہیزگاری کا حکم دیا جا رہا ہے کہ اے نبی! آپ ہماری اطاعت کرنے، فرائض کو ادا کرنے، حرام سے بچنے اور آپ پر جو کام واجب کئے گئے ہیں یعنی تبلیغ دین وغیرہ پورا کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہئے، اس لئے کہ جب انسان میں اللہ سے ڈرنے کی صفت موجود ہوگی تب انسان کا سارے گناہوں سے بچنا ممکن ہو سکے گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب پاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں ایمان والوں کو بھی تقویٰ اختیار کرنے کا بار بار حکم دیا ہے۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۹ میں کہا گیا **وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** اور اللہ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ تم کامیاب ہو اور آیت نمبر ۱۹۳ میں کہا گیا **وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ** اور اللہ سے ڈرو اور یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۱۱۰ میں کہا گیا **فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا** تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۲ میں ایمان والوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا گیا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ** اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے۔ اور فرمایا کہ آپ ان کافروں اور منافقوں کی اتباع اور پیروی ہرگز مت کیجئے۔ رسول رحمت ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ کافروں اور منافقوں کی پیروی نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ جو احکامات دیئے ہیں ان کی پیروی کریں۔ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۱۶ میں کہا گیا **وَإِنْ تُطِيعُوا أَكْثَرَهُمْ** فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں۔ سورۃ فرقان کی آیت نمبر ۵۲ میں کہا گیا **فَلَا تُطِيعُوا الْكٰفِرِينَ** پس آپ کافروں کا کہنا نہ مانیں۔ سورۃ القلم کی آیت نمبر ۸ میں کہا گیا **فَلَا تُطِيعُوا الْمُكْذِبِينَ** پس آپ جھٹلانے والوں کی نہ مانتیے۔ سورۃ الدھر کی آیت نمبر ۲۴ میں کہا گیا **فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِيعْ مِنْهُمْ أُمَّةً أَوْ كَفَّةً** اور ان میں سے کسی گنہگار یا ناشکرے کا کہنا نہ مانتیے۔ ان منافقوں کے دلوں میں کیا چل رہا ہے اور وہ کس طرح کی پلاننگ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے اچھی طرح واقف ہے، اور انکی اس پلاننگ کو کیسے زیر کرنا ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے وہ تو بڑا حکمت والا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکہ والوں میں سے ولید بن مغیرہ اور شبیب بن ربیعہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دین سے باز رکھنے کے لئے کہا اور واپس انہی کے دین کو اپنانے کی بات کہی اور اس بات کی لالچ دی کہ وہ اپنی دولت کا آدھا حصہ آپ ﷺ کو دے گا اور مدینہ میں منافقوں اور یہودیوں نے آپ ﷺ کو دھمکایا کہ اگر آپ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو قتل کر دیں گے، اللہ تعالیٰ نے یہ

آیت نازل فرمائی: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ - الخ۔ (الدر السعور۔ ج ۶، ص ۵۶۰) ابن جریر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہاں کافرین سے مراد ابی بن خلف ہے اور منافقین سے مراد ابو عامر راہب، عبد اللہ بن ابی بن سلول اور جہد بن قیس ہیں۔ (الدر السعور۔ ج ۶، ص ۵۶۰) نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جا رہا ہے کہ اے نبی! آپ انکی باتیں نہ سنے اور نہ ہی ان پر عمل کیجئے آپ کو تو اس قرآن پر عمل کرنا ہے جو آپ کی جانب اللہ کی طرف سے بھیجی جا رہی ہے، یقیناً اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ بھی آپ اور مسلمان اس قرآن کریم پر عمل کر رہے ہیں اور اسکے احکامات کی پیروی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ہر کام کی پوری پوری خبر ہے۔ سورہ یونس کی آیت نمبر ۱۰۹ میں بھی اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی حکم فرمایا: وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِيَّاكَ کہ آپ کی جانب جو وحی کی جائے بس اسی کی اتباع کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہے ہیں کہ اے نبی! جب آپ کافروں کی خواہش کے خلاف اس قرآن پر عمل کرو گے تو آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھ کر اپنا کام کیجئے ان کافروں و مشرکوں کی ذرہ برابر فکر نہ کریں آپ نے جب اللہ پر بھروسہ کر لیا تو بس اللہ تعالیٰ ہی کے ذمہ آپ کی حفاظت ہے اور وہ اکیلا ہی اس سب سے نمٹنے کے لئے کافی ہے، لہذا آپ بے فکر رہیں۔

﴿درس نمبر ۱۶۶﴾ ہر شخص کے سینے میں ایک ہی دل ہے ﴿الاحزاب ۴-۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ ۚ وَمَا جَعَلَ أَرْوَاجَكُمْ أَلْيَمَىٰ تُظْهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ۗ أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ ۗ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ۗ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ ۗ وَلَكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- مَا جَعَلَ اللَّهُ نہیں بنائے اللہ نے لِرَجُلٍ کسی انسان کے لیے مِّن قَلْبَيْنِ دو دل فی جَوْفِهِ اس کے سینے میں وَمَا جَعَلَ اور اس نے نہیں بنایا أَرْوَاجَكُمْ تمہاری بیویوں کو أَلْيَمَىٰ تُظْهِرُونَ وہ جو تم ظاہر کرتے ہو مِنْهُنَّ ان سے أُمَّهَاتِكُمْ تمہاری مائیں وَمَا جَعَلَ اور اس نے نہیں بنایا أَدْعِيَاءَكُمْ تمہارے لے پالگوں کو أَبْنَاءَكُمْ تمہارے بیٹے ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ یہ تمہارا کہنا ہے بِأَفْوَاهِكُمْ اپنے مونہوں سے وَاللَّهُ اور اللہ يَقُولُ الْحَقَّ حق کہتا ہے وَهُوَ اور وہی يَهْدِي ہدایت دیتا ہے السَّبِيلِ راستے کی أَدْعُوهُمْ تم پکارو ان کو لِأَبَائِهِمْ ان کے باپوں کی طرف ۗ هُوَ أَقْسَطُ یہ زیادہ انصاف کی بات

ہے عِنْدَ اللّٰهِ اللّٰہ کے نزدیک فَإِنْ پھر اگر لَمْ تَعْلَمُوْا تم نہ جانو اَبَاءَهُمْ ان کے باپوں کو فَاِخْوَانُكُمْ تو وہ تمہارے بھائی ہیں فِي الدِّيْنِ دین میں وَمَوَالِيكُمْ اور تمہارے دوست ہیں وَلَيْسَ اور نہیں ہے عَلَيكُمْ تم پر جُنَاحٌ کوئی گناہ جِمْا اس میں جو اَخْطَاْتُمْ تم چوک جاؤ پہ اس کے بولنے میں وَلٰكِنْ اور لیکن مَّا تَعَمَّدَتْ وہ جو ارادہ کیا قُلُوْبُكُمْ تمہارے دلوں نے وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللّٰهُ غَفُوْرًا اَبْرًا بخشنے والا رَحِيْمًا نہایت رحم کرنے والا

ترجمہ:- اللہ نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے اور نہ تمہاری بیویوں کو جن کو تم ماں کہہ بیٹھے ہو تمہاری ماں بنایا ہے اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا ہے یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ تو سچی بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے O مومنو! لے پالکوں کو اُس کے (اصلی) باپوں کے نام سے پکارا کرو کہ اللہ کے نزدیک یہی بات درست ہے اگر تمہیں ان کے باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو دیں میں تمہارے بھائی اور دوست ہیں اور جو بات تم سے غلطی سے ہو گئی ہو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں لیکن جو قصد دلی سے کرو (اس پر مواخذہ ہے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی شخص کے سینے میں دو دل پیدا نہیں کئے۔
- ۲۔ تم اپنی جن بیویوں کو ماں کی پشت سے تشبیہ دیتے ہو انہیں تمہاری ماں نہیں بنایا۔
- ۳۔ نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا قرار دیا ہے۔
- ۴۔ یہ تو باتیں ہی باتیں ہیں جو تم اپنے منہ سے کہہ دیتے ہو۔
- ۵۔ اللہ وہی بات کہتا ہے جو حق ہے۔
- ۶۔ وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔
- ۷۔ تم ان منہ بولے بیٹوں کو اسکے باپ کے نام سے پکارو۔
- ۸۔ یہی طریقہ اللہ کے نزدیک پورے انصاف کا ہے۔
- ۹۔ اگر تمہیں اسکے باپ معلوم نہ ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں۔
- ۱۰۔ تم سے جو غلطی ہو جائے اس پر تمہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔
- ۱۱۔ البتہ جو گناہ تم جان بوجھ کر کرو گے اس پر گناہ ہوگا۔
- ۱۲۔ بے شک اللہ بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے یہ فرمایا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی دل کے ساتھ پیدا کیا ہے کسی بھی انسان کے سینے میں اللہ تعالیٰ نے دو دل نہیں بنائے، سوال یہاں یہ ہے کہ اس طرح کی بات اللہ تعالیٰ نے کیوں کہی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جب ان سے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس آیت کے

بارے میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ علیہ السلام سے نماز میں کچھ بھول چوک ہو گئی تو منافقوں نے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہا کہ اٹکے تو دو دل میں ایک تو تم لوگوں کے ساتھ اور دوسرا دوسرے لوگوں کے ساتھ، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی انسان کے دو دل نہیں بنائے۔ (ترمذی ۳۱۹۹) بعض مفسرین نے کہا کہ یہ آیت بنو فہر کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی اور بعض نے کہا کہ یہ بنو جحج کے ایک آدمی بن جمیل بن معمر کے بارے میں نازل ہوئی جو یہ کہتا تھا کہ میرے دو دل ہیں۔

اس کے بعد مسئلہ ظہار بیان کیا گیا یعنی اگر کوئی آدمی اپنی بیوی سے یہ کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے ایسے ہی جیسے میری ماں کی پیٹھ مجھ پر حرام ہے اسی کو ظہار کہا جاتا ہے جس نے بھی ظہار کیا یعنی اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو میرے لئے میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے اس سے اسکی بیوی اس آدمی پر حرام نہیں ہوتی اور اس پر اس طرح کہنے کی وجہ سے کفارہ لازم آئے گا۔ سورۃ مجادلہ کی آیت نمبر ۱۳ اور ۱۴ میں ظہار کا کفارہ دینے کا طریقہ بیان کیا گیا کہ غلامی سے آزاد کرنا یا دو مہینے کے روزے مسلسل رکھنا، اگر یہ بھی اس سے نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا۔

کسی بچے کو گود لینے سے متعلق یہ اصول بیان کیا جا رہا ہے کہ جب تم کسی کو گود لیکر اسکی پرورش کرتے ہو تو وہ تمہارا حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا بلکہ وہ منہ بولا بیٹا ہی رہتا ہے جو احکام حقیقی بیٹے پر لاگو ہوتے ہیں وہ اس منہ بولے بیٹے پر لاگو نہیں ہوتے، تم اسے اپنا بیٹا کہہ کر نہیں بلاو گے بلکہ اسکے باپ کے نام سے ہی بلاو گے اور اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تب بھی اسے اپنی جانب منسوب نہیں کرو گے اور دوسری بات یہ کہ اس منہ بولے بیٹے کی بیوی طلاق دینے کے بعد اس کے منہ بولے باپ کے لئے حلال ہو جائے گی یعنی اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی کو اگر اس منہ بولے بیٹے نے طلاق دیدی تو اب یہ اس پالنے والے باپ کے لئے حلال ہے اب وہ اس سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن حقیقی بیٹے کی بیوی کو اگر بیٹا طلاق بھی دیدے تب بھی وہ باپ کے لئے حلال نہیں ہوتی، اسی طرح منہ بولا بیٹا وارث بھی نہیں بنتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے اس طرح بیٹا کہنے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا یہ تو تمہاری اپنی باتیں ہیں جو کہ بے بنیاد ہیں لیکن جو بات اللہ کہتا ہے وہ برحق اور سچی ہوتی ہے اور اپنے احکامات کے ذریعہ تمہیں غلط راہ پر جانے سے بچاتا ہے اور صحیح راہ بتلاتا ہے، علماء تفسیر نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ پہلے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے پھر آپ ﷺ نے انہیں آزاد کیا اور اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا اور آپ ﷺ نے انکا نکاح حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کروایا تھا مگر یہ نکاح نباہ نہ ہو سکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کے بعد زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اس وقت کفار و منافقین یہ شور مچانے لگے کہ محمد نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا جبکہ وہ اس سے منع فرماتے ہیں تب یہ آیت نازل ہوئی

کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا۔ (تفسیر منیر۔ ج ۲۱، ص ۲۳۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان منہ بولے بیٹوں کو انکے ہی والد کے نام سے بلاوائے آگے اپنا نام مت لگاؤ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زید ابن محمد ہی کہہ کر پکارتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: **أُدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ** پھر اس کے بعد ہم نے انہیں زید بن حارثہ کہنا شروع کیا۔ (ترمذی ۳۲۰۹) بخاری کی روایت ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی کو اسکے باپ کا نام معلوم رہنے کے باوجود اپنے نام سے منسوب کیا تو اس پر جنت حرام ہے۔ (بخاری ۴۳۲۶۱) اسکے بعد اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ تم زید بن حارثہ ہو۔ (تفسیر منیر۔ ج ۲۱، ص ۲۳۴) ہاں! اگر واقعی تمہیں اس کے باپ کے نام کا علم نہ ہو تو کوئی بات نہیں اسے اسکے ہی نام سے بلاؤ کیونکہ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں انکا احترام کرنا تم پر فرض ہے اور تمہارے غلام بھی ہیں تو اپنے غلاموں کے ساتھ نرمی برتنے کا حکم تمہیں اللہ نے دیا ہے اور ہاں! اگر تم نے جانے انجانے میں یہ گناہ کر دیا ہو کہ اس غلام کو کسی اور کی طرف منسوب کر دیا ہو تو کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی غلطیوں پر کوئی مواخذہ نہیں کرتا جو انجانے میں ہو گئی ہوں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میری امت سے غلطی اور بھول چوک کو اور مجبوری میں کئے ہوئے گناہ کو معاف کر دیا۔ (ابن ماجہ ۲۰۴۳) لیکن ہاں! اگر جان کر کہ یہ گناہ کا کام ہے پھر بھی گناہ کرتے ہو تو اس پر تمہیں سزا ضرور دی جائے گی، لیکن اگر تمہیں اس گناہ کے کرنے کے بعد پچھتاوا ہو جائے اور اپنے گناہ پر شرمندگی محسوس ہونے لگے اور پھر تم نے اس گناہ پر اللہ سے معافی مانگی ہو اور توبہ کیا ہو تو اللہ تمہیں بخش دے گا کیونکہ وہ توبہ بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۶﴾ نبی ﷺ کی بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں ﴿الاحزاب ۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۝

لفظ بے لفظ ترجمہ:- **النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ** زیادہ حق دار ہے **بِالْمُؤْمِنِينَ** مومنوں پر **مِنْ أَنفُسِهِمْ** ان کے نفسوں سے بھی **وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ** ان کی بیویاں **أُمَّهَاتُهُمْ** ان کی مائیں ہیں **وَأُولُو الْأَرْحَامِ** اور رشتے دار **بَعْضُهُمْ** بعض ان کے **أَوْلَىٰ** زیادہ حق دار ہیں **بِبَعْضٍ** ساتھ بعض کے **فِي كِتَابِ اللَّهِ** اللہ کی کتاب میں **مِنَ الْمُؤْمِنِينَ** مومنوں سے **وَالْمُهَاجِرِينَ** اور مہاجرین سے **إِلَّا أَنْ** مگر یہ کہ **تَفْعَلُوا** تم کرو **إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ** ساتھ اپنے دوستوں کے

مَعْرُوفًا كَوْنِي بَهْلَانِي كَانَ ذَلِكْ يَهِي فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا كِتَابٌ فِي لِكْهَاهِوَ
ترجمہ:- پیغمبر مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں ان کی مائیں ہیں
اور رشتہ دار آپس میں کتاب اللہ کی رو سے مسلمانوں اور مہاجرین سے ایک دوسرے (کے ترکے) کے زیادہ حقدار
ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے احسان کرنا چاہو (تو اور بات ہے) یہ حکم کتاب (یعنی قرآن) میں لکھ دیا گیا ہے۔
تشریح:- اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- ایمان والوں کے لئے یہ نبی انکی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

۲- انکی بیویاں ان ایمان والوں کی مائیں ہیں۔

۳- اسکے باوجود اللہ کی کتاب کے مطابق پیٹ کے رشتہ دار دوسرے مومنوں اور مہاجرین کے مقابلہ میں
ایک دوسرے پر زیادہ حق رکھتے ہیں۔

۴- مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ اٹکے حق میں وصیت کر کے کچھ نیکی کر لو۔

۵- یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

پچھلی آیتوں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہونے کی نفی کی گئی
اور ان آیتوں میں کہا جا رہا ہے۔ رسول رحمت ﷺ ایمان والوں کے حق میں ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب
ہیں۔ دین اور دنیا کے تمام معاملات اور امور میں رسول رحمت ﷺ کا مقام اور درجہ ان ایمان والوں کی جانوں سے
بھی بڑھ کر ہے، اس لئے کہ ایمان والوں کے حق میں نبی رحمت ﷺ کی محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کا عالم یہ ہے کہ
نبی ان سارے مومنوں کی کامیابی اور نجات کے اس قدر فکر مند ہیں کہ خود ایمان والوں کو اپنی فکر اس قدر نہیں جس قدر
نبی رحمت ﷺ کو ان ایمان والوں سے ہے۔ نبی رحمت ﷺ ان ایمان والوں کے حق میں اس قدر نرم، شفیق اور مہربان ہیں
کہ خود ایمان والے اس قدر مہربانی اپنی جانوں پر بھی نہیں کرتے۔ ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو
ہلاکت کی طرف لے جا رہے ہوتے ہیں اور نبی رحمت ﷺ انہیں نجات کی جانب لے جا رہے ہوتے ہیں۔ حدیث
میں ہے رسول رحمت ﷺ نے فرمایا: لَا يُوْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (بخاری ۱۵) کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسکے دل میں میری
چاہت اسکے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر نہ ہو جائے، اس اعتبار سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ
باپ سے بھی بڑھا ہوا ہے، حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر نبی امت کے والد ہوتے ہیں، اس آیت میں
حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک تسلی بھی ہے کہ وہ اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہے جانے پر
فخر کرتے تھے مگر جب یہ آیت نازل ہوئی کہ أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ مَنْ بُولَ بَيْتُونَ کے ان کے حقیقی باپوں کے نام

سے پکارو تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا دل مرجھسا گیا تھا لیکن اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ساری امت کو اس بات پر فخر ہوگا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے آپ ہیں، اب چونکہ جو سب سے زیادہ حقدار ہوتا ہے جو سب سے قریب ہوتا ہے وہ اپنے ماتحتوں کی ہمیشہ فکر میں رہتا ہے ایسے ہی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم امت کی ہمیشہ فکر میں رہا کرتے ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں دوزخ کی آگ سے پکڑ کر کھینچ لوں گا جبکہ تم اس میں پتنگوں کی طرح بغیر سوچے سمجھے جا رہے ہوں گے۔ (ترمذی ۲۸۷۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول رحمت ﷺ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں یعنی ماؤں کے درجہ میں ہیں تو جیسے تم اپنی ماؤں سے نکاح نہیں کر سکتے اسی طرح ان ازواج مطہرات سے بھی نکاح نہیں کر سکتے اور جس طرح تم اپنی ماؤں کا احترام کرتے ہو اسی طرح ان ازواج مطہرات کا احترام تم پر فرض ہے اگر تم انکے احترام میں کوتاہی کرو گے کہ تمہارے ایمان کو خطرہ لاحق ہوگا۔ اسکے علاوہ جتنے بھی احکام ہیں ان میں یہ ازواج برابر کی شریک ہیں یعنی پردہ وغیرہ کہ ان سے پردہ کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ میراث کا حکم بھی بیان فرما رہے ہیں کہ جو تمہارے رشتہ دار ہیں جن سے تمہاری خونی رشتہ داری ہے وہ تمہاری میراث کے زیادہ حق دار ہیں یعنی تمہاری میراث کا مال پہلے ان میں تقسیم کیا جائے گا انکے حصوں کے موافق جسکی تفصیل سورہ نساء میں موجود ہے۔ اصل میں یہ آیت اس رسم کو منسوخ کرتی ہے جو اسلام سے پہلے رائج تھی یعنی جس کسی کی کسی سے دوستی ہوتی تھی جسے ہم بھئی دوستی کہتے ہیں تب وہ دوست بھی اس میراث کے مال میں شریک ہوتا تھا، اللہ نے اس رسم کو ختم فرمایا کہ مومن مومن بھائی ہونے کی نسبت سے بھی وہ میراث میں شریک نہیں ہونگے اور نہ مواخات جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں پیدا فرمائی تھی، اس بھائی چارہ کی وجہ سے کوئی کسی کے مال میراث میں شریک نہیں ہوگا بلکہ میراث تو خالص ذورحم رشتہ داروں کا حق ہے لیکن ہاں! اگر کوئی شخص اپنے تہائی مال میں سے کوئی وصیت کر جائے تو اس وصیت کا لحاظ رکھا جائے گا اور جس کے لئے وصیت کی گئی ہے اسے وہ مال دیا جائے گا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دنیا و آخرت میں ہر مومن کے سب سے قریب ہوں، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ لہذا جو کوئی مومن مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو اسکے رشتہ دار اسکے وارث ہونگے، لیکن اگر کوئی قرض چھوڑ جائے یا اولاد چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آ جائے کہ میں انکا ولی ہوں۔ (بخاری ۲۳۹۹)

آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمام احکام کتاب اللہ میں لکھے ہوئے ہیں اگر تم جاننا چاہو تو اس میں پڑھو تو تمہیں پتا چل جائے گا کہ کس کا کیا حق اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے؟

﴿درس نمبر ۱۶۶۸﴾ ہم نے ان سے پختہ عہد لیا تھا ﴿الاحزاب ۷-۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ۝ لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا آثِيمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- - وَإِذْ أَخَذْنَا ہم نے لیا مِنَ النَّبِيِّينَ نبیوں سے مِيثَاقَهُمْ ان کا عہد وَمِنْكَ اور آپ سے وَمِنْ نُوحٍ اور نوح سے وَإِبْرَاهِيمَ اور ابراہیم سے وَمُوسَى اور موسیٰ سے وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ اور عیسیٰ ابن مریم سے وَأَخَذْنَا اور ہم نے لیا مِنْهُمْ ان سے مِيثَاقًا غَلِيظًا بڑا پختہ عہد لِيَسْأَلَ تا کہ پوچھے الصَّادِقِينَ سچوں سے عَنْ صِدْقِهِمْ ان کی سچائی کی بابت وَأَعَدَّ اور اس نے تیار کیا ہے لِلْكَافِرِينَ کافروں کے لیے عَذَابًا آثِيمًا دردناک عذاب

ترجمہ:- اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور عہد بھی ان سے پکا لیا ۝ تا کہ سچ کہنے والوں سے ان کی سچائی کے بارے میں دریافت کرے اور اس نے کافروں کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! اس وقت کو یاد رکھو جب ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا تھا۔

۲۔ آپ سے حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام سے بھی۔

۳۔ ہم نے ان سب سے پختہ عہد لیا تھا۔

۴۔ تا کہ اللہ سچے لوگوں سے انکی سچائی کے بارے میں پوچھیں۔

۵۔ اس نے کافروں کے لئے ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

پچھلی آیت میں بیان کیا گیا کہ نبی مومنین کے انکی جانوں سے زیادہ ان پر حق رکھتے ہیں، ان آیتوں میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ نبی کون ہیں اور انہیں کس نے نبی بنایا اور انکا کام کیا ہوتا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے نبیوں سے عہد لیا کہ ہم آپ کو اس دنیا میں ہماری کتاب دے کر بھیج رہے ہیں تا کہ آپ ہمارا پیغام اپنی اپنی قوموں تک پہنچائیں اور انہیں گمراہی کے راستے اور ہدایت والے راستے کے درمیان فرق بتلائیں اور آپ کے بعد یا آپ ہی کی موجودگی میں اگر ہم کوئی دوسرا نبی بھیج دیں تو آپ کو اس نبی کی تصدیق کرنی ہوگی، تو کیا آپ تمام اس

بات کو مانتے ہیں؟ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے کہا ہاں! ہم اسے مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ چند انبیاء کرام علیہم السلام کے نام لئے ہیں تاکہ انکی عظمت و رفعت بیان کی جاسکے اور اس لئے بھی خصوصیت کے ساتھ ان انبیاء کرام علیہم السلام کا نام لیا گیا کہ ان انبیاء پر دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں زیادہ آزمائشیں آنے والی ہیں، اسی لئے خصوصیت کے ساتھ ان انبیاء کا نام لیکر اس بات کی تصدیق لی گئی اور یہ کتاب اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ ان انبیاء پر دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابلہ میں بہت زیادہ آزمائشیں آئی ہیں اور انہوں نے اس آزمائش کو پار کر لیا ہے۔ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۸۱ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو بیان فرمایا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا اْتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتَقُولُنَّ يَا وَيْلَتَنَا لَمَّا طَغَى الْاَقْرُوزُ مَا قَالْ قَا شِهْدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ کہ اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ اگر میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کتاب کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر ضرور ایمان لاو گے اور ضرور اسکی مدد کرو گے، اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبروں سے کہا کہ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو اور میری طرف سے دی ہوئی اس ذمہ داری کو اٹھاتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ حدیث میں ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ہم ان انبیاء سے پوچھیں گے کہ کیا تم نے اس اقرار کو پورا کر دیا جو تم نے ہم سے کیا تھا کہ تم تبلیغ دین کرو گے اور ہمارا پیغام اپنی اپنی امت تک پہنچاؤ گے؟ تب وہ پیغمبر کہیں گے کہ ہاں! ہم نے پہنچا دیا، پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ ان تمام نبیوں کی امتوں سے پوچھے گا کہ کیا یہ سچ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے تمہیں ہمارا پیغام پہنچا دیا؟ تو وہ لوگ کہیں گے کہ نہیں! انہوں نے ہمیں آپ کا پیغام نہیں پہنچایا اور وہ اس طرح انکی سچائی کا انکار کر دین گے تب اللہ تعالیٰ ان انبیاء سے کہے گا کہ کیا آپ کے پاس کوئی گواہ ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ وہ کون ہیں؟ تو وہ جواب دین گے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی امت، پھر انہیں بلا یا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ کیا انہوں نے یہ پیغام پہنچا دیا؟ تو وہ کہیں گے کہ ہاں! تو اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تمہیں اس بارے میں کیسے معلوم ہوا جبکہ تم تو آخری امت ہو؟ تو وہ لوگ کہیں گے کہ ہمیں ہمارے نبی نے بتلایا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ کے پیغام کو پہنچا دیا، لہذا ہم نے انکی تصدیق کی، پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہی ہوجن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔ (ابن ماجہ ۴۲۸۴)، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو یہ جھٹلانے والے ہیں ہم انہیں ضرور دردناک عذاب میں مبتلا کریں گے اس لئے کہ ایک تو انہوں نے ہمارے انبیاء کی بات نہیں مانی اور دوسری جرأت یہ کی کہ ان

بدبختوں نے ان نبیوں کو جھوٹا بتلایا۔

اس آیت کے متعلق ایک حدیث مروی ہے کہ ابو مریم غسانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی نبوت کی ابتدا کب ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے عہد لیا جیسا کہ دوسرے انبیاء سے عہد لیا، پھر آپ نے یہی آیت **وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ** - الخ۔ تلاوت فرمائی اور پھر کہا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں کہ انہوں نے کہا تھا اے اللہ! انکے پاس ایک رسول بھیج جو انہی میں سے ہو اور میں مسیح ابن مریم کی بشارت ہوں، جسکی تاویل کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بزرگوار نے ایک خواب دیکھا کہ آپ کے دونوں پیروں کے درمیان سے ایک نور نکلا ہے جس سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (الدر السعوی، ج ۶، ص ۵۶۸)

﴿درس نمبر ۱۶۶﴾ جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تھے ﴿الاحزاب ۹- تا ۱۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ط وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ حَتَّىٰ إِذْ جَاءَ وَكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو جو آمنوا ایمان لائے ہو! اذْ كُرُوا تم یاد کرو نِعْمَةَ اللَّهِ اللہ کا احسان عَلَيْكُمْ اپنے اوپر اذْ جَاءَتْكُمْ جب آئے تھے تم پر جُنُودٌ کئی لشکر فَأَرْسَلْنَا توہم نے بھیجی عَلَيْهِمْ ان پر رِيحًا وَجُنُودًا ہو اور ایسے لشکر لَّمْ تَرَوْهَا تم نے نہیں دیکھا ان کو وَكَانَ اللَّهُ اور تھا اللہ بِمَا تَعْمَلُونَ تم کر رہے تھے بَصِيرًا خوب دیکھنے والا اذْ جَاءَ وَكُمْ جب وہ آئے تھے تم پر مِّنْ فَوْقِكُمْ تمہارے اوپر سے وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ اور تمہارے نیچے سے وَإِذْ اور جب زَاغَتِ الْأَبْصَارُ پتھرائی تھیں آئیں وَبَلَغَتِ اور پہنچ گئے تھے الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ دل گلوں تک وَتَظُنُّونَ اور تم گمان کرتے تھے بِاللَّهِ اللہ کے بارے میں الظُّنُونَا گمان هُنَالِكَ وہاں ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ آزمائے گئے مومن وَزُلْزِلُوا اور وہ ہلائے گئے زِلْزَالًا شَدِيدًا نہایت سخت

ترجمہ:- مومنو! اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جو (اس نے) تم پر (اس وقت کی) جب فوجیں تم پر (حملہ

کرنے کو) آئیں تو ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر (نازل کئے) جن کو تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور جو کام تم کرتے

ہو اللہ ان کو دیکھ رہا ہے O جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور دل (مارے دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے O وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! یاد کرو اللہ نے اس وقت تم پر کیسا انعام کیا جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تھے؟

۲۔ ہم نے ان پر ایک آندھی بھی بھیجی اور ایک لشکر بھی جو تمہیں نظر نہیں آئے تھے۔

۳۔ جو کچھ تم کرتے رہے تھے اللہ اسے دیکھ رہا تھا۔

۴۔ یاد کرو جب وہ تم پر تمہارے اوپر سے بھی چڑھ آئے تھے اور نیچے سے بھی۔

۵۔ جب آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آگئے تھے۔

۶۔ تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کی باتیں سوچنے لگے تھے۔

۷۔ اس موقع پر ایمان والوں کی بڑی آزمائش ہوئی۔

۸۔ انہیں ایک سخت بھونچال میں ڈال کر ہلا دیا گیا تھا۔

ان آیتوں میں غزوہ خندق کا ذکر ہو رہا ہے۔ آیت نمبر ۹ سے آیت نمبر ۲۷ تک اسی غزوہ کا تذکرہ ہے اس غزوہ کا دوسرا نام غزوہ احزاب بھی ہے جسکے نام پر اس سورت کا نام رکھا گیا ہے یہ غزوہ شوال کے مہینہ میں سن پانچ ہجری میں پیش آیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے مومنو! اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم پر دشمن حملہ کرنے کے لئے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت ہوائیں مسلط کر دیں اور فرشتوں کے ایک لشکر کو جسے تم دیکھ نہیں سکتے تھے تمہاری مدد کے لئے بھیجا اور اس وقت تمہاری کیا حالت تھی؟ اللہ اس سے بخوبی واقف تھا، قصہ یہ ہوا کہ بنو نضیر کے یہودیوں کی سازش سے قریش کے بت پرستوں نے یہ طے کیا کہ عرب کے مختلف قبیلوں کو جمع کر کے مدینہ پر حملہ کریں گے، چنانچہ بنو غطفان، بنو اسلم، بنو مرہ، بنو اشج، بنو کنانہ اور بنو فزارہ بھی قریش کے ساتھ اس جنگ کے لئے جمع ہو گئے، انکی تعداد کے بارے میں کہا گیا کہ یہ لوگ بارہ سے پندرہ ہزار تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ملی تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے؟ اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ مدینہ کے شمال سے حملہ آور ہونے والے ہیں تو وہاں مدینہ کے قریب ایک بڑی خندق یعنی گڑھا کھودا جائے تاکہ وہ مدینہ میں داخل نہ ہونے پائیں چنانچہ اس رائے کو پسند کیا گیا اور صرف چھ دن میں یہ خندق کھودی گئی، جب دشمن مدینہ آئے تو اس خندق کی وجہ سے وہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے تو وہیں خندق کے پاس پڑاؤ ڈال دیا جو پڑاؤ ایک مہینہ تک چلا اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی آندھی بھیجی جس کی وجہ سے ان کفار کے خیمے اکھڑ گئے اور سارے برتن جن میں ان کا

کھانا پینا تھا سب اڑا کر لے گئی جسکی وجہ سے انہیں مجبوراً وہاں سے جانا پڑا اسی نعمت کو اللہ تعالیٰ نے یہاں بیان کیا ہے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے غزوہ احزاب کے وقت اپنی حالت دیکھی کہ ہم صف باندھے بیٹھے ہوئے تھے، کہ ابوسفیان اور انکا لشکر ہماری اوپری جانب تھا اور بنو قریظہ کے یہود ہمارے نیچے کی جانب تھے ہم اپنی اولاد کے سلسلہ میں ڈر رہے تھے کہ اتنی سخت تاریک اور ہواؤں سے بھری رات ہم نے کبھی نہیں دیکھی تھی کہ جن ہواؤں میں بجلی کی کڑک کی طرح آوازیں تھیں، وہ رات اتنی تاریک تھی کہ ہمیں اپنی انگلیاں تک دکھائی نہیں دے رہی تھیں، اس وقت منافقین جنگ چھوڑ کر گھر جانے کی اجازت لینے لگے کہ ہمارے گھر محفوظ نہیں ہیں، جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں تھا پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس شخص کو جانے کی اجازت دیتے جو جانا چاہتا تھا، یہاں تک کہ ہم تین سو کے قریب لوگ باقی رہ گئے، پھر اللہ کے نبی ہم میں ایک ایک آدمی سے ملنے لگے مجھ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی میری اس وقت حالت یہ تھی کہ نہ ہی میرے پاس دشمن سے بچاؤ کے لئے جنگی لباس تھا اور نہ ہی ٹھنڈک سے بچنے کے لئے کوئی چیز، میرے پاس بس ایک چادر تھی جو میں نے اپنی بیوی سے مانگی تھی وہ بھی میرے گھٹنوں سے اوپر تک ہی تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے تو میں گھٹنوں کو چھپائے بیٹھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے زمیں کی جانب جھکتے ہوئے کہا حذیفہ! جبکہ میں اس طرح کی حالت میں اٹھنا نہیں چاہتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ، تو میں کھڑا ہو گیا، اور کہا کہ دشمن قوم کی کیا حالت ہے معلوم کراؤ، راوی کہتے ہیں کہ میں سب سے ڈر پوک شخص تھا اور مجھے سردی بھی زیادہ ہوتی تھی لیکن بہر حال میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کے لئے نکل پڑا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے دعا کہ اے اللہ! حذیفہ کی دائیں سے بائیں سے، اوپر سے نیچے سے، آگے سے پیچھے سے حفاظت فرما، راوی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اس وقت مجھے نہ کوئی خوف محسوس ہونے لگا اور نہ ہی سردی کہ میرے پیٹ سے وہ چیر نکل گئی جو پہلے تھی، لہذا جب میں مڑ کر جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے حذیفہ! میرے پاس آنے تک تم کسی سے بات نہیں کرو گے، تو پھر میں نکل پڑا اور لشکر کے قریب ہو گیا میں نے دیکھا کہ وہ لوگ آگ لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں میں نے دیکھا کہ ایک بھورے رنگ کا بھاری بھر کم آدمی اپنے ہاتھوں کو آگ پر تانپتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ چلو نکل چلو! پھر میں اس لشکر میں گیا جہاں بنو عامر کے لوگ تھے وہ بھی کہہ رہے تھے کہ اے آل عامر! چلو نکل چلو، پھر وہ لوگ نکل گئے، بس ابھی یہ لوگ ایک بالشت بھی آگے نہیں بڑھے تھے کہ میں نے انکے قافلے میں پتھروں اور ہواؤں کی آوازیں سنیں جو انہیں مار رہی تھیں، پھر میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس لوٹنے لگا جب میں بیچ راستے میں تھا تو کچھ بیس کے قریب عمامے باندھے گھوڑ سوار آئے اور کہا کہ کہ اپنے نبی سے کہو کہ اللہ نے انہیں اس دشمن قوم سے بچالیا ہے، پھر میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹا تو وہ چادر میں لپٹے دعا کر رہے تھے، جب بھی آپ کو کوئی اہم کام کرنا ہوتا تو آپ اسی طرح دعا کرتے، پھر جب آپ نماز سے

فارغ ہو گئے تو میں نے انہیں بتایا کہ میں نے دشمن قوم کو جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُفِّرُوا بِنِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكُمْ**۔ الخ۔ (الدر المنثور۔ ج ۲، ص ۵۷۲) اگلی آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی حقیقت کو بیان فرمایا کہ جب دشمن اوپر سے نیچے سے تمہیں گھیرے ہوئے تھے تب تمہارے دل سہمے ہوئے تھے کہ ہم اتنی کم تعداد میں ہیں اور لشکر پوری قوت میں ہے ہمارا کیا ہوگا؟ اور بھی مختلف قسم کے خیالات تمہارے دلوں میں آنے لگے تھے، یہ وقت مومنین کے لئے بڑی آزمائش کا وقت تھا اس لئے کہ جو منافقین تھے وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے اور جو لوگ بھی بچے تھے وہ سارے کے سارے مومنین تھے اور وہ لوگ اللہ پر بھروسہ کئے بیٹھے ہوئے تھے اسی لئے کہا گیا کہ یہ وقت ان کے لئے بڑی آزمائش کا وقت تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں صحیح سلامت نکال لایا، مگر اس سے پہلے انہیں ان آزمائشوں میں بہت جھنجھوڑا گیا کہ لگاتار ایک مہینہ محاصرے میں رہے جہاں کھانے کی قلت، ضروری سامان کی قلت، سخت سردی کا موسم اور اس وقت بہت سے صحابہ کے پاس صحیح طور پر سردی سے بچنے کے لئے کپڑے اور سامان بھی نہیں تھے۔ الغرض بہت ہی کڑی آزمائش کے یہ ایام تھے جو انہوں نے صبر اور برداشت کے ساتھ اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے گزارے جس کا صلہ بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا کہ بغیر کسی نقصان کے کافروں کو محاصرہ ختم کر کے بھاگنا پڑا۔

﴿درس نمبر ۱۶۷﴾ تمہارے لئے یہاں ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں ہے ﴿الاحزاب ۱۲- تا- ۱۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝
وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۝ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ
مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ۝ وَلَوْ

دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَأَتَوْهَا وَمَا تَلْبَثُوا فِيهَا إِلَّا أَيَّامًا ۝
لفظ بہ نظر ترجمہ: **وَإِذْ** اور جب **يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ** منافق کہہ رہے تھے **وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ** اور وہ لوگ **مَرَضٌ** جن کے دلوں میں **مَرَضٌ** روگ ہے **مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ** ہم سے وعدہ نہیں کیا اللہ نے **وَرَسُولُهُ** اور اس کے رسول نے **إِلَّا غُرُورًا** مگر فریب کا **وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ** ایک گروہ نے **مِّنْهُمْ** ان میں سے **يَا أَهْلَ يَثْرِبَ** اے مدینے والو! **لَا مُقَامَ لَكُمْ** تمہارے لیے **فَارْجِعُوا** لوٹ جاؤ **وَيَسْتَأْذِنُ** اور اجازت مانگتا تھا **فَرِيقٌ** ایک فریق **مِّنْهُمْ** ان میں سے **النَّبِيَّ** نبی سے **يَقُولُونَ** وہ کہتے تھے **إِنَّ بُيُوتَنَا** بے شک ہمارے گھر **عَوْرَةٌ** غیر محفوظ ہیں **وَمَا** حالانکہ نہیں تھے **هِيَ** **بِعَوْرَةٍ** وہ غیر

محفوظ ان یُریدون وہ نہیں چاہتے تھے اِلَّا فِرَارًا مگر صرف بھاگنا وَلَوْ اور اگر دُخِلَتْ داخل کر دیے جاتے عَلَیْهِمْ ان پر مِّنْ اَقْطَارِهَا اطراف مدینہ سے ثُمَّ سَبَّلُوا پھر وہ مطالبہ کیے جاتے الْفِئْتَنَةَ فتنے کا لَاتُوْهَا تو وہ ضرور اسے اپنالیتے وَمَا تَلَبَّثُوْا اور نہ توقف کرتے پہا اس میں اِلَّا اَیْسِيْرًا مگر تھوڑا سا ترجمہ:- اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہتے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے تو ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا O اور جب ان میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اے اہل مدینہ! (یہاں) تمہارے لئے (ٹھہرنے کا) مقام نہیں تو لوٹ چلو اور ایک گروہ ان میں سے پیغمبر سے اجازت مانگنے اور کہتے لگا کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے O اور اگر (فوجیں) اطراف مدینہ سے ان پر آ داخل ہوں پھر ان سے خانہ جنگی کیلئے کہا جائے تو (فوراً) کرنے لگیں اور اس کیلئے بہت ہی کم توقف کریں۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یاد کرو وہ وقت جب منافقین اور وہ لوگ جنکے دلوں میں روگ ہے یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اسکے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ دھوکے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

۲۔ انہی میں سے کچھ لوگوں نے کہا: اے بیٹرب کے لوگو! تمہارے لئے یہاں ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔

۳۔ لہذا واپس لوٹ جاؤ۔

۴۔ انہی میں سے کچھ لوگ یہ کہہ کر گھر جانے کی اجازت مانگ رہے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں جبکہ وہ غیر محفوظ نہیں تھے۔

۵۔ انکا مقصد صرف یہ تھا کہ کسی طرح یہاں سے بھاگ جائیں۔

۶۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر مدینہ کے چاروں طرف سے دشمن گھس آئے اور ان سے کہے کہ ہماری جماعت میں شریک ہو جاؤ تو یہ لوگ شریک ہو جائیں گے۔

۷۔ ان کے ساتھ نکلنے میں ذرا سی دیر بھی نہیں کریں گے۔

ان آیتوں میں جنگ خندق کے وقت منافقوں کی کیا حالت تھی بیان کیا جا رہا ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے ایک لکیر پھینچی کہ یہاں سے کھودنا شروع کیا جائے تو جب خندق (گڑھا) کھودی جا رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک چٹان نکالی جو سفید اور گول تھی، اسکی خبر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ نے کدال اپنے ہاتھ میں لی اور ایک ضرب اس چٹان پر لگائی جس سے وہ چٹان تھوڑی سی پھٹ گئی اور اس میں سے ایک چمک نکلی جس سے سارا مدینہ روشن ہو گیا، یہ دیکھ کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی تکبیر کہی، دوسری اور تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا کہ کیا

واقعه ہوا کہ آپ نے تکبیر کہی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں نے پہلی ضرب لگائی تو کسری کے محلات میرے لئے روشن کر دئے گئے تھے اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت ان پر غالب آئے گی، جب میں نے دوسری ضرب لگائی تو روم کے محلات میرے لئے روشن کر دیئے گئے پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت اسے فتح کر لے گی اور جب میں نے تیسری ضرب لگائی تو صنعاء کے محلات میرے لئے روشن کر دیئے گئے اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت اسے فتح کرے گی۔ یہ سن کر جو منافقین تھے انہوں نے کہا کہ کیا تم ان باتوں پر یقین رکھتے ہو؟ وہ تمہیں باتیں سنار ہے ہیں، تمہیں آرزو نہیں دلار ہے ہیں اور جھوٹے وعدے کر رہے ہیں کہ تم بیڑب، مدائن اور صنعاء کو فتح کرو گے جبکہ تمہاری حالت یہ ہے کہ مارے خوف کے خندق کھودنے میں لگے ہو اور تم ضرورت سے فارغ ہونے کے لئے بھی نہیں جاسکتے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

فَرَمَانِي اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (تفسیر منیر۔ ج ۲۱، ص ۲۶۲)

بعض منافقین نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اے اہل بیڑب! چلو یہاں سے اپنے گھروں کو چلیں یہاں محمد کے ساتھ رہ کر ہمیں صرف ذلت و رسوائی اٹھانی پڑے گی اور پھر یہاں پر رہنے کے لئے کوئی ٹھکانہ بھی نہیں ہے لہذا اپنے اپنے گھروں کو چلو تاکہ تم اس قتل و غارت گری سے بچ سکو۔ مفسرین نے کہا کہ یہ کہنے والا اوس بن قحطی یا عبد اللہ بن ابی تھا۔ (تفسیر منیر۔ ج ۲۱، ص ۸۶۲) بیڑب یہ مدینہ منورہ کا پرانا نام ہے۔

جب کچھ منافقین یہ باتیں کہہ کر چلے گئے تو باقی جو بچے کچے منافقین تھے وہ یہ بہانہ بنا کر جانے لگے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں اور وہاں ہمارے بیوی بچے ہیں ہمیں انکی فکر ہو رہی ہے کہ اگر ہم یہیں رہے تو انکے پاس کوئی نہ ہوگا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں جانے کی اجازت دیدی، مفسرین نے کہا کہ یہ اجازت مانگنے والے لوگ بنو حارثہ بن حارث تھے۔ (تفسیر منیر۔ ج ۲۱، ص ۸۶۲) اللہ تعالیٰ انکے جھوٹ کو بیان کر رہے ہیں کہ یہ لوگ تو جھوٹے ہیں کیونکہ انکے گھر تو بالکل محفوظ ہیں اصل میں یہ لوگ جنگ کے ان حالات سے چھٹکارہ پانا چاہتے ہیں اسی لئے بہانے بنا کر گھروں کو جا رہے ہیں اور اللہ نے انکی مزید حالت بیان کی کہ یہ منافقین ایسے ہیں کہ جب آپ سے اجازت مانگ کر اپنے گھر چلے جائیں اور تب انکے پاس یہ مشرکین چاروں طرف سے آجائیں اور انہیں یہ پیش کش کریں کہ چلو! ہمارے ساتھ ملکر محمد (ﷺ) پر حملہ کریں تو یہ لوگ انکی شان و شوکت دیکھ کر انکے ساتھ ملکر آپ پر حملہ کرنے کے لئے فوری تیار ہو جائیں گے اور اس وقت انہیں اپنے گھر غیر محفوظ نہیں لگیں گے۔

﴿درس نمبر ۱۶﴾ کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچا سکے؟ ﴿الاحزاب ۱۵-۱۷﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ كٰتَبْنَا عٰهْدًا مِّنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۗ وَكَانَ عٰهْدَ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ۗ قُلْ لَنْ

يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذَا لَا تُمْتَعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ قُلْ
مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۖ وَلَا يَجِدُونَ
لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق کائنوا وہ تھے عَاهَدُوا اللہ انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا ومن قَبْلُ اس سے پہلے لَا يُؤْتُونَ وہ نہیں پھیریں گے الْأَذْهَارُ پٹھیں وَكَانَ اور ہے عَهْدُ اللہ اللہ کا عہد مَسْئُولًا باز پرس کی جائے گی قُلْ کہہ دیجئے لَنْ يَنْفَعَكُمُ ہرگز نفع نہیں دے گا تمہیں الْفِرَارُ بھاگنا إِنْ فَرَرْتُمْ اگر تم بھاگو مِنَ الْمَوْتِ موت سے أَوِ الْقَتْلِ یا قتل سے وَإِذَا اور اس وقت لَا تُمْتَعُونَ تم فائدہ نہیں پہنچائے جاؤ گے إِلَّا قَلِيلًا مگر تھوڑا قُلْ کہہ دیجئے مَنْ ذَا الَّذِي کون ہے وہ جو يَعْصِمُكُمْ بچائے گا تمہیں مِنَ اللَّهِ اللہ سے إِنْ أَرَادَ اگر وہ ارادہ کرے بِكُمْ تمہارے ساتھ سُوءًا برائی کا أَوْ أَرَادَ یا وہ ارادہ کرے بِكُمْ تمہارے ساتھ رَحْمَةً رحمت کا وَلَا يَجِدُونَ اور وہ نہیں پائیں گے لَهُمْ اپنے لیے مِنَ دُونِ اللَّهِ اللہ کے سوا وَلِيًّا کوئی دوست وَلَا نَصِيرًا اور نہ کوئی مددگار

ترجمہ:- حالانکہ پہلے اللہ سے اقرار کر چکے تھے کہ پیٹھ نہیں پھیریں گے اور اللہ سے (جو) اقرار (کیا جاتا ہے اس) کی ضرور پرسش ہوگی ۝ کہہ دو کہ اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگتے ہو تو بھاگنا تم کو فائدہ نہیں دے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے ۝ کہہ دو کہ اگر اللہ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو کون تم کو اُس سے بچا سکتا ہے یا اگر تم پر مہربانی کرنا چاہے؟ (تو کون اُس کو ہٹا سکتا ہے) اور یہ لوگ اللہ کے سوا کسی کو اپنا نہ دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر رکھا تھا کہ وہ پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے۔
 - ۲۔ اللہ سے کئے ہوئے عہد کی باز پرس ضرور ہوگی۔
 - ۳۔ اے پیغمبر! آپ ان سے کہہ دیجئے اگر تم موت یا قتل سے بھاگنا چاہو تو تمہارا بھاگنا فائدہ مند نہیں ہوگا۔
 - ۴۔ اس صورت میں تمہیں زندگی کا لطف اٹھانے کو جو موقع ملے گا وہ بہت تھوڑا ہوگا۔
 - ۵۔ اے نبی! آپ ان سے کہہ دیجئے کہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچا سکے؟
 - ۶۔ جب وہ تمہیں برائی پہنچانے کا ارادہ کر لے؟ ۷۔ یا تمہیں رحمت پہنچانے کا ارادہ کر لے؟
 - ۸۔ اللہ کے سوا ان کا نہ کوئی رکھوالا ہے اور نہ ہی کوئی مددگار۔
- اللہ تبارک و تعالیٰ انہی منافقوں کی حالت بیان کر رہے ہیں کہ اس سے پہلے جب غزوہ بدر کا موقع تھا اس

وقت یہ لوگ اس غزوہ میں شریک نہیں ہوئے تھے اور راہ فرار اختیار کی تھی لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ بدر کے وقت اللہ تعالیٰ نے بہت سامانِ غنیمت مسلمانوں کو عطا کیا تو انکی آنکھیں آس سے بھری پڑی تھیں اس وقت انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں کسی جنگ میں بلائے گا تو ہم ضرور اس میں شریک ہو گئے اور جم کر لڑائی کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ انہیں جنگِ خندق میں لے آیا لیکن یہاں بھی انکا وہی حال ہوا کہ بھاگ نکلے، اسی حقیقت کو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۰، ص ۲۲۸)

اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ تم موت سے بچ کر بھاگنا چاہتے ہو تو بھاگو لیکن یہ بات یاد رکھو کہ تمہیں یہ بھاگنا موت سے بچا نہیں سکے گا اور نہ ہی تمہاری زندگی میں کچھ اضافہ کرے گا کیونکہ جب موت کا وقت آئے گا تو وہ کسی کو نہیں چھوڑے گی تو اگر تم اس خوف سے یہاں سے جاتے ہو تو جاو یہ تمہارا بھاگ کر جانا بس کچھ ہی دنوں کیلئے ہے، یعنی یہ دنیوی زندگی تو بس ٹھوڑی سی ہے، جتنا جی سکتے ہو جی لو۔ پھر جب تم اس دنیا کو چھوڑ کر ہمارے پاس آو گے تو ہم تمہیں اسکی پوری پوری سزا دیں گے، اگلی آیت میں ان منافقین سے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تم اس جنگ سے اس لئے بھاگ رہے ہو کہ کہیں یہ لوگ ہم پر حملہ آور نہ ہو جائیں اور ہم انکے حملہ میں موت کی گھاٹ نہ اتر جائیں، اب یہ بتاؤ کہ اگر اللہ تمہیں کہیں سے آفت میں مبتلا کرنا چاہے تو کیا تمہیں کوئی اس آفت سے بچا سکے گا؟ نہیں! تو پھر یہاں سے بھاگ کر جانے کا کیا فائدہ؟ اگر تمہاری قسمت میں موت لکھی ہوئی ہی ہے تو وہ تمہیں کہیں بھی آ سکتی ہے چاہے تم اس جنگ میں رہو یا اپنے گھر کے بستر پر، اسی طرح اگر اللہ تم پر رحم کرنا چاہے تو کیا کسی میں اتنی قوت و طاقت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو رد کر سکے؟ نہیں! تو پھر اس جنگ میں بھی تم رہو گے اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تمہیں کچھ نہیں ہوگا تو یقیناً کچھ نہیں ہوگا اس لئے بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہی رکھو اور جس کام کا اس نے حکم دیا ہے اسے بجا لاؤ اسی میں تمہاری بھلائی ہے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ منافقین اللہ کے فیصلے کے خلاف کسی کو نہ اپنا حامی پائیں گے اور نہ ہی ناصر و مددگار جبکہ اس نے انکی قسمت میں تباہی لکھ دی ہو۔

﴿درس نمبر ۱۶۷﴾ رکاوٹ ڈالنے والوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے ﴿الاحزاب ۱۸-۲۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۚ وَلَا يَأْتُونَ
الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ أَسِخَّ عَلَىٰكُمْ فَاذْجَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ
أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِالسِّنَةِ
جِدَادٍ أَسِخَّ عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ ۗ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

يَسِيرًا ۝ يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۗ وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابَ يَوَادُّوهُ لَوْ أَنَّهُمْ
بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَاءِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :- قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ تَحْقِيقًا جَانِتًا هِيَ اللَّهُ الْمُعْتَوِقِينَ رُكْنًا وَالْوَالِدِينَ كُوفًا مِّنْكُمْ تَمَّ فِيهِمْ
وَالْقَائِلِينَ اور کہنے والوں کو لَاحِقًا اِنْتِهَامًا اپنے بھائیوں سے هَلُمَّ اِلَيْنَا آؤْهُمَارِي طَرَفًا وَلَا يَأْتُونَ اور
وہ نہیں آتے اَلْبَاسَ لِزَانِي فِي اِلَّا قَلِيْلًا مگر تھوڑی دیر ہی اَشْجَعًا اس حال میں کہ وہ بخیل ہیں عَلَيْكُمْ
تم پر فَاذَا پھر جب جَاءَ اَلْمُخَوِّفَ آتا ہے خَوْفَ رَاَيْتُهُمْ تو آپ دیکھتے ہیں اِن كُو يَنْظُرُونَ کہ وہ دیکھتے
ہیں اِلَيْكَ آپ کی طرف فَذُوْزُ گھومتی ہیں اَعْيُنُهُمْ اِن كِي اَبْصَحِي كَالَّذِي مَانِدًا اس شخص کے کہ يُغْشِي
عُشِي طَارِي هُو عَلِيْهِ اس پر مِّنَ اَلْمَوْتِ مَوْتِ كِي فَاذَا پھر جب ذَهَبَ اَلْمُخَوِّفُ دور ہو جاتا ہے خَوْفِ
سَلَقُوْكُمْ تو تم پر چڑھ چڑھ کر بولتے ہیں بِاَلْسِنَةٍ جَدَادٍ تِيْزِيْزِ بَانُوْنَ سے اَشْجَعًا دَرَا مَخَالِيْكَ وَهُوَ حَرِيْصٌ فِيْ
عَلَى اَلْحَيْرِ مَالٍ پَر اُوْلَيْكَ يِه لُوكِ فِيْ لَمْ يُوْمِنُوْا اِيْمَانًا نِهِيْ لَائِي فَآخَبْتَ اَللّٰهُ چنانچہ اللہ نے ضَاعَ
کردیے اَعْمَاهُمْ اِن كِے عَمَلِ وَكَانَ ذٰلِكَ اور ہے يِه عَلٰى اَللّٰهِ اللّٰهُ پَر يَسِيْرًا بہت آسان يَحْسَبُونَ
وہ گمان کرتے ہیں اَلْاَحْزَابَ لشکروں کو لَمْ يَذْهَبُوْا کہ نہیں وہ گئے وَإِن اور اگر يَأْتِ اَلْاَحْزَابَ
آجائیں لشکر يُوَادُّوْا تو وہ خواہش کریں گے لَوْ اَنَّهُمْ کاش بے شک وہ بَادُونَ صحرائین فِيْ اَلْاَعْرَابِ
دیہاتیوں میں يَسْأَلُونَ عَنْ اَنْبَاءِكُمْ پوچھتے تمہاری بابت خبریں وَلَوْ كَانُوْا اور اگر وہ ہوتے فِيْكُمْ
تمہارے اندر مَا قَاتَلُوْا نہ ہڑتے اِلَّا قَلِيْلًا مگر تھوڑی ہی

ترجمہ :- اللہ تم میں سے ان لوگوں کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہنے
ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم (یہ اس لئے کہ) تمہارے بارے میں بخیل کرتے ہیں پھر
جب ڈر (کا وقت) آئے تو تم ان کو دیکھو کہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں (اور) ان کی آنکھیں (اسی طرح) پھر رہی
ہیں جیسے کسی کو موت سے عُشِي آرہی ہو پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کیسا تھ تمہارے بارے میں زبان درازی
کریں اور مال میں بخیل کریں یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے تو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے اور یہ
اللہ کو آسان تھا ۝ (خوف کے سبب) خیال کرتے ہیں کہ فوجیں نہیں گئیں اور اگر لشکر آجائیں تو تمنا کریں کہ
(کاش) گنواروں میں جارہیں (اور) تمہاری خبریں پوچھا کریں اور اگر تمہارے درمیان ہوں تو لڑائی نہ کریں مگر کم۔

تشریح :- ان تین آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو رکاوٹ ڈالتے ہیں۔

۲۔ اپنے بھائی سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ۔

- ۳۔ وہ خود لڑائی میں نہیں آتے اور آتے ہیں تو بہت کم۔
 ۴۔ وہ آتے سمجھیں تو تمہارے ساتھ لالچ رکھتے ہوئے۔
 ۵۔ جب خطرے کا موقع آتا ہے تو وہ تمہاری طرف ایسی چکرائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو۔
 ۶۔ پھر جب وہ خطرہ دور ہو جاتا ہے تو مال کی حرص میں اپنی زبانیں زور زور سے چلاتے ہیں۔
 ۷۔ یہ لوگ ہر گز ایمان نہیں لائے۔ ۸۔ اس لئے اللہ نے انکے اعمال ضائع کر دیئے ہیں۔
 ۹۔ یہ بات اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔
 ۱۰۔ وہ سمجھ رہے ہیں کہ دشمن کے لشکر ابھی گئے نہیں ہیں۔
 ۱۱۔ اگر وہ لشکر دوبارہ واپس آ جائیں تو انکی خواہش یہ ہوگی کہ دیہات میں جا کر رہیں اور تمہاری خبریں معلوم کریں۔
 ۱۲۔ اگر تمہارے درمیاں رہیں بھی تو لڑائی میں بہت تھوڑا حصہ لیں گے۔

ان آیتوں میں بھی انہی منافقین کی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ یہ خود تو جنگ میں آتے نہیں اوپر سے جنگ میں آنے والوں کو بھی روکتے ہیں کہ کہاں جا رہے ہو؟ مت جاؤ، وہاں سختی میں قتل و غارت گری میں کہاں رہو گے یہاں سکون سے اپنے گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ کھاتے پیتے بیٹھو۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد وہ منافقین ہیں جو اپنے بھائیوں سے کہا کرتے تھے کہ یہ محمد اور انکے ساتھی تو سر کا ایک لقمہ ہے (یعنی انکو ختم کرنا ایسا ہے جیسے کہ کسی کا سر اپنے منہ میں لیکر کھا جاو) اور اگر یہ لوگ گوشت کا کھڑا بھی ہوتے تو ابوسفیان اور انکا لشکر انہیں نکل جاتا، اس آدمی (محمد ﷺ) کو چھوڑ دو وہ تو ہلاک ہونے والا ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۲۳۰) ابن زید رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ یہ یوم الاحزاب کا دن ہے کہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوٹ کر اپنے گھر گئے تو اپنے بھائی کو دیکھا کہ انکے سامنے بھنا ہوا گوشت، روٹی اور نبیز رکھا ہوا ہے، انہوں نے اپنے بھائی سے کہا کہ تم یہاں گوشت، نبیز اور روٹی کے درمیان ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرو تلوار کے درمیان میں ہیں؟ تو اس بیٹھے ہوئے آدمی نے ان صحابی سے کہا کہ تم بھی آ جاؤ، اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انکے صحابہ کو محصور کر لیا گیا ہے، اس ذات کی قسم جسکی تم قسم کھاتے ہو محمد انکا کبھی مقابلہ نہیں کر پائیں گے، ان صحابی نے کہا تم نے جھوٹ کہا اس ذات کی قسم جسکی قسم کھائی جاتی ہے میں تمہاری خبر ضرور رسول اللہ ﷺ کو پہنچاؤں گا (یہ دونوں صحابی ماں، باپ شریک تھے، یعنی حقیقی بھائی) اور وہ نبی رحمت ﷺ کو یہ خبر دینے کے لئے نکلے تو انہیں معلوم ہوا کہ ابھی جبرئیل علیہ السلام نے اس بات کی خبر پہلے ہی پہنچادی ہے اس آیت کے ذریعہ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمَعْوِفِينَ۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۲۳۱)

اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ یہ خود بھی جنگ میں نہیں آتے اور دوسروں کو بھی آنے سے روکتے ہیں اور اگر کبھی آ بھی جائیں تو خانہ پُری کے طور پر آ کر اپنا نام درج کرواتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں یہ ایسے بزدل لوگ ہیں، لیکن جب مال غنیمت کی تقسیم کا وقت ہوتا ہے تو اسے لینے کے لئے آتے ہیں اور بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں اور اپنی بہادری بتاتے ہیں تاکہ وہ مال انہیں بھی مل جائے، مگر حقیقت میں انکی بزدلی کا حال یہ ہے کہ جب جنگ میں دشمنوں کا آ مناسا منا ہوتا ہے اور جنگ کی اس حالت کو دیکھتے ہیں تو انکی حالت اس وقت ایسی ہو جاتی ہے جیسے کہ موت کے وقت کسی کی آنکھوں میں اندھیرا چھا جاتا ہے، لیکن جب یہ جنگ ختم ہو جاتی ہے تو پھر سے اپنی اصلی حالت پر آ جاتے ہیں اور بڑی بڑی باتیں کرنے لگتے ہیں تاکہ انہیں مال غنیمت کا حصہ ملے، یہ بہت ہی لالچی قسم کے لوگ ہیں بس مال کی حرص میں لگے رہتے ہیں، یاد رکھو کہ ایسے لوگ کبھی ایمان نہیں لائیں گے جن کا ایمان دنیا کے مال و متاع پر ہو، تو ایسے لوگ اگر نیک عمل کرتے بھی ہیں تو انکے اعمال مقبول نہیں ہونگے بلکہ بیکار و ریگاں ہو جائیں گے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اسی کام کو قبول کرتا ہے جو صرف اسی کی خاطر کیا گیا ہو، اسکے علاوہ جو بھی کام کسی اور نیت سے کیا جائے تو وہ مقبول نہیں ہوگا اور انکے اعمال کو ضائع کرنا اللہ کے لئے کوئی دشوار نہیں ہے، امام زرخشری علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ کیا منافقین کے اعمال ثابت ہونگے یا انکو ختم کر دیا جائے گا؟ یعنی پہلے انکے کئے ہوئے کاموں کو گنا جائے گا اور پھر ان نیکی کے کاموں کو انکے نامہ اعمال سے ضائع کر دیا جائے گا؟ تو امام زرخشری رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ نہیں! ایسا نہیں ہے بلکہ یہاں اللہ تعالیٰ ایک درس دینا چاہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کوئی یہ سوچے کہ صرف زبان سے ایمان لانا ہی کافی ہے جبکہ اس کے دل میں ایمان نہ ہو اور ایسے ہی یہ سوچے کہ منافقین جو بھی عمل کریں گے اس پر انہیں بدلہ دیا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح کر دیا کہ ان منافقین کا ایمان معتبر ایمان نہیں ہے اور انہوں نے جو اعمال کئے وہ باطل اور بیکار ہیں، (تفسیر منیر - ج، ۲۱ - ص، ۲۷۲) اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے زور دار آندھی کے ذریعہ ان قریش مکہ اور بنو غطفان وغیرہ کے خیموں اور ہانڈیوں وغیرہ کو اڑا ڈالا اور انہیں بے سرو سامان کر دیا تو یہ لوگ اس وقت جنگ کے میدان سے بھاگ گئے اور جب اس کی خبر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو یہ منافقین اسے سچ نہیں سمجھ رہے تھے کہ وہ لوگ گئے ہونگے اگر گئے بھی ہوں گے تو زیادہ دور نہیں گئے ہونگے ہو سکتا ہے دوبارہ لوٹ کر پھر سے آ جائیں گے اور اگر وہ لوگ دوبارہ لوٹ کر آ بھی جائیں تو ان منافقین کی اس وقت یہ خواہش ہوگی کہ کاش! ہم اپنے دیہاتوں میں بیٹھ کر محمد اور اس قریش کے لشکر کی خبریں لیتے ہوئے مزے سے بیٹھے رہیں، اگر بالفرض آپ کے ساتھ جنگ میں بھی رہے تو لڑیں گے نہیں بلکہ صرف یہ دکھائیں گے کہ ہم لڑ رہے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۶۷۳﴾ تمہارے لئے رسولِ رحمت ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے ﴿الاحزاب ۲۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ
اللَّهَ كَذِكْرٍ ۝۱

لفظ بہ نظر ترجمہ:- لَقَدْ كَانَ البتہ تحقیق ہے لَكُمْ تمہارے لیے فِي رَسُولِ اللَّهِ اللہ کے رسول میں أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اچھا نمونہ لِّمَن اس کے لیے جو كَانَ يَرْجُوا اللہ کی امید رکھتا ہے وَالْيَوْمَ الْآخِرَ اور یوم آخرت کی وَذَكَرَ اللہ اور اللہ کی یاد کرتا كَذِكْرًا بہت زیادہ

ترجمہ:- تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے اُس شخص کو جسے اللہ (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرتا ہو۔

تشریح:- اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے۔

۲- ہر اس شخص کے لئے جو اللہ سے اور آخرت کے دن سے امید رکھتا ہو۔

۳- کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ مومنوں کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے اور انکی اتباع کرنے کا حکم فرما رہے ہیں چاہے وہ غزوہ خندق کا موقع ہو یا کوئی اور موقع ہو ساری زندگی ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جانی چاہئے، چاہے آپ کے اقوال ہوں یا افعال ہوں یا آپکی سیرت، ہر حال میں اس کو اپنانا چاہئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں مومنوں کے لئے جو اللہ سے امید لگائے بیٹھتے ہیں اور آخرت سے بھی کہ اگر ہم شہید ہو جائیں یا ہم نیک اعمال کرنے کے بعد اس دنیا کو چھوڑ کر ہمیشہ کی زندگی کی طرف جائیں تو ہمیں ہمارے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا، ان کے لئے رسول رحمت ﷺ کی ذات گرامی میں بہترین نمونہ ہے اور یہ مومن ایسے ہیں کہ اللہ کا ہر حال میں ہر گھڑی ذکر کرتے رہتے ہیں اسکے ذکر سے غافل نہیں ہوتے۔ مفسرین نے کہا کہ مومنوں سے کہا جا رہا ہے کہ اس غزوہ کے موقع پر جو مشکلیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم برداشت کر رہے ہیں اس میں تمہارے لئے ایک نمونہ ہے کہ ایک نبی ہو کر وہ اتنی مشقتیں برداشت کر رہے ہیں تو ہم کیوں ان کاموں میں شریک نہ ہوں؟ اس میں مومنوں کے لئے ایک نمونہ اور ایک مثال ہے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوہ خندق کے موقع پر

بھوک کی شکایت کی اور ہم نے اپنے کپڑے اٹھا کر اپنے پیٹوں پر بندھے ایک ایک پتھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے پیٹ پر بندھے دو پتھر دکھلائے۔ (ترمذی ۷۱۷۳۱:۲۳) بعض مفسرین نے کہا کہ ہر حالت میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ نمونہ ہے، ہمیں کسی بھی عمل کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ اس معاملہ میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل کیا تھا؟ اور اسی پر عمل کرنا چاہئے، جیسے کہ بہت ساری حدیثیں اس معاملہ میں مروی ہیں جن میں سے چند یہاں بیان کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس آیت کا تعلق نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل سے ہے، بخاری کی روایت ہے جسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا: کیا تم لوگ عمرہ کی حالت میں صفا و مروہ کا طواف کرنے سے پہلے اپنی بیویوں سے جماع کرتے ہو؟ حالانکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سات چکر بیت اللہ کا طواف کرتے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھتے پھر صفا و مروہ کا طواف کرتے۔ (بتلانا یہ ہے کہ تمہارا عمل غلط ہے سنی سے پہلے جماع جائز نہیں) پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ الخ۔ (بخاری ۱۶۲۳:۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اگر میں میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ لیتے اور تیرا استلام کرتے نہ دیکھتا تو میں بھی یہ نہ کرتا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (مسند احمد۔ مسند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ۱۳۱:۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کر رہے تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کے چاروں رکنوں کا استلام کیا اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ نے ان دونوں رکنوں کا (دونوں رکن شامی) استلام کیوں کیا؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خانہ کعبہ کی کسی چیز کو نہیں چھوڑنا چاہئے، اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (مطلب یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا جبکہ آپ کا طریقہ ہمارے لئے نمونہ ہے) یہ بات سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔ (مسند احمد۔ مسند بنی ہاشم، مسند ابن عباس ۱۸۷۷) اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اختیار کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

﴿درس نمبر ۱۶۷۳﴾ اللہ اور اسکے رسول نے سچ کہا ﴿الاحزاب ۲۲- تا- ۲۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَوَصَدَّقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فِيهِمْ مَنْ قَضَىٰ نَجْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝ لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَلَمَّا اور جب رَأَى الْمُؤْمِنُونَ دیکھا مومنوں نے الْأَحْزَابِ لشکروں کو قَالُوا انہوں نے کہا هَذَا مَا يَوْمِي ہے جس کا وَعَدْنَا وعدہ کیا ہم سے اللَّهُ اللہ نے وَرَسُولُهُ اور اس کے رسول نے وَصَدَقَ اللَّهُ اور اللہ نے سچ کہا وَرَسُولُهُ اور اس کے رسول نے وَمَا زَادَهُمْ اور اس نے ان کو زیادہ نہیں کیا إِلَّا إِيمَانًا مگر ایمان وَتَسْلِيمًا اور فرمانبرداری میں مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مومنوں میں سے کچھ رِجَالٌ وہ جو ان مرد ہیں صَدَقُوا وہ سچے ہو گئے مَا اس جو عَاهَدُوا انہوں نے عہد کیا تھا اللَّهُ اللہ سے عَلَيْهِ اس پر فِيهِمْ چنانچہ کچھ ان میں سے مَن وہ ہیں جنہوں نے قَضَى نَجْبَهُ پوری کر دی اپنی نذر وَمِنْهُمْ اور کچھ ان میں سے مَن وہ ہیں جو يَنْتَظِرُ انتظار کر رہے ہیں وَمَا بَدَّلُوا اور انہوں نے تبدیلی نہیں کی تَبْدِيلًا تبدیلی کرنا لِيَجْزِيَ اللَّهُ تاکہ بدل دے اللَّهُ الصَّادِقِينَ سچوں کو بِصِدْقِهِمْ ان کی سچائی کا وَيُعَذِّبَ اور عذاب دے الْمُنَافِقِينَ منافقوں کو إِنْ شَاءَ اگر وہ چاہے أَوْ يَتُوبَ یا وہ توجہ کرے عَلَيْهِمْ ان پر إِنَّ اللَّهَ بے شک اللَّهُ كَانَ غَفُورًا بہت بخشنے والا ہے رَحِيمًا نہایت رحم کرنے والا

ترجمہ:- اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اُس کے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اُس کے پیغمبر نے سچ کہا تھا اور اس سے اُن کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہو گئی ۝ مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے اللہ سے کیا تھا اُس کو سچ کر دکھایا تو اُس میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا ۝ تاکہ اللہ سچوں کو اُن کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقوں کو چاہے تو عذاب دے یا (چاہے) تو اُن پر مہربانی کرے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ ایمان والے ہیں جب انہوں نے لشکروں کو دیکھا تو یہ کہا تھا کہ یہ تو وہی ہے جس کا وعدہ اللہ اور اسکے رسول نے ہم سے کیا تھا۔

۲۔ اللہ اور اسکے رسول نے سچ کہا تھا۔

۳۔ اس واقعہ نے انکے ایمان اور تابعداری کے جذبہ میں اور اضافہ کر دیا۔

۴۔ ان ایمان والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کو سچ کر دکھایا۔

- ۵۔ ان میں سے کچھ وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنا نذرانہ پورا کر دیا۔
- ۶۔ کچھ وہ ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں جنہوں نے ذرا سی بھی تبدیلی نہیں کی۔
- ۷۔ تاکہ اللہ سچوں کو انکی سچائی کا انعام دیں۔
- ۸۔ منافقوں کو چاہے تو عذاب دے یا انکی توبہ قبول کر لیں۔
- ۹۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

ان آیتوں میں مومنوں کی حالت بیان کی جا رہی ہیں کہ جب مومنوں نے قریش کے لشکر کو دیکھا کہ وہ اہل پر حملہ کرنے کے مقصد سے آیا ہوا ہے تو انکی زبانوں پر یہ جملہ تھا کہ اللہ اور اسکے رسول نے جو وعدہ کیا تھا یہ وہی وعدہ ہے یقیناً اللہ اور اسکے رسول نے سچ کہا، اب سوال یہ ہے کہ وہ کونسا وعدہ ہے جو اللہ اور اسکے رسول نے کیا تھا جس کی سچائی کی گواہی یہ مومن دے رہے ہیں؟ اس سلسلہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں یہ آیت نازل فرمائی تھی اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَنْ يَأْتِكُمْ مَسْغُلٌ الَّذِيْنَ خَلَقُوا مِنْ قَبْلِكُمْ مَطَسَتْهُمْ الْبُاسَاءُ وَالظُّرَّاءُ وَزُلُّوا (البقرہ ۲۱۴) کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ایسے ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور تم پر وہ مصیبتیں نہ آئیں گی جو تم سے پہلے لوگوں پر آئی تھیں کہ جس نے انہیں بھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔

پھر جب یہ مصیبتیں ان پر آئیں اس طور پر کہ وہ لوگ خندق کے مقام پر دشمنوں کے ساتھ ڈٹے رہے تو انہوں نے کہا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللهُ وَرَسُولُهُ پھر جب مومن اس جنگ سے لوٹے تو انکی حالت یہ تھی کہ اسکے ایماں اور اطاعت کا جذبہ اور بڑھا ہوا تھا۔ (الدر المسثور۔ ج ۶، ص ۵۸۵) اللہ تعالیٰ ان مومنوں کی تعریف فرما رہے ہیں کہ ان مومنین میں سے بعض وہ مومن ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے اپنے وعدے کو پورا فرمایا، وہ کون تھے اور انہوں نے اللہ سے کیا وعدہ کیا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے ہیں کہ میرے چچا حضرت انس بن نصر جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے، پھر انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے مشرکین سے لڑی گئی پہلی جنگ میں شرکت نہیں کی اب اگر اللہ تعالیٰ مجھے مشرکین سے لڑنے کا موقع عنایت فرمائے گا تو میں اپنا جوہر دکھلاؤں گا جب احد کی لڑائی ہوئی اور مسلمان پیچھے ہٹنے لگے تب حضرت انس بن نصر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! جو کچھ مسلمانوں نے کیا ہے میں اس سے معذرت چاہتا ہوں اور جو کچھ ان مشرکین نے کیا ہے اس سے براءت چاہتا ہوں، پھر وہ آگے بڑھے اتنے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ان سے سامنا ہوا تو انہوں نے حضرت سعد سے کہا اے سعد! میں تو جنت میں جانا چاہتا ہوں اور نصر کے رب کی قسم! میں جنت کی خوشبو احد پہاڑ کے قریب محسوس کر رہا ہوں، پھر حضرت سعد نے کہا یا رسول اللہ! جو کچھ انہوں نے کیا وہ کرنے کی مجھ میں ہمت

نہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے انکے جسم پر اسی (۸۰) سے زیادہ تیر و تلوار کے زخم دیکھے اور ہم نے انہیں شہید ہونے کی حالت میں پایا، مشرکین نے انکے اعضا کاٹ دیئے تھے کوئی انہیں پہچان نہیں سکا سوائے انکی بہن کے جنہوں نے انہیں انکی انگلیوں سے پہچانا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آیت انکے اور ان جیسے مومنین کے حق میں نازل ہوئی۔ (بخاری ۲۸۰۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے لوٹ رہے تھے کہ راستے میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہید ہونے کی حالت میں پایا تو آپ ﷺ وہاں رک گئے اور انکے لئے دعا کی پھر یہ آیت تلاوت فرمائی **مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ**۔ ا۔ ح۔ اور پھر فرمایا کہ انکے پاس جاؤ اور انکی زیارت کیا کرو اور جو کوئی قیامت تک انہیں سلام کرے گا انہیں یہ جواب دیتے رہیں گے۔ (دلائل النبوة للشیخ محمد بن صالح العثیمین ج ۳، ص ۲۸۴) بعض حضرات نے کہا کہ **فَوَيْلٌ لِّمَنِ قَضَىٰ نَجْبَةٌ** (ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنا عہد پورا کر دیا) سے مراد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں تمہیں ایک خوشخبری نہ سناؤں؟ تو میں نے کہا ہاں بالکل! تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنے سنا کہ طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنا نذرانہ پورا کر دیا۔ (ترمذی ۳۲۰۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس زمین پر اس شخص کو دیکھنا چاہتا ہو جس نے اپنا نذرانہ پورا کر دیا تو وہ طلحہ کو دیکھ لیں۔ (الدر المنثور ج ۶، ص ۵۸۸) اللہ تعالیٰ ان مومنوں کی شان بیان فرما رہے ہیں کہ ان لوگوں نے اس وعدے کو سچا کر دکھایا اور اپنی جانیں اللہ کی راہ میں قربان کر دیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ واقعہ اس لئے ہوا کہ جن لوگوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کو سچ کر دکھایا انہیں اسکا انعام جنت میں عطا کرے اور جو منافق ہیں اگر وہ لوگ اپنے نفاق سے توبہ کر کے سچے مومن بن جائیں تو ان کی توبہ اللہ قبول فرمائے اور اگر توبہ نہ کریں تو پھر انہیں اسکی سزا دے گویا کہ یہ ایک امتحان تھا جو اس امتحان میں کامیاب ہو گیا اسے انعام دیا جائے گا اور جو ناکام ہو گیا اسے سزا دی جائے گی، لیکن اگر کوئی توبہ کرے گا تو اللہ ضرور انہیں معاف فرمادے گا وہ تو معاف فرمانے والا ہی ہے اور ساتھ ہی رحم فرمانے والا بھی۔

﴿درس نمبر ۱۶۷﴾ اللہ نے کافروں کو بے مراد لوٹا دیا ﴿الاحزاب ۲۵-۳-۲۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۗ وَكَفَىٰ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيمًا ۝ وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ

وَقَذَفَ فِي قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَفْشَلُوْنَ وَ تَآسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۝ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ
وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَمْ تَطْكُوْهَا ۝ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَرَدَّ اللّٰهُ اور لوٹا دیا اللہ نے الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا بَغِيْظِهِمْ
ساتھ ان کے غصے کے لَمْ يَتَّالُوْا انہوں نے حاصل نہیں کی حَيْمًا کوئی بھلائی وَ كَفَى اور کافی ہو گیا اللہ
اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کو الْفِتَالِ لڑائی سے وَ كَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ قَوِيًّا بڑا طاقتور عَزِيْزًا نہایت
غالب وَاَنْزَلَ اور اس نے اتا دیا الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے ظَاهِرُوْهُمْ ان کی مدد کی تھی مِنْ اَهْلِ
الْكِتَابِ اہل کتاب میں سے مِنْ صَيَاحِيْهِمْ ان کے قلعوں سے وَقَذَفَ اور اس نے ڈال دیا فِي قُلُوْبِهِمْ
ان کے دلوں میں الرُّعْبَ رعب فریقًا ایک گروہ کو تَفْشَلُوْنَ تم قتل کرتے تھے وَ تَآسِرُوْنَ اور قید کرتے
تھے فَرِيْقًا ایک گروہ کو وَاَوْرَثَكُمْ اور اس نے وارث بنا دیا تمہیں اَرْضَهُمْ ان کی زمین کا وَدِيَارَهُمْ اور
ان کے گھروں کا وَاَمْوَالَهُمْ اور ان کے مالوں کا وَاَرْضًا اور اس زمین کا لَمْ تَطْكُوْهَا تم نے قدم نہیں رکھے
تھے اس میں وَ كَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيْرًا خوب قادر

ترجمہ:- اور جو کافر تھے اُن کو اللہ نے پھیر دیا وہ اپنے غصے میں (بھرے ہوئے تھے) کچھ بھلائی
حاصل نہ کر سکے اور اللہ مومنوں کو لڑائی کے بارے میں کافی ہوا اور اللہ طاقتور (اور) زبردست ہے اور اہل کتاب
میں سے جنہوں نے اُن کی مدد کی تھی اُن کو اُن کے قلعوں سے اتا دیا اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی تو کتنوں کو
تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید کر لیتے تھے اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مال اور اُس زمین کا
جس میں تم نے پاؤں بھی نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ کافر تھے اللہ نے انہیں اس طرح واپس کر دیا کہ کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکے۔

۲۔ مومنوں کی طرف سے لڑائی کے لئے اللہ تعالیٰ ہی خود کافی ہو گیا۔

۳۔ اللہ بڑی قوت کا، بڑے اہم دار کا مالک ہے۔

۴۔ جن اہل کتاب نے دشمنوں کی مدد کی تھی اللہ انہیں ان کے قلعوں سے نیچے اتار لایا۔

۵۔ ان میں سے بعض کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ تم انہیں قتل کر رہے تھے

۶۔ کچھ لوگوں کو قیدی بنا رہے تھے۔

۷۔ اللہ نے تم کو ان کی زمین کا، ان کے گھروں کا اور ان کی دولت کا وارث بنا دیا۔

۸۔ ایک ایسی زمین کا بھی وارث بنا دیا جس تک ابھی تمہارے قدم نہیں پہنچے۔

۹۔ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ غزوہٴ احزاب کے موقع پر ایمان والوں کی جو مدد کی اسے بیان فرما رہے ہیں کہ قریش کا جو لشکر لڑنے کے لئے آیا تھا اسے بغیر کسی کامیابی کے غصہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے لوٹا دیا، غصہ انہیں اس لئے آیا کہ وہ لوگ دس دن سے زیادہ مسلمانوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے مگر پھر بھی اتنی مدت میں انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوا اور انہیں خالی ہاتھ لوٹنا پڑا، اسی لئے وہ لوگ غصہ میں تھے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگ کرنے سے بچالیا اور بغیر کسی جنگ کے انہیں فتح و کامیابی نصیب فرمائی یہ سب اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تو عالی شان ہے جسکے مذمقابل کوئی نہیں وہ ہر چیز کا مالک بھی ہے جو چاہے اور جیسا چاہے کر سکتا ہے، حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یوم الاحزاب کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے صحابہ رضی اللہ عنہم کا محاصرہ کر لیا گیا اور یہ محاصرہ دس دن سے زیادہ چلا یہاں تک کہ ہر ایک کو اس سے تکلیف ہونے لگی تو آخر کار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ اے اللہ! میں آپ کو آپ کے عہد اور وعدہ کی قسم دیتا ہوں اگر آپ چاہیں تو آپ کی عبادت نہ کی جائے گی، ہم اسی حالت میں تھے کہ نعیم بن مسعود الأشجعی ہمارے پاس آئے وہ ایسے شخص تھے جن پر دونوں جماعت والے بھروسہ کرتے تھے، پھر وہ لشکر سے جدا ہو گئے اور لشکر شکست زدہ ہو کر بغیر لڑے ہی واپس ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ اللہ تعالیٰ کافی ہو گیا مومنین کے لئے اپنے لشکر اور ہوا کے ذریعہ (الدر المسثور۔ ج ۶، ص ۵۹۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنگ احزاب کا دن تھا اس دن اللہ تعالیٰ نے کافروں کو بغیر فتح کے غصہ کی حالت میں واپس کر دیا، پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کی عزت کو کون بچائے گا؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا میں بچاؤں گا یا رسول اللہ! اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے بھی کہا میں بچاؤں گا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ بے شک تم ایک اچھے شاعر ہو، پھر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بچاؤں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! تم انکی بھوک و جبرئیل علیہ السلام انکے خلاف بھوک کرنے کے لئے تمہاری مدد کریں گے۔ (الدر المسثور۔ ج ۶، ص ۵۹۰)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان مشرکین کو ہی خالی ہاتھ افسردہ نہیں لوٹایا بلکہ انکے ساتھ جو انکے حمایتی تھے انہیں بھی ایک طرح سے شکست دی کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے ہوئے عہد کو توڑ کر کافروں کا ساتھ دیا پھر جب دیکھا کہ یہ کافر لوگ بھاگ گئے ہیں تو یہ لوگ بھی اپنے مضبوط قلعوں میں محصور ہو گئے تاکہ مسلمانوں سے بچ سکیں آخر کار ایک مہینہ کے محاصرہ کے بعد مجبور ہو کر قلعہ سے باہر آ گئے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وَآتَزَلِ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ۔ الخ۔ سے مراد بنو قریظہ کے لوگ ہیں کہ انہوں نے ابوسفیان اور انکے لشکر کی مدد کی اور انہیں سامان پہنچایا اور اس عہد کو توڑ دیا جو انکے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھا،

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس تھے اور وہ آپ کا سر مبارک دھورہی تھیں اور ایک حصہ دھو بھی دیا تھا اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کی خطا معاف فرمادی، جبکہ فرشتے چالیس دن ہو گئے اپنے ہتھیار رکھے نہیں ہیں، آپ بنو قریظہ کی طرف چلیں میں نے انکی کیلیں کاٹ دی ہیں اور انکے دروازے کھول دیئے ہیں اور انہیں تباہی و بربادی میں چھوڑ آیا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور انکا محاصرہ کر لیا اور انہیں آواز دی کہ اے بندرو! اس پر انہوں نے جواب دیا کہ اے ابوالقاسم آپ بد اخلاق نہیں تھے، پھر وہ لوگ سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر نیچے اتر آئے، انکے اور حضرت سعد کے درمیان دوستی تھی جس پر انہیں اس بات کی امید تھی کہ انہیں انکے تعلق سے محبت آ جائے گی، پھر ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے انکی جانب اشارہ کیا کہ وہ لوگ مارے جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو، پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے انکے درمیان فیصلہ کیا کہ انکے لڑنے والوں کو قتل کر دیا جائے اور انکے بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور انکی زمینیں مہاجرین کی ہوگی انصار کو نہیں ملے گی۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قوم نے کہا کہ اس پر مہاجرین کو فوقیت دی گئی اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ صاحب جائیداد ہو لیکن مہاجرین بے جائیداد ہیں اسی لئے یہ فیصلہ کیا ہے، پھر تکبیر کہتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کہا کہ تمہارے درمیان اللہ کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۰، ص ۲۳۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے تمہیں انکے مال و دولت کا وارث بنایا اور آگے فرمایا کہ ایک اور زمین کا اس نے تم کو مالک بنایا جسے تم نے ابھی روندنا ہی نہیں یعنی یہ فیصلہ اللہ نے پہلے ہی کر دیا کہ وہ زمین بھی تمہاری ملکیت ہوگی، اب وہ کونسی زمین ہے جسکے بارے میں یہاں یہ بشارت دی جا رہی ہے کہ مسلمان اسکے وارث ہوں گے؟، اس سلسلہ میں بعض مفسرین نے کہا کہ وہ ملک فارس و روم ہے اور بعض نے کہا کہ وہ مکہ کی سرزمین ہے الغرض اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غلبہ و فتح نصیب فرمائیں گے کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتے ہیں تمام دنیا پر الہی کی حکمرانی ہے، اسی کا فیصلہ ہر جگہ چلتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۷﴾ اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے کہئے ﴿الاحزاب ۲۸-۳۰﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُمْ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزَيِّنٰهَا فَاْتَعَالَيْنَ اْمُرِّيْعُكُنَّ وَاَسْرِيْحُكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُمْ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ مَنِ يَاْتِ مِنْكُمْ بِفَاحِشَةٍ مُّبِيْنَةٍ

يُضَعَّفُ لَهَا الْعَذَابَ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝۱

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- یَاکَیْہَا النَّبِیُّ اے نبی! قُلْ لَاذْرُوا جَکَ کہہ دیجئے اپنی بیویوں سے اِنْ کُنْتُمْ اِگر ہو تم تُرِدْنَ الْحَیْوَةَ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی کو چاہتی وَزَیْنَتَہَا اور اسکی زیب و زینت کو فَتَعَالٰینَ تَوَاوُ اُمْتِعْکُمْ میں تمہیں کچھ سامان دے دوں وَ اَسْتَرْحِکُمْ اور تمہیں رخصت کر دوں سَرَّاحًا رخصت کرنا اچھے طریقے سے وَ اِنْ کُنْتُمْ اور اگر ہو تم تُرِدْنَ اللہ چاہتی اللہ کو وَرَسُوْلَہُ اور اس کے رسول کو وَالذَّارِ الْاٰخِرَةَ اور آخرت کے گھر کو فَانَ اللہ تو بلاشبہ اللہ نے اَعَدَّ تیار کیا ہے لِلْمُحْسِنٰتِ نیکی کرنے والیوں کے لیے مِنْکُمْ تم میں سے اَجْرًا عَظِیْمًا اجرِ عظیم لَیْسَاءَ النَّبِیِّ اے نبی کی بیویو! مَنْ یَأْتِ جو کوئی کرے گی مِنْکُمْ تم میں سے بِفَاحِشَةٍ مُّبِیِّنَةٍ بری حرکت صریح یُضَعَّفُ (تو) دگن دیا جائے گا لَهَا الْعَذَابَ ضِعْفَيْنِ اے عذاب دوہرا وَكَانَ ذَلِكَ اور ہے یہ عَلَى اللہ اللہ پر یَسِیْرًا بہت آسان

ترجمہ:- اے پیغمبر! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی طلبگار ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح سے رخصت کر دوں O اور اگر تم اللہ اور اس کے پیغمبر اور عاقبت کے گھر (یعنی جنت) کی طلبگار ہو تو تم میں جو نیکو کاری کرنے والی ہیں ان کیلئے اللہ نے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے O اے پیغمبر کی بیویو! تم میں سے جو کوئی صریح ناشائستہ (الفاظ کہہ کر رسول اللہ کو ایذا دینے کی) حرکت کرے گی اس کو دگنی سزا دی جائے گی اور یہ (بات) اللہ کو آسان ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے کہتے اگر تم دنیوی زندگی اور اسکی خوبصورتی چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ تحفے دیکر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دوں۔

۲۔ اگر تم اللہ اور اسکے رسول اور عالم آخرت کی طلبگار ہو تو یقیناً جانو! اللہ نے تم میں سے نیک خاتون کے لئے شاندار انعامات تیار کر رکھے ہیں۔

۳۔ اے نبی کی بیویو! جو تم میں سے کسی کھلی بیہودگی کا ارتکاب کریں گی تو تمہارا عذاب بڑھا کر دوگنا کر دیا جائے گا۔

۴۔ اللہ کے لئے ایسا کرنا بہت آسان ہے۔

جب جنگِ احزاب ختم ہوئی اور بنو قریظہ کا مال و متاع مسلمانوں میں تقسیم ہوا تو مسلمانوں میں خوشحالی لوٹ آئی اور انکی معاشی حالت بھی بہتر ہوگئی، اسی بہتری کو دیکھتے ہوئے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی نبی رحمت ﷺ سے نفقہ میں وسعت کا مطالبہ کیا کہ ہمارے اخراجات کو بھی بڑھا دیا جائے اسی پس منظر میں یہ آیت نازل ہوئی، چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی رحمت کے پاس اجازت لینے

کے لئے آئے تو دیکھا لوگ آپ کے دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں، ان میں کسی کو بھی اندر آنے کی اجازت نہیں دی گئی، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی گئی تو وہ اندر داخل ہوئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے انہیں بھی اجازت دی گئی، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں بیٹھے ہوئے پایا کہ آپ کے ارد گرد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی غمگین اور خاموش بیٹھیں ہوئی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں کہا کہ میں ضرور کسی بات کے ذریعہ آپ کو ہنساؤں گا، پھر آپ نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ جب بنت خارجہ (جو کہ عمر رضی اللہ عنہ کہ بیوی ہے) نے مجھ سے نफقہ مانگا تو میں انکا گلہ دبانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑے پھر کہا کہ یہ عورتیں بھی جو میرے ارد گرد ہیں جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو مجھ سے نफقہ مانگ رہی ہیں، یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا گلہ دبانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا گلہ دبانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے پھر دونوں ہی نے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز مانگ رہی ہو جو انکے پاس نہیں ہے؟ پھر ان سب نے کہا کہ ہم ہرگز پھر کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز نہیں مانگیں گی جو آپ کے پاس نہیں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج سے ایک مہینہ یا انتیس دن علیحدہ رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجِكَ سَلِيمٌ حَسْبُنَا وَمِنْكُمْ أَجْرٌ عَظِيمًا تک، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو کی ابتدا کی اور کہا کہ اے عائشہ! میں تمہارے سامنے ایک بات رکھنا چاہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس معاملہ میں جلد بازی نہ کرو یہاں تک کہ تم اپنے والدین سے مشورہ لے لو، آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ کیا بات ہے یا رسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی، یہ آیت سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ کیا آپ کے بارے میں میں اپنے والدین سے مشورہ لوں؟ میں تو اللہ کو اور اسکے رسول کو اور یوم آخرت کو اختیار کرتی ہوں اور آپ سے ایک درخواست کرتی ہوں کہ اپنی دوسری ازواج سے اسکا تذکرہ نہ فرمائیں جو میں نے کہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مجھ سے پوچھیں گی تو میں انہیں ضرور بتاؤں گا کیونکہ اللہ نے مجھے مشکلات میں ڈالنے والا اور سختی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ اس نے مجھے معلم اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (مسلم ۷۸۱۳) دوسری روایتوں میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان سب کو یہ بات بتلا دی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اختیار کی تو ان تمام نے بھی اللہ اور اسکے رسول اور آخرت کو اختیار کیا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسکے بدلہ میں آخرت کی نعمتیں دینے کا وعدہ فرمایا اور خود نبی رحمت ﷺ کی زوجیت ہی دنیا و مافیہا کی سب سے بڑی نعمت ہے اسی لئے فوراً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ لوں؟ نہیں! ہرگز نہیں مجھے اس نعمت کے بارے میں دوسروں سے مشورہ لینے کی حاجت ہی نہیں میں تو اسی نعمت کو اختیار کرتی ہوں۔ اس آیت میں

فَتَعَالَىٰ أُمَمٌ تَعْلَمُونَ وَأُمَّتٌ يَحْكُمُونَ سے مراد طلاق ہے کہ اگر تم اس دنیا کی دولت، عیش و عشرت، زریب وزینت ہی چاہتی ہو تو ٹھیک ہے آؤ! میں تمہیں اس طریقہ کے مطابق جو اللہ نے بتلایا ہے طلاق دیدوں اور ساتھ میں کچھ مال و متاع یعنی تحفہ بھی تمہیں دیکر اپنی زوجیت سے آزاد کروں کیونکہ میں ایک نبی ہوں اور میرے پاس دنیا نہیں ہوتی، ہم انبیاء دنیا سے زیادہ آخرت رکھتے ہیں اگر تم بھی اس کی چاہت رکھتی ہوں تو میرے ساتھ رہو، اللہ قیامت کے دن اس کا بہت ہی خوبصورت بدلہ تمہیں عطا کرے گا، جب ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے نبی رحمت ﷺ اور آخرت کو اختیار کیا تو اسکے بعد اللہ تعالیٰ انہیں نبی رحمت ﷺ کی نافرمانی کرنے اور انکو ایذا پہنچانے سے باز رہنے کا حکم دے رہے ہیں اور اگر بالفرض کوئی ایسا کرتا ہے تو انہیں دو گنا عذاب دیئے جانے کی خبر بھی دے رہے ہیں یہاں دو گنا عذاب اس لئے ہوگا کہ ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا مقام و مرتبہ دوسروں کے مقابلہ میں بہت بڑا ہوا ہے کہ وہ نبی رحمت ﷺ کی بیویاں ہیں اور ساری امت کی مائیں بھی ہیں اور امت کے لئے ایک نمونہ بھی ہیں تو اگر بالفرض ان سے کوئی کوتاہی سرزد ہو جائے تو انہیں سزا بھی دو گنی دی جائے گی، بعض مفسرین نے اس آیت میں بِفَاحِشَةٍ سے زنا مراد لیا ہے، مگر یہ لفظ ان ازواج مطہرات کے لئے زینا نہیں ہے کیونکہ ان سے اس طرح کا گناہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا اور اسکا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا اسی لئے یہاں بِفَاحِشَةٍ سے نافرمانی اور شوہر کے حقوق کی حق تلفی مراد لینا زیادہ بہتر ہے جیسا کہ ابو حیان رحمہ اللہ نے کہا کہ بِفَاحِشَةٍ سے زنا مراد لینے کا وہم بھی نہیں کہا جاسکتا نبی رحمت ﷺ کی عصمت کی وجہ سے۔ (تفسیر منیر۔ ج ۲۱، ص ۲۹۳) امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا کہ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اگر لفظ "بِفَاحِشَةٍ" معرفہ استعمال ہو تو اسکے معنی زنا ہوتے ہیں لیکن اگر نکرہ ہو تو اسکے معنی دوسرے گناہوں کے ہوتے ہیں اور اگر اسکی صفت لائی گئی ہو تو اسکے معنی شوہر کی نافرمانی کے ہوتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۳، ص ۱۷۶) اس آیت میں اسکا استعمال صفت کے ساتھ ہوا ہے لہذا بہتر یہی ہے کہ یہاں شوہر کی نافرمانی مراد لی جائے نہ کہ زنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ و صحابیات کی شان میں کسی بھی قسم کی بے احتیاطی سے حفاظت فرمائے۔ آمین

(درس نمبر ۱۶۷) تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو ﴿الاحزاب ۳۱-۳۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَنْ يَفْقُهْهُ مِنْكُمْ فَاعْمَلْ صَالِحًا تَوْبَةً أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ ۚ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَمَنْ يَفْقُهْهُ اور جو فرمانبرداری کرے مِنْكُمْ تم میں سے يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اور اللہ کی وَرَسُولِهِ اور اس

کے رسول کی وَتَعْمَلْ صَالِحًا اور وہ نیک عمل کرے تُوِيهَا ہم دیں گے اسے أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ اس کا اجر دوبارہ وَاعْتَدْنَا اور ہم نے تیار کیا ہے لَهَا اس کے لیے رِزْقًا كَرِيمًا عزت کا رزق يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ اے نبی کی بیویو! لَسْتُنَّ تَمْنَيْنَ تم نہیں ہو تَمَانِي کسی ایک کی مانند مِنَ النِّسَاءِ عورتوں میں سے اِنْ اَتَّقَيْتُنَّ اگر تم تقویٰ اختیار کرو فَلَا تَخْضَعْنَ تُوِي نِزَاكَتِ اِخْتِيَارُهُ كَرُو بِالْقَوْلِ بات چیت میں فَيَطْمَعُ كَطَمَعِ طَمَعِ كَرُو لِكَلِّ الَّذِي وَهُ شَخْصِ جَسِ كَفِي قَلْبِهِ مَرَضٌ دِل مِيں رُوگِ هُو وَ قُلْنِ اُو تَم كَبُو قَوْلًا مَعْرُوفًا مَعْقُولِ بَاتِ تَرْجَمَه:۔ اور جو تم میں سے اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبردار رہے گی اور نیک عمل کرے گی اُس کو ہم دُگنَا ثَوَابِ دِيں گے اور اُس کیلئے ہم نے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے ۱۰ اے پیغمبر کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم پر ہیزگار رہنا چاہتی ہو تو (کسی اجنبی شخص سے) نَزَمِ نَزَمِ بَاتِيں نہ کرو تا کہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا مرض ہے کوئی امید (نہ) پیدا کرے اور دستور کے مطابق بات کیا کرو۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں بھبھاتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ تم میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعدار رہے گی اور نیک اعمال کرے گی ہم اسے اس کا ثواب بھی دو گنا دیں گے۔

۲۔ ہم نے اس کے لئے باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔

۳۔ اے نبی کی بیویو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم دوسروں کی طرح نہیں ہو۔

۴۔ لہذا تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو۔

۵۔ کبھی کوئی شخص بیجالاتج کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہو۔

۶۔ بات وہ کہو جو بھلائی والی ہو۔

پچھلی آیتوں میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے پر دو گنے عذاب سے ڈرایا گیا، اس آیت میں اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرنے پر دو گنے ثواب کی بشارت دی گئی ہے جس طرح آپ کی عظمت کو دیکھ کر ایک گناہ پر دو گنی سزا کا اعلان کیا گیا تو اسی طرح ایک نیکی پر دو گنے ثواب کی بشارت بھی دی گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ازواجِ مطہرات! جو کوئی تم میں سے اللہ اور اسکے رسول کا کہا مانے گی اور انکی اطاعت کرے گی اور اعمالِ صالحہ بھی کرے گی یعنی فرائض و واجبات ادا کرے گی تو ہم انہیں اس ایک نیکی کے بدلہ دو گنا ثواب عطا فرمائیں گے، اس سے بڑھ کر ہم انہیں جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ رزق جسکے مقابلہ میں اس دنیا کے رزق کی کوئی حیثیت و وقعت نہیں عطا کریں گے، خاص طور پر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن کو مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا گیا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویو! تمہارا مقام و مرتبہ بہت اونچا ہے، تم سب دوسری عورتوں

کی طرح نہیں ہو، تم پر بہت ساری ذمہ داریاں ان دیگر عورتوں کے مقابلہ میں عائد ہوتی ہیں، لہذا اگر تم میں تقویٰ ہو اور تم سب اللہ سے ڈرتی ہوں تو دوسرے مردوں سے نرمی سے بات مت کرو اسلئے کہ آپ کا اس نرمی سے بات کرنا ان لوگوں کے دلوں میں برے خیالات پیدا کروے گا جنکے دلوں میں روگ ہے اور اگر ان سے بات کی ضرورت پڑ جائے تو مناسب انداز میں بغیر کسی نزاکت کے بات کرو، ان آیتوں میں خصوصیت کے ساتھ ازواجِ مطہرات کو ان باتوں کا حکم دیا گیا ہے لیکن اس حکم میں تمام عورتیں شامل ہیں یعنی انہیں بھی اپنے شوہروں کی نافرمانی اور انکی حیثیت سے زیادہ خرچ مانگنے سے بچنا چاہئے اس لئے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہیں اللہ کے رسول ﷺ نے جب اپنا قاصد بنا کر بھیجا تو راستے میں بنو خولان کی ایک عورت نے انہیں سلام کیا اور پوچھا کہ مجھے بتاؤ کہ عورت پر اسکے شوہر کا کیا حق ہے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے اسکی نافرمانی کرنے میں اللہ سے ڈرو اور اسکا کہنا مانو اور اسکی اطاعت کرو، یہ سنکر اس عورت نے پھر سے وہی سوال کیا اور پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بھی وہی جواب دیا تیسری مرتبہ بھی اس عورت نے یہی سوال کیا اور کہا کہ میں ان بچوں کے بوڑھے باپ کو گھر میں چھوڑ آئی ہوں؟ اس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر تم گھر جاؤ اور دیکھو کہ تمہارے شوہر کو جذام کے مرض نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور اسکے جسم کو چھاڑ کر رکھ دیا ہے اور پھر اس سے خون، پیپ بہ رہا ہے اور تم اسے اپنے منہ سے صاف بھی کر دو تب بھی تم نے اس کے حقوق ادا نہیں کئے۔ (مسند احمد۔ مسند الانصار، مسند معاذ بن جبل ۷۸-۲۲۰) لہذا تمام عورتوں کو اپنے شوہروں کا احترام اور جائز کاموں میں ان کی اطاعت کرنی چاہئے، ایسے ہی ایک اور حکم بطور خاص ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اور بالعموم تمام عورتوں کو یہ دیا گیا ہے کہ جب کسی نامحرم سے بات کرنا پڑ جائے تو نازخری و نزاکت کے ساتھ اپنی ادائیں دکھاتے ہوئے بات نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اس طرح بات کرنے سے دلوں میں برے خیالات اور شیطانی دوسے پیدا ہوتے ہیں اگر عورت کے دل میں برا ارادہ نہ بھی ہو اور مرد کے دل میں اسکی اس طرح گفتگو کی وجہ سے برا خیال پیدا ہو جائے تو گنہگار عورت ہی ہوگی اسلئے جب نامحرم مردوں سے گفتگو کرنی پڑے تو ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی قدر کڑک آواز میں بات کرنا چاہئے تاکہ ان تمام وساوس سے بچ سکیں۔

(درس نمبر ۱۶۷۸) اپنے گھروں میں سکون کے ساتھ رہیں ﴿الاحزاب ۳۳-۳۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ
وَاطَعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۗ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

تَطْهِيرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَقَرْنَ اور تم کی رہو فی بُيُوتِكُنَّ اپنے گھروں میں وَلَا تَكُونْنَ اور تم زینب وزینت ظاہر نہ کرو تَبَيَّحْ زینت ظاہر کرنے کے الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ جاہلیت اولیٰ میں وَأَطِعْنَ الصَّلَاةَ اور تم نماز قائم کرو وَأَيُّنَ الزَّكَاةَ اور زکوٰۃ ادا کرو وَأَطِعْنَ اللَّهَ اور تم اللہ کی اطاعت کرد ورسولہ اور اس کے رسول کی إِمَامًا يُرِيدُ اللَّهُ بِسِ اللَّهِ چاہتا ہے لِيُنْزِلَ عَلَيْكُمْ ذِكْرًا مِمَّا قَدْ نَزَّلَ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا رَاغِبَاتٌ فِيهِ فَاغْبِغِي وَأَغْبِي وَاصْبِرْ لِحُكْمِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ اور وہ پاک کردے تمہیں تَطْهِيرًا پاک کرنا وَاذْكُرْنَ اور تم یاد کرو مَا يُتْلَىٰ جو پڑھی جاتی ہیں فِي بُيُوتِكُنَّ تمہارے گھروں میں مِنْ آيَاتِ اللَّهِ اللہ کی آیات سے وَالْحِكْمَةِ اور حکمت إِنَّ اللَّهَ لَبَشِيرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ خَبِيرًا اور ان کے لیے اللہ بے شک اللہ كَانَ لَطِيفًا نہایت باریک بین ہے خَبِيرًا بڑا باخبر

ترجمہ:- اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہارِ تعجل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو۔ اے (پیغمبر کے) اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کامیل کچیل) دُور کر دے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت (کی باتیں سنائی جاتی ہیں) ان کو یاد رکھو بیشک اللہ باریک بین اور باخبر ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بتلائی گئی ہیں۔ ۱۔ اپنے گھروں میں سکون کے ساتھ رہو۔

۲۔ غیر مردوں کو بنا دنگھا رکھاتی نہ پھرو جیسے کہ پہلی بار جاہلیت کے زمانہ میں کیا جاتا تھا۔

۳۔ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ ۴۔ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔

۵۔ اے نبی کے گھر والیو! اللہ تمہیں گندگی سے دور رکھے اور پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح سے مکمل ہو۔

۶۔ تمہارے گھر میں جو اللہ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں بیان کی جاتی ہیں اے یاد رکھو۔

۷۔ یقین جانو اللہ بہت باریک بین اور ہر بات سے باخبر ہے۔

ان آیتوں میں ازواجِ مطہرات کو مزید احکام دیئے جا رہے ہیں، چنانچہ کہا گیا کہ وہ پردہ کا پورا پورا خیال رکھیں اور بلا ضرورت گھر سے نہ نکلیں اور اگر کسی خاص ضرورت کی وجہ سے گھر سے نکلنا ہی پڑ جائے تو پورے پردے کے ساتھ نکلیں کہ غیر محرم کی نظریں ان پر نہ پڑیں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جو زمانہ جاہلیت تھا اس میں عورتیں بے پردہ، بنا دنگھا کر کے مردوں کو دکھاتے ہوئے راستوں اور بازاروں میں کھڑی رہتی تھیں اس آیت میں اس سے روکا گیا کہ اس طرح نہ نکلو، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے یہاں ایک نکتہ بیان

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں پہلی جاہلیت فرمایا ہے اسکا مطلب یہ ہوا کہ آخری جاہلیت کا زمانہ بھی آنے والا ہے بلکہ آچکا ہے جو پہلی جاہلیت سے کہیں زیادہ بے حیائی میں بڑھا ہوا ہے جسے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح آزادی کے نام پر عورتوں کو بے لباس کر کے دنیا بھر میں چھوڑ دیا گیا ہے، جبکہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: عورت سر سے پیر تک ستر ہے یعنی اسے پورا پردہ کرنا چاہئے اور جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتے رہتا ہے۔ (ترمذی ۱۱۷۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کو گھروں میں رکھو اس لئے کہ عورت سر تا پا ستر ہے اور جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتے رہتا ہے اور جب وہ کسی مرد کے پاس سے گذرتی ہے تو وہ اس سے کہتا ہے کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۷۷۱۰) محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ ام لومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ حج اور عمرہ کیوں نہیں کرتیں جیسے آپکی دوسری بہنیں یعنی دوسری ازواج مطہرات کرتی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے حج اور عمرہ کر لیا ہے اور مجھے اللہ نے گھر میں رہنے کے لئے کہا ہے، اللہ کی قسم! میری موت تک میں گھر سے نہیں نکلوں گی، راوی نے کہا کہ اللہ کی قسم! وہ گھر کے دروازے سے بھی نہیں نکلیں جنازے کے نکلنے تک۔ (الدر المسخوٰر - ج ۶، ص ۵۹۹) اللہ تعالیٰ انہیں نماز و زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرما رہے ہیں کہ جو نماز اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائی ہے اسے قائم رکھو اور جو صدقہ اس نے تم پر واجب کیا ہے اسے بھی ادا کرو اور ساتھ ہی وہ سارے احکامات جن کا اللہ اور اسکے رسول نے حکم دیا ہے ان تمام احکامات میں اطاعت کرو، خاص کر یہ حکم تمہیں اس لئے دیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کے گھر والوں سے گندگی اور گناہوں کے میل کو دور کرنا چاہتا ہے، جب تم یہ کام کرو گے جنکا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے تو انکے ذریعہ سے تمہاری صفائی و ستھرائی ہو جائے گی، یہاں پر اہل بیت یعنی نبی کے گھر والوں سے کون مراد ہیں؟ اس سلسلہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا یہ آیت ہم پانچ لوگ یعنی میرے، علی، حسن و حسین اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے، (تفسیر طبری - ج ۲۰، ص ۲۶۳) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ انکے گھر میں سوئے ہوئے تھے اور آپ کے جسم پر خیریری چادر تھی اسی دوران حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک ہانڈی لیکر آئیں جس میں خنزیرہ یعنی ایک قسم کا سالن تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے شوہر اور بچوں کو بھی بلا لاؤ، جب وہ آگئے اور کھانا کھا رہے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کا باقی حصہ پکڑ کر ان سب کو ڈھانک لیا اور چادر سے اپنا ہاتھ نکال کر آسمان کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں ان سے گندگی کو دور فرما دے اور انہیں خوب پاک فرما دے۔ یہ دعا آپ ﷺ نے تین مرتبہ مانگی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے بھی اپنا سر اس چادر میں ڈالا اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں بھی آپ کے ساتھ ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! بے شک تم خیر کی طرف ہو، یہ الفاظ آپ ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد

فرماتے۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۶۰۳) اللہ تعالیٰ انہیں قرآن و سنت کو یاد کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں کہ دیکھو! گھر پر رہو تو بیکار مت رہنا بلکہ قرآن و سنت کی حفاظت میں لگے رہنا اور انہیں اپنے سینوں میں بسالینا، اس حکم میں ازواج مطہرات کے علاوہ تمام مومن عورتیں بھی شامل ہیں کہ گھر میں رہتے ہوئے بیجا باتوں میں لگے رہنے کے بجائے قرآن مجید اور اسکے احکامات کو جاننے اور اسے محفوظ کرنے کی کوشش میں لگے رہنا چاہئے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو جان کر ان پر عمل کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ بھی تم کرتے ہو اس لئے جو بھی کرو سوچ سمجھ کر کرو، تمہارے اعمال اور تمہاری نیتوں پر ہی سزا و جزا کا دار و مدار ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۹﴾ یہ ہیں وہ خوش نصیب جن کیلئے مغفرت اور شاندار اجر ہے ﴿الاحزاب ۳۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَنِذِينَ وَالْقَنِذَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَشِيعِينَ وَالْخَشِيعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّالِمِينَ وَالصَّالِمَاتِ وَالْحَفِظِينَ وَالْحَفِظَاتِ وَالذَّكِرِينَ اللَّهُ كَثِيرًا وَالذَّكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- إِنَّ الْمُسْلِمِينَ لے شک مسلمان مرد وَالْمُسْلِمَاتِ اور مسلمان عورتیں وَالْمُؤْمِنِينَ اور مومن مرد وَالْمُؤْمِنَاتِ اور مومن عورتیں وَالْقَنِذِينَ اور فرمانبردار مرد وَالْقَنِذَاتِ اور فرمانبردار عورتیں وَالصَّادِقِينَ اور راست باز مرد وَالصَّادِقَاتِ اور راست باز عورتیں وَالصَّابِرِينَ اور صبر کرنے والے مرد وَالصَّابِرَاتِ اور صبر کرنے والی عورتیں وَالْخَشِيعِينَ اور خشوع کرنے والے مرد وَالْخَشِيعَاتِ اور خشوع کرنے والی عورتیں وَالْمُتَصَدِّقِينَ اور صدقہ دینے والے مرد وَالْمُتَصَدِّقَاتِ اور صدقہ دینے والی عورتیں وَالصَّالِمِينَ اور روزے دار مرد وَالصَّالِمَاتِ اور روزے دار عورتیں وَالْحَفِظِينَ اور حفاظت کرنے والے مرد فُرُوجَهُمْ اپنی شرمگاہوں کی وَالْحَفِظَاتِ اور حفاظت کرنے والی عورتیں وَالذَّكِرِينَ اللّٰهُ اور اللہ کا ذکر کرنے والے مرد كَثِيرًا کثرت سے وَالذَّكِرَاتِ اور ذکر کرنے والی عورتیں أَعَدَّ اللَّهُ تیار کر رکھی ہے اللہ نے لَهُمْ ان کے لیے مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا مغفرت اور اجر عظیم

ترجمہ:- (جو لوگ اللہ کے آگے سزا و عتاب ختم کرنے والے ہیں یعنی) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد

اور صبر کرنے والی عورتیں اور متقی مرد اور متقی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں کچھ شک نہیں کہ ان کیلئے اللہ نے بخشش اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

تشریح:- اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ فرمانبردار مردوں یا عورتوں، مومن مردوں یا عورتوں، عبادت گزار مردوں یا عورتوں، سچے مردوں یا عورتوں، صبر کرنے والے مردوں یا عورتوں، دل سے جھکنے والے مردوں یا عورتوں، صدقہ دینے والے مردوں یا عورتوں، روزہ دار مردوں یا عورتوں، شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مردوں یا عورتوں، کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مردوں یا عورتوں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے مغفرت اور شاندار اجر تیار کر رکھا ہے۔

ان آیتوں میں مومن مردوں اور عورتوں کی چند صفات بیان کی گئی ہیں۔ ایمان والوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ پہلے تو اللہ اور اسکے رسول کے مطیع و فرمانبردار ہوتے ہیں، دوسری صفت یہ کہ جو کچھ اللہ نے بھیجا ہے اور جو کچھ رسول اللہ نے بتلایا ہے اس پر دل و جاں سے یقین کرتے ہیں اور پکا اور سچا ایمان رکھتے ہیں، اس میں شک و تردد ذرہ برابر بھی نہیں ہونا چاہئے، تیسری صفت یہ کہ ان میں قناعت یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکی تقدیر میں لکھا ہے اس پر راضی ہونے والے ہوتے ہیں۔ رسول رحمت ﷺ نے فرمایا اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جس نے یہ کہا کہ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا میں اللہ کے رب ہونے پر راضی ہو گیا اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد عربی ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا۔ چوتھی صفت یہ کہ ہمیشہ سچ بولنے والے ہوتے ہیں اس لئے کہ جھوٹ بولنا مومن کی صفت نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! کیا مومن جھوٹ بولتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو بات کرے تو جھوٹ بولے وہ اللہ پر اور آخرت پر ایمان لانے والا نہیں۔ (کنز العمال ۸۹۹۳) پانچویں صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ اللہ کی جانب سے آئی ہوئی آزمائشوں پر صبر کرنے والے ہوتے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی زمانے کی مشقتوں اور سختیوں پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اسکا گواہ یا فرمایا کہ سفارش کرنے والا رہوں گا۔ (مسلم ۱۳۷۷) چھٹی صفت یہ کہ وہ عاجزی کرنے والے ہوتے ہیں، عاجزی اختیار کرنا اور اللہ کے سامنے جھکنا یہ بہت بڑی نعمت ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے ایسا دل عطا نہ کرنا جو عاجزی اختیار نہ کرتا ہو۔ (مسلم ۲۷۲۲) ساتویں صفت یہ کہ وہ صدقہ کرنے والے ہوتے ہیں اس لئے کہ مومن مال سے محبت نہیں کرتا بلکہ اس مال کو وہ اللہ کے حکم پر غرباء و فقراء

میں خرچ کرتا ہے، اللہ کے نبی ﷺ صدقہ کرنے کی ترغیب فرماتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس دن کے آنے سے پہلے صدقہ کرو کہ جس دن آدمی صدقہ کرنا چاہے گا مگر اسکے صدقہ کو قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (بخاری ۱۳۱۱)

آٹھویں صفت یہ کہ وہ روزے رکھنے والا ہوتا ہے، فرض روزوں کے علاوہ نفل اور سنت روزوں کا بھی اہتمام کرتا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھنا ڈھال ہے یعنی روزہ رکھنے سے انسان گناہوں اور جہنم کی آگ سے بچ سکتا ہے۔ (ترمذی ۲۶۱۶)، نویں صفت یہ کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی زنا اور بدکاری سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے زنا کا ایک حصہ انسانوں پر لکھ دیا ہے جسے وہ ضرور پائے گا، تو آنکھ کا زنا غیر (غیر محرم اور بے پردہ چیزوں کو) دیکھنا ہے، اور زبان کا زنا (بے حیائی کی باتوں کو) زباں سے بیان کرنا ہے، انسان کا نفس زنا کی خواہش کرتا ہے اور انسان کی شرمگاہ اس خواہش کو پوری کرتی ہے۔ (بخاری ۶۲۳۳)، مطلب یہ کہ صرف زنا کرنا ہی زنا نہیں ہے بلکہ اپنی آنکھوں سے غیر محرم کو دیکھنا اور بے پردہ چیزوں کا مشاہدہ کرنا اور زبان سے بے حیائی کی باتیں کرنا بھی زنا ہے اور مومن کی شان یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ ان تمام سے بچتا ہے، دسویں صفت یہ کہ مومن اللہ تعالیٰ کا کثرت سے اٹھتے بیٹھتے ہر حالت میں ذکر و تسبیح بیان کرتے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ گلیوں میں پھرتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں اور جب فرشتے ذکر کرنے والوں کو پالیتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ اپنی حاجت بیاں کرو، (اسے پورا کیا جائے گا)، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ملائکہ ان ذکر کرنے والوں کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں جو کہ آسمان تک ہوتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان ملائکہ سے اللہ رب العزت پوچھتے ہیں حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے کہ میرا بندہ کیا کہتا ہے؟ تو وہ ملائکہ کہتے ہیں کہ وہ آپ کی تسبیح، کبریائی، حمد، و بزرگی بیان کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا اس نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں! پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لے تو کیا کرے گا؟ فرشتے کہتے ہیں اور زیادہ ذکر کرے گا، پھر اللہ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت مانگتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا اس نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں! اللہ فرماتا ہے کہ وہ اگر وہ جنت کو دیکھ لے تو کیا کرے گا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اور زیادہ جنت کے شوق میں عبادت کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ جہنم سے، اللہ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں! پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ جہنم دیکھ لے تو کیا کرے گا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اور زیادہ عبادت کرے گا اور اس سے بھاگنے کی کوشش کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ تم گواہ رہو میں نے اسے بخش دیا ہے۔ (بخاری ۶۲۰۸) ان تمام صفتوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان کے لئے مغفرت تیار کر رکھی ہے اور انکے اعمال پر انہیں بہت زیادہ اجر دیا جائے گا جیسا کہ اس مذکورہ

حدیث میں بھی ذکر ہے۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مروی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ میں مردوں کے بارے میں قرآن میں سنتی ہوں مگر عورتوں کے بارے میں ایک بھی ذکر نہیں ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (السنن الکبریٰ للنسائی ۱۱۳۴۰)

﴿درس نمبر ۱۶۸﴾ وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا جس نے رسولِ رحمت ﷺ کی نافرمانی کی ﴿الاحزاب ۳۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُمِئَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَمَا كَانَ اور نہیں ہے لِمُؤْمِنٍ لائق کسی مومن کے وَلَا مُمِئَةٍ اور نہ کسی مومنہ کے إِذَا قَضَى اللَّهُ جب اللہ فیصلہ کرے وَرَسُولُهُ اور اس کا رسول اَمْرًا کسی معاملے کا أَنْ يَكُونَ کہ ہو لَهُمُ الْخِيَرَةُ ان کے لئے اختیار مِنْ أَمْرِهِمْ ان کے معاملے میں وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی وَرَسُولُهُ اور اس کے رسول کی فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا گمراہ ظاہر۔

ترجمہ:- اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہ ہو گیا۔

تشریح:- اس آیت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب اللہ اور اس کا رسول کسی چیز کا حتمی فیصلہ کر دے تو نہ کسی مومن مرد کے لئے یہ گنجائش ہے اور نہ کسی مومن

عورت کے لئے کہ انہیں اپنے کسی معاملہ میں اختیار باقی ہے۔

۲۔ جس نے بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔

ایمان والوں کی صفات کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اس آیت میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان

فرما رہے ہیں کہ مومن مرد ہو یا عورت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہونے فیصلہ پر سب کو راضی رہنا چاہئے اور بخوشی اس

پر عمل کرنا چاہئے، جب اللہ اور اس کے رسول نے فیصلہ سنا دیا ہے تو کسی بھی مرد یا عورت کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ کام

کرے یا نہ کرے بلکہ انہیں وہ کام کرنا ہی ہو گا جس کا اللہ اور اس کے رسول نے فیصلہ سنا دیا ہے، اگر کوئی اس فیصلہ کو نہیں

مانے گا یا اس پر عمل نہیں کرے گا تو وہ اللہ و رسول کا نافرمان کہلائے گا اور یہ حقیقت ہے کہ نافرمان شخص ہدایت کے

راستے سے بھٹک جاتا ہے اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر کل قیامت کے دن اسے اس گمراہی کی سزا بھگتنی پڑے

گی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو اپنے فیصلے کے برابر قرار دیا ہے یعنی اگر کسی

نے نبی رحمت ﷺ کے فیصلہ کو نہ مانا تو گویا اس نے اللہ کے فیصلہ کو نہ مانا اور جو اللہ کے فیصلہ کو نہیں مانتا وہ گمراہ و برباد ہو جاتا ہے، جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میرے حکم کو مانا گویا اس نے اللہ کے حکم کو مانا اور جس نے میری نافرمانی کی اور حکم کو نہیں مانا گویا اس نے اللہ کے حکم کو نہیں مانا اور اسکی نافرمانی کی۔ (بخاری ۲۹۵۷)

سورۃ النساء کی آیت نمبر ۸۰ میں کہا گیا یُنِطِّعُ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا وَمَا أَلَمْتُكُمْ الرَّسُولَ فَعُذُّوْكُمْ وَمَا تَهَكَّمْتُ عَنْهُ فَأَنْتَهُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللَّهَ (الحشر ۷) جس کام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیں اسے مانو اور جس کام سے تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرو، ہمیں اپنے اپنے بارے میں غور کرنا چاہئے کہ کیا ہم نبی رحمت ﷺ کے ہر حکم پر عمل کر رہے یا نہیں؟ اگر نہیں کر رہے ہیں تو پھر یہ ہماری گمراہی کے لئے کافی ہے، اللہ ہم تمام کو اللہ اور اسکے رسول کے حکموں پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں دور وایات موجود ہیں پہلی روایت یہ کہ یہ آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ انہوں نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تھا جس کا حکم نبی رحمت ﷺ نے انہیں دیا تھا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کیلئے پیغام نکاح لے کر حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے اس سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے زینب! ان سے نکاح کر لو، اس پر انہوں نے کہا کہ میں اپنے بارے میں مشورہ لوں گی، وہ دونوں ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی، پھر آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا آپ انکا مجھ سے نکاح کرانے پر راضی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! پھر حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے کہا پھر تو میں اللہ کے رسول کے حکم کی نافرمانی نہیں کروں گی، میں نے اپنے آپ کو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیدیا۔ (تفسیر طبری۔ ج. ۲۰، ص. ۲۷۱) ابن زید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ یہ آیت حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی وہ ہجرت کرنے والی سب سے پہلی خاتون تھیں انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کیلئے ہیہہ کر دیا تو نبی رحمت ﷺ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا اس سے نکاح کر دیا اس پر وہ اور انکے بھائی ناراض ہوئے کہ ہم نے تو چاہا تھا کہ آپ ان سے نکاح کریں، مگر انہوں نے اپنے غلام سے نکاح کر دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (الدر السخیر۔ ج. ۶، ص. ۶۱۰)

(درس نمبر ۱۶۸: ۱) تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے ﴿الاحزاب ۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ

وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَهُ فَلَمَّا قَطِي زَيْدٌ مِنْهَا وَظَرًا زَوْجَانِهَا لَكِنَّ لَا يَكُونُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَظَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝

لفظہ لفظ ترجمہ:- وَاذُ اور جب تَقُولُ آپ کہہ رہے تھے لِلَّذِي اس شخص سے کہ أَنْعَمَ اللَّهُ اللَّهُ نے العام کیا عَلَيْهِ اس پر وَأَنْعَمْتَ اور آپ نے بھی انعام کیا عَلَيْهِ اس پر اَمْسِكُ کہ تورو کے رکھ عَلَيْكَ اپنے پاس زَوْجَكَ اپنی بیوی وَاتَّبِعِ اللَّهَ اور اللہ سے ڈر وَتُخْفِي اور آپ چھپا رہے تھے فِي نَفْسِكَ اپنے دل میں مَا اللَّهُ وہ کہ اللہ مُبْدِيهِ ظاہر کرنے والا تھا اے وَتَخْشَى اور آپ ڈر رہے تھے النَّاسِ لوگوں سے وَاللَّهُ حالانکہ اللہ أَحَقُّ زیادہ حق دار ہے أَنْ تَخْشَهُ کہ آپ ڈرین اس سے فَلَمَّا پھر جب قَطِي زَيْدٌ پوری کر لی زید نے مِنْهَا اس سے وَظَرًا حاجت زَوْجَانِهَا ہم نے آپ کا نکاح کر دیا اس سے لَكِنَّ لَا يَكُونُ تاکہ نہ ہو عَلَى الْمُؤْمِنِينَ مومنوں پر حَرَجٌ کوئی حرج فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ ان کے منہ بولے بیٹیوں کی بیویوں میں إِذَا قَضَوْا جب وہ پوری کر لیں مِنْهُنَّ ان سے وَظَرًا حاجت وَكَانَ اور ہے أَمْرُ اللَّهِ اللہ کا حکم مَفْعُولًا کیا ہوا

ترجمہ:- اور جب تم اس شخص سے جس پر اللہ نے احسان کیا اور تم نے بھی احسان کیا (یہ) کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ رکھتے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو۔ پھر جب زید نے اس سے (کوئی) حاجت (متعلق) نہ رکھی (یعنی اس کو طلاق دیدی) تو ہم نے تم سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مومنوں کیلئے ان کے منہ بولے بیٹیوں کی بیویوں (کیسا تھ نکاح کرنے کے بارے) میں جب وہ ان سے (اپنی) حاجت (متعلق) نہ رکھیں (یعنی طلاق دیدیں) کچھ تنگی نہ رہے اور اللہ کا حکم واقع ہو کر رہنے والا تھا۔

تشریح:- اس آیت میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پیغمبر ایاد کرو اس وقت کو جب کہ تم اس شخص سے جس پر اللہ نے بھی اور آپ نے بھی احسان کیا تھا کہہ رہے تھے۔

۲۔ اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رہنے دو اور اللہ سے ڈرو

۳۔ تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ کھول دینے والا تھا۔

۴۔ تم لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔

۵۔ جب زید نے اپنی بیوی سے تعلق ختم کر لیا تو ہم نے اس سے تمہارا نکاح کر دیا۔

۶۔ تاکہ مسلمانوں کے لئے اپنے منہ بولے بیٹیوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی تنگی نہ رہے جب کہ

انہوں نے اپنی بیویوں سے تعلق ختم کر لیا ہو۔

۷۔ اللہ نے جو حکم دیا تھا اس پر تو عمل ہو کر ہی رہنا تھا۔

پچھلی آیت کے شان نزول سے یہ بات معلوم ہوتی کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کر دیا تھا، اس آیت میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دی اور اسکے بعد اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا، چنانچہ تفصیلاً ذکر یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت زید بخار شہ رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ نے بھی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی احسان کیا، یہاں اللہ تعالیٰ کا احسان تو ان پر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیا اور انہیں اسلام سے بھی مشرف فرمایا اس طرح کہ وہ اسلام لانے والے پہلے چار افراد میں شمار کئے جاتے ہیں اس سے بڑا احسان اور کیا ہو سکتا ہے؟ اسکے بعد نبی رحمت ﷺ کا ان پر احسان یہ کہ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا اور انکا نکاح بھی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کر دیا، لیکن چند وجوہات کی بنا پر یہ نکاح زیادہ دن تک باقی نہ رہ سکا جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شکایت کرنے لگے تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھو، اس پر یہ آیت وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ نازل ہوئی۔ (صحیح ابن حبان ۷۰۴۵) بعض مفسرین نے اس آیت کے بارے میں یہ کہا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی محبت پیدا ہوئی اور نبی رحمت ﷺ ان سے نکاح کرنا چاہتے تھے اسی کو اس آیت میں بیان فرمایا گیا کہ آپ نے اپنے دل میں جو چھپایا تھا اللہ اسے کھول دینے والا تھا، (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص، ۲۷۴) لیکن صاحب تفسیر منیر نے اس آیت کی جو تفسیر بیان کی ہے وہ مجھے بہتر معلوم ہوتی وہ یہ کہ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کے پاس حضرت زینب سے طلاق لینے کی بات کہنے آئے تو نبی رحمت ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ انکا نکاح حضرت زینب سے کر دیا جائے گا اگر انہوں نے طلاق دی اور چونکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے تو عرب میں اس وقت منہ بولے بیٹے کو خاص بیٹے کا درجہ دیا جاتا تھا اور جس طرح خاص بیٹے کی بیوی سے طلاق کے بعد بھی نکاح کرنا حرام ہے اسی طرح منہ بولے بیٹے کی بیوی کے بارے میں بھی اس وقت اہل عرب کا یہی خیال تھا تو اسی وجہ سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ڈر رہے تھے کہ اگر میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا تو قریش کی باتیں سنی پڑیں گی، اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ ذرنا تو آپ کو اللہ تعالیٰ سے چاہئے وہی اس بات کا زیادہ حقدار ہے لیکن آپ کے دل کی کیفیت کچھ اور ہے۔ (تفسیر منیر۔ ج، ۲۲۔ ص، ۳۰) لیکن آخر کار وہی ہوا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا تھا، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دیدی۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور انکا ولیمہ ایسے کیا جو کسی اور ازواج کا نہیں کیا آپ نے ایک بکری ذبح فرمائی، اسی بات پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا دوسری ازواج سے کہتی تھیں کہ تم لوگوں کا نکاح تمہارے اولیاء نے کر دیا لیکن میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر ہی فرما دیا۔ (الدر المنثور - ج ۶ ص ۶۱۲، ص ۶۱۲)

اس نکاح کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اس غلط عقیدہ کو کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کے حکم میں ہوتا ہے اسے ختم کرنا چاہتا تھا اسی لئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنے کا حکم دیکر اللہ تعالیٰ نے اس رسم و عقیدہ کو ہمیشہ کے لئے ختم فرما دیا، اسی کو اس آیت میں بیان فرمایا لَئِكَ لَا يَكُونُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي زَوَاجِ أَدْعِيَاءِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَظَرَآ تا کہ مسلمانوں پر اپنے لے پالگوں کی بیویوں کے بارے میں کسی طرح تنگی نہ رہے جبکہ وہ اپنی غرض ان سے پوری کر لیں۔ آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اللہ نے فیصلہ کر لیا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے چاہے کسی کو اچھا لگے یا نہ لگے۔

﴿درس نمبر ۱۶۸۲﴾ اللہ کا فیصلہ نیا تلامقدر ہوتا ہے ﴿الاحزاب ۳۸-تا-۴۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۖ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ۝ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۖ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ کوئی حرج قیما اس بات میں جو فرض اللہ نے فرض کر دی لہ اس کے لئے سُنَّةَ اللَّهِ دستور الہی کے فی الَّذِينَ ان لوگوں میں جو خَلَوْا مِنْ قَبْلُ گزر گئے اس سے قبل وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ اور ہے اللہ کا حکم قَدَرًا مَقْدُورًا مقرر کیا ہوا اندازہ الَّذِينَ وہ لوگ جو يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ پہنچاتے ہیں اللہ کے پیغامات وَيَخْشَوْنَهُ اور وہ ڈرتے ہیں اس سے وَلَا يَخْشَوْنَ اور نہیں ڈرتے ہیں أَحَدًا کسی سے إِلَّا اللَّهَ سوائے اللہ کے وَكَفَى بِاللَّهِ اور کافی ہے اللہ حَسِيبًا حساب لینے والا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ نہیں ہیں محمد أَبَا أَحَدٍ کسی کے باپ مِّن رِّجَالِكُمْ تمہارے مردوں میں سے وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ لیکن اللہ کے رسول ہیں وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ اور خاتم النبیین ہیں وَكَانَ اللَّهُ

اور ہے اللہ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ہر چیز کو علیما خوب جاننے والا
ترجمہ:- پیغمبر پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے ان کیلئے مقرر کر دیا اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان
میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا ہے O اور جو اللہ کے پیغام (جو ان کے توں) پہنچاتے اور اس
سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے O (محمد ﷺ) تمہارے
مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے
والے) ہیں۔ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ نبی کے لئے اس کام میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہوتی جو اللہ نے انکے لئے طے کر دیا ہو۔
- ۲۔ یہی اللہ کی وہ سنت ہے جس پر ان انبیاء کے معاملہ میں بھی عمل ہوتا آیا ہے جو پہلے گزر چکے ہیں۔
- ۳۔ اللہ کا فیصلہ نپا تلامقرر ہوتا ہے۔
- ۴۔ پیغمبر وہ لوگ ہیں جو اللہ کے بھیجے ہوئے پیغام کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔
- ۵۔ اسی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے وہ نہیں ڈرتے۔
- ۶۔ حساب لینے کے لئے اللہ کو کسی کی ضرورت نہیں۔
- ۷۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں
- ۸۔ وہ رسول ہیں اور آخری نبی بھی۔ ۹۔ اللہ تعالیٰ ہر بات کو خوب جانتا ہے۔

رسول رحمت ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے جو نکاح فرمایا اس نکاح کو جائز اور حلال
بتلانے کیلئے یہ بات یہاں کہی گئی کہ نبی کے لئے اس کام میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہوتی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے
لئے طے کر دیا ہو، چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس سلسلہ میں یہ جملہ استعمال فرمایا کہ زَوْجُنَا كَمَا كُنَّا نَعْمَلُ ان سے
نکاح کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے خود رسول رحمت ﷺ کا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر دیا تو اس میں کسی کو
کیا حق ہے کہ وہ اس معاملہ میں اعتراض کرے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے اس فیصلے
پر عمل کرنے سے نبی گناہ گار نہیں ہوتے یعنی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے
کو گناہ سمجھ رہے تھے کہ یہ تو میرے منہ بولے بیٹے کی بیوی ہے میں اس سے کیسے نکاح کروں؟ اسی کیفیت کو دور
فرمانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہی فیصلہ فرمایا ہے تو پھر اس میں اس طرح سوچنا نہیں
چاہئے ایسے فیصلے تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے جو انبیاء تھے ان کے درمیان بھی فرمایا ہے، لہذا اس خیال کو اپنے دل
سے نکال دیجئے اور جو اللہ نے حکم دیا ہے اسے کرنے میں پس و پیش نہ ہوں اور جو اللہ کا حکم اور فیصلہ ہوتا ہے وہ ہو کر

ہی رہتا ہے، یہ آیت اصل میں یہود و نصاریٰ کے اعتراض کا جواب بھی ہے کہ وہ لوگ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زینب سے نکاح کرنے پر طعن کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ اس میں ایسی کوئی نئی بات ہے کہ تم محمد ﷺ کو طعن دے رہے رہو؟ ان سے پہلے جو انبیاء کرام علیہم السلام تھے یعنی حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام انکے تو کئی کئی بیویاں تھیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اختیار دیا ہے وہ جتنے نکاح کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ (البتہ بعد میں اللہ کے نبی ﷺ کی بھی نکاح کے معاملہ میں تحدید کردی گئی) اور یہ جو رسول ہوتے ہیں انکا اصل مقصد تو اس دنیا میں آنے کا اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے جس معاملہ میں وہ اللہ تعالیٰ سے خوف بھی کرتے ہیں کہ کیا ہم نے اپنی ذمہ داری پوری نہجائی ہے یا نہیں؟

منافقوں کو یہاں ایک اور جواب دیا جا رہا ہے اس لئے کہ وہ یہ کہہ کر طعن دیتے تھے کہ محمد نے تو اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے جبکہ وہ تو اس سے لوگوں کو منع فرماتے ہیں؟۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ جسے تم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہہ رہے ہو وہ اصل میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے نہیں ہیں اس لئے کہ انکی اولاد میں کوئی مرد باقی نہیں ہے بلکہ ساری کی ساری بیٹیاں ہی ہیں اور یہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا اس لئے اس کی بیوی سے نکاح کرنا حرام نہیں ہے ہاں اگر حقیقی بیٹا ہو تو پھر اس کی بیوی تا دم حیات حرام ہی رہتی ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے نہیں ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکر اولاد بھی تھی اس لئے کہ وہ حضرت قاسم، ابراہیم، طیب اور مطہر رضی اللہ عنہم کے والد تھے۔ (الدر السعور۔ ج ۶، ص ۶۱۷) لیکن اس آیت کے نزول کے وقت ان بیٹوں میں سے کوئی باحیات نہیں تھا اس لئے اللہ نے اس طرح فرمایا کہ اب وہ کسی مذکر اولاد کے والد نہیں ہیں، جیسا کہ عامر الشیبی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ انکے کوئی مذکر اولاد باحیات نہیں تھی۔ (ترمذی ۳۲۱۰) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ البتہ وہ نبی آخر الزماں ہیں اور جو نبی ہوتے ہیں وہ تمام امت کے روحانی باپ ہوتے ہیں لہذا اس اعتبار سے وہ تم سب کے باپ ہیں لیکن نسلا انکی کوئی مذکر اولاد نہیں ہے، اسکے پیچھے کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کسی بھی زینہ اولاد کو باقی نہیں رکھا وہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے وہ ذات تو ایسی ہے کہ ہر چیز کا علم اسکے پاس ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۸۳﴾ وہی اللہ ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے ﴿الاحزاب ۴۱- تا ۴۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ هُوَ الَّذِي

يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۗ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۖ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ائِمْنَا لائے ہو اذْكُرُوا اللّٰهَ اللّٰهَ كُوِيَادِكِرْدِ ذِكْرًا كَثِيرًا بہت زیادہ یاد کرنا وَسَبِّحُوْهُ اور تم تسبیح بیان کرو اس کی بُكْرَةً وَأَصِيْلًا صبح و شام هُوَ الَّذِي وہی ہے جو يُصَلِّي رَحْمَتٌ بھیجتا ہے عَلَيْكُمْ تم پر وَمَلَائِكَتُهُ اور اس کے فرشتے لِيُخْرِجَكُم تا کہ وہ نکالے تمہیں مِّنَ الظُّلُمَاتِ اندھیروں سے إِلَى النُّورِ روشنی کی طرف وَكَانَ اور وہ ہے بِالْمُؤْمِنِينَ مومنوں پر رَحِيمًا بہت رحم کرنے والا تَحِيَّتُهُمْ ان کی دعا ہوگی يَوْمَ جس دن يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وہ ملیں گے اس کو سلام وَأَعَدَّ اور اس نے تیار کیا ہے لَهُمْ ان کے لئے أَجْرًا كَرِيمًا عزت والا اجر

ترجمہ:- اے اہل ایمان! اللہ کا بہت ذکر کیا کرو اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تا کہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ (اللہ کی طرف سے) سلام ہوگا اور اس نے ان کیلئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اے ایمان والو! زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کرو۔
- ۲۔ صبح و شام اسکی تسبیح کرو۔ ۳۔ وہی ہے جو خود بھی تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اسکے فرشتے بھی۔
- ۴۔ تا کہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔ ۵۔ وہ مومنوں پر بہت مہربان ہے۔
- ۶۔ جس دن مومن لوگ اللہ سے ملیں گے اس دن انکا استقبال سلام سے ہوگا۔
- ۷۔ اللہ نے انکے لئے باعزت انعام تیار کر رکھا ہے۔

پچھلی آیتوں میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کا ذکر تھا اور ان سے متعلق کچھ احکام بھی بتلائے گئے، ان آیتوں میں تمام مومنوں کا ذکر ہے اور انہیں بھی چند احکام دیئے جا رہے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کثرت سے ذکر کرنے کا حکم فرمایا ہے کہ ہر آن ہر گھڑی اللہ کا ذکر زبان پر ہونا چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بہت احسانات کئے ہیں سب سے بڑا احسان یہ کہ اس نے ہمیں ہدایت کے راستے پر ڈالا اور مسلمان بنا کر پیدا فرمایا اس لئے اسکے احسان کا تقاضہ بھی ہے کہ ہم اس کا شکر اس طرح کریں کہ اس کی تسبیح و تحمید کریں، اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! کل قیامت کے دن سب سے اونچا درجہ کس بندے کا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کا ذکر سب سے زیادہ کرتے ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے

کہا کہ یا رسول اللہ! اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کا کیا مقام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اپنی تلوار لے کر کفار و مشرکین میں گھس جائے اور ان سے لڑتے لڑتے اسکی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون سے رنگ جائے تب بھی ذکر کرنے والے کا مقام اس سے اونچا ہی رہے گا۔ (ترمذی ۶۷۳۷) اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ دو اوقات کا ذکر فرمایا ہے کہ پورے دن ہی تسبیح و تحمید ہوئی چاہئے مگر صبح اور شام کے وقت خاص طور سے اسکی تسبیح و تحمید بیان ہوئی چاہئے اس لئے کہ ان دو اوقات میں ملائکہ کا تبادلہ ہوتا ہے کہ صبح کے وقت شام والے فرشتے اوپر چلے جاتے ہیں اور صبح والے فرشتے نیچے آتے ہیں اسی طرح شام میں صبح والے فرشتے واپس چلے جاتے ہیں اور پھر شام والے فرشتے نیچے آ جاتے ہیں اس لئے ان دو اوقات کو خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے جیسا کہ امام زحلیبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔ (تفسیر منیر۔ ج، ۲۲، ص، ۲۰) اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہاں بُكْرَةً وَأَصِيلًا سے مراد فجر اور عصر کا وقت ہے۔

جس اللہ کا ذکر فرمانے اور تسبیح و تحمید بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفت بیان کی جا رہی ہے کہ جس اللہ کی تم تسبیح بیان کرتے ہو وہ اللہ اسکے بدلہ تم پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور ساتھ ہی فرشتے بھی تمہارے لئے دعا و استغفار کرتے ہیں، یعنی تمہارے ذکر کرنے کا تمہیں دو گنا فائدہ مل رہا ہے ایک یہ کہ تمہارے ذکر کے بدلہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت بھیجتا ہے اور دوسرا یہ کہ ملائکہ بھی تمہارے لئے دعا اور استغفار کرتے ہیں۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے لئے جو صلاۃ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے گا اور ملائکہ کے لئے اس لفظ کے معنی یہ ہیں کہ ملائکہ ان کے لئے استغفار کریں گے۔ (الدر المنثور۔ ج، ۶، ص، ۶۲۳) اس آیت کے شان نزول کے بارے میں روایت ہے کہ جب إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ یا رسول اللہ! جب کبھی اللہ تعالیٰ کوئی خیر آپ پر نازل فرماتا ہے تو اس میں ہمیں بھی شریک کرتا ہے (لیکن ان آیتوں میں اس نے ہمیں شریک نہیں کیا) تب یہ آیت نازل ہوئی هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ۔ الخ۔ وہی ہے وہ اللہ جو خود بھی تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ (الدر المنثور۔ ج، ۶، ص، ۶۲۲)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس ذکر و اذکار اور ملائکہ کی دعا کا سبب یہ ہے کہ تم گمراہی کے اندھیروں سے نکل کر ایمان کی روشنی کی طرف آو گے، جس سے تمہاری دنیا و آخرت دونوں روشن ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تو مومن بندوں پر بہت مہربان اور رحیم ہیں کہ وہ انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالیں گے جبکہ وہ اللہ کے مطیع و فرمانبردار ہوں گے اور جب یہ مومن اس دنیا کو الوداع کہہ کر اللہ کے پاس جنت میں جانے لگیں گے تو فرشتے ان کا استقبال کرتے ہوئے انہیں سلام کہیں گے، یعنی تم پر سلامتی ہو، آؤ جنت میں داخل ہو جاؤ جہاں اللہ تعالیٰ نے تمہارے

اعمال کے بدلہ بہت سارے انعامات تیار کر رکھے ہیں۔ اور اس آیت تَحْيِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامًا کی تفسیر میں چند روایتیں ہیں کہ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس دن مومنوں کی ملاقات ملک الموت (روح کالنے والے فرشتے) سے ہوگی تو کوئی مومن ایسا نہیں ہوگا کہ جسکی روح نکالتے وقت ملائکہ نے اسے سلام نہ کیا ہو۔ (شعب الایمان للہیثمی ۳۹۹) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ملک الموت مومن کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ کے رب نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ (الدر المنثور ج ۶، ص ۶۲۳)

(درس نمبر ۱۶۸۲) رسول رحمت ﷺ شاہد مبشر اور نذیر ہیں (الاحزاب ۲۵-۳۸)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝ وَبَشِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنْ اللَّهِ فَضْلًا كَثِيرًا ۝ وَلَا تُطِيعِ الْكُفْرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَّهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۝ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی! اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ ہم نے اَرْسَلْنَاكَ آپ کو بھیجا ہے شَاهِدًا گواہی دینے والا وَمُبَشِّرًا اور خوشخبری سنانے والا وَنَذِيرًا اور ڈرانے والا وَدَاعِيًا اور بلانے والا اِلَى اللَّهِ اللہ کی طرف بِإِذْنِهِ اس کے حکم سے وَسِرَاجًا مُنِيرًا اور روشن چراغ وَبَشِيرَ اور خوشخبری دے دینے والے الْمُؤْمِنِينَ مومنوں کو بِأَنَّ کہ بے شک لَهُمْ ان کے لئے ہے مِنَ اللَّهِ اللہ کی طرف سے فَضْلًا كَثِيرًا فضل بہت بڑا وَلَا تُطِيعِ الْكُفْرِينَ اور اطاعت نہ کیجئے الْكُفْرِينَ کافروں کی وَالْمُنَافِقِينَ اور منافقوں کی وَدَعْ أَذَّهُمْ ان کی اذارسائی کو وَتَوَكَّلْ اور توکل کیجئے عَلَى اللَّهِ اللہ پر وَكَفَى اور کافی ہے بِاللَّهِ وَكِيلًا اللہ کا ساز

ترجمہ:- پیغمبر! ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ اور مومنوں کو خوشخبری سنانے والا اور کفار کی طرف سے بڑا فضل ہوگا اور کافروں اور منافقوں کا کہاں ماننا اور ان کے تکلیف دینے پر نظر کرنا اور اللہ پر بھروسہ رکھنا اور اللہ ہی کا ساز کافی ہے۔
تشریح:- ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے نبی! یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

۲۔ اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والا اور روشنی پھیلانے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

۳۔ آپ مومنوں کو خوشخبری سنانے والا ہے کہ ان پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے۔

۴۔ آپ کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانتے تھے۔ ۵۔ انکی طرف سے جو تکلیفیں پہنچیں اسکی پرواہ نہ کیجئے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھئے۔ ۷۔ اللہ رکھو الا بننے کے لئے کافی ہے۔

رسول رحمت ﷺ رسول بھی ہیں اور نبی بھی ہیں۔ چنانچہ کہا گیا فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ (الاعراف ۱۵۸) پس اللہ پر ایمان لے آؤ اور اس کے رسول نبی امی پر بھی ایمان لے آؤ۔ رسول رحمت ﷺ مجسم دلیل بھی ہیں يَاٰ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ (النساء ۱۷۴) اے لوگو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے کافی دلیل آچکی ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ رسول رحمت ﷺ داعی الی اللہ بھی ہیں وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ يَادِّئِهِ (الاحزاب ۴۶) اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں۔ رسول رحمت ﷺ کا مقام، مرتبہ اور منصب قرآن مجید کی مختلف آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ سورہ احزاب کی ان دو آیتوں میں رسول رحمت ﷺ کو شاہد یعنی گواہی دینے والا، مُبَشِّرًا یعنی خوشخبری دینے والا، نَذِيْرًا یعنی ڈرانے والا، دَاعِيًا یعنی اللہ کی طرف بلانے والا اور سِرًا جَا مُنِيْرًا یعنی روشن چراغ قرار دیا گیا، گویا یہاں رسول رحمت ﷺ کی پانچ صفتیں بیان کی گئیں۔

پہلی صفت شَٰهِدًا ہے یعنی گواہی دینے والے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے ان تک ہمارا یہ کلام پہنچا دیا ہے اور آپ نے یہ ذمہ داری بخوبی نبھائی ہے چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے؟ اس طرح آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اور ہر مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی جواب دیا کہ ہاں! آپ نے پہنچا دیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنایا اور کہا کہ اے اللہ تو گواہ رہنا۔ (بخاری ۱۷۴۱) اسکے بعد ایک ذمہ داری یہ ڈالی گئی کہ آپ مومنوں کو جنت کی خوشخبری دینے والے ہیں کہ جو کوئی نیک عمل کرے گا اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرے گا، نیز انکے احکام کو مانے گا تو وہ شخص جنت میں جائے گا اور فرمایا کہ ہم نے آپ کو ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کے احکامات سے منہ موڑتا ہے اور روگردانی کرتا ہے تو آپ اسے دوزخ سے ڈرائیں کہ اگر تم لوگ ایسے ہی کرتے رہے تو کل قیامت کے دن تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے آپ کو دین حق اور ایک اللہ کی عبادت کی جانب لوگوں کو بلانے والا بنا کر بھیجا ہے، اس کام یعنی اللہ کی وحدانیت کی طرف بلانے کے لئے آپ کے لئے قرآن کریم کو رہنمایا نہ کتاب بنایا کہ اس کی روشنی میں آپ لوگوں کو صحیح راستہ بتلائیں، اس لئے کہ آپ ایک روشن چراغ کے مانند ہیں جس طرح چراغ اندھیرے میں لوگوں کو راستہ دکھاتا ہے اسی طرح آپ گمراہی کے اندھیرے میں پڑے لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھلاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت یعنی يَاٰ أَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا نَّازِلًا ہوتی تو آپ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کو بلایا اور ان سے کہا کہ تم لوگ یمن جاؤ

اور لوگوں کو خوشخبری سناؤ، نفرت نہ دلاؤ، آسانی کا معاملہ کرو اور تنگی کا معاملہ نہ کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنْ أَزَّسَلْنَاكَ شَاهِدًا - (الحج الاوسط للطبرانی ۱۱۸۴)

اللہ کے نبی ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے آپ انہیں خوشخبری سنائیے کہ اللہ تعالیٰ ان پر بڑا فضل کرنے والا ہے، یعنی ان کے ان اعمال پر انہیں ثواب دیا جائے گا اور اس ثواب کو بھی کئی گنا بڑھ کر دیا جائے گا جس سے ان کے جنت میں درجات بلند ہونگے، اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب سورہ فتح کی آیت لِيَتَّخِذَنَّ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں یہ پتا چل گیا کہ آپ کے ساتھ قیامت کے دن کیا معاملہ ہونے والا ہے؟ مگر ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے یہ ہمیں نہیں معلوم؟ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل فرمائی وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا - (الدر السمر - ج ۶، ص ۶۲۵)

اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں کہ آپ کافروں اور منافقوں کی اتباع نہ کیجئے، امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں بیان فرمایا کہ اتباع نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ آپ کو دین میں چا پلوسی کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں تو آپ ان کے مشورہ کو نہ مانئے اور ان کا اس معاملہ میں تعاون نہ کیجئے اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں کافرین سے مراد ابوسفیان، عکرمہ اور ابوعوراسلی ہیں جنہوں نے آپ ﷺ سے کہا تھا کہ اے محمد! اگر آپ ہمارے معبودوں کو برا بھلا نہ کہیں تو ہم آپ کی اتباع کر لیں گے، اور منافقین سے مراد عبد اللہ بن ابی، عبد اللہ بن سعد اور ابن امیرق ہیں۔ (تفسیر قرطبی - ج ۱۳، ص ۲۰۲)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جب آپ انکی بات نہیں مانیں گے تو یہ لوگ آپ کو طرح طرح سے تکلیفیں دیں گے اور پریشان کریں گے لہذا آپ انکی اس تکلیف پر صبر سے کام لیجئے اور ان کا معاملہ اللہ کے حوالے کر دیجئے اور پھر ان کے انجام کے سلسلہ میں اللہ پر بھروسہ کیجئے، جب اللہ پر بھروسہ کیا جاتا ہے تو اللہ اس بھروسہ کو ٹوٹنے نہیں دیتا، یقیناً اللہ ان کو ان کے لئے کی سزا ضرور دے گا آپ اس سلسلہ میں مطمئن رہئے اور اپنا کام یعنی تبلیغ دین کرتے رہئے۔

﴿درس نمبر ۱۶۸۵﴾ تم انہیں کچھ دے دلا کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دو ﴿الاحزاب ۴۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَةٍ تَعْتَدُونَهَا فَمَنْ تَعَوَّهِنَّ وَسَرَّ حُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آءِ وَه لَوْ جُوْا أَمَنُوا إِيْمَان لَائِن هُو إِذَا نَكَحْتُمْ جَب تَم كَاح كَرُو
الْمُؤْمِنَاتِ مَوْن عَوْرَتُوْنَ سَءِ تَمَّ طَلَّقْتُمْهُنَّ بَهْر تَم طَلَّاق دَءِ دَوَان كُو مِّن قَبْلِ أُنْ اِس سَءِ پَهْلَءِ كَ
تَمَسَّوْهُنَّ تَم جَهْوَد اِن كُو فَمَّا لَكُمُّ تُو نَهِيْنَ هَءِ تَم هَارَءِ لَءِ عَلَيِهِنَّ مِّنْ عِدَّةٍ اِن پَر كُوْنِيْ عَدْت
تَعْتَدُوْنَهَا كَءِ تَم شَار كَرُو اِس كُو فَمَتَّعُوْهُنَّ لَهَذَا تَم كَءِ فَا نَدَه دَوَان كُو وَسَيَّ حُوْهُنَّ اُوْر رَحْمَت كَر دَوَان كُو
سَيَّ اَحَّا بَجِيْلًا رَحْمَت كَر نَا اَجْهَا

ترجمہ:- مومنو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کر کے ان کو ہاتھ لگانے (یعنی ان کے پاس جانے) سے پہلے طلاق دیدو تو تم کو کچھ اختیار نہیں کہ ان سے عدت پوری کراؤ ان کو کچھ فائدہ (یعنی خرچ) دے کر اچھی طرح سے رخصت کر دو۔

تشریح:- اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے مومنو! جب تم کسی مومن عورت سے نکاح کرو۔

۲۔ پھر انہیں چھونے سے پہلے ہی طلاق دیدو۔

۳۔ تو ایسی صورت میں انکے ذمہ تمہاری کوئی عدت گزارنا واجب نہیں ہے۔

۴۔ تم انہیں کچھ تحفے دیکر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دو۔

پچھلی آیتوں میں حضرت زید بن حارثہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما کے نکاح اور طلاق کی تفصیل بیان کی گئی۔ ان آیتوں میں عام مومنوں کے لئے طلاق کا ایک مسئلہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر کسی نے نکاح کیا اور نکاح کے فوری بعد عورت کو چھوئے بغیر ہی طلاق دیدی تو ایسی صورت میں اس طلاق شدہ عورت پر عدت گزارنا یعنی تین حیض تک اپنے آپ کو روکے رکھنا واجب نہیں ہے بلکہ ایسی صورت میں وہ فوراً ہی دوسرا نکاح کر سکتی ہے جب اس عورت کو طلاق دیدی جائے تو اسے ایسے ہی چھوڑنا نہیں چاہئے بلکہ کچھ تحفے وغیرہ دیکر اسے چھوڑنا چاہئے تاکہ دونوں خاندانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی نفرت پیدا نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب آدمی کسی عورت سے نکاح کرے اور اسے چھونے سے پہلے ہی ایک طلاق دیدے جس سے وہ اس مرد سے جدا ہو جائے تو اس عورت پر عدت کا گزارنا واجب نہیں ہے اب وہ عورت جس مرد سے بھی چاہے شادی کر سکتی ہے، پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَمَتَّعُوْهُنَّ وَسَيَّ حُوْهُنَّ سَيَّ اَحَّا بَجِيْلًا سے متعلق فرمایا کہ اگر اس آدمی نے اس عورت کا مہر مقرر کیا ہو تو اس آدمی کے ذمہ اس مقررہ مہر کا آدھا مہر دینا لازم ہے اور اگر اس نے کوئی مہر مقرر نہ کیا ہو تو ایسی صورت میں اس آدمی پر اپنی حیثیت کے مطابق اس عورت کو کچھ دینا واجب ہے یہی سَيَّ اَحَّا بَجِيْلًا یعنی اچھے انداز میں چھوڑنا ہے۔ (الدر المنثور مرجحاً، ج ۶، ص ۶۲۵) بعض حضرات نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے جسے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۳ نے منسوخ کیا ہے، جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا قول ہے۔

(الدر المسطور - ج ۶، ص ۶۲۶) لیکن مناسب قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مَدْرًا حَاجًّا بَحِيثًا سے مراد یہ ہے کہ اگر اس نے کوئی مہر متعین نہ کیا ہو تو ایسی صورت میں اسے اپنی حیثیت کے مطابق کچھ اس عورت کو ہبہ کرنا واجب ہے اور اگر مہر متعین تھا تو ایسی صورت میں اس مہر کا آدھا اس عورت کو دینا واجب ہے، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس آیت سے علماء کرام نے سات مسائل بیان کئے ہیں: (۱) اگر عورت کو چھوئے بغیر ہی طلاق دیدی جائے تو ایسی صورت میں اس عورت پر کوئی عدت نہیں ہے جیسا کہ قرآن کی یہ آیت بتلا رہی ہے اور اسی پر امت کا اجماع ہے، لیکن اگر اس عورت سے جماع کر لیا جائے تو ایسی صورت میں اس عورت پر عدت کا گزارنا لازم ہے (۲) کبھی کبھی عقد کو بھی نکاح کہہ دیا جاتا ہے اس وجہ سے کہ عقد وطی سے ملا ہوا ہے یعنی عقد کے نتیجے میں جماع کیا جاتا ہے اسی وجہ سے عقد کو بھی نکاح کہتے ہیں اس آیت میں بھی نکاح سے مراد عقد ہے نہ کہ جماع (۳) نکاح کے بعد ہی طلاق واقع ہوتی ہے نکاح سے پہلے اگر کوئی طلاق دے تو وہ طلاق واقع نہیں ہوتی جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی قول ہے لَا طَّلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہے (۴) اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے پھر اس طلاق رجعی کی عدت پوری ہونے سے پہلے اس عورت سے رجوع کر لے اور اس رجوع کرنے کے بعد اس عورت کو چھونے سے پہلے دوبارہ طلاق دیدے تو اس صورت میں بھی اس عورت پر اس طلاق کی عدت کا گزارنا لازم نہیں ہے، لیکن اکثر ائمہ اس بات کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس بار بھی اس عورت پر عدت لازم ہے (۵) اگر کسی نے عورت کو طلاق بائنہ دی ہو طلاق مغلظہ نہ دی ہو پھر اس نے اس عورت سے اسکی عدت میں شادی کر لی ہو اور جماع کرنے سے پہلے پھر سے طلاق دے دی تو ایسی صورت میں ائمہ فقہ کی دورائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں جس میں امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ ہیں کہ ایسی صورت میں اس عورت کو پہلے طلاق کی جو باقی عدت ہے وہ گذارنی ہوگی اور اسے آدھا مہر ملے گا اور بعض نے کہا جس میں امام ابوحنیفہ و ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں کہ ایسی صورت میں اس عورت کو پھر سے پوری عدت گذارنی پڑے گی اور اسے پورا مہر ملے گا (۶) جو متعہ ہے وہ آدمی اپنی حیثیت سے دے اور یہ کہ یہ طلاق پاکی کی حالت میں بغیر جماع و لمس کے دی ہو (۷) یہ آیت منسوخ ہے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۳ سے۔ (تفسیر قرطبی - ج ۱۳، ص ۲۰۲-۲۰۵)

یہ فقہی مسائل ہیں، جب کبھی اس قسم کی صورتحال پیدا ہو تو اس مضمون پر اکتفاء نہ کریں بلکہ مقامی مفتیان کرام سے رجوع کریں۔

﴿درس نمبر ۱۶۸۶﴾ اے نبی! آپ کیلئے وہ بیویاں حلال ہیں جن کا مہر آپ نے ادا کر دیا ﴿الاحزاب ۵۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي أَتَيْتَ أَجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِنَّا أَفَاءً

اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَدَتِ عَمَّتِكَ وَبَدَتِ خَالِكَ وَبَدَتِ خَلَّتِكَ الَّتِي هَاجَرْنَ
مَعَكَ وَأَمْرًا مُؤْمِنَةً إِنَّ وَهَبْتَ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا
خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ط قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا
مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ط وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی! اِنَّا بے شک ہم نے اَحْلَلْنَا حلال کر دیں لک آپ کے لئے
اَزْوَاجِكَ آپ کی بیویاں الَّتِي اتَيْتَ وہ جو آپ نے ادا کر دیے اُجُورُهُنَّ ان کے مہر وَمَا مَلَكَتْ
اور وہ جن کا مالک ہوا يَمِينُكَ آپ کا دایاں ہاتھ جِثَا ان سے جو اَفَاءَ اللّٰهُ اللہ نے بطور غنیمت دیں عَلَيْكَ
آپ کو وَبَدَتِ عَمَّتِكَ اور آپ کے چچا کی بیٹیاں وَبَدَتِ عَمَّتِكَ اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں وَبَدَتِ
خَالِكَ اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں وَبَدَتِ خَلَّتِكَ اور آپ کی خالائوں کی بیٹیاں الَّتِي هَاجَرْنَ وہ جنہوں
نے ہجرت کی مَعَكَ آپ کے ساتھ وَأَمْرًا مُؤْمِنَةً اور مومن عورت بھی إِنَّ وَهَبْتَ اگر وہ ہبہ کرے
نَفْسَهَا اپنا آپ لِلنَّبِيِّ نبی کے لئے إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ اگر ارادہ کرے نبی أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا کہ اسے اپنے
کاح میں لے آئے خَالِصَةً اس حال میں کہ خاص ہے لگ آپ کے لئے مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ سوائے
مومنوں کے قَدْ عَلِمْنَا تحقیق ہم نے جان لیا مَا فَرَضْنَا جو ہم نے فرض کیا عَلَيْهِمْ ان پر فِي أَزْوَاجِهِمْ
ان کی بیویوں کے بارے میں وَمَا اور ان کے بارے میں جن کے مَلَكَتْ مالک ہوئے أَيْمَانُهُمْ ان کے
دائیں ہاتھ لِكَيْلَا يَكُونَ تاکہ نہ ہو عَلَيْكَ آپ پر حَرَجٌ کوئی تنگی وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے اللہ غَفُورًا
بہت بخشنے والا رَحِيمًا نہایت رحم کرنے والا

ترجمہ:- اے پیغمبر! ہم نے تمہارے لئے تمہاری بیویاں جن کو تم نے ان کے مہر دیدیے ہیں حلال کر
دی ہیں اور تمہاری لونڈیاں جو اللہ نے تم کو (کفار سے بطور مال غنیمت) دلوائی ہیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور
تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں اور تمہاری خالائوں کی بیٹیاں جو تمہارے ساتھ وطن چھوڑ
آئی ہیں (سب حلال ہیں) اور کوئی مومن عورت اگر اپنے آپ کو پیغمبر کو بخش دے (یعنی مہر لینے بغیر کاح میں آنا
چاہے) بشرطیکہ پیغمبر بھی ان سے کاح کرنا چاہیں (وہ بھی حلال ہیں لیکن) یہ اجازت (اے محمد ﷺ) خاص آپ
ہی کو ہے سب مسلمانوں کو نہیں۔ ہم نے ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جو (مہر واجب الادا) مقرر کر دیا
ہے ہم کو معلوم ہے (یہ) اس لئے (کیا گیا ہے) کہ تم پر کسی طرح کی تنگی نہ رہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:- اس آیت میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے نبی! ہم نے آپ کے لئے وہ بیویاں حلال کر دیں جنکا مہر آپ نے ادا کر دیا ہو۔

۲۔ اللہ نے غنیمت کا جو مال آپ کو عطا کیا اس میں جو کنیزیں آپ کی ملکیت میں آئیں وہ بھی آپ کے لئے حلال ہیں۔
 ۳۔ تمہارے چچا کی بیٹیاں، پھوپھی کی بیٹیاں، ماموں کی بیٹیاں، خالہ کی بیٹیاں جنہوں نے ہجرت کی وہ بھی حلال ہیں
 ۴۔ وہ عورت بھی حلال ہے جس نے مہر کے بغیر اپنے آپ کو نبی کے آگے نکاح کے لئے پیش کیا ہو جبکہ نبی بھی ان سے نکاح کرنا چاہتے ہوں۔

۵۔ یہ سارے احکام آپ کے لئے خاص ہیں دوسرے مومنین کے لئے نہیں۔

۶۔ ہمیں وہ احکام خوب معلوم ہیں جو ہم نے انکی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں ان پر عائد کی ہیں۔

۷۔ تاکہ آپ پر کوئی تنگی نہ رہے۔ ۸۔ اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

اس آیت میں چند ایسے احکام بتائے جا رہے ہیں جو صرف نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں عام مسلمان اس حکم میں شامل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا کہ جن بیویوں کا آپ نے مہر ادا کر دیا ہے وہی بیویاں آپ کے لئے حلال ہیں یعنی اگر مہر منجمل ہو تو یہی وہ بیوی آپ کے لئے حلال ہے جیسا کہ ابن زید رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ ہر وہ عورت جس کا آپ نے مہر ادا کر دیا ہو اسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کر دیا، مگر دوسرے مومنین کے لئے مہر مؤجل پر نکاح کرنے سے بھی وہ عورت اسکے لئے حلال ہو جاتی ہے اور اسی میں یہ حکم بھی ہے کہ ایک مومن مرد چار سے زائد نکاح نہیں کر سکتا مگر اللہ کے نبی کے لئے چار سے زائد نکاح کرنا حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو باندیاں مال غنیمت کے طور پر آپ کو ملی ہیں وہ بھی آپ کے لئے حلال ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کی وہ بیٹیاں جنہوں نے ہجرت کی ہو وہی آپ کے لئے حلال ہیں یعنی اگر ان میں سے کسی نے ہجرت نہ کی ہو تو ایسی صورت میں ان سے نکاح کرنا آپ کے لئے حلال نہیں، جبکہ مومن مرد کسی سے بھی نکاح کر سکتا ہے چاہے وہ ہجرت کئے ہوں یا نہ کئے ہوں۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن ہیں روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیغام نکاح بھیجا مگر میں نے ان سے معذرت چاہی کہ میں نہیں کر سکتی، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّيْثِيَّ - اُح۔ پھر حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں آپ کے لئے حلال نہیں ہوئی اس لئے کہ میں نے آپ کے ساتھ ہجرت نہیں کی میں تو ان لوگوں میں سے ہوں جو فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے۔ (اسنن الکبریٰ للبیہقی ۱۳۳۵)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے لئے وہ عورتیں بھی حلال ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو بغیر مہر کے آپ کے سامنے نکاح کے لئے پیش کیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے نکاح کرنا چاہتے ہوں تو آپ ان سے بغیر مہر کے

کناح کر سکتے ہیں، لیکن کسی عورت کو کسی مومن کے سامنے اپنے آپ کو کناح کے لئے پیش کیا ہو تو اس مومن کے لئے اس مومنہ عورت سے بغیر مہر کے کناح کرنا جائز نہیں ہے یہ صرف نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، اور مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ اِنْ وَهَبْتَ نَفْسَهَا سے مراد بغیر مہر کے کناح کرنا ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا جبکہ آپ کے لئے ایسا کرنا حلال تھا۔ (تفسیر طبری - ج ۲۹، ص ۲۸۶) حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ **وَأَمْرًا كَمُؤْمِنَةٍ إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا** سے مراد ام شریک ازدیہ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ آگے پیش کیا۔ (المجم الکبیر للطبرانی ۸۷۰) اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی کہ انہوں نے اپنے آپ کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کیا تھا۔ (تفسیر طبری - ج ۲۰، ص ۲۸۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **يَأْتِيهَا النَّبِيُّ إِنْ أَحَلَّلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الْيَتِيمَى** کے بارے میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ عورتوں کے علاوہ تمام عورتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حرام فرمایا جبکہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے وہ سب آپ کے لئے حلال تھیں کہ آپ جس سے چاہے کناح کر سکتے ہیں اس وقت آپ کی بیویاں اس بات سے غمزدہ تھیں کہ آپ کو جس عورت سے چاہے کناح کرنے کی اجازت ہے، لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ سب بہت خوش ہوئیں۔ (تفسیر طبری - ج ۲۰، ص ۲۸۸)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ سارے احکام اے نبی! صرف آپ کے لئے خاص ہیں دوسرے مومنین کے لئے یہ احکام نہیں ہیں اور فرمایا کہ اسکے علاوہ جو احکام ہم نے مومنوں کے لئے نازل کی ہیں انہیں ہم خوب جانتے ہیں جیسا کہ ہم نے ان پر یہ لازم کیا کہ کسی آزاد عورت سے اسکے ولی کے بغیر کناح نہیں کر سکتے اور ایسے ہی چارے زائد کناح نہیں کر سکتے وغیرہ اور اسی طرح انکے لئے باندیوں کے حلال کرنے کو بھی اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ یہ احکام ہم نے بطور خاص دئے ہیں یعنی انہی عورتوں سے کناح کرنا جو اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں وہ اسلئے کہ آپ کے دل کو کوئی تکلیف نہ ہو اور آپ پر ان مذکورہ عورتوں سے کناح کرنے پر کوئی گناہ بھی نہ ہو ویسے اللہ تو گناہوں کو بخشنے والا اور بہت ہی رحم کرنے والا ہے اگر مومنوں سے پہلے کوئی گناہ ہو گیا ہو تو وہ اس پر پکڑ نہیں کرے گا کیونکہ انہیں اس نئے حکم کا علم نہیں تھا اور اگر انجانے میں کوئی غلطی ہو بھی جائے تو اللہ اسے بخش دے گا اور رحم کا معاملہ کرے گا۔

﴿درس نمبر ۱۶۸﴾ پیغمبر اس کے بعد دوسری عورتیں آپ کیلئے حلال نہیں ﴿الاحزاب ۵۱-۵۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تُرْجَى مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتَتَوَكَّلُ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنْ ابْتَغَيْتَ هُنَّ فَلَا جُنَاحَ

عَلَيْكَ ط ذَلِكَ أَذَىٰ أَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلَّهُنَّ ط وَاللَّهُ
يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ط وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ۝ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ مَبْعَدُ وَلَا أَنْ
تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَحْبَبْتَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ط وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ
شَيْءٍ رَاقِبًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- تُوَجَّحِ آپ موقوف کر دیں مَن نَشَاءُ جس کی چاہیں مِّنْهُنَّ ان میں سے وَتُتَّوَجَّحِ اور
جگہ دیں إِلَيْكَ اپنے پاس مَن نَشَاءُ جس کو چاہیں وَمِنِ ابْتِغَائِكَ اور جسے آپ چاہیں مِّنْهُنَّ ان میں سے
جنہیں عَزَلْتَ آپ نے علیحدہ کر دیا تھا فَلَا جُنَاحَ تُوَ كُوْنِي گناہ نہیں عَلَيْكَ آپ پر ذَلِكَ أَذَىٰ یہ زیادہ
قریب ہے أَنْ تَقَرَّ اس کے کہ ٹھنڈی ہوں أَعْيُنُهُنَّ ان کی آنکھیں وَلَا يَحْزَنَ اور وہ غمگین نہ ہوں
وَيَرْضَيْنَ اور وہ راضی ہوں بِمَا آتَيْتَهُنَّ اس پر جو آپ انہیں دیں كُلَّهُنَّ سب کی سب وَاللَّهُ يَعْلَمُ اور
اللہ جانتا ہے مَا فِي قُلُوبِكُمْ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے وَكَانَ اللَّهُ اور ہے اللہ عَلِيمًا حَلِيمًا خوب جاننے والا
حَلِيمًا نہایت بردبار لَا يَحِلُّ نہیں ہیں حلال لَكَ النِّسَاءُ آپ کے لئے عورتیں مِنْ مَبْعَدُ اس کے بعد
وَلَا أَنْ اور نہ یہ کہ تَبَدَّلَ آپ بدل لیں بِهِنَّ ان کے مقابلے میں مِنْ أَزْوَاجٍ کوئی اور بیویاں وَلَوْ
أَحْبَبْتَ اگرچہ آپ کو اچھا لگے حُسْنُهُنَّ ان کا حسن إِلَّا مَا مَلَكَتْ مگر وہ جن کا مالک ہوا يَمِينُكَ آپ کا
دایاں ہاتھ وَكَانَ اللَّهُ اور ہے اللہ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر رَاقِبًا خوب نگران

ترجمہ:- (اور تم کو یہ بھی اختیار ہے کہ) جس بیوی کو چاہو علیحدہ رکھو اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو اور جس
کو تم نے علیحدہ کر دیا ہو اگر اس کو پھر اپنے پاس طلب کر لو تو تم پر کچھ گناہ نہیں یہ (اجازت) اس لئے ہے کہ ان کی
آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمناک نہ ہوں اور جو کچھ تم ان کو دو اُسے لے کر سب خوش رہیں اور جو کچھ تمہارے دلوں
میں ہے اللہ اُسے جانتا ہے اور اللہ جاننے والا اور بردبار ہے ۝ (اے پیغمبر!) ان کے سوا اور عورتیں تم کو جائز نہیں اور
نہ یہ کہ ان بیویوں کو چھوڑ کر اور بیویاں کرو خواہ ان کا حسن تم کو (کیسا ہی) اچھا لگے مگر وہ جو تمہارے ہاتھ کا مال ہے
(یعنی لونڈیوں کے بارے میں تم کو اختیار ہے) اور اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ ان بیویوں میں سے تم جسکی چاہو باری ملتوی کر دو اور جسکو چاہو اپنے پاس رکھو۔
- ۲۔ جن کو آپ نے الگ کر دیا ہو اگر ان میں سے کسی کو واپس بلانا چاہو تو اس میں بھی آپ کے لئے کوئی گناہ نہیں۔
- ۳۔ اس طریقہ میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور انہیں رنج نہیں ہوگا۔
- ۴۔ جو کچھ آپ انہیں دیدو گے وہ سب کی سب اس پر راضی رہیں گی۔

- ۵۔ اللہ ان سب باتوں کو جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہیں۔
 ۶۔ اللہ علم اور علم کا مالک ہے۔
 ۷۔ اسکے بعد دوسری عورتیں تمہارے لئے حلال نہیں۔
 ۸۔ نہ یہ جائز ہے کہ تم انکے بدلہ دوسری بیویاں لیکر آؤ چاہے انکی خوبیاں تمہیں پسند آئیں۔
 ۹۔ البتہ جو کنیزیں آپ کی ملکیت میں ہوں وہ آپ کے لئے حلال ہیں۔
 ۱۰۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کی پوری نگرانی کرنے والا ہے۔

ان آیتوں میں بھی وہ احکامات بیان کئے جا رہے ہیں جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو اختیار ہے کہ آپ اپنی بیویوں میں سے جسکی باری چاہے مؤخر کر دیں اور جسکے ساتھ چاہے رہیں، یعنی آپ کو اپنی بیویوں کے درمیان باری تقسیم کرنا کہ اتنے دن ان کے پاس اور اتنے دن انکے پاس ضروری نہیں ہے، جبکہ عام مومنوں کیلئے حکم یہ ہے کہ اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو جتنے دن ایک بیوی کے پاس رہے اتنے ہی دن دوسری بیوی کے پاس بھی رہے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ گنہگار ہوگا، لیکن نبی رحمت ﷺ نے ہمیشہ اپنی بیویوں کے درمیان تقسیم کو برابر رکھا سوائے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے کہ انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہہ کر دی تھی، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں دو روایات ہیں، پہلی روایت یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان عورتوں کو عار دلائی جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہہ کیا اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ تم بغیر مہر کے اپنے آپ کو پیش کرو؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی تُوْجِي مَنِ نَشَاءُ مِنْهُمْ وَتُجِي إِلَيْكَ مَنْ نَشَاءُ۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۰، ص ۲۹۳)

دوسری روایت حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کچھ بیویوں کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا جب یہ بات انہیں معلوم ہوئی تو وہ سب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمیں آپ طلاق نہ دیں بلکہ اپنے مال اور جان کا حصہ جو آپ چاہیں ہمارے لئے تقسیم کر دیں ہم اس پر راضی رہیں گی تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تُوْجِي مَنِ نَشَاءُ مِنْهُمْ وَتُجِي إِلَيْكَ مَنْ نَشَاءُ۔ (الدر السحور۔ ج ۶، ص ۶۳۵)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جن عورتوں کو آپ نے الگ کر دیا تھا اگر پھر سے آپ ان کے ساتھ مل جائیں اور انکے ساتھ رہنا چاہیں تو اس پر بھی آپ پر کوئی مواخذہ نہیں ہے کیونکہ آپ کو ان سب میں اختیار دیا گیا ہے کہ آپ اپنی مرضی سے جو کرنا چاہیں کر سکتے ہیں آپ پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہوگا، یہ احکامات اللہ تعالیٰ اس لئے بیان فرما رہے ہیں تاکہ ان سے ازواج مطہرات کو دلی سکون ملے اور وہ آپ کی طرف سے کی جانے والی تقسیم پر کسی قسم کی ناراضگی ظاہر نہ کریں اور اس تقسیم پر راضی رہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا ہے تو جو بھی وہ کریں گے وہ عین رب کا فیصلہ ہوگا اور رب کے فیصلہ پر سب کو راضی ہونا ہوگا کسی کو ناراض ہونے کا کوئی اختیار

نہیں اور ہاں! اسکے باوجود اگر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم میں تقسیم کو برابر رکھیں تو تم اس پر ان کا احسان مانو، اگر ظاہر کچھ کہنا نہ چاہو تو بھی کوئی حرج کی بات نہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ تو وہ ذات ہے جو دلوں میں چھپے ارادوں کو بھی خوب جانتا ہے وہ بڑا جاننے والا اور جو فیصلہ بھی کرتا ہے وہ اپنی حکمت سے کرتا ہے وہ بڑا حکمت والا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اور حکم دے رہے ہیں کہ ان ازواج مطہرات یا ان عورتوں کے علاوہ کسی اور عورت سے نکاح کرنا آپ کے لئے جائز نہیں جبکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلی والی آیتوں میں بیان فرمایا یعنی يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ النَّبِيِّ - ا۔ اگرچہ کہ وہ آپ کو پسند ہوں پھر بھی آپ کے لئے ان سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے، ہاں! اگر کوئی ان کے علاوہ باندی بن کر آپ کی ملکیت میں آتی ہوں تو پھر کوئی حرج کی بات نہیں ہے آپ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ممانعت بس نکاح کرنے کی ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں علماء کی دورائے ہیں ایک یہ ہے کہ اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت ﷺ کو اور مزید نکاح کرنے سے روک دیا ہے کہ اب ان ازواج مطہرات کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرنا آپ کے لئے جائز نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ (تفسیر طبری - ج ۲۰، ص ۲۹۷) اور دوسری رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ان عورتوں کے علاوہ دوسری عورتوں کو آپ کے لئے حلال نہیں کیا جن عورتوں کا ذکر اس سے پہلی والی آیت یعنی آیت نمبر ۵۰ میں ذکر کیا گیا، ان مذکورہ عورتوں کے علاوہ کسی دوسری عورت سے آپ کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۸۸﴾: اے ایمان والو! نبی کے گھر میں بغیر اجازت مت جاؤ ﴿الاحزاب ۵۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرِ نَظْرَيْنِ
إِنَّهُ لَوْلَا كَانَ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ
إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَعِجُ مِنْكُمْ وَ اللَّهُ لَا يَسْتَعِجُ مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا
سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ
وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِرُوا آرْوَاجَهُ مِنْ مَبْعَدِهِ أَبَدًا وَإِنْ
ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَدْخُلُوا تم داخل نہ ہو بُيُوتِ النَّبِيِّ نبی کے گھروں میں إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ مگر یہ کہ اجازت دی جائے تمہیں إِلَى طَعَامٍ کھانے کے

لئے عَجَبِ نَظَرِيْنِ نہ انتظار کرنے والے ہو اِنَّہ اس کے پکنے کا وَلٰكِنْ اِذَا لِيْكَنِ جِبِ دُعِيْتُمْ تَمِ بِلَايَ جَاوَا فَادْخُلُوْا تُوْتَمِ دَاخِلِ هُوَجَاوَا فَاِذَا طَعِمْتُمْ مِمْ بَرِجِبِ تَمِ كَھَاچُو فَاَنْتَبِهْرُوْا تُوْمَنْشَرِ هُوَجَاوَا وَلَا مُسْتَأْنِيْسِيْنِ اُوْرِدِلِ لَگَا كَے مَتِ مِٹھے رُو لِجِدِيْطِ بَاتُوْنِ مِيْنِ اِنْ ذَلِيْكُمْ بِلَا شَبِهِ تَمِهَارِيْ يِهِ كَانِ يُوْذِيْ اِيْذَا دِيْنِيْ تَحِيّ النَّبِيّ نَبِيْ كُو فَيَسْتَعْمِيْ تُوُو شَرْمِ كَرْتَا هِيْ مِيْنَكُمْ تَمِ سَ وَاللّٰهُ اُوْر اللّٰهُ لَا يَسْتَعْمِيْ حِيَا نَمِيْنِ كَرْتَا مِيْنِ الْحَقِّيْ حَقِّ بَاتِ سَ وَاِذَا اُوْر جِبِ سَاَلْتُمُوْهُنَّ تَمِ سُوَالِ كَرُوَانِ سَ مَتَاعًا سَاْمَانِ كَا فَسْئَلُوْهُنَّ تُوْتَمِ اِنْ سَ سُوَالِ كَرُو مِيْنِ وَّرَاءِ حِجَابٍ پَرْدَے كَے پِچھے سَ ذَلِيْكُمْ اَطْهَرُ يِهِ زِيَادَہِ پَاكِيْزَہِ هِيْ لِقَلُوْبِكُمْ تَمِهَارَے دَلُوْنِ كَے لَئِ وَقَلُوْبِيْنِ اُوْر اِنْ كَے دَلُوْنِ كَے لَئِ وَمَا كَانِ اُوْر نَمِيْنِ هِيْ لَكُمْ تَمِهَارَے لَئِ اَنْ تُوْذُوْا كَے تَمِ اِيْذَا دُو رَسُوْلُ اللّٰهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ كُو وَلَا اَنْ تَنْكِحُوْا اُوْر نَہِ يِهِ كَے تَمِ كَھَاچِ كَرُو اَزْوَاجَہِ اِنْ كِيْ بِيُوْيُوْنِ سَ مِيْجِ بَعْدِيَاً اِسِ كَے بَعْدِ اَبْدًا كَھيْ بِيْ اِنْ ذَلِيْكُمْ كَانِ بَے شَكِّ تَمِهَارِ يِهِ هُوْگَا عِنْدَ اللّٰهِ اللّٰهِ كَے نَزْدِيْكَ عَظِيْمًا بَہْتِ بَرَا

ترجمہ:- مومنو! پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تم کو کھانے کیلئے اجازت دی جائے اور اس کے پکنے کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو چل دو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھو یہ بات پیغمبر کو ایذا دیتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں (اور کہتے نہیں) لیکن اللہ سچی بات کے کہنے کے سے شرم نہیں کرتا اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو یہ تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کیلئے بہت پاکیزگی کی بات ہے اور تم کو یہ شایاں نہیں کہ پیغمبر الہی کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان کے بعد کھاج کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑا (گناہ کا کام) ہے۔

تشریح:- اس آیت میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! نبی کے گھر میں بلا اجازت مت جاؤ۔

۲۔ ہاں! اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو جاؤ مگر وہاں بھی اس طرح نہ جاؤ کہ جا کر کھانے کے انتظار میں بیٹھے رہو۔

۳۔ جب تمہیں کھانے کے لئے بلایا جائے تو جاؤ اور کھانے کے فوراً بعد وہاں سے نکل جاؤ۔

۴۔ وہاں بیٹھ کر باتیں کرنے مت لگ جاؤ۔

۵۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بات سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ تم سے کہتے ہوئے

شرماتے ہیں۔

۶۔ لیکن اللہ تعالیٰ حق کہنے سے نہیں شرماتا۔

۷۔ جب تم ازواجِ مطہرات سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۔

۸۔ یہ تمہارے دلوں کو بھی اور انکے دلوں کو بھی زیادہ پاکیزہ رکھنے کا ذریعہ ہے۔

۹۔ تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ۔

۱۰۔ یہ بھی جائز نہیں ہے کہ انکی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔

۱۱۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑی سنگین بات ہے۔

ان آیتوں میں ایمان والوں کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات سے متعلق چند باتوں کا حکم دیا جا رہا ہے چنانچہ سب سے پہلا حکم ایمان والوں کو یہ دیا گیا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جب تمہیں جانا پڑ جائے تو بغیر اجازت لئے ایسے ہی گھر میں مت چلے جاؤ بلکہ پہلے اندر جانے کی اجازت مانگو اور جب اجازت مل جائے تو جاؤ لیکن جا کر وہاں غیر ضروری مت بیٹھو بلکہ جس کام سے گئے تھے جب وہ کام ختم ہو جائے تو وہاں سے نکل جاؤ بلا ضرورت تمہارے وہاں رہنے سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے کیونکہ انسان کسی کی موجودگی میں ذاتی کام نہیں کر سکتا اس لئے تمہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے اور خود سے کام ہوتے ہی چلے جانا چاہئے کیونکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں کہہ پاتے کہ اب کام ہو گیا تو آپ یہاں سے چلے جاؤ، وہ اس طرح کہنے سے شرماتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا لہذا آئندہ سے ان باتوں کا خیال ضرور رکھو۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ نے لوگوں کو کھانے کی دعوت دی، جب وہ کھانا کھا چکے تو بیٹھ کر باتیں کرنے لگے، اس وقت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ وہ انہیں اٹھانا چاہتے ہوں مگر کوئی بھی اس حالت کو دیکھنے کے بعد بھی نہیں اٹھا، جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھی تو وہ خود وہاں سے اٹھ گئے یہ دیکھ کر کچھ لوگ بھی اٹھ کر چلے گئے لیکن تین لوگ ابھی بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے، اسکے بعد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہونے کے لئے آئے تو دیکھا کہ وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہی ہیں، اس کے بعد وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے، راوی کہتے ہیں کہ پھر میں نے جا کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی کہ وہ لوگ جا چکے ہیں، اسکے بعد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ اندر چلے گئے میں بھی اندر جانے ہی والا تھا کہ آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ

رَحْمَتِهِ (بخاری ۹۱/۴)

اسکے بعد اللہ تعالیٰ ایک اور حکم ایمان والوں کو دے رہے ہیں کہ جب تم کبھی ازواج مطہرات کے پاس کسی وجہ سے جاؤ یا کوئی سوال پوچھنے کے لئے جاؤ تو تم پردہ کرتے ہوئے ان سے اس چیز کا سوال کرو، کیونکہ اس طرح کرنے سے دلوں میں بیجا خیالات نہیں آتے اور دل پاکیزہ رہتے ہیں اور یہ پردہ کا فائدہ ہے کہ پردہ کرنے سے انسان برے خیالات اور برائی سے بچا رہتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کی عفت و عصمت کا خیال رکھتے ہوئے پردہ کا حکم

فرمایا۔ اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ یا رسول اللہ! آپ کے پاس اچھے اور برے سبھی طرح کے لوگوں کا آنا جانا ہے، کیا یہی اچھا ہوتا کہ آپ امہات المؤمنین کو پردہ کا حکم فرمادیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری ۷۹۰۷) اور ایک روایت اسی سلسلہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے پاس بہت دیر تک بیٹھ گئے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگواری ہوئی اور نبی رحمت ﷺ کئی مرتبہ اٹھے تاکہ یہ دیکھ کر وہ بھی اٹھ کر چلا جائے مگر وہ اٹھے ہی نہیں اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری دیکھ لی تو اس آدمی سے کہا کہ تم نے نبی رحمت ﷺ کو تکلیف پہنچائی ہے اس وقت انہیں بات سمجھ میں آئی اور وہ اٹھ کر چلے گئے، پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کئی بار اٹھا تا کہ یہ دیکھ کر وہ بھی اٹھ جائے مگر اس نے ایسا نہیں کیا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ پردہ کیوں نہیں کر لیتے؟ اس لئے کہ آپ کی عورتیں دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ وہ تو بہت ہی پاکیزہ دل والیاں ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (الحکم الاوسط للطبرانی۔ ج ۶، ص ۱۶)

اسی لئے فرمایا گیا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا تمہارے لئے جائز نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ تم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انکی ازواج مطہرات سے نکاح کرو، وہ ازواج مطہرات تو تمام مومنوں کی مائیں ہیں وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔ اس حکم کے نازل ہونے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج مطہرات سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تھا، بعض حضرات نے کہا کہ وہ شخص حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۶۳۳) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا اور انکی وفات کے بعد انکی ازواج مطہرات سے نکاح کرنے کا ارادہ کرنا یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے، اس لئے ان گناہوں سے بچنے رہو۔

(درس نمبر ۱۸۹) اللہ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے (الاحزاب ۵۴-۵۵)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنْ تُبَدُّوا شَيْئًا أَوْ تُخْفَوُهَا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا آبَنَاءَ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَاءِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اِنْ تُبَدُّوا اِگر تم ظاہر کرو شَیْئًا کوئی چیز اَوْ تُخْفُوْهُ یا تم چھپاؤ اسے فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوْبَلًا شہ اللہ ہے بِكُلِّ شَیْءٍ ہر چیز کو عَلَیْمًا خوب جاننے والا لَا جُنَاحَ کوئی گناہ نہیں عَلَیْہِمْ ان عورتوں پر فِیْ اٰبَآئِہِمْ اپنے باپوں میں وَلَا اَبْنَآئِہِمْ اور نہ اپنے بیٹوں کے وَلَا اِخْوَانِہِمْ اور نہ اپنے بھائیوں کے وَلَا اَبْنَآءَ اِخْوَانِہِمْ اور نہ اپنی بہنوں کے بیٹوں کے وَلَا نِسَآئِہِمْ اور نہ اپنی عورتوں کے وَلَا مَا مَلَکَتْ اور نہ ان کے جن کے مالک ہوئے اٰمَنَآئِہِمْ ان کے دائیں ہاتھ وَ اٰثِقِیْنَ اللّٰہِ اور تم اللہ سے ڈرو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَبَ شَکِّ اللّٰہِ ہے عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدًا ہر چیز پر گواہ

ترجمہ:- اگر تم کسی چیز کو ظاہر کر دو یا اس کو مخفی رکھو تو (یاد رکھو کہ) اللہ ہر چیز سے باخبر ہے O عورتوں پر اپنے باپوں سے (پردہ نہ کرنے میں) کچھ گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجیوں سے اور نہ اپنے بھانجیوں سے اور نہ اپنی (قسم کی) عورتوں سے اور نہ لونڈیوں سے اور (اے عورتو!) اللہ سے ڈرتی رہو بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- چاہے تم کوئی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو، اللہ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔

۲- نبی کی بیویوں کے لئے اپنے باپ کے سامنے بے پردہ آنے میں کوئی گناہ نہیں ہے، نہ اپنے بیٹوں کے سامنے آنے میں کوئی گناہ، نہ اپنے بھائیوں کے سامنے آنے میں کوئی گناہ، نہ اپنے بھتیجیوں کے سامنے آنے میں کوئی گناہ، نہ اپنے بھانجیوں کے سامنے آنے میں کوئی گناہ، نہ اپنی عورتوں کے سامنے آنے میں کوئی گناہ، نہ اپنی کنیزوں کے سامنے آنے میں کوئی گناہ۔

۳- تم اللہ سے ڈرتی رہو۔ ۴- یقین جانو کہ اللہ ہر چیز کا مشاہدہ کرنے والا ہے۔

پچھلی آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے فرمایا کہ نبی کو ایذا پہنچانا اور آپ کی وفات کے بعد ان کی ازواج مطہرات سے نکاح کرنے کا ارادہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے کہہ رہے ہیں کہ اپنے دل میں اس قسم کی باتیں بھی نہ لانا جن سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہو، اگر تم اس بات کو ظاہر کرو گے جب بھی اللہ کو معلوم ہے اور نہ کرو جب بھی اسے معلوم ہے، وہ تو ہر کھلی چھپی چیز کو جاننے والا ہے، پچھلی آیت میں ازواج مطہرات کو پردہ کرنے کا حکم بھی دیا گیا تھا۔

اگلی آیت میں اس پردہ سے کون کون مستثنیٰ ہیں یعنی کن کن عورتوں سے بغیر پردہ کئے بھی رہ سکتے ہیں بیان کیا جا رہا ہے تاکہ انہیں آسانی ہو جائے چنانچہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے والد کا ذکر فرمایا کہ وہ ازواج مطہرات اپنے والد کے سامنے بغیر پردہ کے آسکتی ہیں پردہ نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ، پاؤں، چہرہ سر وغیرہ کھلا رکھ کر انکے

سامنے آسکتی ہیں جبکہ دوسروں کے سامنے انہیں بھی چھپانا ہوگا، اسکے بعد بیٹوں کا ذکر فرمایا کہ اپنی اولاد کے سامنے بھی اسی طرح بغیر پردہ کئے آسکتی ہیں اس میں کوئی حرج یا گناہ نہیں ہے، اسی طرح بھائیوں کے سامنے اور اپنے بھانجے اور بھتیجوں کے سامنے، اس آیت میں چچا اور ماموں کا ذکر نہیں جبکہ وہ بھی اسی حکم میں داخل ہیں یعنی ان سے بھی پردہ کرنا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ وہ باپ کے درجہ میں ہیں جیسا کہ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۳، ص ۲۳۱) اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے سامنے دوپٹہ کالئے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۳، ص ۲۳۱) مزید فرمایا گیا کہ مسلمان عورتوں سے بھی تم اپنے پردہ کو ترک کر سکتی ہو، حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ولا نساہنن سے مراد مسلمان آزاد عورتیں ہیں، یعنی ان سے پردہ کرنا ضروری نہیں ہے مراد یہ ہے کہ تم اپنی زیب و زینت ان مذکورہ لوگوں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہو، مگر ستر کا پردہ ان تمام کے سامنے کرنا ضروری ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۰، ص ۳۱۹) فرمایا: اپنے غلاموں کے سامنے بھی آنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد صرف باندیاں ہیں جبکہ دوسروں نے کہا کہ باندیاں اور غلام دونوں بھی اس میں شامل ہیں، امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ جب پردہ کی آیت نازل ہوئی تو باپ، بیٹوں اور دیگر رشتہ داروں نے نبی رحمت ﷺ سے فرمایا کہ کیا ہم بھی پردہ کے پیچھے سے بات کریں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۳، ص ۲۳۱)

اللہ تعالیٰ ان ازواج مطہرات کو متنبہ فرما رہے ہیں کہ پردہ کرنے کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرتی رہو یعنی ان مذکورہ لوگوں کے علاوہ پردہ کے سلسلہ میں تجاوز مت کرو اور بہت ہی احتیاط کے ساتھ رہو اور پردہ کرنے نہ کرنے کے سلسلہ میں تم جو کچھ بھی کرتی ہو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے لہذا اپنے اعمال میں احتیاط کرو۔

﴿درس نمبر ۱۶۹۰﴾ اللہ اور فرشتے نبی رحمت ﷺ پر درود بھیجتے ہیں ﴿الاحزاب ۵۶-۵۷-۵۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝
 إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا
 مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيٍ مَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ فَقَدِ احْتَمَلُوا
 بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- إِنَّ اللّٰهَ بِلا شِبْهِ اللّٰهِ وَمَلَائِكَتُهُ اور اس کے فرشتے يُصَلُّونَ رحمت بھیجتے ہیں عَلَى النَّبِيِّ نبی پر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اے لوگو جو آمَنُوا ایمان لائے ہو صَلُّوا تم بھی درود بھیجو عَلَيْهِ اس پر وَسَلِّمُوا

تَسْلِيْمًا اور سلام بھیجو سلام إِنَّ الَّذِينَ بَلَاشِبِهْ وَه لُوكْ جُو يُؤْذُونَ اللّٰهَ اِيْذًا يَهْجَا تَاتِيْ بِيْنَ اللّٰهِ كُو وَرَسُوْلَهٗ اُوْرَاسْ كَے رَسُوْلْ كُو لَعْنَتُهُمُ اللّٰهُ اِنْ پَر لَعْنَتِ كِي هَے اللّٰهُ نَے فِی الدُّنْيَا دِنْيَا مِيْنَ وَالْآخِرَةِ اُوْرَ آخِرَتِ مِيْنَ وَاَعَدَّ اُوْرَاسْ نَے تِيَار كِيَا هَے لَهُمْ اِنْ كَے لَے عَذَابًا مُّهِينًا رَسُوَا كَرْنِے وَالْاَعْدَابِ وَالَّذِيْنَ اُوْرُوْه لُوكْ جُو يُؤْذُونَ اِيْذًا يَهْجَا تَاتِيْ بِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مُؤْمِنِ مَرْدُوْ كُو وَالْمُؤْمِنَاتِ اُوْر مُؤْمِنِ عُوْرَتُوْ كُو بِغَيْرِ مَا بَغِيْرَاسْ كَے جُو اِكْتَسَبُوْا اِنْهُوْ نَے (كُوْنِيْ گَنَاه) كَمَا يَا فَقَدْ اِحْتَمَلُوْا تُوْبِيْنَا اِنْهُوْ نَے اِطْحَا يَا بِيْهْتَانًا وَاَمْمًا مُّبِيْنًا بِيْهْتَانِ اُوْر گَنَاه ظَا هِر

ترجمہ:- اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں مومنو! تم بھی اُن پر درود اور سلام بھیجا کرو O جو لوگ اللہ اور اُس کے پیغمبر کو رنج پہنچاتے ہیں اُن پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کیلئے اُس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے O اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت) سے جو انہوں نے نہ کیا ہو ایذا دیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بے شک اللہ اور اسکے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔

۲۔ اے مومنو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

۳۔ جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجی ہے۔

۴۔ ان کے لئے ایسا عذاب تیار کر رکھا ہے جو انہیں رسوا کر دے گا۔

۵۔ جو لوگ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بغیر کسی جرم کے تکلیف پہنچاتے ہیں۔

۶۔ ان لوگوں نے بہتان طرازی اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لے لیا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے خود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو تم بھی اے مومنو! نبی پر درود اور خوب سلام بھیجو، اس آیت میں صلاۃ بھیجنے سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کانی پر صلاۃ بھیجنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی رحمت ﷺ کی ملائکہ کے سامنے تعریف بیان کرتے ہیں اور ملائکہ کانی پر صلاۃ بھیجنے سے مراد یہ ہے کہ ملائکہ نبی رحمت ﷺ کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ (الدر المنثور ر۔ ج ۶، ص ۶۳۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ کے صلاۃ بھیجنے سے مراد یہ ہے کہ نبی رحمت ﷺ کی مغفرت فرمانا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ درود نہیں بھیجتے بلکہ مغفرت فرماتے ہیں اور ہالوگوں کانی رحمت ﷺ پر درود بھیجتا تو اس سے مراد آپ ﷺ کے لئے مغفرت کی دعا کرنا ہے۔ (الدر المنثور ر۔ ج ۶، ص ۶۳۶) حضرت کعب بن عمر رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ یا رسول اللہ! ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ آپ پر سلامتی کیسے بھیجنا ہے؟ مگر یہ معلوم نہیں کہ آپ پر درود کیسے بھیجنا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ کہا کرو۔ (بخاری ۴۷۹۷) احادیث مبارکہ میں نبی رحمت ﷺ پر درود بھیجنے کی بہت ساری فضیلتیں بیان کی گئی ہیں جن میں دو تین روایتیں بیان کی جا رہی ہیں تاکہ درود کی اہمیت کا پتا چل جائے، ایک طویل روایت میں ہے جسے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ منبر پر چڑھتے وقت ہر سیزھی پر پیر رکھتے گئے اور آ میں کہتے گئے، جب خطبہ ختم ہوا تو ہم نے اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے اس میں سے ایک سبب یہ بیان فرمایا کہ جب میں تیسری سیزھی پر چڑھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شخص نامراد ہو جسکے سامنے آپ کا نام لیا جائے اور اس نے درود نہ پڑھا ہو۔ (الادب المفرد للبخاری ۶۴۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ مغفرت بھیجتا ہے اور اسکے دس گناہ معاف فرمادیتا ہے اور دس درجات بلند فرمادیتا ہے۔ (نسائی ۱۲۹۷) جس قدر ہو سکے ہمیں بھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہئے، اللہ تعالیٰ ہمیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرمائے، آمیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائے گا اس پر دنیا و آخرت میں لعنت پہلے ہی بھیج دی گئی کہ وہ ملعون شخص کہلائے گا اور آخرت میں تو اسکے لئے دردناک اور رسوا کرنے والا عذاب ہوگا، اس آیت میں اللہ کو تکلیف دینے سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں بعض مفسرین کا یہ کہنا ہے کہ اس سے مراد اللہ کے احکام کی نافرمانی کرنا ہے کہ جس کا اس نے حکم دیا ہے اسے نہ ماننا اور جس چیز سے روکا ہے اس سے نہ رکتنا اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد تصویر بنانے والے ہیں کہ انہوں نے مخلوق خدا کے مثل تخلیق کرنے کی کوشش کی۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۰، ص ۳۲۲) اور رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں ان تمام طریقوں کو یہاں شامل کیا گیا ہے کہ جو بھی انہیں تکلیف پہنچائے گا وہ ملعون ہوگا، اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں دو تین روایتیں ہیں مگر مشہور وہ ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی تو نبی رحمت ﷺ نے ایک خطبہ دیا اور کہا کہ کون اس شخص کو عذر پیش کرے گا جو مجھے تکلیف دیتا ہے اور ان لوگوں کو اپنے گھر جمع کرتا ہے جو مجھے تکلیف دیتے ہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۶۵۶)

ایمان والوں کو تکلیف دینے پر جو سزا مقرر ہے اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ جو لوگ مؤمن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بغیر کسی جرم کے تکلیف و سزا دیتے ہیں، چاہے وہ باتوں کے ذریعہ ہو یا پھر جسمانی تکلیف کے ذریعہ ہو تو ایسے لوگوں پر بہتان یعنی ان پر جھوٹ بات کہنے کا اور کھلے طور پر گناہ کرنے کا عذاب ہوگا، حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ دونوں کو اللہ تعالیٰ خارش یعنی کھلی کی بیماری میں مبتلا کرے گا تو وہ لوگ کھجانے لگیں گے، اتنا کھجائیں گے کہ ان کا گوشت نکل کر ہڈیاں نظر آنے لگیں گی، پھر وہ کہیں گے کہ اے اللہ! کس وجہ سے ہمیں یہ عذاب دیا گیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم لوگ ایمان والوں کو تکلیف دیا کرتے تھے۔ (الدر المسکور۔ ج ۶، ص ۶۵۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے پوچھا کہ بتاؤ سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ معلوم ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کسی مسلمان کی عزت کو حلال سمجھنا یعنی اسکی عزت کو لوگوں کے سامنے اچھالنا اور اسے رسوا کرنا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (شعب الایمان للبیہقی ۶۲۸۵) ہمیں بھی کسی مسلمان کی عزت سے کھیلنا نہیں چاہئے اور جہاں تک ہو سکے اسکی پردہ پوشی کرنی چاہئے تاکہ ہم بھی اس وبال اور گناہ میں شامل نہ ہوں۔

﴿درس نمبر ۱۶۹﴾ اپنی چادریں اپنے منہ کے اوپر جھکا لیں ﴿الاحزاب ۵۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِئِهِنَّ ۚ كَذٰلِكَ أَدْنٰى اَنْ يُعْرَفْنَ ۚ فَلَا يُؤْذَنَنَّ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا رَحِيْمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ اے نبی! کہہ دیجئے لِّأَزْوَاجِكَ اپنی بیویوں سے وَبَنَاتِكَ اور اپنی بیٹیوں سے وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ اور مومنوں کی عورتوں سے يُدْنِينَ وہ لٹکالیا کریں عَلَيْهِنَّ اپنے اوپر مِنْ جَلَابِئِهِنَّ اپنی چادریں كَذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُعْرَفْنَ اس کے کہ وہ پہچان لی جائیں فَلَا يُؤْذَنَنَّ اور نہ وہ ایذا دی جائیں وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا بہت بخشنے والا رَحِيْمًا نہایت رحم کرنے والا

ترجمہ:- اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (منہ) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں یہ امر ان کیلئے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:- اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے نبی! آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور تمام مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادریں اپنے منہ کے اوپر جھکالیں۔

۲۔ اس طریقہ میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی تو انہیں ستایا نہیں جائے گا۔

۳۔ اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

پچھلی آیتوں میں پردہ کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ ان آیتوں میں پردہ کس طرح کیا جائے؟ اس کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ حکم سنایا جا رہا ہے کہ اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور تمام مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر سے نیچے تک ایک چادر ڈال لیں کہ جس سے نہ چہرہ نظر آئے اور نہ جسم کا کوئی حصہ۔ ہاں! آنکھوں کو اس چادر سے نہ ڈھانکیں بلکہ اسے کھلی رہنے دیں تاکہ دیکھنے میں سہولت رہے، اس حجاب کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس حجاب کے ذریعہ تم شریف النسب خیال کی جاوگی اور لوگ اس حالت میں تمہیں چھیڑنے سے پرہیز کریں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ گھر سے نکلیں تو اپنے چہروں کو اپنے سروں کے اوپر سے چادروں کے ذریعہ ڈھانک لیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۳۲۳) اس آیت کے شان نزول کے بارے میں دو روایتیں ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد اپنی کچھ ضرورت کے لئے گھر سے باہر نکلیں اور وہ بھاری جسم والی تھیں جو انہیں جانتا تھا وہ انہیں دیکھ کر پہچان جاتا تھا تو انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور انہیں کہا کہ اے سودہ! تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں، دیکھو تو تم کیسے باہر نکلی ہو؟ وہ پلٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں جبکہ وہ میرے گھر میں تھے اور شام کا کھانا کھا رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی، وہ آکر کہنے لگی کہ یا رسول اللہ! میں کچھ ضرورت کے لئے باہر گئی تو عمر نے مجھے ایسے ایسے پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور وحی کے ختم ہونے کے بعد جبکہ ہڈی آپ کے ہاتھ ہی میں تھی آپ نے کہا کہ تم ضرورت کے لئے باہر جاسکتی ہو۔ (بخاری ۷۹۵، ص، ۴) اور دوسری روایت حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتیں رات میں ضرورت کے لئے نکلتیں تو منافق انکے سامنے آکر انہیں تکلیفیں پہنچاتے، جب ان سے کہا جاتا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو وہ لوگ کہتے کہ ہم نے انہیں باندی سمجھا اسی لئے اس طرح کیا، تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں اس طرح پردہ کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ انکی باندیوں سے الگ پہچان ہو جائے۔ (الدر المنثور۔ ج، ۶، ص، ۶۵۹) اس آیت کے بعد تمام عورتیں پردہ کرنے لگیں وہ پردہ کا اہتمام خوش دلی سے کیا کرتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انصاری عورتوں پر رحم فرمائے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ لیا اور ان چادروں کو اوڑھنی بنا کر اوڑھ لیا، پھر وہ

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس طرح نماز پڑھتیں کہ گویا انکے سروں پر کوئے ہیں (الدر المنثور - ج ۶، ص ۶۶۰) تمام مسلمان ماوں اور مہنوں کو بھی چاہئے کہ اپنے اندر پردہ کرنے کا جذبہ پیدا کریں اور عفت و عصمت کی حفاظت کرتے ہوئے زندگی گذاریں۔

﴿درس نمبر ۱۶۹۲﴾ تم اللہ کے معاملہ میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پاؤ گے ﴿الاحزاب ۶۰-۶۱-۶۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِبَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۝ مَلْعُونِينَ أَيْمًا تُقْفُوا أَخَذُوا وَقَتَّلُوا تَقْتِيلًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ ان کے دلوں میں مَرَضٌ روگ ہے وَ الْمُرْجِفُونَ اور جھوٹی افواہیں اڑانے والے فِي الْمَدِينَةِ مدینے میں لَنُغْرِبَنَّكَ بِهِمْ تو ہم آپ کو ضرور مسلط کر دیں گے بِهِمْ ان پر ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ پھر وہ آپ کے پاس نہ رہ سکیں گے فِيهَا اس میں إِلَّا قَلِيلًا مگر تھوڑی مدت مَلْعُونِينَ پھٹکارے ہوئے ہیں أَيْمًا تُقْفُوا جہاں بھی وہ پائے جائیں أَخَذُوا وہ پکڑ لیے جائیں وَقَتَّلُوا اور قتل کر دیے جائیں تَقْتِيلًا قتل کیا جانا سُنَّةَ اللّٰهِ دستور الہی کی فِي الَّذِينَ ان لوگوں میں جو خَلَوْا اگر گئے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَلَنْ تَجِدَ ہرگز نہیں آپ پائیں گے لِسُنَّةِ اللّٰهِ اللہ کے طریقے میں تَبْدِيلًا کوئی تبدیلی

ترجمہ:- اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جو (مدینے کے شہر میں) بُری بُری خبریں اڑایا کرتے ہیں (اپنے کردار) سے باز نہ آئیں گے تو ہم تمہیں ان کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہاں تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن ۝ (وہ بھی) پھٹکارے ہوئے جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مار ڈالے گئے ۝ جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان کے بارے میں بھی اللہ کی یہی عادت رہی ہے اور تم اللہ کی عادت میں تغیر و تبدل نہ پاؤ گے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور وہ لوگ جو شہر میں شرانگیز افواہیں پھیلاتے ہیں باز نہیں آئے تو ہم ایسا کریں گے کہ تم انکے خلاف اٹھ کھڑے ہو گے۔

۲۔ پھر وہ تمہارے ساتھ اس شہر میں نہیں رہ سکتے سوائے تھوڑے دن کے۔

۳۔ جن میں وہ پھٹکارے ہوئے بھی ہونگے۔ ۴۔ پھر جہاں کہیں ملیں گے پکڑ لئے جائیں گے۔

۵۔ ایک ایک کر کے قتل کئے جائیں گے۔

۶۔ یہ اللہ کا وہ معمول ہے جس پر ان لوگوں کے معاملہ میں بھی عمل ہوتا رہا جو ان سے پہلے گذرے ہیں۔

۷۔ تم اللہ کے معاملہ میں کوئی تبدیلی ہرگز نہیں پاو گے۔

پچھلی آیت کی روشنی میں یہ بتلایا گیا کہ منافقین عورتوں کو تنگ کیا کرتے تھے، انہیں اس عمل سے باز رکھنے

کیلئے اس آیت میں تشبیہ کی گئی کہ اگر یہ لوگ اپنی ان حرکتوں سے باز نہیں آئیں گے اور وہ لوگ بھی جو مدینہ منورہ کی

فضا کو بگاڑنا چاہتے ہیں تو ہم اے نبی! آپ کو ان سے لڑائیں گے اور پھر جب آپ کی امت سے لڑائی ہوگی تو یہ

لوگ مدینہ سے بھاگنے پر مجبور ہو جائیں گے، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ منافقین میں سے کچھ لوگ اپنے نفاق کو ظاہر کرنا چاہتے تھے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں اس

آیت میں دھمکی دی گئی کہ اگر وہ لوگ ایسا کریں گے تو ان سے لڑائی کی جائے گی اور انہیں شہر سے باہر پھینک

دیا جائے گا تو اس وعید کے بعد انہوں نے اسکو رو بہ عمل نہیں لایا اور اپنے نفاق کو چھپائے ہی رکھا۔ (الدر المنثور۔

ج ۶، ص ۶۶۲) اس آیت میں ان منافقوں کی ایک حالت یہ بیان کی گئی کہ انکے دلوں میں روگ ہے یعنی بری

نیتیں انکے دلوں میں راج کر رہی ہیں اور دوسری حالت اَلْمُرُجِفُونَ کہہ کر بیان کی گئی یعنی یہ اہل نفاق جھوٹی باتوں

کو پھیلاتے ہیں، انکی یہ خصلت ہے کہ جھوٹ کو پھیلا کر ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں، امام قرطبی

علیہ الرحمہ نے کہا کہ اَلْمُرُجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کو انکے دشمنوں کے متعلق بری

خبریں سنا کر انہیں غمزدہ کرنا چاہتے تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر لڑائی کے لئے جاتا تو یہ لوگ کہتے

تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر شکست کھا گیا یا مارا گیا، ان باتوں سے مسلمانوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی اور یہ کہتے

تھے کہ اصحاب صفہ کنوارے ہیں اور وہ عورتوں کے درپے لگے رہتے ہیں نعوذ باللہ، (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۳، ص ۲۳۵)

اللہ تعالیٰ ان منافقوں کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ ہمیشہ ملعون بنکر ہی رہیں گے جہاں کہیں بھی ہونگے یعنی

اللہ کی لعنت ہر وقت ان منافقوں پر برستی رہے گی اور اگر یہ لوگ اس نفاق کی عادت سے باز نہیں آئیں گے اور اپنے

نفاق کو ظاہر ہی کر دیں گے تو ایسی صورت میں انکو جہاں کہیں بھی پکڑا جائے گا اور قتل ہی کر دیا جائے گا، امام سدی

رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حکم یعنی آيَتِمَا تُقْفَوْا اُخِذُوا وَقْتِلُوا تَقْتِيلًا جہاں کہیں بھی ملیں پکڑ لئے جائیں گے اور قتل

کردیئے جائیں گے۔ قرآن میں ایک حکم ایسا ہے جس پر عمل نہیں ہوا، حکم یہ ہے کہ اگر کوئی ایک یا ایک سے زائد

آدمی کسی عورت کا پیچھا کرے اور اس پر قابو پا کر اسکے ساتھ بد کرداری کرے تو انہیں نہ کوڑے لگائے جائیں گے

اور نہ ہی رجم کیا جائے گا بلکہ ان سب کی گردنیں اڑادی جائیں گی۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۶۶۳) اللہ تعالیٰ

فرما رہے ہیں کہ انکی یہ سزا کا جو معاملہ ہے جو اللہ کی سنت ہے کہ جب کوئی اپنے نفاق کو ظاہر کرتا ہے اور بدامنی

پھیلانے کی کوشش کرتا ہے تو اسکی سزا اسکی گردن اڑا کر دی جاتی ہے اور اس سزا کا معاملہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پہلی امتوں میں تھا اور آپ اس سنت میں کسی بھی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے جو حکم اللہ نے کر دیا سو کر دیا وہ کسی وجہ سے بھی ٹٹنے والا نہیں ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۹۳﴾ قیامت کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے ﴿الاحزاب ۶۳-۶۴-۶۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ط قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ط وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ
تَكُونُ قَرِيبًا ۝ إِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۝ لَا
يَجْدُوْنَ وِلِيًّا وَلَا نَصِيْرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- یَسْأَلُكَ النَّاسُ آپ سے لوگ پوچھتے ہیں عَنِ السَّاعَةِ قیامت کے بارے میں قُلْ کہہ دیجئے إِنَّمَا عِلْمُهَا بس اس کا علم عِنْدَ اللّٰهِ اللہ ہی کے پاس ہے وَمَا يُدْرِيكَ اور کیا آپ کو بتلاتی ہے لَعَلَّ السَّاعَةَ شاید کہ قیامت تَكُونُ قَرِيبًا قریب ہی ہو إِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ نے لَعَنَ لعنت کی ہے الْكٰفِرِيْنَ کافروں پر وَأَعَدَّ اور اس نے تیار کی ہے لَهُمْ ان کے لیے سَعِيْرًا خوب بھڑکتی ہوئی آگ خٰلِدِيْنَ وہ ہمیشہ رہیں گے فِيْهَا اَبَدًا اس میں ہمیشہ لَا يَجْدُوْنَ وہ نہیں پائیں گے وِلِيًّا کوئی دوست وَلَا نَصِيْرًا اور نہ کوئی مددگار

ترجمہ:- لوگ تم سے قیامت کی نسبت دریافت کرتے ہیں (کہ کب آئے گی) کہہ دو کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور تمہیں کیا معلوم ہے شاید قیامت قریب ہی آگئی ہو ۝ بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کیلئے (جہنم کی) آگ تیار کر رکھی ہے ۝ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔

تشریح:- اس تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔
- ۲۔ آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔
- ۳۔ تمہیں کیا پتہ شاید قیامت قریب ہی آگئی ہو۔
- ۴۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کو رحمت سے دور کر دیا۔
- ۵۔ انکے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی ہے۔ ۶۔ جس میں وہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔
- ۷۔ انہیں نہ کوئی حمایتی مل سکے گا اور نہ ہی کوئی مددگار۔

جب ان منافقوں کو اور ان تکلیف دینے والوں کو عذاب کی دھمکی دی گئی اور قیامت کے دن مختلف قسم کے عذابوں سے انہیں ڈرایا گیا تو وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ عذاب وغیرہ کچھ ہونے والا نہیں ہے، اس لئے وہ لوگ بطور استہزائی رحمت ﷺ سے پوچھتے تھے کہ اچھا چلو! اب وہ عذاب ہم پر کب آئے گا ہمیں بتاؤ؟ چنانچہ کہا گیا کہ یہ لوگ آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اے محمد ﷺ! آپ انہیں جواب دیجئے کہ قیامت کا علم تو مجھے بھی نہیں ہے یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی؟ اور کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو اسلئے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (بخاری ۵۳۰۱) کہ مجھے اور قیامت کو اس طرح یعنی قریب قریب بھیجا گیا، میرا آنا یہ قیامت کے آنے کی نشانی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کافروں اور منافقوں سے فرما رہے ہیں کہ قیامت کا آنا تو طے ہے جب بھی وہ آئے گی تم اس سے بچ نہیں سکو گے اور اللہ نے تو تم پر لعنت فرمائی کہ مَلْعُونِينَ اَيُّهَا ثِقَفُوْا اُحْذَرُوْا پھسکارے ہوئے ہوں جہاں کہیں ملیں گے پکڑ لئے جائیں گے۔ آخرت میں تو تمہیں اس جرم کی کڑی سے کڑی سزا ملے گی کہ تم اللہ اور اسکے رسول اور مومنوں کو ایذا پہنچاتے تھے اور امن و امان کو بگاڑنا چاہتے تھے، جسکے بدلہ میں تمہیں جہنم کی آگ کا دردناک عذاب دیا جائے گا جو تمہیں جلا کر رکھ دے گی اور پھر سے تمہیں زندہ کیا جائے گا اور تمہیں ایسے ہی عذاب دیا جائے گا۔ یہ سزا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمہارے حصہ میں ہوگی اور اس وقت کوئی ایسا نہیں ہوگا جو تمہاری حمایت کرے اور تمہیں اس عذاب سے بچائے اور نہ ہی کوئی اس وقت تمہاری مدد کیلئے آئے گا اس وقت تمام ترا حکام و فیصلے اللہ تعالیٰ ہی کے ہوں گے اور اسی کی بادشاہت ہے دنیا اور آخرت میں، جب ان منافقین کی یہ حالت ہوگی کہ وہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے کاش! ہم بھی ایمان لے آتے، اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کر لیتے اور اکا کہنا اگر ماں لیا ہوتا تو آج ہم بھی اس عذاب سے اور اس تکلیف سے بچ جاتے جیسے کہ یہ مسلمان بچے ہوئے ہیں، لیکن اس وقت پچھتاوے کا کیا فائدہ؟ آخرت تو دارالجزاء ہے جہاں پر جس نے جو کیا اسکا اسے انعام دیا جاتا ہے اب یہاں آ کر یہ کہنا کہ ہم اگر دنیا میں رب چاہی زندگی گزار لیتے تو اس عذاب سے بچ جاتے کوئی فائدہ نہیں، دنیا میں تمہیں ہر طرح سے سمجھایا گیا تھا، دلیل دی گئی تھی، وعیدیں سنائی گئی تھیں مگر پھر بھی تم نہیں سمجھتے تھے، اب اپنے اعمال کی سزا اس جہنم میں برداشت کرتے رہو اب تمہیں اس سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

﴿درس نمبر ۱۶۹۳﴾ اے کاش! ہم نے رسول کا کہا مانا ہوتا! ﴿الاحزاب ۶۶ تا ۶۸﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَوْمَ تَقْلَبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتَنَّا اطَّعْنَا اللّٰهَ وَاطَّعْنَا الرَّسُوْلًا ۝

قَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلًا ۚ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنَتُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۝۱

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- یَوْمَ جِس دِن تُقَلَّبُ السُّطُ پلٹ کئے جائیں گے وَجُوهُهُمْ ان کے چہرے فِی النَّارِ آگ میں يَقُولُونَ وہ کہیں گے يَلَيْتَنَّا اے کاش! أَطَعْنَا اللّٰهَ ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی وَ أَطَعْنَا اور ہم نے اطاعت کی ہوتی الرَّسُولَا رسول کی وَقَالُوا اور وہ کہیں گے رَبَّنَا اے ہمارے رب! إِنَّا بے شک ہم نے أَطَعْنَا اطاعت کی سَادَتَنَا اپنے سرداروں کی وَ كُبَرَاءَنَا اور اپنے بڑوں کی فَأَضَلُّونَا تو انہوں نے گمراہ کیا ہمیں السَّبِيلَا راستے سے رَبَّنَا اے ہمارے رب آتِهِمْ ان کو دے ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ دگنا عذاب وَالْعَنَتُمْ اور لعنت کر ان پر لَعْنًا كَبِيرًا بہت بڑی لعنت

ترجمہ:- جس دن کے منہ آگ میں الٹائے جائیں گے کہیں گے کہ اے کاش! ہم اللہ کی فرمانبرداری کرتے اور رسول اللہ کا حکم مانتے اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا تو انہوں نے ہم کو راستے سے گمراہ کر دیا اور اے ہمارے رب! ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جس دن انکے چہروں کو آگ میں الٹا پلٹا جائے گا۔

۲۔ وہ کہیں گے کہ اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کر لی ہوتی اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔

۳۔ وہ کہیں گے کہ اے رب! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔

۴۔ انہوں نے ہمیں راستے سے بھٹکا دیا۔ ۵۔ اے ہمارے پروردگار! انہیں دو گنا عذاب دے۔

۶۔ ان پر ایسی لعنت کر جو بڑی بھاری ہو۔

جب ان منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جھونکا جائے گا اور انکے چہروں کو آگ میں الٹا پلٹا جائے گا تو ان لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آ جائے گی کہ ہم جو کچھ کرتے تھے وہ سب کچھ غلط تھا اور اس وقت وہ کہنے لگیں گے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھا کر اپنے معبود ہونے کو بتلایا تھا تو اس وقت کاش! ہم اس رب کی نشانیوں پر ایمان لالیتے اور اسکے رسول نے جو ہمیں قرآن کے احکامات پڑھ کر سنائے تو ان احکامات کو مان لیتے تو آج یہ دن ہمیں دیکھنا نہ پڑتا اور ہم اس عذاب میں مبتلا نہ ہوتے، ہائے ہماری قسمت! ہم نے حق کو جھٹلا کر بڑی غلطی کر دی، اسکے بعد یہ جہنمی اپنی غلطی کو چھپانے کے لئے اپنے کئے کا الزام اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں پر ڈالیں گے اور کہیں گے کہ اے اللہ! ہم تو آپ کی باتوں پر ایمان لے آئے مگر ہماری قوم کے جو بڑے سردار قسم کے لوگ اور جو ہماری قوم میں بڑے معتبر سمجھے جاتے تھے اور جو ہماری قوم کے راہب تھے ان لوگوں نے ہمیں حق کے راستے

سے بھٹکایا اور شرک و کفر کے راستے پر ہمیں ڈال دیا اور اس کفر و شرک کے راستے کو ہمارے لئے خوبصورت بنا کر پیش کیا جسکی وجہ سے ہم نے اس ہدایت والے راستے کو چھوڑ کر گمراہی والے راستے کو اپنا لیا، اے اللہ! ہماری اس گمراہی کی اصل وجہ یہ ہمارے سردار اور بڑے لوگ ہیں اس لئے آپ انہیں دو گنا عذاب دیجئے کہ ایک تو اس لئے کہ یہ خود گمراہ تھے اور دوسرا یہ کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ گمراہی میں مبتلا کیا اور ان پر اپنی رحمت روک لے۔ ابن جریج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت میں سَادَتْنَا وَكُذِّبْنَا سے ابو جہل اور اس جیسے بڑے لوگ مراد ہیں۔ اگر لوگوں کا حال یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنی سوچ سمجھ استعمال کئے بغیر کسی بھی آدمی کو اپنا پیشوا مان لیتے ہیں اور اسے اپنا مرشدو رہبر بنا لیتے ہیں اور یہ بھی نہیں دیکھتے کہ انکی حالت اور ان کے اعمال اسلام اور شریعت کے موافق ہیں یا نہیں؟ وہ اللہ کے احکامات کو ماننے والا ہے یا نہیں؟ سہت رسول ﷺ پر عمل کرنے والا ہے یا نہیں؟ ان ساری چیزوں کو جانے بغیر ہی اسے اپنا مقتدا بنا لیتے ہیں اور انہی کی باتوں کو حق سمجھ کر پیروی کرتے ہیں، نتیجہ یہی ہوتا ہے جو ان کفار و منافقین کا ہوا کہ کل قیامت کے دن بھی کہیں گے کہ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا، مگر کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل، سوچ اور سمجھ عطا نہیں کی کہ ہم یہ فیصلہ کر سکیں کہ کون صحیح راستے پر ہے اور کون غلط راستہ پر ہے؟ جب ہم یہ سب سمجھ سکتے ہیں تو پھر دوسروں پر اپنی گمراہی کا الزام لگانا بیجا ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن مجید کا مطالعہ کریں اور حق و سچ کو پہچانیں اور اللہ کے احکامات کو جانیں تاکہ ہم کسی کے بہکانے سے غلط راستے پر نہ ہولیں کہ جسکی سزا قیامت کے دن جہنم کی آگ ہوگی، ہمیں اس سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاء بھی مانگنی ہوگی کہ اسکی توفیق و رحمت کے بغیر ہم اس سے بچ نہیں سکتے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کئی ایسی دعائیں سکھائی ہیں۔ ایک دعایہ ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی دعاء سکھا دیجئے جسے میں نماز میں پڑھا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعاء پڑھا کرو: **قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظَلَمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَاَرْحَمِیْ اِنَّکَ اَلْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ** (بخاری ۸۳۳) کہ اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا میری مغفرت فرمانے والا کوئی نہیں ہے، اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما یقیناً تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۹۵﴾ اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ بن جاؤ ﴿الاحزاب ۶۹-۷۱﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذُوْا مُوْسٰى فَبَرَّآهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَّكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ط وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- یَاٰكِيهَا الَّذِيْنَ اے لوگو جو اٰمَنُوْا ايمان لائے ہو لَا تَكُوْنُوْا تَمَّ نہ ہو جانا كَالَّذِيْنَ ان لوگوں کی طرح جنہوں نے اٰذُوْا مُوسٰى ایزادی موسیٰ کو فَبَيَّنَّا اَنَّ اللّٰهَ پھر اس کو بری کر دیا اللہ نے جیسا اس سے جو قَالُوْا انہوں نے کہا تھا وَكَانَ اور تھا عِنْدَ اللّٰهِ اللہ کے نزدیک وَجِبْتُمْ بڑے رتبے والا يٰكِيهَا الَّذِيْنَ اے لوگو جو اٰمَنُوْا ايمان لائے ہو اتَّقُوا اللّٰهَ اللہ سے ڈرو وَقُولُوْا اور کہو قَوْلًا سَدِيْدًا سیدھی بات يُضْلِحْ وہ درست کرے گا لَكُمْ تمہارے لیے اَعْمَالَكُمْ تمہارے عمل وَيَغْفِرْ اور بخش دے گا لَكُمْ تمہارے لئے ذُنُوبَكُمْ تمہارے گناہ وَمَنْ اور جو كوْنِي يُطِيعِ اللّٰهَ اطاعت کرے اللہ کی وَرَسُولَهُ اور اس کے رسول کی فَقَدْ فَازَ تو تحقیق اس نے کامیابی حاصل کر لی فَوْزًا عَظِيْمًا عظیم کامیابی

ترجمہ:- مومنو! تم ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو (عیب لگا کر) رنج پہنچایا تو اللہ نے ان کو بے عیب ثابت کیا اور وہ اللہ کے نزدیک آبرو والے تھے ۝ مومنو! اللہ سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو ۝ وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بیشک بڑی مراد پائے گا۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ بن جاؤ جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ستایا تھا۔

۲۔ پھر اللہ نے انہیں ان باتوں سے بری کر دیا جو ان لوگوں نے بنائی تھی۔

۳۔ وہ اللہ کے نزدیک بڑے رتبہ والے تھے۔ ۴۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔

۵۔ سیدھی سچی بات کہو۔ ۶۔ اللہ تمہارے فائدے کے لئے تمہارے کام سنوار دے گا۔

۷۔ تمہارے گناہوں کی مغفرت کر دے گا۔

۸۔ جو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرے، اس نے وہ کامیابی حاصل کی جو بہت بڑی کامیابی ہے۔

آیت نمبر ۵۳ میں مسلمانوں کی جانب سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچنے کا واقعہ بیان کیا گیا کہ بعض تمہارے کام ایسے ہوتے ہیں جن سے نبی رحمت ۝ کو تکلیف ہوتی ہے لہذا ان کاموں سے بچو اور آیت نمبر ۵ میں اللہ اور اسکے رسول کو تکلیف پہنچانے پر کیا سزا ہے؟ اس کی وضاحت کی گئی۔ اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی مثال دیکر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے سے روکا جا رہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مومنو! جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم یعنی یہودیوں نے موسیٰ علیہ السلام پر تمہیں باندھ کر انہیں دلی تکلیف پہنچائی تھی تم لوگ اس طرح اپنے نبی کے ساتھ نہ کرنا، حالانکہ ان یہودیوں نے جو تمہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر لگائی تھی

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس تہمت سے بری کر دیا اور انکی سچائی ظاہر بھی کر دی تاکہ پھر سے یہ لوگ اس قسم کی حرکتوں سے انہیں تکلیف نہ پہنچائیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقام تو اللہ کے نزدیک بہت اونچا ہے، اب وہ کونسی باتیں ہیں جو یہود کہتے تھے جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف ہوئی اس سلسلہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے تھے۔ انکی حیاء کی وجہ سے انکے بدن کا کوئی حصہ بھی نہیں دیکھا جاسکتا تھا۔ بنی اسرائیل کے جو لوگ انہیں اذیت پہنچانے کے درپے تھے، وہ کیسے خاموش رہ سکتے تھے؟ ان لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اس درجہ بدن چھپانے کا اہتمام صرف اس لیے ہے کہ ان کے جسم میں عیب ہے یا کوڑھ ہے یا ان کے خصیتین بڑھے ہوئے ہیں یا پھر کوئی اور بیماری ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر لگائے ہوئے الزام کو غلط قرار دیا جائے اور یہ بات ثابت کر دی جائے کہ جو عیب ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ اس عیب سے بری ہیں۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اکیلے غسل کرنے کے لیے آئے اور انہوں نے ایک پتھر پر اپنے کپڑے (اتار کر) رکھ دیئے۔ پھر غسل شروع کیا۔ جب فارغ ہوئے تو کپڑے اٹھانے کے لیے بڑھے لیکن پتھر انکے کپڑوں سمیت بھاگنے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اٹھایا اور پتھر کے پیچھے دوڑے۔ یہ کہتے ہوئے کہ اے پتھر! میرے کپڑے دیدے۔ آخر بنی اسرائیل کی ایک جماعت تک پہنچ گئے اور ان سب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر حالت میں پایا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے انکی تہمت سے انکی برات کر دی۔ اب پتھر بھی رک گیا اور آپ نے کپڑا اٹھا کر پہن لیا۔ پھر پتھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے۔ اللہ کی قسم! اس پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار جگہ نشان پڑ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَأَ اللَّهُ مِنْهَا قَالَ لَوْ اطَّوَعْتَ فَبَرَأَ اللَّهُ مِنْهُ وَجِبَّتَا** ”تم ان کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دی تھی، پھر انکی تہمت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دیا اور وہ اللہ کی بارگاہ میں بڑی شان والے اور عزت والے تھے۔“ اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ (بخاری ۳۴۰۴) اور ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام ایک پہاڑ پر گئے، وہاں پر حضرت ہارون علیہ السلام کو موت آگئی۔ جب یہ خبر بنو اسرائیل کو پہنچی تو انہوں نے اسکا الزام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ڈالا کہ آپ نے انہیں مار ڈالا اسلئے کہ ہم انہیں آپ سے زیادہ چاہتے تھے، اس بات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو انکے پاس لیجاؤ، تو ملائکہ انہیں لے کر بنو اسرائیل کے پاس آئے اور انکی موت کے بارے میں انہیں بتلایا اس وقت ان لوگوں کو حقیقت کا علم ہوا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس الزام سے بری کر دیا، پھر ان ملائکہ نے حضرت ہارون

علیہ السلام کو لیجا کر دفن کر دیا جن کی قبر کے بارے میں سوائے رخم کے (ایک قسم کا پرندہ) کسی اور کو نہیں معلوم مگر اللہ تعالیٰ نے اسے بھی گونگا اور بہرہ بنا دیا۔ (جامع الاحادیث للسیوطی ۷۸۵-۳۳)

اللہ تعالیٰ مومنوں کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ ان جھوٹی باتوں کو چھوڑ کر درست اور سچ بات کہنے کی عادت اپنالو اگر تم ان باتوں پر عمل کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اعمال کی توفیق نصیب فرمائے گا پھر ان نیک اعمال کی وجہ سے تمہارے گناہ معاف فرمائے گا، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی منبر پر بٹھرتے میں نے انہیں یہ آیت ضرور پڑھتے ہوئے سنا۔ (الزہد للکبیر للہیثمی ۹۶۰): انسان کی کامیابی گناہوں سے بچنے اور مغفرت پا کر جنت میں جانے میں ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں، انکا کہنا مانیں اور انہیں ایذا پہنچانے سے بچیں یقیناً گناہوں سے بچ کر جنت کے راستے پر چلنا ہی بڑی کامیابی ہے۔

(درس نمبر ۱۶۹۶: ہم نے یہ امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی ﴿الاحزاب ۴۲-۴۳﴾)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۝ لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۝ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- -إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ امانت پیش کی اور زمین پر و الْجِبَالِ اور پہاڑوں پر فَأَبَيْنَ تو انہوں نے انکار کر دیا أَن يَحْمِلْنَهَا اس کے اٹھانے سے وَأَشْفَقْنَ اور وہ ڈر گئے مِنْهَا اس سے وَحَمَلَهَا اور اس (امانت) کو اٹھالیا الْإِنْسَانُ انسان نے إِنَّهُ یقیناً وہ كَانَ ظَلُومًا بڑا ظالم ہے جَهُولًا بہت بڑا جاہل لِيُعَذِّبَ اللَّهُ تاکہ عذاب دے اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ منافق مردوں کو وَالْمُنَافِقَاتِ اور منافق عورتوں کو وَالْمُشْرِكِينَ اور مشرک مردوں کو وَالْمُشْرِكَاتِ اور مشرک عورتوں کو وَيَتُوبَ اللَّهُ اور توجہ (رحم) فرمائے اللہ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ مومن مردوں پر وَالْمُؤْمِنَاتِ اور مومن عورتوں پر وَكَانَ اللَّهُ اور ہے اللہ غَفُورًا بہت بخشنے والا رَحِيمًا نہایت رحم کرنے والا

ترجمہ:- ہم نے (بار) امانت آسمانوں اور زمین کو پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا ۝ تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں پر مہربانی کرے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے یہ امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی۔

۲۔ انہوں نے اس امانت کو اٹھانے سے انکار کیا اور ڈر گئے۔

۳۔ انسان نے اس کا بوجھ اٹھالیا۔ ۴۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ظالم و نادان ہے۔

۵۔ نتیجہ یہ ہے کہ اللہ منافق مردوں اور عورتوں کو، مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے گا۔

۶۔ مومن مردوں اور عورتوں پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائے گا۔

۷۔ اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کن کاموں میں اطاعت کی جائے؟ بیان فرما رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ہم نے فرائض کو انجام دینے اور اور جن کاموں کے کرنے سے منع کیا ہے ان کاموں سے بچنے کے احکام اور یہ امانت جب آسمانوں کے سامنے پیش کی کہ اگر تم یہ چیزیں کرنے اور نہ کرنے کا عہد کرو گے تو تمہیں اس کا بدلہ دیا جائے گا کہ اگر فرائض انجام دو گے تو تمہیں نعمتیں ملیں گی اور اگر حرام کاروبار کرو گے تو جہنم ملے گی، اس پر آسمانوں نے اللہ تعالیٰ سے معذرت کی کہ ہم یہ امانت نہیں اٹھا سکتے پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے یہی سوال زمین سے کیا تو اس نے بھی اس امانت کو اٹھانے سے انکار کر دیا، پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کے سامنے یہ امانت پیش کی تو اس نے بھی معذرت چاہی مگر جب اس امانت کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو آپ علیہ السلام نے اس امانت کو قبول فرمایا اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ اس امانت کو قبول کر کے آدم نے اپنے آپ پر بوجھ ڈال لیا اور وہ اسکے انجام سے بے خبر ہے، ابن جریر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور پہاڑ کو پیدا فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں کچھ فرائض بنانے والا ہوں اور جنت و جہنم اور ثواب تیار کرنے والا ہوں اس شخص کے لئے جو میری اطاعت کرے گا اور سزا تیار کرنے والا ہوں اس شخص کے لئے جو میری نافرمانی کرے گا، پھر آسمان نے کہا کہ اے اللہ! آپ نے میرے اندر سورج و چاند کو مسخر کیا اور بادل، ہوا اور بن دیکھی چیزوں کو مسخر کیا تو میں اس چیزوں کے ساتھ مسخر ہوں جن کے ساتھ آپ نے مجھے پیدا کیا میں آپ کے فریضہ کو اٹھا نہیں سکتا، زمین نے کہا کہ آپ نے مجھے پیدا کیا، مسخر کیا اور میرے اندر نہریں جاری کیں، پھر آپ نے میرے اندر سے میوے نکالے اور آپ نے میرے لئے جو چاہا پیدا کیا تو میں آپ کی بنائی ہوئی چیزوں کے ساتھ مسخر ہوں، میں فرائض کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکتی، پھر پہاڑ نے کہا کہ اے اللہ! آپ نے مجھے زمین کے لئے میخ (کیلے) بنایا تو میں اسی ذمہ داری پر ہوں جس پر آپ نے مجھے پیدا کیا اور اب میں فرائض کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو آپ سامنے اس امانت کو پیش کیا تو

آپ نے اس امانت کو قبول کر لیا، اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا: إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا اس نے اپنے آپ پر اپنی خطاؤں کے بارے میں ظلم کیا اور فرمایا جَهُولًا وہ اس امانت کو اٹھانے میں جو سزا ہے اس سے وہ غافل ہے۔ (الدر المسثور۔ ج ۶، ص ۶۰)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان فرائض کی امانت کو انسان کے سامنے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کو سزا دی جائے جو ظاہری طور پر تو مومن ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور فرائض کو انجام دینے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں، مگر اصل میں وہ لوگ اپنے دلوں میں کفر چھپائے ہوئے ہیں جنہیں منافقین کہا جاتا ہے اور انہیں بھی سزا دے جو کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کے احکامات کا انکار کرتے ہیں اور جو اس پر ایمان نہیں لاتے جنہیں مشرکین کہا جاتا ہے اور ان لوگوں پر رحم کرے اور گناہوں کو بخشے جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لے آئے، اگر یہ منافقین اور مشرکین اپنے اعمال بد سے توبہ کر کے ایمان والوں میں شامل ہونا چاہیں تو اللہ ان پر بھی رحم فرمائے گا اور انکے گناہوں کو بخش دے گا وہ تو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

سُورَةُ سَبَا مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۶ رکوع اور ۵۴ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۶۹﴾ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے ﴿سبا: ۱-۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ
الْحَبِيزُ ۝ يَعْلَمُ مَا يَلْبِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ
فِيهَا ۝ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- الحمد سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اللہ ہی کے لئے ہے ما فی السَّمَوَاتِ جو کچھ آسمانوں میں ہے وما اور جو کچھ فی الارض زمیں میں ہے ولہ اور اسی کے لئے ہیں الحمد سب تعریفیں فی الاخرۃ آخرت میں وهو اور وہ الحکیم نہایت حکمت والا الحبیض خوب خیر دار ہے یعلم وہ جانتا ہے ما یلبج جو داخل ہوتا ہے فی الارض زمیں میں وما یخرج منها اس میں سے وما ینزل اور جو اترتا ہے من السماء آسمان سے وما یرجع اور جو چڑھتا ہے فیہا اس میں وهو اور وہ الرحیم نہایت رحم کرنے والا الغفور بہت بخشنے والا ہے

ترجمہ:- سب تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے (جو سب چیزوں کا مالک ہے یعنی وہ) کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے سب اسی کا ہے اور جو کچھ زمیں میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے اور وہ حکمت والا اور خیر دار ہے ۝ جو کچھ زمیں میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس پر چڑھتا ہے سب اس کو معلوم ہے اور وہ مہربان (اور) بخشنے والا ہے۔

سورۃ سبأ کی فضیلت:- حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ سبأ پڑھی ہر نبی و رسول قیامت کے دن اس کے رفیق ہوں گے اور اس سے مصافحہ کریں گے۔ (تخریج احادیث الاثاف للریلی، ج، ۳، ص، ۱۳۲)

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں:

- ۱- سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی صفت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے
- ۲- آخرت میں بھی تعریف اسی کی ہے۔

۳۔ وہی ہے جو حکمت کا مالک ہے، مکمل باخبر ہے۔

۴۔ وہ ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتی ہیں اور ان چیزوں کو بھی جو زمین سے باہر آتی ہیں۔

۵۔ ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جو آسمان سے نیچے جاتی ہیں اور ان چیزوں کو بھی جو آسمان کی جانب اوپر جاتی ہیں۔

۶۔ وہی ہے جو بڑا مہربان ہے، بہت بخشنے والا ہے۔

قادرِ مطلق رب ذوالجلال کی تعریف سے اس سورت کی شروعات ہو رہی ہیں کہ کامل قدرت رکھنے والے کے لئے ہی ساری تعریفیں ہیں اور وہی تعریف کے لائق بھی ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کچھ اسی کا ہے اسی کی ان پر حکمرانی ہے، اور آخرت کے دن بھی اسی کی تعریف ہوگی جب سب کچھ فنا ہو جائے گا اور اللہ کی ذات باقی رہ جائے گی، جیسا کہ سورہ قصص کی آیت نمبر ۷۰ میں بھی بیان فرمایا گیا لَٰهُ الْاَوَّلٰی وَالْاٰخِرَۃُ، اسی کے لئے تعریف ہے دنیا اور آخرت میں اسلئے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا وہ ایک انسان کے لئے عظیم نعمت ہے جس کا بدل کوئی ہو ہی نہیں سکتا اس مثال کو ہم اپنے موجودہ حالات سے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے زندہ رہنے کے لئے آکسیجن کا انتظام فرمایا جس سے انسان بغیر کسی مشکل اور تکلیف کے اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے لیکن آج کی صورت حال یہ ہے کہ انسان اسی اللہ کی دی ہوئی آکسیجن کو استعمال کرنے کے قابل نہ ہونے پر اسے مصنوعی آکسیجن زندہ رہنے کے لئے جب دینا پڑتا ہے تو غیر معمولی رقم ادا کرنی پڑ رہی ہے اور بعض اوقات رقم ادا کرنے پر قادر ہونے کے باوجود بھی اسے وہ مصنوعی آکسیجن فراہم نہیں ہو رہی ہے۔ غور کیجئے کہ اللہ کی یہ چھوٹی سی نعمت جو کہ ہمارے لئے زندہ رہنے کا سبب بن رہی ہے ہم بچپن سے بوڑھے ہونے تک بھی آکسیجن کا استعمال بغیر کسی رقم کی ادائیگی کے استعمال کر رہے ہیں اور اللہ نے کبھی ہم سے ایک روپے کا بھی مطالبہ نہیں کیا، ہم اس نعمت پر اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے، یہ تو ایک چھوٹی سی نعمت ہے ایسی کئی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ہمارے فائدہ کے لئے اتاری ہیں ہمیں ان نعمتوں پر اسکا شکر اور اسکی تعریف بجالائیں۔ اور یہ ذات اقدس ایسی ہے کہ اس بھی وقت ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر اسکا شکر اور اسکی تعریف بجالائیں۔ اور یہ ذات اقدس ایسی ہے کہ اس نے جو حکم دیا ہے اور جو فیصلے فرمائے ہیں اس میں کیا حکمت پوشیدہ ہے؟ اس سے صرف وہی واقف ہے اور بندوں کے جو اعمال ہیں اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ ان سب سے بھی باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ جو کچھ زمین میں جاتا ہے وہ اس سے بھی واقف ہے، جیسے کہ بارش کا قطرہ کس جگہ کہاں گرتا ہے؟ اسی طرح زمین میں پوشیدہ خزانے اور مدفون مردے وغیرہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے کوئی چیز اسکے علم سے باہر نہیں ہے اور اسی طرح جو کچھ زمین سے نکلتا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے جیسے کہ پیڑ پودے، پانی دریا وغیرہ اور جو کچھ آسمانوں سے اترتا ہے جیسے فرشتے، کتاب، رزق، بارش، بجلی وغیرہ اسے

بھی وہ جانتا ہے، اور اسی طرح جو اوپر آسمانوں کی طرف لوٹنے میں جیسے ملائکہ، بندوں کے اعمال، گیس، دھنواں وغیرہ ہر چیز سے وہ واقف ہے، ہمیں اپنے اعمال میں ہمیشہ یہ سوچنا چاہئے کہ اللہ ہمارے ہر عمل سے باخبر ہے، جب ہم یہ سوچنے لگیں گے تو یقیناً ہم ان اعمال کے کرنے سے بچیں گے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر بندہ گناہوں کے کرنے کے بعد اپنے گناہوں پر نادم ہو گیا اور اپنے گناہوں سے اللہ کے حضور اس نے توبہ کی تو اللہ اس پر رحم فرمائے گا اور اسکے گناہوں کو بھی معاف فرمادے گا وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ...

(درس نمبر ۱۶۹۸) ہر چھوٹی بڑی چیز کھلی کتاب میں درج ہے (سبا-۳)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عِلْمُ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝
 لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝
 لفظ بلفظ ترجمہ:- وَقَالَ اور کہا الَّذِينَ ان لوگوں نے جنہوں نے كَفَرُوا کفر کیا لَا تَأْتِيْنَا نہیں آئے گی ہم پر السَّاعَةُ قیامت قُل کہہ دیجئے بَلَىٰ کیوں نہیں وَرَبِّي قسم ہے میرے رب کی لَتَأْتِيَنَّكُمْ البتہ وہ تم پر ضرور آئے گی عِلْمُ جو جاننے والا ہے الْغَيْبِ غیب کا لَا يَعْزُبُ پوشیدہ نہیں رہتی عَنْهُ اس سے مِثْقَالُ ذَرَّةٍ ایک ذرے کے برابر فِي السَّمَوَاتِ آسمانوں میں وَلَا فِي الْأَرْضِ اور نہ میں وَلَا أَصْغَرُ اور نہ چھوٹی مِنْ ذَلِكَ اس سے وَلَا أَكْبَرُ اور نہ بڑی إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ مگر واضح کتاب میں لِيَجْزِيَ تا کہ وہ بدلہ دے الَّذِينَ ان لوگوں کو جو آمَنُوا ایمان لائے وَعَمِلُوا اور انہوں نے عمل کیے الصَّالِحَاتِ نیک اُولَٰئِكَ یہ لوگ لَهُمْ ان کے لئے ہے مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ مغفرت اور اچھی روزی
 ترجمہ:- اور کافر کہتے ہیں کہ (قیامت کی) گھڑی ہم پر نہیں آئے گی کہہ دو کیوں نہیں (آئے گی) میرے رب کی قسم! وہ تم پر ضرور آ کر رہے گی (وہ رب) غیب کا جاننے والا (ہے) ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں (نہ) آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز ذرے سے چھوٹی یا بڑی ایسی نہیں مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے اس لئے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو بدلہ دے، یہی ہیں جن کیلئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے کفر اپنایا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔

- ۲۔ کہہ دو کیوں نہیں آئے گی؟ میرے عالم الغیب رب کی قسم! وہ ضرور آ کر رہے گی۔
 ۳۔ کوئی ذرہ برابر چیز اسکی نظر سے دور نہیں ہوتی، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔
 ۴۔ نہ اس سے چھوٹی کوئی چیز ایسی ہے نہ اس سے بڑی جو ایک کھلی کتاب میں درج نہ ہو۔
 ۵۔ تاکہ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کئے انہیں انعام دے۔
 ۶۔ ایسے لوگوں کے لئے مغفرت اور باعزت رزق ہے۔

اس آیت میں کفار کے اس باطل عقیدہ کی تردید کی جا رہی ہے جن کا یہ ماننا تھا کہ قیامت کبھی نہیں آئے گی اور نہ ہم کبھی دوبارہ زندہ کئے جائیں گے، اس کا جواب اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اپنی قسم کے ساتھ فرما رہے ہیں کہ اے کفار! یہ جو تمہارا عقیدہ ہے وہ بالکل باطل اور جھوٹا ہے کیونکہ میرے اس رب کی قسم! جس نے اس دنیا کو بسایا، انسانوں کو پیدا کیا وہ پھر اس دنیا کو ختم کر دیگا اور تمام انسانوں کو دوبارہ اپنی بارگاہ میں زندہ کر کے جمع کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی شان قدرت بیان کی گئی کہ وہ سارے انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر اس لئے قادر ہے کہ وہ سب کا رب ہے اسی نے سب کو پیدا کیا اور اس نے پیدا کرنے کے بعد چھوٹی سے چھوٹی چیز جسکی مثال اللہ تعالیٰ نے ایک ذرہ سے دی کہ اتنی چھوٹی چیز بھی اس کے علم سے باہر نہیں ہے وہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کہاں ہے؟ کس حالت میں ہے؟ سب اے معلوم ہے اور اے یہ بھی معلوم ہے کہ تم کہاں جیو گے اور کہاں مرو گے؟ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَتَىٰ أَرْضٍ مَّمُوتٍ إِلَّا أَنَّهُ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (لقمان ۳۲) کسی کو یہ نہیں معلوم کہ وہ کہاں مرے گا مگر اللہ تعالیٰ کو اسکا علم ہے اور وہ اس سے باخبر ہے۔ تو جب سب کچھ اے معلوم ہے تو پھر دوبارہ زندہ کرنے میں اے کیا مشکل ہوگی؟ اس لئے دوبارہ قسم کھا کر اللہ کے نبی نے کہا کہ میرے رب کی قسم، غیب کے جاننے والے کی قسم! قیامت ضرور آئے گی اور اے کفار تمہیں دوبارہ زندہ بھی کیا جائے گا اور تمہیں تمہارے اعمال کی سزا بھی دی جائے گی، ابن کثیر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ ان تین آیتوں میں سے ایک آیت ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قیامت کے آنے پر اپنی قسم کھانے کا حکم فرمایا چنانچہ پہلی آیت سورہ یونس کی آیت نمبر ۵۳ ہے وَيَسْتَدْبِرُونَكَ أَفْقًا قُلْ إِيَّايَ وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقُّ الْوَعْدِ وَأَنَا صَادِقُ الْكَلِمَاتِ اور دوسری سورہ سبأ کی یہ آیت ہے اور تیسری آیت سورہ تغابن کی آیت نمبر ۷ ہے زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن لَّنْ يُبْعَثُوا قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَشَاعِرٌ۔ (تفسیر منیر، ج ۲۲، ص ۱۳۹) آگے فرمایا کہ ایک ذرہ کیا اس سے بھی چھوٹی یا اس سے بھی بڑی ہر قسم کی چیز کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور ہر چیز کا حساب و کتاب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، کوئی بھی چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اسکی تفصیل اس کتاب میں لکھی ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ اس قیامت کے دن کے آنے اور دوبارہ زندہ کئے جانے کی وجہ بیان فرما رہے ہیں اور سب سے پہلے ایمان والوں کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ جو کوئی اس دنیا میں اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لایا اور اسکے ساتھ نیک اعمال بھی اس نے جمع کئے ہوں تو اللہ قیامت کے دن انہیں بخش دے گا، اور جنت میں کھانے کے لئے عمدہ سے عمدہ رزق عطا کرے گا۔

﴿درس نمبر ۱۶۹۹﴾ اہل علم خوب سمجھتے ہیں کہ یہ کتاب برحق ہے ﴿سب۴۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّن رَّجْزِ الْيَوْمِ ۝ وَيَذَرِي الَّذِينَ
أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِينَ الَّذِينَ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقُّ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝
لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَالَّذِينَ اور وہ لوگ جنہوں نے سَعَوْا کوشش کی فِي آيَاتِنَا ہماری آیتوں میں
مُعْجِزِينَ عاجز کرنے کی أُولَٰئِكَ یہ لوگ لَهُمْ ان کے لئے ہے عَذَابٌ عذاب مِّن رَّجْزِ بدترین قسم کا
الْيَوْمِ دردناک وَيَذَرِي اور دیکھتے ہیں الَّذِينَ وہ لوگ جو أُوتُوا الْعِلْمَ علم دیئے گئے الَّذِينَ وہ جو أُنزِلَ
نازل کیا گیا ہے إِلَيْكَ آپ کی طرف مِنْ رَبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے هُوَ الْحَقُّ وہ حق ہے وَيَهْدِي
اور وہ ہدایت کرتا ہے إِلَى صِرَاطٍ راستے کی طرف جو الْعَزِيزِ نہایت غالب الْحَمِيدِ لائق حمد و ثنا کا ہے

ترجمہ:- اور جنہوں نے ہماری آیتوں میں کوشش کی کہ ہمیں ہر ادیس گے ان کیلئے سخت درد دینے
والے عذاب کی سزا ہے ۝ اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو (قرآن) تمہارے رب کی طرف سے
تم پر نازل ہوا ہے وہ حق ہے اور (اللہ) غالب اور سزاوار تعریف کا راستہ بتاتا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چار باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے بارے میں یہ کوشش کی کہ انہیں ناکام بنائیں۔

۲۔ ان لوگوں کے لئے بلا کا دردناک عذاب ہے۔

۳۔ جن لوگوں کو علم عطا ہوا ہے وہ خوب سمجھتے ہیں کہ جو کتاب آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کی گئی

ہے وہ سراسر حق ہے۔

۴۔ اس اللہ کا راستہ دکھاتا ہے جو ائمہ کا مالک بھی ہے اور تعریف کا مستحق بھی۔

جو لوگ اس امید میں اللہ کی آیتوں کو ناکام بنانے کی کوشش کرتے ہیں وہ اپنی اس مہم میں کامیاب
ہو جائیں گے تو ان کا یہ خواب کبھی پورا ہونے والا نہیں ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ناکام بنا نہیں سکتے اور انہیں مٹا
نہیں سکتے۔ قرآن مجید کی اپنی ایک تاریخ رہی ہے کہ اس کی آیتوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی سازشیں کی گئیں،
سازش کرنے والے مٹ گئے اور اللہ تعالیٰ کی یہ آیتیں آج بھی باقی رہیں اور تاصح قیامت باقی رہیں گی اور جو لوگ
اس خبیث حرکت میں مصروف ہیں ان کے لئے قیامت کے دن بہت ہی دردناک اور تکلیف دہ عذاب ہوگا جو ان
کے اعمال کا نتیجہ ہوگا۔ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۵۱ میں بھی یہ وعید یوں بیان کی گئی وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا

مُعْجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اور جو لوگ ہماری نشانوں کو پست کرنے کے درپے رہتے ہیں وہی دوزخی ہیں۔ اسی سورہ سبأ کی آیت نمبر ۳۸ میں یہ بات یوں کہی گئی وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْ اٰيٰتِنَا مُعْجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذٰبِ مُخْضَرُوْنَ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے مقابلہ کی تگ و دو میں لگے رہتے ہیں یہی ہیں جو عذاب میں پلا کر حاضر رکھے جائیں گے۔

ہمارے ملک بھارت میں بھی ایسی سازشیں کی جا رہی ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ جن بد بختوں نے اللہ کی آیتوں سے چھیڑ چھاڑ کی آج وہ ذلت کی کھائی میں بے یار و مددگار پڑے ہیں۔

اگلی آیت میں اہل علم کی تعریف کی جا رہی ہے کہ جو اہل علم حضرات ہوتے ہیں انہیں یہ معلوم ہے کہ یہ جو کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے سچی ہے اور برحق ہے اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ جو کوئی اس کتاب کی اتباع کرے گا وہ ہدایت کے راستے کو پالے گا اور یہ ہدایت والا راستہ سیدھا اللہ تک لیجاتا ہے جو اللہ سب کا مالک ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ یہاں اَلَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْعِلْمَ سے مراد اہل کتاب کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، بہر حال اس سے یہ معلوم ہوا کہ انسان اگر علم سیکھتا ہے تو یہ علم اس انسان کو جہالت سے نکال کر دانائی کی طرف لاتا ہے اور اسکے اندر سمجھنے کا مادہ پیدا کرتا ہے جس سے انسان بہ معلوم کر سکتا ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ اور جب اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں چیز حق ہے تو وہ اس چیز کو اپنالیتا ہے اور باطل کو چھوڑ دیتا ہے، لہذا ہم تمام مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ ہم دینی اور دنیوی علوم سے واقف ہوں اور جس قدر ہو سکے علم حاصل کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ كَلَّمَ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجہ ۲۲۳) علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

﴿درس نمبر ۷۰۰﴾ آخرت کا انکار کرنے والے بڑی دور کی گمراہی میں ہیں ﴿سبأ ۸﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّعٰبِتُكُمْ اِذَا مَرَّ قِطْمٌ كُلٌّ مُّهْرَبٍ اِنْتُمْ
لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهِ جِنَّةٌ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذٰبِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَقَالَ اور کہا الَّذِيْنَ ان لوگوں نے جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا هَلْ نَدُّكُمْ کیا ہم تمہاری رہنمائی کریں عَلٰى رَجُلٍ ایسے آدمی پر يُعٰبِتُكُمْ جو تمہیں خبر دیتا ہے اِذَا مَرَّ قِطْمٌ جب تم پارہ پارہ

کردیے جاؤ گے کُلُّ مُضْمَرٍ بِالْکَلِّ بِی پاره پاره کئے جانا اِنَّکُمْ تَوَقَّیْنَا تَمَّ لَفِی خَلْقٍ جَدِیدٍ البتہ ہو گے ایک نئی پیدائش میں اَفْتَرٰی کیا اس نے باندھا ہے عَلٰی اللّٰهِ اللہ پر کَذِبًا جھوٹ اَمْرٌ بِہِ جَنَّةٌ یا اے جنون ہے بِلِ الذِّنِّنِ بلکہ وہ لوگ جو لَا یُؤْمِنُوْنَ ایمان نہیں رکھتے بِالْاٰخِرَةِ آخِرَت پر فِی الْعَذَابِ (وہ) عذاب میں وَ الضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ اور دور کی گمراہی میں ہیں

ترجمہ:- اور کافر کہتے ہیں کہ بھلا ہم تمہیں ایسا آدمی بتائیں جو ہمیں خبر دیتا ہے کہ جب تم (مرکر) بالکل پاره پاره ہو جاؤ گے تو نئے سرے سے پیدا ہو گے O یا تو اس نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے یا اے جنون ہے۔ بات یہ ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ آفت اور پرلے درجے کی گمراہی میں (بتلا) ہیں۔
تشریح:- ان دو آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہیں ایک ایسے شخص کا پتا بتائیں جو یہ کہتا ہے کہ جب تم مر کر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے اس وقت تم ایک نئے جنم میں آؤ گے؟

۲۔ یہ نہیں اس شخص نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا اے کسی قسم کا جنون ہے؟

۳۔ نہیں! بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ عذاب میں اور دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں پچھلی آیتوں میں کہا گیا تھا کہ یہ کفار و مشرکین قیامت کے قائم ہونے کا انکار کرتے ہیں اور اس کے واقع ہونے کو جھٹلاتے ہیں، ان آیتوں میں ان لوگوں کا قول نقل کیا جا رہا ہے کہ کس طرح کی باتیں کر کے یہ لوگ قیامت کے اس دن کو جھٹلاتے ہیں چنانچہ یہ مشرکین اپنے دوسرے ساتھیوں کو بطور سوال نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے کے لئے کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہیں ایک ایسے آدمی کے بارے میں بتائیں جو یہ کہتا ہے کہ جب ہم مر جائیں گے اور گل سڑ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور ہمارا نشان بھی باقی نہیں رہیگا تو اس وقت ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور ہمیں دوسری زندگی عطا کی جائے گی؟ مشرکین اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں تو لگتا ہے کہ یہ آدمی خواہ مخواہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کہا ہے جبکہ ان مشرکین کا خیال یہ ہے کہ یہ ناممکن کام ہے جو کبھی ہو ہی نہیں سکتا تو پھر کیسے اللہ تعالیٰ اس کام کے بارے میں کہہ رہے ہیں جو کہ ہونے والا ہی نہیں، اور یہ مشرکین کہتے ہیں کہ یہ آدمی تو پاگل ہے۔ (نعوذ باللہ) ایسی باتیں کہتے پھر رہا ہے جس کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔ مشرکوں کو یہ بات ہضم ہی نہیں ہوتی تھی کہ ان کے مرنے اور گل سڑ جانے کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ چنانچہ مشرکین کی اس قسم کی باتیں دیگر آیات میں بھی ذکر کی گئی ہیں۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۹۸ میں کہا گیا: وَقَالُوا اِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا اِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِیدًا کیا جب ہم ہڈیاں اور رزے ریزے ہو جائیں گے پھر ہم نئی پیدائش میں کھڑے کئے جائیں گے؟ سورۃ مومنوں کی آیت نمبر ۸۲

میں بھی مشرکوں کا یہ قول یوں نقل کیا گیا ہے: قَالُوا إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إِنْآلَمَبْعُوثُونَ کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے کیا پھر بھی ہم ضرور اٹھائے جائیں گے۔ سورۃ الصفت کی آیت نمبر ۱۶ میں بھی یہ بات یوں ذکر کی گئی إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إِنْآلَمَبْعُوثُونَ کیا جب ہم مر جائیں گے اور خاک اور ہڈی ہو جائیں گے پھر کیا سچ بچ ہم اٹھائے جائیں گے کیا ہم سے پہلے کے ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کہنے والے لوگ قریش کے مشرکین تھے۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۶۷۴)

کافروں کی ان باتوں کا جواب اس وعید کے ساتھ دیا گیا کہ جو لوگ آخرت اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے پر ایمان نہیں لاتے وہ ایک طرف تو عذاب میں مبتلا ہوں گے اور دوسرے یہ کہ یہ لوگ آخرت کا انکار کرتے ہوئے بڑی دور کی گمراہی میں پھنس گئے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۷۰﴾ اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں ﴿سبا: ۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ نَاشِئًا مُّخْسِفٌ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نَسْقِطُ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَفَلَمْ كِیَا پھر نہیں یَرَوْا انہوں نے دیکھا اِلٰی مَا اس کی طرف جو بَيْنَ اَيْدِيهِمْ ان کے سامنے ہے وَمَا خَلْفَهُمْ اور جو ان کے پیچھے ہے مِّنَ السَّمَاءِ آسمان سے وَالْأَرْضِ اور زمین سے اِن نَاشِئًا اگر ہم چاہیں مُّخْسِفٌ بِهِمُ دھنسا دیں ان کو الْأَرْضِ زمین میں اَوْ نَسْقِطُ یا ہم گرا دیں عَلَيْهِمْ ان پر كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ آسمان سے کھڑے اِن فِي ذَٰلِكَ بے شک اس میں لَآيَةً البتہ نشانی ہے لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے

ترجمہ:- کیا انہوں نے اُس کو نہیں دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے یعنی آسمان اور زمین، اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے کھڑے گرا دیں اس میں ہر بندے کیلئے جو رجوع کرنے والا ہے ایک نشانی ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا کیا ان لوگوں نے آسمان اور زمین کو نہیں دیکھا جو ان کے آگے بھی موجود ہے اور پیچھے بھی؟

۲۔ اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں۔ ۳۔ یا آسمان کے کچھ کھڑے ان پر گرا دیں۔

۴۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں ہر اس بندے کے لئے نشانی ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ غور کرو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہی اسکا مالک ہے اور یہ آسمان اور زمین تمہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں کہ تم اسکی حد سے باہر نہیں جاسکتے ہو، جب تم اسکے گھیرے میں ہو پھر تم اس سے کیسے مطمئن ہو کر بیٹھے ہوئے ہو؟ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ اس زمین کو حکم دیں اور وہ تمہیں نکل لے، تم اس کا نوالہ بن کر اس زمین میں دھنس جاؤ؟ کیا ایسا نہیں ہو سکتا؟ یا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے کہ وہ اپنا ایک ٹکڑا تم پر گرا دے جس سے تم موت کی گھاٹ اتر جاؤ؟ پھر اللہ کی قدرت سے یہ چیز کیسے باہر ہے کہ وہ تمہیں موت دینے کے بعد دوبارہ زندہ کر دے؟ وہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی ضرور قادر ہے کہ تمہیں تمہارے مرنے اور ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کرے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ مشرکین اپنی دائیں بائیں جانب دیکھ رہے ہیں کہ کیسے اس آسمان نے انہیں اپنے گھیرے میں لیا ہوا ہے اور انہیں معلوم ہے کہ ہم نے کیسے ان سے پہلے والے لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا اور کیسے آسمان سے ٹکڑے ان پر گرا کر انہیں عذاب دیا۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص ۳۵۶) سورۃ النحل کی آیت نمبر ۳۵ میں کہا گیا: **أَفَأَمِّنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ** بدترین داؤ پیچ کرنے والے کیا اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان کے پاس ایسی جگہ سے عذاب آجائے جہاں کا انہیں وہم و گمان بھی نہ ہو۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۶۸ میں کہا گیا: **أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا** کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ تمہیں خشکی کی طرف لے جا کر زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھروں کی آندھی بھیج دے؟ پھر تم اپنے لئے کسی نگہبان کو نہ پاسکو۔ سورۃ الملک کی آیت نمبر ۱۶ میں کہا گیا: **أَفَأَمِنْتُمْ مَن فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُودُ** کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ آسمانوں والا تمہیں زمین میں نہ دھنسا دے اور اچانک زمین لرز نے لگے۔

اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ جس کی طبیعت میں انصاف پسندی ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کو معبود مان کر اسکی جانب رجوع ہوتا ہو تو ایسے لوگ ہی ان باتوں سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور انکا ایمان ان نشانیوں کو دیکھ کر اور بڑھتا ہے۔ ”نسیب“ کہتے ہیں ایسے بندہ کو جو گناہوں سے توبہ کر کے اللہ کی جانب رجوع کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے، (تفسیر قرطبی۔ ج، ۴، ص ۲۶۳) یہاں اس صفت کو اس لئے بیان کیا گیا کہ اس صفت والے بندے میں سوچ و فکر کی صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی قدرت میں غور و فکر کرتا ہے اور اپنے اعمال کو دیکھ کر انہیں غلط جان کر اللہ کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی جانب رجوع کرنے والوں میں سے بنائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۰۲: ۱۰﴾ ہم نے حضرت داود علیہ السلام پر اپنا فضل کیا ﴿سبا: ۱۰-۱۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ لِيُجِبَّ آلَ أُورُوشَلِيمَ مَعَهُ وَالظَّالِمِينَ ۖ وَآلَتُنَا لَهُ الْمُحْدِثِينَ ۖ أَنْ اِحْمَلْ
 سَبِيغَتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاحْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق آتَيْنَا ہم نے عطا کی دَاوُدَ داود کو مِنَّا فَضْلًا اپنی طرف سے
 فضیلت لِيُجِبَّ آلَ اے پہاڑو أُورُوشَلِيمَ شہج دہراؤ مَعَهُ اس کے ساتھ وَالظَّالِمِينَ اور پرندوں کو وَآلَتُنَا اور ہم نے
 نرم کر دیا لَهُ اس کے لئے الْمُحْدِثِينَ لوہا اِنْ اِحْمَلْ کہ تو بنا سَبِيغَتٍ کامل کشادہ وَقَدِّرْ اور مناسب اندازہ
 رکھ فِي السَّرْدِ کڑیاں ملانے میں وَاحْمَلُوا صَالِحًا اور تم سب نیک عمل کرو اِنِّي بے شک میں جتنا ساتھ اس
 کے جو تَعْمَلُونَ تم کرتے ہو بَصِيرٌ خوب دیکھنے والا ہوں

ترجمہ:- اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے برتری بخشی تھی اے پہاڑو! ان کیساتھ شہج کرو اور پرندوں کو
 (ان کیلئے مسخر کر دیا) اور ان کیلئے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا کہ کشادہ زر میں بناؤ اور کڑیوں کو اندازے سے جوڑو
 اور نیک عمل کرو، جو عمل تم کرتے ہو میں ان کو دیکھنے والا ہوں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم نے داود علیہ السلام کو خاص اپنے پاس سے فضل عطا کیا

۲۔ اے پہاڑو! تم بھی شہج میں انکے ساتھ ہم آواز بن جاؤ اور اے پرندو! تم بھی۔

۳۔ ہم نے انکے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا۔

۴۔ کہ پوری پوری زر میں بناؤ۔

۵۔ کڑیاں جوڑنے میں توازن سے کام لو۔

۶۔ تم سب لوگ نیک عمل کرو۔

۷۔ تم جو بھی عمل کرتے ہو میں اسے دیکھ رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کا ذکر کیا ہے جن پر آسمانی کتاب زبور نازل کی گئی۔ حضرت داود
 علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید کی متعدد آیات میں ہے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۶۳، سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۷۸، سورۃ
 الصّٰفّٰت کی آیت نمبر ۱۷، سورۃ نمل کی آیت نمبر ۱۵، سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۸۷ اور سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵۱ اور
 سورۃ انعام کی آیت نمبر ۸۳۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے داود کو ان کے اللہ کی جانب رجوع کرنے کی وجہ سے بڑے فضل سے نوازا اور وہ
 فضل کیا ہے؟ آگے بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوبصورت آواز سے نوازا تھا جس سے وہ اللہ کی شہج بیان

کرتے تھے اور ان پر نازل کی ہوئی کتاب زبور کی وہ تلاوت فرماتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ پہاڑوں اور پرندوں کو بھی یہ حکم دے رہے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام اللہ کی تسبیح کرنے لگیں تو تم بھی اسکے ساتھ تسبیح کرنے لگ جاؤ اور دوسرا فضل یہ کیا کہ انکے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے لوہے کو نرم مٹی کی طرح بنا دیا تھا کہ وہ لوہے کو اپنے ہاتھ سے بغیر آگ میں تپائے جس شکل میں ڈھالنا چاہیں ڈھال سکتے تھے انہیں کسی ہتھوڑے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی تھی اور اسی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے انکو جنگی سامان زرہ وغیرہ بنانے کا ہنر بھی عطا کیا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے پہلے کسی نے بھی زرہ کو جنگ میں استعمال نہیں کیا حتیٰ کہ انہیں زرہ کیا ہوتا ہے؟ وہ بھی پتہ نہیں تھا، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لہذا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم کر دیا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے زرہ بناتے تھے انہیں لوہے کو آگ میں ڈالنا بھی نہیں پڑتا تھا اور نہ ہی ہتھوڑے سے مارنا اور حضرت داؤد علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ کاریگری کی، اس سے پہلے لوگ لوہے کے پترے یعنی ڈھال استعمال کرتے تھے تاکہ دشمن کے حملہ سے بچیں۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۶۷۶) ابن شوذب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ہر روز ایک زرہ بناتے اور اسے چھ ہزار درہم میں بیچتے دو ہزار اپنے گھر والوں کے خرچ کے لئے رکھ لیتے اور باقی چار ہزار سے بنی اسرائیل کو کھانا کھلاتے تھے۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۶۷۶) زرہ بنانے میں جو کڑیوں کو جوڑا جاتا ہے تاکہ وہ آپس میں ملکر ایک زرہ بن جائے انہیں حکم دیا گیا تھا کہ توازن سے کام لیں تاکہ یہ زرہ نہ اتنی وزنی ہو جائے کہ پہننے والے کو مشکل ہونے لگے اور نہ اتنی لمبی کہ پہنا نہ جاسکے، پھر فرمایا کہ اے داؤد (علیہ السلام) جو چیزیں، انعامات میں ہم نے تمہیں دی ہیں اس میں نیکی کے کام کرو اس لئے کہ ہم دیکھ رہے ہیں جو کچھ بھی آپ کر رہے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی تسبیح کے ساتھ پرندے اور پہاڑ بھی تسبیح کرتے تھے۔ سورہ ص کی آیت نمبر ۱۸ اور ۱۹ میں بھی اس کا ذکر یوں ہے: اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحُن بِالْعَشِيِّ وَالْإشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْسُورَةً ۝ كُلُّ لَّهُ اَوْابٌ ۝ ہم نے پہاڑوں کو حکم کر رکھا تھا کہ ان کے ساتھ شام اور صبح تسبیح کیا کریں اور اسی طرح پرندوں کو بھی جو جمع ہو جاتے تھے سب ان کی تسبیح کی وجہ سے مشغول ذکر رہتے تھے۔

﴿درس نمبر ۱۷۰۳﴾ حضرت سلیمان (ﷺ) کیلئے ہم نے ہوا کو تاج بنا دیا تھا ﴿سبا: ۱۲-۱۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلِسَلِيمِينَ الرِّيحِ غُدُوها شَهْرٌ وَرَواحها شَهْرٌ ۝ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۝ وَمِنَ الْجِبِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ إِذِ ابْتَدَىٰ ۝ وَمَن بَيْنَ عَيْنَيْهِ غُمرُهُم ۝ عَنِ أَمْرِ نَادِقَهُ ۝ مَن عَذَابِ السَّعِيرِ ۝ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ ۝ مَن مَّحَارِبٍ ۝ وَمَتَابِلٍ ۝ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ ۝ وَقُدُورٍ رَّسِيَّتٍ ۝ اِعْمَلُوا آلَ

دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَلِسَلِيمَانَ سَلِيمَانَ كَالرَّيْحِ هُوَا كُو غُدُوْهَا اس كَا صَح كَا چلنا شَهْرُ اِيك ماہ تها وَرَوَا حُهَا اور اس كَا شام كَا چلنا بھي شَهْرُ اِيك ماہ تها وَ اَسَلْنَا اور ہم نے بہا ديا لَهْ اس كے لئے عَيْنِ الْقَطْرِ پچھلے ہوئے تانے كَا چشمہ وَمِنَ الْجِبِّ اور پچھ جن تھے مِّنْ يَّعْمَلُ جو كام كرتے تھے بَيْنَ يَدَيْهِ اس كے سامنے يادُنِ رَبِّهِ اس كے رب كے حكم سے وَمَنْ يَزِيغُ اور جو سر كشي كرتا هے مِنْهُمْ ان ميں سے عَنِ امْرِئًا ہمارے حكم سے نُدِقَهُ ہم اس كو پچھائين گے مِّنْ عَذَابِ السَّعِيرِ خوب بھڑكتي آگ كَا عذاب يَّعْمَلُونَ وہ بناتے تھے لَهْ اس كے لئے مَا يَشَاءُ جو وہ چاہتا تها مِّنْ مَّخَارِبٍ عاليشان عمارتیں وَ تَمَائِيلُ اور مجھ سے وَ جَفَانَ اور لگن كَا جَوَابِ حُضُونِ جيسے وَقُدُورٍ اور ديگيں ذُسيَلِيَّتٍ اِيك جگہ پر جي ہوئیں اِحْمَلُوا تم عمل كرو آل دَاوُدَ اے آل داود! شُكْرًا شُكْرًا كرنے كَا وَقَلِيلٌ اور بہت ہی تھوڑے ہيں مِّنْ عِبَادِيَ ميں سے بندوں ميں سے الشَّكُورُ شُكْرًا كزار

ترجمہ:- اور ہوا کو (ہم نے) سليمان کے تابع کر دیا تھا اس کی صبح کی منزل ایک مہینے کی راہ ہوتی اور شام کی منزل بھی مہینے بھر کی ہوتی اور ہم نے تانے کا چشمہ بہا دیا تھا اور جنوں میں سے ایسے تھے جو ان کے رب کے حکم سے ان کے آگے کام کرتے تھے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے پھرے گا اس کو ہم (جہنم کی) آگ کا مزہ چکھائیں گے وہ جو چاہتے ہیں یہ ان کیلئے بناتے یعنی قلعے اور محسے اور (بڑے بڑے) لگن جیسے تالاب اور دیگیں جو ایک ہی جگہ رکھی ہیں۔ اے داؤد کی اولاد! (میرا) شکر کرو اور میرے بندوں میں شکر گزار تھوڑے ہیں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں نوباتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حضرت سليمان (عليه السلام) کے لئے ہم نے ہوا کو تابع بنا دیا تھا۔

۲۔ اس کا صبح کا سفر بھی ایک مہینہ کی مسافت کا ہوتا تھا اور شام کا بھی۔

۳۔ ہم نے انکے لئے تانے کا چشمہ بہا دیا تھا۔

۴۔ جنات میں سے کچھ وہ تھے جو اپنے پروردگار کے حکم سے انکے آگے کام کرتے تھے۔

۵۔ ان میں سے جو کوئی ہمارے حکم سے ہٹ کر ٹیڑھا راستہ اختیار کرے گا ہم اسے بھڑکتی آگ کا مزہ چکھائیں گے

۶۔ وہ جنات سليمان عليه السلام کے لئے جو وہ چاہتے بنا دیا کرتے تھے۔

۷۔ اونچی اونچی عمارتیں، تصویریں، حوضوں کے برابر جیسے بڑے بڑے لگن اور زمین میں جمی ہوئی دیگیں۔

۸۔ اے داؤد (عليه السلام) کے خاندان والو! تم ایسے کام کرو جس سے شکر ظاہر ہو۔

۹۔ میرے بندوں میں کم لوگ ہیں جو شکر گزار ہیں۔

اس آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر کیا جا رہا ہے اور ان پر جو انعامات کئے گئے وہ بھی بیان کی جا رہی ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید کی دیگر آیات میں بھی موجود ہے۔ سورہ ص کی آیت نمبر ۳۴، سورہ النمل کی آیت نمبر ۱۵، سورہ سبأ کی آیت نمبر ۸۲، سورہ انبیاء کی آیت نمبر ۸۱، سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۰۲ اور سورہ انعام کی آیت نمبر ۸۴ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر دیکھا جاسکتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں ہم نے ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا تابع بنا دیا کہ وہ اسکے حکم سے چلتی تھی، وہ جہاں چاہتے ہوا انہیں لے جاتی، وہ ہوا ان کے حکم کی تعمیل کرتی تھی، وہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کو لے کر اڑتی اور ایک مہینہ کا سفر بس صبح کے وقت میں یا شام کے وقت میں طے کر دیتی، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو انکے گھوڑوں نے غافل کرویا جس کی وجہ سے انکی عصر کی نماز فوت ہو گئی تو انہوں نے غصہ میں گھوڑوں کے پیر کاٹ دیئے، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے بہتر چیز عطا کی اور ہوا کو تیز چلایا تو وہ انکے حکم سے چلتی تھی جیسے وہ چاہیں، صبح کو وہ ایک ماہ کی مسافت تک لے جاتی اور شام میں ایک ماہ کی مسافت تک، حضرت سلیمان علیہ السلام صبح مقام ایلیا سے چلتے تو مقام قریر میں قیلولہ کرتے اور پھر قریر سے چلتے تو کابل میں رات گزارتے۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۶۷۷) حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لکڑی کا ایک تخت تھا جسکے ایک ہزار ستون تھے اور ہر ستون میں ایک ہزار گھر تھے جس میں جنات و انسان سوار ہوتے تھے اور ہر ستون کے نیچے ایک ہزار شیطان ہوتے تھے جو اس تخت کو اٹھاتے تھے اور گرد و غبار بھی اس تخت کو اٹھاتی تھی، پھر پڑ سکون ہوا اس تخت کو لے چلتی جس کے ساتھ وہ جنات و انسان بھی جاتے تو ایک قوم کے پاس قیلولہ کرتے جنکے درمیان کی مسافت ایک مہینہ کی ہوتی تو دوسری قوم کے پاس شام گزارتے جن کے درمیان کی مسافت بھی ایک مہینہ کی ہوتی، کسی قوم کو اسکا پتہ نہیں چلتا تھا مگر بس اتنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ان کا لشکر بھی اس قوم کے پاس آجاتا تھا۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۰، ص ۳۶۳) دوسرا انعام جو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر کیا وہ یہ کہ انکے لئے تانبہ کی نہر جاری فرمادی تھی جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبے کو نرم کر دیا تھا جو نہر کی شکل میں بہا کرتا تھا وہ اس نہر سے تانبے کو لیتے اور اس تانبے سے جو چاہتے بناتے تھے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تانبے کا چشمہ یمن میں تھا اور جو تانبہ لوگ آج استعمال کر رہے ہیں وہ وہی تانبہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے نکالا تھا۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۶۷۸) تیسرا انعام جو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر کیا وہ یہ کہ جنات کو انکے حکم کے تابع بنا دیا کہ آپ انہیں جو حکم دیں وہ اس حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر یہ جنات اس حکم سے روگردانی کریں جو ہم نے انہیں دیا تو ہم انہیں جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈال دیں گے، جس طرح اللہ تعالیٰ انسانوں سے انکے اعمال کا حساب لے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ جنات

سے بھی انکے اعمال کا حساب لے گا اور انہیں بھی انکے لئے پر جزا سزا ملے گی۔

اللہ تعالیٰ ان جنات کے کاموں کو بیان فرما رہے ہیں جو وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے کیا کرتے تھے، فرمایا کہ یہ جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کرتے تھے جو آپ انہیں حکم دیتے وہ اس حکم کو بجا لاتے تھے جیسا کہ سورۃ النمل کی آیت نمبر ۳۸ تا ۴۰ میں ذکر ہے: قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۚ قَالَ عِفْرِيُّ مِّنَ الْمِحْنِ اَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ۚ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ اَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَأَاهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي ۚ أَشْكُرَ أَمْ أَكْفُرُ ۚ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ حضرت سلیمان نے کہا کہ اے دربار والو! کوئی تم میں ایسا ہے کہ قبل اس کے کہ وہ لوگ فرمانبردار ہو کر ہمارے پاس آئیں ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے؟ O جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے کہا کہ قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں میں اس کو آپ کے پاس لا حاضر کرتا ہوں اور میں اس (کے اٹھانے کی) طاقت رکھتا ہوں (اور) امانتدار ہوں O ایک شخص جس کو کتاب الہی کا علم تھا کہنے لگا کہ میں آپ کی آنکھ چھپکنے سے پہلے پہلے اُسے آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت کرتا ہوں اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے پروا (اور) کرم کرنے والا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے تخت کو اٹھا کر لانے کا حکم دیا تو جنات نے اسے آپ کے حکم کی تعمیل میں لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا اور انکا کام یہ بھی ہوتا تھا کہ وہ لوگ بڑے بڑے محلات کی تعمیر کرتے اور تانے سے مجسمے بناتے اور بڑے بڑے حوض کے مانند لگن بناتے اور زمیں میں گڑھے ایسی دیکھیں تیار کرتے کہ جو اپنی جگہ سے ہٹ نہیں سکتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تانے سے مجسمے بناتے اور پھر اللہ سے عرض کرتے کہ اے اللہ! ان مجسموں میں روح پھونکیے کہ یہ لوگ خدمت کرنے میں بہت طاقتور ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس میں روح پھونکتا اور وہ خدمت کرنے لگتے اور کہا کہ ایران کا جو بادشاہ اسفندریا تھا وہ انہی میں سے تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا کہ اے داؤد! ہمارے ان انعامات پر ہمارا شکر ادا کرو، مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں ناشکری بھری ہوئی ہے بس گنے چنے لوگ ہی شکر گزار ہوتے ہیں، حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے نماز کو اپنے گھر والوں یعنی بیوی بچوں پر تقسیم کر دیا، دن و رات میں کوئی گھڑی ایسی نہیں ہوتی کہ جس میں حضرت داؤد علیہ السلام کے گھر میں سے کوئی کھڑانہ ہوا اور نماز نہ پڑھے، پھر فرمایا کہ یہ آیت ان سب کو شامل ہے۔ (الدر السور - ج ۶، ص ۶۸۰)

﴿درس نمبر ۱۷۰۳﴾ جب ہم نے حضرت سلیمان کی موت کا فیصلہ کیا ﴿سبا: ۱۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝
لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فلَمَّا قَضَيْنَا ہم نے فیصلہ کر دیا عَلَیْهِ اس پر الْمَوْتَ موت کا مَا دَلَّهُمْ نہیں بتایا ان کو عَلَى مَوْتِهِ اس کی موت کا إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ مگر گھن کے کیڑے نے تَأْكُلُ جو کھا رہا تھا مِنْسَأَتَهُ اس کی لاٹھی کو فَلَمَّا پھر جب خَرَّ وہ گر پڑا تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ جنوں نے جان لیا أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ کہ اگر وہ جانتے ہوتے الْغَيْبِ غیب کو مَا لَبِثُوا وہ پڑے نہ رہتے فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ذلیل کرنے والے عذاب میں

ترجمہ:- پھر جب ہم نے ان کیلئے موت کا حکم صادر کیا تو کسی چیز سے ان کا مرنا معلوم نہ ہوا مگر گھن کے کیڑے سے جو ان کے عصا کو کھاتا رہا جب عصا گر پڑا تب جنوں کو معلوم ہوا (اور کہنے لگے) کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو ذلت کی تکلیف میں نہ رہتے۔

تشریح:- اس آیت میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر جب ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کی موت کا فیصلہ کیا تو ان جنات کو انکی موت کا پتہ کسی اور نے نہیں

بلکہ زمین کے کیڑے نے دیا جو انکے عصا کو کھا رہا تھا۔

۲۔ جب وہ گر پڑے تو ان جنات کو اس کا علم ہوا۔

۳۔ اگر وہ غیب کا علم جانتے ہوتے تو اس ذلت والی تکلیف میں مبتلا نہ رہتے۔

اس آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے

انہیں موت دی؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ہم نے سلیمان علیہ السلام کو موت دی تو انکی موت کا علم کسی کو

نہیں ہوا نہ کسی جن کو پتہ چلا اور نہ ہی کسی انسان کو بلکہ ایک چھوٹے سے کیڑے نے انہیں یہ بتایا کہ حضرت سلیمان

علیہ السلام کی موت واقع ہو چکی ہے وہ اس طور پر کہ اس کیڑے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس لکڑی کو کھا لیا

جس لکڑی کے سہارے حضرت سلیمان علیہ السلام ٹھہرے ہوئے تھے، جب اس لکڑی کو اس کیڑے نے کھایا

تو حضرت سلیمان علیہ السلام کا جسم نیچے گر گیا جس کی وجہ سے ان جنات کو پتہ چلا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا

انشقال ہو چکا ہے جبکہ وہ جنات یہ دعویٰ کرتے تھے کہ انہیں غیب کی باتیں معلوم ہیں، اس واقعہ نے انہیں اس

غلط فہمی سے نکال دیا کہ انہیں غیب کا علم ہے اگر واقعی وہ غیب کو جانتے تو انہیں اس وقت ہی معلوم ہو جاتا جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت ہوئی مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ وہ کئی سال تک ایسے ہی مرنے کی حالت میں اس لکڑی کے سہارے کھڑے رہے جس سے ان جنات کو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ابھی زندہ ہیں حالانکہ وہ زندہ نہیں تھے،

حضرت سدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس میں سال دو سال، مہینہ دو مہینہ، یا اس سے زیادہ یا کم مدت کے لئے اکیلے عبادت کیا کرتے اور اپنا کھانا پینا ساتھ رکھتے، جس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ہوئی اس وقت بھی انہوں نے اپنا کھانا اپنی خلوت میں رکھا جس میں انکا انتقال ہوا، اسکی شروعات اس طرح ہوئی کہ ہر صبح بیت المقدس میں ایک درخت اگتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس سے اسکا نام اور اسکے اگنے کی وجہ پوچھتے تو وہ سب بتا دیتا کہ میرا نام فلان ہے اور میں فلاں مقصد کے لئے اگایا گیا ہوں، اگر اس درخت کے اگنے کی کوئی وجہ نہیں ہوتی تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس درخت کے کاٹنے کا حکم دیتے اور اگر اس کے اگنے کی وجہ کسی بیماری کی دوا ہو تو اسے دوسری جگہ لگوا دیتے، ہر روز اسی طرح ہوتا رہا۔ ایک مرتبہ ایک درخت اگا تو آپ علیہ السلام نے اس سے اسکا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ میرا نام خرنوبہ ہے اور میں اس مسجد کو ویران کرنے کیلئے اگایا گیا ہوں، حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اللہ اس مسجد کو کیسے ویران کر سکتا ہے جبکہ میں زندہ ہوں؟ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تیری ہی وجہ سے میری بلاکت ہوگی اور یہ مسجد ویران ہوگی پھر آپ نے اسے اکھاڑا اور اسکے صحن میں لگوا دیا اور پھر سے آپ اپنی خلوت گاہ میں چلے گئے، آپ لکڑی کو ٹیک لگا کر نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کی وفات ہو گئی مگر کسی کو اسکا علم نہ ہوا اور شیطان کو بھی جبکہ وہ ڈرتے تھے کہ اگر وہ یہاں سے نکلیں گے تو حضرت سلیمان علیہ السلام انہیں سزا دینگے، شیطان اس محراب کے پاس جمع ہوتے تھے اس میں آگے اور پیچھے کی جانب ایک سوراخ تھا، جب کوئی شیطان اس سوراخ سے بھاگنا چاہتا تو دوسرا شیطان کہتا کہ تو اتنا طاقتور نہیں ہے بلکہ تو اس سوراخ سے جا بیگا تو دوسرے سوراخ سے واپس آ جائے گا اور وہ کوشش بھی کرتے تو ایسا ہی ہوتا کہ ایک سوراخ سے جاتے تو دوسرے سے پھر واپس آ جاتے، ان میں سے ایک شیطان ایک مرتبہ اس میں داخل ہوا اور ان کی حالت یہ ہوتی تھی کہ اگر سلیمان علیہ السلام اسے دیکھ لیتے تو وہ جل جاتا مگر اس بار وہ شیطان گیا تو اسے سلیمان علیہ السلام کی آواز سنائی نہیں دی، پھر وہ بار بار ایسے ہی کرتا رہا مگر اسے کوئی آواز سنائی نہیں دی آخر کار اس شیطان نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خلوت گاہ میں جھانکا تو اس نے دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے اور وہ نیچے گرے ہوئے ہیں، اس نے باہر جا کر سب کو یہ خبر سنائی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو باہر لایا گیا انہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ایک لکڑی بھی ملی جسے دیکھنے لگا اور انہیں پتہ نہیں چل رہا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کب ہوئی تو انہوں نے ایک لکڑی لی اور اس پر دیکھ کر چھوڑ دیا تو اس

دیکھنے لکڑی کو ایک دن کھایا تو انہوں نے اس کھانے کا حساب لگایا تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ دیکھ ایک سال تک اس لکڑی کو کھاتی رہی جس سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ہو کر ایک سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ (الدر المنثور، ج ۶، ص ۶۸۳)

اللہ تعالیٰ جنات کے غیب جاننے کا انکار فرما رہے ہیں کہ جنات کو کسی بھی قسم کے غیب کا علم نہیں ہے مثال تمہارے سامنے ہے کہ اگر انہیں غیب کی باتیں معلوم ہوتیں تو یہ لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کو بھی جان لیتے مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ وہ انکی وفات کے بعد بھی ایک سال تک اسی طرح محنت میں لگے ہوئے تھے جس پر انہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے لگایا تھا اس ڈر سے کہ اگر ہم یہ کام نہیں کریں گے تو حضرت سلیمان علیہ السلام ہمیں سزا دیں گے، درمنثور میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگی تھی کہ اے اللہ امیری وفات سے جنات کو ناواقف رکھتا کہ انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ جنات کو غیب کا علم نہیں ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (الدر المنثور، ج ۶، ص ۶۸۳)

﴿درس نمبر ۵۰: ۱۷﴾ اپنے رب کے رزق سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو ﴿سبا: ۱۵-تا-۱۷﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ كَانَ لِسَبَا فِي مَسْكِنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَعَلْنَاهُمْ جَنَّاتٍ عَائِنًا وَشِمَالًا ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ
وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ بَلَدَةٌ طَيِّبَةٌ ۚ وَرَبُّ غَفُورٌ ۚ فَاعْرَضُوا ۚ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ
وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتِي أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثَلٍ ۚ وَشَيْعٍ مِّن سِنْدٍ قَلِيلٍ ۚ ذٰلِكَ
جَزَيْنَهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۚ وَهَلْ نُجِزِيْ اِلَّا الْكٰفِرُوۡرَ ۙ

لفظ بہ لفظ ترجمہ: لَقَدْ كَانَ البتہ تحقیق تھی لِسَبَا سب کے لئے فِي مَسْكِنِهِمْ ان کی بستی میں آيَةٌ ایک نشانی
جَعَلْنَاهُمْ دو باغ عَنْ يَمِيْنٍ وَشِمَالٍ دائیں اور بائیں طرف كُلُوا تم کھاؤ مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ اپنے رب کے
رزق میں سے وَاشْكُرُوا اور تم شکر کرو لَهُ اس کا بَلَدَةٌ طَيِّبَةٌ پاکیزہ وَرَبُّ اور رب ہے غَفُورٌ
بڑا بخشنے والا فَاعْرَضُوا پھر انہوں نے اعراض کیا فَاَرْسَلْنَا تو ہم نے بھیج دیا عَلَيْهِمْ ان پر سَيْلَ الْعَرِمِ
بند کا سیلاب وَبَدَّلْنَاهُمْ اور ہم نے بدلے میں دئے ان کو بِجَنَّتَيْهِمْ ان کے دو باغوں کے عوض جَنَّتَيْنِ دو
باغ ذَوَاتِي أُكُلٍ خَمْطٍ کیسے میوے والے وَأَثَلٍ اور کچھ جھاؤ کے درخت وَشَيْعٍ مِّن سِنْدٍ اور کچھ بیری کے
قَلِيلٍ تھوڑے سے ذٰلِكَ جَزَيْنَهُمْ یہ ہم نے سزا دی ان کو جِسْمًا بہ سبب اس کے جو كَفَرُوا انہوں نے کفر
کیا وَهَلْ نُجِزِيْ اور ہم سزا نہیں دیتے اِلَّا الْكٰفِرُوۡرَ مگر ناشکروں ہی کو

ترجمہ:- (اہل) سبائیلے ان کے مقام بود و باش میں ایک نشانی تھی (یعنی) دو باغ (ایک) داہنی طرف اور (ایک) بائیں طرف۔ اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو (یہاں تمہارے رہنے کو یہ) پاکیزہ شہر ہے اور (وہاں بخشے کو) اللہ بخشنے والا تو انہوں نے (شکر گزاری سے) منہ پھیر لیا پس ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا اور انہیں ان کے باغوں کے بدلے ایسے دو باغ دئیے جن کے میوے بدمزہ تھے اور جن میں کچھ تو جھاؤ تھا اور تھوڑی سی بیریاں O یہ ہم نے ان کی ناشکری کی ان کو سزا دی اور ہم سزا ناشکرے ہی کو دیا کرتے ہیں۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جگہ میں قوم سبائے کے لئے ایک نشانی موجود تھی جہاں وہ رہا کرتے تھے۔

۲۔ دائیں اور بائیں دونوں طرف باغوں کے دو سلسلے تھے۔

۳۔ اپنے پروردگار کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر بجالاؤ۔

۴۔ ایک تو شہر بہترین، دوسرے پروردگار بخشنے والا۔ ۵۔ پھر بھی انہوں نے ہدایت سے منہ موڑ لیا۔

۶۔ اس لئے ہم نے ان پر بند و الا سیلاب چھوڑ دیا۔

۷۔ ان کے دونوں طرف کے باغوں کو ایسے دو باغوں میں تبدیل کر دیا جو بدمزہ، جھاؤ کے درخت اور تھوڑی سی بیریوں پر مشتمل تھے۔

۸۔ ہم نے یہ سزا انہیں اس لئے دی تھی کہ انہوں نے ناشکری کی روش اختیار کی تھی۔

۹۔ ایسی سزا ہم کسی اور کو نہیں بلکہ بڑے بڑے ناشکروں کو ہی دیتے ہیں۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر گزار بندوں اور اپنی طرف رجوع کرنے والوں کا حال بیان فرمایا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ ناشکری کرنے والوں کا حال اور ان پر نازل ہونے والے عذاب کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ

یہاں قوم سبائے کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو کہ یمن کے علاقہ میں آباد تھی، اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر طرح سے خوشحالی نصیب

فرمائی تھی، انکے یہاں کھیت کھلیان کی پیداوار بہت ہوتی تھی کہ راستے کی دونوں جانب نظر دوڑائیں تو بس کھیتی ہی کھیتی

نظر آتی تھی دور دراز سے تاجر لوگ یہاں آتے اور یہاں سے ساز و سامان خرید کر لے جاتے تھے جس سے انکی دولت

میں بھی بے تحاشہ اضافہ ہوتا تھا۔ مفسرین نے کہا کہ انکے شہر میں کسی قسم کے کیڑے تک نہیں تھے جیسے مکھی، مچھر،

بچھو، سانپ وغیرہ ان سب انعامات کے باوجود ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا بلکہ اپنی دولت پر ناز

کرتے ہوئے یہ لوگ عیاشی میں مبتلا ہو گئے تھے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے انکی اس ناشکری پر انہیں عذاب میں مبتلا

کیا اور ان کی کھیتوں کو تباہ کر دیا۔ انکے یہاں جو ڈیم تھا جس سے ان کی کھیتوں کو پانی پہنچا کرتا تھا اس ڈیم کے بند

کو اللہ تعالیٰ نے توڑ دیا جس سے سارا پانی ان کی کھیتوں اور گھروں میں داخل ہو گیا اور انکے کھیت وغیرہ سب تباہ

ہو گئے، انکے درخت جو پہلے میٹھے میٹھے پھل دیا کرتے تھے اب وہاں پر ان درختوں کے بجائے ایسے درخت اگائے جنکے پھل کڑوے اور جن کی چھاؤں بھی برائے نام تھی اور جگہ جگہ بیر کی درخت تھے، یہ ساری تباہی اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی وجہ سے ہوئی، اگر یہ لوگ ناشکری نہ کرتے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی دولت میں سے غربا و فقراء کو خیرات کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ایسا نہ کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا انہی لوگوں کے ساتھ کرتا ہے جو ناشکرے ہوتے ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قوم سبا کے دو پہاڑوں کے درمیان دو باغ تھے کہ ایک عورت ان باغوں کے درمیان سے ٹوکری اپنے سر پر لئے گذرتی تو اسکی ٹوکری پھلوں سے بھر جاتی جبکہ وہ کسی پھل کو ہاتھ بھی نہ لگاتی، لیکن جب ان لوگوں نے ناشکری کی اور حد کو پار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ایک جانور پیدا کر دیا جسے ”جرذ“ یعنی چھوٹا چوہا کہتے ہیں۔ اس جانور نے اس ڈیم میں سوراخ کر دیا جس کی وجہ سے ڈیم ٹوٹ کر سیلاب آ گیا جس نے انہیں غرق کر دیا ان میں کوئی باقی نہ رہا سوائے جھاو کے درخت اور بیر کی کچھ درخت کے۔ (الدر السعور ج ۶، ص ۶۸۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ سب کیا ہے؟ آدی ہے یا عورت ہے یا کوئی علاقہ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایک آدی ہے جس کے دس بیٹے تھے جن میں سے چھ مذبح، کندہ، ازد، اشعریون، انمار اور حمیر یہ سب عربی یمن میں جا بے، نخم، جذام، حاملہ اور غسان یہ شام میں جا بے۔ (مسند احمد مسند بنی ہاشم، مسند عبد اللہ بن عباس - ۲۸۹۸) حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قوم سبا کے پاس اللہ تعالیٰ نے تیرہ انبیاء کرام علیہم السلام کو مسلسل بھیجا مگر انہوں نے انہیں نہیں مانا اور صاف جھٹلادیا، اس قوم کا ایک ڈیم تھا جو انکے کھیتوں میں سیلاب آنے سے روکتا تھا، اس قوم کے کسی کاہن نے یہ کہا کہ اس قوم پر ڈیم کے ٹوٹنے سے سیلاب آئے گا اور ایک چوہا اس ڈیم کو ڈھانے میں مدد کریگا تو ان لوگوں نے ڈیم کے ہر سوراخ میں ایک بلی کو باندھ دیا مگر جب اللہ نے چوہے کو بھیجا تو اس نے اس بلی سے سر پوٹی کی راہ پالی اور بلی وہاں سے ہٹ گئی پھر اس چوہے نے اس ڈیم کی عمارت کو اندر سے کمزور کر دیا اور قوم کو اس کا پتا بھی نہ تھا پھر جب سیلاب آیا تو اس نے سب کچھ تباہ کر دیا۔ (الدر السعور - ج ۶، ص ۶۸۷)

﴿درس نمبر ۱۷۰۶﴾ ہم نے انہیں افسانہ ہی افسانہ بنا دیا ﴿سبا: ۱۸- تا ۲۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا قُرَى ظَاهِرَةً وَقَدَرْنَا فِيهَا السَّيْرَ
سَيْرُوا فِيهَا أَلْيَا وَيَأْمَأُ أَمِينِينَ ۝ فَقَالُوا رَبَّنَا بَعْدَ بَيْنِ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَرَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَرِّقٍ ۝ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

شُكُورٍ ۝ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَلْمَهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِّن سُلْطٰنٍ إِلَّا لِيَعْلَمَ مَن يُّؤْمِنُ بِآلِ آخِرَةٍ ۚ هٰؤُنَّ هُم مِّنْهَا فِي شَكِّ وَرَبِّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَجَعَلْنَا اور ہم نے کردی تھیں بَيْنَهُمْ ان کے درمیان وَبَيْنَ الْقَرَىٰ اور ان بستیوں کے درمیان اَللّٰجِي بَرَكْنَا کہ ہم نے برکت رکھی تھی فِيهَا ان میں قَوْمِي کچھ بستیاں ظَاهِرَةً باہم متصل وَقَدَرْنَا اور ہم نے مقرر کر دی تھیں فِيهَا ان میں السَّيْرَ چلنے کی سَيْرًا وَأَمَّ جَلُو فِيهَا ان میں لِيَالِي راتوں کو وَأَيَّامًا اور دنوں کو اُمِينِينَ امن سے فَقَالُوا پس انہوں نے کہا رَبَّنَا اے ہمارے رب! بعد تو دوری پیدا کر دے بَيْنَ اَسْفَارِنَا ہمارے سفروں کے درمیان وَظَلَمُوا اور انہوں نے ظلم کیا اَنْفُسَهُمْ اپنی جانوں پر فَجَعَلْنَاهُمْ چنانچہ ہم نے انہیں بنا دیا اَحَادِيثَ افسانے وَمَرَقْنَاهُمْ اور ہم نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ان کو كُلَّ مَهْرَجَةٍ مکمل طور پر ٹکڑے ٹکڑے کرنا اِنَّ فِي ذٰلِكَ بِلَا شَبَّهِ اس میں اَلْبَيِّنَاتِ البتہ نشانیاں ہیں لِكُلِّ صَبَّارٍ شُكُورٍ ہر صابر و شاکر کے لئے وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق صَدَّقَ عَلَيْهِمْ سچ کر دکھایا ان پر اِبْلِيسُ ابلیس نے ظَلَمَهُ اپنا خیال فَاتَّبَعُوهُ تو انہوں نے پیروی کی اس کی اِلَّا فَرِيقًا سوائے ایک فریق کے مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ مومنوں میں سے وَمَا كَانَ اور نہیں تھا لٰه اس کا عَلَيْهِمْ ان پر مِّن سُلْطٰنٍ کوئی زور اِلَّا لِيَعْلَمَ مگر تاکہ ہم جان لیں مَن يُّؤْمِنُ کون ایمان رکھتا ہے بِآلِ آخِرَةٍ آخرت پر مَعْنٰ اس سے کہ هُو مِّنْهَا وہ اس کے بارے میں فِي شَكِّ شک میں ہے وَرَبِّكَ اور آپ کا رب عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر حَفِيظٌ خوب نگران ہے

ترجمہ:- اور ہم نے ان کے اور (شام کی) ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی تھی (ایک دوسرے کے متصل) دیہات بنائے تھے جو سامنے نظر آتے تھے اور ان میں آمدورفت کا اندازہ مقرر کر دیا تھا کہ رات دن بے خوف و خطر چلتے رہو ۝ تو انہوں نے دعا کی کہ اے پروردگار! ہماری مسافتوں میں بعد (اور طول پیدا) کر دے اور (اس سے) انہوں نے اپنے حق میں ظلم کیا تو ہم نے (انہیں نابود کر کے) ان کے افسانے بنا دیئے اور انہیں بالکل منتشر کر دیا اس میں ہر صابر و شاکر کے لئے نشانیاں ہیں ۝ اور شیطان نے ان کے بارے میں اپنا خیال سچ کر دکھایا کہ مومنوں کی ایک جماعت کے سوا وہ اس کے پیچھے چل پڑے ۝ اور اس کا ان پر کچھ زور نہ تھا مگر (ہمارا) مقصود یہ تھا کہ جو لوگ آخرت میں شک رکھتے ہیں ان سے ان لوگوں کو جو اس پر ایمان رکھتے تھے جدا کر دیں اور تمہارا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے ان کے اور ان کی بستیوں کے درمیان جس پر ہم نے برکتیں نازل کر رکھی ہیں ایسی بستیاں بسا رکھی تھیں جو دور سے نظر آتی تھیں۔

- ۲۔ ان میں سفر کو نپے تلے مرحلوں میں بانٹ دیا تھا۔
- ۳۔ ان بستیوں کے درمیان رات ہو یاد ان امن وامان کے ساتھ سفر کرو۔
- ۴۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے سفر کی منزلوں کے درمیان دور دور کے فاصلے پیدا کر دے
- ۵۔ اس طرح انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم ڈھایا۔
- ۶۔ جس کی وجہ سے ہم نے انہیں افسانہ ہی افسانہ بنا دیا۔
- ۷۔ انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے بالکل تہس نہس کر دیا۔
- ۸۔ یقیناً اس واقعہ میں اس شخص کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو صبر اور شکر کا خوگر ہے۔
- ۹۔ واقعی ان لوگوں کے بارے میں ابلیس نے اپنا خیال درست پایا۔
- ۱۰۔ چنانچہ وہ اسکے پیچھے چل پڑے سوائے اس گروہ کے جو مومن تھا۔
- ۱۱۔ ابلیس کو ان پر کوئی تسلط نہیں تھا۔
- ۱۲۔ ہم نے اسے یہ کانے کی صلاحیت اس لئے دی کہ ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کون ہے جو آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون ہے جو اس بارے میں شک میں پڑا ہوا ہے؟
- ۱۳۔ تمہارا پروردگار ہر چیز پر نگران ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ قوم سا پر کئے گئے انعامات بیان فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ جس بستی میں رہتے تھے اور اس بستی کے درمیان جس بستی کے اطراف اللہ تعالیٰ نے برکتیں نازل فرمائی تھی یعنی ملک شام کے درمیان جہاں یہ لوگ تجارت کی غرض سے جایا کرتے تھے ایسی بستیاں بسائیں جو دور سے بھی نظر آ جاتی تھیں اس طرح اللہ تعالیٰ نے انکے لئے سفر کو آسان فرما دیا کہ سفر پر جا تو اب امن وامان کے ساتھ دن رات کبھی بھی سفر کرو اس سفر کرنے میں تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی کہ اگر بھوک و پیاس لگے تو تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر بستیاں آباد تھیں تاکہ وہ وہاں جا کر اپنی بھوک و پیاس منالیں، اگر رات کو وقت ہے تو کسی بستی میں رات گزار لیں الغرض سفر میں ہر قسم کی آسانیاں انکے لئے اللہ تعالیٰ نے مہیا کر دی تھیں مگر انہیں آسانیاں ہضم نہیں انکی یہ خواہش ہوئی کہ انکے سفر میں جو یہ آسانیاں پیدا کرنے والی بستیاں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں ان بستیوں کو مٹا دیا جائے تاکہ یہ لوگ اپنے سفر میں جنگل و بیابان کا مزہ لے سکیں جس میں انہیں بہت سی مشکلیں اور بھوک، پیاس اور قافلہ کے لٹ جانے جیسی مشقتیں چھیلنے پڑیں، مگر انسان کی فطرت ہے کہ جب اسے آسانیاں مہیا ہوتی ہیں تو وہ اس پر شکر ادا نہیں کرتا جیسے کہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے رزق دیا مگر انہیں یہ آسانی راس نہ آئی اسی طرح ان لوگوں کا بھی حال تھا جو ملک سبائیں آباد تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انکی ناشکری پر انہیں تباہ و برباد کر دیا اور لوگوں کے لئے گفتگو کا سامان

یعنی عبرت کا مقام بنادیا اور انہیں بکھیر کر رکھ دیا جسے دیکھ کر اللہ کی آزمائشوں پر صبر کرنے والے اور اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنے والے نصیحت حاصل کریں اور اپنے ایمان کو تازہ کریں، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہترین بندہ صبر اور شکر کرنے والا ہے کہ جب اسے عطا کیا جائے تو شکر کرے اور آرمایا جائے تو صبر کرے۔ (الدر المنثور - ج ۶، ص ۶۹۳) حضرت عامر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ شکر آدھا ایمان ہے اور صبر آدھا ایمان ہے اور یقین کامل ایمان ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی - ۴۱۳۴) حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کا معاملہ بھی کتنا اچھا ہے بلکہ وہ پورے کا پورا خیر ہے کہ جب اسے خوشی پہنچتی ہے تو شکر کرتا ہے اور تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے جو کہ اسکے لئے خیر ہے یہ مومن کے سوا کوئی نہیں کرتا۔ (صحیح ابن حبان - ۲۸۹۶)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ شیطان نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں انسانوں کو گمراہ کر دنگا سوائے اس کے جو آپ کی جانب رجوع کرنے والا ہوگا یعنی مومن تو اس کا یہ گمان صحیح نکلا کہ اس نے انسانوں کو گمراہ کر کے رکھ دیا سوائے ایمان والوں کے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو مومن ہوگا اور اپنے عمل میں مخلص ہوگا اس پر اس شیطان ابلیس کا کچھ بس نہیں چل سکے گا إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ (الحجر ۴۰) اللہ تعالیٰ نے اس شیطان یعنی ابلیس کو جو بہکانے کی صلاحیت دی وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ یہ جاننا چاہتا ہے کہ کون اللہ کا فرمانبردار ہے اور کون آخرت پر ایمان رکھنے والا ہے اور کون ایمان رکھنے والا نہیں ہے جو ایمان والا ہوگا وہ اسکے بہکاوے میں نہیں آئے گا اور جو ایمان والا نہ ہوگا وہ اسکے بہکاوے میں آئے گا اور اسکے نقش قدم پر چلے گا، یہ لوگ جو عمل کریں گے چاہے وہ مومن ہوں یا کافران سب کے اعمال اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہیں جو کل قیامت کے دن انکے سامنے رکھ دیئے جائیں گے جس کے حساب سے انکے درمیان فیصلہ ہوگا تو جتنے اعمال اچھے ہو گئے وہ جنت کے مستحق ٹھہریں گے اور جتنے اعمال برے ہو گئے وہ جہنم میں ڈھکیل دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک لوگوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۱۷۰﴾ یہ باطل معبود کسی بھی چیز کے مالک نہیں ہیں ﴿سبا: ۲۲-۲۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِنَّ مِنْ شَرِكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ ۝ وَلَا تَتَفَعَّلُوا الشَّفَاعَةَ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فُزِعَ عَنِ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقُّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- قُلْ اَب كہہ ديجيے اذعو اتم پكارو اللذيين ان كو تہیں زعمتم تم نے گمان كيا تھا مين دُون اللہ كے سوا لَا يَمْلِكُون وہ اختيار نہيں ركھتے مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ذرہ برابر بھي فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں ميں وَلَا فِي الْاَرْضِ اور زمين ميں وَمَا اور نہيں ہے لَهُمْ ان كے لئے فِيهِمَا ان دونوں ميں وَمِنْ شَيْءٍ كَوْنِي حصہ وَمَا اور نہيں ہے لَهٗ اس كے لئے مِنْهُمْ ان ميں سے مِّنْ ظَهْرٍ كَوْنِي مددگار وَلَا تَنْفَعُ اور نفع نہيں دے گی الشَّفَاعَةُ سفارش عِنْدَهَا اس كے پاس إِلَّا لِمَنْ سوائے اس شخص كے كہ اذِنَ اجازت دے گا لَهٗ اسے حَقِّيٰ يہاں تكَ كہ اِذَا فُزِعَ جب دور كر دي جاتي گھبراہٹ عَنْ قُلُوبِهِمْ ان كے دلوں سے قَالُوا كہتے ہيں مَاذَا قَالَ كيا كہا ہے رَبُّكُمْ تمہارے رب نے قَالُوا وہ كہتے ہيں الْحَقُّ حَقٌّ وَهُوَ اور وہ الْعَلِيُّ بہت بلند ہے الْكَبِيْرُ بہت بڑا ہے

ترجمہ:- كہہ دو كہ جن كو تم اللہ كے سوا (معبود) خيال كرتے ہو ان كو بلاؤ وہ آسمانوں اور زمين ميں ذرہ بھي چيز كے مالك نہيں ہيں اور نہ ان ميں ان كى شركت ہے اور نہ ان ميں سے كوئی اللہ كا مددگار ہے اور اللہ كے ہاں (كسى كے لئے) سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس كے لئے جس كے بارے ميں وہ اجازت بخشے يہاں تكَ كہ جب ان كے دلوں سے اضطراب دُور كر ديا جائے گا تو كہيں گے كہ تمہارے پروردگار نے كيا فرمايا ہے؟ (فرشتے) كہيں گے كہ حَقٌّ (فرمايا ہے) اور وہ عالی رتبہ اور گرامی قدر ہے۔

تشریح:- ان دو آيتوں ميں نوبات ميں بيان كى گئی ہيں۔

۱۔ اے پیغمبر (كافروں سے) كہو كہ پكارو ان كو تہيں تم نے اللہ كے سوا معبود سمجھا ہوا ہے۔

۲۔ وہ آسمانوں اور زمين ميں ذرہ برابر كسى چيز كے مالك نہيں ہيں۔

۳۔ نہ انكو آسمان اور زمين كے كسى معاملہ ميں (اللہ كے ساتھ) كوئی شركت حاصل ہے۔

۴۔ نہ ان ميں سے كوئی اللہ كا مددگار ہے۔ ۵۔ اللہ كے سامنے كوئی سفارش كارآمد نہيں ہے۔

۶۔ سوائے اس شخص كے جس كے لئے اس نے خود سفارش كى اجازت دی ہو۔

۷۔ يہاں تكَ كہ انكے دلوں سے جب گھبراہٹ دور كر دي جاتي ہے تو وہ كہتے ہيں كہ تمہارے رب نے كيا فرمايا

۸۔ وہ جواب ديتے ہيں كہ حَقٌّ بات ارشاد فرمائی۔ ۹۔ وہی ہے جو بڑا عاليشان ہے۔

ان آيتوں ميں مشركوں كے باطل عقيدوں كى ترديد كى جارہي ہے يعنى انكو جھوٹا ثابت كيا جا رہا ہے كہ ان

مشركين ميں بعض لوگ وہ تھے جو يہ كہتے تھے كہ يہ انكے تراشے ہوئے بت ہيں ان كے معبود ہيں اور بعض كا عقيدہ يہ تھا

كہ يہ خدا تو نہيں مگر اللہ تعالیٰ كے كاموں ميں اسكے مددگار و معاون ہيں اور بعض يہ كہتے تھے كہ يہ معبود وغيرہ تو نہيں ہيں

البتہ يہ اللہ كے سامنے ہماری سفارش كريں گے كہ جنكى سفارش سے ہم جہنم كے عذاب سے بچ جائیں گے، ان آيتوں

میں مشرکین کے ان سارے عقیدوں کو غلط ثابت کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان کافروں سے کہئے جن کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ انکے تراشے ہوئے بت ہی خدا ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تراشے ہوئے بتوں کو آسمانوں اور زمین میں کسی قسم کا ذرہ برابر بھی اختیار حاصل نہیں ہے اور نہ وہ کسی چیز کے مالک ہیں اور ان مشرکین سے یہ بھی کہہ دو جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ انکے بت اللہ کے کاموں میں اسکے مددگار ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں کسی کو شریک حاصل نہیں ہے وہی اکیلا کرتا ہے جو بھی کرتا ہے اسے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ سورۃ النعام کی آیت نمبر ۹۴ میں بھی یہ بات یوں بتلائی گئی ہے وَمَا تَدْرِي مَا كُنْتُمْ تُشْفَعَاءَ كُمْ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ ۗ لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ اور ہم تو تمہارے ہمراہ تمہارے ان شفاعت کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم دعویٰ کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں واقعی تمہارے آپس میں قطع تعلق ہو گیا اور وہ تمہارا دعویٰ تم سے گیا گزرا ہوا ہے۔

ان مشرکین کے سامنے بھی یہ بات واضح کر دو جن کا یہ ماننا ہے کہ یہ بت قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کی سفارش کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے سفارش کرنے کی جرات نہیں کر سکتا، کسی میں اس کی ہمت نہیں ہے ہاں! البتہ وہ لوگ اللہ کے سامنے کسی کی سفارش کر سکیں گے جن کو خود اللہ تعالیٰ نے سفارش کرنے کی اجازت دے رکھی ہوگی مگر ان سفارش کرنے والوں کا بھی یہ حال ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے جلال کی وجہ سے ہوش و حواس میں نہیں ہوں گے بلکہ سہمے ہوئے ہوں گے، جب انکی یہ گھبراہٹ ختم ہوگی تو ساتھ والوں سے پوچھیں گے کہ ابھی اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا تھا یعنی انہیں یہ بھی پتا نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا کہا؟ اسی لئے وہ ساتھ والوں سے اس بارے میں پوچھیں گے، جب انہیں وہ بات معلوم ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے کہی تھی تو پھر جب وہ لوگ اس پر عمل کریں گے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی معاملہ کا فیصلہ سناتے ہیں تو فرشتے عجز و انکساری کے ساتھ اپنے پر ہلاتے ہیں جس کی وجہ سے ایسی آوازیں پیدا ہوتی ہیں جیسے کہ زنجیر کو پتھر پر مارا جا رہا ہو، جب ان فرشتوں کی گھبراہٹ ختم ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کہی ہے اور وہی بلند و بالا ہے۔ (ترمذی ۳۲۲۳) جب اللہ کے مقرب بندوں اور فرشتوں کا یہ حال ہوگا تو پھر ان باطل معبودوں کی اس وقت کیا حالت ہوگی؟ اس کا اندازہ لگایا نہیں جاسکتا۔ تفسیر منیر میں ہے کہ تمام فرشتے قیامت کے دن ڈرتے، خوف کھاتے سفارش کی اجازت دینے جانے کا انتظار کرتے ہونگے پھر جب ان فرشتوں کا خوف ختم ہوگا تو وہ اپنے ساتھ والوں سے پوچھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے سفارش کے بارے میں کیا حکم فرمایا؟ تو وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف مومن کیلئے سفارش کا حکم فرمایا ہے کافروں کے لئے نہیں، وہ بڑی اونچی شان والا اور با عظمت ہے اور وہ جو چاہے فیصلے فرماتا ہے۔ (تفسیر منیر۔ ج ۲۲، ص ۱۷۶)

یہاں یہ بات تو معلوم ہوگئی کی سفارش صرف مومن کے حق میں قبول ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف وہ لوگ ہی سفارش کریں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے سفارش کا حق دیا ہو، اب وہ کونسے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے سفارش کا حق دیا ہے؟ سب سے پہلے ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی امت کے حق میں سفارش کرنے کا حق دیا ہے، چنانچہ ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے سفارش کی اجازت مانگنے کے لئے سجدہ میں گر جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اٹھو، تمہیں سفارش کی اجازت دی گئی، تم جس کی بھی سفارش کرو گے اس کے حق میں سفارش قبول کی جائے گی۔ (مسلم ۱۹۳: عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ) اسی طرح اللہ تعالیٰ شہید کو بھی سفارش کرنے کا حق عطاء فرمائیں گے چنانچہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید کو اپنے گھر والوں میں سے ستر لوگوں کی سفارش کرنے کا حق دیا جائیگا۔ (ابوداؤد ۲۵۲۲) اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی سفارش کا حق دیا جائیگا چنانچہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ اور مضر کی تعداد کے بقدر لوگوں کی سفارش کریں گے۔ (ترمذی ۲۴۳۹: اسی طرح امت کا کوئی نہ کوئی فرد کسی نہ کسی کی سفارش کریگا جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا کوئی شخص کسی جماعت کے لئے سفارش کریگا تو کوئی ایک قبیلہ کے لئے سفارش کریگا تو کوئی ایک گروہ کے لئے سفارش کریگا تو کوئی کسی ایک آدمی کے لئے سفارش کریگا یہاں تک کہ امت کا ہر فرد جنت میں داخل ہو جائیگا۔ (ترمذی ۲۴۴۰)

﴿درس نمبر ۱۷۰۸﴾ وہ کون ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے؟ ﴿سبا: ۲۳-۲۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ قُلْ لَا تُسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ يَجْعَلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَا لَكُمْ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۝ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- قُلْ کہہ دیجئے من یرزقکم تم کو کون رزق دیتا ہے من السموات والارض سے قُلِ اللَّهُ کہہ دیجئے اللہ وَإِنَّا اور بلاشبہ ہم اَوْ إِيَّاكُمْ یا تم لَعَلَىٰ هُدًى البتہ ہدایت پر ہیں اَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ یا واضح گمراہی میں قُلْ کہہ دیجئے لَا تُسْأَلُونَ تم پوچھے نہیں جاؤ گے عَمَّا اس کی بابت جو أَجْرَمْنَا ہم نے جرم کیا وَلَا نُسْأَلُ اور ہم پوچھے نہ جائیں گے عَمَّا اس کی بابت جو تَعْمَلُونَ تم عمل

کرتے ہو قُلْ کہہ دیجئے یَجْمَعُ بَيْنَنَا جَمْع کرے گا ہم سب کو رِزْقَنَا ہمارا رب ثُمَّ يَفْتَحُ پھر وہ فیصلہ کرے گا بَيْنَنَا ہمارے درمیان بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَهُوَ اور وہی ہے الْفَتْاحُ خوب فیصلہ کرنے والا الْعَلِيمُ خوب جاننے والا

ترجمہ:- پوچھو کہ تم کو آسمانوں اور زمین سے کون رزق دیتا ہے؟ کہو کہ اللہ اور ہم یا تم (یا تو) سیدھے رستے پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں O کہہ دو کہ نہ ہمارے گناہوں کی تم سے پریشانی ہوگی اور نہ تمہارے اعمال کی ہم سے پریشانی ہوگی O کہہ دو کہ ہمارا پروردگار ہم کو جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دے گا اور وہ خوب فیصلہ کرنے والا اور صاحب علم ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- کہو وہ کون ہے جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے رزق دیتا ہے؟

۲- کہو وہ اللہ تعالیٰ ہے۔

۳- ہم ہوں یا تم یا تو ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

۴- کہو کہ ہم نے جو جرم کیا ہے اسکے بارے میں تم سے نہیں پوچھا جائیگا۔

۵- تم جو عمل کرتے ہو اسکے بارے میں ہم سے نہیں پوچھا جائیگا۔

۶- کہو کہ ہمارا پروردگار ہم سب کو جمع کریگا پھر ہم سب کے درمیان برحق فیصلہ کریگا۔

۷- وہی ہے جو خوب فیصلہ کرنے والا مکمل علم کا مالک ہے

ان آیتوں میں ان مشرکین سے سوال کیا جا رہا ہے جو اللہ کے علاوہ بتوں کو معبود بناتے ہیں کہ اچھا یہ بتاؤ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان سے پوچھئے تو سہی کہ تمہیں جو رزق آسمانوں اور زمین سے ملتا ہے یعنی آسمان سے بارش برسی ہے جس سے زمین سے کھیتی اگتی ہے اور درختوں پر پھل لگتے ہیں، ترکاریاں اگتی ہیں آخر یہ سب کچھ کون دیتا ہے؟ کس کے حکم سے یہ سارا رزق ہم تک اور تم تک پہنچتا ہے کیا تم بتا سکتے ہو؟ اگر تم نہیں بتا سکتے تو چلو ہم ہی بتادیتے ہیں کہ یہ سب کچھ اللہ کی جانب سے آتا ہے "وَهُوَ الرَّزَّاقُ" وہی رزق دینے والا ہے اسکے علاوہ کسی میں یہ قوت و طاقت نہیں کہ وہ کسی کو ایک لقمہ تک پہنچائے، سورۃ یونس کی آیت نمبر ۳۱ میں بھی کفار و مشرکین سے اسی طرح کے سوال کا ذکر ہے اور ان مشرکین کا جواب بھی وہاں بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو اب میں کہیں گے کہ یہ سب کچھ کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَكُنْتُمْ يَمْلِكُ السَّمْعِ وَالْأَبْصَارِ (یونس ۳۱) آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے؟ سورۃ النعام کی آیت نمبر ۱۵ میں کہا گیا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِمَّنْ إِعْلَاقٍ طَمَعْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے

ہیں۔ سورۃ الملک کی آیت نمبر ۲۱ میں کہا گیا: اَمَّنْ هَذَا الَّذِي يَزُفُّكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهُ اِذَا لَمْ يَلِكْ اِلَّا رِزْقُ رَبِّهِ اَوْ رِزْقُ رَبِّكُمْ a

اسکے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ان مشرکین سے سوال بیان کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے مشرکین سے کہا کہ دیکھو! ہم دونوں جب کہ الگ الگ عقیدے پر ہیں ہم تو اللہ کو معبود مانتے ہیں اور اسی کو رازق و نافع مانتے ہیں اور تم ان بتوں کو، اب بھلا ہم دونوں میں سے کوئی ایک ہدایت پر ہے یا تو تم ہدایت پر ہو یا ہم؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قُلِ اللّٰهُ وَاِنَّا اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هٰذِيْ اَوْ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یہ سوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشرکین سے کیا کہ ہم اور تم کسی ایک فیصلہ پر نہیں ہو سکتے دونوں میں سے کوئی ایک حق پر ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۴۰۱) اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہدایت پر ہیں اور تم لوگ کھلی گمراہی میں ہو۔ (الدر المنثور۔ ج، ۶، ص، ۷۰۱) اس لئے ہم ہدایت پر ہیں کہ تم نے دیکھ لیا کہ آسمانوں اور زمین کا مالک اللہ ہی ہے جو تمہیں بھی اور ہمیں بھی اور سارے جانوروں اور انسانوں اور جنات کو رزق دیتا ہے، اسی کے قبضہ میں سب کچھ ہے، تو جو ذات ایسی عظیم قدرت کی مالک ہو وہی ذات حقیقی معبود ہے اور جو اسکے ماننے والے ہیں وہی ہدایت پر ہیں۔ اور جب قیامت قائم ہوگی تو تم سے ہمارے کئے ہوئے جرم یعنی ہمارا اللہ کو معبود جاننا تمہیں جرم لگتا ہے تو اس جرم کے بارے میں تم سے نہیں پوچھا جائیگا کہ انہوں نے یہ جرم کیوں کیا؟ اور نہ ہی ہم سے یہ پوچھا جائیگا کہ تم نے کیا کیا عمل کئے؟ بلکہ ہوگا یہ کہ ہم سے ہمارے اعمال کی پوچھ ہوگی اور تم سے تمہارے اعمال کی، اَنْتُمْ بَرِيْءُوْنَ مِمَّا اَعْمَلْتُمْ وَاَنَا بِرَبِّيْٓ اَعْمَلُوْنَ (سورۃ یونس ۴۱) تم اس سے بری ہو جو میں کر رہا ہوں اور میں اس سے بری ہوں جو تم کر رہے ہو۔ لہذا تم اپنے اعمال کی فکر کرو اور ہم اپنے اعمال کی فکر کرتے ہیں، لَنَا اَعْمَالُنَا وَلكُمْ اَعْمَالُكُمْ (البقرہ ۱۳۹، القصص ۵۵، العنکبوت ۱۵) ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔ پھر اس وقت اللہ تعالیٰ تمہارے اور ہمارے اعمال کو سامنے کھول کر رکھ دیگا اور حق کو بھی واضح کر دیگا۔ جس کسی کے اعمال اس حق کے موافق پائے جائیں گے اسے جنت میں بھیجا جائیگا اور جس کے اعمال اس حق کے مخالف نکلیں گے اسے جہنم میں بھیجا جائیگا، یقیناً اللہ تعالیٰ تو حق کو کھولنے والا ہے جس سے سب کو معلوم ہو جائیگا کہ کیا صحیح تھا؟ جبکہ اسے تو علم ہے کہ کیا حق ہے؟ مگر پھر بھی وہ تمہیں دکھانے کے لئے تمہارے سامنے اسکو کھول دیگا تاکہ تمہیں یقین آجائے اور وہ سب کے اعمال سے بھی باخبر ہے۔

(درس نمبر ۱۷۰۹) ہم نے آپ ﷺ کو سارے جہاں کیلئے رسول بنا کر بھیجا ہے (سبا: ۲۷-۳۰)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
قُلْ اَرُونِي الدِّينَ اَلْحَقُّكُمْ بِهِ شُرَكَاءُ كَلَّا بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ

إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلْ لَكُمْ مِيعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَأْجِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- قُل کہہ دیجئے اَرْوِنِي تم مجھے دکھاؤ الَّذِيْنَ وہ جن کو اَلْحَقُّقْتُمْ تم نے ملا دیا تھا بہ اس کے ساتھ شَرْكَاءَ شَرِيكَ كَلَّا ہرگز ایسا نہیں بَلْ هُوَ اللّٰهُ بَلْكَوَمَا اللّٰهُ ہے الْعَزِيْزُ خوب غالب الْحَكِيْمُ نہایت حکمت والا وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو اِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ مگر تمام انسانوں کے لئے بَشِيْرًا خوشخبری دینے والا وَنَذِيْرًا اور ڈرانے والا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لیکن اکثر لوگ لَا يَعْلَمُونَ نہیں جانتے وَيَقُولُونَ اور وہ کہتے ہیں مَتَى هَذَا الْوَعْدُ کب ہوگا یہ وعدہ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ اگر تم سچے ہو قُل کہہ دیجئے لَكُمْ تمہارے لئے مِيعَادُ وعدہ ہے يَوْمٍ ایک ایسے دن لَا تَسْتَأْجِرُونَ تم پیچھے نہ رہ سکو گے عَنْهُ اس سے سَاعَةً ایک گھڑی وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ اور تم آگے بڑھ سکو گے

ترجمہ:- کہو کہ مجھے وہ لوگ تو دکھاؤ جن کو تم نے شَرِيكَ (الہی) بنا کر اس کے ساتھ ملا رکھا ہے کوئی نہیں بلکہ وہی (اکیلا) اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے ۝ اور (اے محمد ﷺ!) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۝ اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچ کہتے ہو تو یہ (قیامت کا) وعدہ کب وقوع میں آئے گا؟ کہہ دو کہ تم سے ایک دن کا وعدہ ہے جس سے نہ ایک گھڑی پیچھے رہو گے نہ آگے بڑھو گے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱- کہو کہ ذرا مجھے دکھاؤ وہ کون ہے جنہیں تم نے شَرِيكَ بنا کر اللہ سے جوڑ رکھا ہے۔
- ۲- ہرگز نہیں! (اس کا کوئی شَرِيكَ نہیں) بلکہ وہ اللہ ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے حکمت بھی۔
- ۳- اے پیغمبر! ہم نے آپ کو سارے ہی انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔
- ۴- جو خوشخبری بھی سنائے اور خبردار بھی کرے۔ ۵- لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رہے ہیں۔
- ۶- وہ آپ سے کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا؟
- ۷- کہہ دو کہ تمہارے لئے ایک ایسے دن کی مِيعَاد مقرر ہے جس سے تم گھڑی برابر نہ پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے جاسکتے ہو۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی مشرکین سے یہ سوال کر رہے ہیں کہ ذرا مجھے بتاؤ کہ جن معبودوں کو تم اللہ کے ساتھ جوڑ کر شرک کر رہے ہو انہوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں؟ یا انکی کوئی اللہ

کے ساتھ آسمانوں میں شراکت داری ہے کہ قیامت کے دن جب تم آؤ گے تو وہ تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکیں؟ کیا تمہارے معبودوں کا ایسا کوئی معاملہ ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ ہی اس سوال کا جواب دے رہے ہیں کہ ایسا بالکل نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے سارے جہاں میں اور اسی کا حکم چلتا ہے اور وہ جو احکام نازل کرتا ہے اس میں کیا حکمت چھپی ہوئی ہے اسی کو معلوم ہے؟ کوئی دوسرا اس حکمت سے آشنا نہیں ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو سارے انسانوں کیلئے نبی بنا کر بھیجا ہے چاہے وہ گورا ہو یا کالا، عربی ہو یا عجمی، حاکم ہو یا محکوم آپ سب کے نبی ہیں۔ آپ کا کام یہ ہے کہ جو لوگ نیک عمل کریں انہیں آپ اس بات کی خوشخبری سنائیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے جنت اور دیگر نعمتیں تیار کر رکھی ہیں قیامت کے دن جب انکے اعمال کا حساب ہوگا وہ نعمتیں عطا کی جائیں گی اور جو آپ کا کہنا نہ مانیں اور اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت سے منہ موڑیں تو آپ انہیں جہنم کے عذاب سے ڈرائیں کہ اگر تم لوگ اسی طرح ان اعمال بد میں مبتلا ہو گے اور اسی پر تمہاری موت ہو جائے تو تمہیں کل قیامت میں جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔ یہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہاں والوں کا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ آپ سے پہلے جتنے بھی نبی آئے وہ سب کسی ایک قبیلہ یا شہر یا ملک یا مخصوص زمانہ کیلئے نبی ہوا کرتے تھے رسول رحمت ﷺ کو ساری دنیا جہاں کیلئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے جس کا ثبوت قرآن مجید کی متعدد آیات سے ہوتا ہے۔ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۱۵۸ میں کہا گیا: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۱۰۷ میں کہا گیا: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اور ہم نے آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہاں کے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لئے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء کو نہیں دی گئیں، ہر نبی اپنی خاص قوم کی جانب بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (داری ۱۳۲۹) اور مسلم میں مروی ہے کہ میں ہر لال اور کالے کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم ۵۲۱) اور سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۱۵۸ میں بھی ہے کہ میں تم تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اکثر لوگ اس رسالت کے عام ہونے کو نہیں جانتے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ ڈرانے اور خوشخبری دینے کی کیا اہمیت ہے؟ اور اپنی جہالت اور گمراہی کا خطرہ کیا ہے وہ اس سے بھی نا آشنا ہیں۔

مشرکین رسول رحمت ﷺ سے کہتے تھے کہ آپ کہتے ہیں کہ اللہ اپنے باغیوں کو قیامت کے دن سزا دے گا اگر آپ اپنی اس بات میں سچے ہیں تو ہمیں بتائیے کہ وہ قیامت کا دن کب آئیگا جس دن ہمیں سزا ہوگی؟ اسکا جواب بھی اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی انہیں دے رہے ہیں کہ اتنی بھی جلدی کیا ہے یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ

لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا (الشوریٰ ۱۸) قیامت کے دن کی جلدی مچاتے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتا وہی اسکی جلدی مچاتا ہے، تو سنو! اس وقت کے آنے کا ایک وقت مقرر ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا لیکن ہاں! اتنا یاد رکھو کہ جب وہ مقررہ وقت آئیگا تب ایک منٹ بھی ادھر ادھر نہیں ہوگا اور وہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا۔

﴿درس نمبر ۱۷۱﴾ جب ظالم اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے ﴿سبا: ۳۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا تَلَوُّ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَقَالَ اور کہا الَّذِينَ ان لوگوں نے جنہوں نے كَفَرُوا کفر کیا لَنْ نُؤْمِنَ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے بِهَذَا الْقُرْآنِ اس قرآن کے ساتھ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ اس کے ساتھ جو بَيْنَ يَدَيْهِ اس سے پہلے وَلَا تَلَوُّ تَرَى اور اگر آپ دیکھیں إِذِ الظَّالِمُونَ جب ظالم لوگ مَوْقُوفُونَ کھڑے کئے جائیں گے عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے سامنے يَرْجِعُ جبکہ رد کر رہا ہوگا بَعْضُهُمْ ان کا بعض إِلَى بَعْضٍ بعض کی الْقَوْلَ بات يَقُولُ الَّذِينَ کہیں گے وہ لوگ جو اسْتُضْعِفُوا کمزور سمجھے جاتے تھے لِلَّذِينَ ان لوگوں سے جو اسْتَكْبَرُوا تکبر کرتے تھے لَوْلَا أَنْتُمْ اگر تم نہ ہوتے لَكُنَّا تو یقیناً ہم ہوتے مُؤْمِنِينَ مومن

ترجمہ:- اور جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم نہ تو اس قرآن کو مانیں گے اور نہ ان (کتابوں) کو جو اس سے پہلے کی ہیں اور کاش (ان) ظالموں کو تم اس وقت دیکھو جب یہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ایک دوسرے سے رڈو کد کر رہے ہوں گے جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہو جاتے۔

تشریح:- اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے کفر اپنایا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نہ اس قرآن پر کبھی ایمان لائیں گے اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے گذری ہیں۔

۲۔ اگر تم اس وقت کا منظر دیکھو جب یہ ظالم لوگ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے تو یہ ایک دوسرے پر بات ڈال رہے ہوں گے۔

۳۔ جن لوگوں کو دنیا میں کمزور سمجھا گیا تھا وہ لوگ ان سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے۔
۴۔ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن بن جاتے۔

اس آیت میں دنیا و آخرت میں کفار و مشرکین کی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ یہ کفار و مشرکین کہتے ہیں کہ یہ جو قرآن ہے ہم اس پر ایمان نہیں لاتے بلکہ اس سے پہلے جو کتابیں یعنی انجیل، تورات اور زبور وغیرہ کو بھی نہیں مانتے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کہنے والے عرب کے مشرکین ہیں اور وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد قرآن کریم سے پہلے گزری ہوئی آسمانی کتابیں اور انبیاء کرام علیہم السلام ہیں (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۷۰۳) اور امام سدی علیہ الرحمہ نے کہا کہ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد تورات اور انجیل ہیں، اور لِلَّذِينَ اسْتَضَعِفُوا سے مراد اتباع کرنے والے ہیں اور لِلَّذِينَ اسْتَغْتَابُوا سے مراد لیڈر سے ہیں یعنی قوم کے سردار۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۷۰۳) اور ابن جریر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ کہنے والا یعنی لَنْ نُؤْمِنَ بِهَذَا الْقُرْآنِ البوجہل بن ہشام تھا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۳، ص ۳۰۲) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل کتاب نے مشرکین سے کہا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہماری کتاب میں بیان کی گئی ہے اگر چاہو تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لو، تو ان لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے ان کی بات سے اتفاق کیا، تب ان مشرکین نے کہا کہ لَنْ نُؤْمِنَ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۳، ص ۳۰۲) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ دنیا میں تو یہ لوگ غرور اور تکبر میں آ کر اور اپنے باطل معبودوں کی عبادت میں لگ کر آخرت کا انکار کر رہے ہیں اور موت کے بعد اٹھائے جانے کا بھی انکار کر رہے ہیں مگر جب وہ دن آئیگا جس دن انہیں دوبارہ زندہ کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائیگا تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان کافروں و مشرکوں کو دیکھیں گے کہ چپ چاپ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہونگے، اور اپنے گناہوں کا الزام ایک دوسرے پر لگا رہے ہونگے جو چھوٹے اور کمزور قسم کے لوگ تھے اس دن وہ انکے بڑے اور باعزت لوگوں پر یہ الزام ڈالیں گے کہ تم نے ہمیں بہکایا، تم نے ہمیں دین سے دور کیا، ہم تمہاری باتوں میں آ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے اور اس کتاب کو تسلیم نہیں کیا، اگر تم لوگ نہ ہوتے تو ہم ضرور ان پر ایمان لاتے، جب یہ لوگ اپنے سرداروں پر الزام لگائیں گے تو وہ سردار قسم کے لوگ کیا کہیں گے؟ اس کا تذکرہ اگلی آیت میں کیا گیا ہے۔

قیامت کے دن مجرموں کو میدانِ محشر میں روک دیا جائے گا جیسا کہ سورۃ الصفت کی آیت نمبر ۲۴ میں ہے:
وَقِفُّهُمْ اِنَّهُمْ مَسْتَوْوُونَ اور انہیں ٹھہرا لو اس لئے کہ ان سے ضروری سوال کئے جانے ہیں۔ سورۃ انعام کی آیت نمبر ۳۰ میں ہے: وَلَوْ تَرَى اِذْ وَقَفُّوا عَلٰی رَبِّهِمْ طَقَالَ الْاَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ طَقَالُوا بَلٰی وَرَبَّنَا ط قَالَ فَذُقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب یہ اپنے رب کے سامنے

کھڑے کئے جائیں گے اللہ فرمائے گا کہ کیا یہ امر واقعی نہیں ہے؟ وہ کہیں گے بیشک قسم اپنے رب کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اب اپنے کفر کے عوض عذاب چکھو۔

﴿درس نمبر ۱۱۷:﴾ کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا؟ ﴿سبا: ۳۲-۳۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتَضَعِفُوا اَلانْحٰنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ
بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتَضَعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ الْيَلِیْلِ
وَالنَّهَارِ اِذْ تَأْمُرُوْنَنَا اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗ اَنْدَادًا ۝ وَاَسْرُوْا النَّدَامَةَ لَبَّآرًا ۝ وَالْعَذَابُ
وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِیْ اَعْنَاقِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۝ وَهَلْ يُجْزَوْنَ الْاَمَّاكُ اَوْ یَعْمَلُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- قَالَ الَّذِينَ وہ لوگ کہیں گے جو اسْتَكْبَرُوا تکبر کرتے تھے لِلَّذِينَ ان سے جو اسْتَضَعِفُوا کمزور سمجھے جاتے تھے اَلانْحٰنُ کیا ہم نے صَدَدْنٰكُمْ روک دیا تھا تمہیں عَنِ الْهُدٰى ہدایت سے بَعْدَ بعد اس کے اِذْ جَآءَكُمْ کہ جب وہ تمہارے پاس آگئی تھی بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ مجرم و قَالَ اور کہیں گے الَّذِينَ وہ لوگ جو اسْتَضَعِفُوا کمزور سمجھے جاتے تھے لِلَّذِينَ ان سے جو اسْتَكْبَرُوا بڑے بنتے تھے بَلْ مَكْرُ الْيَلِیْلِ وَالنَّهَارِ بلکہ رات اور دن کی چالوں ہی نے اِذْ تَأْمُرُوْنَنَا جب تم ہمیں حکم دیتے تھے اَنْ نَّكْفُرَ کہ ہم کفر کریں بِاللّٰهِ کے ساتھ وَنَجْعَلَ اور ہم ٹھہرائیں لَهٗ اَنْدَادًا اس کے لئے شریک وَاَسْرُوْا اور وہ چھپائیں گے النَّدَامَةَ ندامت کو لَبَّآرًا ۝ اوجہ وہ دیکھیں گے الْعَذَابُ عذاب وَجَعَلْنَا اور ہم کر دیں گے الْاَغْلٰلَ طوق فِیْ اَعْنَاقِ الَّذِينَ ان لوگوں کی گردنوں میں جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا هَلْ يُجْزَوْنَ وہ بدلہ نہیں دیئے جائیں گے الْاَمَّاكُ اسی کا جو کائو اِیَعْمَلُوْنَ وہ عمل کرتے تھے

ترجمہ:- بڑے لوگ کمزوروں سے کہیں گے کہ بھلا ہم نے تم کو ہدایت سے جب وہ تمہارے پاس آچکی تھی روکا تھا؟ (نہیں) بلکہ تم ہی گنہگار تھے ۝ اور کمزور لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے (نہیں) بلکہ (تمہاری) رات دن کی چالوں نے (ہمیں روک رکھا تھا) جب تم ہم سے کہتے تھے کہ اللہ کا کفر کریں اور اس کا شریک بنا لیں اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو دل میں پشیمان ہوں گے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے بس جو عمل وہ کرتے تھے ان ہی کا ان کو بدلہ ملے گا۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں نوباتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو بڑے بنے ہوئے تھے وہ ان لوگوں سے کہیں گے تمہیں کمزور سمجھا گیا تھا۔

- ۲۔ کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا جبکہ وہ تمہارے پاس آچکی تھی؟
- ۳۔ اصل بات یہ ہے کہ تم خود مجرم تھے۔
- ۴۔ جنہیں کمزور سمجھا گیا تھا وہ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے۔
- ۵۔ نہیں! یہ تمہاری رات دن کی مکاری ہی تو تھی جس نے ہمیں روکا تھا۔
- ۶۔ جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کا معاملہ کریں اور اسکے ساتھ دوسروں کو شریک مانیں۔
- ۷۔ یہ سب جب عذاب کو دیکھ لیں گے تو اپنا پچھتاوا چھپا رہے ہونگے۔
- ۸۔ جن جن لوگوں نے کفر اختیار کیا تھا ہم ان سب کے گلوں میں طوق ڈال دیں گے،
- ۹۔ ان کو کسی اور بات کا نہیں بلکہ انہیں کے اعمال کا بدلہ دیا جائیگا جو وہ کیا کرتے تھے۔

پچھلی آیت میں یہ بات بتلائی گئی تھی کہ قیامت کے دن کمزور قسم کے لوگ اپنے سرداروں پر الزام تراشی کریں گے۔ اس آیت میں ان سرداروں کا وہ جواب نقل کیا جا رہا ہے جو وہ کمزور اور اتباع کرنے والے لوگوں کو دیں گے کہ ہم نے تمہیں ہدایت سے نہیں روکا جبکہ وہ تمہارے سامنے موجود تھی اگر تم چاہتے تو اسے قبول کر سکتے تھے اور اپنی عقل و سمجھ کا استعمال کر سکتے تھے مگر تم نے ایسا نہیں کیا، تو اصل مجرم تم ہی لوگ ہو ہمیں کیوں اسکا موجب قرار دے رہے ہو؟ انکا یہ جواب سن کر پھر سے وہ کمزور اور اتباع کرنے والے لوگ کہیں گے کہ نہیں! یہ ہمارا جرم نہیں ہے بلکہ تم نے رات دن ہمیں بھٹکانے میں لگا دیئے اور برابر کوششیں کرتے رہے کہ ہم اس دین کی اتباع نہ کریں اور تم دن رات اسی مکاری میں لگے رہتے تھے اور تم ہمیں تاکید کرتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کا معاملہ کریں اور اسکے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرائیں، ہم تمہیں اپنا بڑا مقتدا اور رہبر سمجھتے تھے اسی وجہ سے ہم تمہاری باتیں مانا کرتے تھے، تمہاری انہی باتوں کو ماننے کا نتیجہ ہے کہ ہم آج اس مجرمانہ حالت میں کھڑے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ جب اس عذاب کو دیکھیں گے جو ہم نے انکے لئے تیار کر رکھا ہے جب یہ لوگ ہماری اطاعت قبول نہ کرنے کی بناء پر قیامت کے دن اپنا پچھتاوا چھپا رہے ہونگے کہ ہائے افسوس! کیا ہی اچھا ہوتا اگر ہم دنیا میں ان سرداروں کی بات نہ مان کر اللہ کی اطاعت قبول کر لئے ہوتے، مگر اب انکے پچھتاوے کا کیا فائدہ؟ انہیں تو انکے اعمال کی سزا مل کر ہی رہے گی اور وہ سزا یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ انکی گردنوں میں طوق یعنی بیڑیاں ڈال دے گا جسکے وزن اور بوجھ کی وجہ سے یہ لوگ اپنے سروں کو تک اٹھا نہیں سکیں گے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جہنم میں کوئی گھر، غار، بیڑی، قید، اور زنجیر نہیں ہوگی مگر اس پر اس شخص کا نام لکھا ہوا ہوگا جسے یہ پہنایا جائیگا۔ (الدر المسثور۔ ج ۶، ص ۷۰۴) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ سزا ہم انہیں یوں ہی نہیں دے رہے ہیں بلکہ یہ سزا انہیں انکے ان کاموں کے بدلہ میں دی جا رہی ہے جو یہ لوگ دنیا میں کیا کرتے تھے، یہ انہی کا کیا کرایا ہے جو انہیں بھگتنا پڑ رہا

ہے وَمَا زُيِّنَتْ بِظُلْمٍ لِّلْعَبِيدِ (فصلت ۴۶) اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

تقریباً تمام ہی قوموں کے سرداروں نے کمزور لوگوں کو گمراہ کیا اور اپنی چودھراہٹ کی طاقت سے ان کمزوروں پر دباؤ ڈالا۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے۔ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۷۵ میں کہا گیا: قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنَ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُونَ اَنَّ صَلْحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ طَقَالُوا اِنَّا بِمَا اُرْسِلُ بِهٖ مُّؤْمِنُوْنَ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں جو تکبر سردار تھے انہوں نے غریب لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لے آئے تھے پوچھا کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح (علیہ السلام) اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بیشک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کو دے کر بھیجا گیا ہے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ غریب اور کمزور طبقہ حق بات کو پہلے قبول کرتا ہے اور مالدار کی انا آدمی کو حق بات کے ماننے سے عموماً روکتی ہے۔

ہمارے ملک میں ایک طبقہ وہ ہے جو اپنی برتری کے احساس میں ڈوب کر زندگی بسر کر رہا ہے جیسے برہمن وغیرہ اور دوسرا وہ طبقہ ہے جن کو اس چودھری قسم کے لوگوں نے اچھوت بنا کر ان میں احساس کمتری پیدا کی ہے۔ اگر مسلمان حق بات کو لے کر ان کمزور طبقات کے پاس جائیں گے اور ان کی زبانوں میں انہیں دین کی دعوت خاموش انداز میں دین گے تو ان شاء اللہ یہ ہم نتیجہ خیز ثابت ہو سکتی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۱۳﴾ جب بھی کسی نبی کو بھیجا گیا تو خوشحال لوگوں کے کیا کہا؟ ﴿سبا: ۳۲-۳۶﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا اَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالُ مُتْرَفُوْهَا اِنَّا بِمَا اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ۝ وَلٰكِن اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :- وَمَا اَرْسَلْنَا اور ہم نے نہیں بھیجا فی قَرْيَةٍ کسی بستی میں مِّن نَّذِيْرٍ کوئی ڈرانے والا اِلَّا قَالُ مگر کہا مُتْرَفُوْهَا اس کے خوشحال لوگوں نے اِنَّا بِمَا اُرْسِلْتُمْ ہم بما اس چیز کا کہ اُرْسِلْتُمْ تم بھیجے گئے ہو یہ اس کے ساتھ كٰفِرُوْنَ انکار کرنے والے ہیں وَقَالُوْا اور انہوں نے کہا نَحْنُ اَكْثَرُ ہم زیادہ ہیں اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا مال اور اولاد میں وَمَا نَحْنُ اور نہیں ہم بِمُعَذَّبِيْنَ عذاب دیئے جائیں گے قُل کہہ دیجئے اِنَّ رَبِّيْ بلاشبہ میرا رب ہی يَبْسُطُ الرِّزْقَ کشادہ کرتا ہے رزق لِمَن يَّشَاءُ جس کے لئے وہ چاہتا ہے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے وَلٰكِن اَكْثَرُ النَّاسِ لیکن اکثر لوگ لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے

ترجمہ:- اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ جو چیز تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کے قائل نہیں O اور (یہ بھی) کہنے لگے کہ ہم بہت سامال اور اولاد رکھتے ہیں اور ہم کو عذاب نہیں ہوگا O کہہ دو کہ میرا ب جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جس کسی بستی میں ہم نے کوئی خبردار کرنے والا پیغمبر بھیجا اسکے خوشحال لوگوں نے یہی کہا۔

۲۔ جس پیغام کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے ہم اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔

۳۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم مال و دولت میں تم سے زیادہ ہیں۔ ۴۔ ہمیں عذاب ہونے والا نہیں ہے۔

۵۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار جس کے لئے چاہتا ہے رزق کی فراوانی کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگی کرتا ہے۔

۶۔ لیکن اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں ہیں۔

جب کبھی کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کے پاس بھیجا تو اس قوم کے غریب اور مسکین حال لوگوں ہی نے انکے نبی ہونے کا اقرار کیا اور جو سردار قسم کے امیر لوگ تھے ان لوگوں نے ہر نبی کو جھٹلایا اور انکے ساتھ بھیجی ہوئی کتاب کو بھی ماننے سے انکار کیا، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو آدمی آپس میں تجارت میں شریک تھے وہ کسی جگہ رہا کرتے تھے ان میں سے ایک ساحل کی طرف جا کر رہنے لگا اور دوسرا اسی جگہ رہنے لگا، پھر جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کونہوت ملی تو اس ساحل پر جانے والے نے اپنے ساتھی کو خط لکھ کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا کہ انکا کیا معاملہ ہے؟ اس ساتھی نے اس ساحل والے ساتھی سے کہا کہ قریش میں سے صرف کم مرتبہ والے اور مسکین لوگوں نے ہی انکی اتباع کی ہے، پھر وہ اپنی تجارت چھوڑ کر اس ساتھی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے انکا پتہ بتلا اور وہ شخص قرآن سے پہلے بھیجی ہوئی کتابیں پڑھتا تھا، وہ نبی رحمت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں فلاں کی چیز دعوت میں دیتا ہوں پھر اس نے ایمان قبول کر لیا تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ تمہیں اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا کہ ہر نبی کی اتباع کم مرتبہ والے اور مسکین قسم کے لوگ ہی کرتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا تَبِ نَبِي رَحْمَتٍ ﷺ نے اس آدمی کو بلا بھیجا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق میں اس آیت کو نازل فرمایا ہے۔ (الدر المنثور - ج ۶، ص ۷۰۲) اور سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۶ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِذَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ مِّنَّا فَفَسَّحُوا فِيهَا مَخْرَجًا مِّنْهَا فَسَّحُوا عَلَيْهَا قَوْلًا فَدَمَّرْنَا تَدْمِيرًا اور جب

ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو کچھ حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو ان پر عذاب کی بات ثابت ہو جاتی ہے، پھر ہم اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ سورۃ الزخرف کی آیت نمبر ۲۳ میں بھی یہ بات یوں کہی گئی: **وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّنْ تَذْيِيرٍ إِلَّا قَالُوا مُتْرَفُوهُمْ أَرَائُنَا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ** اسی طرح آپ سے پہلے بھی ہم نے جس بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے بھی جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راہ پر ایک دین پر پایا اور ہم تو انہی کے نقش پا کی پیروی کرنے والے ہیں۔

ان مالدار لوگوں کے ایمان نہ لانے کی کیا وجہ تھی؟ اسے اللہ تعالیٰ اگلی آیت میں بیان فرما رہے ہیں کہ ان لوگوں کو اپنے مال و اولاد پر بڑا فخر اور گھمنڈ تھا اسی وجہ سے وہ لوگ کہا کرتے تھے ہم تم ایمان والوں سے زیادہ مالدار ہیں اور ہم زیادہ اولاد والے بھی ہیں، تو اگر اللہ تعالیٰ ہم سے راضی نہ ہوتا اور ہم سے ناراض ہوتا تو وہ ہمیں اس طرح مال و دولت اور اولاد سے نہ نوازتا، جب اس نے ہمیں یہ ساری چیزیں عطا کی ہیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے بھی راضی ہے اور ہمارے اعمال سے بھی، اس بات کا جواب اگلی آیت میں دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان لوگوں سے کہئے کہ یہ تمہارا جو گمان ہے کہ اللہ نے ہمیں دولت اور اولاد سے نوازا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے راضی ہے ایسا بالکل نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی مرضی سے مال و اولاد عطا کرتا ہے اس میں راضی اور ناراضگی کی کوئی بات نہیں تھی جیسا کہ تم نے بنی اسرائیل کے لوگوں کو بھی دیکھا کہ فرعون، ہامان اور قارون کو اللہ تعالیٰ نے کیسی کیسی نعمتیں عطا کی تھیں؟ مگر وہ لوگ بھی بے ایمان تھے، دولت کا ہونا نہ ہونا اللہ کے راضی اور ناراض ہونے کی علامت نہیں ہے، جیسا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ اس سے کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتے۔ (ترمذی ۲۳۲۰) یعنی اللہ کے نزدیک اس دنیا کی کوئی قیمت و حیثیت نہیں ہے، لیکن اکثر لوگوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی وہ لوگ تو یہی گمان کرتے ہیں جیسا کہ تم لوگ کر رہے ہو۔

﴿درس نمبر ۱۷۱۳﴾ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کیلئے بشارت ﴿سبا: ۳۷-۳۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالْبَتِّ تَقَرَّبُكُمْ عِنْدَنَا لَفِي الْإِيمَانِ وَاعْمَلْ صَالِحًا
فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضَّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ
فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ۝ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ○
لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَمَا اور نہیں ہیں اُمُوالُكُمْ تمہارے مال وَلَا اَوْلَادُكُمْ اور نہ تمہاری اولاد بِالَّذِينَ
ایسی چیز کہ تَقَرَّبُكُمْ وہ تمہیں قریب کر دے عِنْدَنَا ہمارے پاس زُلْفَى درجے ہیں اِلَّا مَنْ اٰمَنَ مگر جو
ایمان لایا وَعَمِلَ صَالِحًا اور اس نے نیک عمل کئے فَأُولَئِكَ تو یہی لوگ ہیں لَهُمْ ان کے لئے جَزَاءُ
الصَّعْفِ دگنابلہ ہے جیسا کہ سبب ان کے جو عَمِلُوا انہوں نے کئے وَهُمْ اور وہ فِي الْغُرُفِ بِالْاٰخَانِ
میں اٰمِنُونَ امن سے رہیں گے وَالَّذِينَ اور وہ لوگ جو يَسْعَوْنَ کوشش کرتے ہیں فِيْ اٰيَاتِنَا ہماری
آیتوں (کے جھٹلانے) میں مُعْجِزِينَ عاجز کرنے کی اُولَئِكَ وہی لوگ فِي الْعَذَابِ عذاب میں مُخَضَّرُونَ
حاضر کئے جائیں گے قُلْ کہہ دو کہ اِنَّ رَبِّيْ بے شک میرا رب ہی يَبْسُطُ الرِّزْقَ رِزق کشادہ کرتا ہے لِيَمُنَّ
يَشَاءُ جس کے لئے وہ چاہتا ہے مِنْ عِبَادِهِ اپنے بندوں میں سے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے لَهٗ اس کے لئے
وَمَا أَنْفَقْتُمْ اور جو تم خرچ کرتے ہو مِنْ شَيْءٍ کوئی چیز فَهُوَ يُخْلِفُهُ تو وہ اس کا عوض دیتا ہے وَهُوَ اور وہ
خَيْرُ الرِّزْقِينَ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے

ترجمہ:- اور تمہارا مال اور تمہاری اولاد ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دین ہاں! (ہمارا مقرب وہ
ہے) جو ایمان لایا اور نیک عمل کرتا رہا ایسے ہی لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب دگنابلہ ملے گا اور وہ خاطر جمع سے
بالا خانوں میں بیٹھے ہوں گے ○ جو لوگ ہماری آیتوں میں کوشش کرتے ہیں کہ ہمیں ہر ادا دیں وہ عذاب میں حاضر
کئے جائیں گے ○ کہہ دو کہ میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور
(جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے اور تم جو چیز خرچ کرو گے وہ اس کا (تمہیں) عوض دے گا اور وہ سب
سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ نہ تمہارے مال تمہیں اللہ کا قرب عطا کرتے ہیں اور نہ تمہاری اولاد۔

۲۔ ہاں! مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو ایسے لوگوں کو ان کے عمل کا دگنابلہ ملے گا۔

۳۔ وہ جنت کے بالا خانوں میں چین سے رہیں گے۔

۴۔ جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں یہ کوشش کرتے ہیں کہ اسے ناکام بنائیں۔

۵۔ ایسے لوگوں کو عذاب میں دھر لیا جائے گا۔

۶۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کی فراوانی کرتا ہے اور جس کے
لئے چاہے تنگ۔

۷۔ تم جو چیز بھی خرچ کرتے ہو وہ اسکی جگہ اور چیز دے دیتا ہے۔

۸۔ وہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

پچھلی آیتوں میں کافروں کا یہ گمان نقل کیا گیا تھا کہ ان کے پاس مال و دولت اور اولاد کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ان کے اس گمان کی تردید فرما رہے ہیں کہ اے کافرو! تمہارے مال اور اولاد سے تم اللہ تعالیٰ کا قرب نہیں پاسکتے اور نہ ہی تم اللہ کے مقرب ہو سکتے ہو بلکہ اللہ کا مقرب تو وہ ہوتا ہے جو ایمان لاتا ہے اور اعمالِ صالحہ بھی کرتا ہے اور پھر اپنے مال سے خرچ کرتا بھی ہے، ایسا بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور تم لوگ تو بے ایمان ہو تو پھر کیسے اللہ کے مقرب بندوں میں ہو سکتے ہو؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں کو انکے مال اور اولاد سے مت پرکھو، اس لئے کہ کبھی کافر کو مال دیا جاتا ہے اور کبھی مومن کو نہیں دیا جاتا۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۷۰۵) نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا (اپنا مقرب بنانے کے لئے) بلکہ اللہ تعالیٰ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے کہ وہ کیسے ہیں؟ (ابن ماجہ ۴۱۳۳) جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک اعمال کریں گے تو وہ اللہ کے مقرب تو ہوں گے، اسکے علاوہ انہیں انکے اہل اعمال پر دو گنا ثواب بھی ملے گا اور انکے اعمال کے نتیجے میں انہیں جنت کے بالا خانوں میں رکھا جائیگا جہاں وہ چین و سکون کے ساتھ رہیں گے اور جنت کے بالا خانے کیسے ہوں گے؟ اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت ﷺ کا قول نقل کیا ہے کہ جنت کے بالا خانوں کا حال یہ ہوگا کہ ان کے اندر کا نظارہ باہر سے کیا جاسکتا ہے اور باہر کا نظارہ اندر سے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا رسول اللہ! وہ کس کے لئے ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اچھی بات کی ہو، مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو، روزوں کی پابندی کی ہو، اور رات میں اٹھ کر نمازیں پڑھی ہو جبکہ سارے لوگ سو رہے ہوں۔ (ترمذی ۲۵۲۷) یہ تو ان لوگوں کی جزا تھی جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور جو لوگ بے ایمان ہیں اور اللہ کی آیتوں کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ وہ اسمیں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے انہیں یہ سزا دی جائے گی کہ وہ لوگ جہنم کے مختلف عذابوں میں ہر جانب سے گھیرے ہوئے ہوں گے، جہاں سے وہ نہ بھاگ سکیں گے اور نہ ہی اس عذاب سے بچ سکیں گے، اللہ تعالیٰ اس مال و اولاد کا ذکر کر رہے ہیں کہ جس پر ان کافروں کو غرور تھا اور جس کی وجہ سے یہ لوگ حق کو جھٹلا بیٹھے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ مال و اولاد کا دینا نہ دینا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ جسے چاہے اس دولت سے نوازتا ہے اور نوازتے وقت یہ نہیں دیکھتا کہ کون مومن ہے اور کون نہیں؟ بلکہ جسے چاہے وہ یہ دولت عطا کرتا ہے تو اس دولت کے بارے میں یہ سمجھنا کہ یہ ہمیں ملی ہے اس لئے ہم ہی حق پر ہیں ایسا ہرگز نہیں ہے اور ہاں! یہ بھی یاد رکھو کہ جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اس میں سے تم جو بھی خرچ کر دو گے تمہیں اس کا بدلہ دیا جائیگا اگر اس مال کو غلط

راستے میں خرچ کیا گیا تو اسکا بھی بدلہ دیا جائیگا اور اگر نیکی کے راستے میں خرچ کیا گیا تو اسکا بھی بدلہ دیا جائیگا وہ سب کچھ اللہ کے یہاں محفوظ ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی کوئی بندہ صبح کرتا ہے تو دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! جو آپ کی دی ہوئی دولت میں سے خرچ کرے اسے اسکا بدل عطا فرما اور دوسرا یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! جو آپ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ نہ کرے اسکی دولت کو ملیا میٹ کر دے۔ (بخاری ۱۴۴۲) اللہ ہی ہے جو سب کو رزق دیتا ہے اور وہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے، اسلئے کہ اگر اسکے علاوہ جو کوئی بھی رزق دیکھا تو وہ اپنی دولت میں سے دے گا اور وہ دولت کبھی نہ کبھی ختم ہو جائیگی لیکن اللہ تعالیٰ اپنے خزانے میں سے وہ رزق دیتا ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ کئی گنا بڑھ کر دیتا ہے۔ سورہ نساء کی آیت نمبر ۴۰ میں کہا گیا: وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يُّضْعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا اور اگر نیکی ہو تو اسے دگنی کر دیتا ہے اور اپنی طرف سے اجر عظیم عطا کرتا ہے سورہ الروم کی آیت نمبر ۳۹ میں کہا گیا: وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ اور جو کچھ صدقہ زکوٰۃ تم دیتے ہو اللہ کی خوشنودی کیلئے تو ایسے لوگ ہی ہیں اپنا دو چند کرنے والے۔ یعنی انہیں کئی گنا بڑھ کر بدلہ ملتا ہے۔ سورہ الحدید کی آیت نمبر ۱۱ میں کہا گیا: مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفُهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض دے پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے بڑھا تا چلا جائے اور اس کے لئے پسندیدہ اجر ثابت ہو جائے۔

﴿درس نمبر ۱۴: ۱﴾ اس دن کو یاد کرو جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کرے گا ﴿سبا: ۴۰-تا-۴۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَيَوْمَ يُخْشَرُهُمْ جَمِيعًا تَمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهْلُوا لِي أَيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۚ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيِّنَا مِنْ دُونِهِمْ ؕ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ؕ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ۚ قَالِ يَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۚ وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تَكْتُمُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- ویومہ اور جس دن یخشرہم جمیعاً وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا ثم یقول پھر وہ کہے گا لِلْمَلَائِكَةِ فرشتوں سے اهلوا لى ایاکم کیا یہی لوگ ہیں ایاکم تمہاری ہی کاناوا یعبدون عبادت کیا کرتے تھے قالوا وہ کہیں گے سبحانک تو پاک ہے انت ولیننا تو ہی ہمارا کارساز ہے من دونہم ان کے ماسوا بل کاناوا بلکہ وہ تو تھے یعبدون عبادت کرتے الجن جنوں کی اکثرہم ان میں سے اکثرہم

انہی پر مُؤْمِنُونَ ایمان رکھتے تھے فَالْيَوْمَ پس آج لَا يَحْمِلُكَ اِخْتِيَارَ نَهْمِیْنِ رُكْحَتَا بَعْضُكُمْ تمہارا کوئی لِيَبْعِضٍ کسی کے لئے نَفْعًا کسی نفع کا وَلَا صَدْرًا اور نہ کسی نقصان کا وَتَقُولُ اور ہم کہیں گے لِلَّذِينَ ان لوگوں سے جنہوں نے ظَلَمُوا ظلم کیا ذُقُوا تم چکھو عَذَابَ النَّارِ آگ کا عذاب الَّتِي كُنْتُمْ وَه تَمَّ تھے یہاں تَكْذِبُونَ اے جھٹلاتے

ترجمہ:- اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے نہ یہ بلکہ یہ جنات کی پوجا کرتے تھے اور اکثر انہی کو مانتے تھے تو آج تم میں سے کوئی کسی کو نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا اور ہم ظالموں سے کہیں گے کہ دوزخ کے عذاب کا جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے مزہ چکھو۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یاد کرو اس دن کو جب اللہ ان سب کو جمع کرے گا۔

۲۔ پھر فرشتوں سے کہے گا کہ کیا یہ لوگ واقعی تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟

۳۔ فرشتے کہیں گے کہ ہم تو آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

۴۔ ہمارا تعلق آپ سے ہے ان لوگوں سے نہیں۔

۵۔ اصل میں یہ تو جنات کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ۶۔ ان میں سے اکثر لوگ انہی کے معتقد تھے۔

۷۔ لہذا آج تم میں سے کوئی نہ کسی کو فائدہ پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ ہی نقصان۔

۸۔ جن لوگوں نے ظلم کی روش اختیار کی تھی ان سے ہم کہیں گے کہ اس آگ کا مزہ چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے

اللہ تعالیٰ ساری انسانیت کو اس دن کی یاد دلا رہے ہیں جس دن اللہ تعالیٰ دنیا جہاں کے سارے انسانوں کو میدانِ محشر میں جمع کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس شخص کو قیامت کا وہ ہولناک دن یاد رہے گا وہ کبھی گمراہی اور نافرمانی کی طرف اپنا قدم نہیں بڑھائے گا۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں اس دن کو یاد دلایا گیا ہے جس دن ساری انسانیت کو ایک ہی کھلے میدان میں جمع کر دیا جائے گا۔ سورۃ یونس کی آیت نمبر ۲۸ میں کہا گیا: وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَحِيمًا اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان تمام کو جمع کریں گے۔ سورۃ یونس کی آیت نمبر ۴۵ میں کہا گیا: وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَسُوا إِلَّا سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ اور ان کو وہ دن یاد دلائے جس میں اللہ ان کو اپنے حضور جمع کرے گا کہ گویا وہ دنیا میں سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے۔ سورۃ النمل کی آیت نمبر ۸۳ میں کہا گیا: وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مَّجَانٍ يُكَاذِبُ بَابِئْتَنَا فَهُمْ يُؤَزَّعُونَ اور جس دن ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کے گروہ کو جو ہماری

آیتوں کو جھٹلاتے تھے گھیر کر لائیں گے پھر وہ سب کے سب الگ کر دیئے جائیں گے۔

یہ کفار و مشرکین اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور یہ دعویٰ کرتے تھے کہ یہ ہمارے باطل معبود کل قیامت کے دن ہماری سفارش کریں گے تو جب کل قیامت کے دن ان کو اور ساری مخلوق کو اللہ کے سامنے لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب ہو کر کہیں گے کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟ اس وقت فرشتے جواب دیں گے کہ اے اللہ؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم تو آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور ہم خود آپ کی عبادت و اطاعت کرتے ہیں تو جو خود آپ کی عبادت کرتا ہو اور آپ کا کہنا ماننا ہو وہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ آپ کو چھوڑ کر ہماری عبادت کرے؟ اصل بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ جنات یعنی شیطان و ابلیس کی عبادت کرتے تھے کیونکہ وہی ہے جو انہیں آپ کی عبادت سے بھٹکاتا تھا اور اپنی مختلف ریا کاریوں کے ذریعہ اپنا مطیع و فرمانبردار بناتا تھا سو یہ لوگ اسکی باتوں میں آئے اور آپ کو چھوڑ کر اسی کی عبادت کرنے لگے اور ان میں کے اکثر لوگوں کا یہی حال تھا، اللہ تعالیٰ کا ملائکہ سے سوال کرنا دراصل کفار و مشرکین کو لعن طعن کے ذریعہ ساری مخلوق کے سامنے انہیں تکلیف پہنچانا، ذلیل کرنا مقصود ہے نہ کہ حقیقت میں سوال کرنا کیونکہ اللہ کو تو ہر چیز کا علم ہے وہ پھر کیوں کسی سے سوال کرے گا جیسا کہ سورہ مادہ کی آیت نمبر ۱۱۶ میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسٰى اٰتِنِ مَرْيَمَ ؕ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اَتَّخِذُوْنِيْ وَاٰتِيَ الْهٰٓئِنِ مِنْ حٰوْنِ اللّٰهِ كَيْتَمُ نَے انہیں کہا تھا کہ یہ تمہاری اور تمہاری والدہ کی عبادت کریں اللہ کو چھوڑ کر؟ اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے کہ یہ سب اس الزام سے پاک ہیں لیکن چونکہ ان مشرکین کو ذلیل کرنا مقصود ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان سے یہ سوال کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ انکے سوال و جواب کے بعد یہ حکم فرمایا کہ تم میں سے جتنی بھی یہ لوگ دنیا میں عبادت کرتے تھے وہ انکے آج کسی کام نہیں آئیگا، انکو عذاب سے بچا کر انکو فائدہ پہنچانا اور انکے نہ ماننے والوں کو عذاب میں ڈال کر انہیں نقصان پہنچانا تو دور کی بات یہ انکے لئے سفارش تک نہیں کر سکیں گے، یہ تو ان لوگوں کا معاملہ ہو گیا جنہیں یہ کفار لوگ معبود جانا کرتے تھے اور جو انکی عبادت کرتے تھے اور اللہ کے احکام کو نہ مان کر اپنے آپ پر ظلم انہوں نے کیا تھا تو ان سے کہا جائیگا کہ تم نے دیکھ لیا کہ یہ تمہارے باطل معبود تمہارے کسی کام نہ آئے اور تم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے انکار کرتے تھے تو اب تم اپنے اس برے عمل کی وجہ سے جہنم کی آگ کا مزہ چکھو۔

﴿درس نمبر ۱۷۱۵﴾ قرآن مجید کے بارے میں کافروں کا ایک غلط الزام ﴿سبا: ۳۳-۳۴﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِذَا تَنَلَّ عَلَيْهِمْ اٰتِنَّا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَا اِلَّا رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ حَمٰا كَانَ

يَعْبُدُ آبَاؤَكُمْ ؕ وَقَالُوا مَا هَذَا إِلَّا إِفْكٌ مُّفْتَرًى ۖ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ
هَذَا وَإِن هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَمَا آتَيْنَهُمْ مِنْ كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ
قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَاذَا اور جب تُثَلِّی تلاوت کی جاتی ہیں عَلَیْهِمْ ان پر اِیْتُنَا ہماری آیتیں بَیِّنَاتٍ واضح قَالُوا وہ کہتے ہیں مَا هَذَا انہیں ہے یہ اِلَّا رَجُلٌ مگر ایک ایسا آدمی یُرِیدُ جو چاہتا ہے اَنْ یَصُدَّكُمْ کہ تمہیں روک دے عَمَّا ان سے کہ تَکَانَ یَعْبُدُ عبادت کرتے تھے اَبَاؤُكُمْ تمہارے باپ دادا وَقَالُوا اور وہ کہتے ہیں مَا هَذَا انہیں ہے یہ اِلَّا اِفْکٌ مُّفْتَرًى مگر ایک جھوٹ گھڑا ہوا وَقَالَ اور کہا اَلَّذِیْنَ کَفَرُوا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا لِحَقِّ حق کی بابت لَمَّا جَاءَهُمْ جب وہ آیا ان کے پاس اِن هَذَا انہیں ہے یہ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ مگر بالکل واضح جادو وَمَا آتَيْنَهُمْ اور ہم نے نہیں دیں ان کو وَمِنْ کُتُبٍ کچھ کتابیں یَدْرُسُونَهَا کہ وہ انہیں پڑھتے ہوں وَمَا أَرْسَلْنَا اور ہم نے نہیں بھیجا اِلَیْهِمْ ان کی طرف قَبْلَكَ آپ سے پہلے مِنْ نَذِيرٍ کوئی ڈرانے والا

ترجمہ:- اور جب ان کو ہماری روشن آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایک (ایسا) شخص ہے جو چاہتا ہے کہ جن چیزوں کی تمہارے باپ دادا پرستش کیا کرتے تھے ان سے تم کو روک دے اور (یہ بھی) کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) محض جھوٹ ہے جو (اپنی طرف سے) بنا لیا گیا ہے اور کافروں کے پاس جب حق آیا تو اس کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے ۝ اور ہم نے نہ تو ان (مشرکوں) کو کتابیں دیں جن کو یہ پڑھتے ہیں اور نہ تم سے پہلے ان کی طرف کوئی ڈرانے والا بھیجا مگر انہوں نے تکذیب کی۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو یہ کہتے ہیں۔

۲۔ کچھ نہیں! یہ شخص بس یہ چاہتا ہے کہ تم لوگوں کو ان معبودوں سے برگشتہ کر دے جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں۔

۳۔ کہتے ہیں کہ یہ قرآن کچھ بھی نہیں ایک من گھڑت جھوٹ ہے۔

۴۔ جب ان کافروں کے پاس حق پیغام آیا تو انہوں نے یہ کہا کہ یہ تو ایک کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں۔

۵۔ حالانکہ ہم نے انہیں پہلے ایسی کتابیں نہیں دی تھیں جو یہ پڑھتے جاتے ہوں۔

۶۔ نہ ہم نے تم سے پہلے ان کے پاس کوئی خبردار کرنے والا نبی بھیجا تھا۔

پچھلی آیت میں بیان کیا گیا کہ کفار کو قیامت کے دن کہا جائے گا کہ جہنم کے عذاب کا مزہ چکھو، چنانچہ

انہیں جہنم میں ڈال دیا جائیگا، اس آیت میں انکے جہنم میں جانے کا سبب بیان کیا جا رہا ہے کہ جب ان مشرکین کے سامنے اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھا جاتا جو کلام واضح انداز میں بیان کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی سب کا رب ہے اور جب اسکے یہ احکامات بتلائے جاتے تو یہ لوگ کہا کرتے تھے پہلے تو یہ نبی وغیرہ کچھ نہیں ہیں اور انکا ارادہ یہ ہے کہ تم لوگوں کو تمہارے اس دین سے ہٹا دیں اور ان بتوں کی عبادت سے روکنا چاہتے ہیں جن پر تمہارے باپ دادا برسوں سے عمل کرتے آ رہے ہیں۔ اسی طرح کا مضمون سورہ اعراف کی آیت نمبر ۷۰ میں بھی ہے: **قَالُوا اٰجِسْتَنَا لِتَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ وَنَدَدَ مَا كَانُوا يَعْبُدُوْنَ اَبَاؤُنَا فَاِنَّا بِمَا تَعْبُدُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ** انہوں نے کہا کہ کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں؟ پس ہم کو جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اس کو ہمارے پاس منگوا دو اگر تم سچے ہو۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے جو بات ان سے کہی اس کا ذکر سورہ ہود کی آیت نمبر ۶۲ میں یوں ہے: **قَالُوْا اِيْضَلِحْ قَدْ كُنْتَ فَيِّنًا مَّرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَا اَتَنْهٰنَا اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اَبَاؤُنَا وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ** انہوں نے کہا کہ اے صالح! اس سے پہلے تو ہم تجھ سے بہت کچھ امیدیں لگائے ہوئے تھے کیا تو ہمیں ان کی عبادتوں سے روک رہا ہے جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے؟ ہمیں تو اس دین میں حیران کن شک ہے جس کی طرف تو ہمیں بلارہا ہے۔

ان کافروں نے دوسری بات یہ کہی کہ یہ کوئی اللہ کا بھیجا ہوا کلام نہیں ہے بلکہ اس کتاب کو تو انہوں نے نعوذ باللہ خود اپنے سے گھڑ لیا اور اسکی جھوٹی نسبت اللہ کی جانب کر دی ہے اور وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ اس شخص یعنی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس سے یہ ہے کہ وہ تمہیں تمہارے دین سے دور کرنا چاہتے ہیں اور تمہیں ان معبودوں کی عبادت سے دور کرنا چاہتے ہیں جسکی تمہارے باپ دادا برسوں سے عبادت کرتے آ رہے ہیں اور ان لوگوں نے یہ بھی کہا جبکہ انکے پاس اللہ کی جانب سے وہ کتاب حق کی شکل میں انکے پاس آئی کہ یہ جھوٹ ہے اس کتاب کی کوئی حقیقت نہیں، یہ کوئی آسمان سے اتاری ہوئی کتاب نہیں بلکہ یہ تو ایک کھلا اور واضح جادو ہے، اس کفار کی انہی باتوں کی وجہ سے اور انکے انہی عقیدوں کی وجہ سے ان کو سزا کے طور پر جہنم میں ڈالا گیا، مگر انکی ان باتوں کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں بیان فرمایا تاکہ قیامت کے دن کوئی حجت باقی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ جو باتیں کہہ رہے ہیں ان باتوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں کیا ان اہل قریش کفار کے پاس اس قرآن سے پہلے کوئی کتاب آئی ہے کہ جس میں لکھا ہوا ہے کہ ان بتوں کی پوجا کرو یا یہ لکھا ہوا ہے کہ اپنے بڑے گذرے ہوئے لوگوں کے نقش قدم پر چلو اگرچہ کہ وہ لوگ دین سے بھٹکے ہوئے ہوں؟ ایسا تو نہیں ہے اس قرآن سے پہلے اس قوم کے پاس کوئی کتاب نہیں بھیجی گئی اور نہ ہی کوئی نبی انکے پاس آئے جو انہیں یہ باتیں سکھلا کر گئے ہوں، بلکہ اصل حقیقت تو یہ ہے یہ لوگ اپنے گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور دین سے دور بھٹکے ہوئے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۷۱﴾ دیکھو! میری دی ہوئی سزا کتنی سخت تھی؟ ﴿سبا: ۲۵-۳۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَوْمًا بَلَّغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي س فَكَيْفَ
كَانَ نَكِيرِ ۝ قُلْ إِنَّمَا أَعْظَمُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مِثْلِي وَفُرَادَى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ
مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ۝ قُلْ مَا
سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۚ إِنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَكَذَّبَ اور جھٹلایا الَّذِينَ الَّذِينَ ان لوگوں نے جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے ہوئے وَمَا
بَلَّغُوا جبکہ نہیں یہ پہنچے مِعْشَارَ دسویں حصے کو مَا آتَيْنَهُمْ اس کے جوہم نے ان کو دیا تھا فَكَذَّبُوا پس
انہوں نے جھٹلایا رُسُلِي میرے رسولوں کو فَكَيْفَ کَآنَ تو کیسا ہوا نَكِيرٌ میرا عذاب قُلْ کہہ دیجئے إِنَّمَا
أَعْظَمُكُمْ بس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں بِوَاحِدَةٍ ایک کی أَنْ تَقُومُوا کہ تم کھڑے ہو جاؤ لِلَّهِ اللہ کے لئے
مِثْلِي وَفُرَادَى دو دو اور ایک ایک ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا پھر تم غور کرو مَا بِصَاحِبِكُمْ نہیں ہے تمہارے ساتھی میں
مِنْ جِنَّةٍ کوئی دیوانگی إِنْ هُوَ نہیں ہے وہ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ مگر ڈرانے والا تمہیں بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ
شَدِيدٍ ایک سخت عذاب کے (آنے سے) پہلے قُلْ کہہ دیجئے مَا سَأَلْتُكُمْ جو میں نے مانگا ہوں سے
مِنْ أَجْرٍ کوئی صلہ فَهُوَ لَكُمْ تو وہ تمہارے ہی لئے ہے إِنْ أَجْرِي نہیں ہے میرا صلہ إِلَّا عَلَى اللَّهِ مگر اللہ
ہی کے ذمے وَهُوَ اور وہ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر شَهِيدٌ شاہد ہے

ترجمہ:- اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے تکذیب کی تھی اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا تھا یہ اس کے
دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے تو انہوں نے میرے پیغمبروں کو جھٹلایا سو میرا عذاب کیسا ہوا ۝ کہہ دو کہ میں تمہیں صرف
ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لئے دو دو اور ایک ایک کیلئے کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو تمہارے رفیقے بارے میں
نہیں تمہارے ساتھی میں کوئی دیوانگی وہ تمہیں سخت عذاب سے پہلے صرف ڈرانے والے ہیں ۝ کہہ دو کہ میں نے تم
سے کچھ صلہ مانگا ہوں تو وہ تم ہی کو (مبارک رہے) میرا صلہ تو اللہ ہی کے ذمے ہے اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔

۲۔ یہ عرب کے مشرکین اس ساز و سامان کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے ہیں جو ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو

دے رکھا تھا۔

۳۔ پھر بھی انہوں نے میرے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ ۴۔ تو دیکھ لو کہ میری دی ہوئی سزا کتنی سخت تھی؟

۵۔ اے پیغمبر! ان سے کہو کہ میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں۔

۶۔ وہ یہ کہ تم چاہے دود و ملکر یا کیلے کیلے اللہ کی خاطر اٹھ کھڑے ہو۔

۷۔ پھر انصاف سے سوچو تو تمہیں سمجھ میں آ جائیگا کہ تمہارے اس ساتھی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی جنون کی بات تو نہیں ہے؟

۸۔ وہ تو ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے تمہیں خبردار کر رہے ہیں۔

۹۔ کہو! میں نے تم سے اس بات پر اگر اجرت مانگی ہے تو وہ تمہاری ہے۔

۱۰۔ میرا جزو اللہ کے سوا کسی کے ذمہ نہیں۔ ۱۱۔ وہ ہر چیز کا مشاہدہ کرنے والا ہے۔

پچھلی آیتوں میں کفار و مشرکین کا حال بیان کیا گیا کہ وہ کس طرح اللہ اور اسکے رسول اور اس پر نازل شدہ کتاب کو جھٹلائے؟ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان مشرکین سے پہلے والے جو لوگ تھے قوم عاد، قوم لوط اور قوم ثمود وہ بھی اسی طرح رسولوں کو جھٹلاتے تھے اور انکا انکار کرتے تھے اور انکا حال تو مال و دولت میں قوت و طاقت میں عیش و عشرت میں ایسا تھا کہ یہ موجودہ قوم انکے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکتی یعنی جو کچھ مشرکین مکہ کو ملا ہے وہ ان گزری ہوئی قوموں کا دس فیصد بھی نہیں ہیں مگر اسکے باوجود ان قوموں کو ہلاک و تباہ کر دیا گیا اور تمہیں تو انکی تباہی کا حال اچھی طرح معلوم ہے کیونکہ ان تباہ شدہ قوموں کے محلات سے تمہارا گذر اکثر ہوتا ہے، جیسا کہ سورۃ مومن کی آیت نمبر ۸۲ میں بھی اس بات کا تذکرہ کیا گیا اَقْلَمُ يَسِيرُونَ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُونَ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط كَانُوا أَكْثَرًا مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَأَنَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَعْلَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ کیا انہوں نے زمیں میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ کیا ہوا اپنے سے پہلوں کا انجام؟ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے قوت میں سخت اور زمیں میں بہت ساری یادگاریں چھوڑی تھیں ان کے کئے کاموں نے انہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچایا۔ اب بھی وقت ہے کہ پچھلی قوموں کے حالات سے کچھ سبق سیکھو اور صحیح راستے پر آنے کی کوشش کرو ورنہ تمہارا حال بھی انہی کی طرح یا ان سے بھی بدتر ہوگا۔

اگلی آیت میں بیان کیا گیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان لوگوں سے کہد بیجئے کہ میرا کام تمہیں ہدایت پر لانا نہیں ہے بلکہ تمہیں صرف نصیحت کرنا ہے اگر تم اس نصیحت کو غور سے سنو اور دود و آدمی ملکر یا کیلے کیلے تباہی میں بیٹھ کر میری باتوں پر غور کرو تب تمہیں میری باتوں کی حقیقت سمجھ میں آئیگی اور جب تمہیں میری باتیں سمجھ میں آ جائیں گی اس وقت تم کہو گے کہ یہ تو ٹھیک کہہ رہے ہیں ہم تو خواہ مخواہ انہیں مجنون کہتے تھے حالانکہ ان میں جنون و دیوانگی نام کی کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ یہ تو ہمیں قریب آنے والے عذاب یعنی قیامت سے باخبر اور آگاہ کر رہے ہیں لہذا ہمیں انکی باتیں مان لینیں چاہئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دفعہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم صفا کی پہاڑی پر چڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز لگائی اے میرے بھائیو! تو سارے لوگ جمع ہو گئے اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ دشمن تم پر صبح یا شام کسی بھی وقت حملہ کر سکتا ہے تو کیا تم لوگ میری بات مانو گے؟ تو سب نے کہا ہاں! کیوں نہیں۔ اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فَيَأْتِيَنَا نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ** کہ میں تمہیں عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرا رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر ابوہب نے کہا **تَبَّالَّتْ أَلْهَذَا بَعْثُتَنَا تَهَارِاسْتِيَه نَاسِ هُوَ** کیا اسی لئے تم نے ہمیں یہاں جمع کیا؟ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۃ لہب نازل فرمائی۔ (بخاری ۴۸۰۱:۳) الغرض ایک نبی کا کام تو لوگوں کو اللہ کے عذاب سے آگاہ کرنا ہوتا ہے اور وہ یہ کام کسی روپے پیسے کی خاطر نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں یہ فریضہ انجام دیتے ہیں اسی کو اللہ نے بیان فرمایا کہ اے پیغمبر! آپ ان سے کہو کہ میں جو تمہیں خبردار کر رہا ہوں اس پر میں تم سے کوئی مال و دولت نہیں مانگ رہا ہوں بلکہ میں یہ کام تو اللہ کے حکم پر کر رہا ہوں جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تم ہی رکھو اور وہی اللہ مجھے میرا جردیگا، وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو میں کر رہا ہوں اور جو تم کر رہے ہو۔

﴿درس نمبر ۱۷۷﴾ باطل میں کوئی دم خم نہیں ہوتا ﴿سبا: ۳۸-۴۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَامُ الْغُيُوبِ ۝ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِيهِ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ۝ قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَى نَفْسِي ۝ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ رَبِّي إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- قُلْ کہہ دیجئے إِنَّ رَبِّي بلاشبہ میرا رب ہی يَقْذِفُ القا کرتا ہے (پیغمبر پر) بِالْحَقِّ حق بات عَلَامُ الْغُيُوبِ خوب جانتا ہے پوشیدہ باتوں کو قُلْ کہہ دیجئے جَاءَ الْحَقُّ آ گیا حق وَمَا يُبْدِيهِ الْبَاطِلُ اور نہیں ابتدا کرتا باطل وَمَا يُعِيدُ اور نہ وہ اعادہ کرتا ہے قُلْ کہہ دیجئے إِنْ ضَلَلْتُ اگر میں بہکا ہوا ہوں فَإِنَّمَا أَضِلُّ تو بس میرے نکلنے کا عَلٰی نَفْسِي مجھ پر ہوگا وَإِنِ اور اگر اهْتَدَيْتُ میں ہدایت پر ہوں فَبِمَا يُوحَىٰ تو بہ سبب اس کے جو يُوحَىٰ وحی کرتا ہے إِلَيَّ میری طرف رَبِّي میرا رب إِنَّهُ بے شک وہ سَمِيعٌ خوب سننے والا قَرِيبٌ نہایت قریب ہے

ترجمہ:- کہہ دو کہ میرا پروردگار اوپر سے حق اتارتا ہے (اور وہ) غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے ۝

کہہ دو کہ حق آچکا اور (معبود) باطل نہ تو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے اور نہ دوبارہ پیدا کرے گا ۝ کہہ دو کہ اگر میں گمراہ

ہوں تو میری گمراہی کا ضرر مجھ ہی کو ہے اور اگر ہدایت پر ہوں تو یہ اس کا طفیل ہے جو میرا پروردگار میری طرف وحی بھیجتا ہے بیشک وہ سننے والا (اور) نزدیک ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱- کہہ دو کہ میرا پروردگار حق کو اوپر سے بھیج رہا ہے۔ ۲- وہ غیب کی ساری باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔
- ۳- کہہ دو کہ حق آپ کا ہے۔ ۴- باطل میں نہ کچھ شروع کرنے کا دم ہے اور نہ دوبارہ کرنے کا۔
- ۵- کہہ دو کہ اگر میں راستے سے بھٹکا ہوں تو میرے بھٹکنے کا نقصان مجھ ہی کو ہوگا۔
- ۶- اگر میں نے سیدھا راستہ پالیا ہے تو یہ اس وحی کی بدولت ہے جو میرا رب مجھ پر نازل کر رہا ہے۔
- ۷- یقیناً وہ سب کچھ سننے والا، ہر ایک سے قریب ہے۔

پچھلی آیت میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذمہ داری بیان کی گئی تھی جو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی اور اس ذمہ داری کا حکم آپ ﷺ تک وحی کے ذریعہ بھیجا گیا اور وقتاً فوقتاً آپ ﷺ کو اس وحی سے مختلف احکام دیئے جاتے ہیں اور وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے جو کہ بالکل سچی ہوتی ہے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہوتا اسی بات کو اس آیت میں بیان کیا گیا کہ اے محمد! آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب آسمان سے وحی کو حق کے ساتھ نازل کرتا ہے اللہ ایسا ہے کہ وہ غیب کی باتوں کو جانتا ہے یعنی جو کچھ انسانی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ آگے ہونے والا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے، اسی اعتبار سے وہ قرآن کریم کی آیتیں نازل کرتا ہے جسے دیکھ کر تم اس میں بیان کردہ حالتوں کا انکار کرتے ہو حالانکہ تمہیں کوئی علم نہیں، اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو اس عالم الغیب نے نازل کیا اسے مان لو اس لئے کہ وہ حق ہے اور جب حق آجاتا ہے تو باطل اسکے سامنے ٹہر نہیں پاتا اور یہ حقیقت ہے کہ حق اور باطل دونوں ایک ساتھ رہ نہیں سکتے یا تو باطل رہیگا یا حق لیکن جب حق آجاتا ہے تو باطل کو اسکے سامنے ٹہرنے کی ہمت نہیں ہوتی اور وہ باطل مٹ جاتا ہے اس لئے کہ باطل میں اتنی قوت نہیں کہ وہ حق کے خلاف کچھ اپنی طرف سے پیدا کر کے اس کا مقابلہ کر سکے اور نہ ہی اس میں اتنی صلاحیت ہے کہ اسکے مٹنے کے بعد وہ دوبارہ وجود میں آسکے، بعض مفسرین نے کہا کہ یہاں باطل سے مراد ابلیس ہے کہ اس میں حق کا سامنا کرنے کی جرأت و طاقت نہیں ہے اور نہ ہی وہ کسی کو وجود میں لاسکتا ہے جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ يَفْقَهُتْ بِالْحَقِّ میں حق سے مراد وحی ہے اور جَاءَ الْحَقُّ میں حق سے مراد قرآن ہے، اور وَمَا يُبْدِيُ الْبَاطِلُ میں باطل سے مراد ابلیس ہے یعنی ابلیس نہ تو کسی کو پیدا کر سکتا ہے اور نہ اسکو دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ (تفسیر طبری- ج، ۲۰- ص، ۴۲۰) اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی مشرکین سے یہ کہلوار ہے ہیں کہ دیکھو! اگر میں حق سے ہٹ کر گمراہی کا راستہ اپنالوں تو اس گمراہی کو اپنانے کا وبال اور سزا مجھ ہی کو ملے گی، کسی انسان کی گمراہی کا عذاب کسی

دوسرے انسان کو نہیں ہوگا بلکہ جس نے جو کیا اسی کو اسکی سزا ملے گی اور اگر میں سیدھا راستہ اپنالوں تو یہ میری اپنی کوئی صلاحیت نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی اس وحی کا نتیجہ ہے جو وہ مجھ پر نازل کرتا ہے، لہذا جو میں کہتا ہوں وہ اللہ سنا ہے اور سنا بھی ایسا کہ جیسے کوئی پاس کھڑا ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تو انسان کی شرگ سے بھی زیادہ قریب ہے وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (ق ۱۶) اور ہم اس کی شرگ سے بھی زیادہ قریب ہیں، تو اس سے ہم کچھ بھی چھپا نہیں سکتے، جو کچھ بھی کر رہے ہو، کہہ رہے ہو سچ کہو اور دل سے کہو، اس لئے کہ انسان کو اسکے اعمال اور نیتوں پر بدلہ دیا جاتا ہے اگر نیت و عمل صاف ہو گئے تو بدلہ بھی اچھا ملے گا ورنہ نہیں۔

﴿درس نمبر ۱۷۱﴾ وہاں بھاگنے کا راستہ نہیں ہوگا ﴿سبا ۵۱-۵۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَرَغُوا فَلَا قُوَّةَ وَأُخِذُوا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝ وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ ؕ وَأَنَّىٰ لَهُمُ
التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ مَبْعُودٍ ۝ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۝ وَيَقْدِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ
مَّكَانٍ مَبْعُودٍ ۝ وَحِجْلٌ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ ۝
إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ ۝

لفظہ لفظ ترجمہ:- وَلَوْ تَرَىٰ اور کاش آپ دیکھیں إِذْ فَرَغُوا جب وہ گھبرائے ہوئے ہوں گے فَلَا قُوَّةَ تو نہ بچ سکیں گے بھاگ کر وَأُخِذُوا اور پکڑ لئے جائیں گے مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ نزدیک جگہ ہی سے وَقَالُوا اور وہ کہیں گے آمَنَّا ہم ایمان لے آئے ہیں یہ اس پر وَأَنَّىٰ اور کہاں ہوگا لَهُم ان کے لئے التَّنَاوُشُ حاصل کرنا مِنْ مَّكَانٍ مَبْعُودٍ دور جگہ سے وَقَدْ كَفَرُوا انہوں نے انکار کیا تھا یہ اس کے ساتھ مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَيَقْدِفُونَ اور وہ پھینکتے رہے بِالْغَيْبِ بن دیکھے مِنْ مَّكَانٍ مَبْعُودٍ دور جگہ ہی سے وَحِجْلٌ اور آڑ کر دی جائے گی بَيْنَهُمْ ان کے درمیان وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ ان چیزوں کے جو وہ چاہیں گے كَمَا فُعِلَ جیسے کیا گیا بِأَشْيَاعِهِمْ ان جیسے کام کرنے والوں کے ساتھ مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے إِنَّهُمْ كَانُوا بلاشبہ وہ تھے فِي شَكٍّ ایسے شک میں مُرِيبٍ اضطراب میں ڈالنے والا ہے

ترجمہ:- اور کاش تم دیکھو جب یہ گھبرا جائیں گے تو (عذاب سے) بچ نہیں سکیں گے اور نزدیک ہی سے پکڑ لئے جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) اتنی دُور سے ان کا ہاتھ ایمان کے لینے کو کیونکر پہنچ سکتا ہے اور پہلے تو اس سے انکار کرتے رہے اور بن دیکھے دُور ہی سے (ظن کے) تیر چلاتے رہے ان میں اور ان کی خواہش کی چیزوں میں پردہ حاصل کر دیا گیا جیسا کہ پہلے ان کے ہم جنسوں سے کیا گیا وہ بھی اچھن میں ڈالنے والے شک میں پڑے ہوئے تھے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! تمہیں انکی حالت عجیب نظر آئے گی جب تم وہ منظر دیکھو کہ جس وقت یہ گھبرائے پھرتے ہو گئے اور بھاگنے کا راستہ نہیں ہوگا۔

۲۔ انہیں قریب ہی سے پکڑ لیا جائے گا۔

۳۔ اس وقت یہ لوگ کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں۔

۴۔ حالانکہ اتنی دور جگہ سے ان کو کوئی چیز کیسے ہاتھ آ سکتی ہے؟ جبکہ انہوں نے پہلے اسکا انکار کیا تھا۔

۵۔ یہ لوگ دور دور سے اندازے سے تیر پھینکا کرتے تھے۔

۶۔ اس وقت یہ جس ایمان کی آرزو کریں گے، اسکے اور انکے درمیاں ایک آڑ کر دی جائیگی۔

۷۔ جیسا کہ ان جیسے لوگ جو اس سے پہلے ہوئے ہیں، انکے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔

۸۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب ایسے شک میں پڑے ہوئے تھے جس نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد (ﷺ)! اگر آپ اس کافروں کی حالت دیکھو گے جبکہ وہ لوگ دوبارہ زندہ کئے

جانے پر ڈر رہے ہوں گے اور اپنی قبروں سے نکل کر وہ عذاب دیکھیں گے جو ان کیلئے تیار کیا گیا ہے تو وہ لوگ اس

عذاب سے بھاگنے کی اور بچنے کی کوشش کریں گے، آپ کو اس وقت انکی یہ حالت دیکھ کر بڑا تعجب ہوگا کہ میں تو دنیا

میں انہیں اسی عذاب سے ڈراتا تھا مگر وہ لوگ اس وقت تو اس عذاب سے نہیں ڈرتے تھے بلکہ انکا حال تو اس وقت یہ

تھا کہ یہ لوگ اس عذاب کو جلد پانے کی تمنائیں کرتے تھے جیسا کہ سورہ حج کی آیت نمبر ۷۷ میں ہے

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَهَلْ يَكْفُرُونَ بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

کیا کرتے تھے آج اسی عذاب سے بھاگ رہے ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وَلَوْ تَرَى

اِذْفِرِ عَوْا فَلَاقُوْتَا سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں موت کے وقت جب یہ لوگ عذاب کو دیکھیں گے تو اس وقت انکا

یہ حال ہوگا۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۷۱۱) اور امام سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس سے مراد بدر کا دن ہے کہ

جب اس کفار و مشرکین کی گردنیں اڑائی گئیں تو انہیں اس وقت عذاب دکھائی دینے لگا اور وہ لوگ اس عذاب سے

بھاگ نہ سکے اور نہ ہی توہہ کر سکے، (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۷۱۲) اور ابن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت

انہیں اہل بدر کے مقتول مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۷۱۲)

قیامت کے دن کی گھبراہٹ کا ذکر قرآن مجید کی دیگر آیات میں بھی ہے۔ سورہ النمل کی آیت نمبر ۸۷ میں

كَلِمَاتٍ يُنْفَخُ فِي السُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّلٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ طَوٰكُلٌ

اَتَوْكَ اِذَا خِرَبِيْنَ جس دن صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب آسمانوں والے اور زمیں والے گھبرا اٹھیں گے مگر جسے

اللہ تعالیٰ چاہے اور سارے کے سارے عاجز و پست ہو کر اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔ یہ حقیقت بھی بیان کی گئی کہ قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے وہ لوگ محفوظ رہیں گے جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی ہوگی۔ سورۃ النمل کی آیت نمبر ۸۹ میں یہی حقیقت بیان کی گئی: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِمَّا يَحْتَسِبُ وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ أَمِنُونَ جو لوگ نیک عمل لائیں گے انہیں اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ جس قدر بھی کوششیں کر لیں اس عذاب سے بچ نہ سکیں گے بلکہ انہیں قریب ہی سے یعنی جیسے ہی وہ لوگ قبر سے نکلیں گے انہیں پکڑ کر اس عذاب میں ڈال دیا جائے گا، جیسا کہ سورۃ سجدہ کی آیت نمبر ۱۲ میں ذکر ہے: وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُنْجَرِمُونَ مَا كَسَبُوا رُؤُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ طَرَبْنَا أَبْصَارَنَا وَسَمِعْنَا فَأَوْجَعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ اگر آپ ان مجرموں کو دیکھو گے کہ جب یہ لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکانے کھڑے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ اے پروردگار! ہماری آنکھیں اور کان کھل گئے ہیں، اس لئے ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیجئے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اچھی طرح یقین آچکا ہے، اسی کو اگلی آیت میں بیان کیا گیا کہ اس وقت یہ لوگ کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لا چکے ہیں، حالانکہ یہ لوگ اتنی دور آچکے ہیں کہ یہاں انکا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا کیونکہ ایمان لانے کی اصل جگہ تو دنیا تھی وہاں تو یہ لوگ ایمان نہ لائے اور وہاں کفر پر اڑے رہے اور ہماری آیتوں اور بھیجے گئے رسولوں کا انکار کرتے رہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ یہ نبی تو جادوگر ہے، یا کاہن ہے، یا شاعر ہے یا کاذب ہے، جبکہ ان کی ان باتوں کی کوئی حقیقت ہی نہیں تھی اور اب ان کا حال تو دیکھو کہ اس وقت اپنے دنیوی کاموں کے بالکل مخالف ہو گئے ہیں جس اللہ کا انکار کرتے تھے اب اس پر ایمان لانے کی باتیں کر رہے ہیں، جس نبی کو جادوگر، مجنون اور جھوٹا کہا کرتے تھے اب اسے سچا پکار رسول مان رہے ہیں لیکن یہاں انکے اور ان کے اس ایمان لانے کے درمیان ایک آڑ بنا دی گئی ہے، ان سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں یعنی دوسرے انبیاء علیہم السلام کی قومیں ان میں کے مشرکین کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا، ان کے بھی اس وقت ایمان لانے کو ہم نے قبول نہیں کیا اور انکی بھی یہی حالت تھی کہ وہ لوگ بھی اس دن کے واقع ہونے کو صحیح نہیں سمجھتے تھے اور شک میں پڑے رہتے تھے۔

سُورَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۵ رکوع اور ۲۵ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۱﴾ اللہ تعالیٰ کو اس کے ارادے سے کوئی روکنے والا نہیں ﴿فاطر-۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَكَةِ رُسُلًا أُولَىٰ أَجْنَحَةٍ مَّمْغَلَىٰ وَثُلُثَ وَرُبْعَ طَيْرٍ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۝ وَمَا يُمْسِكُ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهَا ۝ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- الحمد لله تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں فاطر پیدا کرنے والا ہے السموات والارض آسمانوں اور زمیں کا جاعل بنانے والا ہے الملكة رسل فرشتوں کو قاصد اولیٰ اجنحة پروں والے ہیں مغلّی وثلث وربع دو دو اور تین تین وربع اور چار چار پر تین وہ زیادہ کرتا ہے فی الخلق پیدائش میں ما یشاء جو وہ چاہتا ہے ان الله بلاشبہ اللہ علیٰ کلّ شیء ہر چیز پر قدير خوب قادر ہے ما یفتح الله جو کھول دے اللہ للناس لوگوں کے لئے من رحمۃ رحمت سے فلا ممسک تو نہیں کوئی بند کرنے والا لہا اے وما یمسک اور جو وہ بند کر دے فلا مرسل لہ تو نہیں ہے کوئی بھیجنے والا اے من بعدہا اس کے بعد وهو اور وہ العزیز نہایت غالب الحکیم خوب حکمت والا ہے

ترجمہ:- سب تعریف اللہ ہی کو (سزاوار ہے) جو آسمانوں اور زمیں کا پیدا کرنے والا (اور) فرشتوں کو قاصد بنانے والا ہے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر ہیں وہ (اپنی) مخلوقات میں جو چاہتا ہے بڑھاتا ہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۝ اللہ جو اپنی رحمت (کادر وازہ) کھول دے تو کوئی اس کو بند کرنے والا نہیں اور جو بند کر دے تو اس کے بعد کوئی اس کو کھولنے والا نہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

سورہ کی فضیلت:- حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے

سورہ ملائکہ (فاطر) پڑھا، اسے جنت کے آٹھ دروازے بلائیں گے۔ (صحیح احادیث الکتاب للزیلعی، ج، ۳، ص، ۱۵۸)

تشریح:- اس دو آیتوں میں سات باتیں بیاں کی گئی ہیں۔

۱۔ تمام تعریف اللہ کی ہے جو آسمانوں اور زمیں کا پیدا کرنے والا ہے۔

۲۔ جس نے ان فرشتوں کو پیغام لے جانے کے لئے مقرر کیا ہے جو دو دو، تین تین اور چار چار پروں والے ہیں۔

۳۔ وہ پیدائش میں جتنا چاہتا ہے اضافہ کر دیتا ہے۔ ۴۔ بیشک اللہ ہر چیز کی قدرت رکھنے والا ہے۔

۵۔ جس رحمت کو اللہ لوگوں کے لئے کھول دے، کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔

۶۔ جسے وہ روک لے تو کوئی نہیں ہے جو اس کے بعد اسے چھڑا سکے۔

۷۔ وہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی۔

یہ سورۃ فاطر ہے جس کا دوسرا نام سورۃ ملائکہ بھی ہے، اس سورت کا ربط پچھلی سورت سے یہ ہے کہ پچھلی سورت کی ابتدا بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے کی گئی اور اس سورت کی ابتدا بھی اور دوسرا ربط یہ بھی ہے کہ پچھلی سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کی حالت اور انہیں عذاب دینے جانے کی صورت بیان کی اللہ تعالیٰ نے جس عذاب سے مومنوں کو محفوظ رکھا ان مومنوں کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر اسکی تعریف اور حمد بیاں کریں اسی بنا پر اس سورت کی ابتدا اللہ کی تعریف و حمد سے کی گئی چنانچہ فرمایا گیا کہ تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جسکی صفت یہ ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو سب کچھ پیدا کرنے والا ہے تو پھر یہاں آسمانوں اور زمین کا ہی تذکرہ کیوں فرمایا گیا؟ اس کا ایک جواب یہ ہو سکتا ہے کہ چونکہ خلقت کے اعتبار سے یہ بڑی چیزیں ہیں اور ہماری نظروں کے سامنے ہیں تو جب بڑی چیزوں کا پیدا کرنے والا وہ ہے تو اسکے مقابلہ میں دیگر جو چھوٹی چیزیں ہیں ان کا بھی پیدا کرنے والا وہی ہوگا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں صرف آسمانوں اور زمین کا ہی ذکر فرمایا مگر اس میں دنیا کی تمام چیزیں شامل ہیں **هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ** (الانعام ۱۰۲) وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کو لفظ "فاطر" سے تعبیر کیا گیا جس کے معنی یہ ہیں کہ سب سے پہلے بنانے والا یعنی اسی نے اس چیز کو بنانے کی ابتدا کی اس سے پہلے کسی نے ایسا کچھ نہیں بنایا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ مجھے **فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** کے معنی معلوم نہیں تھے یہاں تک کہ وہود یہاں تک ایک کنویں کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے میرے پاس آئے تو ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ یہ میرا کنواں ہے میں نے اسے بنایا ہے یعنی اسکی ابتدا میں نے کی ہے، اس وقت مجھے لفظ فاطر کے معنی معلوم ہوئے۔ (تفسیر منیر۔ ج، ۲۲۔ ص، ۲۲۲) اللہ تعالیٰ کی ایک اور صفت یہاں یہ بیان کی گئی کہ اس نے ملائکہ کو انبیاء علیہم السلام کے درمیان اپنا پیغام پہنچانے والا بنایا ان میں سے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام ہیں کہ یہ فرشتے ایسے ہیں کہ انکے بازو اور پر بھی اللہ نے بنائے کہ ان میں سے بعض کے دو پر ہیں تو بعض کے تین اور بعض کے چار ہیں، لیکن یہ کوئی حد نہیں کہ کسی فرشتے کے چار ہی پر ہوں اس سے زیادہ نہ ہوں یہاں بس یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ ملائکہ کے پر ہوتے ہیں کہ جس سے وہ آسمان تک جاتے ہیں اور نیچے آتے ہیں، حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔ (بخاری ۳۲۳۲) اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ان کی خلقت میں جس طرح کا چاہے اضافہ کرتا ہے، یعنی

کسی کے ایک پر بنانا ہے تو کسی کے اس سے زیادہ، جیسا کہ امام سدی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی تشریح کی۔ (الدر المنثور۔ ج ۷، ص ۴) بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد مخلوق ہے کہ وہ اپنی مخلوق میں جس طرح کا چاہے انکی بناوٹ میں اضافہ کرتا ہے اور جس طرح کی چاہے کی کرتا ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۰، ص ۴۳۶) وہ اس لئے کہ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں وہ جو چاہے کرتا ہے وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ اللہ کی قدرت کاملہ کو بیان فرمایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی انسان کے لئے خیر و رزق کے دروازے کھول دے اور اسے دولت سے نوازے تو کوئی اللہ تعالیٰ کو ایسا کرنے سے روکنے والا نہیں ہے اور اگر وہ کسی کے اوپر خیر و رزق کے دروازے بند کر دے تو کوئی اسے ایسا کرنے سے روک نہیں سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس پر روزی تنگ کر دی گئی تو کوئی اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کے خلاف اور اسکی تنگی کو دور نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ اے اللہ! جسے تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو نہ دے اسے کوئی دینے والا نہیں۔ (بخاری ۸۴۴) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اتمدار کا مالک ہے وہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے رزق کی تنگی میں مبتلا کر کے سزا دے سکتا ہے اور حکمت کا بھی مالک ہے کہ جسے رزق دینا ہے اسے رزق دیتا ہے اس میں کیا مصلحت ہے؟ اسی کو معلوم ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۲۰﴾ پیغمبر! آپ سے پہلے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا گیا ہے ﴿قاطر ۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللّٰهَ عَلَيْكُمْ طَهَلْ مِنْ خَالِقِ غَيْرِ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَأَلِي تُوْفِكُونَ ۝ وَإِنْ يَكْذِبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ ۝ وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا تم یاد کرو نِعَمَتِ اللّٰهِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اپنے اوپر طَهَلْ مِنْ خَالِقِ کیا کوئی اور خالق ہے غَيْرِ اللّٰهِ سوائے اللّٰهِ کے يَرْزُقُكُمْ جو تمہیں رزق دے مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ آسمان اور زمین سے لَا إِلَهَ نہیں ہے کوئی معبود إِلَّا هُوَ مگر وہی فَأَلِي تُوْفِكُونَ تو کہاں تم پھیرے جاتے ہو؟ وَإِنْ يَكْذِبُوكَ وہ جھٹلاتے ہیں آپ کو فَقَدْ كَذَّبَتْ تو تحقیق جھٹلائے گئے رُسُلٌ کئی رسول مِّن قَبْلِكَ آپ سے پہلے وَإِلَى اللّٰهِ اور اللّٰہی کی طرف تُرْجَعُ لوٹائے جاتے ہیں الْأُمُورُ سارے معاملات

ترجمہ:- لوگو! اللہ کے جو تم پر احسانات ہیں ان کو یاد کرو کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق (اور رازق) ہے جو تم

کو آسمان اور زمین سے رزق دے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں پکے پھرتے ہو؟ اور (اے پیغمبر!) اگر یہ لوگ تمہیں جھٹلا دیں تو تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں اور (سب) کام اللہ ہی کی طرف لوٹانے جائیں گے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے لوگو! اللہ کی ان نعمتوں کو یاد کرو جو اس نے تم پر نازل کی ہیں

۲۔ کیا اسکے سوا کوئی اور خالق ہے جو تمہیں آسمانوں و زمین سے رزق دیتا ہو؟

۳۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔

۴۔ پھر کہاں اوندھے چلے جا رہے ہو؟

۵۔ اے پیغمبر! اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو آپ سے پہلے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا گیا ہے۔

۶۔ تمام معاملات آخر کار اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کی گئی۔ ان آیتوں میں تمام انسانوں کو اور خاص کر مشرکوں کو متنبہ

کیا جا رہا ہے کہ تم نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کیسی قدرت والا ہے اور رازق بھی کہ وہی آسمانوں کو پیدا کرنے والا ہے

اور وہی زمین کو بنانے والا بھی، اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کی ہیں یعنی اس نے

تمہارے لئے نفع کے خزانے کھول دیئے اور کثیر مقدار میں تمہارے لئے رزق مہیا کیا اور ان نعمتوں پر غور و فکر کرو اور

پھر بتاؤ کہ کیا اللہ کے علاوہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جس کے ہاتھ میں تمہارے رزق کی کنجیاں ہیں،

کوئی اور خالق ہو سکتا ہے؟ کہ تم اس اللہ کو چھوڑ کر غیر کی عبادت کر رہے ہو؟ جب تمہیں غور و فکر کرنے کے بعد معلوم

ہو گیا کہ اسکے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں تو پھر تم لوگ اس اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کیوں کرنے لگے ہو؟

اور تم کہاں اوندھے چلے جا رہے ہو؟ حضرت سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہاں آسمان سے رزق دینے کا مطلب

بارش ہے اور زمین سے رزق دینے کا مطلب کھیتی ہے۔ (الدر المسحور۔ ج، ۷، ص، ۵)

سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۷۳ اور ۱۲۲ میں بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ ان نعمتوں کو یاد کریں جو ان پر کی گئی

ہیں یٰبَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ كُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ - سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۳ میں حکم دیا گیا

وَإِذْ كُرُوا نِعْمَتِ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا اور

اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال

دی پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ ان تمام چیزوں کو دیکھنے کے

باوجود اگر یہ لوگ آپ پر ایمان نہ لائیں اور آپ کو جھٹلائیں تو آپ اس بات سے غمزدہ نہ ہوں اس لئے کہ یہ تو ان

جیسے لوگوں کی عادت ہی ہے کہ وہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلاتے ہیں جیسا کہ ان سے پہلی امتوں نے بھی

اپنے اپنے انبیاء کو جھٹلایا، یہ لوگ بھی انہی لوگوں کی اتباع میں پڑے ہوئے ہیں لہذا آپ انہیں اسکے حال پر چھوڑ دیجئے جو وہ کر رہے ہیں انہیں کرنے دیجئے، ایک دن انہیں ہمارے پاس ہی آنا ہے تو اگر وہ لوگ اسی حالت پر رہیں اور ہماری طرف رجوع نہ کریں اور توبہ نہ کریں اور آپ کی باتوں کو نہ مانیں تو انکا حال بھی ایسا ہی ہوگا جو ان سے پہلے والے لوگوں کا ہوا۔

رسول رحمت ﷺ کو قرآن مجید کی مختلف آیات میں تسلی دی گئی ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸۳ میں کہا گیا: فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ رَسُولٌ مِّمَّنْ قَبْلِكَ پھر بھی اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے بھی بہت سے وہ رسول جھٹلائے گئے ہیں۔ سورۃ النعام کی آیت نمبر ۳۳ میں کہا گیا: قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ هُمْ خُوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان کے اقوال مغموم کرتے ہیں، یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۴۲ میں کہا گیا: وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودٌ اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد و ثمود نے بھی جھٹلایا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۲﴾ دنیوی زندگی تمہیں ہرگز دھوکہ میں نہ ڈالے ﴿قاطر ۵-۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
يَأْيُهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمُ بِاللَّهِ
الْعُرُوزُ ۝ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۗ إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ
أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ: - يَأْيُهَا النَّاسُ اے لوگو! إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ بے شک اللہ کا وعدہ حَقٌّ سچا ہے فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ چنانچہ تم کو دھوکے میں نہ ڈالے الْحَيَاةُ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی وَلَا يَغُرَّنَّكُمُ اور نہ تم کو دھوکے میں نہ ڈالے بِاللَّهِ اللہ کی بابت الْعُرُوزُ بڑا دھوکے باز إِنَّ الشَّيْطَانَ بے شک شیطان لَكُمْ عَدُوٌّ تمہارا دشمن ہے فَاتَّخِذُوهُ لہذا تم اس کو بناؤ عَدُوًّا دشمنی اِنَّمَا يَدْعُوا بس وہ بلاتا ہے حِزْبَهُ اپنے گروہ کو لِيَكُونُوا تاکہ وہ ہوں مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ اہل جہنم میں سے الَّذِينَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوا کفر کیا لَهُمْ ان کے لئے ہے عَذَابٌ شَدِيدٌ سخت عذاب وَالَّذِينَ اور وہ لوگ جو آمَنُوا ایمان لائے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور انہوں نے نیک عمل کئے لَهُمْ ان کے لئے ہے مَغْفِرَةٌ مغفرت وَأَجْرٌ كَبِيرٌ اور بہت بڑا اجر

ترجمہ:- لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے تو تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ (شیطان) فریب دینے والا تمہیں فریب دے O شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو وہ اپنے (پیروں کے) گروہ کو بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخ والوں میں ہوں O جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے لوگو! یقین جانو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

۲۔ لہذا تمہیں یہ دنیوی زندگی ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے۔

۳۔ نہ اللہ کے معاملہ میں تمہیں شیطان دھوکے میں ڈالنے پائے جو بڑا دھوکہ باز ہے۔

۴۔ یقین جانو کہ شیطان تمہارا دشمن ہے، لہذا تم اسے دشمن ہی سمجھتے رہو۔

۵۔ وہ تو اپنے ماننے والوں کو جو دعوت دیتا ہے اس لئے دیتا ہے تاکہ وہ دوزخ کے باسی بن جائیں

۶۔ جن لوگوں نے کفر اپنایا لیا ہے ان کے لئے شدید عذاب ہے۔

۷۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کئے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے انسانو! یقیناً اللہ کا وعدہ حق ہے یعنی مرنے کے بعد اٹھایا جانا پھر اعمال کا حساب

اور اس کے مطابق بدلہ دینا یعنی اچھے اعمال پر ثواب اور برے اعمال پر سزا، یہی اللہ کا وعدہ ہے جو کہ سچا ہے اور ایسا

ہو کر رہے گا۔ قرآن مجید میں بار بار یہ حقیقت بتلا دی گئی ہے۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۲۲ میں کہا گیا وَعَدَ اللّٰهُ

حَقًّا اللّٰهَ كَاوَعَدَہُ جُو سراسر سچا ہے۔ سورۃ یونس کی آیت نمبر ۴ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے اور آیت نمبر ۵۵ میں کہا گیا

اَلَا اِنَّ وَعَدَ اللّٰهُ حَقًّا يٰۤاُدْحٰكُوۡنَ اللّٰهَ تَعَالٰی كَاوَعَدَہُ سچا ہے۔ لہذا تم لوگ اس دنیا کی عیش و عشرت میں کھو کر اس دن

سے غافل نہ ہو جانا کہ جس دن تمہیں اس اللہ کے سامنے حاضر ہو کر اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے اور تمہیں اس

دنیا کی خوبصورتی اور اس میں موجود حرام چیزوں کی لذت کے ذریعہ شیطان تمہیں کہیں اللہ کی ملاقات نہ بھلا دے اور تم

سے جھوٹے وعدے کر کے تمہیں دھوکے میں نہ رکھے، تم اس شیطان کی چال بازیوں اور مکاریوں سے آگاہ رہنا اور

اسکے ہر حربے کا جواب اطاعت کے کاموں میں اور اضافہ کرتے ہوئے دینا تاکہ وہ شرمندہ ہو جائے۔ شیطان

انسانوں کو جو سبز باغ بتاتا اور دھوکہ دیتا ہے اس حقیقت کو سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۲۰ میں یوں بتلایا گیا يٰۤاُدْحٰكُوۡنَ

وَيُمَيِّتِبٰہُمْ طُوۡمًا يٰۤاُدْحٰكُوۡنَ اِلَّا غُرُوۡرًا وَاِنَّہٗ لَمِنَ الضَّلٰلٰتِ اللّٰہِ كَاوَعَدَہُ سچا ہے اور سبز باغ دکھاتا رہے

گا، شیطان کے جو وعدے ان سے ہیں وہ سراسر فریب کاریاں ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ

”الغرور“ سے مراد شیطان ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۴۳۹) تم شیطان سے اس لئے بچو کہ یہ تمہارا کھلا ہوا

دشمن ہے کہ اس کے تمہارے دشمن ہونے میں کوئی شک نہیں، کیونکہ اس نے اللہ کے سامنے قسم کھائی کہ میں آپ کے سارے بندوں کو گمراہ کرنے میں لگا رہوں گا لَازِيْتَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَا غَويَةً لَهُمْ أَجْمَعِينَ (المجر ۳۹) کہ شیطان نے کہا تھا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ ان انسانوں کے لئے دنیا میں دل کشی پیدا کروں گا اور ان سب کو گمراہ کرتے رہوں گا۔ لہذا تم اسے اپنا دشمن ہی سمجھنا کبھی اسے اپنا دوست مت سمجھ لینا اور اسکی اتباع و پیروی میں لگے نہ رہنا، اس لئے کہ جو اسکی اطاعت کرتا ہے اور اسکا کہنا مانتا ہے تو وہ انہیں اپنی جانب بلاتا ہے تاکہ تم دوزخ کے حقدار بن جاؤ وہ چاہتا ہے کہ دوزخ تمہارا ٹھکانہ بن جائے أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۗ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ (المجادلہ ۱۹) یہ لوگ شیطان کے جماعتی اور دوست ہیں یقیناً شیطان کے جماعتی گھاسٹا اٹھانے والوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جن لوگوں نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر کفر کی راہ اپنالی ہو تو ایسے لوگوں کے لئے کل قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب ہوگا جس میں انہیں ڈالا جائے گا انکے اعمال کے سبب، اسکے برخلاف جو لوگ شیطان کے بہکاوے میں نہیں آئے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور اسکی قدرت کو دیکھ کر اسکے رسول کی بتلائی ہوئی باتوں کو مان کر ایمان لے آئے اور پھر نیک اعمال کرنے لگے تو ایسے لوگوں کے پچھلے جو گناہ تھے معاف کر دیئے جائیں گے اور اب کئے ہوئے نیک اعمال پر انہیں بہت بڑا اجر دیا جائے گا جو کہ جنت کی شکل میں انہیں ملے گا۔ اللہ ہم تمام کو جنتیوں میں شامل فرمائے آئیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہاں ”اجر عظیم“ سے مراد جنت ہے۔ (تفسیر طبری، ج، ۲۰، ص، ۲۳۰)

﴿درس نمبر ۱۷۲﴾ کافروں پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپ کی جان ہی جاتی رہے ﴿فاطر ۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَتٍ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ○
لفظ بہ لفظ ترجمہ:-۔ اَفَمَنْ کیا وہ شخص جو زُيِّنَ مزین کر دیا گیا لہٰذا اس کے لئے سُوءُ عَمَلِهِ اس کا برا عمل فَرَآهُ وہ اسی کو دیکھتا ہے حَسَنًا اچھا فَإِنَّ اللّٰهَ پس بے شک اللّٰهَ يُضِلُّ گمراہ کرتا ہے مَنْ يَشَاءُ جس کو وہ چاہتا ہے وَيَهْدِي اور وہ ہدایت دیتا ہے مَنْ يَشَاءُ جسکو وہ چاہتا ہے فَلَا تَذْهَبْ تو نہ جاتی رہے نَفْسُكَ آپ کی جان عَلَيْهِمْ ان پر حَسْرَتٍ افسوس کرتے ہوئے إِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللّٰهَ عَلِيمٌ خوب جانتا ہے بِمَا يَصْنَعُونَ اس کو جو وہ کرتے ہیں

ترجمہ:-۔ بھلا جس شخص کو اس کے اعمال بد آراستہ کر کے دکھائے جائیں اور وہ ان کو عمدہ سمجھنے لگے تو (یا

وہ نیکو کار آدمی جیسا ہو سکتا ہے؟) بیشک اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو ان لوگوں پر افسوس کر کے تمہارا دم نہ نکل جائے یہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس سے واقف ہے۔

تشریح:- اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا بتلاؤ کہ جس شخص کی نظروں میں اسکی بد عملی ہی خوشنما بنا کر پیش کی گئی ہو۔

۲۔ جس کی بنا پر وہ اس بد عملی کو ہی اچھا سمجھتا ہو تو وہ نیک آدمی کے برابر کیسے ہو سکتا ہے؟

۳۔ اللہ جس کو چاہتا ہے راستے سے بھٹکا دیتا ہے اور جسے چاہے ٹھیک راستے پر پہنچا دیتا ہے۔

۴۔ اے پیغمبر! ایسا نہ ہو کہ ان کافروں پر افسوس کے مارے آپ کی جان ہی جاتی رہے۔

۵۔ یقین رکھو کہ جو کچھ بھی یہ لوگ کر رہے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جس آدمی کے برے اعمال کو شیطان نے اسکی نظر میں اچھے کر کے

دکھلایا ہو اور پھر وہ اسی بد عملی پر اٹل ہو اور اس برے عمل کو اچھا عمل سمجھ رہا ہو تو کیا ایسا شخص اس آدمی کے برابر ہو سکتا ہے

جو برے عمل کو برا سمجھے اور شیطان کے بہکاوے میں نہ آ کر اللہ کے پسندیدہ راستے پر چلے؟ ظاہر ہے کہ دونوں برابر نہیں

ہو سکتے۔ جو گمراہی کے راستے پر چلنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے اسی راستے پر رکھے گا، زبردستی اس کو سیدھے راستے پر نہیں

لایگا، ہاں! اگر اس میں کچھ سمجھ بوجھ ہو اور وہ سمجھ بوجھ کا استعمال کرتے ہوئے اس گمراہی کے راستے سے ہٹ کر ہدایت

کے راستے پر آنا چاہتا ہو تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرماتے ہیں۔ یہی مطلب فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ

وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ کا ہے۔ اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگی کہ اے اللہ! اپنے دین کو عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام کے ذریعہ عزت و

قوت نصیب فرما تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعاء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول فرمائی اور انہیں ہدایت دی اور ابو جہل کو

اسکی گمراہی میں ہی رہنے دیا، انہی دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (الدر المنثور ج ۷، ص ۷۷)

انسان بعض اوقات اس قدر دھوکہ کھا جاتا ہے کہ اس کو حقیر چیز اعلیٰ نظر آنے لگتی ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ کی

آیت نمبر ۲۱۲ میں کہا گیا زَيْنَ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا كَافِرُوْنَ كَيْلَے دُنْيَا كِي زندگی خوب زینت دار کی گئی

ہے۔ جبکہ دنیا کے مقابلہ میں آخرت زینت والی حقیقی اور ابدی زندگی ہے۔ انسان کبھی برے کام میں مبتلا ہو جاتا ہے

اور شیطان اس برے کام کو اچھا کر دکھاتا ہے جیسا کہ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۴۳ میں کہا گیا وَزَيْنَ لَهُمُ

الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر دیا۔ مشرکوں کو یہ بات

اچھی لگتی تھی کہ وہ اپنی اولاد کو قتل کر دیں جیسا کہ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۳ میں کہا گیا وَكَذٰلِكَ زَيْنَ لِكٰفِرِيْهِمْ

مِنَ الْمُمْسِرِ كَيْفَ قَتَلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ اور اس طرح بہت سے مشرکین کے خیال میں ان کے معبودوں

نے ان کی اولاد کے قتل کرنے کو مستحسن بنا رکھا ہے۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا ایمان بھلی چیز کو بھلی قرار دے اور بری چیز کو بری قرار دے اور اس کے دل میں اچھی چیز سے محبت اور بری چیز سے نفرت پیدا ہو جائے جس کا اچھا عمل اس کو خوش کر دے اور برا عمل اس کو غم میں مبتلا کرے وہی اس کے مومن ہونے کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں کہ اے نبی! جو لوگ ایمان نہیں لارہے ہیں اور اپنی بد اعمالیوں کو ہی اچھے سمجھ کر اسی میں رہنا چاہ رہے ہیں تو پھر آپ ان پر کیوں افسوس کر رہے ہیں؟ کیا آپ ان پر افسوس کرتے ہوئے اپنی جان دے دینگے؟ ایسا مت سمجھئے اس لئے کہ جس کے دل میں سچائی کو قبول کرنے کا مادہ اگر ہوگا اور وہ ان بد اعمالیوں کو برا سمجھ کر آپ کے بتائے ہوئے اعمال و عقائد کی طرف آنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ہدایت نصیب فرمائے گا، اس لئے کہ انکے دل و دماغ میں کیا چل رہا ہے اور وہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ سب کچھ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے، تو آپ کو ان پر کوئی افسوس کرنے کی ضرورت نہیں بس آپ اپنا کام یعنی ہماری توحید کا پیغام پہنچاتے رہا سمجھتے باقی سب اللہ پر چھوڑ دیجئے۔

﴿درس نمبر ۱۷۳﴾ ہم بارش کے ذریعہ مردہ زمین کو زندگی عطا کرتے ہیں ﴿فاطرہ ۹-۱۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاللّٰهُ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیْحَ فَتُنْفِیْهُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّمِیَّتٍ فَاَحْیٰیْنَا بِهٖ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۗ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فِی اللّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا ۗ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیْبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ ۗ وَالَّذِیْنَ یَمْكُرُوْنَ السَّیِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۗ وَمَكْرٌ اُولٰٓئِكَ هُوَ یُبُوْرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واللہ اور اللہ الذی وہ ہے جس نے اَرْسَلَ الرِّیْحَ ہوائیں بھیجی فَتُنْفِیْهُ چنانچہ وہ اٹھاتی ہیں سَحَابًا بادل کو فَسُقْنٰهُ تو ہم اس کو بانک لے جاتے ہیں اِلٰی بَلَدٍ مَّمِیَّتٍ مردہ شہر کی طرف فَاَحْیٰیْنَا پھر ہم زندہ کرتے ہیں بِهٖ اس کے ذریعے سے الْاَرْضَ زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا اس کے مردہ ہوجانے کے بعد كَذٰلِكَ اسی طرح ہوگا النُّشُوْرُ دوبارہ اٹھایا جانا مَنْ جَوْشخ كَانِ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ عزت چاہتا ہے فِی اللّٰهِ تو اللہ ہی کے لئے ہے الْعِزَّةُ جَمِیْعًا ساری عزت اِلَیْهِ اسی کی طرف یَصْعَدُ چڑھتی ہیں الْكَلِمُ الطَّیْبُ پاکیزہ باتیں وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ اور صالح عمل یَرْفَعُهٗ وہی اسے اوپر اٹھاتا ہے وَالَّذِیْنَ اور وہ لوگ جو یَمْكُرُوْنَ السَّیِّئَاتِ بری چالیں چلتے ہیں لَهُمْ ان کے لئے ہے عَذَابٌ شَدِیْدٌ سخت عذاب وَمَكْرٌ اُولٰٓئِكَ انہی لوگوں کی چال هُوَ یُبُوْرٌ وہی نابود ہوگی

ترجمہ:- اور اللہ ہی تو ہے جو ہوائیں چلاتا ہے اور وہ بادل کو ابھارتی ہیں پھر ہم ان کو ایک بے جان شہر کی طرف چلاتے ہیں پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتے ہیں اسی طرح مردوں کا جی اٹھانا ہوگا O جو شخص عزت کا طلب گار ہے تو عزت تو سب اللہ ہی کے لئے ہے اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل اس کو بلند کرتے ہیں اور جو لوگ بڑے بڑے مکر کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کا مکر نابود ہو جائے گا۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ ہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے، پھر وہ ہوائیں بادل اٹھاتی ہیں۔

۲۔ پھر ہم انہیں ہنکا کر ایسے شہر کی طرف لیجاتے ہیں جو قحط کی وجہ سے مردہ ہو چکا ہوتا ہے۔

۳۔ پھر ہم اس بارش کے ذریعہ مردہ زمین کو نئی زندگی عطا کرتے ہیں۔

۴۔ بس اسی طرح انسانوں کی دوسری زندگی ہوگی۔

۵۔ جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو وہ جان لے کہ تمام عزت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

۶۔ پاکیزہ کلمہ اسی کی طرف چڑھتا ہے اور نیک عمل اسکو اوپر اٹھاتا ہے۔

۷۔ جو لوگ بری بری مکاریاں کر رہے ہیں انہیں سخت عذاب ہوگا۔

۸۔ انکی مکاری ہی ہے جو ملیا میٹ ہو جائے گی۔

پچھلی آیتوں میں مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کی بات کہی گئی کہ یہ ایک حق بات ہے جو ہو کر رہے گی، اسی بات کو یہاں چند مثالیں دیکر سمجھایا گیا ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو! ہم آسمانوں پر ہوائیں چلاتے ہیں تو یہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر اپنے ساتھ لاتی ہیں پھر ان بادلوں کے ذریعہ ہم بارش برساتے ہیں پھر جب وہ بارش کسی ایسی زمین پر پڑتی ہے جو بنجر ہوگی، جس میں اگانے کی صلاحیت ختم ہوگئی ہو اور مر کرنا کارہ ہوگئی ہو تو پھر جب اس زمین پر بارش کا پانی گرتا ہے تو اس مردہ اور بنجر زمین میں جان آجاتی ہے اور اس میں چیزوں کو اگانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے، تو تم نے دیکھا کہ ایک زمین جو پہلے بالکل مردہ اور نا کارہ تھی اب وہ زندہ ہوگئی اور اسمیں اگانے کی صلاحیت پیدا ہوگئی بالکل اسی طرح جب تم سب مر جاو گے تو تمہیں بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا، تمہارے لئے اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک فرشتہ صور لے کر آسمان اور زمین کے درمیان کھڑا ہے، پھر جب وہ صور پھونکنے کا تب آسمانوں اور زمین میں کوئی زندہ باقی نہیں رہے گا مگر وہی جسے اللہ زندہ رکھنا چاہے، پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے پانی بھیجے گا جیسے آدمی کا پانی (نطفہ) ہوتا ہے پھر اس پانی سے جسم اور گوشت بننے لگیں گے، جیسے زمین سے کھیتی اگتی ہے، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہی آیت پڑھی اِنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیْحَ اِلٰی (الدر المنثور۔ ج، ۷، ص، ۸) بارش

سے پہلے ہواؤں کے بھیجے جانے کا ذکر قرآن مجید کی متعدد آیات میں موجود ہے۔ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۵۷ میں کہا گیا وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا لِّمَنْ يَشَاءُ مِنْ رَحْمَتِهِ اور وہ ایسا ہے کہ اپنی رحمت کی بارش سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ سورۃ الحجر کی آیت نمبر ۲۲ میں کہا گیا وَارْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاسْتَقْبَلَكُمُوهُ ؕ وَمَا اَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ اور ہم بھیجتے ہیں جو جھل ہوائیں پھر آسمان سے پانی برسا کر وہ تمہیں پلاتے ہیں اور تم اس کا ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ دیکھو! اگر تم عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اللہ کی عبادت کرو اور اس سے عزت مانگو، ان بتوں کی عبادت کرنے سے تمہیں کچھ نہیں ملے گا البتہ ذلت تمہارے حصے میں آئے گی وَتَعَزُّوْا مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِلُ مَنْ تَشَاءُ (آل عمران ۲۶) اور تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس عمدہ کلام یعنی توحید، اذکار و نماز وغیرہ ہی چڑھتے ہیں یعنی پہنچتے ہیں، ان اعمال کو وہ قبول کرتا ہے، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے بھی فرمایا اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا اللہ پاک ہے اور صرف پاک کو ہی قبول کرتا ہے۔ (مسلم ۱۰۱۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی مسلمان بندہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَحْمَدٍ وَاَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ کہتا ہے تو ملائکہ اسے اپنے قبضہ میں لے لیتے ہیں پھر اسے اپنے بازو کے نیچے دبا لیتے ہیں اور اسے لے کر آسمان کی جانب چڑھتے ہیں، جب بھی کسی فرشتے کے پاس سے انکا گذر ہوتا ہے تو ہر فرشتہ ان کلمات کے کہنے والے کیلئے مغفرت کی دعا مانگتا ہے ایسے ہی کرتے کرتے وہ اللہ کے پاس ان کلمات کو لے کر پہنچ جاتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے یہی آیت اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ پڑھی۔ (الدر السعوی۔ ج، ۷، ص، ۸) جو لوگ ان اعمال صالحہ کو چھوڑ کر برے اعمال، جیسے، شرک کرنا، ریا کرنا، سوودینا یا دیگر گناہ کے کام کرنا تو ایسا کرنے والوں کو قیامت کے دن سخت سزا دی جائے گی اور انکے یہ برے عمل ملیا میٹ ہو جائیں گے یعنی انہیں اسکا کوئی نفع نہیں ملے گا۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ سے مراد ریا کرنے والے ہیں اور وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُورُ میں بھی مکر سے مراد ریا کاری ہے۔ (الدر السعوی۔ ج، ۷، ص، ۹) کہ اس ریا کاری کا فائدہ قیامت کے دن کچھ نہیں ملے گا بلکہ وہ انکا دکھاوا ان کیلئے بیکار جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۷۲﴾ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جوڑے جوڑے بنا دیا ﴿فاطر ۱۱﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ط وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثَى وَلَا تَضَعُ اِلَّا

بِعَلْبِهِ وَمَا يُعْتَبِرُ مِنْ مُعْتَبِرٍ وَلَا يُنْقَضُ مِنْ عُمْرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ طَرَانٌ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ اور اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا مِّن تُرَابٍ مِّثًى سے ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ پھر نطفے سے ثُمَّ جَعَلَكُمْ پھر اس نے تم کو بنایا اَزْوَاجًا جُوڑے جُوڑے وَمَا تُحْمِلُ اور نہیں حاملہ ہوتی مِنْ اُنْثَى کوئی مادہ وَلَا تَضَعُ اور نہ وہ جنتی ہے اِلَّا بِعَلْبِهِ مگر اس کے علم کے ساتھ وَمَا يُعْتَبِرُ اور نہیں عمر دیا جاتا مِنْ مُعْتَبِرٍ کوئی عمر دیا جانے والا وَلَا يُنْقَضُ اور نہ کسی کی جاتی ہے مِنْ عُمْرِهِ اس کی عمر سے اِلَّا فِي كِتَابٍ مگر وہ ہے کتاب میں اِنَّ ذٰلِكَ بِلَا شِبْهِ يٰۤاٰلِیَۤہٗٓ اَلْبٰسِ عَلٰی اللّٰہِ اللہ پر یَسِیْرٌ نہایت آسان ہے

ترجمہ:- اور اللہ ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تم کو جوڑا جوڑا بنا دیا اور کوئی عورت نہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے اور نہ کسی بڑی عمر والے کو عمر دی جاتی ہے اور نہ اس کی عمر کم کی جاتی ہے مگر (سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے بیشک یہ اللہ کو آسان ہے۔

تشریح:- اس آیت میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے۔
- ۲۔ پھر اس نے تمہیں جوڑے جوڑے بنا دیا۔
- ۳۔ کسی عورت کو جو کوئی حمل ہوتا ہے اور جو کچھ وہ جنتی ہے وہ سب کچھ اللہ کے علم سے ہوتا ہے۔
- ۴۔ کسی عمر رسیدہ کو جتنی عمر دی جاتی ہے اور اسکی عمر میں جو کمی ہوتی ہے وہ سب ایک کتاب میں درج ہے۔
- ۵۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

اس آیت میں بھی انسان کی پہلی پیدائش کی مثال دے کر اللہ تعالیٰ یہ سمجھا رہے ہیں کہ تم سب کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ ہی تو ہے جس نے سب سے پہلے انسان کو مٹی سے پیدا فرمایا، یہاں مٹی سے پیدا فرمایا اس لئے کہا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے ہی پیدا فرمایا جو ہم سب کے باپ ہیں، تو باپ کو مٹی سے پیدا کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ اس باپ کی تمام اولاد بھی مٹی ہی سے پیدا کی گئی ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی پیدائش کا سلسلہ انسان ہی کے نطفہ پر منحصر کر دیا کہ ماں اور باپ کا نطفہ جب ملتا ہے تو حمل ٹھہرتا ہے، اسی حمل کے نتیجے میں انسان کی پیدائش ہوتی ہے اور اب پیدائش میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک ہی جنس کو پیدا نہیں فرمایا بلکہ دو الگ الگ جنس اس نے پیدا فرمائے مرد و عورت یعنی نر اور مادہ جو کہ ایک دوسرے کے جوڑے ہیں اسی طرح اللہ کا نظام چلا رہا ہے اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

دنیا کے سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے پیدائش کا ثبوت سورۃ آل عمران کی آیت نمبر

۵۹ سے ملتا ہے اِنَّ مَثَلَنَا عِنْدَ اللّٰہِ اَنَّمَا عَلِیۡمٌ اَدَمٌ طَخَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فِیۡکُوۡنُ اللّٰہُ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہو ہو حضرت آدم علیہ السلام کی جیسی ہے جسے مٹی سے بنا کر کہہ دیا کہ ہو جا پس وہ ہو گیا۔ سورۃ حج کی آیت نمبر ۵ میں بھی انسانوں کی پیدائش کی تفصیل بیان کی گئی ہے یٰۤاٰیُّہَا النَّاسُ

إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبُعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُّخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ لَوْ كُنَّا إِلاَّ رُحْمًا إِلاَّ نَحْنُ لَكُم مَّا كُنَّا بِأَعْيُنِكُمْ حَافِظِينَ لِكُلِّ شَيْءٍ وَهِيَ عِندَ رَبِّهِمْ كَالْحَصْبَاءِ الْعُذْلِيِّاتِ وَتَوَلَّىٰ ذُرِّيَّتَهُمْ إِذْ يَبْغُونَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُرَكَاءَ فِي دِينِكُمْ وَإِذَا تُبْعِثُوا فِي الْأَرْضِ كَانْتُمْ فِيهَا إِخْوَتًا مَّا يَكْفُرُ بَعْضُكُم لِبَعْضٍ أَن كَانُوا آبَاءَ آبَاءِكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَكُنْتُمْ أَجْسَادًا كَانِتُمْ كَلْبًا مِّنْ لَّدُنَّا يَكْفُرُ الْإِنْسَانُ لِمَ يَكْفُرُ إِذْ خُلِقَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَكُنَّ عِضًّا وَنَضِيبًا كَذَّابًا أَفَلَا يَدْرِكُ أَجْرَهُ يَوْمَ يُنْفَخُ الْعَذَابُ أَفَلَا يَرَىٰ أَنَّا جَعَلْنَا آلَآءَ الْغَدَقِ رِجَالًا مُّجْرِمِينَ يَحْمِلُونَ أَوْثَارَ الْبِاطِلِ أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ أَعْيُنُهُمْ الْغُلُوبُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُجْرِمُونَ

انے نہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے پھر جے ہوئے خون سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو صورت دیا گیا تھا اور وہ بے نقشہ تھا یہ ہم تم پر ظاہر کر دیتے ہیں۔ پھر جب انسان پیدا ہو جاتا ہے تو وہ کتنی عمر پائے گا؟ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا کہ کسی کو لمبی عمر عطا کی گئی تو کسی کو مختصری زندگی عطا کی گئی، کوئی سو سو سال تک زندہ رہتا ہے تو کوئی دس بیس سال یا پھر کوئی پیدا ہونے ہی فوت ہو جاتا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے کیا ہوا ہے اس میں کسی انسان کا کوئی دخل نہیں ہے، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کے لئے لمبی عمر لکھ دی گئی وہ اپنی اس عمر کو پہنچ کر ہی رہتا ہے، کیونکہ یہ کتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اس لئے وہ اس متعین عمر سے نہ ایک لمحہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ ہی ایک لمحہ پیچھے، جو عمر متعین ہے اسی کے بقدر جیتتا ہے، ایسے ہی جسکی زندگی مختصر لکھی گئی وہ اسی مختصر زندگی کو گذار کر اس دنیا کو چھوڑ جاتا ہے۔ (الدر المنثور - ج، ۷، ص، ۱۱) حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ انسان کی عمر اسی وقت لکھ دیتا ہے جب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، پھر جب اسکی ماں اسے جنتی ہے تو وہ اپنی اس لکھی ہوئی عمر کو پہنچ کر رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی عمر ایک جیسی نہیں لکھی۔ (الدر المنثور - ج، ۷، ص، ۱۱) اور حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نطفہ مان کے پیٹ میں چالیس یا پینتالیس دن کا ہو جاتا ہے تو ایک فرشتہ اسکے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ اے رب! یہ نیک ہوگا یا بد بخت ہوگا؟ پھر جو بھی اللہ طے کرتا ہے وہ لکھ دیا جاتا ہے، پھر اسکے بعد وہ فرشتہ کہتا ہے کہ اے رب! یہ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟ پھر جو اللہ کا حکم ہوتا ہے وہ لکھ دیا جاتا ہے، پھر اسکے بعد امکا عمل اور کتنا چینیے گا اور کب مرے گا اور اسے کتنا رزق ملے گا؟ سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے اور صحیفہ کو لپیٹ دیا جاتا ہے اسکے بعد اس میں نہ کی ہوتی ہے اور نہ ہی زیادتی۔ (مسلم ۲۶۴۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو کچھ بندوں کی عمروں کا طے کرنا ہے چاہے وہ لمبی ہو یا کم یہ سب اللہ لئے آسان ہے، تو جب یہ اللہ کے لئے آسان ہے تو پھر تم کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھانے میں اسے کیا مشکل ہوگی؟

﴿درس نمبر ۱۷۵﴾ دودر یا برابر نہیں ہوتے ﴿قاطر ۱۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِنْ كُلِّ تَاكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَعْرِجُونَ جَلِيَّةً تَلْبَسُونَهَا، وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاحِرَ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ، وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَمَا اور نہیں يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ برابر دریا ہذا اَعْدَبُ یہ ایک میٹھا فُرَاتٌ خوب میٹھا سَائِغٌ آسان ہے شَرَابُهُ اس کا پینا وَهَذَا اور یہ مِلْحٌ اَجَاجٌ کھار ساخت کڑوا وَمِنْ كَلْبٍ اور ہر ایک میں سے تَأْكُلُونَ تم کھاتے ہو لَحْمًا طَرِيًّا تازہ گوشت وَتَسْتَعْرِجُونَ اور تم نکالتے ہو حِلْيَةً زیورات تَلْبَسُونَهَا انہیں تم پہنتے ہو وَتَرَى اور آپ دیکھیں گے الْفُلْكَ کشتیوں کو فِيهِ اس میں مَوَاحِرَ پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں لِتَبْتَغُوا تاکہ تم تلاش کرو مِنْ فَضْلِهِ اس کے فضل سے وَاعْلَمُوا اور تاکہ تم تَشْكُرُونَ شکر کرو

ترجمہ:- اور دونوں دریا (مل کر) یکساں نہیں ہو جاتے یہ تو میٹھا ہے پیاس بجھانے والا جس کا پانی خوشگوار ہے اور یہ کھاری ہے کڑوا اور سب سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جسے پہنتے ہو اور تم دریا میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ (پانی کو) پھاڑتی چلی آتی ہیں تاکہ تم اس کے فضل سے (معاش) تلاش کرو اور تاکہ شکر کرو۔

تشریح:- اس آیت میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ دو دریا برابر نہیں ہوتے۔ ۲۔ ایک ایسا میٹھا ہوتا ہے کہ اس سے پیاس بجھتی ہے۔

۳۔ پینے میں میٹھا، خوشگوار ہے تو دوسرا کڑوا نمکین۔

۴۔ ہر ایک سے تم مچھلیوں کا تازہ گوشت کھاتے ہو۔

۵۔ وہ زیور نکالتے ہو جو تمہارے پہننے کے کام آتا ہے۔

۶۔ تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ پانی کو پھاڑ کر چلتی ہیں۔

۷۔ تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو۔ ۸۔ تاکہ شکر گزار بنو۔

اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت اور قدرت و طاقت کو ثابت کرنے کے لئے مختلف دلیلیں پیش فرما رہے ہیں کہ سب سے پہلے یہ دیکھو کہ سمندر و قسم کے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں حالانکہ پانی دونوں میں بھی ہے مگر دونوں کے پانیوں کی خاصیت الگ الگ ہے، ایک سمندر کا پانی میٹھا اور مزیدار ہوتا ہے کہ جب انسان اسے پیتا ہے تو اسے اچھا لگتا ہے اور اسکی پیاس بھی بجھ جاتی ہے اور دوسرے سمندر کا پانی ایسا کڑوا اور کھارا ہوتا ہے کہ انسان اسے اپنی زبان پر رکھنا بھی پسند نہیں کرتا، لیکن ہر دو سمندروں میں اللہ تعالیٰ نے مچھلیاں پیدا فرمائی ہیں کہ جنکا گوشت سب کھاتے ہیں، چاہے وہ کھارے پانی والے سمندر کی مچھلیاں ہوں یا میٹھے پانی والے سمندر کی مچھلیاں، ان ساری مچھلیوں سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے اور انہی سمندروں سے موتیاں نکلتی ہیں جن سے انسان اپنی خوبصورتی کے لئے زیور بناتا ہے اور پہنتا ہے، اسی طرح ان سمندروں پر تم کشتیاں چلاتے ہو اور دریا کا سفر اس سمندر کے ذریعہ طے کرتے ہو اور تجارت کرتے ہو جن سے تم روزی روٹی تلاش کرتے ہو، یہ ساری چیزیں تم اس سمندر سے حاصل کرتے ہو، یہ سب اللہ تعالیٰ نے کیوں بنایا؟ اس لئے

کہ تم ان چیزوں پر غور کرو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ یقیناً ہم صرف اس ایک چیز سے اتنے فائدے حاصل کرتے ہیں تو دنیا میں ایسی سینکڑوں چیزیں ہیں جن سے ہم فائدہ حاصل کرتے ہیں، جن چیزوں کا بنانے والا وہ ایک اللہ ہے لہذا ہمیں اس ایک اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمارے لئے اتنی نعمتیں پیدا فرمائی ہیں۔ حضرت سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ **وَمَنْ كُلِّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا** سے مراد مچھلی ہے اور **وَتَسْتَخْرِجُونَ جَلِيَّةً تَلْبَسُونَهَا** سے مراد کھارے سمندر سے نکلنے والی موتیاں ہیں۔ (الدر المسطور - ج، ۷، ص، ۱۴) اور امام ابو جعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بھی **وَمَنْ كُلِّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا** سے مراد مچھلی ہی لیا ہے۔ (تفسیر طبری - ج، ۲۰، ص، ۴۴۹)

سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۴ میں بھی قدرت کی اس نشانی کا تذکرہ کیا گیا ہے **وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِيَتَأْكَلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ جَلِيَّةً تَلْبَسُونَهَا** اور دریا بھی اسی نے تمہارے بس میں کر دیئے ہیں کہ تم اس میں سے نکلا ہوا تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے اپنے پہننے کے زیورات نکال سکو۔ سورۃ فرقان کی آیت نمبر ۵۳ میں کہا گیا **وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَجِجْرًا مَحْجُورًا** اور وہی ہے جس نے دو سمندر آپس میں ملار کھے ہیں، یہ ہے بیٹھا اور مزید اور یہ ہے کھاری کڑوا اور ان دونوں کے درمیان ایک حجاب اور مضبوط اوٹ کر دی۔ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۶۱ میں بھی یہ مضمون اس طرح ہے **أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَابِي وَمَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ إِنْ تَدْعُوهُ لَعَاقِبَةُ الْأُمَمِ ۗ لِيَتَدَعُوا رَبَّهُمْ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ** کیا وہ جس نے زمیں کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان روک بنا دی کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے بلکہ ان میں سے اکثر جانتے ہی نہیں۔ یہ اور اس قسم کی آیتوں پر غور کرنے سے رب ذوالجلال کی قدرت اور اس کی وحدانیت کا علم و احساس ہوتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۲﴾ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں ﴿قاطر ۱۳-۱۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يُوجِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوجِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۗ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلًّا يَجْرِئُ لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ ذَٰلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۗ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطَابٍ ۗ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دَعَاءَكُمْ ۗ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۗ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بَشِرْ كُمْ ۗ وَلَا يُنَبِّئُكُمْ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- یوجج وہ داخل کرتا ہے اللیل رات کو فی النهار دن میں ویوجج اور داخل کرتا ہے

النَّهَارِ دِنٍ كُو فِي الْبَيْتِ رَاتٍ مِي وَسَحَّرَ اور اس نے کام پر لگا دیا الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ سورج اور چاند کو کُلُّ
يَجْرِي هَرَايَكِ چل رہا ہے لِأَجْلِ مُسَمِّي اِيكِ وَتَمَّتْ مَقَرَّتَاكِ ذَلِكُمُ اللّٰهُ هِي اللّٰهُ هِي رَبُّكُمْ تمہارا
رَبُّ لَهٗ اِسِي كِي هِي الْمَلِكُ بَادِشَاهِي وَالَّذِينَ اور وہ جن کو تَدْعُونَ تم پکارتے ہو مِنْ حُونِهِ اس کے سوا
مَا يَمْلِكُونَ وہ اختيار نہیں رکھتے مِنْ قَظِيمٍ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کا اِنْ تَدْعُوهُمْ اگر تم پکارو ان کو لَا
يَسْمَعُوا وہ نہیں سنیں گے دُعَاءَكُمْ تمہاری پکار کو وَلَوْ اور اگر سَمِعُوا وہ سن بھی لیں مَا اسْتَجَابُوا
لَكُمْ وہ تمہیں جواب نہیں دیں گے وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ اور قیامت کے دِنٍ يَكْفُرُونَ وہ انکار کر دیں گے
بِشِرِّكُمْ تمہارے شرک کا وَلَا يُنَبِّئُكَ اور خبر نہیں دے گا آپ کو مِثْلُ خَبِيرٍ مانند خوب خبردار کے

ترجمہ:- وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور (وہی) دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے
سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا ہے ہر ایک ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اسی کی
بادشاہی ہے اور جن لوگوں کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی تو (کسی چیز کے) مالک
نہیں ۰ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری نہ سنیں اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری بات کو قبول نہ کر سکیں اور قیامت کے دن
تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے اور (اللہ) باخبر کی طرح تم کو کوئی خیر نہیں دے گا۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں۔

۲۔ اس نے سورج اور چاند کو کام پر لگایا ہے۔

۳۔ ان میں سے ہر ایک کسی مقررہ میعاد کے لئے رواں دواں ہیں۔

۴۔ یہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے۔ ۵۔ ساری بادشاہی اسی کی ہے۔

۶۔ اے چھوڑ کر جن جھوٹے خداؤں کو تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

۷۔ اگر تم انکو پکارو گے تو وہ تمہاری پکار سنیں گے ہی نہیں۔

۸۔ اگر سن بھی لیں تو وہ تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکیں گے۔

۹۔ قیامت کے دن وہ خود تمہارے شرک کی تردید کریں گے۔

۱۰۔ جس ذات کو تمام باتوں کی مکمل خبر ہے اسکے برابر تمہیں کوئی اور صحیح بات نہیں بتائے گا۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرما رہے ہیں اور ان معبودانِ باطل کی حقیقت کو بھی
بیان کر رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو کہ وہ اللہ تعالیٰ جسکی سب کو عبادت کرنی چاہئے وہ ایسی قدرت
والا ہے کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں، جس سے کبھی رات لمبی ہوتی ہے تو کبھی دن لمبا ہوتا

ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے رات دن میں داخل ہوتی ہے تو دن کا حصہ لمبا ہوتا ہے جیسا کہ ہم موسم گرما میں دیکھتے ہیں کہ دن لمبا ہو جاتا ہے، ایسے ہی جب دن کو رات میں داخل کرتا ہے تو رات کا وقت بڑھ جاتا ہے اور اس رات کے حصہ میں زیادتی ہوتی ہے جیسا کہ سردیوں کے دنوں میں ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے اور یہ رات اور دن کی ایک حد مقرر ہے کہ وہ اس حد کو پار نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس حد میں کمی کر سکتے ہیں بلکہ جس قدر ان کے لئے کام مقرر کیا گیا ہے وہ اتنا ہی کرتے ہیں نہ زیادہ اور نہ کم۔

اسی طرح سورج اور چاند بھی اللہ کے حکم سے مامور ہیں وہ بھی اپنے مقررہ وقت پر نکلتے ہیں اور مقررہ وقت پر غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں لگے ہوئے ہیں اس میں انکا کوئی بس نہیں چلتا کہ اپنی مرضی سے آئیں اور اپنی مرضی سے جائیں، تو جسکے حکم سے یہ ساری چیزیں کام کر رہی ہیں وہی تم سب کا بھی رب ہے اور وہی تمام مخلوقات کا بادشاہ بھی ہے چاہے وہ انسان ہوں یا جن، حیوانات ہوں یا جمادات و نباتات، چاند و سورج ہوں یا زمین و آسمان سب کے سب اسی رب ذوالجلال کی ملکیت ہیں ان سب پر اسی کا حکم چلتا ہے اور وہ عظیم ذات جسکے قبضہ میں سب کچھ ہے، اس کو چھوڑ کر تم جن معبودوں کو پکارتے ہو وہ تمہارے کسی کام کے نہیں ہیں حتیٰ کہ وہ کھجور کی گٹھلی کے اوپر جو باریک سی پرت ہوتی ہے اتنی معمولی سی چیز بھی بنا نہیں سکتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ”قطمیر“ عموماً چھلکے کو کہتے ہیں لیکن لفظ اسکے معنی اس پرت کے ہیں جو گٹھلی کے اوپر ہوتی ہے۔ (الدر السنور۔ ج۔ ۷۔ ص۔ ۱۳)

آگے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ تمہارے باطل معبود ایسے ہیں کہ اگر تم انہیں اپنی مدد کے لئے یا کسی اور مقصد کے لئے پکارو گے تو انکے اندر اتنی بھی صلاحیت نہیں ہے کہ وہ تمہاری پکار کو سن سکیں، یہ اتنے بے بس و لاچار ہیں اور اگر بالفرض سن بھی لیں جو کہ محال ہے تب بھی یہ لوگ تمہاری باتوں کا جواب نہیں دے سکتے اور ہاں! تم اس دنیا میں جو انکی عبادت کر رہے ہو اور سمجھ رہے ہو کہ یہ ہمیں عذاب سے بچائیں گے یا ہماری سفارش کریں گے ایسا کچھ ہونے والا نہیں ہے بلکہ جب قیامت کا دن ہوگا اور جن معبودوں کی تم عبادت کرتے ہو جب اللہ بولنے کی صلاحیت عطا کرے گا تو وہ لوگ اس وقت تمہارے شرک کی تردید کریں گے کہ ہمیں کچھ نہیں معلوم کہ یہ لوگ کس کی عبادت کرتے تھے؟ اور ہم نے بھی ان سے یہ نہیں کہا تھا کہ تم ہماری عبادت کرو، یہ ہے تمہارے معبودوں کا حال مگر دوسری طرف وہ مالک الملک رب کائنات ہے جسے سب کچھ پتا ہے کہ تم کیا کرتے تھے؟ کیا کرو گے اور کیا کرنے والے ہو؟ وہ تمہیں بتائے گا سب کچھ کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے؟۔ امام سدی علیہ الرحمہ نے کہا کہ **إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ** کا مطلب یہ ہے کہ یہ باطل معبود اس شخص کی دعا نہیں سن سکتے جو اللہ کو چھوڑ کر ان سے دعا مانگتا ہے اور انکی عبادت کرتا ہے اور فرمایا کہ **وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ** کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ بالفرض تمہاری دعا سن بھی لیں تب بھی یہ لوگ تمہاری کسی قسم کی بھلائی کے ذریعہ مدد نہیں کر پائیں گے اور **وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ** کا مطلب

یہ ہے کہ تم جن معبودوں کی عبادت کر رہے ہو وہ معبود اسکا انکار کریں گے کہ انہوں نے ہماری عبادت نہیں کی یا یہ کہ ہم نے انہیں اپنی عبادت کرنے کو نہیں کہا تھا۔ (الدر السعوی، ج ۷، ص ۱۵)

﴿درس نمبر ۱۷۲﴾ اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو ﴿فاطر ۱۵-۱۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ إِنْ يَشَاءُ يُدْهِبْكُمْ وَيَأْتِ
بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ: - يَا أَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ تم سب محتاج ہو اِلَى اللَّهِ اللہ کے وَاللَّهُ اور اللہ
هُوَ الْغَنِيُّ وہی ہے بہت بے نیاز الْحَمِيدُ لائق حمد و ثنا إِنْ يَشَاءُ اگر وہ چاہے يُدْهِبْكُمْ تمہیں لے جائے
وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ اور لے آئے ایک نئی مخلوق وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ کچھ مشکل
ترجمہ: - لوگو! تم (سب) اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے پرواہ سزاوار حمد (و ثنا) ہے ۝ اگر چاہے تو تم
کو نابود کر دے اور نئی مخلوقات لا آ باد کرے ۝ اور یہ اللہ کو کچھ مشکل نہیں۔

تشریح: - ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو۔ ۲۔ اللہ بے نیاز ہے وہ ہر تعریف کا بذات خود مستحق ہے۔

۳۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور ایک نئی مخلوق وجود میں لے آئے۔

۴۔ یہ کام اللہ کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے لوگو! تم سب اللہ ہی کے محتاج ہو، اسلئے کہ اسکے علاوہ کسی میں کائنات کو چلانے
کی طاقت و قدرت نہیں ہے جیسا کہ تم نے اے مشرکوں! پچھلی آیتوں میں دیکھ لیا کہ تم جن معبودوں کی عبادت کرتے
ہو وہ بھی کسی کام کے نہیں ہیں، نہ تمہاری دعا کو وہ لوگ سن سکتے ہیں اور نہ اسے پورا کرنے کی ان میں کوئی طاقت
ہے وہ بھی اللہ ہی کے محتاج ہیں اور تم سب بھی، لیکن وہ اللہ کسی کا محتاج نہیں وہ سب سے بے نیاز ہے وہ سب کو عطا
کرنے والا ہے اسے عطا کرنے والا کوئی نہیں، وہی سب کو پالنے والا ہے اسکے مقابلے میں کوئی نہیں، لہذا اسی اللہ
کی عبادت کرو جسکے اختیار میں سب کچھ ہے، تمہارا جینا، مرنا، روزی، روٹی، صحت و بیماری، زندگی اور موت، نفع اور
نقصان، کامیابی اور ناکامی سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر تم اس سے مانگو گے تو تمہیں دیا جائے گا کسی اور سے
مانگو گے تو شرمندگی اٹھانی پڑے گی اور اگر تم لوگ ان شرکیہ کاموں سے باز نہیں آو گے تو اللہ تعالیٰ تم سب کو موت
دے گا اور تمہیں فنا کر کے تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آئیگا جو صرف اسی کی عبادت کرے گی، اللہ کو تمہاری عبادت
کی کوئی ضرورت نہیں، تم نہیں تو کوئی اور اسکی عبادت کرے گا، اسلئے اگر تم اسکی عبادت کرو گے تو اسکا فائدہ تمہیں خود

ہوگا اور یہ سب کچھ کرنا یعنی تمہیں موت دیکر دوسری قوم کو لانا اللہ کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے کیونکہ اسی نے تم سب کو پیدا کیا ہے تو پھر سے تمہیں موت دینا اور تمہاری جگہ دوسروں کو لے آنا اسکے لئے آسان کام ہے جیسا کہ تم نے دیکھ لیا کہ تم سے پہلے کتنی قومیں اس دنیا میں گذری ہیں جنکا آج اس دنیا میں نام و شان تک باقی نہیں ہے ایسا ہی تمہارا حال بھی ہوگا۔ اس لئے اس اللہ سے ڈرو جو اونچی شان والا ہے اور سب کا مالک ہے اور اسی کی عبادت کرو اور اپنے گناہوں سے بچی تو بے کر کے اسی کی طرف لوٹو، اس سے پہلے کہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کیا جائے۔

﴿درس نمبر ۱۷۲۸﴾ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ﴿فاطر ۱۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ جُنْحِهَا لَا يُجْمَلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۗ وَمَن تَزَلَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَلَّىٰ لِنَفْسِهِ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَلَا تَزِرُ اور بوجھ نہیں اٹھائے گا وَازِرَةٌ کوئی بوجھ اٹھانے والا وَزْرَ أُخْرَىٰ دوسرے کا بوجھ وَإِن تَدْعُ اور اگر بلائے گا مُثْقَلَةٌ کوئی بوجھ لدا شخص إِلَىٰ جُنْحِهَا اپنے بوجھ کو لَا يُجْمَلُ اٹھایا نہیں جائے گا مِنْهُ اس میں سے شَيْءٌ کچھ بھی وَلَوْ كَانَ اگرچہ وہ ہو ذَا قُرْبَىٰ قریبی رشتے داری إِنَّمَا تُنذِرُ بس آپ تو ڈراتے ہیں الَّذِينَ ان لوگوں کو جو يَخْشَوْنَ ڈرتے ہیں رَبَّهُمْ اپنے رب سے بِالْغَيْبِ بن دیکھے وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ اور وہ نماز قائم کرتے ہیں وَمَن اور جو تَزَلَّىٰ پاک ہو گیا فَإِنَّمَا يَتَزَلَّىٰ تو بس وہ پاک ہوتا ہے لِنَفْسِهِ اپنے ہی لئے وَإِلَى اللَّهِ اور اللہ ہی کی طرف الْمَصِيرُ لوٹ کر جانا ہے

ترجمہ:- اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور کوئی بوجھ میں دبا ہوا اپنا بوجھ بٹانے کو کسی کو بلائے تو کوئی اس میں سے کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ قرابت داری ہو (اے پیغمبر!) تم انہی لوگوں کو نصیحت کر سکتے ہو جو بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے اور نماز بالالتزام پڑھتے ہیں اور جو شخص پاک ہوتا ہے اپنے ہی لئے پاک ہوتا ہے اور (سب کو) اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

تشریح:- اس آیت میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

۲۔ جس کسی پر بڑا بوجھ لدا ہوا ہو اگر وہ کسی اور کو اس بوجھ کے اٹھانے کی دعوت دیکتا تو وہ اس میں سے کچھ بھی

اٹھا نہیں پائے گا اگرچہ کہ وہ قریبی رشتہ داری کیوں نہ ہو۔

- ۳۔ اے پیغمبر! آپ انہی لوگوں کو خبردار کر سکتے ہو جو اپنے رب کو بغیر دیکھے ڈرتے ہیں۔
 ۴۔ جنہوں نے نماز بھی قائم کی ہو۔ ۵۔ جو شخص پاک ہوتا ہے وہ اپنے فائدے کے لئے ہی پاک ہوتا ہے۔
 ۶۔ آخر کار سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ جب تم سب مر کر دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اور اپنے حساب و کتاب کے لئے جب اللہ تعالیٰ کے پاس آؤ گے تو اس وقت جس پر گناہ کا جو بوجھ ہے وہی اس بوجھ کو اٹھائیں گے، دوسروں کے گناہ کا بوجھ اپنے سر پر کوئی نہیں لے گا چاہے وہ باپ ہو یا بیٹا، بیوی ہو یا شوہر، دوست ہو یا کوئی اور رشتہ دار کوئی اس وقت کسی کے کام نہیں آئے گا۔ ہر ایک کو اپنے گناہوں کی ٹکڑی ہوگی کہ کہیں میرے ایک گناہ کی وجہ سے مجھے دوزخ میں نہ ڈال دیا جائے، اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ** کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اگر کوئی کسی کو بلاتا ہے کہ میرے اس گناہ کو تم اپنے سر لے لو تو وہ اس سے انکار کر دے گا اگرچہ کہ باپ ہی اپنے بیٹے کو کیوں نہ بلائے کہ اے بیٹے! میں نے اس دنیا میں تمہارے ساتھ کس قدر حسن سلوک کیا؟ اور تمہاری ہر خواہش پوری کی آج تم میری کچھ مدد کر دو، میرے اس گناہ کے بوجھ کو اپنے سر لے لو تب وہ بیٹا اپنے باپ سے کہے گا کہ مجھے بھی وہی ڈر ہے جو آپ کو ہے کہ اگر میرا کوئی گناہ بڑھ گیا تو مجھے جہنم میں جانا نہ پڑے اس لئے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا، **أَلَا يَجِزِي وَالِدٌ عَنِ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنِ وَالِدِهِ شَيْئًا** (سورہ لقمان ۳۳) نہ باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے گا اور نہ ہی بیٹا اپنے باپ کے۔ حضرت ابو مرثضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر میرے والد سے کہا کہ کیا یہ تمہارا لڑکا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کہہ رہے ہو؟ تو میرے والد نے کہا ہاں! میں اسکی گواہی دیتا ہوں کہ یہ میرا بیٹا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکی اس بات پر مسکرائے کیونکہ آپ کو یہ معلوم تھا کہ میں انکا بیٹا ہوں کیونکہ میری شہادت اس جیسی تھی اور انہوں نے اس بات پر قسم کھائی تھی اس وجہ سے اور فرمایا کہ اسکے جرم سے تمہیں کوئی نقصان (قیامت کے دن) نہیں ہوگا اور نہ ہی تمہارے جرم سے اسے کوئی نقصان ہوگا، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی **وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ** (ابوداؤد ۴۴۹۵) اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو پڑوسی اپنے پڑوسی سے چمٹ جائے گا اور کہے گا کہ اے رب! اس سے پوچھئے کہ وہ مجھ سے اپنا دروازہ کیوں بند کیا کرتا تھا اور کافر بھی قیامت کے دن مومن سے چمٹ جائے گا اور کہے گا کہ اے مومن! میرا تجھ پر احسان تھا اور تو جانتا ہے کہ میں دنیا میں کیسا تھا؟ تو آج مجھے تیری ضرورت ہے، اس پر مومن بندہ اللہ سے اسکی سفارش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کافر کے عذاب کو تھوڑا سا ہلکا کر دے گا مگر وہ جہنم میں ہی رہیگا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ باپ اپنے

بیٹے سے کہے گا کہ اے بیٹے! میں دنیا میں تیرا کیسا والد تھا؟ تو وہ اپنے باپ کی تعریف کرے گا یعنی بہت اچھے والد تھے، اس پر وہ باپ کہے گا کہ اے بیٹے! آج مجھے تیری نیکیوں میں سے ذرہ برابر نیکی کی ضرورت ہے تاکہ میں اس عذاب سے بچ جاؤں، اس پر بیٹا کہے گا کہ اے ابا جان! یقیناً آپ نے بہت معمولی سی چیز مانگی ہے مگر میں آپ کو نہیں دے سکتا مجھے بھی وہی خوف ہے جو آپ کو ہے، یہ سن کر وہ باپ اپنی بیوی سے کہے گا کہ اے میری زوجہ! میں دنیا میں تیرا کیسا شوہر تھا؟ اس پر وہ بیوی اسکی تعریف کرے گی کہ بہت اچھے شوہر تھے، اسکے بعد وہ اپنی بیوی سے بھی ایک ذرہ برابر نیکی مانگے گا اس پر وہ بیوی بھی وہی جواب دے گی جو بیٹے نے دیا، پھر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ جِذْلِهَا أَوْ لِيٍّ يُوْجِهُ بِرَدِّ الْقِيَامَتِ** کے دن کسی کو اپنا بوجھ اٹھانے کیلئے بلائے گا تو کوئی اسکا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (الدر المنثور - ج، ۷، ص، ۱۷) اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرما رہے ہیں کہ اے محمد! تم اس عذاب سے ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہو جو کہ قیامت کے دن کے اللہ کی سزاؤں سے اسے بغیر دیکھے ڈرتے ہوں، انہوں نے مجھے دیکھا تو نہیں لیکن انکا ایمان مجھ پر ہے اس کتاب پر ایمان لانے کی وجہ سے جو میں نے بھیجی ہے اور وہ آپ پر بھی ایمان لانے والے ہیں، اس لئے ایسے لوگوں کو اس دن کے عذاب سے ڈرانا فائدہ مند ہوتا ہے نہ کہ اس لوگوں کو جو قیامت کے دن کو سچائی نہیں سمجھتے اور یہ لوگ جو اللہ سے ڈرتے ہیں وہ اسکے دئے گئے احکامات کو بھی پورا کرتے ہیں یعنی نماز وغیرہ ادا کرتے ہیں اور یہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں، گناہوں سے توبہ کرتے ہیں، اللہ کی اطاعت کر کے اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کر رہے ہیں تو اسکا فائدہ انہی لوگوں کو ہوگا کہ یہ لوگ قیامت کے عذاب سے بچ جائیں گے اور اس دنیا کو چھوڑ کر ایک دن سب کو اللہ کی طرف جانا ہے اس دن انہیں اس عبادت کا فائدہ ہوگا اور جو لوگ ایمان نہیں لائے اور اپنے کفر میں ہی رہے ایسے لوگوں کو اس دن عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۷۲۹﴾ مومن اور کافر برابر نہیں ہو سکتے ﴿ناظر ۱۹-۲۰-۲۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝ وَلَا الظُّلُمُتُ وَلَا النُّورُ ۝ وَلَا الظُّلُّ وَلَا الْحُرُورُ ۝
وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن
فِي الْقُبُورِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَمَا يَسْتَوِي اور برابر نہیں ہو سکتا الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ اندھا اور دیکھنے والا وَلَا الظُّلُمُتُ اور نہ اندھیرے وَلَا النُّورُ اور نہ روشنی وَلَا الظُّلُّ اور نہ سایہ وَلَا الْحُرُورُ اور نہ دھوپ

وَمَا يَسْتَوِي اور نہیں برابر ہو سکتے الْأَحْيَاءُ زندهے وَلَا الْأَمْوَاتُ اور نہ مردے إِنَّ اللَّهَ بے شک اللہ يُسْبِعُ سناودیتا ہے مَنْ يَشَاءُ جسے چاہتا ہے وَمَا أَنْتَ بِمُسْبِعٍ اور آپ نہیں سنا سکتے مَّنْ ان کو جو فِي الْقُبُورِ قبروں میں ہیں

ترجمہ:- اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں ○ اور ناندھیر اور روشنی ○ اور نہ سایہ اور دھوپ ○ اور نہ زندے اور مردے برابر ہو سکتے ہیں اللہ جس کو چاہتا ہے سناودیتا ہے اور تم ان کو جو قبروں میں مدفون ہیں نہیں سنا سکتے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں چھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔

۲۔ ناندھیر اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں۔

۳۔ نہ ہی سایہ اور دھوپ برابر ہو سکتے ہیں۔

۴۔ زندہ لوگ اور مردے برابر نہیں ہو سکتے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بات سناودیتا ہے۔ ۶۔ تم انکو بات نہیں سنا سکتے جو قبروں میں پڑے ہیں۔

ان آیتوں میں چند مثالیں دیکر ہدایت اور گمراہی نیز مومن اور کافر میں جو فرق اور تضاد ہے بیان کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اندھے اور دیکھنے والے شخص کی مثال دیکر فرمایا کہ ایک اندھا جو دیکھ نہیں سکتا اور ایک بینا ہے جو سب کچھ دیکھ سکتا ہے یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک آدمی اپنی نظروں سے سب کچھ دیکھ سکتا ہے اور دیکھ کر اپنی رائے اور اپنا راستہ منتخب کر سکتا ہے مگر دوسری جانب ایک نابینا ہے جو کچھ بھی نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی اپنے راستے کا انتخاب کر سکتا ہے، اسی طرح ایک مومن جو اپنے ایمان کی دولت سے ہدایت کے راستے کو دیکھتا ہے یہ کام وہ کافر نہیں کر سکتا، اس لئے کہ وہ تو نابینا ہے، اسکے پاس ایمان کی روشنی نہیں ہے جس سے وہ ہدایت کا راستہ دیکھ سکے جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومن اور کافر کے لئے دی ہے کہ جیسے یہ اور وہ برابر نہیں ہو سکتے ایسے ہی مومن اور کافر برابر نہیں ہو سکتے۔ (الدر المنثور - ج، ۷، ص، ۱۷) اس طرح کی مثالیں قرآن مجید کی دیگر آیات میں بھی دی گئی ہیں۔ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۷۶ میں کہا گیا وَصَرَّبَ اللَّهُ مَعَالًا زُجُلِينَ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَى مَوْلَاهُ أَيْمَانًا وَجِهَةً لَّآيَاتٍ بِمِغْرَابٍ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان کرتا ہے دو شخصوں کی جن میں سے ایک تو گولگا ہے اور کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے کہیں بھی اسے بھیجا جائے وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا کیا یہ شخص اور وہ جو عدل کا حکم دیتا ہے اور ہے بھی سیدھی راہ پر کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً برابر نہیں ہو سکتے۔ سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۱۶ میں بھی یہ مضمون اس طرح ہے: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ کہہ دیجئے کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتا ہے؟ کیا اندھیریاں اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح روشنی اور اندھیرا برابر نہیں ہو سکتے کہ روشنی میں تو انسان اپنے سارے کام اچھے طریقے سے انجام دے سکتا ہے مگر اندھیرے میں وہ کوئی کام نہیں کر سکتا ایسے ہی ایمان کی مثال ایک روشنی کی سی ہے اور کافر کی مثال اندھیرے کی طرح ہے اور یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے ایک کا مقام تو اللہ کے نزدیک اونچا ہے اور دوسرے کا کم سے کم تر، اور نہ ہی سایہ اور دھوپ برابر ہو سکتے ہیں، اس لئے کہ سایہ تو راحت پہنچاتا ہے اور دھوپ کی شدت سے آدمی پریشان ہوتا ہے۔ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ سے مراد کافر اور مومن ہے وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ سے مراد کفر اور ایمان ہے اور وَلَا الظُّلُ وَلَا النُّورُ سے مراد جنت اور جہنم ہے۔ (الدر المنثور - ج، ۷، ص، ۱۸) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زندہ اور مردہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے یعنی جن کے دل زندہ ہیں اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے اور اللہ کی نازل کردہ کتاب کی سچائی کو ماننے کی وجہ سے ان کا درجہ تو بلند سے بلند تر ہے اور جن کے دل مردہ ہیں کفر کے ان پر غالب ہونے کی وجہ سے تو وہ اللہ کے حکموں اور ان چیزوں کے درمیان فرق نہیں کر سکتے جس سے انکو روکا گیا۔ ان کا تورب ذوالجلال کے پاس کوئی درجہ اور مقام ہی نہیں ہے۔ یہ تمام کی تمام مثالیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مومن اور کافر کے لئے دی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کی اہمیت مومن کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ سورۃ ہود کی آیت نمبر ۲۴ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی طرح کا مضمون بیان فرمایا مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَى وَالْبَصِيرِ وَالسَّبِيحِ طَهْلُ يَسْتَوِينَ مَثَلًا ان دو لوگوں کی مثال جیسے کہ اندھے اور بہرے، بینا اور سننے والے کی طرح ہیں تو کیا یہ دونوں مثال میں برابر ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی بات جسے چاہے سنا سکتا ہے مگر آپ مردہ قوموں کو اپنی بات نہیں سنا سکتے، اس آیت کے دو مطلب مفسرین نے بیان کئے ہیں۔ پہلا مطلب یہ ہے کہ یہاں سنانے سے مراد ہدایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے ہدایت سے نوازا سکتا ہے، جسے چاہے وہ سیدھے راستے کی ہدایت دے سکتا ہے مگر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسا نہیں کر سکتے آپ کی بات تو وہی مانتے ہیں جو اللہ کو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں جیسا کہ پچھلی آیت میں بیان فرمایا گیا لیکن آپ ایسے شخص کو ہدایت کے راستے پر نہیں لاسکتے جنکے دل کفر کی وجہ سے مردہ ہو چکے ہوں کہ اب ان پر آپ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور آپ کا کام بھی کسی کو ہدایت پر لانا نہیں ہے یہ تو اللہ کا کام ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے بلکہ آپ کا کام تو لوگوں کو جہنم سے ڈرانا اور جنت کی بشارتیں سنانا اور ہمارا پیغام ان تک پہنچانا ہے، امام زحلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب التفسیر الممیر (ج، ۲۲، ص، ۲۵۵) میں بھی مطلب اس آیت کا بیان فرمایا اور دوسرا مطلب جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا وہ یہ کہ اس آیت سے مراد مردوں کو سنانے اور نہ سنانے سے ہے (الدر المنثور - ج، ۷، ص، ۱۸) جس کی تفصیل سورۃ نور کی آیت نمبر ۵۲ میں گزر چکی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۳﴾ کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی خبردار کرنے والا نہ آیا ہو ﴿قاطر ۲۳-۲۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِن أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۝ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۝
وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
وَبِالزُّبُرِ ۚ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۝ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- **إِن أَنْتَ** نہیں ہیں آپ **إِلَّا نَذِيرٌ** مگر ڈرانے والے **إِنَّا** بلاشبہ ہم نے **أَرْسَلْنَاكَ** بھیجا ہے آپ کو **بِالْحَقِّ** حق کے ساتھ **بَشِيرًا** خوشخبری دینے والا **وَنَذِيرًا** اور ڈرانے والا **وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ** اور نہیں کوئی امت **إِلَّا خَلَا** مگر گزرا ہے **فِيهَا** اس میں **نَذِيرٌ** ایک ڈرانے والا **وَإِنْ** اور اگر **يُكَذِّبُوكَ** وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں **فَقَدْ كَذَّبَ** تو تحقیق جھٹلایا تھا **الَّذِينَ** ان لوگوں نے جو **مِنْ قَبْلِهِمْ** ان سے پہلے ہوئے **جَاءَتْهُمْ** آئے تھے اس کے پاس **رُسُلُهُمْ** ان کے رسول **بِالْبَيِّنَاتِ** واضح دلیلوں کے ساتھ **وَبِالزُّبُرِ** اور صحیفوں کے ساتھ **وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ** اور روشن کتاب کے ساتھ **ثُمَّ أَخَذْتُ** پھر میں نے پکڑ لیا **الَّذِينَ** ان لوگوں کو جنہوں نے **كَفَرُوا** کفر کیا **فَكَيْفَ كَانَ** تو (دیکھو) کیسے (نازل) ہوا (اس پر) **نَكِيرِ** میرا عذاب

ترجمہ:- تم تو صرف ہدایت کرنے والے ہو ۝ ہم نے تم کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے

والا بھیجا ہے اور کوئی امت نہیں مگر اس میں ہدایت کرنے والا گزر چکا ہے ۝ اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں تو جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی تکذیب کر چکے ہیں ان کے پاس ان کے پیغمبر نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آتے رہے ۝ پھر میں نے کافروں کو پکڑ لیا سو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب کیسا ہوا؟۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ آپ تو بس خبردار کرنے والے ہیں۔

۲۔ ہم نے آپ کو حق بات دے کر اس طرح بھیجا ہے کہ آپ خوشخبری دو اور خبردار کرو۔

۳۔ کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی خبردار کرنے والا نہ آیا ہو۔

۴۔ اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے بھی انبیاء کو جھٹلایا ہے

۵۔ ان کے پیغمبران کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر، صحیفے لے کر اور روشنی پھیلانے والی کتاب لے کر آئے تھے۔

۶۔ پھر جن لوگوں نے انکار کی روش اپنائی تھی میں نے انہیں پکڑ میں لے لیا۔

۷۔ اب دیکھو کہ میری سزا کیسی تھی؟

نبی رحمت ﷺ کا کیا کام ہے؟ یہاں بیان فرمایا گیا ہے کہ آپ کا کام تو لوگوں کو جہنم سے ڈرانا ہے اگر وہ لوگ نافرمانی کریں۔ کیونکہ ہم نے آپ کو بھیجا ہی ہے حق بات دیکر کہ آپ اس حق بات یعنی ایمان باللہ اور شریعت کو لوگوں کے سامنے بیان کریں اور کلام اللہ کے ذریعہ ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنائیں اور بے ایمانوں کو اور برے اعمال کرنے والوں کو جہنم سے ڈرائیں اور ایسا بھی نہیں کہ یہ ذمہ داری صرف آپ پر ڈالی گئی ہو بلکہ آپ سے پہلے جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام تھے ان سب پر بھی یہی ذمہ داری ڈالی گئی تھی کہ ہر امت میں ہم نے ایسا ڈرانے والا بھیجا ہے، جیسا کہ سورہ نحل کی آیت نمبر ۳۶ میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا لَّهُم لَعْنَةُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِهِ فَإِنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ۔ سورہ الصافات کی آیت نمبر ۷۲ میں کہا گیا وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنذِرِينَ جن میں ہم نے ڈرانے والے رسول بھیجے تھے۔ ابن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے پاس ایک نبی بھیجا سوائے عرب کے کہ انکے پاس نبی رحمت ﷺ سے پہلے کوئی نبی نہیں آیا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۴، ص، ۳۴۰) اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تسلی دیتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ دیکھو! ان تمام چیزوں کے آپ کے پاس آنے اور آپ کو نبی بنا کر بھیجنے کے بعد جب آپ ان کفار قریش کو اسلام کی طرف بلائیں اور یہ لوگ اسلام قبول نہ کریں اور آپ کو نبی ماننے سے انکار کریں اور جھٹلائیں تو آپ ان کی اس حرکت سے مایوس نہ ہوں کیونکہ ہر امت کے لوگوں نے اپنے انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام ان کے پاس کھلے کھلے معجزات اور واضح کتاب یعنی تورات، زبور، انجیل وغیرہ کہ جس میں انکے لئے سب کچھ رہنمائی تھی لے کر آئے تب بھی ان لوگوں نے ان انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا یعنی انہیں ماننے سے انکار کیا۔ اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے کا انجام یوں بیان کیا گیا وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هَلْ يَخْلُدُونَ فِيهَا فِيهَا وَبئس المصير (التغابن ۱۰) اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی جہنمی ہیں جو جہنم میں ہمیشہ رہیں گے وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ سورہ الملک کی آیت نمبر ۱۸ میں کہا گیا وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تو دیکھو! ان پر میرا عذاب کیسا ہوا؟ سورہ المرسلات میں متعدد بار یہ بات کہی گئی ہے کہ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے وَيَلْ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ۔ جب یہ لوگ اپنی اس حرکت پر اڑے رہے، انبیاء کرام علیہم السلام کے لاکھ سمجھانے کے باوجود ان کا کہنا نہ مانا اس وقت ہم نے انکی گرفت کی اور انہیں سخت عذاب میں مبتلا کیا جس کی گواہی انکی ویران بستیاں دے رہی ہیں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح کا عذاب ہم نے ان پر بھیجا تھا؟ یہ تو دنیا میں انکے لئے سزا کو جلدی بھیجا گیا اور آخرت میں تو انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا، لہذا اگر آپ کی امت بھی اس طرح کرے گی اور آپ کا کہنا نہیں مانے گی تو ہم بھی اسے اسی طرح عذاب دیں گے۔

﴿درس نمبر ۱۷۳۱﴾ ہم نے پانی کے ذریعہ رنگ برنگے پھل اگائے ﴿فاطرہ ۲۷۷-۲۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۖ فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۗ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ مَّيْضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ۗ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ۙ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰه بلاشبہ اللہ نے اَنْزَلَ نازل کیا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً آسمان سے پانی فَأَخْرَجْنَا پھر ہم نے نکالے یہ اس کے ذریعے سے ثَمَرَاتٍ ایسے پھل مُخْتَلِفًا مختلف ہیں أَلْوَانُهَا ان کے رنگ وَمِنَ الْجِبَالِ اور پہاڑوں میں جُدَدٌ گھاٹیاں ہیں مَيْضٌ سفید اور سرخ مُخْتَلِفٌ مختلف ہیں أَلْوَانُهَا ان کے رنگ وَغَرَابِيبُ سُودٌ اور بہت گہرے سیاہ وَمِنَ النَّاسِ اور انسانوں میں سے وَالدَّوَابِّ اور جانوروں وَالْأَنْعَامِ اور چوپایوں مُخْتَلِفٌ مختلف ہیں أَلْوَانُهُ ان کے رنگ كَذٰلِكَ اسی طرح اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰه بس ڈرتے ہیں اللہ سے مِنْ عِبَادِهِ اس کے بندوں میں سے الْعُلَمَاءُ علماء ہی اِنَّ اللّٰه بلاشبہ اللہ عَزِيزٌ خوب غالب ہے غَفُورٌ بہت بخشنے والا ہے

ترجمہ:- کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے مینہ برسایا تو ہم نے اس سے طرح طرح کے رنگوں کے میوے پیدا کئے اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگوں کے قطعات ہیں اور (بعض) کالے سیاہ ہیں انسانوں اور جانوروں اور چارپایوں کے بھی کئی طرح کے رنگ ہیں اللہ سے تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں بیشک اللہ غالب (اور) بخشنے والا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا؟

۲۔ پھر ہم نے اسکے ذریعہ رنگ برنگے پھل اگائے۔

۳۔ پہاڑوں میں بھی ایسے کھڑے ہیں جو رنگ برنگ سفید، سرخ اور کالے سیاہ ہیں۔

۴۔ انسانوں، جانوروں اور چوپایوں میں بھی ایسے ہیں جنکے رنگ مختلف ہیں۔

۵۔ اللہ سے اسکے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔

۶۔ یقیناً اللہ صاحب اہتمام بھی ہے اور بہت بخشنے والا بھی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو آسمان سے پانی برساتا ہے اور پھر اس پانی

کے ذریعہ مختلف رنگوں کے پھل اگاتا ہے جیسے کے ہرے، سفید، لال، پیلے وغیرہ کہ یہ پھل رنگ میں مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ مزے میں بھی مختلف ہوتے ہیں کہ ہر ایک پھل کا مزہ دوسرے پھل سے جدا جدا ہوتا ہے، ایسے ہی اس نے پہاڑوں کو بھی پیدا کیا جن کی رنگتیں مختلف ہیں جیسے کہ بعض پہاڑ سفید ہوتے ہیں تو بعض لال اور بعض بہت کالے اور جس طرح یہ پھل اور پہاڑ مختلف رنگ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں، جانوروں اور چوپایوں کو بھی مختلف رنگوں والا بنایا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی انسان گورا ہوتا ہے تو کوئی کالا، کوئی سرخی مائل ہوتا ہے تو کوئی گندمی رنگ کا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ ہر کسی کی ایک ہی قسم ہے یعنی پہاڑ ہو یا پھل ہو یا انسان مگر اس میں ہر ایک کا رنگ، نسل، مزہ اور خصوصیت سب ایک دوسرے سے الگ ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ **مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا** سے مراد یہ کہ لال، سفید، ہر اور کالا وغیرہ یہ مختلف رنگ پھلوں وغیرہ کے ہیں تو اسی طرح لال، کالا، سفید یہ انسانوں اور جانوروں کے رنگ ہیں۔ (الدر المسطور - ج، ۷، ص، ۱۹) سورہ روم کی آیت نمبر ۲۲ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَالاخْتِلَافُ اَللَّسِنَتِكُمْ وَالْوَالِدَاتُ كُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی كِی قَدْرَت كِی نَشَانِیوں مِیْن سَے آسْمَانوں اور زَمِیْن كِی پِیْدَا ش كِی هَے اور تِهَارے رَنگ اور زَبَانوں كَا مَخْتَلَف هُونَا هَے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی رحمت ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ کیا آپ کا رب رنگتا بھی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اوہ رنگ بھی ایسا کہ جو پھیکا نہ پڑے، لال، پیلا اور سفید۔ (مسند البزار - ج، ۱۱، ص، ۳۰۴) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو بن دیکھے جو ڈرتا ہے وہ عالم ہوتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اور اسکی وحدانیت کا پورا پورا علم ہوتا ہے، یہی علم اسے اللہ سے ڈرنے پر مجبور کرتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ علماء وہ ہوتے ہیں کہ جنہیں یہ پتا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ (الدر المسطور - ج، ۷، ص، ۲۰) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم زیادہ باتوں کو جاننے کا نام نہیں ہے بلکہ علم اللہ سے ڈرنے کا نام ہے۔ (الدر المسطور - ج، ۷، ص، ۲۰) حضرت حیان التیمی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ عالم تین طرح کے ہوتے ہیں۔ (۱) جو اللہ کو اور اسکے احکامات کو جانتا ہو (۲) جو اللہ کو جانتا ہو مگر اللہ کے احکامات سے واقف نہ ہو (۳) جو اللہ کے احکامات کو جانتا ہو مگر اللہ کو نہ جانتا ہو یعنی اس کی قدرت کو، تو جو عالم اللہ اور اسکے احکامات کو جانتا ہو وہ ایسا ہوتا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اور اللہ کے حدود یعنی حلال و حرام اور فرائض سے بھی واقف ہے، اور جو عالم اللہ کو جانتا ہے لیکن اسکے احکامات سے واقف نہیں تو ایسا عالم اللہ سے تو ڈرتا ہے لیکن اسکے حدود و فرائض کو نہیں جانتا اور جو عالم اللہ کے احکامات کو جانتا ہے لیکن اللہ کی قدرت سے غافل ہو تو ایسا عالم اللہ کے حدود و فرائض سے تو واقف ہوتا ہے لیکن اللہ سے نہیں ڈرتا۔ (الدر المسطور - ج، ۷، ص، ۲۰) اور حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آدمی کے عالم ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور آدمی کے جاہل ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ**

اسے اسکے عمل پر فخر ہو۔ (سنن الدارمی ۳۲۲:۳) اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اللہ سے ڈرنے والا اور اسکے احکامات پر عمل کرنے والا بنائے آمین۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو اللہ کے ساتھ کفر کرے گا اور اسکے نبی کو جھٹلائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے اسکا انتقام لینے پر قادر ہے اور لے کر رہے گا، لیکن اگر کوئی اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اللہ کی جانب رجوع کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

پھلوں کی پیدائش کا ذکر مختلف آیات میں موجود ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۲ میں ہے وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی۔ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۵۷ میں کہا گیا فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ پھر اس بادل سے ہم نے پانی برسایا پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالے۔ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۹۹ میں کہا گیا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتٍ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرَجُ مِنْهُ حَبًّا مَاتًا وَرَبَا كَيْسًا اور وہ ایسا ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعہ ہر قسم کے نباتات کو نکالا پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ اس سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۷۳۲﴾ یہ لوگ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی نقصان نہیں اٹھائے گی ﴿فاطر ۲۹-۳۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبَوَّرَ ۚ لِيُؤْتِيَهُمْ أَجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۗ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ تلاوت کرتے ہیں كِتَابَ اللّٰهِ اللہ کی کتاب کی وَ أَقَامُوا الصَّلَاةَ اور نماز قائم کرتے ہیں وَأَنفَقُوا اور خرچ کرتے ہیں مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ ہم نے ان کو دیا سِرًّا وَعَلَانِيَةً پوشیدہ اور علانیہ يَرْجُونَ وہ امید کرتے ہیں تِجَارَةً ایسی تجارت کی لَّن تَبَوَّرَ جو ہرگز نقصان والی نہیں لِيُؤْتِيَهُمْ تا کہ ان کو پورے دے أَجُورَهُمْ ان کے اجر وَيَزِيدَهُم اور زیادہ دے ان کو مِّن فَضْلِهِ اپنے فضل سے إِنَّهُ بے شک وہ غَفُورٌ بہت بخشنے والا شَكُورٌ قدر دان ہے

ترجمہ:- جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ اس تجارت (کے فائدے) کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی ۝ کیونکہ اللہ ان کو پورا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی دے گا وہ تو بخشنے والا (اور) قدر دان ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

- ۱۔ جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔ ۲۔ جنہوں نے نماز کی پابندی رکھی۔
- ۳۔ ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے وہ نیکی کے کاموں میں خفیہ اور علانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں۔
- ۴۔ یہ لوگ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں، جو کبھی نقصان نہیں اٹھائے گی۔
- ۵۔ تاکہ اللہ ان کو ان کا پورا پورا اجر دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دے۔
- ۶۔ یقیناً وہ بہت بخشے والا، بڑا قادر دان ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب یعنی قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تاکہ اس میں بیان کئے گئے احکامات کا انہیں پتہ چلے اور پھر فرض نماز کی پابندی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو مال دیا ہے اس میں سے وہ لوگ چھپ چھپا کر اور دیکھ دکھا کر خرچ کرتے ہیں جبکہ دکھا کر دینے میں ریا کاری کی نیت نہ ہوتا کہ انہیں اس عمل کے بدلے میں ثواب ملے تو ایسے لوگوں کا یہ عمل گویا کہ ایک تجارت ہے اور تجارت بھی ایسی کہ اس تجارت میں کوئی نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے، اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ اگلی آیت میں بیان فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ جو بھی نیک عمل اس دنیا میں کریں گے انکے اس عمل کے بدلے میں جو ثواب انہیں ملنا چاہئے وہ ثواب انہیں پورا پورا عطا کیا جائے گا، ایک رتی برابر بھی انکے ثواب میں کمی نہیں آئے گی بلکہ اللہ تعالیٰ تو انہیں انکے اس ثواب میں اور زیادہ دیں گے کہ جس کے ساتھ انہوں نے یہ تجارت کی ہے وہ تو بڑا قادر دان ہے کہ انکے اس عمل کی اسکے پاس بڑی قدر و قیمت ہے اسی وجہ سے انکے عمل کے ثواب میں اضافہ کرے گا اور اگر اس عمل میں کچھ کوتاہی ہو جائے تو وہ اس کوتاہی سے صرف نظر کرے گا اور انہیں بخش دے گا۔ آج کل کے ماحول میں ہم سامان کی خرید و فروخت اور اس پر زیادہ مال ملنے کو تجارت سمجھتے ہیں جبکہ یہ حقیقی تجارت نہیں کیونکہ اس تجارت کے بدلے میں جو نفع ہمیں ملے گا وہ ختم ہونے والا ہے، باقی رہنے والا نہیں ہے، لیکن اسکے برخلاف حقیقی تجارت تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اس دنیا میں اپنے اعمال کے بدلے ثواب کا کمانا یہ اصل تجارت ہے جو کہ کبھی نقصان میں بھی نہیں جائے گی اور اس تجارت کا نفع بھی ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس تجارت پر نفع دینے والا اتنا مہربان ہے کہ جو نفع اس تجارت پر تجارت کرنے والے کو ملنا چاہئے اس سے بڑھ کر وہ اسے عطا کرتا ہے، تو انسان ہمیشہ وہی تجارت کرنے کا خواہش مند رہتا ہے جس میں نفع زیادہ ہو، اس لئے ہر کسی کو یہ تجارت کرنا چاہئے یعنی نیک اعمال کرنا، اللہ کی اطاعت کرنا اور گناہوں سے بچے رہنا چاہئے تاکہ آخرت کی زندگی پر سکون گذرے۔

رسول رحمت ﷺ کی زندگی کے مشن کا ایک اہم ترین حصہ تلاوت قرآن بھی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوں دعا کی تھی رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (البقرہ ۱۲۹) اے ہمارے رب! میں انہی میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری

آیتیں پڑھے انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے۔ سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۲ میں تلاوت قرآن کی افادیت یوں بیان کی گئی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۰ میں تلاوت کا اثر بیان کیا گیا إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان کے پاس توجہ بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ تھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ تلاوت قرآن کے بعد نماز کی پابندی کا ذکر کیا گیا۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۳۸ میں نمازوں کی پابندی کا حکم یوں دیا گیا حِفْظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔ نماز کی پابندی کے تذکرہ کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ذکر کیا گیا کہ پوشیدہ اور علانیہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب یوں دی گئی ہے اور اس پر بشارتیں بھی سنائی گئی ہیں۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۹۵ میں کہا گیا أَنْفَقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ تلاوت قرآن، پابندی نماز اور راہ خداوندی میں خرچ کرنے والے ایسی کامیاب اور نفع بخش تجارت میں اپنی توانائی صرف کر رہے ہیں جس میں نقصان کا امکان ہی نہیں ہے بلکہ نفع ہی نفع اور کامیابی ہی کامیابی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۳۳﴾ تلاوت قرآن، اقامتِ صلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت ﴿فاطر ۳۱-۳۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ۝ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۝ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ إِذِنَ اللَّهُ بِذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- وَالَّذِي اور وہ جو اَوْحَيْنَا ہم نے وحی کی إِلَيْكَ آپ کی طرف مِنَ الْكِتَابِ کتاب سے هُوَ الْحَقُّ وہ حق ہے مُصَدِّقًا تصدیق کرنے والی ہے لِّمَا اس کی جو بَيْنَ يَدَيْهِ اس سے پہلے سے إِنَّ اللَّهَ بے شک اللہ بِعِبَادِهِ اپنے بندوں کے ساتھ لَخَبِيرٌ البتہ خوب خبردار ہے بَصِيرٌ خوب دیکھنے والا ہے ثُمَّ أَوْرَثْنَا پھر ہم نے وارث کیا الْكِتَابِ کتاب کا الَّذِينَ ان لوگوں کو جنہیں اصْطَفَيْنَا ہم نے

چن لیا مِنْ عِبَادِنَا اپنے بندوں میں سے فَمِنْهُمْ پھر بعض تو ان میں سے ظالِمٌ ظلم کرنے والے ہیں لِنَفْسِهِ اپنے آپ پر وَمِنْهُمْ اور بعض ان میں سے مُقْتَصِدٌ میاں رو ہیں وَمِنْهُمْ اور بعض ان میں سے سَابِقٌ سبقت کرنے والے ہیں بِالْحَيَاتِ نیکوں میں بِإِذْنِ اللّٰهِ اللہ کے حکم سے ذٰلِكَ هُوَ یہی ہے وہ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ بہت بڑا فضل

ترجمہ:- اور یہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے برحق ہے اور ان (کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے کی ہیں بیشک اللہ اپنے بندوں سے خیر دار (اور ان کو) دیکھنے والا ہے O پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا تو کچھ تو ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور کچھ میاں رو ہیں اور کچھ اللہ کے حکم سے نیکوں میں آگے نکل جانے والے ہیں یہی بڑا فضل ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعہ جو کتاب بھیجی ہے وہ سچی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی آئی ہے۔

۲۔ یقیناً اللہ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر ہے، ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

۳۔ ہم نے اس کتاب کا وارث اپنے بندوں میں سے انکو بنایا جنہیں ہم نے چن لیا تھا۔

۴۔ ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔

۵۔ انہی میں سے کچھ ایسے ہیں جو درمیانی درجہ کے ہیں۔

۶۔ کچھ وہ ہیں جو اللہ کی توفیق سے نیکوں میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

۷۔ یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کی حقیقت اور سچائی بیان فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے جو کتاب آپ کی جانب وحی کی ہے اور جبرئیل علیہ السلام کے وسیلہ سے آپ تک پہنچایا ہے وہ کتاب بالکل حق اور سچی ہے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں، آپ پر اور آپ کی امت پر یہ ضروری ہے کہ اس کتاب پر عمل کریں اور اس کتاب میں جو مضامین بیان کئے ہیں اس پر ایمان بھی لائیں اور ایسا بھی نہیں ہے کہ اس کتاب سے پہلے ہم نے جتنی کتابیں بھیجی ہیں ان کتابوں میں اور اس کتاب میں الگ الگ باتیں بیان کی گئی ہوں، نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ ان کتابوں میں جو توحید اور عقائد بیان کئے گئے اس کتاب میں بھی وہی مضامین بیان کئے گئے ہیں، یہ کتاب اپنے سے پہلے بھیجی ہوئی تمام کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ قرآن مجید مصدق ہے یعنی گزشتہ آسمانی کتابوں کے حق ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں یہ بات بتلائی گئی ہے۔

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۴۱ میں کہا گیا **وَامِنُوا بِمَا آتَزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ** اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے تمہاری کتابوں کی تصدیق میں نازل فرمائی ہے۔ آیت نمبر ۸۹ میں کہا گیا **وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ** اور ان کے پاس جب اللہ تعالیٰ کی کتاب ان کی کتاب کو سچا کرنے والی آئی۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۳ میں کہا گیا **نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ** جس نے آپ پر حق کے ساتھ اس کتاب (قرآن مجید) کو نازل فرمایا جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اسی نے اس سے پہلے تورات اور انجیل کو اتارا ہے۔ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۴۸ میں کہا گیا **وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّبًا عَلَيْهِ** اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے۔ لہذا تم جو بھی کرو گے اسکی اللہ تعالیٰ کو پوری خبر ہے اسلئے ہر کام کے کرنے سے پہلے سوچ لیں کہ ہم جو کر رہے ہیں وہ غلط کام تو نہیں؟ اگر غلط ہوگا تو یہ کام اللہ سے چھپنے والا نہیں ہے اور اس پر ہمیں سزا بھی دیجائے گی، اللہ ہمارے اعمال سے باخبر بھی ہے اور دیکھنے والا بھی۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اب یہ سچی کتاب جو ہم نے نازل فرمائی اس کتاب کا وارث ہم نے ان لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اپنی عبادت کے لئے پسند فرمایا، ہم نے جنہیں پسند فرمایا اور چنا ہے ان لوگوں کی تین قسمیں ہیں، ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے کہلائیں گے اور دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو درمیانی اعمال کرتے ہیں یعنی گناہوں کا بھی ارتکاب ان سے ہوتا ہے اور نیکی کے کام بھی وہ لوگ انجام دیتے ہیں، اور تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور گناہوں سے دور بھاگتے ہیں یہ کام یہ لوگ اپنی طاقت کے بل بوتے پر نہیں بلکہ اللہ کی توفیق سے کرتے ہیں، اگر اللہ کی توفیق انہیں شامل حال نہ ہوتی تو یہ لوگ بھی نیکی کے کاموں کو انجام نہیں دے پاتے اور یہ ان لوگوں پر اللہ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں گناہوں کے کاموں سے دور رکھا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مختلف باتیں بیاں کی گئی ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن اس امت کے تین حصے ہونگے ایک حصہ ان لوگوں کا ہوگا جو جنت میں بلا حساب و کتاب چلے جائیں گے۔ دوسرا حصہ ان لوگوں کا ہوگا جنکا حساب آسانی سے لیا جائے گا اور تیسرا حصہ ان لوگوں کا ہوگا جو بڑے بڑے گناہ لے کر آئیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ملائکہ سے پوچھے گا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبکہ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے، پھر وہ فرشتے جواب دیں گے کہ ان لوگوں نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں سوائے شرک کے، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ انہیں میری رحمت کے آغوش میں داخل کر دو، پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی **ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْهُمْ جِزَاءً** (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۲۶۵) اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ سے مراد بائیں والے لوگ ہیں یعنی جنکا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ سے مراد داہنے والے لوگ ہیں یعنی جنہیں نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور سَابِقُ مِبَالِحَاتٍ سے وہ لوگ مراد ہیں جو تمام لوگوں سے آگے بڑھنے والے ہیں۔ (تفسیر طبری، ج ۲۰، ص ۲۶۷)

﴿درس نمبر ۱۷۳۲﴾ جنتیوں کو سونے کے کنگن اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا ﴿ناظر ۳۳-۳۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جَنَّتٌ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُجَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَوَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ۝ الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ ۖ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- جنت باغ میں عدن ہمیشہ رہنے کے یَدْخُلُونَهَا وہ ان میں داخل ہوں گے يُجَلَّوْنَ وہ پہنائے جائیں گے فِيهَا ان میں مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ سونے کے کنگن وَوَلُؤْلُؤًا اور موتی بھی وَلِبَاسُهُمْ اور ان کا لباس ہوگا فِيهَا ان میں حَرِيرٌ ریشمی وَقَالُوا اور وہ کہیں گے الْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں الَّذِي وہ جس نے أَذْهَبَ دور کر دیا عَنَّا الْحَزْنَ ہم سے غم إِنَّ رَبَّنَا بے شک ہمارا رب لَغَفُورٌ البتہ بہت بخشنے والا شَكُورٌ نہایت قدر دان ہے الَّذِي وہ جس نے أَحَلَّنَا ہمیں اتارا دَارَ الْمُقَامَةِ ہمیشہ رہنے کے گھر میں مِنْ فَضْلِهِ اپنے فضل سے لَا يَمَسُّنَا ہم کو نہیں پہنچتی فِيهَا اس میں نَصَبٌ کوئی تکلیف وَلَا يَمَسُّنَا اور ہمیں نہیں پہنچتی فِيهَا اس میں لُغُوبٌ کوئی تھکاوٹ

ترجمہ:- (ان لوگوں کے لئے) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کی پوشاک ریشمی ہوگی ۝ وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا بیشک ہمارا پروردگار بخشنے والا (اور) قدر دان ہے ۝ جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ کے رہنے کے گھر میں اتارا یہاں نہ تو ہم کو رنج پہنچے گا اور نہ ہمیں تھکان ہی ہوگی۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ ہمیشہ بسنے کے باغات ہیں جن میں وہ لوگ داخل ہوں گے۔

۲۔ وہاں انکو سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا۔

۳۔ انکا لباس وہاں پر ریشم کا ہوگا۔

۴۔ وہ کہیں گے کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے ہر غم کو دور کر دیا۔

۵۔ بے شک ہمارا پروردگار بہت بخشنے والا، بڑا قادر دان ہے۔

۶۔ جس نے اپنے فضل سے ہمیں ابدی ٹھکانے کے گھر میں لانا ہے۔

۷۔ جس میں نہ ہمیں کبھی کلفت چھو کر گزرے گی اور نہ کبھی کوئی تھکن پیش آئے گی۔

ان آیتوں میں ان منتخب بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کیا معاملہ ہوگا؟ بیان کیا جا رہا ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا وارث بنا کر انہیں اپنی عبادت کے لئے چنا ہے انہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ رہنے والے باغات میں داخل کرے گا جہاں وہ پرسکون زندگی گزاریں گے اور انہیں مختلف قسم کے سونے کے کنگن اور موتیوں کے زیورات پہنائے جائیں گے جس طرح سے دنیا میں بادشاہ لوگ پہنتے ہیں اس سے کہیں زیادہ حسین و جمیل زیور اللہ انہیں پہنائے گا اور ساتھ ہی بدن پر ریشم کا خوبصورت سالباس بھی ہوگا جبکہ ان ساری چیزوں سے اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں منع فرمایا تھا مگر آج یہ سب انکے لئے حلال ہوں گی اور وہ بھی خود اللہ کی جانب سے عطا کی جائیں گی۔ جنتیوں کو جو نعمتیں دی جائیں گی ان کا ذکر قرآن مجید کی مختلف آیات میں ہے۔ سورۃ الدھر کی آیت نمبر ۱۵ میں ہے وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِانْبِيَاءٍ مِّنْ فَضْلَةٍ وَالْاَكْوَابُ كَالْاَرِيَّا اور ان پر چاندی کے برتنوں اور ان جاموں کا دور کرایا جائے گا جو شیشے کے ہوں گے۔ آیت نمبر ۲۱ میں کہا گیا عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ مِّنْ سُندُسٍ خُضْرٍ وَاَسْتَبْرَقٍ وَحُلُوعًا وَاَسَاوِرَ مِّنْ فِضَّةٍ وَسَقَمُوعًا رَّسْمُهُمْ كَرَّابَا ظَهْوَرًا اں کے جسوں پر سبز باریک اور موٹے ریشمی کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن کا زیور پہنایا جائے گا اور انہیں ان کا رب پاک صاف شراب پلائے گا۔ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۲۳ میں کہا گیا: اِنَّ اللّٰهَ يَدْخُلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلَوْلُوعًا ط وِلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ (دوسری طرف) جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک کام کئے ہیں اللہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، جہاں انہیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے سجایا جائے گا اور جہاں ان کا لباس ریشم کا ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشم کا لباس پہنا وہ آخرت میں اسے ہرگز نہیں پہنے گا۔ (بخاری ۵۸۳۲) جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ فرمایا تو وہ لوگ کہہ اٹھیں گے کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا، بے شک ہم تو خطا کار تھے مگر ہمارے رب نے ہمیں معاف فرمایا اور ہمارے جو ٹوٹے پھوٹے عمل تھے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا بے شک وہ بڑا بخشنے والا اور قادر دانی کرنے والا ہے۔ بعض علماء تفسیر نے کہا کہ یہاں پر الحزن سے مراد دنیوی غم و پریشانی ہے، جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن پر موت کے وقت، قبر میں اور قبر سے اٹھانے جانے کے وقت وحشت و گھبراہٹ نہیں ہوگی، گویا کہ میں انہیں صور

پھونکے جانے کے وقت دیکھ رہا ہوں کہ وہ لوگ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے یہ کہہ رہے ہونگے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ ط اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَرِيْكُوْهُ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے غم کو دور کیا اور یقیناً ہمارا رب بخشنے والا اور قادر ہے۔ (الحجم الکبیر للطبرانی ۱۳۸۸۰) اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد انکے کئے ہوئے گناہوں کا غم ہے جو انہیں پریشان کر رہا تھا، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اور علانیہ اور چھپ کر اللہ کی کثرت سے عبادت کرتے تھے لیکن ان کے دلوں میں ان گناہوں کا خوف تھا جو ان سے پہلے ہو چکے تھے اور انہیں ڈرہوگا کہ اللہ انکی عبادتوں کو قبول کرے گا یا نہیں؟ لیکن جب اللہ انہیں معاف فرمادے گا تو یہ لوگ کہیں گے وَقَالُوْا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ اور کہیں گے کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا۔ بڑے مالک نے ہماری مغفرت فرمائی اور ہمارے تھوڑے سے عمل کی قدر دانی کی۔ (الدر السعور ج ۷، ص ۲۸) اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد دوزخ کا غم ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ (الدر السعور ج ۷، ص ۲۸) اور یہ لوگ کہیں گے کہ اس مالک نے ہمیں اپنے فضل سے ابدی ٹھکانہ میں جگہ عطا فرمائی کہ یہ ٹھکانہ ایسا ہے جہاں پر کسی قسم کی کلفت اور اکتاہٹ نہیں ہوگی اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی ٹھکان۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اونی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی رحمت ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! وہ نیند جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک دیتا ہے کیا یہ جنت میں بھی ہوگی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نیند موت ہی کی ایک شکل ہے اور جنت میں موت نہیں ہوگی، پھر اس آدمی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ پھر جنت میں راحت کے کیا سامان ہونگے؟ یہ بات نبی رحمت ﷺ کو بڑی معلوم ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں کسی قسم کی ٹھکان نہیں ہوگی وہاں راحت ہی راحت ہوگی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ جہاں نہ ہمیں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہم کو کوئی خشگی پہنچے گی۔ (البعث والنشور للہجرتی ۴۴۴)

﴿درس نمبر ۱۷۳﴾ دوزخی نہ ہی مرے گے اور نہ ہی ان کے عذاب میں کمی ہوگی ﴿قاطر ۳۶-۳۷﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ تٰرَ جَهَنَّمَ ؕ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَّلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذٰبِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كٰفُوْرٍ ۝ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا رَبَّنَا اٰخْرِجْنَا نَعْمَلْ صٰلِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلْ ؕ اَوَلَمْ نُعَبِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرْ فِيْهِ مَن تَذَكَّرْ وَّجَاءَكُمْ التَّذِيْرُ فَنُذِقُوْا مِمَّا لَلَّيْتُمْ مِّنْ نَّصِيْرٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَالَّذِينَ اور وہ لوگ جنہوں نے کَفَرُوا کفر کیا لہٰذا ان کے لئے نَارِ جَهَنَّمَ آتشِ جہنم ہے لَا يُقْطَعُ فیصلہ نہیں کیا جائے گا عَلَيْهِمْ ان پر فَيَمُوتُوا کہ وہ مرجائیں وَلَا يُخَفَّفُ اور نہ ہلکا کیا جائے گا عَنْهُمْ ان سے وَمِنْ عَذَابِهَا اس کا عذاب كَذَلِكَ اسی طرح فَجَزَىٰ جزی ہم بدلہ دیتے ہیں كُلِّ كَفُورٍ ہر ناشکرے کو وَهُمْ يَصْطَرِحُونَ اور وہ چلائیں گے فِيهَا اس میں رَبَّنَا اے ہمارے رب! أَخْرِجْنَا تو نکال ہم کو نَعْمَلْ ہم عمل کریں گے صَالِحًا نیک غَيْرَ الَّذِي نَدَّ کہ وہ جو كُنَّا نَعْمَلْ ہم عمل کرتے تھے أَوْلَمْ نُعْزِزْكُمْ کیا ہم نے تمہیں عمر نہیں دی تھی مَا يَتَذَكَّرُ اتنی کہ نصیحت پکڑ لیتا فِيهِ اس میں مَنْ تَذَكَّرَ وہ شخص جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا وَجَاءَ كُمْ اور آیا تمہارے پاس التَّذَكُّرُ ڈرانے والا فَذُوقُوا اب تم چکھو فَمَا پس نہیں ہے لِلظَّالِمِينَ ظالموں کے لئے مِنْ نَصِيرَةٍ کوئی مددگار

ترجمہ:- اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ انہیں موت آئے گی کہ مرجائیں اور نہ ان کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں O وہ اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو نکال لے (اب) ہم نیک عمل کیا کریں گے نہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو سوچنا چاہتا سوچ لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا تو اب مزے چکھو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے کفر کی روش اپنائی ہے اسکے لئے دوزخ کی آگ ہے۔

۲۔ تو ان کا کام تمام کیا جائے گا کہ وہ مر ہی جائیں اور نہ ان سے دوزخ کا عذاب ہلکا کیا جائے گا۔

۳۔ ہر ناشکرے کا فر کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

۴۔ وہ لوگ دوزخ میں چیخ پکار چائیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں باہر نکال دے تاکہ ہم جو کیا کرتے تھے انہیں چھوڑ کر نیک عمل کریں۔

۵۔ ان سے کہا جائے گا کہ کیا بھلا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس کو اس میں سوچنا، سمجھنا ہوتا تو وہ سمجھ لیتا؟

۶۔ تمہارے پاس خبردار کرنے والا بھی آیا تھا۔

۷۔ اب مزہ چکھو، کیونکہ کوئی نہیں ہے جو ایسے ظالموں کا مددگار بنے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے ہماری کتاب آنے کے بعد اس کتاب کو نہیں مانا اور ہمارا اور ہمارے رسول کا انکار کیا تو ایسے لوگوں کو جہنم کی دہکتی آگ میں پھینکا جائے گا کہ جس آگ میں بھینکے جانے کے باوجود انہیں موت نہیں آئے گی کیونکہ انہیں یہاں سزا دینا ہے اور اگر موت آجائے گی تو انہیں راحت مل جائے گی اس لئے

موت کو اللہ نے موت دے دی، وہاں نہ ہی جنتیوں کو موت آئے گی اور نہ دوزخیوں کو جیسا کہ پچھلی آیت کی تشریح میں ایک حدیث گزری ہے جس میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہاں موت نہیں ہے، لہذا ان لوگوں کو اسی عذاب میں ہمیشہ کے لئے وہاں رہنا ہوگا اور ایسا بھی نہیں کہ پہلے پہلے انہیں سخت عذاب ہوگا اور جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا انکے عذاب میں نرمی آئے گی بلکہ جس سختی والا عذاب انہیں اب دیا جا رہا ہے ہمیشہ ویسا ہی عذاب انہیں دیا جائے گا، یہ سزا ان کو اس لئے دی جا رہی ہے کہ انہوں نے ہمارے حکموں کو نہیں مانا حالانکہ ہم نے انہیں پیدا کیا، ہم نے انہیں رزق دیا، ہم نے انہیں راحت و سکون بخشا مگر اسکے باوجود انہوں نے ہمارا ہی کہنا نہیں مانا، تو جو ایسا ناشکر اور کافر ہوتا ہے اسکے لئے یہی لائق ہے کہ اسے اس عذاب میں ڈالا جائے، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اہل دوزخ ہیں وہ اسی میں رہیں گے، وہاں انہیں موت نہیں آئے گی اور نہ ہی سکون سے جی پائیں گے، لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں انکے گناہوں کے سبب دوزخ میں ڈالا جائے گا پھر انہیں وہاں موت آ جائے گی یہاں تک کہ وہ لوگ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے، پھر اسکے بعد انکے حق میں سفارش کرنے کی اجازت دی جائے گی، پھر جب سفارش کی جائے گی تو انہیں گروہ گروہ کر کے لایا جائے گا اور جنتیوں کے سامنے انہیں پھینکا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم ان پر جنت کا پانی ڈالو، جب ان پر جنت کا پانی ڈالا جائے گا تو وہ لوگ اس کوئلہ سے انسان بننے لگیں گے جیسا کہ ایک درخت سیلاب کے کچرے سے اگتا ہے۔ (المجامع الصغیر للسیوطی ۲۲۳۰:۲۲۳۰) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انہیں دوزخ میں اتنا سخت عذاب دیا جائے گا کہ اس عذاب کی تاب نہ لا کر وہ لوگ چیخنے، چلانے لگیں گے اور مدد کے لئے آواز لگانے لگیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس دوزخ سے نکال دیجئے، ہمیں معلوم ہو گیا کہ جو ہم کرتے تھے وہ سب کچھ غلط تھا، آپ ہمیں اس دوزخ سے نکال لیجئے اور ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجئے، وہاں جا کر ہم وہی کریں گے جو آپ کہیں گے، آپ کا ہی کہنا مانیں گے، آپ ہی کی عبادت کریں گے۔ انکی یہ باتیں سن کر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہاں یہ باتیں کہنے کا کچھ فائدہ نہیں، ہم نے دنیا میں تمہیں بہت وقت دیا تھا اگر اس وقت میں کوئی سدھرنا چاہتا تو سدھر جاتا مگر تم نے اسے ضائع کر دیا اور اس وقت کو ہماری نافرمانیوں میں گزارا، حالانکہ ہم نے تمہاری بھلائی کے لئے پیغمبروں کو بھیجا تھا اور وہ تمہیں اس دن کے عذاب سے آگاہ بھی کرتے تھے اسکے باوجود تم نے نصیحت حاصل نہیں کی اب تمہیں دوبارہ وہاں بھیج کر کیا فائدہ؟ لہذا اب اسی عذاب کا مزہ چکھتے رہو تم جیسے ظالموں کی یہی سزا ہے اور تمہیں اس سزا سے یہاں کوئی نہیں بچا سکے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لمبی عمر **أَوْلَهُ نُعُوْمٌ كُمْ** کا تذکرہ فرمایا، اس لمبی عمر سے کتنی عمر مراد ہے؟ اس بارے میں مختلف رائے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جو عمر اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو عطا کی وہ چالیس سال ہے اور ایسا ہی ابن مسروق رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ جب تم چالیس سال کے ہو جاؤ تو اللہ کے تعلق سے بہت ہی

مختاط رہو، اور ایک دوسری روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد ساٹھ سال ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج۔ ۲۰، ص۔ ۷۷، ۷۸) اسی سلسلہ میں انہوں نے ایک حدیث روایت فرمائی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو یہ آواز لگائی جائے گی کہ ساٹھ سال والے کہاں ہیں؟ اور فرمایا کہ یہ وہی عمر ہے جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **أَوَلَمْ نَعْتَبْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ**۔ الخ۔ (المجموع الصغیر للسيوطی ۱۷۸۱)

﴿درس نمبر ۱۷۳۶﴾ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پچھلے لوگوں کا جانشین بنایا ﴿فاطر ۳۸-۳۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ اللَّهَ عَلِمَ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرَهُمْ إِلَّا خَسَارًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- إِنَّ اللَّهَ بلاشبہ اللہ عَلِمَ جاننے والا ہے غَيْبِ پوشیدہ چیزیں السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ آسمانوں اور زمین کی إِنَّهُ بے شک وہ عَلِيمٌ خوب جانتا ہے بِذَاتِ الصُّدُورِ سینوں کے بھیدے هُوَ الَّذِي وہی ہے جس نے جَعَلَكُمْ تمہیں بنایا خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ جانشین زمین میں فَمَنْ كَفَرَ كُفْرُهُ نے کفر کیا فَعَلَيْهِ تو اسی پر ہوگا كُفْرُهُ اس کے کفر کا وَلَا يَزِيدُ اور زیادہ نہیں کرتا الْكَافِرِينَ کافروں کو كُفْرَهُمْ ان کا کفر عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے رب کے نزدیک إِلَّا مَقْتًا مگر ناراضی ہی میں وَلَا يَزِيدُ اور زیادہ نہیں کرتا الْكَافِرِينَ کافروں کو كُفْرَهُمْ ان کا کفر إِلَّا خَسَارًا مگر نقصان ہی میں

ترجمہ:- بیشک اللہ ہی آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے وہ تو دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے ۝ وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں (پہلوں کا) جانشین بنایا تو جس نے کفر کیا اس کے کفر کا ضرر اسی کو ہے اور کافروں کے حق میں ان کے کفر سے پروردگار کے ہاں ناخوشی ہی بڑھتی ہے اور کافروں کو ان کا کفر نقصان ہی زیادہ کرتا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بے شک اللہ آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ چیزوں کا علم رکھتا ہے۔

۲۔ بے شک وہ سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو خوب جانتا ہے۔

۳۔ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پچھلے لوگوں کا جانشین بنایا۔

۴۔ اب جو شخص کفر کرے گا تو اس کا کفر اسی پر پڑے گا۔

۵۔ کافروں کے لئے ان کا کفر انکے پروردگار کے پاس غضب کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا۔

۶۔ کافروں کو انکے کفر سے خسارہ کے سوا کسی چیز میں ترقی حاصل نہیں ہوتی۔

یہاں یہ حقیقت بیان کی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمام غیب کی باتوں کا علم ہے کل کیا ہونے والا ہے کس کے ذہن میں کیا چل رہا ہے اور کون اپنے دل میں کیا چھپائے ہوئے ہے؟ اسے سب کا علم ہے، اسے معلوم ہے کہ اگر تمہیں وہ دنیا میں دوبارہ بھیجے گا تو تم پھر سے وہی کام کرنے لگو گے وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهَوُوْا عَنْهُ وَانْتَهَمُوْا لَكٰذِبُوْنَ (الانعام ۲۸) اگر انہیں دوبارہ بھیجا جائے گا تو وہ لوگ انہی کاموں کو کرنے لگیں گے جن سے انہیں روکا گیا، یہ لوگ تو بالکل جھوٹے ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ دنیا میں نہیں بھیج رہے ہیں، اب اسی جہنم میں پڑے اپنے کئے کی سزائیں بھگتتے رہو، یہ تفسیر امام زحلی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب التفسیر المیر میں فرمائی (ج، ۲۲، ص، ۲۷۳) اور امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر کو عام رکھا اور فرمایا کہ اے انسانو! تم اپنے دلوں میں جو کچھ چھپاتے ہو وہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جو بری نیتیں تم اپنے دلوں میں رکھتے ہو اس سے بھی وہ اچھی طرح واقف ہے، وہ تم سے دور نہیں ہے وَتَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق ۱۶) ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں، کہ ہم اسکی ہر ہر حرکت سے خوب واقف ہیں، لہذا وہ ہمیں دور اور غائب سمجھ کر بد اعمالیوں میں نہ پڑ جائیں بلکہ انہیں چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں اور اسکی اطاعت میں لگے رہیں اور دل کو ہر شک و شبہ سے پاک رکھیں چاہے وہ شک اللہ کی وحدانیت سے متعلق ہو یا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے۔ (تفسیر طبری، ج، ۲۰، ص، ۴۷۹)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے نبی کی امت! ہم نے تمہیں اس زمین میں خلیفہ بنایا یعنی پچھلی قوموں یعنی قوم عاد و ثمود وغیرہ کے بعد اس زمین میں تمہیں بسایا، تو اب تمہیں چاہئے کہ پچھلے لوگ جن غلطیوں کا ارتکاب کرتے رہے تم ان چیزوں کو دیکھ کر سبق حاصل کرو اور انکی طرح غلط کاموں میں مت پڑ جاؤ، بعد میں آنے کا ایک فائدہ یہی ہوتا ہے کہ پہلے والوں کی غلطیوں سے بعد میں آنے والا نصیحت حاصل کرتا ہے تو اب تم بھی ان سے نصیحت حاصل کرو اور جس طرح ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اختیار کیا، نبی کی نبوت کا انکار کیا تو تم اس طرح نہ کرناور نہ تمہیں بھی وہی انجام بھگتنا پڑے گا جیسے کہ ان لوگوں کا ہوا، اور تمہارے اس کفر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی فرق آنے والا نہیں ہے بلکہ اس کفر کی سزا تم کو ہی ملے گی، اور اس کفر کے بدلہ جہنم کی آگ میں جھوٹکا جائے گا، تمہیں اس کفر کے بدلہ طرح طرح کی سزائیں دوزخ میں جھیلنی پڑیں گی اور اس کفر کی وجہ سے تم اللہ کے غضب و غضب کے مستحق ٹھہرو گے اور جس پر اللہ کا غضب برستا ہے تو وہ گھائے میں پڑ جاتا ہے کہ وہ جنت جیسی عظیم نعمت سے محروم ہو جاتا ہے، اس لئے عقل سے کام لو اور پچھلے لوگوں کے واقعات اور ان پر ہوئے عذاب کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۳﴾ کون ہے وہ جو آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے؟ ﴿فاطر ۲۱-۲۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَ كُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْاَرْضِ
أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اَمْ اَتَيْنَهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْهُ ؕ بَلْ اِنْ يَّعِدُ
الظّٰلِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا
وَلٰئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ مَّبْعُوْدٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- قُلْ کہہ دیجئے اَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَ كُمُ اپنے ان شریکوں کی الَّذِينَ تَدْعُونَ وہ جنہیں تم پکارتے ہو مِنْ دُونِ اللّٰهِ اللہ کے سوا اَرُونِي تم مجھے دکھاؤ مَاذَا خَلَقُوا کیا کچھ انہوں نے پیدا کیا ہے مِنَ الْاَرْضِ زمین سے اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ یا ان کا کوئی حصہ ہے فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں اَمْ اَتَيْنَهُمْ یا ہم نے ان کو دی کِتٰبًا کوئی کتاب فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ پس وہ کسی واضح دلیل پر ہیں مِّنْهُ اس میں سے بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُونَ بلکہ وعدہ نہیں دیتے ظالم بَعْضُهُمْ بَعْضًا ان کے بعض، بعض کو اِلَّا غُرُوْرًا مگر دھوکے ہی کا اِنَّ اللّٰهَ بلاشبہ اللہ ہی يُمْسِكُ تھامے ہوئے ہے السَّمٰوٰتِ آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو اَنْ تَزُوْلَا اس بات سے کہ وہ ٹل جائیں وَلٰئِنْ اور البتہ اگر زَالَتَا وہ دونوں ٹل جائیں اِنْ اَمْسَكَهُمَا نہیں روک سکے گا ان دونوں کو مِنْ اَحَدٍ کوئی بھی مِّنْ مَّبْعُوْدٍ اس کے بعد اِنَّهٗ بلاشبہ وہ كَانَ حَلِيْمًا ہے نہایت بردبار غَفُوْرًا بہت بخشنے والا

ترجمہ:- بھلا تم نے اپنے شریکوں کو دیکھا جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین سے کوئی چیز پیدا کی ہے یا (بتاؤ کہ) آسمانوں میں ان کی شرکت ہے یا ہم نے ان کو کتاب دی ہے تو وہ اس کی سدر رکھتے ہیں (ان میں سے کوئی بات بھی نہیں) بلکہ ظالم جو ایک دوسرے کو وعدہ دیتے ہیں محض فریب ہے ۝ اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے رکھتا ہے کہ ٹل نہ جائیں اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں جو ان کو تھام سکے بیشک وہ بردبار (اور) بخشنے والا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! ان سے کہو کہ تم اللہ کو چھوڑ کر جن جن گھڑت شریکوں کی پوجا کرتے ہو، ذرا مجھے دکھاؤ کہ

انہوں نے زمین کا کونسا حصہ پیدا کیا؟

۲۔ آسمانوں کی پیدائش میں انکی کوئی شرکت ہے؟

۳۔ یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دے رکھی ہے جسکی واضح ہدایت پر یہ لوگ قائم ہیں؟

۴۔ نہیں! بلکہ یہ ظالم لوگ ایک دوسرے کو خالص دھوکہ کی یقین دہانی کرتے آئے ہیں۔

۵۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ظلیں نہیں۔

۶۔ اگر وہ ٹل جائیں تو اسکے سوا کوئی نہیں جو انہیں تھام سکے۔ ۷۔ یقیناً اللہ بڑا بردبار، بخشنے والا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کے باطل معبودوں کی عبادت کرنے کو نامعقول بات قرار دیا اور اس پر ان سے مختلف سوالات کئے تاکہ انہیں بھی انکی نامعقولیت کا پتہ چلے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ان مشرکین سے سوال کیا کہ اے مشرکوں! بھلا بتاؤ کہ جن بتوں کی تم اللہ کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہو کیا ان لوگوں نے تمہارے لئے کچھ کیا؟ یا انہوں نے کوئی چیز اس دنیا میں پیدا کی؟ یا پھر جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تب یہ تمہارے معبود اس پیدائش میں شریک تھے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو چلو! ایسی کوئی کتاب ہی بتا دو کہ جس میں ہم نے یہ کہا ہو کہ یہ لوگ ہماری اس تخلیق میں شریک ہیں؟ بلکہ جو لوگ ان معبودوں کی پوجا کرتے ہیں ان ظالم لوگوں کا حال یہ ہے کہ لوگ اپنی خواہشوں اور اپنی سوچ کی اتباع کرتے ہیں، انکے پاس کسی قسم کی کوئی دلیل نہیں ہے جو یہ لوگ پیش کر سکیں اور یہ بتا سکیں کہ ہم صحیح راستے پر ہیں اور جس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو اور وہ محض اپنی سوچ اور خواہش کی پیروی کرتا ہو وہ سراسر غلط ہوتا ہے، اسکی کوئی حقیقت نہیں ہوتی ایسے ہی ان مشرکین کے معبودوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس لئے کہ انکے معبود ہونے کی انکے پاس کوئی وجہ اور دلیل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت بیان فرما رہے ہیں تاکہ انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ عبادت اسکی کی جاتی ہے جو ہر چیز کا مالک ہوتا ہے، جس کے قبضہ میں ہر چیز ہوتی ہے اور جو کائنات کا چلانے والا ہوتا ہے وہی عبادت کا اصل حقدار ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی ذات جسکی تمہیں عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ ایسی ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو تھام رکھا ہے یعنی وہ آسمان جو کسی ستون پر قائم نہیں ہے آخراں آسمان کو کس نے تھام رکھا ہے؟ وہ اللہ ہے اور ایسے ہی زمین کہ وہ دوسرے سیاروں کے ارد گرد گھومتی رہتی ہے مگر کبھی کسی سیارے سے جا کر نہیں ٹکرائی یہ سارا نظام کون چلا رہے ہیں؟ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی چلا رہے ہیں اور اگر بالفرض یہ آسمان اور زمین اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس بگاڑ کو دور نہیں کر سکتا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذہن میں یہ بات آئی کہ کیا اللہ تعالیٰ کو نیند آتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے انکے پاس ایک فرشتے کو بھیجا جس نے انہیں تین دن تک جگائے رکھا اور انکے دونوں ہاتھ میں دو کانچ کی بوتلیں تھما دیں اور ان سے کہا کہ ان بوتلوں کی حفاظت کرو، تو جب بھی وہ سونے لگتے تو انکے ہاتھ سے بوتل گرنے لگتی مگر اس وقت وہ جاگ جاتے اور اسے سنبھالتے اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے

لگتے سے بچاتے ایک دفعہ دونوں ہاتھ آپس میں ٹکرائے اور وہ دونوں بوتلیں ٹوٹ گئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ مثال بیان فرمائی کہ اگر اللہ تعالیٰ کو بھی نیند آتی تو نہ آسمان باقی رہتا اور نہ ہی زمین، (جامع الاحادیث للسیوطی ۲۵۲۹) جو اتنی بڑی قدرت کا مالک ہے تم اسے چھوڑ کر ان معبودوں کی پوجا کرتے ہو جو خود اپنے وجود میں آنے کے لئے تمہارے محتاج ہوتے ہیں، کیا تمہیں ذرا بھی عقل نہیں کہ تم یہ جان سکو کہ کس کی عبادت کرنا ہے اور کس کی نہیں؟ کون عبادت کے لائق ہے اور کون نہیں؟ ان تمام چیزوں کے باوجود تم اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی عبادت کر رہے ہو مگر پھر بھی وہ تمہیں مہلت دے رہا ہے، اس لئے کہ وہ بڑا بردبار ہے اور بخشنے والا بھی کہ اگر تمہیں یہ دلیلیں سمجھ میں آ جائیں اور تمہیں اپنے کئے پر پچھتاوا ہو اور تم سیدھے راستہ پر آنا چاہتے ہو تو بالکل آ جاوے اللہ تمہارے تمام پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیگا، تم یہ مت سوچو کہ ہم نے اتنی زندگی اس اللہ کی نافرمانی میں گزار دی ہے، کیا اب اللہ ہمیں معاف کرے گا؟ یاد رکھو اللہ تعالیٰ معاف کرے گا، وہ بہت بخشنے والا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۳۸﴾ تم کبھی اللہ کے دستور کو ٹلنا ہوا نہیں پاؤ گے ﴿قاطر ۲۲-۲۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ۗ
فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۚ اسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرُ السَّيِّئِ ۗ وَلَا
يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئِ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۗ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۗ فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ
اللَّهِ تَبْدِيلًا ۗ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ۚ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ اور انہوں نے اللہ کی قسمیں کھائیں جہدَ أَيْمَانِهِمْ اپنی پختہ قسمیں لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ البتہ اگر آیا ان کے پاس نَذِيرٌ کوئی ڈرانے والا لَيَكُونُنَّ تو ضرور وہ ہوں گے أَهْدَىٰ زیادہ ہدایت یافتہ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ہر ایک امت سے فَلَمَّا جَاءَهُمْ پھر جب آیا ان کے پاس نَذِيرٌ ڈرانے والا مَّا زَادَهُمْ اس نے زیادہ نہیں کیا ان کو إِلَّا نُفُورًا مگر نفرت ہی میں اسْتَكْبَرُوا تکبر کی وجہ سے فِي الْأَرْضِ زمین میں وَمَكْرُ السَّيِّئِ اور بری تدبیر کی وجہ سے وَلَا يَحِيقُ اور نہیں گھیرتی الْمَكْرُ السَّيِّئِ بری تدبیر إِلَّا بِأَهْلِهِ مگر اپنے کرنے والے ہی کو فَهَلْ يَنْظُرُونَ سو وہ انتظار نہیں کرتے إِلَّا سُنَّتِ مگر طریقے کا الْأَوَّلِينَ پہلے لوگوں کے فَلَن تَجِدَ پس ہرگز آپ نہ پائیں گے لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا اللہ کے طریقے کا بدلنا وَلَن تَجِدَ اور ہرگز نہ آپ پائیں گے لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا طریقہ الہی کا ٹلنا
ترجمہ:- اور یہ اللہ کی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ہدایت کرنے والا آئے تو یہ ہر

ایک امت سے بڑھ کر ہدایت پر ہوں مگر جب ان کے پاس ہدایت کرنے والا آیا تو اس سے ان کو نفرت ہی بڑھی O یعنی (انہوں نے) ملک میں غرور کرنا اور بڑی چال چلنا (اختیار کیا) اور بڑی چال کا وبال اس کے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے یہ اگلے لوگوں کی روش کے سوا اور کسی چیز کے منتظر نہیں تو تم اللہ کی عادت میں ہرگز تبدیلی نہ پاؤ گے اور اللہ کے طریقے میں کبھی تغیر نہ دیکھو گے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ انہوں نے پہلے بڑی زوروں سے اللہ کی قسمیں کھانی تھیں کہ اگر انکے پاس کوئی خبردار کرنے والا آیا تو یہ لوگ دوسری امت سے کہیں زیادہ ہدایت کو قبول کرنے والے ہوں گے۔
- ۲۔ مگر ان کے پاس جب خبردار کرنے والا آیا تو اسکے آنے سے انکی حالت میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔
- ۳۔ سوائے اسکے کہ یہ لوگ حق کے راستے سے اور زیادہ بھاگنے لگے۔
- ۴۔ اس لئے کہ انہیں زمین میں اپنی بڑائی کا گھنڈا تھا۔
- ۵۔ انہوں نے حق کی مخالفت میں بڑی بڑی چالیں چلنی شروع کر دیں۔
- ۶۔ حالانکہ بڑی چالیں کسی اور کو نہیں خود چال چلنے والوں ہی کو اپنے گھیرے میں لیتی ہیں۔
- ۷۔ یہ لوگ اس دستور کے سوا کسی بات کے منتظر ہیں جس پر پچھلے لوگوں کے ساتھ عمل ہوتا آیا ہے۔
- ۸۔ تم اللہ کے طے شدہ دستور میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔
- ۹۔ نہ تم کبھی اللہ کے دستور کو ٹٹاؤ ہو پاؤ گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ان مشرکین کی حالت بیان فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے تو بڑے بڑے دعوے کیا کرتے تھے اور یہود و نصاریٰ سے کہا کرتے تھے کہ تمہارے پاس انبیاء آئے اور ساتھ میں آسانی کتاب بھی وہ لے آئے اگر ہمارے ساتھ ایسا ہوتا اور ہمارے پاس کوئی نبی آتا اور ساتھ میں کتاب لے آتا تو دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں گزری ہوگی جو اپنے نبی کی سب سے زیادہ اطاعت کی ہو جتنا کہ ہم ان کی اطاعت کریں گے اور اس کتاب کو اپنا دستور بنائیں گے، اس کتاب میں جو جو احکام دیئے جائیں گے ان سب پر عمل کریں گے، لیکن جب حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے انکے پاس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے ساتھ بھیجا تو انہوں نے بالکل ان باتوں کی مخالفت کی جو یہ لوگ پہلے کہا کرتے تھے کہ ہم اپنے نبی کے ساتھ ایسا ایسا کریں گے وغیرہ انکی یہ ساری باتیں جھوٹی نکلیں بلکہ وہ لوگ تو انکا کہنا ماننے کے بجائے ان سے دور بھاگنے لگے، اسی حقیقت کو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے، حضرت ابی ابن ہلال رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ قریش یہ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ ہمارے درمیان کوئی نبی بھیجے گا تو کوئی امت ہم سے بڑھ کر اپنے خالق کی تابعدار نہیں ہوگی اور

نہم سے بڑھ کر کوئی امت اپنے نبی کی فرمانبرداری ہوگی اور نہ ہی ہم سے بڑھ کر کتاب پر عمل کرنے والی ہوگی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں لَوْ اَنَّ عِبَادَنَا كَانُوا كَمَا كَانُوا مِنَ الْاَوَّلِينَ (الصافات ۱۶۸) کہ اگر ہمارے پاس انگوٹوں کی کوئی نصیحت (کی کتاب) ہوتی۔ لَوْ اَنَّ اَنْزَلْنَا عَلَيْنَا الْكِتَابَ لَكُنَّا اَهْدٰى مِنْهُمْ (الانعام ۱۵۷) یا (یہ نہ) کہوا اگر ہم پر بھی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان لوگوں کی نسبت کہیں سیدھے رہتے پر ہوتے۔ وَاَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اَحَدٍ الْاٰمِرِ (فاطر ۲۲) اور یہ اللہ کی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ہدایت کرنے والا آئے تو یہ ہر ایک امت سے بڑھ کر ہدایت پر ہوں۔ (الدر المسطور۔ ج، ۷، ص، ۳۵) اور جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے سامنے اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھ کر سنا تو یہ لوگ پیٹھ پھیر کر متکبرانہ انداز میں چلے جاتے اور اس حق کو مٹانے کے لئے طرح طرح کی چالیں بھی چلتے کہ کبھی راستوں پر بیٹھ کر اسلام لانے کی غرض سے آنے والوں کو گمراہ کرتے اور انہیں محمد ﷺ تک پہنچنے نہ دیتے تو کبھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ جان سے مارنے کی کوششیں کرتے لیکن انکی ان تمام کوششوں کے باوجود اسلام کو سر بلندی نصیب ہوئی اور انکی ان تدبیروں کا عذاب انہی کو ملا کہ وہ لوگ دنیا میں ہلاک و برباد ہو گئے اور آخرت میں تو انکے لئے دردناک عذاب مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کیا انہیں پتا نہیں کہ ان سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں انہوں نے بھی اپنے انبیاء کے ساتھ یہی چالیں چلی تھیں مگر انکا انجام کیا ہوا؟ اس انجام سے یہ لوگ خوب واقف ہیں۔ یہ اللہ کا اصول ہے کہ جو اسکے نبی کے ساتھ اس قسم کا معاملہ کرتا ہے تو وہ اسے ہلاک و تباہ کر دیتا ہے، لہذا اگر یہ لوگ بھی اسی طرح کر رہے ہیں تو انہیں بھی ہلاک و برباد کیا جائے گا اور اللہ کا جو اصول ہے اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ بعض مفسرین نے یہاں مَكْرَ الشَّيْطٰنِ سے شرک مراد لیا ہے کہ اگر کوئی شرک کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور نہ اسکا کوئی نقصان ہوگا بلکہ انکے اس شرک کا نقصان انکی اپنی ذات کو ہوگا۔

﴿درس نمبر ۱۷۳﴾ زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی ﴿فاطر ۲۲-۲۵﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوْلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَاْنُوْا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ يُوْا اِخْذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ وَّلٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجْلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيْرًا ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَوْلَمَّ يَسْبُؤُوا کیا وہ چلے پھرے نہیں فِي الْأَرْضِ زمیں میں فَيَنْظُرُوا کہ وہ دیکھتے كَيْفَ كَانَ عَاقِبَتُهُ کیا ہوا انجام الَّذِينَ ان لوگوں کا جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے تھے وَكَانُوا أَشَدَّ اور وہ تھے زیادہ سخت مِنْهُمْ قُوَّةً ان سے قوت میں وَمَا كَانَ اللَّهُ اور نہیں ہے اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ کہ اس کو عاجز کر دے مِنْ شَيْءٍ کوئی چیز فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں وَلَا فِي الْأَرْضِ اور زمین میں إِنَّهُ بِلَا شَيْءٍ وَه كَانَ عَلِيمًا ہے خوب جاننے والا قَدِيرًا نہایت قدرت والا وَلَوْ اور اگر يُوْا أَخِذُ اللَّهُ مواخذہ کرے اللَّهُ النَّاسِ لوگوں کا جیسا بہ سبب اس کے جو كَسَبُوا انہوں نے کمایا مَا تَرَكَ نہ وہ چھوڑے عَلَى ظَهْرِهَا اس کی پشت پر مِنْ ذَاتِهِ کوئی چلنے والا جاندار وَلٰكِنْ يُّوْخِزُهُمْ لٰكِنْ وہ ان کو ڈھیل دیتا ہے إِلَىٰ آجَلٍ مُّسَمًّى ایک مقرر وقت تک فَإِذَا جَاءَ پھر جب آجائے گا أَجَلُهُمْ ان کا وقت مقرر فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوْبَلَا شَيْءٍ اللَّهُ ہے بِعِبَادِهِ اپنے بندوں کو بَصِيْرًا خوب دیکھنے والا

ترجمہ:- کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی تا کہ دیکھنے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیا ہوا؟ حالانکہ وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ تھے اور اللہ ایسا نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز اس کو عاجز کر سکے وہ علم والا (اور) قدرت والا ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب پکڑنے لگتا تو روئے زمین پر ایک چلنے پھرنے والے کو نہ چھوڑتا لیکن وہ ان کو ایک وقت مقرر تک مہلت دینے جاتا ہے سو جب ان کا وقت آجائے گا تو (ان کے اعمال کا بدلہ دے گا) اللہ تو اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا ان لوگوں نے زمین میں کبھی سفر نہیں کیا جس سے وہ یہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں انکا انجام کیا ہوا؟

۲۔ جبکہ وہ لوگ طاقت میں ان سے بہت زیادہ مضبوط تھے۔

۳۔ اللہ ایسا نہیں ہے کہ آسمانوں یا زمین کی کوئی چیز اسے عاجز کر سکے۔

۴۔ بے شک وہ علم کا بھی مالک ہے، قدرت کا بھی۔

۵۔ اگر اللہ لوگوں کے ہر کرتوت پر انکی پکڑ کرنے لگتا تو اس زمین کی پشت پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑتا۔

۶۔ لیکن وہ ایک معین مدت تک کے لئے ان سب کو مہلت دے رہا ہے۔

۷۔ پھر جب انکا مقرر وقت آجائے گا تو اللہ اپنے بندوں کو خود دیکھ لے گا۔

مشرکوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کیا ان مشرکوں نے اپنے آس پاس کے علاقوں کا سفر نہیں کیا؟ اور انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے جو قومیں یعنی قوم عاد اور ثمود وغیرہ گزری ہیں۔ انہیں کیا سزائیں

ملیں؟ نبیوں اور رسولوں کو جھٹلانے کے نتیجے میں ان کو کس طرح ہلاک و تباہ کیا گیا اور ان کو کس طرح اس دنیا ہی میں عذاب دیا گیا؟ کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں؟ یہاں سوال کا مقصد صرف پوچھنا نہیں ہے بلکہ انہیں ان حالات کا علم ہونے کی تصدیق کرنا ہے یعنی انہیں یہ سب کچھ معلوم ہے کیونکہ یہ لوگ تجارت کی غرض سے ملک شام وغیرہ کا سفر اکثر کیا کرتے تھے اور یہ تباہ شدہ قومیں انہی علاقوں میں آباد تھیں جنکی ویران بستیاں اور کھنڈرات وہاں اس وقت تک موجود بھی تھے، تو اللہ تعالیٰ انکی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہے کہ دیکھو! جس طرح انکا انجام ہوا اللہ کے حکموں کو نہ ماننے اور انبیاء کو جھٹلانے کی وجہ سے تمہارا بھی یہی حال ہوگا اگر تم بھی انہی کے نقش قدم پر چلو گے تو یاد رکھو کہ تمہیں ہلاک و تباہ کرنا تو اللہ کیلئے اور بھی آسان ہے کیونکہ تم سے پہلے جو قومیں تھی انکو تو اللہ تعالیٰ نے ایسی ایسی قوت اور طاقت عطا کی تھی جنکا تم تصور بھی نہیں کر سکتے، اور وہ ساٹھ ساٹھ فیٹ کے انسان ہوا کرتے تھے، جب ان جیسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا تو تمہاری کیا حیثیت ہے؟ جب وہ نہیں بچ سکے تو تم کیسے بچ پاؤ گے؟ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے اور وہ ہر چیز کے کرنے پر قادر بھی ہے کہ اسکو کوئی عاجز نہیں کر سکتا نہ آسمانوں میں ایسا کوئی ہے جو اسکے مد مقابل کا ہو اور نہ ہی زمین میں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تمہارے گناہوں کی جو تمہیں سزا بھی نہیں ملی تو اس سے یہ نہ سمجھنا کہ تم سچے ہو کہ یہ خیال کرو کہ اللہ نے ہمیں عذاب نہیں دیا، اگر ہم گمراہ ہوتے تو وہ ہمیں بھی ہلاک کر دیتا جس طرح دوسروں کو اس نے ہلاک کیا، یہ تمہاری غلط سوچ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو ہر کسی کو مہلت دیتا ہے اور ڈھیل دیتا ہے، ہر کسی کو انکے جرم کی فوراً سزا نہیں دیتا بلکہ انہیں موقع دیتا ہے تا کہ وہ لوگ اپنے کئے پر توبہ کر سکیں اور ایسا بھی نہیں ہے کہ ہر وقت انہیں ڈھیل دیتا جائے گا بلکہ اس ڈھیل دینے کا بھی ایک وقت متعین ہے، جب وہ وقت بھی گزر جائے گا تو انہیں سزا دی جائے گی اور جب سزا دی جائے گی تو زمین پر کوئی انسان تو انسان کوئی جانور بھی باقی نہیں رہے گا اور اسے پتہ ہے کہ کون سزا کا مستحق ہے اور کون نہیں؟ کس کو کونسی سزا دینا ہے؟ یہ سب وہ جانتا ہے فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا پس اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

سُورَةُ يُسُ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۵ رکوع اور ۸۳ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۴﴾ یقیناً آپ پیغمبروں میں سے ہیں ﴿یس ۱ تا ۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يُسُ - وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ - إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ - عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ - تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ - لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ -

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- یس یس وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ قسم ہے حکمت والے قرآن کی إِنَّكَ بلاشبہ آپ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ البتہ رسولوں میں سے ہیں عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ راہِ راست پر تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ اتارا ہوا نہایت غالب الرَّحِيمِ خوب رحم کرنے والے کا لِتُنذِرَ تاکہ آپ ڈرائیں قَوْمًا اس قوم کو مَّا أُنذِرَ نہیں ڈرائے گئے آبَاؤُهُمْ ان کے باپ دادا فَهُمْ غَافِلُونَ لہذا وہ غافل ہیں

ترجمہ:- یس قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے بھرا ہوا ہے، (اے محمد ﷺ) بیشک تم پیغمبروں میں سے ہو، سیدھے راستے پر (یہ اللہ) غالب (اور) مہربان نے نازل کیا ہے، تاکہ ان لوگوں کو جن کے باپ دادا کو متنبہ نہیں کیا گیا تھا متنبہ کر دے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

سورۃ کی فضیلت:- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کا دل ہوتا ہے

اور قرآن کا دل سورۃ یس ہے، جس نے سورۃ یس کی تلاوت کی گو یا اس نے دس مرتبہ قرآن کریم پڑھا۔ (دارمی ۳۴۵۹)

تشریح:- ان چھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- یس قسم ہے حکمت سے بھرے قرآن مجید کی۔ ۲- یقیناً آپ پیغمبروں میں سے ہو۔

۳- بالکل سیدھے راستے پر ہو۔

۴- یہ قرآن اس ذات کی طرف سے اتارا جا رہا ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے اور رحمت بھی۔

۵- تاکہ آپ ان لوگوں کو خبردار کرو جن کے باپ دادا کو پہلے خبردار نہیں کیا گیا تھا۔

۶- اس لئے وہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

اس سورت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ قرآن حکیم کی قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ محمد ﷺ نبی ہیں اور انہیں خبردار

کرنے کے لئے آپ کو بھیجا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ”یس“۔ یہاں علماء تفسیر نے اس لفظ کے کئی معنی لئے

ہیں۔ بعض نے کہا اس سے مراد اے انسان ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۰، ص ۲۸۸) اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک اور قول ہے اور محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ (الدر المنثور۔ ج ۷، ص ۲۱) اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا کہ اس سے مراد اے محمد ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ ہی سے مخاطب فرمایا: اِنَّكَ لِمِنَ الْمُرْسَلِينَ بیشک آپ پیغمبروں میں سے ہیں (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۵، ص ۴) کافروں نے رسول رحمت ﷺ کے رسول ہونے کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے رسول ہونے کی گواہی دی۔ چنانچہ سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۴۳ میں کہا گیا: يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا مَّبِينًا وَبَيِّنَاتٍ لِّمَنْ وَعَدْنَا عِلْمًا الْكِتَابِ یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ آپ جواب دیجئے کہ مجھ میں اور تم میں اللہ گواہی دینے والا کافی ہے اور وہ جس کے پاس کتاب علم ہے۔ خود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اللہ کے پاس دس نام ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دس ناموں میں سے "یسح" اور "ط" بھی بیان فرمایا ہے۔ (جامع الاحادیث للسیوطی ۸۳۵۲) اور بعض نے یہ بھی کہا اس سے مراد قرآن کریم ہے الغرض مناسب تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہو اس لئے کہ آگے مخاطب آپ ہی کو کیا گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی قسم کھائی کہ قسم ہے حکمت والی کتاب کی جس میں تمام احکامات بیان فرمائے گئے کہ اے محمد! آپ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجے گئے نبی ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی دیکر بھیجا ہے اور آپ درست و سیدھے راستے پر ہیں جو راستہ اسلام کا راستہ ہے جس میں کسی قسم کی کوئی کمی یا ٹیڑھا پن نہیں ہے بلکہ یہ بالکل سیدھا راستہ ہے جو جنت کی طرف لیجاتا ہے۔ اور جس قرآن کی قسم کھائی گئی وہ قرآن کوئی معمولی کتاب نہیں بلکہ یہ قرآن تو ایسے رب کی جانب سے اتارا جا رہا ہے جسکا اقتدار بھی کامل ہے اور رحمت بھی، آپ کو بھیجئے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اس کلام کے ذریعہ ان لوگوں کو خبردار کریں جن کے باپ داداوں کو پہلے خبردار نہیں کیا گیا تھا اس لئے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، یعنی عرب میں نبی رحمت ﷺ سے پہلے کسی کو نبی بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا جسکی وجہ سے انکے درمیان بہت سی گمراہیوں نے جنم لے لیا تھا اور وہ لوگ اللہ سے دور غفلت میں پڑے ہوئے تھے، انکے پاس آپ ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اور آپ کا کام ان غافل لوگوں کو ہمارا کلام سنا کر خواب غفلت سے جگانا ہے اور انہیں قیامت کے دن سے آگاہ و خبردار بھی کرنا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں قرآن کریم پڑھتے تو زور سے پڑھتے تھے جس سے قریش کو ناگوار گذرتا تھا ایک دفعہ وہ لوگ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا گلاد بانے کے لئے اٹھے اور جب ان سب کے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن تک پہنچے تو انکی بینائی ختم ہو گئی، پھر وہ لوگ نبی رحمت ﷺ کے پاس

آئے اور کہا کہ اے محمد! ہم آپ کو اللہ کا اور رحم کا واسطہ دیتے ہیں اور قریش کا کوئی فرد ایسا نہیں تھا جس سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری نہ ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو انکی یہ حالت ختم ہو گئی۔ اس وقت یُسُ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ - تا۔ اَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ نازل ہوئی اور راوی نے کہا کہ ان لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی ایمان قبول نہیں کیا۔ (الخصائص الکبریٰ للسیوطی۔ ج ۱، ص ۲۱۳)

﴿درس نمبر ۱۷۴﴾ ہم نے ان کے گلوں میں طوق ڈال رکھے ہیں ﴿یُسُ ۷- تا۔ ۱۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّا جَعَلْنَا فِيٰ أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُونَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ مَّبَیْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبَ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ۝ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ البتہ تحقیق ثابت ہو گئی بات علیٰ أَكْثَرِهِمْ ان کی اکثریت پر فَهُمْ لہذا وہ لَا يُؤْمِنُونَ ایمان نہیں لائیں گے إِنَّا جَعَلْنَا بے شک ہم نے ڈال دیے فِيٰ أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا ان کی گردنوں میں طوق فہی إِلَى الْأَذْقَانِ تو وہ تھوڑیوں تک فَهُمْ مُّقْمَحُونَ چنانچہ وہ سر اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں وَجَعَلْنَا اور ہم نے بنادی مِنْ مَّبَیْنِ أَيْدِيهِمْ ان کے سامنے سَدًّا ایک دیوار وَمِنْ خَلْفِهِمْ اور ان کے پیچھے سَدًّا ایک دیوار فَأَغْشَيْنَاهُمْ پھر ہم نے ڈھانک دیا ان کو فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ نہیں دیکھتے وَسَوَاءٌ اور برابر ہے عَلَيْهِمْ ان پر ءَأَنْذَرْتَهُمْ کیا آپ ان کو ڈرائیں اَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ یا آپ ان کو نہ ڈرائیں لَا يُؤْمِنُونَ وہ ایمان نہیں لائیں گے إِنَّمَا تُنذِرُ بس آپ تو ڈرا سکتے ہیں مَنْ اتَّبَعَ اس شخص کو جو پیروی کرے الذِّكْرَ نصیحت کی وَخَشِيَ اور وہ ڈرے الرَّحْمَنَ رحمن سے بِالْغَيْبِ بن دیکھے فَبَشِّرْهُ پس آپ اس کو خوشخبری دے دیجئے بِمَغْفِرَةٍ مغفرت کی وَأَجْرٍ كَرِيمٍ اور عزت والے اجر کی إِنَّا نَحْنُ بلاشبہ ہم ہی نُحْيِي الْمَوْتَىٰ زندہ کرتے ہیں مردوں کو وَنَكْتُبُ اور ہم لکھتے ہیں مَا قَدَّمُوا اسے جو وہ آگے بھیجتے ہیں وَآثَارَهُمْ اور ان کے آثار بھی وَكُلُّ شَيْءٍ اور ہر چیز أَحْصَيْنَاهُ ہم نے محفوظ کر رکھا ہے اس کو فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ایک واضح کتاب میں

ترجمہ:- ان میں سے اکثر پر (اللہ کی) بات پوری ہو چکی ہے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے O ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک (پھنسنے ہوئے ہیں) تو ان کے سر اُلل رہے ہیں O اور ہم نے ان کے آگے بھی دیوار بنا دی ہے اور ان کے پیچھے بھی پھر ان پر پردہ ڈال دیا تو یہ دیکھ نہیں سکتے O اور تم ان کو نصیحت کرو یا نہ کرو ان کے لئے برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے O تم تو صرف اس شخص کو نصیحت کر سکتے ہو جو نصیحت کی پیروی کرے اور اللہ سے غائبانہ ڈرے سو اس کو مغفرت اور بڑے ثواب کی بشارت سنا دو O بیشک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور جو کچھ وہ آگے بھیج چکے اور (جو) ان کے نشان پیچھے رہ گئے ہم ان کو قلمبند کر لیتے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے کتاب روشن (یعنی لوح محفوظ) میں لکھ رکھا ہے۔

تشریح:- ان چھ آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگوں کے بارے میں بات پوری ہو چکی ہے۔

۲- اس لئے وہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

۳- ہم نے انکے گلوں میں طوق ڈال رکھے ہیں جو ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔

۴- اس وجہ سے انکے سراپر کو اٹھے رہ گئے ہیں۔

۵- ہم نے ایک آڑا نلکے آگے کھڑی کر دی ہے اور ایک آڑ پیچھے۔

۶- اس طرح انہیں ہر طرف سے ڈھانک لیا ہے جسکی وجہ سے انہیں کچھ سمجھائی نہیں دیتا۔

۷- ان کیلئے دونوں باتیں برابر ہیں، چاہے انہیں آپ خبردار کریں یا نہ کریں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

۸- آپ صرف ایسے شخص کو خبردار کر سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور خدائے رحمن کو بغیر دیکھے ڈرے۔

۹- چنانچہ ایسے شخص کو آپ مغفرت اور باعزت اجر کی بشارت سنا دو۔

۱۰- یقیناً ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے۔

۱۱- جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا ہے ہم انکو بھی لکھتے ہیں اور ان کاموں کے جو اثرات ہیں ان کو بھی۔

۱۲- ہم نے ایک واضح کتاب میں ہر چیز کا پورا احاطہ کر رکھا ہے۔

پچھلی آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام غافل لوگوں کو جتنکے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں

آیا تھا انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرائیں تو اب جبکہ انہیں ڈرایا جائے گا تو آپ کی باتوں کو سن کر ہر کوئی مانے گا

بلکہ اکثر لوگ تو آپ کی باتوں کو ماننے سے انکار کریں گے اس لئے کہ اللہ نے انکے مقدر میں یہی لکھ دیا ہے کہ وہ

لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے آگے بیان فرمایا کہ انکے حق میں یہ بات ثابت ہو چکی

ہے کہ وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے لیکن آپ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ آپ جب انہیں اسلام کی طرف بلائیں گے اور

انہیں ہمارا کلام پڑھ کر سنائیں گے تو تھوڑے بہت لوگ اس کلام کو سن کر ہدایت پر آجائیں گے لیکن انکی اکثریت تو اس سے دور بھاگے گی تو آپ اس سے غمزدہ نہ ہوں کیونکہ یہ اللہ کا لکھا ہوا ہے آپ کے ارادے کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ آپ کا کام تو بس انہیں خبردار کرنا ہے آپ وہ کام کرتے رہا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے رسول رحمت ﷺ سے فرمایا کہ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (القصص ۵۶) آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔

مشرکین کے کفر پر اڑے رہنے کی ایک مثال بیان کی گئی ہے کہ انکی حالت ایسی ہے گویا سمجھو کہ ہم نے انکی گردنوں میں طوق ڈال دیا ہو جو طوق ان کی تھوڑیوں تک جا پہنچا ہے جسکی وجہ سے انکا حال یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی گردنیں نہیں ہلا پاتے، نہ سرا پر اٹھا سکتے ہیں اور نہ ہی نیچے جھکا سکتے ہیں۔ سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۵ میں بھی گردنوں پر طوق ڈالے جانے ذکر ہے وَأُولَئِكَ الْأَغْلَالُ فِيْ أَعْنَاقِهِمْ یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے۔ سورۃ سبأ کی آیت نمبر ۳۳ میں کہا گیا وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالُ فِيْ أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا اور کافروں کے گردنوں میں ہم طوق ڈال دیں گے۔ ایسا ہی سمجھو کہ ہم نے انکے آگے ایک دیوار بنا دی اور پیچھے بھی گویا ہر طرف دیوار لگا کر انہیں اس چہار دیواری میں پھنسا دیا تو جیسے گلے میں طوق لٹکا ہوا آدی ادھر ادھر نہیں دیکھ سکتا ایسے ہی یہ لوگ حق کو نہیں دیکھ سکتے، ان پر جہالت اور محرومی کی طوق پڑی ہوئی ہے جس سے وہ آزاد نہیں ہو سکتے اور جیسے چہار دیواری میں پھنسا شخص نہ کہیں جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اسکے پاس آ سکتا ہے ایسے ہی یہ لوگ نہ حق کے پاس جا سکتے ہیں اور نہ ہی حق ان کے پاس آ سکتا ہے۔ اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابو جہل نے کہا کہ اگر مجھے محمد نظر آگئے تو میں انکے ساتھ ایسا ایسا کروں گا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اِنَّا جَعَلْنَا فِيْ أَعْنَاقِهِمْ اَغْلَالًا سے لَا يُبْصِرُوْنَ تک۔ ابو جہل کی بات سن کر قریش کہتے تھے کہ محمد یہاں ہیں وہ یعنی ابو جہل کہاں ہے؟ (الدر المنثور۔ ج ۷، ص ۲۳) اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آیت ابو جہل بن ہشام اور اسکے دو مخزومی دوستوں کے بارے میں نازل ہوئی، واقعہ یہ ہے کہ ابو جہل نے قسم کھائی کہ اگر وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ لے گا تو انکا سر پتھر سے توڑ دے گا، تو جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ پتھر اٹھا لایا، جیسے ہی وہ آپ ﷺ کی طرف بڑھا تو اسکا ہاتھ اسکی گردن کے پاس ہی واپس آ گیا اور پتھر اسکے ہاتھ سے چپک گیا، حضرت ابن عباس اور عکرمہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اسکی یہ حالت ایک مثال تھی یعنی وہ اس شخص کی طرح ہو گیا کہا جاتا تھا اسکا ہاتھ اسکی گردن میں گھس گیا غُلَّتْ يَدُكَ اِلَى عُنُقِكَ (یہ مثال عام طور سے بخیل آدی کے لئے دی جاتی ہے کہ اسکا ہاتھ جیب تک پیسے نکالنے کے لئے نہیں آتا) ایسا لگتا ہے کہ اسکا ہاتھ اسکی گردن سے چپک گیا۔ پھر جب وہ اپنے دوستوں کے پاس آیا تو جو جو اس نے دیکھا اپنے دوستوں کو سنایا، پھر دوسرے دوست

نے کہا کہ میں ہی اب انکی گردن توڑوں گا، پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ ﷺ نماز ادا کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اسکی آنکھیں اندھی کر دیں، اسے صرف آواز سنائی دے رہی تھی مگر وہ انہیں دیکھ نہیں پارہا تھا، پھر وہ اپنے دوستوں کے پاس لوٹا تو وہ انہیں بھی نہیں دیکھ پارہا تھا پھر ان لوگوں نے اسے آواز دی تو وہ آیا اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں انکی صرف آواز سن پارہا تھا مگر انہیں دیکھ نہیں پارہا تھا، پھر تیسرے دوست نے کہا میں انکا سر کچل دوں گا پھر وہ پتھر لیکر آگے بڑھا مگر وہ واپس اپنے ایڑیوں کے بل آ گیا اور گدی کے بل بے ہوش ہو کر گر گیا، پھر اس سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میرے ساتھ تو بہت خطرناک معاملہ ہوا جیسے ہی میں انکے قریب ہوا تو وہاں ایک گھوڑا دم ہلاتے کھرا ہوا تھا، میں نے اپنی زندگی میں اس سے خطرناک گھوڑا کبھی نہیں دیکھا جو میرے اور انکے درمیان حائل تھا، لات وعزی کی قسم! اگر میں انکے قریب جاتا تو وہ مجھے کھا لیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

إِنَّا جَعَلْنَا فِي آعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ (تیسرے قسطی۔ ج، ۱۵، ص، ۷)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اسی لئے اے محمد! آپ ان لوگوں کو قیامت کے دن سے ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ لوگ آپ کی بات ماننے والے نہیں ہیں انکو ڈرانا اور نہ ڈرانا دونوں برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے، یہی بات سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۵ میں بھی کہی جا چکی ہے، الغرض آپ کا ڈرانا اس شخص کو فائدہ دے گا جو نصیحت پر عمل کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے بن دیکھے ڈرتا ہو، ایسا شخص آپ کی بات مانے گا تو جب وہ آپ کی بات مان لے تو آپ اسے پچھلے گناہوں کی مغفرت اور اجر عظیم کی خوشخبری سنا دیجئے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ مَنِ اتَّبَعَ ذَكَرَ مَرَادُ قُرْآنِ كِي اتِّبَاعُ كَرْنَا هِي اُور وَحَشِيحِي الرَّحْمٰنِ بِالْغَيْبِ سِي مَرَادُ اللّٰهِ كِي عَذَابِ اُور جَنَمِ سِي ڈرانا ہي اُور فَبَيِّنَةٌ لِّكِي مَعْفُورَةٌ وَاَجْرٌ كَرِيْمٌ سِي مَرَادُ جَنَتِ هِي۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷، ص، ۲۶) ان کافروں کا رد کرتے ہوئے فرما رہے ہیں جو یہ کہا کرتے تھے ہم دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم ضرور مردوں کو زندہ کریں گے جہاں انہیں ان کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا جس کے لئے ہم انکے ہر عمل کو چاہے وہ نیک ہو یا بد، اچھا ہو یا برا سب کچھ لکھ رہے ہیں، قیامت کے دن ان کو بدلہ دیا جائے گا، اگر اعمال اچھے ہوں گے تو جنت ورنہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور فرمایا کہ انکی ہر ہر چھوٹی بڑی چیز کتاب یعنی نامہ اعمال میں لکھی ہوتی ہے جو کل قیامت کے دن پیش کی جائے گی، جیسا کہ سورہ قمر کی آیت نمبر ۵۲ اور ۵۳ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الذُّبُرِ ۝ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَكْتَرٍ ۝ جو کچھ انہوں نے اعمال کئے ہیں سب نامہ اعمال میں لکھے ہوئے ہیں، اسی طرح ہر چھوٹی بڑی بات بھی لکھی ہوتی ہے۔ جو جو کام انہوں نے کئے ہیں وہ سب اعمال ناموں میں محفوظ ہیں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوتی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بنو سلمہ مدینہ کے آخری کنارے پر رہتے تھے، ان لوگوں نے ارادہ کیا کہ مسجد نبوی کے قریب منتقل ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ

آیت نازل فرمائی: **إِنَّا نَحْنُ مُعْطِي الْمَوْتَىٰ - الْح -** پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ تمہارے آثار (قدموں کے نشان جو تم وہاں یہاں مسجد چل کر آتے ہو) لکھے جاتے ہیں، (جس پر تمہیں ثواب ملے گا)، پھر انکے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی تب انہوں نے منتقل ہونے کا ارادہ چھوڑ دیا۔ (شعب الایمان للہیثمی ۲۶۳:۲۶۳)

﴿درس نمبر ۱۷۴۲﴾ پیغمبر! آپ ان کے سامنے ایک بستی کی مثال پیش کیجئے ﴿یس ۱۳- تا ۱۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَاصْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُّرْسَلُونَ ۝ قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ۝ قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ ۝ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور اصْرِبْ آپ بیان کیجئے لہم ان کے لئے مَثَلًا ایک مثال أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ بستی والوں کی اِذْ جب جَاءَهَا آئے اس بستی میں الْمُرْسَلُونَ بھیجئے ہوئے اِذْ جب أَرْسَلْنَا ہم نے بھیجئے إِلَيْهِمُ ان کی طرف اِثْنَيْنِ دو فكَذَّبُوهُمَا تو انھوں نے ان دونوں کو جھٹلایا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ پھر ہم نے ان کو تقویت دی بِثَالِثٍ تیسرے کے ساتھ فَقَالُوا چنانچہ انھوں نے کہا اِنَّا بے شک ہم إِلَيْكُمْ تمہاری طرف مُّرْسَلُونَ بھیجئے گئے ہیں قَالُوا انھوں نے کہا مَا نہیں ہو اَنْتُمْ تم اِلَّا مگر بَشَرٌ بشری مِثْلُنَا ہم جیسے واور مَا نہیں اَنْزَلَ نازل کیا الرَّحْمَنُ رحمن نے مِنْ شَيْءٍ کوئی چیز اِنْ نہیں ہو اَنْتُمْ تم اِلَّا مگر تَكْذِبُونَ جھوٹ بولنے قَالُوا انھوں نے کہا رَبُّنَا ہمارا رب يَعْلَمُ جانتا ہے اِنَّا بلاشبہ ہم إِلَيْكُمْ تمہاری طرف لَمُرْسَلُونَ البتہ بھیجئے گئے ہیں واور مَا نہیں ہے عَلَيْنَا ہم پر اِلَّا مگر الْبَلَاغُ پہنچادینا الْمُبِينُ کھول کر

ترجمہ:- اور (اے پیغمبر!) تم ان کے سامنے ایک بستی والوں کی مثال پیش کرو، جب ان کے پاس رسول آئے تھے، جب ہم نے ان کے پاس (شروع میں) دو رسول بھیجے، تو انہوں نے دونوں کو جھٹلادیا، پھر ہم نے ایک تیسرے کے ذریعہ ان کی تائید کی اور ان سب نے کہا کہ ”یقین جانو کہ ہمیں تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہے، انہوں نے کہا ”تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ تم ہم جیسے ہی آدمی ہو اور خدائے رحمن نے کوئی چیز نازل نہیں کی ہے اور تم سراسر جھوٹ بول رہے ہو۔“ ان (رسولوں) نے کہا ”ہمارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ ہمیں واقعی تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہے، اور ہماری ذمہ داری اس سے زیادہ نہیں ہے کہ صاف صاف پیغام پہنچادیں۔“

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! آپ انکے سامنے ایک بستی والوں کی مثال پیش کرو جب انکے پاس رسول آئے تھے۔

۲۔ جب ہم نے انکے پاس دور رسول بھیجے تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا۔

۳۔ پھر ہم نے ایک تیسرے کے ذریعہ انکی تائید کی۔

۴۔ ان سب پیغمبروں نے کہا کہ یقین جانو ہمیں تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

۵۔ ان لوگوں نے کہا تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم ہم جیسے ہی آدمی ہو۔

۶۔ خدائے رحمن نے کوئی چیز نازل نہیں کی۔ ۷۔ تم سراسر جھوٹ بول رہے ہو۔

۸۔ ان رسولوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ ہمیں واقعی تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

۹۔ ہماری ذمہ داری تو بس یہ ہے کہ ہم صاف صاف اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیں۔

پچھلی آیتوں میں عرب کے مشرکین کی حالت بیان کی گئی کہ پہلے تو ان لوگوں نے بڑے اعتماد سے کہا تھا کہ

اگر ہمارے پاس کوئی رسول آئیں گے تو ہم انکی ایسی اتباع کریں گے کہ اب تک دنیا میں کسی نے اپنے نبی کی ایسی اتباع

نہ کی ہو لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا تو ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

جھٹلایا، ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ ان مشرکین کے لئے ایسی بستی کی ہلاکت و تباہی کی مثال دے رہے ہیں جو ان سے

پہلے گذری ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لوگ آپ کا اور اللہ کے کلام کا انکار کر رہے

ہیں ان لوگوں کے سامنے اس بستی کا حال سنائیے جو ان سے پہلے گزری ہے جس بستی کے لوگ بھی رسولوں کو جھٹلاتے

تھے، وہ بستی کے لوگ تو ایسے تھے کہ ہم نے انکے پاس ایک، دو نہیں بلکہ تین تین رسولوں کو بھیجا تا کہ وہ ان لوگوں کی

بات تو مان لیں لیکن ان لوگوں نے ان رسولوں کی باتوں کو نہ مانا بلکہ ان رسولوں سے کہنے لگے کہ تم ہمیں رسول تو نہیں

لگ رہے ہو بلکہ تم لوگ تو ہماری ہی طرح کے ایک آدمی ہو اسکے علاوہ تمہاری کوئی خصوصیت نہیں ہے اور اگر تم

واقعی اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہوتے تو تم انسان نہیں بلکہ فرشتے ہوتے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۵۰۱) اور تم

کہہ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام تمہارے ساتھ بھیجا ہے تو یہ بالکل جھوٹ ہے اللہ نے کوئی چیز نہیں بھیجی بلکہ

ہمیں تو لگتا ہے تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ بستی والے، تو یہ بستی کونسی تھی

جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں؟ اسکا جواب اکثر مفسرین نے یہ دیا ہے کہ یہ بستی "انطاکیہ" کی تھی جو سواریہ

کے شمالی حصہ میں بحر متوسط کے کنارے واقع تھی، جیسا کہ حضرت ابن عباس، بریدہ اور عمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

(الدر المنثور۔ ج، ۷، ص، ۴۹) اور یہی تفسیر امام زحلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (التفسیر المیز۔ ج، ۲۲۔

ص، ۳۰۱) میں فرمائی ہے، لیکن امام طنطاوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب (التفسیر الوسیط۔ ج، ۱۲، ص، ۱۸) میں

فرمایا کہ ابن کثیر علیہ الرحمہ اس بستی کے ”انطاکیہ“ ہونے سے متفق نہیں ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ اہل انطاکیہ اپنی جانب بھیجے گئے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور یہ پہلا ایسا شہر تھا جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان قبول کیا اسی وجہ سے نصاریٰ کے نزدیک یہ ان چار شہروں میں سے ایک شہر ہے جس میں انکے علماء کی باقیات موجود ہیں، الغرض جب اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو مخصوص نہیں کیا تو بہتر یہی ہے کہ ہم بھی اس کو خاص نہ کریں بلکہ یہ یقین رکھیں کہ یہ بستی کونسی تھی؟ وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اور بعض مفسرین نے ان بھیجے گئے رسولوں کے بارے میں یہ فرمایا کہ یہ اللہ کی جانب سے بھیجے گئے رسول تھے اور انکے نام صادق، صدوق اور شلوم تھے بعض نے شلوم کی جگہ شمعون یا یوحنا کہا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۵، ص، ۱۳) اور بعض نے کہا کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوئے قاصد تھے۔ (تفسیر بغوی۔ ج، ۷، ص، ۱۱)، (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۵، ص، ۱۳) لیکن راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول تھے اس لئے کہ ان رسولوں کو بھیجنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی ”إِذَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ“۔ ان رسولوں نے ان بستی والوں سے کیا کہا؟ بیان کیا جا رہا ہے کہ ان پیغمبروں نے اس بستی والوں سے کہا کہ تم مانو یا مانو، تم جانو یا نہ جانو ہمارا پروردگار تو جانتا ہے کہ ہم اسکے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور ہم جو تم سے کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے، ہمارے ذمہ جو اللہ نے کام دیا تھا وہ ہم نے کر دیا یعنی اللہ تعالیٰ کا جو پیغام تھا وہ صاف صاف تم تک پہنچا دیا اب ہم پر اور کسی قسم کی ذمہ داری نہیں ہے، اب تم لوگ اسے قبول کرو یا نہ کرو اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں بلکہ اگر تم لوگ اسے قبول کرو گے تو تمہارا ہی فائدہ ہوگا ورنہ تمہیں اسکا نقصان ضرور اٹھانا پڑے گا، قوموں نے پیغمبروں سے یہ بات کہی کہ تم تو ہم جیسے ہی ایک آدمی ہو، اس سے بڑھ کر تمہاری کوئی حیثیت و فضیلت نہیں، چنانچہ سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر 10 میں بھی یہ بات موجود ہے، قَالُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا انہوں نے کہا کہ تم تو ہم جیسے ہی انسان ہو، سورۃ قمر کی آیت نمبر 24 میں یوں ہے فَقَالُوا أَبَشَرًا مِثْلَنَا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ اور کہنے لگے کیوں ہم ہی میں سے ایک شخص کی ہم فرمانبرداری کرنے لگیں تب تو ہم یقیناً اور دیوانگی اور غلطی میں پڑے ہوئے ہوں گے۔

﴿درس نمبر ۱۷۳﴾ تمہاری نحوست خود تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے ﴿سورۃ ۱۸-۲۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ، لَئِن لَّمْ تَنْتَهُوا نَرْتَجِعْكُمْ وَيَسْتَغْنَكُمْ مِمَّا عَذَابَ الْيَوْمِ ○
قَالُوا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ، أَيْنَ ذُكِّرْتُمْ، بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ○ وَجَاءَ مِنْ أَقْصَا
الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَى، قَالَ يَاقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ○ اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا

وَهُمْ مُهْتَدُونَ ۝ وَمَالِي لَآ اَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَاَلَيْهِ تَرْجَعُونَ ۝ اَتَّخِذُ مِنْ دُونِهَا
 اِلَهَةً اِنْ يُرِيدَنَّ الرَّحْمٰنُ بِصُرِّ لَّا تُغْنِي عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُونِ ۝ اِنِّي اِذَا لَفِئِي
 ضَلَلْتُ مُبِينٍ ۝ اِنِّي اَمِنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمِعُونِ ۝ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۝ قَالَ يَلَيْتَ قُوْحِي
 يَعْلَمُونَ ۝ يٰمٰا غَفَرْتِي رَبِّي وَجَعَلْتِي مِنَ الْمَكْرُمِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- قالوا انھوں نے کہا انا ہم نے تو تظاہرنا مبارک خیال کیا ہے بگو تمہیں کہ تمہیں اللہ نے
 اگر تم تبتھو تم باز نہ آئے لئو جنت کو تو ضرور ہم سگسار کر دیں گے تمہیں واور لیس سنو کہ اللہ نے تمہیں پہنچے
 گی مینا ہماری طرف سے عذاب سزا الیم دردناک قالوا انہوں نے کہا طائر کو تمہاری نحوست معکم
 تمہارے ساتھ ہے ائین کیا اگر ڈیڑ تم تم نصیحت کے جاوہل بلکہ اذنتم قوم تم لوگ ہی ہو مشر فون حد سے
 بڑھنے والے واور جاء آیا من اقصا المدينة شہر کے دور دراز کے مقام سے رجل ایک آدمی یسعی دوڑتا
 ہوا قال اس نے کہا یقوم اے میری قوم اتبعوا تم پیروی کرو المرسلین رسولوں کی اتبعوا تم پیروی کرو من
 ان کی جو لا یسئلکم تم سے نہیں مانگتے اجرا کوئی صلہ و جبکہ ہم وہ مہتدون ہدایت یافتہ ہیں واور ما کیا
 ہے لی مجھے لا اعبد میں عبادت مہکروں الذی اس ذات کی جس نے فطرنی مجھے پیدا کیا واور الیہ اس کی
 طرف توجعون تم سب لوٹائے جاؤ گے ا اتخذ کیا میں بنا لوں من دونه اس اللہ کے سوا الیہ معبود ان اگر
 یئرن ارادہ کرے میرے ساتھ الرحمن بصر نقصان پہنچانے کا لا تغن عینی کام نہیں آئے گی میرے
 شفاعتہم ان کی شفاعت شینا کچھ بھی واور لا یقذون نہ وہ مجھے چھڑا سکیں گے ائی بے شک میں اذا
 اس وقت لفی ضلل مبین البتہ کھلی گمراہی میں ہوں گا ائی اور بے شک میں امنٹ ایمان لایا ہوں پر بکم
 تمہارے رب کے ساتھ فاسمعون لہذا تم میری بات سنو قیل کہا گیا ادخل تو داخل ہو جا الجنة جنت میں
 قال اور اس نے کہا یلیت اے کاش! قوچی میری قوم یعلمون جان لے مینا اس کو کہ غفرتی مجھے بخش دیا
 ہے ربی میرے رب نے واور جعلتی اس نے کر دیا مجھے من المکرمین معز لوگوں میں

ترجمہ:- بستی والوں نے کہا: ”ہم نے تو تمہارے اندر نحوست محسوس کی ہے۔ یقین جانو اگر تم باز نہ آئے
 تو ہم تم پر پتھر برساتیں گے اور ہمارے ہاتھوں تمہیں بڑی دردناک سزا ملے گی، رسولوں نے کہا: تمہاری نحوست خود
 تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے، کیا یہ باتیں اس لئے کر رہے ہو کہ تمہیں نصیحت کی بات پہنچائی گئی ہے؟ اصل بات یہ
 ہے کہ تم خود حد سے گذرے ہوئے لوگ ہو، اور شہر کے پرلے علاقے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا، اس نے کہا: اے
 میری قوم کے لوگو! ان رسولوں کا کہنا مان لو، ان لوگوں کا کہنا مان لو جو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگ رہے ہیں اور وہ صحیح
 راستے پر ہیں، اور بھلا میں اس ذات کی عبادت کیوں نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے؟ اور اسی کی طرف تم سب کو

واپس بھیجا جائے گا، بھلا کیا اسے چھوڑ کر میں ایسوں کو معبود مانوں کہ اگر خدائے رحمن مجھے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کر لے تو ان کی سفارش میرے کسی کام نہ آئے، اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں، اگر میں ایسا کروں گا تو یقیناً میں کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا، میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا، اب تم بھی میری بات سن لو، (آخر کار بستی والوں نے اس کو قتل کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کہا گیا کہ: ”جنت میں داخل ہو جاؤ۔“ اس نے (جنت کی نعمتیں دیکھ کر) کہا کہ: ”کاش! میری قوم کو معلوم ہو جائے، کہ اللہ نے کس طرح میری بخشش کی ہے اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل کیا ہے“

تشریح:- ان گیارہ آیتوں میں انیس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بستی والوں نے کہا: ہم نے تو تمہارے اندر محسوس محسوس کی ہے۔

۲۔ یقین جانو کہ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم پر پتھر برسائیں گے۔

۳۔ ہمارے ہاتھوں تمہیں بڑی دردناک سزا ملے گی۔

۴۔ رسولوں نے کہا کہ تمہاری محسوس خود تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے۔

۵۔ کیا تم یہ باتیں اس لئے کر رہے ہو کہ تمہیں نصیحت کی بات پہنچائی گئی ہے؟

۶۔ اصل بات یہ ہے کہ تم خود حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو۔

۷۔ شہر کے دور علاقہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔

۸۔ اس شخص نے کہا کہ اے میری قوم! ان رسولوں کا کہنا مان لو۔

۹۔ ان لوگوں کا کہنا مان لو جو تم سے کوئی اجرت نہیں لے رہے ہیں اور وہ سیدھے راستے پر ہیں۔

۱۰۔ بھلا میں اس ذات کی عبادت کیوں نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا؟

۱۱۔ اسی کی طرف تم سب کو واپس بھیجا جائے گا۔

۱۲۔ بھلا کیا میں اسے چھوڑ کر ایسوں کو معبود بناؤں کہ اگر خدائے رحمن مجھے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ

کر لے تو انکی سفارش میرے کام نہ آئے اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں؟

۱۳۔ اگر میں ایسا کروں گا تو میں کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ ۱۴۔ میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا۔

۱۵۔ اب تم لوگ بھی میری بات سن لو۔ ۱۶۔ اس آدمی سے کہا گیا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

۱۷۔ وہ آدمی جنت میں جانے کے بعد کہنے لگا کہ کاش! میری قوم کو معلوم ہو جائے۔

۱۸۔ کہ اللہ نے میری کس طرح بخشش کی۔ ۱۹۔ مجھے باعزت لوگوں میں شامل کیا۔

پچھلی آیتوں میں ان رسولوں نے بستی والوں سے جو کہا تھا اسکا ذکر تھا، یہاں ان بستی والوں نے ان رسولوں کو

کیا جواب دیا اسکا ذکر ہے کہ ان رسولوں کی یہ باتیں سن کر ان بستی والوں نے کہا کہ ہم پر جو مصیبتیں آرہی ہیں وہ تمہاری ہی وجہ سے آرہی ہیں، اگر تم لوگ اپنی اس تبلیغ سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے اور تمہیں بہت سخت سزائیں دیں گے جس سے تم لوگ تڑپتی حالت میں موت کا سامنا کرو گے، اس لئے بہتر ہے کہ تم لوگ اپنی ان حرکتوں سے باز آ جاؤ، ان بستی والوں کی یہ باتیں سن کر ان رسولوں نے کہا کہ یہ تم پر جو آزمائشیں آرہی ہیں وہ تمہاری بد اعمالیوں کی وجہ سے ہی ہیں کہ یہ تمہارے لئے سدھرنے کا ایک موقع ہے جو اللہ تمہیں ان سختیوں میں مبتلا کر کے دے رہا ہے اگر تم لوگ اس رب کا کہنا نہیں مانو گے تو وہ تمہیں ہلاک کر دے گا، اور تم ہم پر جو الزام لگا رہے ہو وہ الزام بس اسلئے ہے کہ ہم تمہیں خبردار کر رہے ہیں اور نصیحت کر رہے ہیں؟ اگر تمہیں یہ نصیحت راس نہیں آتی تو اسکا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ حق سے گزرے ہوئے لوگ ہو کہ جنہیں نصیحت کرنا کچھ فائدہ مند نہیں ہوگا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قَالُوا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ كَمَا مَطَّلَبُ يَهَبُ كَمَا مَطَّلَبُ آ رہی ہیں وہ تم لوگوں کی وجہ سے ہی آرہی ہیں، اور لَوْ جَعَلْنَاكُمْ كَمَا مَطَّلَبُ يَهَبُ كَمَا مَطَّلَبُ یہ ہے کہ ہم تم کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے، اور طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ كَمَا مَطَّلَبُ يَهَبُ كَمَا مَطَّلَبُ یہ ہے کہ یہ مصیبتیں تمہارے اپنے اعمال بد کا نتیجہ ہے اور اَلْبُرْجُ ذُكُوْرٌ كَمَا مَطَّلَبُ يَهَبُ كَمَا مَطَّلَبُ ہے کہ اگر تم کو نصیحت کریں تو تم ہم کو منحوس سمجھو۔ (الدر المنثور۔ ج۔ ۷، ص۔ ۵۰) اور بعض مفسرین نے کہا کہ اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ كَمَا مَطَّلَبُ يَهَبُ كَمَا مَطَّلَبُ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی آزمائش کے لئے تین سال تک ان سے بارش کو روک لیا اور ان پر قحط سالی نازل فرمائی جس کی وجہ سے ان لوگوں نے ان رسولوں کو اس قحط سالی کا سبب مانا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج۔ ۱۵، ص۔ ۱۶) آخر کار بستی والے ان رسولوں کو جاں سے مارنے کے لئے جمع ہوئے اس بستی میں ایک مومن شخص بھی تھا جب اسے اس بستی والوں کی اس حرکت کا پتہ چلا کہ وہ ان رسولوں کو مار دینے والے ہیں تو وہ شخص دوڑتا ہوا اپنی قوم کے پاس آیا اسی واقعہ کو یہاں بیان فرمایا گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک شہر کے دور علاقہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! تم لوگ ان رسولوں کا کہنا مان لو اور جس خدا پر ایمان لانے کے لئے یہ لوگ کہہ رہے ہیں اس پر ایمان لاؤ اور ان بتوں کی عبادت سے پرہیز کرو اور یہ رسول جو کام کر رہے ہیں اس کام کے کرنے پر وہ تم سے کوئی اجرت یا پیسہ نہیں مانگ رہیں کہ انکا مقصد ان باتوں سے مال کمانا ہو بلکہ یہ جو کام کر رہے ہیں وہ محض اس لئے کہ تم لوگ سیدھے راستے پر آ جاؤ اور یہ لوگ بھی اپنے رب کا جو راستہ ہے اسی پر قائم ہیں، اور یہی بات میری تو میں بھی انکے خدا پر ایمان لا چکا ہوں اور کیوں نہ لاتا جبکہ وہ خدا تو ایسا ہے جس نے مجھے پیدا کیا تو جس خدا نے ہمیں پیدا کیا اس خدا کو چھوڑ کر اور ان کی عبادت کرنا یہ سراسر جرم کی بات ہے کہ ”کھاو کسی کا اور گاو کسی کا“ اس لئے میں اس خدا پر ایمان لا چکا ہوں اور تم سب بھی اس خدا پر ایمان لے آؤ اس لئے کہ جب تم مر جاؤ گے تو تم اسی رب کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو جب وہاں جاؤ گے تو وہ ہی تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا، تو کیا

تم لوگ ایسے خدا کو چھوڑ کر جو کہ اگر کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو تمہارے وہ معبود جسکی تم عبادت کرتے ہو تو تم کو بچا نہیں سکتے، کیا تم انکی عبادت کرتے ہو؟ اور ایسا بھی نہیں ہے کہ یہ تمہارے معبود کل قیامت کے دن تمہاری سفارش کر کے تمہیں اسکے عذاب سے بچا سکیں، اگر میں ایسے رب کو چھوڑ دو دوسروں کی عبادت کروں تب تو میں گمراہ ہونے والوں میں لکھا جاؤں گا، جب ان بستی والوں نے اس آدمی کی یہ باتیں سیں تو اسے بھی ماریا، اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے بدلہ جنت عطا کی وہ آدمی جب جنت میں پہنچا تو وہاں کی نعمتوں کو دیکھ کر کہنے لگا کہ کاش! میری قوم کو معلوم ہوتا کہ میرے رب پر ایمان لانے کا مجھے کیا انعام ملا، کاش! کہ وہ یہ دیکھ پاتے کہ کس طرح اللہ نے میری بخشش کر دی اور مجھے اپنے اس عمل کے بدلہ باعزت لوگوں میں شامل کیا، ان آیتوں میں جس آدمی کا ذکر ہے وہ آدمی کون ہے؟ اسکے بارے میں اکثر مفسرین کا قول ہے کہ وہ آدمی حبیب بن مری تھے، بعض نے انکے تعلق سے کہا کہ وہ مؤمن تھے۔ (الدر المنثور - ج، ۷، ص، ۵۱) اور بعض نے کہا کہ وہ بت پرست تھے لیکن جب انہوں نے ان رسولوں کی بات سنی تو ایمان لے آئے، امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں یہ واقعہ بیان کیا کہ یہ حبیب نامی شخص کو جذام کی بیماری تھی اور وہ شہر سے دور رہا کرتے تھے جہاں وہ ستر سال سے بتوں کی پوجا کرتے تھے تاکہ یہ بت اسکی حالت پر رحم کھا کر اسکی اس تکلیف کو دور کر دیں مگر ان بتوں نے اسکی حاجت پوری نہیں کی، جب اس نے ان رسولوں کو دیکھا تو ان رسولوں نے اسے اللہ کی عبادت کی جانب بلایا، تب اس شخص نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ کی کوئی نشانی ہے؟ ان رسولوں نے کہا ہاں! ہمارا رب ہر چیز پر قادر ہے اور وہ تم سے اس بیماری کو بھی دور فرما دے گا، اس شخص نے کہا کہ یہ تو میرے لئے تعجب کی بات ہے، میں ان بتوں کی ستر سال سے عبادت کر رہا ہوں مگر وہ لوگ یہ نہ کر سکے پھر تمہارا رب بس ایک گھڑی میں یہ کیسے کر سکتا ہے؟ ان رسولوں نے کہا ہاں! ہمارا پروردگار جو چاہے کر سکتا ہے مگر یہ بت نہ تو نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان، اسکے بعد وہ شخص ایمان لے آیا اور ان رسولوں نے اس شخص کے لئے دعا کی تو اللہ نے اسکی اس بیماری کو اس طرح دور فرما دیا گویا اسے یہ بیماری تھی ہی نہیں، تو جب بھی وہ کمائی کرتا تو اپنی کمائی میں سے ہر دوں آدھا اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا اور آدھا صدقہ کر دیتا، جب اسکی قوم نے ان رسولوں کو جان سے مارنے کی سازش کی تو وہ دوڑتے ہوئے ان کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اے میری قوم! ان رسولوں کی اتباع کرو۔ (تفسیر قرطبی - ج، ۱۵، ص، ۱۸) اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ ان رسولوں کی اتباع کرو تب اسکی قوم نے اسکا گلا گھونٹ دیا تاکہ وہ مرجائے جب وہ اس حالت میں تھا تب وہ ان رسولوں کی جانب منہ کیا اور کہا اِنِّیْ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاَسْتَمْعِنُوْنِ کہ میں تمہارے رب پر ایمان لایا چکا ہوں تم لوگ اس پر گواہ رہنا۔ (الدر المنثور - ج، ۷، ص، ۵۲)

﴿درس نمبر ۱۷۴﴾ وہ ایک چنگھاڑ تھی جس سے وہ بچ کر رہ گئے (یس: ۲۸-۳۰-۳۲)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ ۝ إِنَّ كَانَتْ
إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَاذًّا هُمْ يُخْذُونَ ۝ لِيَحْسُرُوا عَلَى الْعِبَادَةِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا
كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا كَمَا أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا
يَرْجِعُونَ ۝ وَإِنْ كُلُّ لُتَّىٰ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُخْتَصِرُونَ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- اور ما نہیں اتارنا ہم نے اتارا علی قومہ اس کی قوم پر ومن بعدہ اس کے بعد من
جند کوئی لشکر من السماء آسمان سے اور ما نہیں کنا تھے ہم منزلین اتارنے والے ہی ان نہیں
کانت تھا الا مگر صیحة و احدة ایک زور کی آواز ہی فاذا تونا کہاں ہم وہ خذون بچ کر رہ گئے
لیحسروا وائے افسوس علی العباد بندوں پر ما نہیں یأتیہم آتا ان کے پاس من کوئی رسول رسول الا
مگر کانوا وہ ہوتے یہ اس کے ساتھ يستهزئون استهزاء ہی کرتے ألم کیا نہیں یروا انہوں نے دیکھا کم کتنی
اهلکنا ہم نے ہلاک کر دیں قبلہم ان سے پہلے من القرون امتیں انہم بے شک وہ الیہم ان کی
طرف لا یرجعون نہیں لوٹیں گی اور ان نہیں ہے کل کوئی بھی لئی مگر جمیع سب کے سب لدینا ہمارے
پاس مختصرون حاضر کئے جائیں گے

ترجمہ:- اور اس شخص کے بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہمیں اتارنے کی
ضرورت تھی۔ وہ تو بس ایک چنگھاڑ تھی جس سے وہ ایک دم بچ کر رہ گئے، افسوس ہے ایسے بندوں کے حال پر! ان کے
پاس کوئی رسول ایسا نہیں آیا جس کا وہ مذاق نہ اڑاتے رہے ہوں۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم کتنی
قوموں کو اس طرح ہلاک کر چکے ہیں کہ وہ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آتے؟، اور یہ جتنے لوگ ہیں، ان سبھی کو اٹھا کیا
جائے گا اور ہمارے سامنے حاضر کیا جائے گا۔

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اس شخص کے بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا۔
- ۲۔ نہ ہی ہمیں اتارنے کی ضرورت تھی۔
- ۳۔ وہ تو بس ایک چنگھاڑ تھی جس سے وہ ایک دم بچ کر رہ گئے۔
- ۳۔ افسوس ہے ایسے بندوں کے حال پر۔
- ۵۔ ان کے پاس کوئی رسول ایسا نہیں آیا جس کا وہ مذاق نہ اڑاتے رہے ہوں۔

۶۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم کتنی قوموں کو اس طرح ہلاک کر چکے ہیں کہ وہ انکے پاس لوٹ کر نہیں آئے؟

۷۔ یہ جتنے لوگ ہیں ان سبھی کو اکٹھا کر کے ہمارے سامنے حاضر کیا جائے گا۔

ان آیتوں میں اس قریہ والوں کے قصہ کا باقی حصہ بیان کیا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ان لوگوں نے اس مؤمن بندہ حبیب بن مری نجار کو قتل کر دیا تو اللہ تبارک نے ان لوگوں کو ہلاک کرنے کے لئے فرشتوں کو بھیجا کہ اس قوم کو ہلاک کر دو، یہاں اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لئے فرمایا کہ فرشتوں کو جب بھیجا جاتا ہے تو کسی اونچے کام کے لئے بھیجا جاتا ہے اور یہ قوم تو اتنی لاچار ہے کہ اس جیسی حقیر قوم کو ہلاک کرنے کے لئے ان معزز فرشتوں کو کیوں بھیجا جائے بلکہ ہم نے ایک زوردار آواز انکے پاس بھیجی جسے جبرئیل علیہ السلام نے نکالا تھا کہ جس کی ہولناکی سے یہ سب ختم ہو گئے اور ایک نکتہ یہاں یہ بھی ہے کہ انکی کمزوری کا یہ عالم تھا کہ بس ایک ہی چیخ انکو ہلاک کرنے کے کافی ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی کمزوری کو بیان کرنے کے لئے تَحَامِدُونَ کا لفظ استعمال کیا یعنی جس طرح چراغ کو پھونک ماری جائے تو جس طرح وہ بجھ جاتا ہے اس طرح یہ قوم بھی اتنی معمولی سی تھی کہ انہیں ایک چیخ نے ایسے ہی بجھا دیا جیسے ہوا سے چراغ بجھ جاتا ہے، زوردار آواز یعنی چیخ کے ذریعہ عذاب دیئے جانے کا ذکر مختلف آیات میں موجود ہے، سورہ ہود کی آیت نمبر ۶۷ میں ہے وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جُثِيمِينَ اور ظالموں کو بڑے زور کی چنگھاڑ نے آدو چا پھر تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے، قوم شعیب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ (ہود: ۹۴) اور ظالموں کو سخت چنگھاڑ کے عذاب نے آدو چا، سورہ مؤمنون کی آیات نمبر ۴۱ میں کہا گیا فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُرُفًا آخر کار چیخ نے انہیں پکڑ لیا عدل کے ساتھ اور ہم نے ان کو کوڑا کرکٹ بنا دیا، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس قدر کمزور ہونے کے باوجود اس قوم کو اپنے آپ پر غرور تھا انکے اس غرور پر افسوس ہی کرنا چاہئے اور اوپر سے انکی حرکتیں ایسی کہ انکے پاس کوئی رسول آئے تو یہ ان رسولوں کا مذاق اڑاتے ہیں، اس آیت میں اس بستی والوں کا قصہ بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان مشرکین سے فرما رہے ہیں کہ ان مشرکوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک و تباہ کر دیا؟ یہ تو ایک مثال تمہارے سامنے پیش کی گئی ورنہ ایسی بہت سی قومیں ہیں جنہیں انکے رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ہلاک و تباہ کیا گیا جیسے قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، ارم وغیرہ، اور ہلاک بھی ایسا کیا گیا کہ اب انکا کوئی نام و نشان باقی نہ رہا اور نہ ہی وہ اب اس دنیا میں دوبارہ لوٹ کر آئیں گے، ہاں! البتہ جب قیامت قائم ہوگی تب سبھی لوگ چاہے وہ لوگ ہوں جنہیں ہم نے اس طرح ہلاک کیا یا چاہے وہ لوگ جو اپنی طبعی موت مر کر اس دنیا سے چلے گئے سب کے سب دوبارہ وہاں میدانِ محشر میں جمع ہوں گے اور وہاں انہیں انکے کئے کی مزید سزا

دی جائے گی، دنیا میں تو بس معمولی سی سزا انہیں دی گئی کہ انہیں ہلاک کیا گیا مگر وہاں جو سزا دی جائے گی وہ سزا ابدی ہوگی جہاں انہیں کبھی موت نہیں آئے گی، ابواسحاق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قیامت سے پہلے دوبارہ آئیں گے، اس پر آپ رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ ہم بہت برے لوگ ہیں کہ ہم انکی عورتوں سے نکاح کرتے تھے اور ان کی میراث کو تقسیم کرتے تھے (یعنی کہ اگر ایسا ہوتا تو پھر ہمارا انکی عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہوتا مگر ہم نے کیا، اور ان کی میراث کو تقسیم کرنا ناجائز ہوتا مگر ہم نے کی)۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ آیت نہیں پڑھتے:

أَوْلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ - (الدر السنور - ح، ۷۔ ص، ۵۵) دیگر آیات میں بھی یہ مضمون موجود ہے سورہ رد کی آیت نمبر 32 میں کہا گیا ہے وَ لَقَدْ اسْتَهْزَيْتُمْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ يٰٓهِنَا ۚ أَتَىٰ عَلَىٰ الْإِنسَانِ مَا يَآتِيهِمْ مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ جو بھی رسول آیا وہ اس کا مذاق اڑاتے۔ سورہ الانبیاء کی آیت نمبر ۳۶ میں کہا گیا اِذْ اَرَاكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّتَّخِذُوْكَ اِلَّا هُزُوًا ۚ يَمْكُرِيْنَ جَبَّحْتُمْ لِيَّ وَ اِيَّكُمْ يَمْكُرُوْنَ

پس تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۷۴۵﴾ ایک نشانی وہ زمین ہے جو مردہ پڑی ہوئی تھی ﴿پس: ۳۳-۳۵﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَ آيَةٌ لَهُمُ الْاَرْضُ الْمَيِّتَةُ اَحْيَيْنٰهَا وَ اَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝ وَ جَعَلْنَا فِيْهَا جَنَّتٍ مِّنْ نَّجِيْلٍ وَ اَعْتَابٍ وَ فَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ وَ مَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَ آيَةٌ لَهُمُ اور ایک نشانی ہے ان کیلئے الْاَرْضُ الْمَيِّتَةُ مردہ اَحْيَيْنٰهَا ہم نے زندہ کر دیا ہے وَ اَخْرَجْنَا مِنْهَا اس سے حَبًّا دانہ فَمِنْهُ پھر اسی سے يَاْكُلُوْنَ وہ کھاتے ہیں وَ جَعَلْنَا فِيْهَا ہم نے بنائے فِيْهَا اس میں جَنَّتٍ باغات مِّنْ نَّجِيْلٍ کھجور کے وَ اَعْتَابٍ انگوروں کے وَ فَجَّرْنَا ہم نے جاری کیے فِيْهَا ان میں مِنَ الْعُيُوْنِ چشمے لِيَاْكُلُوْا تاکہ وہ کھائیں مِّنْ ثَمَرِهٖٓ اس کے پھلوں سے وَ اور مَا ہمیں عَمِلَتْهُ بنایا اسکو اَيْدِيْهِمْ ان کے ہاتھوں نے اَفَلَا کیا پھر نہیں يَشْكُرُوْنَ وہ شکر کرتے۔

ترجمہ:- اور ان کے لئے ایک نشانی وہ زمین ہے جو مردہ پڑی ہوئی تھی، ہم نے اسے زندگی عطا کی، اور اس سے غلہ نکالا جس کی خوراک یہ کھاتے ہیں، اور ہم نے اس زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے اور ایسا

انتظام کیا کہ اس میں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے، تاکہ یہ اس کی پیداوار میں سے کھائیں، حالانکہ اس کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا۔ کیا پھر بھی یہ شکر ادا نہیں کریں گے؟

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ انکے لئے ایک نشانی وہ زمیں ہے جو مردہ پڑی ہوئی تھی۔

۲۔ ہم نے اسے زندگی عطا کی۔

۳۔ ہم نے اس زمیں میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے۔

۵۔ ایسا انتظام کیا کہ اس سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے۔

۶۔ تاکہ یہ اسکی پیداوار میں سے کھائیں حالانکہ اسکو انکے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا۔

۷۔ کیا پھر بھی یہ شکر نہیں کریں گے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دوبارہ زندہ کرنا اللہ کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے، اسکی مثال تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس زمیں کو دوبارہ زندہ کرتا ہے جو بنجر و مردہ ہو گئی ہو جو کسی قسم کی پیداوار کے قابل نہ ہو، پھر اس زمیں سے تمہارے لئے غلہ نکالا جس سے تم کھاتے ہو، مردہ زمیں کو زندہ کرنے کا ذکر دیگر آیات میں بھی ہے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۶۴ میں ہے **فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا** پھر اس پانی سے زمیں کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کیا ہے، پھر اسی زمیں میں مختلف درخت اگائے جیسے کہ کھجور اور انگور کہ تم اس نعمت سے لذت حاصل کرتے ہو، یہاں اللہ تعالیٰ نے دیگر میوہ جات کو چھوڑ کر صرف کھجور اور انگور کا ذکر کیا اسکی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ اس بارے میں امام زحلی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اسکی دو خصوصیتیں ہیں ایک تو یہ کہ تمام میوہ جات میں یہ دو میوے سب سے لذیذ میٹھے ہوتے ہیں، دوسرے میووں میں بھی یہ صفت ہوتی ہے مگر ان دونوں پھلوں میں زیادہ ہوتی ہے، اور ایک وجہ یہ ہے کہ دونوں میووں میں قوت زیادہ ہوتی ہے، یہ بطور قوت بھی کھایا جاتا ہے اور بطور میوہ بھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا یہاں بیان فرمایا اور کیا خاص وجہ ہو سکتی ہے اسکا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔ (التفسیر المبرر۔ ج، ۲۳، ص، ۱۳) کھجور اور انگور کا ذکر قرآن مجید کی دیگر آیات میں بھی ہے، سورۃ بقرہ کی آیات نمبر ۲۵۶ میں ہے، **أَيُّودًا أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ نَّجِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ** کیا تم میں سے کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہ رہی ہوں، سورۃ النعام کی آیت نمبر ۹۹ میں بھی کھجوروں اور انگور کا ذکر ہے **وَمِنَ النَّخْلِ مِمَّنْ طَلَعَهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِّنْ أَعْنَابٍ** اور کھجوروں کے درختوں سے اس کے گچھے میں سے خوشے ہیں جو نیچے کو لٹک جاتے ہیں اور انگوروں کے باغ۔ سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۴ میں ہے **وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مَّتَجَوِّزَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزُرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ**

يُسْقَى بِمَاءٍ وَّاحِدٍ اور زمین میں مختلف کھڑے ایک دوسرے سے لگے لگائے ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں اور کھیت ہیں اور کھجور کے درخت ہیں اور پھر اس زمین سے ہم نے چشمے نکالے کہ اسکے پانی سے تم کھیتی کر کے اور درخت اگاؤ اور مختلف قسم کے میوے اپنی کاشت کی محنت سے کھاؤ، ان سب نشانیوں کو دیکھنے کے بعد بھی تمہیں یقین نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ انسان کو زندہ کرنے پر قادر ہے، اور تمہاری حالت یہ ہے کہ تم اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو دیکھنے کے باوجود بھی شکر نہیں کرتے، آخر ایسا کیوں کرتے ہو؟ حالانکہ ایک انسان اپنے اوپر احسان کرنے والے شخص کا شکر ادا کرتا ہے مگر تم لوگ ایسے ہو کہ اللہ نے تم پر اتنے احسانات کئے مگر تم شکر کا ایک لفظ اسکی بارگاہ میں ادا نہیں کرتے، بلکہ تمہاری حالت یہ ہے کہ شکر کرنے کے بجائے اس رب کے ساتھ شرک کرتے ہو۔

﴿درس نمبر ۱۷۶﴾ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے جوڑے بنائے ﴿یس: ۳۶- تا ۴۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ۝
 وَاٰیةٌ لَهُمُ الْیَلُّ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لِّهَا
 ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ۝
 لَا الشَّمْسُ یَنْبَغِیْ لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الْیَلُّ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- سُبْحٰنَ پاک ہے الَّذِیْ وہ ذات جس نے خَلَقَ پیدا کیے الْاَرْوَاجَ جوڑے كُلَّهَا سب کے سب مِمَّا ان چیزوں کے جن کو تُنْبِتُ اگاتی ہے الْاَرْضُ زمین وَاور مِنْ اَنْفُسِهِمْ خود ان کے پاس سے بھی وَاور مِمَّا ان کے بھی جنہیں لَا یَعْلَمُوْنَ وہ نہیں جانتے وَاور اٰیةٌ ایک نشانی لَّهُمْ ان کے لئے الْیَلُّ رات ہے نَسْلَخُ ہم کھینچ لیتے ہیں مِنْهُ اس سے النَّهَارَ دن کو فَاِذَا پھر یکا یک هُمْ وہ مُظْلِمُوْنَ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں وَاور الشَّمْسُ سورج تَجْرِیْ رواں دواں رہتا ہے لِمُسْتَقَرٍّ لِّهَا اپنے ٹھکانے پر ذٰلِكَ یہ تَقْدِیْرُ اندازہ الْعَزِیْزِ نہایت غالب الْعَلِیْمِ خوب جانتے والے کا وَاور الْقَمَرَ چاند قَدَّرْنٰهُ ہم نے مقرر کر دی ہیں اس کی مَنَازِلَ منزلیں حَتّٰی یہاں تک کہ عَادَ وہ ہو جاتا ہے كَالْعُرْجُوْنِ مانند کھجور کے خوشے کی الْقَدِیْمِ پرانی ٹیڑھی ڈنڈی کے لَا الشَّمْسُ نہ سورج یَنْبَغِیْ لَآئِنَ ہے لَهَا اس کے لئے اَنْ تُدْرِكَ کہ وہ پڑ لے الْقَمَرَ چاند کو وَاور لَا الْیَلُّ نہ رات ہی سَابِقُ پہل کرنے والی ہے النَّهَارِ دن سے وَاور كُلٌّ سب فِیْ فَلَکٍ مدار میں یَّسْبَحُوْنَ تیرتے پھرتے ہیں

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے جوڑے پیدا کیے ہیں، اس پیداوار کے بھی جو زمین اگاتی

ہے، اور خود انسانوں کے بھی، اور ان چیزوں کے بھی جنہیں یہ لوگ جانتے تک نہیں ہیں اور ان کے لیے ایک اور نشانی رات ہے۔ ہم اس پر سے دن کا چھلکا اتار لیتے ہیں تو وہ یکا یک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔ اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ سب اس ذات کا مقرر کیا ہوا نظام ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کا علم بھی کامل۔ اور چاند ہے کہ ہم نے اس کی منزلیں ناپ تول کر مقرر کر دی ہیں، یہاں تک کہ وہ جب (ان منزلوں کے دورے سے) لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح ہو کر رہ جاتا ہے۔ نہ تو سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے، اور نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے، اور یہ سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

تشریح:۔ ان پانچ آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے جوڑے پیدا کئے ہیں۔

۲۔ اس پیداوار کے بھی جوڑے ہیں اور خود انسان کے بھی

۳۔ ان چیزوں کے بھی جنہیں یہ لوگ ابھی جانتے تک نہیں...

۴۔ انکے لئے ایک اور نشانی رات ہے۔

۵۔ ہم اس پر سے دن کا چھلکا اتار لیتے ہیں تو وہ یکا یک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔

۶۔ سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔

۷۔ یہ سب اس ذات کا مقرر کیا ہوا نظام ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، علم بھی۔

۸۔ چاند ہے کہ ہم نے اسکی منزلیں ناپ تول کر مقرر کر دی ہیں۔

۹۔ یہاں تک کہ جب وہ لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح ہو کر رہ جاتا ہے۔

۱۰۔ نہ تو سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے۔ ۱۱۔ نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے۔

۱۲۔ یہ سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے جبکہ انکے باطل معبود کچھ بھی نہیں کر سکتے نہ کچھ پیدا کر سکتے ہیں نہ ہی کچھ دے سکتے ہیں مگر انکی عقلوں پر پردہ پڑ چکا ہے انہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کون حقیقی معبود ہے اور کون باطل معبود؟۔ ابن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہر چیز کے جوڑے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے یعنی ملائکہ کے، جنات کے، انسان کے، درختوں کے، پرندوں کے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷، ص، ۵۵) انسان کے بھی جوڑے بنائے سورۃ نساء کی آیت نمبر ۱۱ میں کہا گیا الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اسی سے ایک بیوی کو پیدا کیا، سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۲۳ میں مویشیوں کے جوڑوں کی پیدائش کے بارے میں کہا گیا ثُمَّ نَبِيَّةٌ اَزْوَاجٍ مِنَ الصَّانِ الثَّنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْرِ

اِنَّهِنَّ - یہ آٹھ نر مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم۔ اٹھ۔ سورہ ہود کی آیت نمبر ۴۰ سے بھی ایک جوڑے ہونے کا ثبوت ملتا ہے قُلْنَا اَحْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اِنَّهِنَّ ہم نے کہا کہ اس کشتی میں ہر قسم کے جانوروں میں سے جوڑے دو یعنی نر اور مادہ سوار کر لو، نباتات میں بھی جوڑے ہونے کا ثبوت یوں ملتا ہے، وَمِنْ كُلِّ الشَّجَرَاتِ جَعَلْنَا فِيهَا زَوْجَيْنِ اِنَّهِنَّ اور ہر قسم کے پھل کے ان کے بھی دو ہرے جوڑے پیدا کر دیئے ہیں۔

سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۷ میں کہا گیا اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اُنْبِتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ۔ اور کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر نفیس قسم کی کتنی چیزیں اگائی ہیں؟ یہاں ذہن میں آ سکتا ہے کہ درختوں کے بھی جوڑے ہوتے ہیں؟ تو اسکا جواب ہے ہاں! سائنس دانوں نے کہا کہ درختوں میں بھی نر اور مادہ ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے کے پھولوں کے جو دانے ہوتے ہیں جب وہ ملتے ہیں تو اسی کے نتیجے میں پھل پیدا ہوتا ہے، آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اور ان چیزوں کے علاوہ بھی جوڑے ہوتے ہیں جسے تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ سورۃ ذاریات کی آیت نمبر ۴۹ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ کہ ہم نے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت یہاں بیان فرما رہے ہیں کہ ان مشرکین کے لئے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں ایک اور نشانی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو پیدا فرمایا کہ وہ تاریک اور سیاہ ہے اس سیاہی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورج کو ایک روشنی دیکر پیدا فرمایا جو روشنی اس سورج پر ایک پرت کی طرح ہے جب اللہ تعالیٰ اس پرت کو اتار لیتے ہیں تو بالکل اندھیرا چھا جاتا ہے، اس طرح کبھی رات کے بعد روشنی یعنی دن آتا ہے اور دن کے بعد تاریکی یعنی رات آتی ہے جیسا کہ سورۃ حج کی آیت نمبر ۶۱ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا يُوسِّعُ اللَّيْلَ فِي السَّهَارِ وَيُوسِّعُ السَّهَارَ فِي اللَّيْلِ کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتے ہیں اور دن کو رات میں، یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانیوں میں سے ہے کہ اگر صرف دن ہی دن ہوتا تو انسان نیند کی جو راحت ہے اس سے محروم ہو جاتا اور اگر صرف رات ہی رات ہوتی تو انسان اپنی روزی روٹی ڈھونڈنے میں بڑی تکلیفیں کھینچتا۔ ان نشانیوں کو دیکھ کر ہی سہی کم سے کم ان لوگوں کو عقل تو آ جائے کہ وہ اتنا بڑا نظام چلا رہا ہے، اللہ فرما رہے ہیں کہ یہ سورج اپنا چکر کاٹ کر ٹھکانہ پر چلا جاتا ہے، اب اس سورج کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے قول وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا سے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسکا جو ٹھکانہ ہے وہ عرش کے نیچے ہے۔ (بخاری ۴۸۰۳) سورج کا یہ ایسا پیارا نظام ہے جسے اللہ رب العزت نے قائم فرمایا تاکہ کوئی کسی سے نہ ٹکرائے، اگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے ٹکرا جاتا ہے تو دنیا میں تباہی آ جائے گی، اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کا اپنا ایک ٹھکانہ مقرر کر رکھا ہے، اسی طرح چاند کی بھی منزلیں اللہ تعالیٰ نے طے کر دی ہیں کہ چاند پورے مہینے میں ان منزلوں پر

سے ہو کر گزرتا ہے اور جب جب وہ کسی منزل پر سے گزرتا ہے تو اس چاند کی شکل میں کی آتی جاتی ہے جیسا کہ ہم دیکھنے میں چاند کبھی پورا ہوتا ہے تو کبھی آدھا، اور کبھی اس سے کم یا زیادہ پھر آخر کار وہ ایسی منزل پر پہنچتا ہے جہاں وہ چاند بالکل ایسا نظر آتا ہے جیسا کہ کھجور کے درخت کی ٹہنی ہوتی ہے یعنی بالکل باریک، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ چاند ایک مہینہ میں اٹھائیس منزلیں طے کرتا ہے، چودہ شامی اور چودہ یرمائی اور انہوں نے ان منزلوں کے نام بھی بیان کئے کہ سرطین، بطین، ثریا، دبران، ہقنقہ، ہمدہ، ذراع، نژہ، طرف، جھبہ، زہرہ، صرفہ، عوام، سماک یہ شامی ہیں اور یعنی عقرب، زبائین، اکلیل، قلب، شولہ، نعائم، بلاہ، سعد الزارج، سعد الخ، سعد السعد، سعد الاخبیہ، مقدم الدولو، مؤخر الدولو، اور حوت یہ یرمائی ہیں، جب چاند ان منزلوں کو طے کرتا ہے تو وہ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے جیسے وہ مہینہ کے شروع میں ہو جاتا ہے۔ (الدر السجور - ج، ۷، ص، ۵۷) نہ سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کے مداروں پر آئے اسے پکڑ لے اور نہ ہی چاند کی یہ جرأت کہ وہ سورج کے مدار پر پہنچے، اور نہ ہی رات کبھی دن سے آگے نکل سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے اپنا اپنا مقام طے کر رکھا ہے یہ اپنے ہی مقامات پر چکر لگاتے رہتے ہیں۔ امام رازی علیہ الرحمہ نے اس آیت لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ - ائح - کے بارے میں فرمایا کہ ہر ایک کی اپنی ایک حکومت ہے چاند کی حکومت رات پر ہے اور سورج کی دن پر تو سورج رات میں نہیں نکل سکتا۔ (الدر السجور - ج، ۷، ص، ۵۸)

﴿درس نمبر ۱۷۷﴾ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا ﴿یس: ۲۱- تا- ۲۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ آيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِكِ الْمَشْحُونِ ۝ وَ خَلَقْنَا لَهُمْ مِن مِّثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ۝ وَإِن نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيحَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنقذُونَ ۝ إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا وَ مَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- واور آیتہ ایک نشانی لہم اں کے لیے اگا بے شک حملنا ہم نے اٹھایا ذریتہم اں کی اولاد کو فی الفلک المشحون بھری ہوئی کشتی میں واور خلقنا ہم نے پیدا کیں لہم اں کے لیے من مثلیہ اس جیسی ما جن پر یرکبون وہ سوار ہوتے ہیں واور ان اگر نشأ ہم چاہیں نغرقتهم ہم غرق کر دیں اں کو فلا پھر نہیں صریح کوئی فریادرس لہم اں کے لئے واور لا نہ ہم وہ ینقذون چھڑائے جائیں گے الا کمر رحمة رحمت سے متاعا ہماری طرف سے واور متاعا فائدہ ہے الی حین ایک مدت تک

ترجمہ:- اور ان کے لیے ایک اور نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا اور

ہم نے ان کے لیے اس جیسی اور چیزیں بھی پیدا کیں جن پر یہ سواری کرتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر ڈالیں، جس کے بعد نہ تو کوئی ان کی فریاد کو پہنچے اور نہ ان کی جان بچائی جاسکے لیکن یہ سب ہماری طرف سے ایک رحمت ہے اور ایک معین وقت تک (زندگی کا) مزہ اٹھانے کا موقع ہے۔ (جو انہیں دیا جا رہا ہے)۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان کے لئے ایک اور نشانی یہ ہے کہ ہم نے انکی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔

۲۔ ہم نے ان کے لئے اسی جیسی اور چیزیں پیدا کیں جن پر یہ سواری کرتے ہیں۔

۳۔ اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر ڈالیں۔

۴۔ جس کے بعد نہ تو کوئی انکی فریاد کو پہنچے اور نہ ہی انکی جان بچائی جاسکے۔

۵۔ یہ سب ہماری طرف سے ایک رحمت ہے۔

۶۔ ایک معین وقت تک زندگی کا مزہ اٹھانے کا موقع ہے۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وہ نشانی بیان فرمائیں جو ہم سے متعلق تھی، اب وہ نشانی بیان فرما رہے ہیں

جو سمندر سے متعلق ہے چنانچہ فرمایا انکے لئے ایک نشانی وہ کشتی ہے جس پر انکی اولاد کو ہم نے سوار کیا اور اس جیسی اور

بھی چیزیں پیدا کیں۔ چہرے لوگ سوار ہوتے ہیں، یعنی اسی جیسی کشتیاں بھی مراد ہو سکتی ہیں اور دیگر جانور بھی مراد ہو سکتے

ہیں۔ چہرے سواری کی جاتی ہے، اب یہ کشتی کونسی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انکی اولاد کو سوار کیا اور وہ کون لوگ تھے؟ اس

بارے میں حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے

ہر قسم کے دو جوڑوں کو سوار کیا اور اس جیسی دیگر چیزیں جن پر انہیں اللہ تعالیٰ نے سوار کیا وہ انہیں جیسی کشتیاں ہیں جو

نہروں اور سمندروں میں چلتی ہیں۔ (الدر المسثور - ج، ۷، ص، ۶۰) بعض مفسرین نے کہا وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ

مِغْلَابٍ مَا يَرْكَبُونَ سے مراد اونٹ ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (الدر المسثور -

ج، ۷، ص، ۶۰) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی فرمایا کہ اس سے مراد اونٹ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا

فرمایا اور تم دیکھتے ہو کہ وہ صحرا کی کشتی مانا جاتا ہے جس پر بوجھ بھی ڈالا جاتا ہے اور سواری بھی کی جاتی ہے۔ (الدر المسثور -

ج، ۶، ص، ۶۰)، سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۶۴ میں چلنے والی کشتیوں کو بھی قدرت کی نشانی قرار دیا

كَيْبًا إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْخِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ مِمَّا

يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ

دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ بیشک

آسمان اور زمین کی تخلیق میں رات دن کے لگاتار آنے جانے میں اور ان کشتیوں میں جو لوگوں کے فائدے کا سامان

لے کر سمندر میں تیرتی ہیں اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا اور اس کے ذریعے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندگی بخشی اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع دار بن کر کام میں لگے ہوئے ہیں، ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہی نشانیاں ہیں جو اپنی عقل سے کام لیتے ہیں، سورہ ابراہیم کی آیت نمبر ۳۲ میں بھی یہ مضمون موجود ہے، وَ سَخَّرَ لَكُمْ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَ سَخَّرَ لَكُمْ الْأَنْهَارَ اور کشتیوں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے کہ دریاؤں میں اس کے حکم سے چلیں پھر میں، اسی نے ندیاں اور نہریں تمہارے اختیار میں کر دی ہیں، سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۶۶ میں کہا گیا رَبُّكُمْ الَّذِي يُرِيكُمْ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ تمہارا پروردگار وہ ہے، جو تمہارے لئے دریا میں کشتیاں چلاتا ہے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو، سورہ لقمان کی آیت نمبر ۳۱ میں کہا گیا أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِوَعْدَةِ اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ دریا میں کشتیاں اللہ کے فضل سے چل رہی ہیں، اس لئے کہ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھا دے

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو ان لوگوں کو جو کشتی پر سوار ہیں انکے ساز و سامان کے ساتھ غرق کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کی علامت یہ ہے کہ ان سب کی جان اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے کہ جب چاہے انہیں موت دے اور اگر اللہ ایسا کرے تو کوئی انکی فریاد رسی کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی انکی مدد کو کہ وہ انہیں ڈوبنے سے بچا سکیں، لیکن یہ ہماری تم پر رحمت ہے کہ ہم نے تمہیں غرق نہیں کیا بلکہ ہم نے تو تمہیں کچھ مہلت دی ہے تاکہ تم ان باتوں پر غور کر سکو اور ہماری قدرت کو پہچان کر اسلام لے آؤ، اور یہ ڈھیل صرف چند روزہ ہے کہ اگر اس مدت میں سنبھلنا چاہو تو سنبھل جاؤ ورنہ جب یہ مدت ختم ہو جائے گی تو دوبارہ تمہیں سنبھلنے کا موقع نہیں دیا جائے گا بلکہ سزا دی جائے گی جس سے تمہیں کوئی بچا نہیں سکے گا اور نہ ہی تمہارے بت بھی بچا سکیں گے جن کے بارے میں تم نے سوچ رکھا ہے کہ وہ تمہیں عذاب سے بچائیں گے یا تمہاری سفارش کریں گے، یہ سب تمہارا صرف گمان ہے جس میں کوئی سچائی نہیں۔

﴿درس نمبر ۱۷۸﴾ اللہ کی ہر نشانی سے لوگوں نے منہ موڑا ہے ﴿یس: ۳۵-۳۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ وَمَا تَأْتِيهِمْ
مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ انْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ
اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا انْطَعِمُوا مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي
ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَ اور اِذَا قِيلَ جب کہا جاتا ہے لَہُمْ ان کے لیے اتَّقُوا تم بچو ما اس سے جو یٰئین
 اٰیٰئِیْکُمْ تمہارے سامنے ہے وَ اور مَا جو خَلَقَکُمْ تمہارے پیچھے ہے لَعَلَّکُمْ تا کہ تم تُرْحَمُوْنَ رحم کے جاؤ
 وَ اور مَا نہیں تَأْتِیْہُمْ آتی ان کے پاس مِّنْ کوئی اٰیۃِ نشانی مِّنْ اٰیۃِ رَبِّہُمْ ان کے رب کی نشانیوں میں
 سے اِلَّا مگر کَانُوْا وہ ہوتے ہیں عَمَّہَا اس سے مُعْرِضِیْنَ اعراض کرنے والے وَ اور اِذَا قِيلَ جب کہا جاتا
 ہے لَہُمْ ان سے اَنْفِقُوْا تم خرچ کرو عَمَّا اس میں سے جو رَزَقَکُمْ اللہ نے رزق دیا ہے تہیں قَالَ کہتے
 ہیں الَّذِیْنَ وہ لوگ جنہوں نے کَفَرُوْا کفر کیا لِلَّذِیْنَ ان لوگوں سے جو اٰمَنُوْا ایمان لائے اَنْظِعُمْ کیا ہم
 کھلائیں مِّنْ اس کو کہ لُوْا اگر یَشَاءُ چاہتا اللہ اَطْعَمَہُ کھلا دیتا اس کو اِنْ اَنْتُمْ نہیں ہو تم اِلَّا مگر فِی
 ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ کھلی گمراہی میں

ترجمہ:- اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ بچو اس (عذاب) سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو
 تمہارے (مرنے کے) کے بعد آئے گا تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (تو وہ ذرا کان نہیں دھرتے) اور ان کے
 پروردگار کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ایسی نہیں آتی جس سے وہ منہ نہ موڑ لیتے ہوں اور جب ان سے کہا جاتا
 ہے کہ: اللہ نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے (غریبوں پر بھی) خرچ کرو، تو یہ کافر لوگ مسلمانوں سے
 کہتے ہیں کہ کیا ہم ان لوگوں کو کھانا کھلائیں جنہیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا (مسلمانو) تمہاری حقیقت اس
 کے سوا کچھ بھی نہیں کہ تم کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

تشریح:- ان تیس آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ بچو اس عذاب سے جو تمہارے سامنے ہے جو تمہارے مرنے کے بعد آئے گا۔

۲۔ تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

۳۔ انکے پروردگار کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ایسی نہیں آتی جس سے وہ منہ نہ موڑ لیتے ہوں۔

۴۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔

۵۔ یہ کافر لوگ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ کیا ہم ان لوگوں کو کھانا کھلائیں کہ جنہیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا۔

۶۔ تمہاری حقیقت اسکے سوا کچھ نہیں کہ تم کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

جب ان مشرکین سے یہ کہا جاتا ہے کہ دیکھو! جو عذاب اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلی قوموں یعنی عاد، ثمود وغیرہ پر
 نازل فرمایا اس سے کچھ سبق حاصل کرو اور اللہ سے ڈرو، اسی طرح اس عذاب سے بھی ڈرو جو قیامت کے دن
 نافرمانوں کو ہونے والا ہے اور ڈرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ تم اپنے گناہوں سے توبہ کرو گے اور اللہ کی اطاعت قبول
 کرو گے، اگر تم اس طرح کرتے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا اور تمہارے سارے پچھلے گناہ معاف فرما دے گا،

لیکن ان مشرکین کی حالت یہ ہے کہ یہ لوگ جو بھی نشانی اللہ کے پاس سے آتی ہے اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور سمجھنے کی کوشش تو دور اسکی طرف دیکھتے تک نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ انہیں ان چیزوں کی ضرورت ہی نہیں، مگر انہیں اب یہ بات سمجھ میں نہیں آئے گی مگر جب قیامت کے دن انکے کوئی اعمال پر انکو سزا دی جائے گی اس وقت یہ لوگ اللہ کے سامنے گڑگڑائیں گے لیکن اس وقت انکے اس گڑگڑانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مال و دولت تمہیں دی ہے اس مال و دولت میں سے کچھ غریبوں پر خرچ کرو، انہیں کھانا کھلاؤ، انکی حاجت پوری کرو، تو یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہم کیوں کھلائیں؟ تم کہتے ہو کہ یہ مال و دولت اللہ نے ہمیں دی ہے تو پھر اللہ انکو کبھی یہ مال و دولت کیوں نہیں دیتا؟ وہی انہیں کیوں نہیں کھلاتا؟ اصل بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اس لئے انہیں یہ باتیں سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔ اس لئے کہ جب کوئی کسی کو کچھ دیتا ہے تو اس دی ہوئی چیز میں دینے والے کا جو حکم ہوتا ہے اسے ماننا لازمی ہوتا ہے اس لئے کہ اگر وہ حکم نہ مانا جائے تو اس سے بھی وہ چیز چھین لی جاتی ہے مگر یہ بات ان مشرکین کو سمجھ میں نہیں آتی، گمراہی کا اثر ان پر اتنا ہے کہ انکی عقلیں بھی کام نہیں کر رہی ہیں، یہ لوگ جو کہہ رہے ہیں کہ اگر اللہ نے ہمیں یہ سب کچھ دیا ہے تو پھر انہیں دینے میں اسے کیا مشکل ہے؟۔ جیسا اس نے ہمیں دیا انہیں بھی تو دے سکتا ہے؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۲ میں دیا کہ **وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَٰكِن يُّؤْتِلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ** اگر اللہ سب بندوں کے رزق کو کشادہ کر دے تو یہ لوگ سرکشی پر اتر آئیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ جتنا چاہتا ہے حساب سے نازل کرتا ہے، بیشک وہ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر ہے اور انہیں دیکھنے والا بھی ہے۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مکہ میں کچھ زندیق لوگ (جو دنیا کے ختم ہونے کا انکار کرتے ہیں، حشر و نشر کو نہیں مانتے) رہا کرتے تھے، جب ان سے غریبوں پر خرچ کرنے کا حکم دیا جاتا تو کہتے کہ غریب اللہ نے انہیں بنایا اور کھلائیں ہم؟ اور یہ مومنین کو یہ کہتے سنتے تھے کہ تمام چیزیں اللہ کی مشیت و ارادہ پر معلق ہیں تو یہ زندیق لوگ کہتے کہ اگر اللہ چاہے تو فلاں کو مالدار کر دے، فلاں کو بے نیاز کرے اور اگر چاہے تو فلاں فلاں کام کر دے، یہ بطور مذاق انہوں نے مومنوں سے کہا، اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۵، ص ۳۷) قرآن مجید کی متعدد آیات میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۹۵ میں کہا گیا **وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ** اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور آیت نمبر ۲۵۴ میں کہا گیا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِّن قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمْ يَوْمٌ لَا بَيْعُ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ** اے ایمان والو۔ جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے وہ دن آنے سے پہلے پہلے (اللہ کے راستے میں) خرچ کر لو جس دن نہ کوئی سودا ہوگا نہ کوئی دوستی (کام آئے گی) اور نہ کوئی سفارش ہو سکے گی۔ اور ظالم وہ لوگ ہیں جو کفر اختیار کیے ہوئے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۷۴۹﴾ یہ لوگ بس ایک چنگھاڑ کا انتظار کر رہے ہیں (یس: ۲۸-۳۰-۵۰)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ۝ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور یقولون وہ کہتے ہیں متنی کب ہوگا لہذا یہ الوعد وعدہ ان اگر کنتم ہوتم صدیقین سچے؟ ما نہیں یظنرون وہ انتظار کرتے الا گر صیحة واحدہ ایک زور کی آواز کا تاخذہم جو ان کو آ پکڑے گی و جبکہ ہم وہ یخصمون جھگڑیں گے فلا یستطیعون پس وہ طاقت نہ رکھیں گے توصیۃ وصیت کرنے کی و اور لا نہ الی اہلہم اپنے گھر والوں کی طرف یرجعون وہ لوٹ سکیں گے

ترجمہ:- اور کہتے ہیں کہ یہ (قیامت کا) وعدہ کب پورا ہوگا؟ (مسلمانو) بتاؤ، اگر تم سچے ہو۔
(دراصل) یہ لوگ بس ایک چنگھاڑ کا انتظار کر رہے ہیں جو ان کی حجت بازی کے عین درمیان انہیں آ پکڑے گی۔ پھر نہ یہ کوئی وصیت کر سکیں گے، اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جا سکیں گے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ کہتے ہیں کہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا؟ بتاؤ اگر تم سچے ہو؟۔

۲۔ یہ لوگ بس ایک چنگھاڑ کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں آ پکڑے گی اور یہ باہم لڑائی جھگڑے ہی میں ہوں گے۔

۳۔ پھر یہ لوگ نہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کے پاس واپس لوٹ سکیں گے۔

جب مشرکوں نے اس عذاب کے بارے میں سنا تو کہنے لگے کہ اچھا جس عذاب سے تم ہمیں ڈرا رہے ہو اگر تم واقعی سچی بات کہہ رہے ہو کہ عذاب آنے والا ہے تو بتاؤ کہ وہ عذاب کب آئے گا؟ یہ بات بھی ان مشرکین نے مذاق اڑانے کے لئے کہی یعنی یہ لوگ حقیقت میں اس عذاب کے آنے پر یقین نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ انکے اس سوال کا جواب دے رہے ہیں کہ تم جس عذاب کا انتظار کر رہے ہو وہ عذاب تو بس ایک گھڑی میں آ کر تمہیں تباہ و برباد کر دے گا اور تم کچھ کر نہیں پاؤ گے حتیٰ کہ تمہیں اتنی بھی مہلت اس وقت نہیں ملے گی کہ تم اپنا وہ کام مکمل کر سکو جو تم کر رہے ہو اور نہ ہی تمہیں اتنی مہلت مل سکے گی کہ تم کوئی وصیت کر سکو یا پھر جہاں تم ہو وہاں سے گھر جا سکو، وہ ایک زوردار دھماکے جیسی آواز میں بھی آ سکتا ہے جو ایک پل میں تمہیں اپنی زد میں لے لیگا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ قیامت اس طرح آچانک لوگوں کے پاس آئے گی کہ ایک آدمی اپنے جانور کو پانی پلا رہا ہوگا تو کوئی آدمی اپنا حوض ٹھیک کر رہا ہوگا، کوئی اپنا سامان بازار

میں بیچ رہا ہوگا تو کوئی اپنی ترازو درست کر رہا ہوگا تو وہ قیامت آنکے پاس آ پہنچے گی اور وہ اسی حالت پر ہوں گے فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ نہ وہ کسی کو اس وقت وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی طرف واپس لوٹ سکیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی تیاری کرنے میں جلدی کرو (تفسیر طبری۔ ج۔ ۲۰، ص۔ ۵۲۸) احادیث میں آیا ہے کہ اسرافیل علیہ السلام جملہ تین مرتبہ صور پھونکیں گے اس میں سے یہ پہلا صور ہوگا جسے نَفْخَةُ الْفَزَعِ یعنی گھبراہٹ کا صور کہا جاتا ہے جب یہ صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ مرجائیں گے، اسی کو اس آیت میں صَيِّحَةً وَاحِدَةً کہا گیا، جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ صور ضرور پھونکا جائے گا اور اس وقت حال یہ ہوگا کہ لوگ اپنے اپنے راستوں، بازاروں اور مجلسوں میں ہوں گے حتیٰ کہ وہ آدمی اپنے ہاتھوں میں کپڑے لئے بھاڑتا دکھ رہے ہوں گے، لیکن جب صور پھونکا جائے گا تو اس کپڑے کو لوٹا بھی نہ سکیں گے اور اس صور کی وجہ سے ایک زوردار چیخ نکلے گی جس سے سارے لوگ مرجائیں گے، یہ صور وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيِّحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ (تفسیر المنیر۔ ج۔ ۲۳، ص۔ ۲۸) مشرکوں اور کافروں کا یہ سوال کہ یہ وعدہ کادن کب آئے گا یعنی جس قیامت کے دن کے آنے کی دھمکی دی جا رہی ہے آخر وہ دن کب آئے گا؟ یہ مضمون قرآن مجید کی دیگر آیات میں بھی ہے، سورہ یونس کی آیت نمبر ۳۸ میں یوں ہے وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدِٰنِ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا؟ اگر تم سچے ہو سورہ نساء کی آیت نمبر ۳۸ میں بھی یہ مضمون اسی طرح ہے وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدِٰنِ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اِی طرح سورہ نمل کی آیت نمبر ۷۱، سورہ سبأ کی آیت نمبر ۲۹ اور سورہ ملک کی آیت نمبر ۲۵ میں بھی یہ مضمون اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۵۰﴾ جب صور پھونک دیا جائے گا ﴿یس: ۵۱-۵۲﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ ۝ قَالُوا يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيِّحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اور نُفِخَ پھونکا جائے گا فی الصُّورِ صور میں فَإِذَا تو یکا یک هُمْ وہ مِنَ الْأَجْدَاثِ قبروں سے إِلَىٰ رَبِّهِمْ اپنے رب کی طرف يَنْسِلُونَ تیزی سے دوڑیں گے قَالُوا وہ کہیں گے یٰوَيْلَنَا ہائے افسوس ہم پر! مَنْ کس نے بَعَثَنَا اٹھایا ہمیں مِنْ مَّرْقَدِنَا ہماری خواب گاہ سے؟ هٰذَا یہ ہے مَا وہ جو وَعَدَ

الرَّحْمٰنِ رَحْمٰنِ نے وعدہ کیا تھا اور صَدَقَ سچ کہا تھا اَلْمُرْسَلُوْنَ رسولوں نے اِن نہیں کَانَتْ ہوگی وہ اِلَّا مگر صٰیحَةً وَّ اِحَدَةً ایک زور کی آواز فَاِذَا تَوَيَّا يَكُ حُمْرٌ وَهَجِيْعٌ سب کے سب لَدَيْنَا ہمارے سامنے مُخَضَّرُوْنَ حاضر کئے جائیں گے فَالْيَوْمَ پس آج لَا تُظْلَمُ ظلم نہیں کیا جائے گا نَفْسٌ کسی جان پر شَيْئًا کچھ بھی وَّ اٰوْر لَا تُجْزَوْنَ تم بدلہ نہ دیئے جاؤ گے اِلَّا مگر مَا وِي جو كُنْتُمْ تَم تھے تَعْمَلُوْنَ عمل کرتے

ترجمہ:- اور صور پھونکا جائے گا تو یوں کہ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف تیزی سے روانہ ہو جائیں گے۔ کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! ہمیں کس نے ہمارے مرقد سے اٹھا کھڑا کیا ہے؟ (جواب ملے گا کہ) یہ وہی چیز ہے جس کا خدائے رحمن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچی بات کہی تھی۔ اور کچھ نہیں، بس ایک زور کی آواز ہوگی، جس کے بعد یہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ اس دن کسی شخص پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، اور تمہیں کسی اور چیز کا نہیں، بلکہ انہی کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

تشریح:- اس چار آیتوں میں سات باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ صور پھونکا جائے گا تو یوں کہ یہ لوگ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف تیزی سے روانہ ہو جائیں گے

۲۔ کہیں گے کہ ہائے ہماری بد قسمتی! ہمیں کس نے ہماری قبروں سے اٹھا کھڑا کیا؟

۳۔ یہ وہی چیز ہے جس کا خدائے رحمن نے وعدہ کیا تھا۔ ۴۔ رسولوں نے سچی بات کہی تھی۔

۵۔ کچھ نہیں بس ایک زور کی آواز ہوگی جس کے بعد یہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔

۶۔ اس دن کسی شخص پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔

۷۔ تمہیں کسی اور چیز کا نہیں بلکہ انہی کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

پچھلی آیت میں اس صور کا ذکر ہے جس سے سارے لوگ مر جائیں گے، ان آیتوں میں اس صور کا ذکر ہے جسے نَفْعَةُ الْبَعْثِ کہا جاتا ہے جس صور کے پھونکے جانے کے بعد لوگ اپنی قبروں سے زندہ ہو کر نکلیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو تمام لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکل کر تیزی کے ساتھ اپنے رب کے پاس جانے لگیں گے تاکہ ان کا حساب و کتاب جلدی سے ہو سکے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ معارج کی آیت نمبر ۴۳ میں بھی فرمایا: **يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ يَسْرًا عَا كَا تَهُمْ اِلَى نُصْبٍ يُؤْفِضُوْنَ** جس دن یہ جلدی جلدی اپنی قبروں سے نکلیں گے گویا کہ اپنے بتوں کی طرف دوڑ رہے ہوں۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں صوروں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا، پہلے صور سے سب لوگ مر جائیں گے اور دوسرے صور سے سب لوگ زندہ ہو جائیں گے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۵۔ ص، ۴۰) سورۃ القمر کی آیت نمبر ۷۔ میں بھی یہ مضمون اس طرح بیان کیا

گیا ہے، خُشَعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ یہ جھکی آنکھوں قبروں سے اس طرح نکل کھڑے ہو گئے کہ گویا وہ پھیلا ہوئی دل ہے۔ جب یہ لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو یہ کہنے لگیں گے کہ ہماری توتبائی کا وقت آ گیا، ہمیں کس نے ہماری خواب گاہ سے اٹھایا؟ ہم تو وہاں سو رہے تھے؟ انکے اس سوال پر جواب دیا جائے گا کہ یہ وہی وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے کیا تھا کہ سب کا ایک دن حساب ضرور ہوگا تو یہ وعدہ سچا ہو گیا ہے اور یہی بات اسکے پیچھے ہوئے رسولوں نے بھی کہی تھی، اب چلو حساب و کتاب کے لئے ہمیں بلایا جا رہا ہے، حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کافروں کے لئے نیند ہوگی کہ جس میں وہ نیند کا مزہ لے رہے ہوں گے پھر جب قبر والوں کو اٹھنے کے لئے پکارا جائے گا تو کافر لوگ کہیں گے یٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا ہائے ہماری بدبختی! کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھایا؟ اس پر مومنین جو انکے بازو ہوں گے، جواب دیں گے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ یہ وعدہ ہے جو اللہ نے کیا تھا اور اسکے رسولوں نے سچ کہا تھا۔ (الدر المنثور۔ ج ۶، ص ۶۳) یہاں کہا جا رہا ہے کہ وہ اپنی قبروں میں سو رہے ہوں گے جبکہ حال یہ ہوگا کہ قبر ہی سے عذاب کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے سنا ہے۔ (مسلم ۹۰۳) پھر یہاں سونے کا کیا مطلب؟ اس بارے میں امام قرطبی رحمہ اللہ نے ابو صالح رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو سب قبر والوں سے عذاب ہٹا لیا جائے گا اور دوسرا صور پھونکنے تک ان پر نیند طاری ہو جائے گی اور اس درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا، پھر جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو سب اٹھ جائیں گے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۵، ص ۴۱)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ صرف ایک ہی پکار ہوگی جس پر لوگ حاضر ہو جائیں گے، ایسا نہیں ہوگا کہ بار بار انہیں بلانا پڑے گا، بلکہ بییت کا یہ عالم ہوگا کہ بس ایک ہی پکار انکے لئے کافی ہوگی کہ وہ سب اللہ کے سامنے میدان حشر میں حاضر ہو جائیں گے تاکہ جلد سے جلد انکے حساب کا معاملہ ختم ہو جائے، اس وقت یہ بییت انسانوں پر طاری ہوگی کہ کسی کو کسی چیز کی خیر نہیں ہوگی، سب لوگ ننگے پاؤں، ننگے پیر اور ننگے بدن اس دن جمع ہو جائیں گے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب اللہ کے پاس ننگے پاؤں ننگے بدن بغیر ختنہ کے جمع کئے جائیں گے، اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! مرد اور عورت دونوں؟ کیا وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا کہ کوئی اس کا خیال بھی نہ کر سکے گا۔ (بخاری ۶۲۵۷) پھر جب سب لوگ اپنے اپنے حساب کے لئے جمع ہو جائیں گے تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج کے دن کسی پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا بلکہ اس نے جو عمل کیا ہوگا اسی کا بدلہ دیا جائے گا، کسی کے گناہ کا بوجھ کسی اور پر نہیں ڈالا جائے گا۔

(درس نمبر ۱۷۵) جننی اپنی بیویوں کے ساتھ آرام دہ نشستوں پر ٹیک لگائے بیٹھیں گے (پس: ۵۵-۳-۵۸)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
 إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغْلٍ فَاكِهِونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلِّ عَلَى الْأَرَائِكِ
 مُتَّكِئُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدْعُونَ ۝ سَلَامٌ مَّقُولًا مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:-: إِنَّ بے شک أَصْحَابَ الْجَنَّةِ اہل جنت الْيَوْمَ آج فِي شُغْلٍ شُغْلٍ میں فَاكِهِونَ خوش
 ہوں گے هُمْ گے اور أَزْوَاجُهُمْ اس کی بیویاں فِي ظِلِّ سايوں میں عَلَى الْأَرَائِكِ تختوں پر مُتَّكِئُونَ ٹیک
 لگائے ہوں گے لَهُمْ اس کے لئے فِيهَا اس میں فَاكِهَةٌ میوہ ہوگا ۝ وَلَهُمْ اور ان کے لئے مَا وہ ہوگا جو
 يَدْعُونَ وہ مانگیں گے سَلَامٌ سلام قَوْلًا کہا جائے گا ۝ مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ نہایت مہرباں رب کی طرف سے
 ترجمہ:-: جنت والے لوگ اس دل یقینا اپنے مشغلے میں مگن ہوں گے۔ اور وہ اس کی بیویاں گھنے سايوں
 میں آرام دہ نشستوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے۔ وہاں ان کے لیے میوے ہوں گے، اور انہیں ہر وہ چیز ملے
 گی جو وہ منگوائیں گے۔ رحمت والے پروردگار کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جننی لوگ اس وقت یقینا اپنے مشغلے میں مگن ہوں گے۔

۲۔ وہ اور انکی بیویاں گھنے سايوں میں آرام دہ نشستوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے۔

۳۔ وہاں انکے لئے میوے ہوں گے۔ ۴۔ انہیں ہر وہ چیز ملے گی جو وہ منگوائیں گے۔

۵۔ رحمت والے پروردگار کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔

پچھلی آیتوں میں میدان محشر میں جمع ہونے کی حالت بیان کی گئی اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ ہر کسی کو انکے عمل
 ہی کا بدلہ دیا جائے گا۔ رہی یہ بات کہ ایمان والوں کو انکے عمل کا کیا بدلہ دیا جائے گا؟ بیان کیا جا رہا ہے کہ مومنوں
 کو جو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کیا کرتے تھے، حشر نشر کے ہونے پر یقین رکھتے تھے، اعمال صالحہ میں مصروف
 رہتے تھے وہ لوگ اس دن اپنی ہی دھن میں جنت میں بیٹھے مزے کر رہے ہوں گے، انہیں کسی قسم کا کوئی خوف نہیں
 ہوگا، وہ اپنی جگہ آرام سے رہیں گے جہاں وہ اپنی بیویوں کے ساتھ گھنے سايوں میں آرام دہ نشستوں پر بیٹھے ہر چیز
 کا مزہ لے رہے ہوں گے جبکہ اطراف بہت سارے خدمت گزار ہوں گے جو انکی خدمت میں لگے ہوں گے، وہ
 انہیں میوہ جات لالا کر دے رہے ہوں گے جنہیں یہ لوگ مزے سے اپنی اپنی پسند کے مطابق کھا رہے ہوں گے، اس
 لئے کہ انکے سامنے ہر طرح کے میوے پیش کئے جائیں گے ان میووں میں سے انہیں جو پسند آئے گا وہ کھائیں گے،
 اسکے علاوہ جو کچھ بھی وہ لوگ کھانا چاہیں گے وہ انکے سامنے لاکر حاضر کر دیا جائے گا، وہاں کسی قسم کی انہیں پریشانی

نہیں ہوگی بلکہ ہر جگہ سلامتی ہی سلامتی ہوگی جو انکے پروردگار کے جانب سے انہیں انکے اعمال کے بدلے میں عطا کی جائے گی، یہاں یہ سوال ہوگا کہ جنت میں کھانے کے لئے سب کچھ عطا کیا جائے گا تو جب کوئی کچھ کھا تو اسے قضائے حاجت کی بھی ضرورت پڑیگی تو جنت میں کوئی قضائے حاجت کیسے کریگا؟ اسکا جواب نبی رحمت ﷺ کی اس حدیث میں ہے جسے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ ایک یہودی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے ابوالقاسم! تم یہ کہتے ہو کہ جنت میں کھانے اور پینے کو ملے گا؟ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ہاں! جنت کے ہر آدمی کو سو آدمیوں کے برابر کھانے پینے کی چیزیں اور جماع کی طاقت دی جائے گی، اس پر اس یہودی نے کہا کہ جب کوئی کھاتا پیتا ہوگا تو اسے قضائے حاجت کا تقاضہ ہوتا ہوگا، مگر جنت میں تو کسی قسم کی کوئی گندگی نہیں ہوگی، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی لوگوں کی حاجت پسینہ کی شکل میں انکے جسموں سے نکلے گی جو مشک کی طرح ہوگی، جس سے انکا پیٹ ہلکا ہو جائے گا۔ (المجم الاوسط للطبرانی ۱: ۱۷۲۲) اور ملائکہ ہر طرف سے انہیں سلام علیکم کی صدائے لگا رہے ہوں گے سَلَامٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (الرعد ۲۳، ۲۴) کہ تم پر تمہارے صبر کے بدلے سلامتی ہو، آخرت کے گھر کا کیا ہی اچھا انجام ہے؟۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنتی جنت کی شراب مانگے گا تو اسکے پاس ایک لوٹے میں شراب پیش کی جائے گی پھر وہ پیش کرنے والا اپنی جگہ واپس چلا جائے گا۔ (صحیح الترغیب والترہیب للمالبانی ۳: ۷۳۸) اس طرح کا معاملہ جنتیوں کے ساتھ جنت میں پیش آئیگا، قرآن مجید کی متعدد آیات میں جنت کی مختلف نعمتوں کا ذکر کیا گیا؟ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵ میں یوں منظر کشی کی گئی، كَلَّمَآ رِزْقُوآ مِنْهَا مِنْ ثَمْرَةٍ رِزْقًا قَالُوآ هٰذَا الَّذِیْ رِزْقُنَا مِنْ قَبْلُ وَآتُوآ بِهٖ مُّتَشَابِهًا وَآلَهُمْ فِيهَا آزْوَآجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَوَهُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ، جب کبھی ان کو ان (باغات) میں سے کوئی پھل رزق کے طور پر دیا جائے گا تو وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے بھی دیا گیا تھا اور انہیں وہ رزق ایسا ہی دیا جائے گا جو دیکھنے میں ملتا جلتا ہوگا اور ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان (باغات) میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵ میں کہا گیا الَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَعَلْنَا مِنْ تَحْتِهَا اَنْهٰرًا۔ تقویٰ والوں کیلئے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ سورۃ محمد کی آیت نمبر ۱۵ میں جنت کی چار نہروں کا ذکر یوں کیا گیا، مَعْلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيهَا اَنْهٰرٌ مِنْ مَّآءٍ غَیْرِ اَیْسِنٍ وَآنْهٰرٌ مِنْ لَبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ وَآنْهٰرٌ مِنْ خَمْرٍ لَّذِیْ لَیْسَ بِرِیْنٍ وَآنْهٰرٌ مِنْ حَمَیْمٍ مُّصَفًّیٍ وَآلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاؤُهُمْ۔ متقی لوگوں سے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے، اس کا حال یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو خراب ہونے والا نہیں، دودھ کی ایسی نہریں ہیں جس کا ذائقہ نہیں بدلے گا۔ شراب کی نہریں ایسی ہیں جو پینے والوں

کے لیے سراپا لذت ہوگی اور ایسے شہد کی نہریں ہیں جو ٹھہرا ہوا ہوگا اور ان جنتیوں کے لیے وہاں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت! کیا یہ لوگ ان جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، اور انہیں گرم پانی پلایا جائے گا، چنانچہ وہ ان کی آنتوں کو کھڑے کھڑے کر دے گا؟ اللہ تعالیٰ ہم تمام کو جنت کی یہ نعمتیں عطا فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۷۵۲﴾ شیطان کی عبادت مت کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (یس: ۵۹-۶۲)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَ اَمَّا زُوْا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمَجْرُمُوْنَ ۝ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيّ اٰدَمَ اَنْ لَا تَعْبُدُوْا
الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَ اَنْ اَعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ وَ لَقَدْ اَضَلَّ
مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور امتازواتم الگ ہو جاؤ آج اے مجرموں! آج اے ایہا اے المجرمؤن مجرمو! آج تمہیں نے وصیت کی تھی اے بنی آدم کہ تم عبادت نہ کرنا شیطان کی اے بلاشبہ وہ لگے تمہارا عدو دشمن ہے مبین کھلم کھلا واور اے بنی آدم کہ تم میری ہی عبادت کرنا ہذا یہی ہے صراط راستہ مستقیم سیدھا واور لقد البتہ تحقیق اضل اس نے تمہارے گمراہ کی منکم تم میں سے جبلا مخلوق کثیرا بہت سی اقلم کیا پھر نہیں تگنو تو تم تھے تعقلون عقل رکھتے؟

ترجمہ:- (اور کافروں سے کہا جائے گا کہ) اے مجرمو! آج تم (مومنوں سے) الگ ہو جاؤ۔ اے آدم کے بیٹو! کیا میں نے تمہیں یہ تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ تم میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے تم میں سے ایک بڑی خلقت کو گمراہ کر ڈالا۔ تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟

تشریح:- ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱- کافروں سے کہا جائے گا کہ اے مجرمو! آج تم مومنوں سے الگ ہو جاؤ۔
- ۲- اے آدم کے بیٹو! کیا میں نے تمہیں یہ تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔
- ۳- یہ تاکید نہیں کی تھی کہ تم میری عبادت کرنا۔ ۴- یہی سیدھا راستہ ہے۔
- ۵- حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے تم میں سے ایک بڑی خلقت کو گمراہ کر ڈالا۔
- ۶- کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟

پچھلی آیتوں میں ایمان والوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ اسے بیان کیا گیا، ان آیتوں میں کافروں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ بیان کیا جا رہا ہے کہ جب کافر لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے حشر کے میدان میں کھڑے ہوں گے تو سب سے پہلی ذلت انہیں یہ دی جائے گی کہ انہیں ایمان والوں سے الگ ہونے کو کہا جائے گا کہ تم لوگوں کی یہ حیثیت نہیں ہے کہ تم ان معزز ایمان والوں کے ساتھ کھڑے ہو سکو، لہذا پہلے تم لوگ ان سے الگ ہو جاؤ اور اپنی ایک الگ صف بنا لو، جیسا کہ قرآن مجید کی دیگر آیتوں میں بھی اس طرح کا مضمون ملتا ہے چنانچہ سورہ یونس کی آیت نمبر ۲۸ میں ہے **وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَحِيمًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَائِكُمْ** جس دن ہم سب کو جمع کریں گے اس دن ہم مشرکین سے کہیں گے کہ تم بھی اور وہ لوگ بھی جنکو تم نے میری عبادت میں شریک کیا تھا اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ اور سورہ روم کی آیت نمبر ۱۳ میں ہے **وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُومِعِدُ يُتَقَفَّرُ قُورُونُ** جب قیامت قائم ہوگی تو لوگ الگ الگ جماعتوں میں بٹ جائیں گے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو تمام لوگوں کو ایک بلند ٹیلہ پر جمع کیا جائے گا پھر اسکے بعد یہ اعلان کیا جائے گا کہ اے مجرمو! تم مسلمانوں سے الگ ہو جاؤ۔ (الدر المنثور - ج ۷، ص ۶۶)، پھر جب یہ مجرم یعنی کفار الگ الگ ہو جائیں گے تب اللہ ان مجرموں سے کہے گا کہ کیا میں نے تمہیں اپنے رسولوں کی زبانی یہ نہیں کہہ دیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے کہکس طرح اس نے اپنی دشمنی کا پہلا حملہ اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام پر کیا تھا؟ تمہیں اتنا سب کچھ بتانے کے بعد بھی تم لوگوں نے اسی کی عبادت کی، اسی کا کہنا مانا اور اسی کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے رہے جو راستہ جہنم کی طرف جاتا ہے، اور میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ دیکھو! میری ہی عبادت کرنا، میرے ہی احکامات پر چلنا اس لئے کہ میری عبادت کرنا ہی دراصل سیدھے راستے پر چلنا ہے جو سیدھے جنت کی طرف جاتا ہے، مگر ان باتوں نے تم پر کوئی اثر نہیں کیا اور تم شیطان کے بندے بن کر رہ گئے جس نے تمہیں گمراہ کر ڈالا اور آج تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے، کیا تم ان سب چیزوں کے کرنے سے پہلے سوچنا نہیں کرتے تھے؟ کیا تمہاری عقل بھی مردہ ہو چکی تھی کہ تم بے وقوفوں کی طرح اس شیطان کے گن گاتے چلے گئے۔

﴿درس نمبر ۱۷۵۳﴾ آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے ﴿یس: ۶۳-۶۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ إِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ الْيَوْمَ
 نَحْنُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ وَلَوْ
 نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَلَّىٰ يَبْصُرُونَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ

عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ۝ وَمَنْ نُعَبِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:-۔ ہذا یہ ہے جہنم دوزخ الیٰی وہ جس کا کُنْتُمْ تم تھے تُوْعِدُونَ وعدہ دیئے جاتے، اَصْلُوہَا تم داخل ہو جاؤ اس میں اَلْیَوْمَ آج ہما بسبب اس کے جو کُنْتُمْ تم تھے تَكْفُرُونَ کفر کرتے اَلْیَوْمَ آج نَحْنُ ہم مہر لگا دیں گے عَلٰی اَقْوَامِهِمْ ان کے منہوں پر و اور تُكَلِّمُنَا ہم سے کلام کریں گے اَیْدِنَاهُمْ ان کے ہاتھ و اور تَشْهَدُ گواہی دیں گے اَزْجُلْہُمْ ان کے پیریمتا ساتھ اس کے جو کَانُوا وہ تھے یَكْسِبُونَ کماتے و اور لَوْ اگر نَشَاءُ ہم چاہیں لَطَمَسْنَا ضرور ہم مٹا دیں عَلٰی اَعْيُنِهِمْ ان کی آنکھیں فَاسْتَبَقُوا پھر وہ دوڑیں الصِّرَاطِ راستہ کو فَا تَى پھر کیونکر یَصْرُوفُونَ وہ دیکھ سکیں گے و اور لَوْ اگر نَشَاءُ ہم چاہیں لَمَسْنَا نَحْنُ ہم مسخ کر دیں عَلٰی مَكَانَتِهِمْ انہی کی جگہوں پر فَمَا اسْتَطَاعُوا پھر وہ طاقت نہ رکھیں گے مُضِيًّا چلنے کی و اور لَا يَرْجِعُونَ نہ وہ لوٹ سکیں گے و اور مَنْ جو شخص نُعَبِّرْهُ ہم اس کی عمر دیں نُنَكِّسْهُ ہم الٹا دیتے ہیں اس کو فِی الْخَلْقِ پیدائش سے أَفَلَا يَعْقِلُونَ کیا وہ عقل نہیں رکھتے؟

ترجمہ:-۔ یہ ہے وہ جہنم جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ، کیونکہ تم کفر کیا کرتے تھے۔ آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے، اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے، اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ کیا کمائی کیا کرتے تھے۔ اور اگر ہم چاہیں تو (یہیں دنیا میں ان کی آنکھیں ملیا میٹ کر دیں، پھر یہ راستے (کی تلاش) میں بھاگے پھریں، لیکن انہیں کہاں کچھ سمجھائی دے گا۔؟ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے ان کی صورتیں اس طرح مسخ کر دیں کہ یہ نہ آگے بڑھ سکیں اور نہ پیچھے لوٹ سکیں۔ اور ہم جس شخص کو لمبی عمر دیتے ہیں اسے تخلیقی اعتبار سے الٹ ہی دیتے ہیں۔ کیا پھر بھی انہیں عقل نہیں آتی؟

تشریح:-۔ ان چھ آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ وہ جہنم ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا۔ ۲۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ۔

۳۔ تم کفر کیا کرتے تھے۔ ۴۔ آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے۔

۵۔ ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے۔

۶۔ ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ کیا کمائی کرتے تھے؟

۷۔ اگر ہم چاہیں تو انکی آنکھیں ملیا میٹ کر دیں۔

۸۔ پھر یہ راستے کی تلاش میں بھاگے پھریں۔ ۹۔ لیکن انہیں کہاں کچھ سمجھائی دے گا؟

۱۰۔ اگر ہم چاہیں تو اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے انکی صورتیں اس طرح مسخ کر دیں کہ یہ نہ آگے بڑھ سکیں اور نہ پیچھے ہٹ سکیں

۱۱۔ ہم جسے لمبی عمر دیتے ہیں تخلیقی اعتبار سے اسے الٹ ہی دیتے ہیں۔

۱۲۔ کیا پھر بھی انہیں عقل نہیں آتی؟

ان آیات میں کافروں کو جو عذاب دیا جائے گا اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان کافروں سے جو اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کیا کرتے تھے کہا جائے گا کہ تم نے جو اعمال کئے ہیں ان اعمال کی سزا تمہیں دنیا میں بتائی جاتی تھی کہ تمہیں دوزخ کی آگ میں پھینکا جائے گا تو جان لو کہ یہی ہے وہ دوزخ جسے تم دنیا میں جھٹلاتے تھے، آج بھی تمہارا اٹھکانہ ہے چلو! اب اس جہنم میں داخل ہو جاؤ، یہ تمہارے اس کفر کا نتیجہ ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے، تمہارے اعمال کا تمہیں یہاں بدلہ دیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور لوگ اپنا اپنا حساب دینے کے لئے اللہ کے سامنے آئیں گے تب لوگوں کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی یعنی وہ کچھ بول نہ سکیں گے پھر اللہ تعالیٰ انسان کے ہاتھ اور پیر کو گویا عطا کریں گے تب وہ ہاتھ اور پیر اس انسان کے اعمال اللہ کے سامنے سنا نے لگیں گے کہ فلاں وقت اس نے فلاں کام کیا وغیرہ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں کس وجہ سے ہنسا ہوں؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بندے کے اپنے رب سے گفتگو کرنے پر ہنسا ہوں، وہ کہے گا کہ اے رب! کیا آپ نے مجھے ظلم سے نہیں بچایا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیوں نہیں، بالکل بچایا ہے، اس پر وہ بندہ کہے گا کہ آج میں اپنے خلاف اپنے سوا کسی کو گواہ بننے کی اجازت نہیں دیتا، اس پر اللہ تعالیٰ ہوں گے کہ تمہارے خلاف تمہارا نفس اور کراما کا تین ہی گواہی دینے کے لئے کافی ہوں گے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اسکے اعضا سے کہا جائے گا کہ بولو، تو وہ اسکے اعمال گناتے جائیں گے، اس بندے اور اس کے کلام کے درمیان کوئی نہیں آئے گا، پھر اس پر وہ بندہ بول اٹھے گا کہ دور ہو جاؤ، چلے جاؤ، میں تمہاری طرف سے ہی تو جھگڑا کر رہا تھا۔ (مسلم ۲۹۶۹)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مومن کو قیامت کے دن حساب کے لئے بلایا جائے گا، پھر اسکے اعمال اسکے سامنے پیش کئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ کیا تم نے کیا؟ اس پر وہ کہے گا کہ ہاں! اے میرے رب! میں نے ہی کیا، میں نے ہی کیا، میں نے ہی کیا، پھر اللہ اسکے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور اس کی پردہ پوشی فرمادے گا تو کوئی مخلوق اسے دیکھ نہیں پائے گی، پھر اسکی نیکیاں ظاہر کی جائیں گی اور وہ چاہے گا کہ سارے لوگ اسے دیکھیں، پھر اسکے بعد کافر کو بلایا جائے گا اور اسکے سامنے اسکے اعمال پیش کئے جائیں گے اس پر وہ کہے گا کہ میں نے کیا ہی نہیں، اے پروردگار تیری عزت کی قسم! اس فرشتہ نے وہ اعمال لکھے ہیں جو میں نے کیا ہی نہیں، پھر وہ فرشتہ کہے گا کہ کیا تم نے یہ کام فلاں جگہ، فلاں وقت میں نہیں کیا؟ وہ پھر سے انکار کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ پر مہر لگا دیں گے۔

پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس کا داہنا پیر گواہی دے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اَلْيَوْمَ نَقُصُّهُمْ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ - ا ل خ - (تفسیر طبری، ج، ۲۰، ص، ۵۴۴)

آگے اللہ تعالیٰ چند مثالیں دیکر انسان کو آگاہ کر رہے ہیں کہ دیکھو! اگر ہم چاہیں تو کسی کو بھی اندھا کر سکتے ہیں، اسکی آنکھوں کی بینائی کو ختم کر سکتے ہیں پھر وہ راستے ڈھونڈتا پھرے گا مگر اسے راستہ نہیں ملے گا، ایسا ہی اگر ہم چاہیں تو کسی کے چہرہ کو مسخ کر دیں، اسکی صورت ہی بالکل بدل ڈالیں، چاہے تو بندر بنا ڈالیں چاہے تو خنزیر تو وہ ایک انج نہ ادھر ہٹ سکیں گے نہ ادھر۔ ان آیتوں کے بارے میں مفسرین نے دو باتیں بیان کی ہیں ایک تو یہ کہ اگر اللہ چاہے تو انہیں سیدھے راستے سے ہٹا کر گمراہی کے راستے پر ڈال دے، مگر اللہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ ہر کسی کو اختیار دے رکھا ہے کہ وہ جو راستہ اختیار کرنا چاہے کر سکتا ہے، کسی کو مجبور نہیں کیا، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر کی۔ (الدر المنثور، ج، ۲۰، ص، ۵۴۵) اور بعض نے کہا کہ یہاں حقیقی معنی میں اندھا کرنا مراد ہے، جیسا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی رائے ہے۔ (الدر المنثور، ج، ۲۰، ص، ۵۴۵)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جب انسان بہت زیادہ عمر کا ہو جاتا ہے تو اسکے اعضاء بھی کمزور ہوتے جاتے ہیں جیسے کہ بچپن میں کسی بچہ کے ہوتے ہیں۔

(درس نمبر ۱۷۵۴) قرآن مجید حقیقت کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے (پس: ۶۹- تا: ۷۱)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّوَقُرْ اَنْ مُّبِينٌ ۝ لِيُنذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا
وَّيَحِقُّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اَوْلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا اَنْعَامًا
فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اور ما عَلَّمْنَاهُمْ نے نہیں سکھایا اس کو الشِّعْرَ شعر کہنا اور ما يَنْبَغِي لَافِي نہ تھا لہٰذا اس کے ان نہیں ہے ہُو وہ اِلَّا مگر ذِكْرٌ ایک نصیحت و اور قُرْ اَنْ قرآن مُّبِينٌ واضح لِيُنذِرَ تا کہ وہ ڈرائے مَنْ اس کو جو کائن ہے حَيًّا زندہ و اور يَحِقُّ ثابت ہو جائے الْقَوْلُ بات عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کافروں پر اَوْ کيَا لَمْ يَرَوْا انہوں نے نہیں دیکھا اَنَّا کہ بے شک ہم نے خَلَقْنَا پیدا کئے لَهُمْ ان کے لئے مِمَّا ان میں سے جن کو عَمِلَتْ بنایا اَيْدِيْنَا ہمارے ہاتھوں نے اَنْعَامًا چوپائے فَهُمْ چنانچہ وہ لَهَا ان کے مٰلِكُوْنَ مالک ہیں

ترجمہ:- اور ہم نے (اپنے) ان (پیغمبر) کو نہ شاعری سکھائی ہے اور نہ وہ ان کے شایان شان ہے۔ یہ تو بس ایک نصیحت کی بات ہے، اور ایسا قرآن جو حقیقت کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ ہر اس شخص کو خبردار

کرے جو زندہ ہو، اور تاکہ کفر کرنے والوں پر حجت پوری ہو جائے۔ اور کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے مولیٰ پیدا کیے اور یہ ان کے مالک بنے ہوئے ہیں؟

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ ہم نے اپنے ان پیغمبر کو نہ تو شاعری سکھائی اور نہ ہی یہ انکی شایان شان ہے۔
- ۲۔ یہ تو ایک نصیحت کی بات ہے۔
- ۳۔ یہ ایسا قرآن ہے جو حقیقت کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔
- ۴۔ تاکہ ہر اس شخص کو خبردار کرے جو زندہ ہو۔
- ۵۔ تاکہ کفر کرنے والوں پر حجت پوری ہو جائے۔
- ۶۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لئے مولیٰ پیدا کئے
- ۷۔ یہ انکے مالک بنے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے اس نبی کو شاعر بنا کر نہیں بھیجا اور نہ ہی شاعر ہونا ان کی شایان شاں ہے، اس لئے کہ شاعر اکثر ایسی باتیں کرتے ہیں جو صرف خیالی ہوتی ہیں جن میں کوئی اصلیت نہیں ہوتی اور یہ نبی جو کہتے ہیں وہ اللہ کا کلام ہے جو بالکل سچا ہے نہ تو وہ کلام شعر ہے اور نہ ہی یہ رسول شاعر ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو بَلْ هُوَ شَاعِرٌ (الانبیاء ۵) وَيَقُولُونَ اَوْنَحْنُ لَتَارِكُو الْاَلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ (الصافات ۳۶) وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر اور مجنون کے لئے چھوڑ دیں؟۔ بلکہ یہ قرآن تو ایک نصیحت نامہ ہے جو تمہیں اچھے کاموں کی نصیحت کرتا ہے اور جو حقیقت ہے اسے کھول کھول کر بیان کرتا ہے یعنی انسان کو مرنا ہے، مرنے کے بعد پھر سے زندہ ہونا ہے اور پھر اپنے رب کے پاس اپنے اعمال کا حساب و کتاب دینا ہے وغیرہ۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شعر پڑھا کرتے تھے؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ چیز یعنی شعر کہنا آپ کو سب سے زیادہ ناپسند تھا، ہاں اگر کبھی کبھی وہ بنو قیس قبیلہ کے بھائی کے اشعار پڑھا کرتے تھے مگر وہ بھی بے ترتیب، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے کہ یہ ایسا نہیں ہے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شاعر نہیں ہوں اور نہ ہی یہ میرے لئے مناسب ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۰، ص ۵۳۹) یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ایسے کلمات ملتے ہیں جو اشعار ہیں مثلاً اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبٌ ۝ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ۝ هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ مَدْمَعِيَتْ ۝ وَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ ۝ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاَرْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ ۝ وغیرہ تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ یہ اشعار نہیں ہیں کیونکہ اشعار تو وہ ہوتے ہیں جو بطور ارادہ کہے جائیں اور یہ الفاظ جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے ہیں وہ غیر ارادی طور پر کہے ہیں اور ظلیل احمد الفراء نے اپنی کتاب کتاب العین میں لکھا ہے جو دو جزوں پر مشتمل صحیح ہوتا ہے وہ اشعار نہیں کہلائے جاتے۔ (کتاب العین۔ ج ۶، ص ۶۵) بلکہ اللہ

کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اشعار کہنے کو اتنا ناپسند فرماتے تھے کہ آپ کہا کرتے تھے اگر کسی کا منہ قہیے بھر جائے تو یہ اسکے لئے اچھا ہے بجائے اس کے کہ اسکا منہ اشعار سے بھرے۔ (جامع الاحادیث للسیوطی ۴۰۴۱۳) اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تو انہی لوگوں کو ڈرانا ہے جو زندہ دل ہوں، جنکے پاس سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت ہو، یعنی آپ نصیحت تو ہر کسی کو کرتے ہیں مگر آپ کی نصیحت وہی سنتا ہے جو عقل مند ہوتا ہے اور کافروں کے لئے بھی یہ موقع ندر ہے کہ اللہ کے نبی نے ہمیں احکام نہیں بتائے، ہمیں اس دوزخ سے نہیں ڈرایا وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت پر ایک اور دلیل بیان کر رہے ہیں کہ کیا ان مشرکوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اپنی کاریگری سے انکے لئے مویشی پیدا کئے جن مویشیوں سے یہ لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، ان پر سواری کرتے ہیں، ان کے دودھ اور گوشت وغیرہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور وہ ان کے مالک بنے ہوئے ہیں، اگر اللہ چاہتا تو اسکے برعکس بھی کر سکتا تھا یعنی ان مویشیوں کو وحشی بنا دیتا کہ نہ یہ تمہارے بس میں آتے اور نہ ہی تم ان سے فائدہ اٹھا سکتے بلکہ تمہارا حال تو یہ ہوتا کہ تم اس سے دور بھاگتے پھرتے، کیا تمہیں یہ باتیں بھی سمجھ میں نہیں آتیں کہ یہ سب کرنے والا وہی ایک رب ہے جسکی ہمیں عبادت کرنی چاہئے۔

﴿درس نمبر ۱۷۵﴾ اللہ تعالیٰ نے مویشیوں کو انسانوں کے قابو میں کر دیا ﴿س: ۷۲-۷۳-۷۶﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَدَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ۝ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ۝ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ إِلَهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ ۝ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحَضَّرُونَ ۝ فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور دَلَّلْنَاهَا ہم نے تابع کر دیا ان کو لُهِمْ ان کے لئے فَمِنْهَا پھر کچھ ان میں سے رَكُوبُهُمْ ان کی سواریاں ہیں و اور مِنْهَا کچھ ان میں سے يَأْكُلُونَ وہ کھاتے ہیں و اور لَهُمْ ان کے لئے فِيهَا ان میں مَنَافِعُ فائدے ہیں و اور مَشَارِبُ پینے کی چیزیں ہیں أَفَلَا کیا پھر نہیں يَشْكُرُونَ وہ شکر کرتے و اور اتَّخَذُوا انہوں نے بنا لیتے مِنْ دُونِ اللّٰهِ اللہ کے سوا الْإِلَهَةَ کئی معبود لَّعَلَّهُمْ تاکہ وہ يُنصَرُونَ مدد کیے جائیں لَا يَسْتَطِيعُونَ وہ طاقت نہیں رکھتے نَصْرَهُمْ ان کی مدد کرنے کی و جبکہ هُمْ وہ لُهِمْ خود ان کے جُنْدٌ لشکر ہیں مُّحَضَّرُونَ حاضر کئے گئے، فَلَا يَحْزُنكَ پس غم میں نہ ڈالیں آپ کو قَوْلُهُمْ ان کی باتیں اِنَّا بلاشبہ ہم نَعْلَمُ جانتے ہیں مَا جو يُسِرُّونَ وہ چھپاتے ہیں و اور مَا جو يُعْلِنُونَ وہ ظاہر کرتے ہیں

ترجمہ:- اور ہم نے ان مویشیوں کو ان کے قابو میں دے دیا ہے، چنانچہ ان میں سے کچھ وہ ہیں جو ان کی

سواری بنے ہوئے ہیں اور کچھ وہ ہیں جنہیں یہ کھاتے ہیں۔ نیران کو ان مویشیوں سے اور بھی فوائد حاصل ہوتے ہیں، اور پینے کی چیزیں ملتی ہیں۔ کیا پھر بھی یہ شکر نہیں بجالاتیں گے؟ اور انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اس امید پر دوسرے خدا بنا رکھے ہیں کہ انہیں (ان سے) مدد ملے۔ (حالانکہ) ان میں یہ طاقت ہی نہیں ہے کہ ان کی مدد کر سکیں بلکہ وہ ان کیلئے ایک ایسا (مخالف) لشکر بنیں گے جسے (قیامت میں ان کے سامنے) حاضر کر لیا جائے گا۔ غرض (اے پیغمبر) ان کی باتیں تمہیں رنجیدہ نہ کریں۔ یقین جانو ہمیں سب معلوم ہے کہ یہ کیا کچھ چھپاتے اور کیا کچھ ظاہر کرتے ہیں۔

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے ان مویشیوں کو ان کے قابو میں دے دیا ہے۔

۲۔ ان میں سے کچھ وہ ہیں جو انکی سواری بنے ہوئے ہیں۔

۳۔ کچھ وہ ہیں جنہیں یہ کھاتے ہیں۔ ۴۔ نیران کو ان مویشیوں سے اور بھی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

۵۔ پینے کی چیزیں بھی ملتی ہیں۔ ۶۔ کیا پھر بھی یہ لوگ شکر نہیں بجالاتیں گے؟

۷۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اس امید پر دوسرے خدا بنا رکھے ہیں کہ انہیں مدد ملے۔

۸۔ ان میں یہ طاقت ہی نہیں کہ انکی مدد کر سکیں۔

۹۔ بلکہ وہ ان کے لئے ایسا لشکر بنیں گے جسے حاضر کر لیا جائے گا۔

۱۰۔ غرض اے پیغمبر! انکی باتیں آپ کو رنجیدہ نہ کریں۔

۱۱۔ یقین جانو ہمیں سب کچھ معلوم ہے کہ یہ کیا کچھ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جانوروں سے انسان بہت سے فوائد حاصل کرتا ہے ان آیات میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ ان جانوروں کی منفعت کیا ہے؟ جسامت میں بڑے بڑے یہ جانور ایک ادنیٰ سے انسان کے تابع ہوتے ہیں کہ جس طرح انسان چاہے اسے استعمال کرتا ہے اور وہ جانور اس آدمی کے اشاروں پر چلتا ہے کہ وہ اسے جہاں لے جانا چاہے لیجا سکتا ہے، دوسرا فائدہ یہ کہ ان جانوروں پر وہ سواری کرتے ہیں، انکی پیٹھ پر بیٹھ کر دور دراز کا سفر طے کرتے ہیں اور تیسرا فائدہ یہ کہ ان جانوروں میں بہت سے ایسے جانور اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں جو انسان کے لئے حلال ہیں کہ جنکا گوشت انسان کھاتے ہیں۔

اللہ نے فرمایا کہ یہ تو چند فوائد ہیں ہم نے بیان کئے اسکے علاوہ اور بھی بہت سارے فوائد انسان ان جانوروں سے حاصل کرتا ہے جیسے ان جانوروں کا اون، انکے چمڑے، ہڈی اور چربی، ان تمام چیزوں سے بھی انسان فائدہ اٹھاتا ہے اسکے ساتھ ساتھ ان جانوروں کا دودھ بھی انسان کو پینے کیلئے ملتا ہے، صرف ایک جانور سے اتنے سارے فوائد انسان حاصل کرتا ہے مگر پھر بھی ان نعمتوں پر وہ اللہ کا شکر نہیں ادا کرتا حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ

ہر ایل اللہ کے شکر میں گزارے مگر نتیجہ یہاں الٹا ہی ہے کہ وہ ناشکر بنا ہوا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ سوال فرما رہے ہیں کہ اتنی ساری چیزیں اس اللہ نے عطا کی ہیں اسکے باوجود بھی کیا یہ لوگ شکر ادا نہیں کریں گے؟ بلکہ انکی حالت تو یہ ہے کہ ان میں کے مشرکین نے تو اس نفع پہنچانے والے رب کو چھوڑ کر بتوں کو معبود بنا لیا ہے، اس امید پر یہ لوگ ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں کہ شاید یہ بت انکے کچھ کام آسکیں، انکی کچھ مدد کرسکیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ انکی کوئی مدد نہیں کرسکیں گے، بلکہ معاملہ یہ ہوگا کہ انکے معبودوں کا لشکر خود انکے خلاف کل قیامت میں گواہی دے گا کہ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں، ہم نے تو ان سے نہیں کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو، بلکہ یہ لوگ خود ہی گمراہ تھے، اللہ تعالیٰ نبی رحمت ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں کہ اے انبی! اگر یہ لوگ ہمارے ان احسانات اور ہماری قدرت کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لاتیں اور آپکو جسمانی اور روحانی تکلیف پہنچائیں، آپ کو شاعر، مجنون وغیرہ کہیں تو آپ ان کی اس حرکت پر غمگین نہ ہوں، کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ آپ انکے سامنے جتنی بھی نشانیاں بیان کر دیں یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے اور انبیاء کو ستانا انکی پرانی روایت ہے، اور ہاں ایہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں چاہے دکھا کر ہو یا چھپا کر ہمیں سب پتا ہے، ہم انکی ہر حرکت سے واقف ہیں اور انہیں ان حرکتوں پر سزا ضرور ملے گی۔

﴿درس نمبر ۱۷۵۶﴾ ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا ﴿یس: ۷۷-۷۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ دیکھا انسان نے اَنَّا کہ بے شک ہم نے خَلَقْنَاهُ پیدا کیا اس کو مِنْ نُطْفَةٍ قطرہ منی سے فَإِذَا پھر ناگہاں هُوَ خَصِيمٌ جھگڑنے والا مُّبِينٌ کھلم کھلا اور ضَرَبَ اس نے بیان کی لٹا ہمارے لیے مَثَلًا ایک مثال وَّاور نَسِيَ وہ بھول گیا خَلْقَهُ اپنی پیدائش کو قَالَ اس نے کہا مَنْ کون بھئی زندہ کرے گا الْعِظَامَ ہڈیوں کو وَ جبکہ ہی وہ رَمِيمٌ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی قُلْ آپ کہہ دیجئے يُحْيِيهَا ان کو زندہ کرے گا الَّذِي وہ جس نے أَنشَأَهَا ان کو پیدا کیا أَوَّلَ مَرَّةٍ پہلی بار وَّاور هُوَ وہ بِكُلِّ ہر طرح کے خَلْقٍ پیدا کرنے کو عَلِيمٌ خوب جانتا ہے الَّذِي وہ جس نے جَعَلَ بنا دیا لَكُمُ تمہارے لیے مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ سبز درخت سے نَارًا آگ فَإِذَا پھر یکا یک أَنْتُمْ تمہنہ اس سے تُوقِدُونَ آگ سلگاتے ہو ترجمہ:- اور کیا انسان نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا تھا؟ پھر اچانک وہ کھلم کھلا

جھگڑا کرنے والا بن گیا۔ ہمارے بارے میں تو وہ باتیں بناتا ہے، اور خود اپنی پیدائش کو بھلا بیٹھا ہے، کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو کون زندگی دے گا جبکہ وہ گل چلکی ہوں گی؟ کہہ دو کہ ان کو وہی زندگی دے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ پیدا کرنے کا ہر کام جانتا ہے۔ وہی ہے جس نے تمہارے لیے سرسبز درخت سے آگ پیدا کر دی ہے۔ پھر تم ذرا سی دیر میں اس سے سلگانے کا کام لیتے ہو۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا انسان نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے لطفہ سے پیدا کیا؟

۲۔ پھر یہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا بن گیا۔

۳۔ ہمارے بارے میں تو یہ باتیں بناتا ہے اور خود اپنی پیدائش کو بھلا بیٹھا ہے۔

۴۔ کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو کون زندگی دے جبکہ وہ گل چلکی ہوں گی؟

۵۔ کہہ دو کہ انہیں وہی زندگی دے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔

۶۔ وہ پیدا کرنے کا کام جانتا ہے۔

۷۔ وہی ہے جس نے تمہارے لیے سرسبز درخت سے آگ پیدا کر دی۔

۸۔ تم ذرا سی دیر میں اس سے سلگانے کا کام لیتے ہو۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد اٹھائے جانے کو مختلف مثالوں سے سمجھا رہے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا انسان نے اپنی پیدائش پر غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو ایک حقیر، بدبودار پانی یعنی لطفہ سے پیدا کیا جس سے ایک انسان وجود میں آتا ہے، انسان کی حیثیت تو بس یہ ہے کہ وہ ایک گندے پانی سے بنا ہوا ہے مگر اسکی حالت تو دیکھو! ہر کسی سے جھگڑنے لگتا ہے، یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک معمولی سے لطفہ سے انسان کو جب پیدا کر سکتا ہے تو پھر انسان کے مرنے کے بعد اسکو دوبارہ پیدا کرنے میں اسے کیا مشکل ہو سکتی ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عاص بن وائل ایک بوسیدہ ہڈی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس آیا اور اسے کلڑے کلڑے کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرے گا جبکہ اسے ختم کر دیا گیا ہے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرے گا، تجھے موت دے گا پھر تجھے زندہ کریگا اور تجھے جہنم میں ڈال دیگا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی **وَلَوْ كُنَّ يُرَى الْإِنْسَانُ أَنَا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ** سے آخر سورت تک۔ (مسند رک حاکم۔ ج، ۲، ص، ۴۶۶) واضح ہو کہ عاص بن وائل کا یہ واقعہ ان کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ وہ آنے والا، امیہ بن ابی صلت تھا اور ایک روایت میں ابی بن خلف ہے۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷، ص، ۷۴) یہ تو

ایک مثال ہے جو ہم نے انکے سامنے بیان کی، انہیں اس حقیقت کا پتہ چل جاتا اگر وہ اپنی پیدائش پر ہی غور کر لیتے کہ کس طرح ایک گندے، بے جان پانی سے انکی پیدائش ہوئی ہے؟، لیکن وہ لوگ تو اس ہڈی کو لیکر آپ سے حجت کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان سے کہہ دیجئے کہ جس ہڈی کو تم لیکر آئے ہو مجھے یہ بتاؤ کہ اس ہڈی کو کس نے پیدا کیا جبکہ اسکا وجود بھی نہیں تھا؟ انہیں معلوم ہے کہ یہ کام اللہ ہی نے کیا، تو اب یہ بتاؤ کہ جب وہ اس ہڈی کو بنا سکتا ہے تو اس بنی ہوئی ہڈی کو پھر سے جوڑ کر کیا زندگی نہیں دے سکتا؟ وہ تو ہر چیز پیدا کر سکتا ہے، کوئی چیز چاہے وہ راکھ بن گئی ہو یا چرند پرند نے اسے کھالیا ہو ہر صورت میں وہ ان کو زندہ کرے گا۔

ایک دوسری مثال ان مشرکین کے سامنے بیان کی جا رہی ہے کہ دیکھو! یہ ایک درخت ہے جسکی پیدائش بھی پانی سے ہوئی پھر وہ بڑھ کر ایک ہرا بھرا پھل دار درخت ہو گیا، جیسا کہ تم بچپن سے جوانی میں قدم رکھتے ہو، پھر اسکے بعد اس درخت پر بھی بڑھا پاپا چھا گیا اور وہ سوکھ گیا، جیسا کہ تم بوڑھے ہو کر مر جاتے ہو، پھر تم اس سوکھے درخت کی لکڑی سے آگ جلاتے ہو کہ پہلے تو وہ درخت آگ پیدا کرنے کے قابل نہیں تھا مگر اللہ نے اسکی حالت بدل دی تو اب اس میں آگ جلانے کی صلاحیت پیدا ہو گئی، تو پھر تمہیں کیوں اس بات میں شک ہے کہ اللہ تمہیں دوبارہ زندہ کریگا؟ یہاں جن درختوں کی بات کی گئی وہ درخت اصل میں مرخ اور عفار کے درخت ہیں جو حجاز کی سرزمین پر اگتے ہیں انکے سوکنے کے بعد جب ایک کو دوسرے سے رگڑا جاتا ہے تو اس سے آگ نکلتی ہے، چونکہ یہ لوگ اس کو استعمال کرتے تھے اور اس سے فائدہ اٹھاتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ مثال ان کے سامنے بیان کی تا کہ انہیں اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔

﴿درس نمبر ۱۷۵﴾ اللہ تعالیٰ صرف حکم دیتے ہیں کہ ہو جا تو وہ جاتی ہے ﴿یس: ۸۱-۸۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِغَفِيرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلْقُ الْعَلِيمُ ۝ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ فَسُبْحٰنَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَوَلَيْسَ کیا نہیں الَّذِي وہ جس نے خَلَقَ پیدا کیا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ آسمانوں اور زمین کو بِغَفِيرٍ قدرت رکھنے والا اَعْلٰی اس پر اَنْ يَخْلُقَ کہ وہ پیدا کر دے مِثْلَهُمْ ان کی مثل بَلَىٰ کیوں نہیں وَهُوَ وہی الْخَلْقُ پیدا کرنے والا الْعَلِيمُ خوب جاننے والا ہے إِنَّمَا بس اَمْرُهُ اس کا حکم اِذَا جب اَرَادَ وہ ارادہ کرتا

ہے شَيْئًا كَيْسِي جِزْرًا أَنْ يَقُولَ کہ وہ کہتا ہے لہٰذا اس کو كُنْ ہو جاقِبْ كُونْ پھر وہ ہو جاتی ہے فَسُبْحٰنَ سُوْپَاكِ ہے اَلَّذِيْ وہ کہہ بیٹا جس کے ہاتھ میں ہے مَلَكُوْتُ بادشاہی كَلِيْ شَيْءٍ ہر ایک چیز کی وَ اَوْرَا لِيْہِ اسی کی طرف تُرْجَعُوْنَ تم لوٹائے جاؤ گے

ترجمہ:- بھلا جس ذات نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو (دوبارہ) پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں؟ جبکہ وہ سب کچھ پیدا کرنے کی پوری مہارت رکھتا ہے۔ اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کر لے تو صرف اتنا کہتا ہے کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے۔ غرض پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تم سب کو آخر کار لے جایا جائے گا۔
تشریح:- ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا جس ذات نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو دوبارہ زندہ کرے۔

۲۔ کیوں نہیں؟ جبکہ وہ سب کچھ پیدا کرنے کی پوری طاقت رکھتا ہے۔

۳۔ معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اتنا کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

۴۔ پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے۔

۵۔ اسی کی طرف آخر کار تم سب کو لیجا یا جائے گا۔

توحید سے متعلق دو مثالیں پچھلی آیتوں میں بیان کی گئیں یہاں تیسری مثال ان مشرکین کے سامنے بیان کی جا رہی ہے جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین جیسی بڑی بڑی چیزوں کو پیدا کیا، ان آسمانوں میں چاند، تارے، سورج، وغیرہ کو پیدا کیا اور زمین میں پہاڑ، پودے، نہریں سب کچھ پیدا کیا، کیا وہ اللہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے؟ تمہاری اوقات ان آسمانوں اور زمینوں کے آگے کچھ نہیں ہے جب وہ اللہ ان چیزوں کو پیدا کر سکتا ہے تو تمہیں پیدا کرنا سکے لئے بہت ہی آسان ہے، جیسا کہ سورہ مومن کی آیت نمبر ۵۷ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تَخْلُقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا انسانوں کو پیدا کرنے کے مقابلہ میں بڑا معلوم ہوتا ہے (مگر پھر بھی اسکو اللہ نے صرف چھ دن میں پیدا کر دیا)۔ سورہ احقاف کی آیت نمبر ۳۳ میں بھی ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَكُنْ يَخْلُقْهُمْ يَخْلُقْ عَلٰى اَنْ يُّخْرِجَ الْمَوْتٰى مِنْ اَبْوَابِ اَنْفِهِمْ قَدِيْرٌ کہ کیا ان کو یہ سمجھائی نہیں دیا کہ وہ اللہ جس نے سارے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کو پیدا کرنے سے اس کو ذرا بھی ٹھکن نہیں ہوئی، وہ یقیناً اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے؟ اور کیوں نہ ہو؟ وہ بیشک ہر چیز کی پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اللہ کا پیدا کرنا ایسا نہیں ہے کہ

ہاتھوں سے اسکو بنانے لگ جائے بلکہ اللہ کا بنانا ایسا ہے کہ وہ کسی بھی چیز کو صرف پیدا ہونے کا حکم کرتا ہے تو وہ پیدا ہو جاتی ہے، ان چیزوں کے پیدا کرنے میں اسے کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، تو ایسی ذات جس کو ان تمام چیزوں پر قدرت ہے تم اسی ذات کے ساتھ دوسرے معبودوں کو شریک کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ تو تمہارے اس شرک سے پاک اور اعلیٰ ہے جسکے قبضہ میں ساری کائنات کی حکومت ہے وہ جب چاہے جسے چاہے موت دے سکتا ہے اور زندہ کر سکتا ہے اور آخر کار جب یہ سب کچھ فنا ہو جائے گا تو سب کو اسی اللہ ہی کے پاس جانا ہے، تو جو اس ایک اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ اسے بخش دے گا اور جو غیروں کو پوجتا تھا وہ ہلاک و برباد ہو جائے گا۔

سُورَةُ الصَّفَاتِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۵ رکوع اور ۱۸۲ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۵۸﴾ قطار کی شکل میں صف بنانے والوں کی قسم ﴿الصَّفَاتِ: ۱- تا- ۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَالصَّفَاتِ صَفًا ۝ فَالزُّجُرَاتِ زَجْرًا ۝ فَالتَّلْبِیْتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ الْهٰکُمْ لَوٰ اٰحِدٌ ۝ رَبُّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَالصَّفَاتِ قسم ہے صف بستہ کی صَفًا قطار باندھ کر فَالزُّجُرَاتِ پھر ڈانٹنے والوں کی زَجْرًا جھڑک کر فَالتَّلْبِیْتِ ذِكْرًا پھر ذکر کی تلاوت کرنے والوں کی اِنَّ الْهٰکُمْ لَوٰ اٰحِدٌ البتہ ایک ہے رَبُّ رب السَّمٰوٰتِ آسمانوں وَاوَالْاَرْضِ زمین کا وَاوَمَا بَیْنَهُمَا ان دونوں کے درمیان میں ہے وَاوَرَبُّ الْمَشَارِقِ مشرقوں کا

ترجمہ:- قسم ان کی جو پر باندھ کر صف بناتے ہیں، پھر ان کی جو روک ٹوک کرتے ہیں، پھر ان کی جو ذکر کی تلاوت کرتے ہیں، تمہارا معبود ایک ہی ہے، جو تمام آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان کی ہر چیز کا مالک ہے اور ان تمام مقامات کا مالک جہاں سے ستارے طلوع ہوتے ہیں۔

سورہ کی فضیلت:- جس نے جمعہ کے دن سورۃ یٰس اور سورۃ الصَّفَاتِ پڑھا، پھر اللہ سے مانگا تو اسے مانگی ہوئی چیز عطا کی جائے گی۔ (کنز العمال ۲۶۹۴)

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱- قطار کی شکل میں صف بنانے والوں کی قسم۔ ۲- روک ٹوک کرنے والوں کی قسم۔

۳- ذکر (قرآن) کی تلاوت کرنے والوں کی قسم۔ ۴- کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے۔

۵۔ جو آسمانوں اور زمیں کا اور انکے درمیان کی ہر چیز کا مالک ہے۔

۶۔ ان تمام مقامات کا مالک ہے جہاں سے ستارے طلوع ہوتے ہیں۔

اس سورت کی ابتدا اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی مختلف صفتوں کے ساتھ قسم کھا کر کی ہے اور اس قسم کا مقصد یہ بتانا ہے کہ معبود صرف ایک ہی ہے اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں، ویسے تو اللہ تعالیٰ کو اپنی بات ثابت کرنے کے لئے کسی کی قسم کھانا ضروری نہیں ہے لیکن چونکہ یہ عربی زبان کی فصاحت ہے اسی لئے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہو، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جن چیزوں کی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں قسم کھائی ہے وہ آگے آنے والی باتوں کی دلیل ہوتی ہے جیسا کہ اگر غور کیا جائے تو یہاں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی قسم کھائی اور قسم کھا کر یہ بات بیان کی کہ اللہ ہی صرف ایک معبود ہے اسکے علاوہ کوئی نہیں تو اسکی دلیل یہ ہے کہ فرشتوں جیسی مخلوق تک اسکی عبادت کرتی ہے جنہیں یہ مشرک و کافر اللہ کی بیٹیاں کہا کرتے ہیں (جسکا ذکر آگے آ رہا ہے)، تو پھر کیسے اس کے علاوہ کوئی اور معبود ہو سکتا ہے جبکہ فرشتوں کی طاقت کا کسی کو اندازہ بھی نہیں۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہاں پر قسم ان فرشتوں کی نہیں بلکہ ان فرشتوں کے رب کی ہے اصل معنی "يَوْمَ الطُّفَّتِ" ہے۔ (تفسیر قرطبی - ج ۱۵، ص ۶۱) الغرض یہاں پر جتنی بھی صفتیں لیکر قسم کھائی گئی ہے ان تمام سے مراد فرشتے ہیں جیسا کہ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قرآن کریم میں جہاں بھی الصافات، المرسلات، النازعات کہا گیا وہاں اس سے مراد فرشتے ہی ہیں۔ (الدر المنثور - ج ۷، ص ۷۸) یہاں پر فرشتوں کی تین صفتیں بیان کی گئی ہیں پہلی صفت کہ وہ لوگ صف باندھ کر اللہ کے آگے کھڑے ہوتے ہیں۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صف باندھتے ہیں اس طرح تم لوگ کیوں صف نہیں باندھتے؟ ہم نے کہا فرشتوں اپنے رب کے پاس کس طرح صف باندھتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ پہلی صف کو مکمل کرتے ہیں اور صفوں میں ملکر کھڑے ہوتے ہیں۔ (ابوداؤد ۶۶۱): دوسری صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ روک ٹوک کرتے ہیں یعنی یا تو وہ لوگ بادلوں کو جو اپنی جگہ سے ہٹ کر چلتے ہیں انہیں ٹوکتے ہیں اور انہیں ہانکتے ہیں یا پھر یہ کہ یہ ملائکہ گناہ کرنے والے کو نصیحت اور موعظت کے ذریعہ ڈالتے ہیں کہ تم اس گناہ سے باز آ جاؤ۔ (تفسیر قرطبی ج ۱۵، ص ۶۲) تیسری صفت یہ بیان کی کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے ہیں جو اللہ نے اپنے انبیاء پر نازل فرمائی یہ فرشتے ان کتابوں کی آسمان پر تلاوت میں لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہاں ان تین صفتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ صفتیں کتنی اہم صفتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر ان صفتوں کی قسم کھائی اس سے یہ سبق ملا کہ ہم کہیں کسی اہم جگہ کھڑے ہوں تو ہمیں بے ترتیبی کے ساتھ نہیں کھڑا ہونا چاہئے بلکہ صف باندھ کر سلیقہ کے ساتھ کھڑا ہونا چاہئے، دوسری صفت یہ کہ اگر ہم کہیں دیکھیں کہ ہمارے ماتحت لوگ

کسی گناہ کے کام میں مشغول ہوں تو ہمیں انہیں متنبہ کرنا چاہئے اور انہیں ان گناہ کے کاموں سے روکنا چاہئے، تیسری صفت قرآن کریم کی تلاوت کرنا ہے یہ اتنی اونچی صفت ہے کہ فرشتے ہر وقت اس صفت کے ساتھ وابستہ ہیں یعنی وہ قرآن کریم کی تلاوت میں لگے رہتے ہیں تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اپنا وقت جتنا ہو سکے قرآن کریم کی تلاوت میں گزاریں، اللہ ہمارے اندر بھی ان صفات کو پیدا فرمائے آمین۔

اللہ تعالیٰ نے اس قسم کا جواب بیان کیا کہ وہ اہم بات جس کے لئے قسم کھائی گئی وہ یہ ہے کہ اللہ ہی اصل اور ایک معبود ہے اسکے علاوہ کوئی اور عبادت کا حقدار ہی نہیں وہ اس لئے کہ ساری کائنات کا پیدا کرنے والا وہی ہے ساری مخلوق کو پالنے والا وہی ہے، ساری انسانیت کی پرورش کرنے والا وہی، ساری مخلوق کی سننے والا وہی ہے حتیٰ کہ ملائکہ جیسی عظیم مخلوق بھی اسی کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں تو پھر انسان کو کس چیز پر گھمنڈ ہے کہ وہ اس ایک معبود کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جو کسی کام کے نہیں ہیں، اسی حقیقت کو آگے اللہ نے فرمایا کہ وہ اللہ ایسا ہے جو تمام آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور جو کچھ بھی ان دونوں کے درمیان یعنی چاند، سورج، ستارے، سیارے، ہوا، بادل، پہاڑ، دریا، چرند، پرند، جنات، انسان سب کا مالک وہی اللہ ہے اور مشرق و مغرب کا بھی رب وہی ہے یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اسکی مخلوق نہ ہو اور وہ اسکا رب نہ ہو، دنیا جہاں کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا مالک وہی اللہ ہے لہذا ہمیں ایسے ہی عظیم قدرت کے مالک کی عبادت کرنی چاہئے۔

﴿درس نمبر ۱۷۵۹﴾ ستاروں کے ذریعہ آسمان کی سجاوٹ ﴿الطُّفَّتِ: ۶-۱۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اِنَّا زَيْنًا لِّلْاٰلِهِيْنَ اَلدُّنْيَا بِيْزِيْنَةٍ الْكُوَاكِبِ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ لَا يَسْمَعُوْنَ
 اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ الْاَعْلٰى وَيُقَدِّخُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُخُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ اِلَّا مَن
 خَطَفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ

لفظ بہ نظر ترجمہ:- اِنَّا زَيْنًا بے شک ہم نے زینت دی السَّمَاءِ الدُّنْيَا آسمان دنیا کو بِيْزِيْنَةٍ الْكُوَاكِبِ ایک آرائش ستاروں سے وَ حِفْظًا حفاظت کے لیے مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ہر سرکش شیطان سے لَا يَسْمَعُوْنَ وہ سن نہ پائیں اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ الْاَعْلٰى عالم بالا کی وَ اور يُقَدِّخُوْنَ پھینکے جاتے ہیں مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ہر جانب سے دُخُوْرًا بھگانے کے لیے وَ اِلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ہمیشہ رہنے والا اِلَّا مَن جو خَطَفَ اچک لے الْخَطْفَةَ جھٹ سے فَاَتْبَعَهُ تو اس کے پیچھے لگتا ہے شِهَابٌ ستارہ ثَاقِبٌ چمکتا ہوا۔

ترجمہ:- بیشک ہم نے نزدیک والے آسمان کو ستاروں کی شکل میں ایک سجاوٹ عطا کی ہے اور ہر شریر شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے، وہ اوپر کے جہاں کی باتیں نہیں سن سکتے اور ہر طرف سے ان پر مار پڑتی ہے، انہیں دھکے دیئے جاتے ہیں اور ان کو (آخرت میں) دائمی عذاب ہوگا، البتہ جو کوئی کچھ اچک لے جائے تو ایک روشن شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بے شک ہم نے نزدیک والے آسمان کو ستاروں کی شکل میں ایک سجاوٹ عطا کی ہے۔

۲۔ ہر شریر شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے۔

۳۔ وہ شیطان اوپر کے جہاں کی باتیں نہیں سن سکتے۔ ۴۔ ہر طرف سے ان پر مار پڑتی ہے۔

۵۔ انہیں دھکے دیئے جاتے ہیں۔ ۶۔ انکو آخرت میں دائمی عذاب ہوگا۔

۷۔ جو کوئی کچھ اچک لے جائے تو ایک روشن شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان جتنی چیزیں ہیں انکی پیدائش کا ذکر

فرمایا، یہاں اللہ تعالیٰ ان آسمانوں کی تزئین کی بارے میں فرما رہے ہیں کہ ہم نے ان ساتوں آسمانوں میں سے جو پہلا آسمان ہے یعنی جو ہمیں نظر آتا ہے جسے آسمان دنیا کہا جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے ستاروں سے سجایا ہے جیسے کوئی اپنے گھر کی چھت پر برقی بلب لگا کر اسے چمکدار بناتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان قدرتی بلبوں کے ذریعہ اس آسمان کو مزین کیا اور سجایا ہے، پھر ان ستاروں کا ایک کام یہ ہوتا ہے کہ یہ ستارے شیطانوں کو اوپر آنے سے روکتے ہیں کہ جب کبھی کوئی شیطان آسمان میں چڑھنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ ستارے اسکو مارتے ہیں اور وہاں سے بھگاتے ہیں، اس شیطان کو مار بھگانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ شیطان ان باتوں کو نہ سن سکیں جو آسمانوں میں اللہ اور فرشتوں کے درمیان ہو رہی ہیں، ان شیاطین کو وہاں سے مار مار کر بھگایا جاتا ہے لیکن آخرت میں انہیں بھی سخت سے سخت سزا دی جائے گی چونکہ یہ دنیا دار الامتحان ہے، اسکو دارالجزا یعنی بدلہ دینے کی جگہ نہیں بنایا جاتا، اسی لئے چاہے انسان ہو یا جنات و شیاطین سب کو آخرت یعنی دارالجزا میں سزائیں دی جائیں گی۔ سورہ ملک کی آیت نمبر ۵ میں بھی اس طرح کا ذکر آیا ہے وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ہم نے قریبی آسمان کو چراغوں سے مزین کیا اور ہم نے اسے شیاطین کو مارنے کا ذریعہ بنایا اور ہم نے ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین قسم کے ستاروں کو پیدا کیا گیا ایک وہ جو شیطان کو مار بھگانے کا کام کرتے ہیں، دوسرے وہ جنہیں نور کی شکل میں پیدا کیا گیا کہ اس سے راستہ کا پتلا لگایا جاتا ہے، تیسرے وہ جو کہ زینت کا کام کرتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۵۔ ص ۶۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا

کہ پہلے شیطان آسمان میں جا کر بیٹھا کرتے تھے اور وحی سنا کرتے تھے، تب ستارے ان شیاطین کو مارنے نہیں دوڑتے تھے اور نہ شیطانوں کو مارا جاتا تھا، تو جب وہ وحی سنتے تو زمیں پر آتے اور اس سنی ہوئی باتوں میں نوبائیں اپنی طرف سے ملا دیتے ایک حصہ تو وحی کا ہوتا جو درست ہوتا باقی نو حصے باطل ہوتے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کی تب شیطان پھر سے پہلے کی طرح وہاں جا کر بیٹھنے لگے تو شہاب نامی ستارہ جو کہ شعلہ کی طرح ہے آ کر انہیں مارتا اور اسکا نشانہ نہ چوکتا پھر انہیں جلادیتا، جب یہ معاملہ ان کے ساتھ ہونے لگا تو ان شیطانوں نے اپنے سردار ابلیس کو یہ بات بتائی کہ ہمارے ساتھ اس طرح ہو رہا ہے، تو اس نے کہا کہ پہلے تو ایسا نہیں ہوتا تھا، پھر اس حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے اس نے اپنے لشکر کو بھیجا تو اس لشکر نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطن نخلہ میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا اور جا کر اس ابلیس کو اسکی خبر دی، ابلیس نے کہا کہ ہاں! یہ معاملہ ہوا ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۱۶) اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ یہ شیاطین ان پھرے دارستاروں سے بچ بچا کر اگر تھوڑا سا اوپر پہنچ جاتے ہیں تب یہ شیطان شہاب ثاقب (بھڑکتا ہوا شعلہ) سے نہیں بچ سکتے اسکا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا بلکہ سیدھا انہیں شیاطین پر پڑتا ہے جس سے وہ جل کر خاک ہو جاتے ہیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں کہا کہ یہ شہاب ثاقب نامی ستارہ بھی پہلے نہیں تھا لیکن جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی تب اللہ تعالیٰ نے آسمان کے حفاظتی نظام کو اور بہتر بنانے کے لئے اس ستارے کو پیدا کیا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۵، ص ۶۶) اکثر کاہن لوگ شیاطین کو اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں اور انہیں غیب کی خبریں لانے کے لئے بھیجتے ہیں مگر وہ لانہیں سکتے، اسی وجہ سے وہ سزا کے خوف سے اپنی طرف سے باتیں کہہ دیتے ہیں جو کہ سچی نہیں ہوتیں، ان کاہنوں کی باتوں پر کبھی بھروسہ نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی انکے پاس جانا چاہئے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہانت اختیار کرنے اور انکے پاس جانے سے منع فرمایا اور یہاں تک فرمایا کہ اس سے مسلمان مسلمان باقی نہیں رہتا۔ مَنْ أَلِي كَاهِنًا فَصَدَّقَ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنزِلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ (ابن ماجہ ۶۳۹) جو کاہن کے پاس آئے اور اسکی بتائی ہوئی باتوں کو سچا سمجھے تو اس شخص نے محمد ﷺ پر نازل کردہ کتاب کا انکار کیا، (سو جو قرآن کا انکار کرتا ہے وہ مسلمان نہیں رہتا) اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کہانت کی وہ ہم میں سے نہیں (الجامع الصغیر للسيوطی ۹۵۶۶) ہم مسلمان ہیں اور ہمارا کام نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرنا ہے لہذا ہم ان چیزوں سے ہمیشہ دور رہیں انکے قریب بھی نہ جائیں، اکثر ان کا شکار عورتیں ہوا کرتی ہیں اس لئے بطور خاص خواتین کو توجہ دلانی جائے کہ وہ کاہنوں اور جادو گروں اور شعبدہ باز حاملوں کے پاس جانے سے بچیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کریں، اللہ ہم تمام کو اس سے محفوظ رکھے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۷۶۰﴾ اے پیغمبر! آپ ان کی باتوں پر تعجب کرتے ہو ﴿الصُّفَّتِ: ۱۱-۱۲-۱۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاسْتَفْتِهِمْ أَهْمُ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنُ خَلَقْنَا ؕ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّن طِينٍ لَّازِبٍ ۝
بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ۝ وَإِذَا دُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخَرُونَ ۝
وَقَالُوا إِن هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا ؕ إِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۝
أَبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ: فاستفتہمہم پس آپ پوچھے ان سے اہم کیا وہ اشد زیادہ سخت ہیں خلقا پیدا کش میں
آم یا من وہ جن کو خلقنا ہم نے پیدا کیا انا بے شک ہم نے خلقنہم پیدا کیا ان کو من طین لازب چپکتی
مٹی سے بل بلکہ عجب آپ نے تعجب کیا و جبکہ یسخرون یہ مذاق اڑاتے ہیں و اور اذا جب دکر و اوہ
نصیحت کیے جاتے ہیں لایذکرون وہ نصیحت قبول نہیں کرتے و اور اذا جب رآوا وہ دیکھتے ہیں آیت کوئی نشانی
یستسخرون تو وہ مذاق اڑاتے ہیں و اور قالوا وہ کہتے ہیں ان نہیں ہے ہذا یہ الاگر سحر جادو مبین
صرح اذا میتنا کیا جب ہم مرجائیں گے و اور کنا ہم ہو جائیں گے ترابا مٹی و اور عظاما ہڈیاں انا کیا
بلاشبہ ہم لمبعوثون البتہ اٹھائے جائیں گے و ابائونا الاولون کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی قل آپ کہہ
دیجیے نعم ہاں و اور انتم تم داخرون ذلیل و خوار ہو گے۔

ترجمہ: اب ذرا ان (کافروں) سے پوچھو کہ ان کی تخلیق زیادہ مشکل ہے یا ہماری پیدا کی ہوئی دوسری
مخلوقات کی؟ ان کو تو ہم نے لیس دارگارے سے پیدا کیا ہے، (اے پیغمبر!) حقیقت تو یہ ہے کہ تم (ان باتوں
پر) تعجب کرتے ہو اور یہ ہنسی اڑاتے ہیں اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت مانتے نہیں اور جب کوئی نشانی
دیکھتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک کھلے جادو کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، بھلا جب ہم مرکز
اور ہڈیوں کی صورت اختیار کر لیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ اور بھلا کیا ہمارے پچھلے باپ دادا کو
بھی؟ کہہ دو کہ ہاں! اور تم ذلیل بھی ہوں گے۔

تشریح: ان آٹھ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان کافروں سے پوچھو کہ ان کی تخلیق زیادہ مشکل ہے یا ہماری پیدا کی ہوئی دوسری مخلوقات کی؟

۲۔ ان کو تو ہم نے لیس دارگارے سے پیدا کیا ہے۔

۳۔ اے پیغمبر! آپ ان کی باتوں پر تعجب کرتے ہو اور یہ ہنسی اڑاتے ہیں۔

۴۔ جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت نہیں مانتے۔

۵۔ جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں۔

۶۔ کہتے ہیں کہ یہ ایک کھلے جادو کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

۷۔ بھلا ہم مرکٹی اور ہڈیوں کی صورت اختیار کر لیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائیگا؟

۸۔ کیا ہمارے پچھلے باپ داداوں کو بھی؟

۹۔ کہہ دو کہ ہاں! اور ذلیل بھی ہو جاؤ گے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی حقیقت بیان فرما رہے ہیں چنانچہ آپ ﷺ کی زبانی ان مشرکین سے یہ سوال کیا گیا کہ بھلا یہ بتاؤ کہ تم ایک انسان ہو جسکو بس ایک چمکی ہوئی مٹی سے پیدا کیا گیا اور اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوقات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پیدا کیا جو تمہارے مقابلہ میں بڑی ہیں جیسے آسمان، زمین، چاند سورج، ملائکہ، شیاطین وغیرہ تو ان چیزوں کو پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا تمہیں؟ ظاہر ہے کہ انسان کے مقابلہ میں ان چیزوں کا پیدا کرنا بڑا کام ہے لیکن پھر بھی وہ کام اللہ کے لئے مشکل نہیں ہے تو کیا پھر انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا اس اللہ کے لئے کوئی مشکل کام ہوگا؟ نہیں بالکل نہیں۔ سورۃ مومن کی آیت نمبر ۵۷ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو بیان فرمایا لَخَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنا انسانوں کے مقابلہ میں بڑا کام ہے، لیکن اکثر لوگوں کو اسکا علم نہیں۔ اور سورۃ الشُّرُعٰتِ کی آیت نمبر ۲۷ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّكُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْرًا السَّمٰوٰتِ بِنْدِهَا كَيْفَا تَهْمَارِيْ بِنْدِهَا زِيَادَةُ سَخْتِ هِيَ يَا اَسْمَانَ كَيْ جَسْكُوْهُمُ لَمْ يَبْنٰى هِيَ؟ ان تمام حقیقتوں کو جاننے کے بعد بھی یہ لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے جسے دیکھ کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب ہوا کہ اتنی بڑی نشانیاں دیکھ کر بھی کوئی کیسے ایمان نہیں لاسکتا؟ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا "بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ" اور یہ کافر ہیں کہ آپ کے اس تعجب پر ہنسی مذاق کرتے ہیں، جب یہ قرآن نازل ہوا اور لوگ پھر بھی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے تو آپ کو تعجب ہوا، وہ اس لئے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ گمان تھا کہ ہر کوئی جو اس قرآن کو سنے گا تو ایمان لے آئے گا، مگر جب مشرکوں نے اسے سنا تو وہ اسکا مذاق بنانے لگے اور اس پر ایمان نہیں لائے، اسی بات پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ کہ آپ تو تعجب کر رہے ہیں اور یہ لوگ ہنسی مذاق کر رہے ہیں۔ (تفسیر بغوی۔ ج ۶، ص ۳۶) بلکہ ان مشرکین کا تو حال یہ تھا کہ انہیں جب سمجھایا جاتا اور نصیحت کی جاتی تو سمجھتے ہی نہیں تھے بلکہ جب انکے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جاتیں تو اسکا مذاق اڑاتے تھے یعنی اس قرآن میں موجود باتوں کا یہ لوگ مذاق اڑاتے تھے کہ ہونے والی کیسی باتیں اس کتاب میں بیان کی گئی ہیں اور کہتے کہ جو دلائل اور معجزے ہمیں دکھا رہے ہو یہ تو کھلا جادو ہے اسکے سوا اور کچھ نہیں یعنی یہ رب

کی جانب سے بھیجے ہوئے نہیں ہیں۔ جن باتوں کو لیکر یہ لوگ مذاق اڑاتے تھے کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جب ہم مرجائیں گے اور ہم مٹی میں ملکر مٹی ہی بن جائیں گے اور صرف ہماری ہڈیاں باقی رہ جائیں گی تو اس حالت میں بھی ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائیگا؟ اور ہمیں ہی نہیں بلکہ سینکڑوں سالوں سے جو ہمارے باپ دادا اس زمین میں پڑے ہیں چٹکی تو ہڈیاں بھی شاید گل گئی ہوں گی تو کیا انہیں بھی دوبارہ زندہ کیا جائیگا؟ یہ تو بڑی ہنسی کی بات ہے جو تم کہہ رہے ہو۔ اللہ نے انکے اس سوال کا جواب دیا کہ ہاں! بالکل ایسا ہوگا تمہیں اس بات میں کوئی شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ تو فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ہے کہ جو چاہے وہ کر سکتا ہے، اسکی قدرت و طاقت سے کوئی چیز باہر نہیں ہے اور جب تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو تم اس وقت ذلیل ہو گے اور تمہارے ساتھ جو معاملہ کیا جائیگا وہ معاملہ رسوا کرنے والا ہوگا اس وقت تم ذلت محسوس کرو گے تمہاری انہی باتوں کی وجہ سے جو اب تم لوگ کہہ رہے ہو۔ سورہ نحل کی آیت نمبر ۸۷ میں بھی فرمایا گیا وَكُلُّ أَتَوْكَ دَاخِرِينَ وہ سب لوگ اللہ کے پاس ذلیل ہو کر آئیں گے۔ سورہ مومن کی آیت نمبر ۶۰ میں بھی کہا گیا إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ ذُخْرَيْنِ جو لوگ ہمارے بندوں میں سے تکبر کیا کرتے تھے وہ لوگ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہو گئے۔

﴿درس نمبر ۶۱﴾ وہ تو ایک زوردار آواز ہوگی ﴿الطَّفِتِ: ۱۹- تا ۲۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَإِذَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ○ وَقَالُوا يَا نِيلَنَّا هَذَا يَوْمُ الدِّينِ ○ هَذَا
يَوْمُ الْفَضْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكْتَبُونَ ○
لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَأِذَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ایک زور کی آواز ہوگی فَإِذَا پھر یکا یک هُمْ وہ
يَنْظُرُونَ دیکھتے ہوں گے وَاوَرَقَالُوا اوه کہیں گے يَا نِيلَنَّا ہائے افسوس ہمارے لئے هَذَا یہ يَوْمُ الدِّينِ جزا
کادن ہے هَذَا یہی ہے يَوْمُ الْفَضْلِ فیصلے کادن الَّذِي وہ جو كُنْتُمْ تم تھے بہ اے تُكْتَبُونَ جھٹلاتے۔
ترجمہ:- بس وہ تو ایک ہی زوردار آواز ہوگی جس کے بعد وہ اچانک (سارے ہولناک مناظر) دیکھنے
لگیں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری شامت! یہ تو حساب و کتاب کادن ہے، (جی ہاں!) یہی وہ فیصلے کادن ہے
جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں تیں باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ بس وہ تو ایک زوردار آواز ہوگی جسکے بعد وہ اچانک سارے ہولناک مناظر دیکھنے لگیں گے

۲۔ کہیں گے کہ ہائے ہماری شامت! یہ تو حساب و کتاب کادن ہے۔

۳۔ ہاں! یہی وہ فیصلہ کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

ان آیتوں میں مرنے کے بعد اٹھایا جانا کس طرح ہوگا اور اسکے بعد کیا حالات پیش آئیں گے؟ اس منظر کو بیان کیا جا رہا ہے کہ تمہیں مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے لئے صرف ایک آواز ہی کافی ہے کہ جب وہ آواز اسرافیل علیہ السلام کے ذریعہ لگائی جائیگی تو تم سب بغیر کسی تاخیر کے اپنی اپنی قبروں سے یا جہاں کہیں بھی تمہاری موت ہوئی ہوگی وہاں سے اٹھ جاؤ گے اور تمہارے سارے اعضاء ملنا شروع ہو جائیں گے اور تم ایک جاندار کی شکل اختیار کر لو گے جیسے تم دنیا میں رہا کرتے تھے۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۶۰ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ایک گزارش کہ اے اللہ! میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ مردوں کو کس طرح زندہ کرتے ہیں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم! کیا تمہیں ہماری بات پر یقین نہیں ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ بالکل یقین ہے اے اللہ! مگر میرے دل کو تسلی ہو جائے اسی لئے دیکھنا چاہتا ہوں، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ چار پرندوں کو لے آؤ اور انہیں اپنے سے مانوس کر لو پھر اسکے بعد انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے الگ الگ پہاڑ پر رکھ آؤ اور پھر اسکے بعد انہیں آواز دو تو وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ تو قیامت کے دن بھی ایسا ہی ہوگا اگرچہ کہ انسان کا ایک جز ایک شہر میں دوسرا جز دوسرے شہر میں ہو تب بھی جب اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تب وہ سارے اجزاء آپس میں ملکر انسان کی شکل میں ہو جائیں گے اور زندہ ہو جائیں گے۔ جب وہ لوگ زندہ ہو جائیں گے اور اس وقت کے ہولناک مناظر کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہوں گے تب انکی زبانوں سے نکلے گا کہ ہائے افسوس! ہماری تو بربادی آگئی، ہم تو دنیا میں کہا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا نہیں ہے مگر یہ ہمارا گمان غلط تھا، اب تو ہماری شامت ہے ہمیں ہمارے کئے کی سزا ضرور ملے گی اور اللہ تعالیٰ یا ملائکہ اس مشرکین سے کہیں گے کہ ہاں! یہی وہ سچائی اور جھوٹ کے درمیان، ایمان اور کفر کے درمیان، صحیح اور غلط کے درمیان فیصلہ کرنے کا دن ہے، اسی دن کو تم لوگ جھٹلاتے تھے، لو! اب یہ دن تمہارے سامنے ہے اور تم اپنے اپنے اعمال کی سزا پانے کے لئے تیار ہو جاؤ، ان مشرکین کے ساتھ اس دن کیا معاملہ کیا جائے گا اگلی آیتوں میں بیان کیا جا رہا ہے۔

(درس نمبر ۶۲) گھیر لاؤ ان سارے ظالموں کو (الصفت: ۲۲- تا- ۲۶)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
أَحْسِرُوا وَالَّذِينَ ظَلَمُوا أَوْ آزَوْا جَهَنَّمَ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ ۝ وَقَفَّوْهُمْ إِنَّهُمْ مَسْتَوْلُونَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنصَرُونَ ۝ بَلْ هُمْ
الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اُحْشِرُوا اَكْثَرًا كَرُو الدِّينِ ان لوگوں کو جنہوں نے ظَلَمُوا اَظْلَمَ كَمَا وَاذْوَا جَهُمَ ان کے جوڑوں کو وَاوَمَا ان کو جن کی كَانُوا وہ تھے يَعْْبُدُونَ عِبَادَتِ كَرْتِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اللہ کے سوا فَاهْدُوهُمْ پھر تم ہانک لے جاؤ ان کو اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ جہنم کے راستے کی طرف وَاورِقِفُوهُمْ تھم ٹھہراؤ ان کو اِنَّهُمْ بلاشبہ یہ مَسْئُوْلُوْنَ باز پرس کیے جائیں گے مَا لَكُمْ كَمَا ہوا تمہیں لَا تَتَّعٰزُوْنَ تَمَّ اِيك دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ بَلْ بَلْ كَمَا ہو وہ الْيَوْمَ آج مُسْتَسْلِمُوْنَ فرما نہر دار ہیں۔

ترجمہ:- اور ذرا انہیں ٹھہراؤ، ان سے کچھ پوچھا جائے گا، کیوں جی؟ تمہیں کیا ہوا کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کر رہے؟ اس کے بجائے یہ تو آج سر جھکائے کھڑے ہیں۔

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ فرشتوں سے کہا جائے گا کہ گھیر لاؤ ان سب کو جنہوں نے ظلم کیا تھا، انکے ساتھیوں کو بھی۔

۲۔ انہیں بھی جن کی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے۔

۳۔ پھر ان سب کو جہنم کا راستہ دکھاؤ۔ ۴۔ ذرا انہیں ٹھہراؤ، ان سے کچھ پوچھا جائیگا۔

۵۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کر رہے ہو؟

۶۔ اسکے بجائے تو یہ لوگ سر جھکائے کھڑے ہیں۔

کافروں کی آخرت میں کیا حالت ہوگی اور انکے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا؟ ان آیتوں میں بیان کیا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب صور پھوٹا جائیگا اور سب زندہ ہو جائیں گے تو فرشتوں سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ان ظالموں کو جو کفر کیا کرتے تھے لے آؤ اور ساتھ میں انکے ساتھیوں کو بھی جو پچھلی امتوں میں ان جیسے گناہوں کے مرتکب تھے ان سب کو ایک ساتھ لے آؤ اور انہیں بھی لے آؤ جنکی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے، اس آیت میں هُمْ وَاذْوَا جَهُم سے کیا مراد ہے؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو سود خور ہوگا اسے سود خور کے ساتھ، جو زانی ہوگا اسے زانی کے ساتھ، جو شرابی ہوگا اسے شرابی کے ساتھ جمع کیا جائے گا۔ (الدر المسثور۔ ج۔ ۷، ص۔ ۸۳) یعنی جو شخص جس گناہ میں مبتلا ہوگا اسے اس گناہ کے کرنے والوں کی صف میں ہی جمع کیا جائے گا، جس سے انکی رسوائی اور ذلت میں اضافہ ہوگا، اس لئے کہ جب آسانی سے پہچانا جائے گا کہ کون کیا گناہ کرتا تھا؟ اور اسی طرح جب انہیں انکے معبودوں کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا تو وہ اور ذلت محسوس کریں گے کہ ہم دنیا میں ان بے فائدہ چیزوں کی عبادت کیا کرتے تھے جو ہمارے کچھ کام کے نہیں ہیں؟ پھر جب یہ سب لوگ جمع ہو جائیں گے تو فرشتوں سے کہا جائیگا کہ چلو اب انہیں جہنم کی طرف لے چلو، مگر انہیں جہنم میں لیجانے سے پہلے ذرا انہیں روکو، ان سے چند سوالات کرنا بھی باقی ہے، حضرت ابو بزرہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جب تک آدمی سے اسکی عمر کے بارے میں کہ کس چیز میں اسکو گزارا ہے، اور اسکے علم کے بارے میں کہ کتنا اس نے اس پر عمل کیا؟ اور اسکے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا اور اسکے جسم کے بارے میں کہ کہاں اسکو اس نے بوڑھا کیا جب تک ان چیزوں کا سوال نہ کر لیا جائے اسکے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے۔ (ترمذی ۲۳۱۷) اور ان مشرکین سے یہ بھی کہا جائے گا کہ کیا ہوا وہ تمہارا دعویٰ جو تم کیا کرتے تھے کہ ہم تو ایک دوسرے کے مددگار ہیں، پھر آج کیوں کوئی کسی کی مدد نہیں کر رہا ہے؟ تمہیں اپنی طاقت و جماعت اور اپنے معبودوں پر بڑا فخر و گھنڈ تھا کہاں گئے وہ سب کیوں کوئی کسی کے کام نہیں آتا؟ تمہاری حالت تو آج یہ ہے کہ سر جھکائے ہمارے سامنے کھڑے ہو، کچھ بھی تمہارے منہ سے آج نہیں نکل رہا ہے اس دنیا میں تو تم بڑی بڑی باتیں کیا کرتے تھے پھر آج تمہیں کیا ہوا؟ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ یہاں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا، سب اپنی اپنی فکر میں رہیں گے شاید کہ آج تمہیں یہ دیکھ کر سمجھ میں آ گیا ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ان کافروں سے یہ کہنا انہیں اور ذلیل کرنے کے لئے ہوگا تاکہ انہیں تکلیف ہو۔

﴿درس نمبر ۱۷۳﴾ ماتحت اپنے بڑوں سے کیا کہیں گے؟ ﴿الطُّفَّتِ ۲۷- تا- ۳۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاقْبَلْ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝ قَالُوا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ۝
 قَالُوا بَلْ لَّمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا
 طٰغِيْنَ ۝ فَحَقِّ عَلَيْنَا قَوْلَ رَبِّنَا اِنَّآ لَنَدٰٓئِقُونَ ۝ فَاَعْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :- اور آقبل متوجہ ہوگا بَعْضُهُمْ بعض ان کا عَلٰی بَعْضٍ بعض پر يَتَسَاءَلُونَ ایک دوسرے سے پوچھیں گے قَالُوا کہیں گے اِنَّكُمْ كُنْتُمْ بے شک تم تو تھے تَأْتُونَنَا آتے ہمارے پاس عَنِ الْيَمِينِ دائیں طرف سے قَالُوا وہ کہیں گے بَلْ لَّمْ تَكُونُوا تم نہیں تھے مُؤْمِنِينَ ایمان لانے والے و اور مَا نہیں كَانَ تھالنا ہمارا عَلَيْكُمْ تم پر وَمِنْ كُوْنِي سُلْطٰنٍ زور بَلْ لَّمْ كُنْتُمْ تم تھے قَوْمًا لوگ طٰغِيْنَ سرکش کرنے والے فَحَقِّ اب ثابت ہوگئی عَلَيْنَا ہم پر قَوْلُ بات رَبِّنَا ہمارے رب کی اِنَّا بے شک ہم لَدٰٓئِقُونَ البتہ چکھنے والے ہیں فَاَعْوَيْنٰكُمْ پس ہم نے گمراہ کیا تمہیں اِنَّا كُنَّا بلاشبہ ہم تھے غٰوِيْنَ گمراہ۔

ترجمہ :- اور وہ ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے آپس میں سوال جواب کریں گے (ماتحت لوگ اپنے بڑوں سے) کہیں گے کہ تم تھے جو ہم پر بڑے زوروں سے چڑھ کر آتے تھے، وہ کہیں گے کہ نہیں! بلکہ تم خود ایمان لانے والے نہیں تھے اور تم پر ہمارا کوئی زور نہیں تھا، اصل بات یہ ہے کہ تم خود سرکش لوگ تھے، اب تو ہمارے

پروردگار کی یہ بات ہم پر ثابت ہو گئی ہے کہ ہم سب کو یہ مزہ چکھنا ہے، کیونکہ ہم نے تمہیں بہرکایا، ہم خود پہلے ہوئے تھے۔
تشریح:- ان چھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ وہ لوگ ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے آپس میں سوال و جواب کریں گے۔
- ۲۔ ماتحت لوگ اپنے بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ تم ہی تھے جو ہم پر بڑے زوروں سے بڑھ چڑھ کر آتے تھے
- ۳۔ وہ کہیں گے کہ تمہیں! بلکہ تم خود ایمان لانے والے نہیں تھے۔
- ۴۔ تم پر ہمارا کوئی زور نہیں تھا۔
- ۵۔ اصل بات یہ ہے کہ تم خود سرکش لوگ تھے۔
- ۶۔ اب تو تمہارے پروردگار کی یہ بات ہم پر ثابت ہو گئی ہے کہ ہم سب کو یہ مزہ چکھنا ہے۔
- ۷۔ کیونکہ ہم نے تمہیں بہرکایا، ہم خود پہلے ہوئے تھے۔

یہاں بھی انہی کافروں کی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ جب قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہو گئے اس وقت ان میں جو ماتحت لوگ رہے ہوں گے وہ اپنے سرداروں پر یہ الزام لگائیں گے کہ تم لوگوں نے ہی ہمیں ایمان لانے سے روکا، تم اپنی طاقت کا استعمال کرتے تھے اور ہمیں ایمان لانے سے روکا کرتے تھے اسی وجہ سے ہم ایمان نہیں لائے، یہ تفسیر امام زحلی نے تفسیر المیز (ج، ۲۳، ص، ۸۲) میں کی ہے اور امام طبری رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر یوں کی کہ اس دن انسان جنات سے کہیں گے کہ تم نے ہمیں ایمان لانے سے، حق بات کے قبول کرنے سے روکا اور اس ہدایت والے راستے سے ہمیں ہٹا دیا (تفسیر طبری۔ ج، ۲۱، ص، ۳۲) ان دونوں تفسیروں میں تھوڑا سا فرق یہ ہے کہ امام طبری رحمہ اللہ کی تفسیر کے مطابق انسان جنات و شیاطین پر انہیں گمراہ کرنے کا الزام لگائیں گے اور امام زحلی رحمہ اللہ کی تفسیر کے مطابق وہ انسان جو کمزور قسم کے تھے جو کسی کی ماتحتی میں رہا کرتے تھے وہ اپنے سرداروں پر الزام لگائیں گے کہ انہوں نے انہیں گمراہ کیا تھا، ان لوگوں کا جواب بیان کیا جا رہا ہے جن پر گمراہ کرنے کا الزام لگایا گیا، وہ کہیں گے کہ تمہیں! ہم نے تمہیں گمراہ نہیں کیا بلکہ اصل بات تو یہ تھی کہ تم ایمان نہیں لانا چاہتے تھے، اگر تمہیں ایمان لانا ہوتا تو تم ایمان لاپچکے ہوتے، ہمارے بولنے کا تم پر کوئی اثر نہ ہوتا سو اب یہ الزام ہم پر نہ ڈالو تم ہی لوگ سرکش تھے، تمہیں ایمان پسند نہیں تھا اسی لئے تم اس سے دور بھاگے اور پھر یہ کہیں گے کہ اب جھگڑا کر کے کیا فائدہ؟ اللہ کا وعدہ تھا کہ وہ گمراہ لوگوں کو سزا دے گا وہ سچا ہو گیا، اب ہمیں اپنے کئے کی سزا پانا ہے، ہمیں بھی یہ سزا پانا ہے کہ ہم تمہیں گمراہ کرتے رہے خود گمراہ رہتے ہوئے اور تمہیں بھی تمہارے گمراہ ہونے کی سزا دیدجائے گی۔ جیسا کہ دوسری جگہ بھی کہا گیا لَا مَلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَهِنَّ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ (ص ۸۵) کہ میں جہنم کو تم سے اور ان لوگوں سے بھر دوں گا جنہوں نے تمہاری پیروی کی۔ اور سورہ سجدہ کی آیت نمبر ۱۳ میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا لَا مَلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم پیدا کئے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ جنت کے مستحق اور جہنم کے مستحق بھی پیدا کئے ہیں۔ (مسلم ۲۶۶۲) اللہ ہمارا احقر جنت والوں کے ساتھ فرمائے اور دوزخیوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین۔

(درس نمبر ۱۷۶) سب لوگ عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے (الفط ۳۳-۳۴-۳۵)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ۝ إِنَّا كَذَبْنَاكَ تَفَعَّلَ بِالْمُجْرِمِينَ ۝ إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ آتِنَا كُفًّا الْهَيْتَنَا لِشَاعِرِ الْمُجْنُونِ ۝ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَإِنَّهُمْ سولے شک وہ یومئذ اس دن فی الْعَذَابِ عذاب میں مُشْتَرِكُونَ مشترک ہوں گے إِنَّا كَذَبْنَاكَ ہم کذبتے ہیں بِالسَّيْئَاتِ مجرموں کے ساتھ إِنَّهُمْ بلاشبہ وہ كَانُوا وہ تھے إِذَا جب قیل کہا جاتا ہے لَهُمْ ان سے لَا کہ نہیں ہے إِلَهَ كُفًّا الْهَيْتَنَا اپنے معبودوں کو لِشَاعِرِ الْمُجْنُونِ بوجہ ایک دیوانے شاعر کے بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَ اور صَدَّقَ اس نے تصدیق کی الْمُرْسَلِينَ رسولوں کی

ترجمہ:- غرض اس دن یہ سب عذاب میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں گے، ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں، ان کا حال یہ تھا کہ جب ان سے یہ کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو یہ اکر دکھاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم ایسے ہیں کہ ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے اپنے معبودوں کو چھوڑ بیٹھیں؟ حالانکہ وہ (پیغمبر ﷺ) حق لے کر آئے تھے اور انہوں نے دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کی تھی

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- غرض اس دن یہ سب لوگ عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔

۲- ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔

۳- ان کا حال یہ تھا کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو یہ اکر دکھاتے تھے۔

۴- کہا کرتے تھے کہ کیا ہم ایسے ہیں کہ ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے اپنے معبودوں کو چھوڑ بیٹھیں؟

۵- حالانکہ وہ پیغمبر حق لیکر آئے تھے۔ ۶- انہوں نے دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کی تھی۔

یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جن لوگوں نے اپنے ماتحتوں کو گمراہ کیا اور جو لوگ ان کی باتوں میں آ کر گمراہ ہو گئے اور وہ اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کرنے لگے اور اللہ کی نافرمانیوں میں زندگی گزارنے لگے یہ سب کے سب عذاب میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں گے یعنی جو عذاب ان گمراہ کرنے والوں کو دیا جائے گا وہی عذاب ان گمراہ و نافرمان لوگوں کو بھی دیا جائے گا اس لئے کہ یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں شریک تھے اس وجہ سے ان تمام کو مشترکہ عذاب دیا جائیگا، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جن لوگوں نے ہماری عبادت سے منہ موڑ کر غیروں کو اپنا معبود بنا لیا اور ہمارے حکموں کی نافرمانی کی یہ لوگ مجرم ہیں اور ان مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں یعنی انہیں عذاب میں مبتلا کرتے ہیں، ان مجرموں کو یہ عذاب اس لئے دیا جا رہا ہے کہ انہیں جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کو کہا جاتا اور اس طرف بلا یا جاتا تو یہ لوگ تکبر کے ساتھ منہ پھیر کر چلے جاتے گویا کہ انہیں اللہ کی عبادت کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے اور کہتے کہ کیا ایک شاعر اور دیوانہ کی باتوں میں آ کر ہم اپنے جو معبود ہیں جنکی ہمارے باپ دادا برسوں سے عبادت کرتے آئے ہیں انہیں چھوڑ کر اس معبود کی عبادت کریں جس کی عبادت کرنے کے لئے یہ کہہ رہے ہیں؟ یہ تو کوئی عقلمندی کی بات نہیں کہ ہم اپنے برسوں سے چلے آ رہے طریقہ کو چھوڑ کر ایک نیا طریقہ جو یہ لیکر آئے ہیں اس کو اپنالیں، اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کی باتوں کا جواب دے رہے ہیں کہ جسے تم شاعر و مجنون کہہ رہے ہو وہ تو ایک سچے نبی ہیں جو ہمارا پیغام تم تک لے آئے ہیں اور ایسا نہیں کہ یہ نئی بات تم سے کہہ رہے ہیں یہ تو وہی بات تم سے کہہ رہے ہیں جو ان سے پہلے تمام انبیاء اور رسول کہا کرتے تھے گویا یہ انکی ہی تصدیق کر رہے ہیں جنکا کام بھی اللہ کی توحید کی دعوت دینا، شرک و بت پرستی سے روکنا اور لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانا تھا تو یہ بھی وہی کام کر رہے ہیں جو وہ کیا کرتے تھے پھر یہ کیسے شاعر و مجنون ہو گئے؟ مگر بات یہ ہے کہ تم لوگ ہی ایسے ہو کہ گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

﴿درس نمبر ۱۷۶﴾ برگزیدہ بندوں کیلئے طے شدہ رزق اور میوے ﴿الصَّفَاتِ ۳۸- تا ۴۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 إِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْآلِیْمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ
 اللّٰهِ الْمُخْلِصِينَ ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ۝ فَوَاكِهُ ؕ وَهُمْ مُّكْرَمُونَ ۝ فِی جَنَّٰتِ
 النَّعِیْمِ ۝ عَلَى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ ۝ یُطَآفُ عَلَیْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ۝ بَیضَاءَ لَدَّةٍ
 لِّلشَّرِبِیْنَ ۝ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا یُنزَفُونَ ۝ وَعِنْدَهُمْ قَصْرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ ۝
 كَأَنَّهُنَّ بَیضٌ مَّكْنُونٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اِنَّكُمْ لَبَشَرٌ لَّدَا اَتَقُوا الْبَتَّ چھو گے الْعَذَابِ عَذَابِ الْاَلِيمِ بہت دردناک و اور مَا نہیں مُجَزَّوْنَ تم بدل دیئے جاؤ گے اِلَّا مگر مَا اسی کا جو كُنْتُمْ تَمَّ تھے تَعْمَلُونَ عمل کرتے اِلَّا لِيكِن عِبَادَ اللّٰهِ اللہ کے بندے الْمُخْلِصِينَ چنے ہوئے اُولَئِكَ یہی لوگ لَهْمُ ان کے لیے ہے رِزْقُ رِزْقٍ مَّعْلُومٌ معلوم فَوَاكِهُ ميوے وَاورْهُمْ وہ مُكْرَمُونَ معزز ہونگے فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ نعمت کے باغوں میں عَلٰی سُرُرٍ تختوں پر مُتَقَابِلِينَ ایک دوسرے کے سامنے يُطَافُ پھرایا جائے گا عَلَيْهِمْ ان پر بِكُؤُسٍ بھرا جام مِّن مَّعِينٍ بھرے چشمے سے بَيِّضًا سفید لَذَّةً لِلشَّيْبَانِ پینے والوں کے لیے لَا فِيهَا اَنَاسٌ اس میں غَوْلٌ سرکا چکرانا وَاورْ لَا نَهْمٌ وہ عَنهَا اس سے يُنْفِقُونَ مدہوش ہونگے وَاورْ عِنْدَهُمْ ان کے پاس ہوں گی قُصُورٌ الظَّرْفِ نیچی نگاہ رکھنے والیاں عَيْنٌ بڑی بڑی آنکھوں والیاں كَاثِرَةٌ گویا کہ وہ بَيِّضٌ انڈے ہیں مَكْنُونٌ پردے میں چھپا کر رکھے ہوئے

ترجمہ:- اور ان کے پاس وہ بڑی بڑی آنکھوں والی خواتین ہوں گی جن کی نگاہیں (اپنے شوہروں پر) مرکوز ہوں گی (ان کا بے داغ وجود) ایسا لگے گا جیسے وہ (گرد و غبار سے) چھپا کر رکھے ہوئے انڈے ہوں۔

تشریح:- ان بارہ آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تم سب کو دردناک عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا۔

۲۔ تمہیں کسی اور بات کا نہیں بلکہ خود تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

۳۔ البتہ جو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں انکے لئے طے شدہ رزق اور میوے ہیں۔

۴۔ انکی پوری پوری عزت کی جائے گی۔

۵۔ نعمت سے بھرے باغات میں وہ اونچی اونچی نشستوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔

۶۔ ایسی عمدہ شراب کے جام انکے لئے گردش میں آئیں گے جو سفید رنگ کی ہوگی۔

۷۔ پینے والوں کے لئے سراپالذت ہوگی۔ ۸۔ نہ اس سے سر میں خمار ہوگا اور نہ انکی عقل پہکے گی۔

۹۔ انکے پاس وہ بڑی بڑی آنکھوں والی خواتین ہوں گی جنکی نگاہیں اپنے شوہروں پر مرکوز ہوں گی۔

۱۰۔ وہ خواتین ایسی لگیں گی جیسے کہ گرد و غبار سے چھپا کر رکھے ہوئے انڈے ہوں۔

یہاں بھی انہی کافروں سے متعلق کہا جا رہا ہے کہ جب وہ لوگ ایک دوسرے پر الزام ڈال کر چپ ہو جائیں گے تو ان سے فرشتے کہیں گے کہ اب تمہیں دردناک عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا اس وجہ سے کہ تم دنیا میں اللہ کی نافرمانی کرتے تھے اور اسکے ساتھ شرک جیسے برے اعمال میں مبتلا تھے تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی عبادت کیا کرتے تھے جو نہ تمہیں کسی نفع پہنچانے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ ہی نقصان بس یہ تمہارے انہی اعمال کا بدلہ ہے جو

آج تمہیں ملے گا اس میں کسی قسم کی ناانصافی نہیں ہوگی اور نہ ہی کسی قسم کا ظلم تم پر کیا جائے گا وَاَمَّا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ
لِّلْعٰجِبِيْنَ (فصلت ۶۴) اور تمہارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے ان کفار و مشرکین کا ذکر کرنے کے بعد
اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کا ذکر فرما رہے ہیں کہ ہمارے جو مخلص بندے ہیں جنہوں نے صرف ہماری عبادت کی، ہمارا
کہنا مانا، ہماری اطاعت میں اپنی زندگی گزاری تو انہیں اللہ تعالیٰ اس عذاب سے بچالیکا جو تمہیں ملنے والا ہے، انہیں تو
طرح طرح کی نعمتیں جنت میں عطا کی جائیں گی اور اللہ نے تو انکی دعوت کا انتظام مختلف قسم کی غذاؤں کے ذریعہ کر رکھا
ہے جیسے قسم قسم کے میوہ جات انکے لئے جنت میں ہونگے جن سے انکا اکرام کیا جائے گا، سورہ طور کی آیت نمبر ۲۲ میں
بھی اللہ تعالیٰ نے انکے اکرام کی منظر کشی کی ہے کہ **وَاَمَدَدْنَاهُمْ بِغَايَةِ تَوَّحُّدِهِمْ اَيْشَاءَ مَتَّوْنٍ** ہم انہیں ایک سے
ایک پھل اور گوشت جو بھی انکا دل چاہے گا دیتے چلے جائیں گے۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کو میوے دینے کی
بات کہی جبکہ دوسری بہت ساری چیزیں ہیں جنہیں انسان کھاتا ہے، یہ سب چھوڑ کر یہاں صرف میوہ کیوں کہا؟ اسکا
جواب مفسرین نے یہ دیا کہ غذا جو کھائی جاتی ہے وہ جسم کو قوت پہنچانے کے لئے کھائی جاتی ہے، جنت میں تو اللہ ہر
جنتی کو سو سو آدمیوں کی قوت عطا فرمائے گا۔ وہاں غذا کی ضرورت نہیں پڑے گی، البتہ جو میوے کھائے جاتے ہیں وہ
لذت حاصل کرنے کے لئے کھائے جاتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں میووں کا ذکر فرمایا، اللہ تعالیٰ جنتیوں کے
رہن سہن کی کیفیت بیان فرما رہے ہیں کہ یہ جنتی لوگ اونچی اونچی مسندوں پر ٹیک لگائے ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے
ہوئے ہونگے کہ سامنے میوے رکھے ہوئے ہیں اور مزے لیتے ہوئے ایک دوسرے سے باتوں میں مشغول ہوں گے،
کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں سب لوگ ہنسی مذاق و دل لگی میں مصروف ہوں گے، پھر انکی محفل میں شراب بھیجی جائیگی وہ
شراب بھی ایسی سفید عمدہ نہایت ہی لذیذ ہوگی اور یہ شراب دنیوی شراب کی طرح جنون پیدا کرنے والی نہیں ہوگی اور نہ
ہی اسکے پینے کے بعد ہوش گم ہو جائیں گے بلکہ عمدہ قسم کی مزیدار مشروب کی طرح یہ شراب ہوگی، حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما نے فرمایا کہ شراب میں چار چیزیں پائی جاتی ہیں، نشہ، سردی، قے، پیشاب، اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب کو
ان چیزوں سے پاک کر دیا **لَا فِيهَا عَمُوْلٌ** کہ اس میں نشہ نہیں ہوگا کہ عقل میں فتور آ جائے، **وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ**
اس کے پینے سے وہ قے نہیں کریں گے جیسا کہ دنیا میں لوگ کرتے ہیں اور قے گندی چیز ہوتی ہے۔ (الدر المسحور۔
ج، ۷، ص، ۸۸) اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا **لَا فِيهَا عَمُوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ** کہ اس شراب کو پینے سے نہ ان
کے سر میں خمار ہوگا اور نہ انکی عقل ہسکے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نافع ابن ازرق نے
اس سے **لَا فِيهَا عَمُوْلٌ** کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جنت کی شراب میں نہ ہی بو ہوگی اور نہ ہی ناپسندیدگی
جیسا کہ دنیا کی شراب میں ہوتا ہے۔ (الدر المسحور۔ ج، ۷، ص، ۸۹) اللہ تعالیٰ نے ان جنتیوں کو ملنے والی عورتوں کی
صفت بیان کی کہ یہ عورتیں ایسی پاک باز ہوں گی کہ اپنے شوہر کے علاوہ کسی کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھیں گی بلکہ سب سے نظر

جھکائی ہوئی ہوں گی، جیسا کہ حضرت ابن عباس اور مجاہد رضی عنہما نے فرمایا۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ ص، ۸۹) اور خوبصورتی میں اتنی حسین ہوں گی کہ جیسے کوئی خوبصورت موتی رکھا ہوا ہو اور بعض نے کہا کہ انڈا جتنا سفید ہوتا ہے ایسی ہی اتنی خوبصورتی ہوگی جیسا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷۔ ص، ۸۹)

﴿درس نمبر ۱۷۶﴾ جنتیوں کا آپس میں سوال ﴿صفت ۵۰۔ تا۔ ۶۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۖ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ۖ يَقُولُ
 ءَأِنَّكَ لَإِنَ الْمُصَدِّقِينَ ۖ إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا ءَأَنَّا لَمَبِيدُونَ ۖ قَالَ هَلْ
 أَنْتُمْ مُّظْلِعُونَ ۖ فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۖ قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كِدْتَ لَتُزِدِنِي ۖ وَلَوْ
 لَأَنْعَمَ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۖ أَفَمَأْتِخُنَّ بِمَیِّتِينَ ۖ إِنْ أَمَوْتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا
 نَحْنُ بِمُعَدِّيْنَ ۖ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۖ لِيُثَلِّ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَمِلُونَ ۖ
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَأَقْبَلَ پھر متوجہ ہوگا بَعْضُهُمْ بعض ان کا علی بَعْضٍ بعض پر یَتَسَاءَلُونَ ایک دوسرے
 سے پوچھیں گے قَالَ کہے گا قَائِلٌ ایک کہنے والا مِّنْهُمْ ان میں سے اِنِّي بے شک میں کان تھائی میرا قَرِينٌ
 ایک ہم نشین یَقُولُ وہ کہتا تھا ءَأَنَّكَ کیا بے شک تو ہے لَإِنَ الْمُصَدِّقِينَ البتہ تصدیق کرنے والوں میں سے ءِ
 إِذَا کیا جب مِتْنَا ہم مر جائیں گے وَ كُنَّا تُرَابًا ہم ہو جائیں گے تُرَابًا مٹی وَ عِظَامًا ہڈیاں ءَأَنَّا لَمَبِيدُونَ ہمارے
 لَمَبِيدُونَ البتہ بدل دیئے جائیں گے قَالَ وہ کہے گا هَلْ کیا اَنْتُمْ تم مُّظْلِعُونَ جہنم میں جھانک کر دیکھو گے
 فَاطَّلَعَ پھر وہ جھانکے کافر ءُہ تو اسے دیکھے گا فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ جہنم کے درمیان میں قَالَ وہ کہے گا تَاللَّهِ اللہ کی
 قسم! إِنْ كِدْتَ قریب تھا کہ لَتُزِدِنِي تو مجھے ہلاک کر ڈالتا وَ لَوْ لَا گر نہ ہوتا نِعْمَةُ فضل رَبِّي میرے
 رب کا لَكُنْتُ تو البتہ میں ہوتا مِّنَ الْمُحْضَرِينَ حاضر کیے ہوئے میں أَفَمَأْتِخُنَّ ہم بِمَیِّتِينَ ہم نہیں مُّخُنَّ ہم
 والے إِلَّا سوائے مَوْتَنَا ہمارے مرنے کے الْأُولَى پہلی بار وَ أَمَّا نَحْنُ ہم بِمُعَدِّيْنَ عذاب دیئے
 جائیں گے إِنَّ بلاشبہ هَذَا یہ لَہُو الْفَوْزُ کامیابی الْعَظِيمُ بہت بڑی لِيُثَلِّ هَذَا ایسی ہی کے لیے
 فَلْيَعْمَلِ پس چاہے کہ عمل کریں الْعَمِلُونَ عمل کرنے والے۔

ترجمہ:- پھر جنتی لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں سوالات کریں گے، ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ساتھی تھا جو (مجھ سے) کہا کرتا تھا کہ کیا تم واقعی ان لوگوں میں سے ہو جو (آخرت کی زندگی کو) سچ مانتے ہیں؟ کیا جب ہم مٹی اور ہڈیوں میں تبدیل ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہمیں (اپنے کاموں

کا) بدلہ دیا جائے گا؟ وہ جنتی (دوسرے جنتیوں سے) کہے گا کہ کیا تم (میرے اس ساتھی) کو جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو؟ پھر وہ خود (دوزخ میں) جھانک کر دیکھے گا تو وہ اسے دوزخ کے بچوں بیچ نظر آئے گا، وہ جنتی (اس سے) کہے گا کہ اللہ کی قسم! تم تو مجھے بالکل ہی برباد کرنے لگے تھے اور اگر میرے پروردگار کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو اور لوگوں کے ساتھ مجھے بھی دھر لیا جاتا (پھر وہ خوشی کے عالم میں اپنے جنتی ساتھیوں سے کہے گا) اچھا تو کیا اب ہمیں موت نہیں آئے گی؟ سوائے اس موت کے جو ہمیں پہلے آچکی؟ اور ہمیں عذاب بھی نہیں ہوگا؟ حقیقت یہ ہے کہ زبردست کامیابی یہی ہے، اسی جیسی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے، بھلا یہ مہمانی اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟

تشریح:- ان بارہ آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جنتی لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں سوالات کریں گے۔

۲۔ ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ساتھی تھا۔

۳۔ جو کہا کرتا تھا کہ کیا تم واقعی ان لوگوں میں سے ہو جو آخرت کی زندگی کو سچ مانتے ہیں؟

۴۔ کیا جب ہم مٹی اور ہڈیوں میں تبدیل ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہمیں اپنے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا؟

۵۔ وہ جنتی دوسرے جنتی سے کہے گا کہ کیا تم میرے اس ساتھی کو جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو؟

۶۔ پھر وہ خود جھانک کر دیکھے گا تو وہ اسے دوزخ کے بچوں بیچ نظر آئے گا۔

۷۔ وہ جنتی اس سے کہے گا کہ اللہ کی قسم! تم تو مجھے بالکل ہی برباد کرنے لگے تھے۔

۸۔ اگر میرے پروردگار کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو اور لوگوں کے ساتھ مجھے بھی دھر لیا ہوتا۔

۹۔ وہ خوشی کے عالم میں اپنے جنتی ساتھیوں سے کہے گا کہ اچھا تو کیا اب مجھے موت نہیں آئے گی؟

۱۰۔ سوائے اس موت کے جو ہمیں پہلے آچکی ہے۔ ۱۱۔ کیا ہمیں عذاب بھی نہیں ہوگا؟

۱۲۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ زبردست کامیابی ہے۔

۱۳۔ اس جیسی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے

ایک جنتی اپنے جنتی ساتھیوں سے کہے گا کہ دنیا میں میرا ایک کافر دوست تھا جو مجھ سے کہا کرتا تھا کہ کیا تم اس بات کو سچا سمجھتے ہو کہ جب ہماری موت ہو جائے گی اور ہم مٹی میں ملکر بکھر جائیں گے اور ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو پھر ہمیں زندہ کیا جائے گا اور ہمیں اپنے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟ یہ تو مجھے کوئی غیر معقول بات لگتی ہے؟ پھر وہ جنتی اپنے پاس بیٹھے جنتیوں سے کہے گا کہ کیا تم میرے اس دوست کا اس وقت حال دیکھنا چاہتے ہو جو دوزخ میں ہے؟ پھر وہ جنتی خود ہی اپنے دوست کو جھانک کر دیکھے گا تو وہ اسے جہنم کے بچوں بیچ ملے گا جو اپنے کئے کی سزا کا ٹرہا ہوگا، پھر وہ

جنتی اپنے دوزخی دوست سے کہے گا کہ تم تو مجھے اپنی باتوں میں پھنسا کر بربادی کرنا چاہتے تھے اچھا ہوا کہ اللہ کا فضل و احسان مجھ پر تھا جس کی وجہ سے میں تمہاری باتوں میں نہیں آیا اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لے آیا ورنہ میرا حال بھی اس وقت تمہارے جیسا ہی ہوتا، یہ کہہ کر وہ پھر سے اپنے جنتی دوستوں کی طرف متوجہ جائے گا اور خوشی میں کہنے لگے گا کہ اب ہمیں یہاں جنت میں موت نہیں آئے گی وہ ایک ہی موت تھی جو ہم دنیا میں سہہ کر آئے ہیں یہاں تو ہمیں مزے سے ہمیشہ اسی جنت میں رہنا ہے اور نہ ہی ہمیں وہ عذاب ہوگا جو دوزخیوں کو ہو رہا ہے بلکہ ہم تو عیش و عشرت کے ساتھ یہاں رہیں گے یہ تو ہمارے پروردگار کا ہم پر احسان ہے اور ہمارے لئے ایک بڑی کامیابی ہے جو ہم نے حاصل کر لی اور ایک عمل کرنے والے کو اس جیسی کامیابی ہی کے لئے محنت و کوشش کرنی چاہئے اس لئے کہ اس کامیابی سے بڑھ کر اور کوئی کامیابی نہیں ہے جس نے یہ کامیابی حاصل کر لی اس نے سب کچھ پالیا۔ مقصد اس دنیا کا بھی یہی ہے کہ انسان اس دنیا میں اپنے رب کے بتائے ہوئے طریقہ پر چل کر اس آخرت کے لئے عمل کرے اس لئے کہ یہ دنیا مومن کا ٹھکانہ نہیں ہے، مومن کا ٹھکانہ تو وہ جنت ہے جو اسکے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی میراث ہے بس اسی کے خاطر اسے اس دنیا کی مشقت برداشت کرنی ہے اور جب اسے وہ مل گئی تو سمجھو کہ اسے سب کچھ مل گیا اب کسی اور چیز کی اسکو ضرورت نہیں۔ عطاء خراسانی رضی اللہ عنہ نے ایک قصہ بیان کیا کہ دو آدمی کاروبار میں شریک (پارٹنرز) تھے اور دونوں کے آٹھ ہزار دینار تھے تو ان دونوں نے اسے آپس میں بانٹ لیا، پھر ان میں سے ایک نے ارادہ کر کے ایک ہزار دینار میں ایک زمین خریدی تو اسکے ساتھی نے کہا اے اللہ! فلاں نے ہزار دینار میں ایک زمین خریدی اور میں تجھ سے اس ہزار دینار کے بدلہ جنت میں زمین خریدتا ہوں، پھر اس نے ہزار دینار صدقہ کر دیئے، پھر اسکے ساتھی نے ایک ہزار دینار سے گھر بنوایا، پھر اسکے ساتھی نے کہا اے اللہ! فلاں نے ہزار دینار میں گھر بنوایا اور میں آپ سے اس ہزار دینار سے جنت میں گھر خریدتا ہوں، پھر اس نے ہزار دینار صدقہ کر دیئے، پھر اسکے دوست نے ہزار دینار سے شادی کر لی اور اس ہزار دینار کو اپنی اہلیہ پر خرچ کیا، تو اسکے ساتھی نے کہا کہ اے اللہ! فلاں نے شادی کر لی اور ہزار دینار اس پر خرچ کئے، اے اللہ! میں اس ہزار دینار کے بدلہ جنت کی عورت سے منگنی کرتا ہوں، پھر اس نے وہ ایک ہزار دینار بھی صدقہ کر دیئے، اسکے بعد اسکے دوست نے باقی ہزار سے نو کر چا کر اور کچھ سامان خریدا، اس پر اسکے دوست نے کہا اے اللہ! میں آپ سے ایک ہزار دینار کے بدلہ آپ سے جنت کے خادم اور ساز و سامان کا سودا کرتا ہوں پھر اس نے وہ باقی ہزار دینار بھی صدقہ کر دیئے، پھر ایک دن اس نیک آدمی کو سخت پریشانی پیش آئی اور اس نے سوچا کہ اگر میں اپنے دوست کے پاس جاؤں تو وہ میرے کچھ کام آئے گا یہ سوچ کر وہ راستے میں اسکا انتظار کرتے بیٹھ گیا، اتنے میں وہ اپنی شان و شوکت کے ساتھ اپنے گھروالوں کو لئے گزر رہا تھا تو اس نے اس دوست کو پہچان لیا اور کہا کہ تم وہی ہو؟ اس نے کہا ہاں! پھر اس نے پوچھا کہ کیا ہوا ہے تمہیں؟ اس نیک آدمی نے کہا کہ مجھے کچھ ضرورت پڑ گئی اس لئے

میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تم میری کچھ مدد کر دو، پھر اس نے اپنے دوست سے کہا کہ جو مال ہم نے تقسیم کر لیا تھا اسکا کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں نے ہزار دینار میں گھر خرید اور ایسے ایسے کیا، پھر اس نے بھی اسے اپنا قصہ سنایا تو اس نے کہا کہ تم تو صدقہ کرنے والے بن گئے اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں تمہیں کچھ بھی نہیں دوں گا اور اسے واپس لوٹا دیا اتنے میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی موت کا فیصلہ سنا دیا تو وہ لوگ مر گئے، انہی دونوں کے سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ سَأَلُوا أَوْلَادَهُمْ إِن كُنَّا رَبُّكُمْ فَأَنبَأْنَاهُم بِهِ فَأَعْتَابُوا أَبْوَابَهُمْ فَجَاءَهُمْ فَتَاهُمْ يَوْمَهُمْ يُسْأَلُونَ (الدر المنثور، ج، ۷، ص، ۹۱)

(درس نمبر ۱۷۶) بھلا یہ مہمانی اچھی ہے یا زقوم کا درخت ہے؟ (الطُّفَّتِ ۶۲-۶۳-۶۷)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 أَذَلِكَ خَيْرٌ نُزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ۝ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ ۝ إِنَّمَا شَجَرَةُ الزَّقُّومِ خُجْرٌ فِي أَرْضِ الْعَرَبِ ۝ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رِئُوسُ الشَّيْطَانِ ۝ فَإِنَّهُمْ لَكَافِرُونَ ۝ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ وَمِنْهَا الْبُطُونُ ۝ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اذک کہ کیا یہ خیر بہتر ہے نزل مہمانی اَمْ یا شجرۃ زقوم تھوہر کا؟ انا بلاشبہ ہم نے جعلنہا سے بنا یا فتنۃ آزمائش للظالمین ظالموں کے لیے اِنہا بے شک وہ شجرۃ ایک درخت ہے تخرج جو نکلتا ہے فی ارض العرب میں طلعتها اس کا پھل کائنہ گویا کہ وہ رؤوس سر میں الشیطان شیطانون کے فانہم بلاشبہ وہ لا کلون البتہ کھائیں گے منها اس میں سے فمالتون پھر بھریں گے منها اس سے البطون پیٹ ثم پھر ان بے شک لہم ان کے لیے علیہا اس کے اوپر لشوہا البتہ آمیزہ ہوگی من حمیم گرم پانی کی۔

ترجمہ:- بھلا یہ مہمانی اچھی ہے، یا زقوم کا درخت؟ ہم نے اس درخت کو ان ظالموں کے لئے ایک آزمائش بنا دیا ہے، دراصل وہ درخت ہی ایسا ہے جو دوزخ کی تہہ سے نکلتا ہے، اس کا خوشہ ایسا ہے جیسے شیطانوں کے سر، چنانچہ دوزخی لوگ اسی میں سے خوراک حاصل کریں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے، پھر انہیں اس کے اوپر سے کھولتے ہوئے پانی کا آمیزہ ملے گا۔

تشریح:- ان چھ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا یہ مہمانی اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟

۲۔ ہم نے اس درخت کو ان ظالموں کے لئے آزمائش بنا دیا۔

۳۔ دراصل وہ درخت ہی ایسا ہے جو دوزخ کی تہہ سے نکلتا ہے۔

۴۔ اس کا خوشہ ایسا ہے جیسے شیطانوں کے سر۔

۵۔ جنہی لوگ اس درخت سے خوراک حاصل کریں گے۔

۶۔ اسی سے پیٹ بھریں گے۔ ۷۔ پھر انہیں اسکے اوپر سے کھولتے ہوئے پانی کا مزہ ملے گا۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ دیکھو! جو نعمتیں ہم نے ایک مومن کو جنت میں دی ہیں وہ اچھی ہیں یا زقوم کا درخت؟

جس درخت کو ہم نے ظالموں کی آزمائش کا ذریعہ بنایا، یعنی وہ آزمائش یہ ہے کہ ہم ان سے کہہ رہے ہیں کہ جہنم میں

زقوم نامی درخت ہوگا تو یہ بات سن کر یہ کافر ہماری بات کو مانیں گے یا جھٹلائیں گے؟ مگر یہ کافر لوگ اس آزمائش

میں ناکام ہو گئے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زقوم کے درخت کا ذکر فرما کر ظالموں

کو آزمائش میں ڈالا، جس پر ابوجہل نے کہا کہ تمہارے یہ ساتھی کا یہ خیال ہے کہ جہنم میں ایک درخت ہوگا جبکہ جہنم

کی حالت یہ ہے کہ وہ کسی درخت کو رہنے نہیں دیتی اسے جلا دیتی ہے اور ہمیں یہ بھی نہیں پتا کہ وہ زقوم ہے کیا؟

مجبور ہے یا مکھن جسے تم نگو گے، تو اللہ تعالیٰ نے انکے تعجب پر کہ آگ میں درخت کیسے اُگے گا یہ آیت نازل فرمائی:

إِنَّمَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ کہ وہ درخت آگ ہی میں اُگے گا جیسے دوسرے درخت مٹی سے اگتے ہیں

طَلْعَهَا كَأَنَّهٗ رُؤُوسِ الشَّيَاطِينِ کہ اس درخت کا اوپری حصہ شیطان کے سر کے مشابہ ہوگا۔ (الدر المنثور۔

ج، ص، ۹۵) درخت کے اس پھل کی خاصیت کیا ہوگی؟ بیان کیا جا رہا ہے کہ جب جہنمیوں کو یہ پھل کھانے

کے لئے دیا جائیگا تو یہ لوگ اسی سے کام چلائیں گے اس پھل کے علاوہ اور کوئی چیز انہیں کھانے نہیں دی جائے گی،

سورہ دخان کی آیت نمبر ۴۳ سے ۴۶ تک اسی درخت کا تذکرہ ہے کہ **إِن شَجَرَاتِ الزُّقُومِ ۝ طَعَامُ الْإِنْسِيْمِ ۝**

كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلِي الْحَمِيمِ ۝ زقوم کا درخت یعنی پھل گندہ گاروں کی غذا ہوگی، جب وہاں سے

کھائیں گے تو یہ انکے پیٹ میں پگھلے ہوئے تانبے کی طرح جوش مارے گا اور جوش بھی ایسے مارے گا جیسے کھولتا ہوا پانی

ہوگا۔ اور انہیں پینے کے لئے جو دیا جائے گا وہ کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا۔ سورہ محمد کی آیت نمبر ۱۵ میں اس پانی کی ایک

اور صفت بیان کی گئی کہ **فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ** جب وہ لوگ یہ پانی پئیں گے تو یہ پانی انکی انتڑیوں کو کاٹ کر رکھ دیگا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی **اتَّقُوا اللَّهَ**

حَتَّى تَقَاتِلُوهُ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ اللہ سے جس طرح ڈرنا ہے اس طرح ڈرو اور صرف مسلمان بن کر

ہی اس دنیا سے جاو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر زقوم کے پھل کا ایک قطرہ زمین پر (پانی میں) ڈالا

جائے تو وہ ایک قطرہ تمام دنیا والوں کی زندگی کو خراب کر کے رکھ دیگا، تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جسکا کھانا صرف یہی

ہوگا؟ (ترمذی ۶۵۷۵) **أَللَّهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ**۔

﴿درس نمبر ۱۷۶۸﴾ یہ لوگ انہی کے نقش قدم پر لپک لپک کر دوڑتے ہیں ﴿الطَّافَاتِ ۶۸-۷۱-۷۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 ثُمَّ إِنَّ مَرَجَعَهُمْ لِأَيِّ الْجَحِيمِ ۝ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ۝ فَهُمْ عَلَىٰ أَثْرِهِمُ
 يُهْرَعُونَ ۝ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُّنْذِرِينَ ۝ فَانظُرْ
 كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذِرِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- ثُمَّ پھر اِن بے شک مَرَجَعَهُمْ ان کا لوٹنا ہوگا لِأَيِّ الْجَحِيمِ البتہ جہنم کی طرف اِنَّهُمْ بلاشبہ اَلْفَوْا انہوں نے پایا اَبَاءَهُمْ اپنے باپ دادا کو ضَالِّينَ گمراہ فَهُمْ چنانچہ وہ عَلَى اَثْرِهِمُ ان کے قدموں کے نشانات پر يِهْرَعُونَ دوڑے جاتے ہیں وَ اَوَّلِينَ البتہ تحقیق ضَلَّ گمراہ ہوئے قَبْلَهُمْ ان سے پہلے اَكْثَرُ بہت سے اَوَّلِينَ اگلے لوگ وَ اَوَّلِينَ البتہ تحقیق اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجے فِيهِمْ ان میں مُنْذِرِينَ ڈرانے والے فَانظُر پھر دیکھیے كَيْفَ كَيْسَا كَانَ ہوا عَاقِبَةُ انعام اَلْمُنْذِرِينَ ان کا جن کو ڈرایا گیا اِلَّا سِوَا عِبَادِ اللّٰهِ اللہ کے بندوں کے اَلْمُخْلِصِينَ جو خالص کئے ہوئے ہیں

ترجمہ:- پھر وہ لوٹیں گے تو اسی دوزخ کی طرف لوٹیں گے، انہوں نے اپنے باپ دادوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا، چنانچہ یہ انہی کے نقش قدم پر لپک لپک کر دوڑتے رہے اور ان سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں، ان میں سے اکثر لوگ بھی گمراہ ہوئے اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ان کے درمیان خبردار کرنے والے (پیغمبر) بھیجے تھے، اب دیکھ لو کہ جن کو خبردار کیا گیا تھا، ان کا انجام کیسا ہوا؟ البتہ جو اللہ کے برگزیدہ بندے تھے، وہ محفوظ رہے۔

تشریح:- ان سات آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر وہ لوٹیں گے تو اسی دوزخ کی طرف لوٹیں گے۔

۲۔ انہوں نے اپنے باپ دادوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا۔

۳۔ یہ لوگ انہی کے نقش قدم پر لپک لپک کر دوڑتے رہے۔

۴۔ ان سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں ان میں سے اکثر لوگ بھی گمراہ ہوئے۔

۵۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ان کے درمیان خبردار کرنے والے بھیجے تھے۔

۶۔ اب دیکھ لو! جن کو خبردار کیا گیا تھا ان کا انجام کیسا ہوا؟

۷۔ البتہ جو اللہ کے برگزیدہ بندے تھے وہ محفوظ رہے۔

جب دوزخی لوگ زقوم کا پھل کھائیں گے اور کھولتا ہوا پانی پی لیں گے تو پھر واپس اپنی جگہ یعنی جہنم میں

آجائیں گے، امام زحیلی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں یہ بات بیان کی کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جہنمی لوگ کھولتے ہوئے پانی پیتے وقت جہنم میں نہیں ہونگے، جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کھولتے ہوئے پانی کی جگہ جہنم سے ہٹ کر ہوگی وہ اسکے پاس پینے کے لئے جائیں گے جیسا کہ اونٹ پانی پینے کے لئے جاتا ہے پھر اسکے بعد یہ لوگ واپس جہنم میں لوٹ کر آئیں گے، یہی بات اللہ تعالیٰ نے سورۃ رحمن کی آیت نمبر ۴۳ اور ۴۴ میں بیان کی لہذا:

جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ يَطْوِفُونَ فِيهَا وَيَبْتَئِنُّوا وَبَيْنَ حَمِيمٍ اِنِّي يهے وہ جہنم جسے مجرم لوگ جھٹلاتے تھے، یہ لوگ جہنم اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان چکر لگاتے پھریں گے۔ (تفسیر المیزان - ج ۲۳، ص ۱۰۰) اللہ تعالیٰ ان جہنمیوں کے عذاب کی وجہ بیان فرما رہے ہیں کہ ان لوگوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہی کی حالت میں پایا تو ان لوگوں نے بھی انکی پیروی کرتے ہوئے گمراہی کو اپنالیا، جس پر نہ تو کوئی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی کتاب مگر پھر بھی وہ لوگ اس گمراہی میں مبتلا ہو گئے، یہ سلسلہ ایسے ہی برسوں سے چلا آ رہا ہے اس لئے ان سے پہلے جو لوگ تھے ان میں بھی اکثر لوگ اسی طرح اپنے باپ دادا کی اتباع کر کے گمراہی میں پڑے ہوئے تھے حالانکہ ہم نے ہر قوم میں ایک ڈرانے والا، سمجھانے والا، ہدایت کی جانب بلانے والا بھیجا مگر یہ لوگ ان کی باتوں کو نہ ہی سنتے اور نہ ہی عمل کرتے بلکہ انہی سے حجت بازی کرتے تھے کہ ہمارے باپ دادا برسوں سے یہ کام یعنی شرک کرتے آ رہے ہیں تو کیا وہ لوگ گمراہ تھے؟ کہ اب تم آ کر ہمیں نئی نئی باتیں بتا رہے ہو جس کا دور دور تک تعلق ہمارے باپ دادا سے نہیں تھا تو کیسے ہم اس پرانے راستے کو چھوڑ کر تمہارے نئے راستے کو اپنالیں؟ ہمیں تو تمہارا راستہ ہی غلط لگتا ہے اس لئے ہم اسے نہیں مانیں گے، جب اس طرح ان لوگوں نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا، انکی باتوں پر ایمان نہیں لائے تو ہم نے انہیں ہلاک و برباد کر دیا وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِن قَبْلِكُمْ لَمَّا كَاظَمُوا وَجَاءَهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا (یونس ۱۳) ہم نے تم سے پہلے کئی قوموں کو اس موقع پر ہلاک کیا جب انہوں نے ظلم کا ارتکاب کیا تھا اور انکے پیغمبر انکے پاس روشن دلائل لیکر آئے تھے مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے۔ اللہ فرما رہے ہیں کہ دیکھو! جن لوگوں کو خبردار کیا گیا تھا جب انہوں نے اپنے انبیاء کی بات نہیں مانی تو انکا انجام کیسا ہوا؟ شاید کہ تم لوگ اس انجام کو دیکھ کر ڈر کے مارے ہی سہی ایمان تولے آؤ اور ہر قوم میں کچھ ایمان والے بھی تھے ان ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے اس عذاب سے بچالیا، جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام اور ان پر ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کی بارش والے عذاب سے بچالیا جو انکی نافرمان قوم پر بھیجی گئی تھی، حضرت نوح علیہ السلام اور انکی قوم کے مومنوں کو طوفان سے بچالیا، موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم کو اللہ تعالیٰ نے غرق ہونے سے بچالیا وغیرہ اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِينَ مگر اللہ کے مخلص بندے ہیں وہ اس عذاب سے بچ رہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۶۹﴾ ہم پکارا کتنا اچھا جواب دینے والے ہیں؟ ﴿الطُّفَاتِ ۴۵-۴۶-۸۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ۝ وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَجَعَلْنَا
 ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَّمَ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ۝ إِنَّا
 كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝ ثُمَّ آغْرَقْنَا الْآخِرِينَ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور لَقَدْ البتہ تحقیق نَادَانَا پکارا ہم نے نُوحٌ نوح فَلَنِعْمَ پس البتہ خوب الْمُجِيبُونَ قبول
 کرنے والے ہیں وَ نَجَّيْنَاهُ ہم نے نجات دی اس کو وَ أَهْلَهُ اس کے اہل کو مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ
 بہت بڑی پریشانی سے وَ جَعَلْنَا ہم نے کر دیا ذُرِّيَّتَهُ اس کی اولاد کو هُمْ انہی کو الْبَاقِينَ باقی رہنے والے وَ
 اور تَرَ كُنَّا ہم نے چھوڑا عَلَيْهِ اس پر فِي الْآخِرِينَ پیچھے آنے والوں میں سَلَامٌ سلام ہو علی نُوحٍ نوح پر فِي
 الْعَالَمِينَ جہانوں میں إِنَّا بلاشبہ ہم كَذَلِكَ اسی طرح نَجْزِي بدلہ دیتے ہیں الْمُحْسِنِينَ نیکی کرنے والوں کو
 إِنَّهُ بے شک وہ تھامِنَ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ہمارے مومن بندوں میں سے ثُمَّ پھر آغْرَقْنَا ہم نے غرق کر دیا
 الْآخِرِينَ دوسروں کو۔

ترجمہ:- اور نوح نے ہمیں پکارا تھا تو (دیکھ لو کہ) ہم پکارا کتنا اچھا جواب دینے والے ہیں؟ اور ہم
 نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو بڑے کرب سے نجات دی اور ہم نے ان کی نسل ہی کو باقی رکھا اور جو لوگ ان کے
 بعد آئے، ان میں یہ روایت قائم کی (کہ وہ یہ کہا کریں کہ) سلام ہو نوح پر دنیا جہاں کے لوگوں میں! ہم نیک عمل
 کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں، بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے، پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو
 پانی میں غرق کر دیا۔

تشریح:- ان آٹھ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ نوح نے ہمیں پکارا تو دیکھ لو ہم پکارا کتنا اچھا جواب دینے والے ہیں؟

۲۔ ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو بڑے کرب سے نجات دی۔

۳۔ ہم نے ان ہی کی نسل کو باقی رکھا۔

۴۔ جو لوگ ان کے بعد آئے ہم نے ان میں یہ روایت قائم کی۔

۵۔ کہ وہ یہ کہا کریں کہ سلام ہو نوح پر دنیا جہاں کے لوگوں میں۔

۶۔ ہم نیک عمل کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں۔

۷۔ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

۸۔ پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو پانی میں غرق کر دیا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ اپنے چند مخلص بندوں کا ذکر فرما رہے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عذاب سے بچا لیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ہمارے مخلص بندے نوح نے اپنی قوم سے تنگ آ کر ہمیں پکارا جن کا تذکرہ سورۃ نوح کی آیت نمبر ۲۶ تا ۲۸ میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب! کافروں میں سے کسی کو زمین پر باقی مت چھوڑنا اس لئے کہ اگر آپ انہیں زندہ رکھیں گے تو یہ لوگ دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے اور انکی جو اولاد ہوگی وہ بھی کافر اور گنہگار ہی ہوگی اور اے اللہ! میری اور میرے والدین کی اور ہر ایمان لانے والے کی چاہے وہ مرد ہو یا عورت مغفرت فرمادے اور جو ظالم ہیں انہیں تباہ کر کے رکھ دے۔ جب حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تو اللہ نے انکی اس دعا کو قبول فرمایا اور کہا کہ ہم کیا ہی اچھا جواب دینے والے ہیں جو ہم سے مانگتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ میرے گھر میں نماز پڑھتے اور اس آیت کی تلاوت کرتے **وَلَقَدْ نَادَيْتَا نُوحًا فَلَمَّعَ الْمَجِيبُونَ** تو آپ فرماتے کہ اے میرے رب! یقیناً آپ نے سچ کہا (بندہ جسے پکارتا ہے ان پکارنے والوں میں) آپ سب سے قریب ہیں اور جو (اس پکار کو سن کر) جواب دیتا ہے ان جواب دینے والوں میں بھی آپ سب سے قریب ہیں، تو کیا ہی اچھا پکارنے والا ہے اور کیا ہی اچھا دینے والا اور کیا ہی اچھی ہے وہ چیز جو دی جائے، اے میرے رب! آپ ہی بہتر کار ساز ہیں اور آپ ہی بہترین مددگار۔ (الدر المنثور ج ۷، ص ۹۸) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے نوح علیہ السلام کو اور انکے گھر والوں کو جو ایمان والے تھے اس طوفان جیسی بڑی آفت سے بچا لیا، انکے علاوہ جتنے لوگ تھے ان سب کو اس طوفان میں ڈبو کر مار ڈالا اور انکی اولاد کو ہی اس سرزمین پر باقی رکھا اسی وجہ سے آپ علیہ السلام کو **آبٌ قَائِمٌ** دوسرے باپ کہا جاتا ہے کیونکہ دنیا میں آپ ہی کی نسل باقی ہے، حضرت سرہ رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کا اس آیت کے بارے میں قول نقل کرتے ہیں کہ یہاں انکی ذریت سام، حام اور یافث ہیں کہ جن سے ہی اللہ تعالیٰ نے انسانی نسب کو باقی رکھا۔ (ترمذی ۳۲۳۰) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے **ذُرِّيَّتَهُ** کا لفظ استعمال کیا جس کا مطلب صرف آپ کے گھر والے نہیں بلکہ سارے مومن لوگ ہیں جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سارے لوگ ہی نوح علیہ السلام کی ذریت و اولاد ہیں (الدر المنثور ج ۷، ص ۹۹) اور فرمایا کہ ہم نے نوح علیہ السلام کا ذکر خیر تا دم دنیا باقی رکھا وہ اس طرح کہ ہر مومن بندہ آپ پر سلامتی کی دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! دونوں جہاں میں نوح علیہ السلام پر سلامتی نازل فرما، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم اپنے نیک بندوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں اور انہیں ایسا ہی بدلہ عطا کرتے ہیں کہ انکا نام رہتی دنیا تک باقی رہتا ہے، بے شک حضرت نوح علیہ السلام اللہ

کے نیک مومن بندوں میں سے تھے جسکا انہیں اللہ تعالیٰ نے بہترین صلہ عطا فرمایا انکے علاوہ جتنے کافر تھے ان سب کو اللہ نے غرق کر دیا۔

﴿درس نمبر ۱۷۷﴾ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام صاف ستھرا دل لے کر آئے ﴿الصفۃ ۸۳-۸۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَأَنْ مِنْ شَيْعَتِهِ لِابْرَاهِيمَ ۝ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ۝ أَتُفَكُّوْنَ إِلَهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَتَنَزَّرْنَا فِي النُّجُومِ ۝ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝ فَرَاغَ إِلَىٰ إِلَهِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ صَرْبًا بِالْيَمِينِ ۝ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَرْقُونَ ۝ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْجِتُونَ

لفظ بہ لفظ ترجمہ: - اور ان بے شک من شیعۃ اس کے گروہ سے لایزہیم البتہ ابراہیم تھا اذ جب جاء وہ آیا ربہ اپنے رب کے پاس بقلب سلیم پاک صاف دل کے ساتھ اذ جب قال اس نے کہا لایبہ اپنے باپ سے و اور قومہ اپنی قوم سے ماذا کس چیز کی تعبذون تم عبادت کرتے ہو اتفکا کیا جھوٹے گھڑے ہوئے الہۃ معبودوں کو دون اللہ سوائے اللہ کے تریدون تم چاہتے ہو؟ فما پھر کیا ظنکم خیال ہے تمہارا رب العالمین کی نسبت فتنظر پھر اس نے دیکھا نظرۃ ایک نظر دکھنا فی النجوم ستاروں کی طرف فقال پھر کہا ائی بے شک میں سقیم بیمار ہوں فتولوا چنانچہ وہ واپس پھرے عنہ اس سے مدبرین پیٹھ پھیرتے ہوئے فراغ تو وہ متوجہ ہوا ائی الہہم ان کے معبودوں کی طرف فقال اور اس نے کہا الا تاکلون کیا تم نہیں کھاتے؟ ما کیا ہے لکم تمہیں لا تنطقون تم نہیں بولتے؟ فراغ پس متوجہ ہوا علیہم ان پر صربا مارا ہوا بالیمن دائیں ہاتھ سے فاقبلوا پھر وہ آئے الیہ اس کی طرف یرقون دوڑتے ہوئے قال اس نے کہا اتعبذون کیا تم عبادت کرتے ہو ما ان کی جن کو تنجیون تم خود تراشتے ہو؟

ترجمہ:- اور انہی کے طریقے پر چلنے والوں میں یقینا ابراہیم بھی تھے، جب وہ اپنے پروردگار کے پاس صاف ستھرا دل لے کر آئے، جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کن چیزوں کی عبادت کرتے ہو؟ کیا اللہ کو چھوڑ کر جھوٹ موٹ کے خدا چاہتے ہو؟ تو پھر جو ذات سارے جہانوں کو پالنے والی ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس کے بعد انہوں نے ستاروں کی طرف ایک نگاہ ڈال کر دیکھا اور کہا کہ میری طبیعت خراب ہے، چنانچہ وہ لوگ پیٹھ موڑ کر ان کے پاس سے چلے گئے، اس کے بعد یہ ان کے بنائے ہوئے معبودوں (یعنی

بتوں) میں جاگھے (اور ان سے) کہا کیا تم کھاتے نہیں ہو؟ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم بولتے نہیں؟ پھر وہ پوری قوت سے مارتے ہوئے ان (بتوں) پر پل پڑے، اس پر ان کی قوم کے لوگ ان کے پاس دوڑے ہوئے آئے، ابراہیم نے کہا کیا تم ان (بتوں) کو پوجتے ہو جنہیں خود تراشتے ہو؟

تشریح:- ان تیرہ آیتوں میں چودہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ انہی کے طریقے پر چلنے والوں میں یقیناً ابراہیم علیہ السلام بھی تھے۔

۲۔ جب وہ اپنے پروردگار کے پاس صاف ستھرا دل لے کر آئے۔

۳۔ جب انہوں نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ تم کن چیزوں کی عبادت کرتے ہو؟

۴۔ کیا اللہ کو چھوڑ کر جھوٹ موٹ کے معبود چاہتے ہو؟

۵۔ تو پھر جو ذات سارے جہانوں کو پالنے والا ہے اسکے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

۶۔ اس کے کچھ عرصہ بعد انہوں نے ستاروں کی طرف ایک نگاہ ڈال کر دیکھا۔

۷۔ کہا کہ میری طبیعت خراب ہے۔ ۸۔ وہ لوگ انکے پاس سے پیٹھ موڑ کر چلے گئے۔

۹۔ اسکے بعد یہ انکے معبودوں میں جاگھے۔ ۱۰۔ ان سے کہا کہ کیا تم کھاتے نہیں ہو؟

۱۱۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم بولتے نہیں؟ ۱۲۔ پھر وہ پوری قوت سے مارتے ہوئے ان بتوں پر پل پڑے۔

۱۳۔ اس پر ان کی قوم کے لوگ انکے پاس دوڑتے ہوئے آئے۔

۱۴۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ کیا تم ان بتوں کو پوجتے ہو جنہیں تم خود تراشتے ہو؟

اللہ تعالیٰ نے انہی مخلص بندوں میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ وہ بھی نوح علیہ السلام کے

بی دین پر تھے انہی کے نقش قدم پر چلا کرتے تھے، اسی دین کی پیروی کرتے تھے جس دین کی حضرت نوح علیہ السلام

پیروی کیا کرتے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے رب کی جانب شرک سے پاک دل لیکر متوجہ ہوئے اور

اخلاص کے ساتھ آپ کی عبادت کی اور ساتھ میں انہوں نے تبلیغ دین بھی کی تو سب سے پہلے اپنے گھر والوں سے اس

تبلیغ کی ابتدا کی اور اپنے والد کو سمجھانے لگے کہ اے ابا جان! آپ کن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں؟ ایسے بے جان

چیزوں کی جو نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان، نفع دینا یا نقصان پہنچانا تو بہت دور کی بات یہ بت تو اپنے اوپر

بیٹھی مکھی بھی ہٹا نہیں سکتے تو یہ کیسے معبود ہوئے؟ اور انکا حال تو یہ ہے کہ آپ لوگ ہی اسے وجود بخشتے ہو جبکہ حقیقی

مالک و خالق وہ ہوتا ہے جو دوسروں کا محتاج نہیں ہوتا، وہ سب کو پیدا کرتا ہے وہی سب کی سنا ہے وہی سب کو پالتا

ہے، معبود ایسا ہوتا ہے نہ کہ ان بتوں جیسا یہ تو جھوٹے معبود ہے جن کی تم پوجا کرتے ہو، حقیقی رب تو وہ اونچی شان والا

اللہ ہے جسکے علاوہ کوئی معبود ہی نہیں، یہ باتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے بھی کہی اور پھر کہا کہ اب

بتاؤ تمہاری اس ذات کے بارے میں کیا رائے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے؟ جب کل قیامت میں تم اس سے ملو گے تو کیا منہ دکھاؤ گے؟ وہ تمہیں اس وقت تمہارے ان اعمال بد کی سزا دیگا اور تم کچھ نہیں کر پاؤ گے، وہ تمہیں جہنم میں ڈالیگا اور تم اس سے بھاگ نہیں پاؤ گے، تو تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم اس رب کی عبادت کر لو جو تمہیں کل قیامت میں اس عذاب سے بچا سکے ورنہ تو تمہیں اسکی سزا سے کوئی بچا نہیں پائے گا، حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی طرح اپنی قوم میں دین کی تبلیغ کرتے رہے حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ جب اس قوم کی عید کا دن تھا اور وہ لوگ عید منانے کے لئے میدان کی جانب جانے والے تھے تو ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی انکے ساتھ چلنے کو کہا کہ آؤ ہمارے ساتھ ہماری اس عید میں شریک ہو جاؤ، اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام ستاروں کی جانب دیکھنے لگے یعنی کچھ سوچنے میں پڑ گئے اس کے بعد آپ نے کہا کہ میں بیمار ہوں، مجھے طاعون یعنی وبائی مرض نے گھیر لیا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات سن کر انکی قوم ان سے دور ہو گئی کہ کہیں یہ بیماری انہیں بھی نہ لگ جائے جیسا کہ آج اس وقت لوگ کرونا وبا کا نام سنتے ہی ایک دوسرے سے دور بھاگتے لگے اسی طرح اس قوم نے بھی کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اکیلا چھوڑ کر اپنی عید منانے کے لئے چلے گئے، حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے حوالہ سے اس آیت فَتَنْظَرُ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَقَالَ اِنِّي سَقِيمٌ کی تفسیر یوں بیان کی کہ اس قوم کے بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلوا بھیجا جب وہ آگئے تو اس نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ کل ہماری عید کا دن ہے تم بھی ہمارے ساتھ اس عید میں شریک رہو، اس بادشاہ کی یہ بات سن کر آپ ستارہ کی جانب دیکھنے لگے اور کہا کہ یہ ستارہ اب تک کبھی نہیں نکلا مگر آج میری بیماری لے کر آیا ہے اور پھر بادشاہ سے کہا کہ میں بیمار ہوں۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۶۳) یہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں بیمار ہوں جبکہ ایسا کچھ نہیں تھا تو کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ کہا؟ اس بارے میں بعض مفسرین نے کہا کہ یہ جھوٹ نہیں ہے بلکہ یہ تو یہ ہے یعنی ایک لفظ کہہ کر اسکا دوسرا معنی مراد لیا جائے اسے تو یہ کہا جاتا ہے اور تو یہ جھوٹ کی قبیل میں سے نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ کہا مگر وہ جھوٹ اللہ کی ذات کے لئے کہا اس لئے اس جھوٹ پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین جھوٹ کہے ان میں سے دو تو اللہ کی خاطر کہے کہ اِنِّي سَقِيمٌ میں بیمار ہوں اور دوسرا بَلْ فَعَلَهُ كَبِئْرُهُمْ انکے ساتھ یہ معاملہ اس بڑے بت نے کیا، اور تیسرا جھوٹ انہوں نے یہ کہا کہ اپنی بیوی سارہ علیہا السلام سے آپ نے یہ کہا کہ جب بادشاہ تمہیں روکے تو تم یہ کہنا کہ میں تمہارا شوہر نہیں بلکہ بھائی ہوں۔ (ترمذی ۳۱۶۶) الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع کو غنیمت جاں کر اس قوم کے بت کدہ یعنی جہاں انکے بت رکھے ہوئے تھے پہنچے اور دیکھا کہ انکے سامنے کھانے کی چیزیں رکھی ہوئی ہیں یہ دیکھ کر آپ نے ان بتوں سے مخاطب ہو کر بطور مذاق و ہنسی یہ

کہا کہ تمہارے سامنے تو یہ غذا رکھی ہوئی ہے تو پھر تم کھاتے کیوں نہیں؟ اور پھر کہنے لگے کہ میں تم سے بات کر رہا ہوں اور تم میرا جواب ہی نہیں دے رہے ہو کیوں؟ ایسا آپ علیہ السلام نے ان بتوں کی حقارت کو ظاہر کرنے کے لئے کیا پھر اسکے بعد آپ علیہ السلام ان بتوں کی جانب تیزی سے گئے اور انہیں ہتھوڑے سے مار کر توڑ ڈالا، جب اسکی خبر انکی قوم کو پہنچی تو وہ لوگ دوڑتے ہوئے ان بتوں کے پاس آئے اور کہا جاتا ہے کہ جب انہیں انکے بتوں کا یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ ہونہ ہو یہ ابراہیم کا ہی کام ہے اور آ کر کہنے لگے کہ اے ابراہیم! ہم ان معبودوں کی عبادت کرتے ہیں اور تم نے انہیں توڑ دیا؟ انکی یہ باتیں سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا کہ کیا تم ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جسے تم خود اپنے ہاتھوں سے تراشتے ہو؟ تمہیں ذرا بھی سمجھ نہیں کہ جس چیز کو تم خود بناتے ہو کیا وہ معبود ہو سکتا ہے؟

﴿درس نمبر ۱۷۷﴾ لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کیلئے ایک عمارت بناؤ ﴿الصَّفٰتِ ۹۶- تا ۱۰۱﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ۝ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ۝ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ۝ وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۝ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِينَ ۝ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ اور اللہ ہی نے پیدا کیا تم کو وَمَا تَعْمَلُونَ جو تَعْمَلُونَ تم کرتے ہو قَالُوا انہوں نے کہا ابْنُوا تم بناؤ لہ اس کے لیے بُنْيَانًا ایک عمارت فَأَلْقُوهُ اور ڈال دو اس کو فِي الْجَحِيمِ دہکتی آگ میں فَأَرَادُوا چنانچہ انہوں نے ارادہ کیا بہ اس کے ساتھ كَيْدًا ایک چال چلنے کا فَجَعَلْنَاهُمُ تو ہم نے انہی کو کر دیا الْأَسْفَلِينَ نیچا و اور قَالَ اس نے کہا إِنِّي بے شک میں ذَاهِبٌ جانے والا ہوں إِلَىٰ رَبِّي اپنے رب کی طرف سَيَهْدِينِ وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا رَبِّ اے میرے رب اھبْ لِي تو عطا فرما مجھے مِنَ الصّٰلِحِينَ صالحین میں سے فَبَشَّرْنَاهُ پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ایک بردبار لڑکے کی۔

ترجمہ:- حالانکہ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور جو کچھ تم بناتے ہو اس کو بھی، ان لوگوں نے کہا ابراہیم کے لئے ایک عمارت بناؤ اور اسے دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دو، اس طرح انہوں نے ابراہیم کے خلاف ایک برا منصوبہ بنانا چاہا لیکن ہم نے انہیں نیچا دکھادیا اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں، وہی میری رہنمائی فرمائے گا، میرے پروردگار! مجھے ایک ایسا بیٹا دیدے جو نیک لوگوں میں سے ہو، چنانچہ ہم نے انہیں ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری دی۔

تشریح:- ان چھ آیتوں میں نوبات میں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور جو کچھ تم بناتے ہو اس کو بھی۔

۲۔ ان لوگوں نے کہا ابراہیم کے لئے ایک عمارت بناو۔

۳۔ اسے دہکتی آگ میں پھینک دو۔

۴۔ اس طرح انہوں نے ابراہیم کے خلاف ایک برا منصوبہ بنانا چاہا۔

۵۔ ہم نے اس منصوبہ کو نیچا دکھا دیا۔ ۶۔ حضرت ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں۔

۷۔ وہی میری رہنمائی فرمائے گا۔

۸۔ میرے پروردگار! مجھے ایک ایسا پیمانہ دیدے جو نیک لوگوں میں سے ہو۔

۹۔ ہم نے انہیں ایک برد بار لڑکے کی خوشخبری دی۔

جب ابراہیم علیہ السلام نے انکے بتوں کو توڑ دیا جس کا تذکرہ سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۶۲ اور ۶۳ میں بھی ہے کہ جب وہ لوگ یہ خبر سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ کیا تم نے ہمارے بتوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے؟ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ بلکہ انکے اس بڑے بت نے کیا ہے اگر یہ بول سکتے ہیں تو ان سے ہی پوچھ لو، جب انکی قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ جواب سنا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے یہ ابراہیم ہی نے کیا ہے اب انہیں اسکی سزا دینی ہوگی، فیصلہ ہوا کہ سزا دینے کے لئے ایک عمارت بنائی جائے اور اس میں آگ جلائی جائے اور انہیں اس آگ میں ڈال دیا جائے، چنانچہ انہوں نے عمارت بنا کر اس میں آگ جلائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ میں ڈال دیا گیا، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انکی جو سازش تھی کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلائیں تو انکی اس سازش کو اللہ تعالیٰ نے زیر کر دیا یعنی انکی یہ سازش کامیاب نہیں ہوئی بلکہ اللہ نے کہا قُلْنَا يَا قَوْمِ بَدِّئُوا وَسَلِّمُوا عَلٰى اٰبَائِهِمْ ۝ وَاَرَاخُوا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمْ الْاٰخِسِرِيْنَ (الانبیاء، ۶۹، ۷۰) ہم نے اس آگ کو حکم دیا کہ اے آگ! ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا، ان لوگوں نے ابراہیم کے لئے برائی کا منصوبہ بنایا تھا ہم نے اس منصوبہ کو بری طرح ناکام کر دیا۔ چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے وہ آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دی گئی، یہاں ٹھنڈی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سلامتی کا لفظ بھی استعمال کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان زیادہ ٹھنڈک کو بھی برداشت نہیں کر سکتا اور زیادہ ٹھنڈ بھی انسان کے لئے نقصان دہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں ایسی ٹھنڈک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے پیدا فرمائی جو اس قدر ٹھنڈی بھی نہ ہو کہ جو برداشت کے باہر ہو بلکہ ایسی سکون والی ٹھنڈک جس سے انسان راحت و سکون محسوس کرتا ہے، حضرت سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے انہیں ایک

گھر میں بند کر دیا اور انکے لئے لکڑیاں جمع کرنے لگے، وہاں ایک عورت بھی تھی جو بیمار تھی اس نے کہا کہ اگر اللہ مجھے اس بیماری سے نجات عطا کر دے تو میں ابراہیم کے لئے لکڑیاں جمع کر دوں گی، پھر جب قوم نے لکڑیاں جمع کیں جو کہ کثیر تعداد میں تھیں، انکی بلندی اتنی تھی کہ اگر آسمان سے کوئی پرندہ اڑتا تو اسکی تپش سے جل جاتا، بہر حال جب انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بنائے ہوئے گھر میں جو کہ ایک تنور یعنی بھٹی کی شکل میں تھا، ڈالنے کا ارادہ کیا تو انہیں ایک عمارت کی چھت پر لے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا اسوقت آسمان، زمیں، پہاڑ حتیٰ کہ ملائکہ نے بھی اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے اللہ! آپ کی خاطر ابراہیم کو جلایا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انکے ساتھ کیا ہو رہا ہے مجھے اچھی طرح معلوم ہے، اگر وہ تم سے مدد مانگیں تو جاؤ تم ہی انکی مدد کرو لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب آسمان کی جانب نظر اٹھائی تو فرمایا کہ اے اللہ! آپ ہی اکیلے (معبود) ہیں آسمان میں اور زمیں میں بھی اور میرے علاوہ کوئی بندہ نہیں ہے جو آپ کی عبادت کرے، میرے لئے اللہ ہی کافی ہے اور بہترین کارساز ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ندا لگائی قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ (الدر المسطور ج۔ ۷، ص۔ ۱۰۲) الغرض جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے صحیح سلامت نکل آئے اور دیکھ لیا کہ انکی قوم انکی سننے والی نہیں ہے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ اب جس جگہ اللہ تعالیٰ مجھے جانے کا حکم دیں گے وہاں میں چلا جاؤ گا وہی مجھے سیدھا راستہ دکھانے والا ہے چنانچہ وہاں سے ہجرت کر گئے اور آپ علیہ السلام نے اللہ سے یہ بھی دعا کی کہ اے اللہ! مجھے ایک نیک سیرت اولاد عطا کر جو تیری اطاعت کرے اور نافرمانی نہ کرے، دنیا میں اصلاح کا کام کرے، فساد نہ برپا کرے، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قبول فرمائی جسکا ذکر اگلی آیت میں ہے کہ قَبَشْرُهُ نُهَ بَغْلُمٍ حَلِيبٍ ہم نے ابراہیم کو ایک برد بار اولاد عطا کی یعنی جب وہ بڑے ہو گئے تو بڑے برد بار اور نیک ہو گئے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعاء میں مانگا تھا، اب وہ لڑکے کون ہیں جسکی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مانگی تھی؟ اس میں دو قول ہیں پہلا یہ کہ وہ حضرت اسحاق علیہ السلام تھے جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری سنائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حلم کی صفت کے ذریعہ صرف دو لوگوں کی تعریف فرمائی اور وہ دو ابراہیم و اسحاق علیہما السلام ہیں۔ (تفسیر طبری۔ ج۔ ۲۱، ص۔ ۷۳) اور دوسرا قول یہ کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں جیسا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور امام شعبی رحمہ اللہ کا بھی قول یہی ہے جو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور فرمایا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی نبوت کی خوشخبری اسکے بعد دی گئی۔ (الدر المسطور۔ ج۔ ۲) امام زحیلی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا کہ ابن کثیر علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں، اس لئے کہ وہ پہلے لڑکے ہیں جس کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ

السلام کو دی گئی اور وہ حضرت اسحاق علیہ السلام سے بڑے بھی ہیں، کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری اس وقت دی گئی جبکہ آپ کی عمر ۸۰ سال کی تھی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش اس وقت ہوئی جبکہ آپ کی عمر ۹۹ سال تھی۔ (التفسیر المیزان - ج ۲۳ - ص ۱۱۳) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔ (الدر المنثور - ج ۷ - ص ۱۰۵) حضرت عبد اللہ بن سلام، حضرت مجاہد اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے۔ (الدر المنثور - ج ۷ - ص ۱۰۶) اور یہی قول مناسب معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت اسحاق علیہ السلام کا ذکر فرما رہے ہیں جنکی صفت صالحان بیان کی اور اس لئے بھی کہ جو قربانی کا قصہ ہے وہ اکثر علماء تفسیر کی رائے کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام سے متعلق ہی ہے۔ (التفسیر المیزان - ج ۲۳ - ص ۱۱۸)، (تفسیر قرطبی - ج ۱۵ - ص ۱۰۰)

﴿درس نمبر ۱۷۷﴾ آپ وہی کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے ﴿الطُّفَّتِ ۱۰۲- تا- ۱۰۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنَئِي رِجِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا بَتِ افْعَلْ مَا تَأْمُرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَقَلَّ لِلْجَبِينِ ۝ وَكَادَيْتُهُ أَنْ يُلَاقِيَهُمْ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّمِّيَاءَ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۝ وَقَدَيْتُهُ بِذُنُجٍ عَظِيمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَلَمَّا بَلَغَ مَا تَأْمُرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّادِقِينَ: فَلَمَّا بَلَغَ مَا تَأْمُرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّادِقِينَ: اس کے ساتھ السَّعْيَ دوزخ کو کہا اس نے کہا يَبْنَئِي رِجِّي اے میرے پیارے بیٹے رِجِّي بے شک میں آزی دیکھتا ہوں فِي الْمَنَامِ خواب میں أَنِّي أَذْبَحُكَ کہ بے شک میں أَذْبَحُكَ ذبح کر رہا ہوں تجھے فَانظُرْ اب تو دیکھ مَاذَا کیا ہے تَرَى تیری رائے قَالَ اس نے کہا يَا بَتِ اباجان افْعَلْ آپ کر گزریئے مَا جو تُوْمُرُ آپ کو حکم دیا جاتا ہے سَتَجِدُنِي يَقِينًا آپ پائیں گے مجھے إِنْ اِغْرَشَاءَ اللَّهُ اللہ نے جاہلین صبر کرنے والوں میں سے فَلَمَّا أَهْرَجَ اسْلَمَا دونوں مطہج ہو گئے وَ اور قَلَّ اس نے لٹا دیا اس کو لِلْجَبِينِ کروٹ کے بل وَ اور كَادَيْتُهُ ہم نے پکارا اسے أَنْ يُلَاقِيَهُمْ کہ اے ابراہیم قَدْ تَحْقِيقَ صَدَّقْتَ تونے سچ کر دکھایا الرُّمِّيَاءِ خواب اِنَّا بے شک ہم كَذَلِكَ اسی طرح نَجْزِي بدلہ دیتے ہیں الْمُحْسِنِينَ نیکی کرنے والوں کو إِنْ بَلَا شَبَهَ هَذَا يَهُوَ البتہ وہی ہے الْبَلَاءُ آزماش الْمُبِينِ صريح وَ اور قَدَيْتُهُ ہم نے بدلے میں دیا اسکے بِذُنُجٍ عَظِيمٍ ایک عظیم القدر ذبح کرنے کو وَ اور تَرَكْنَا عَلَيْهِ اس پر فِي الْآخِرِينَ پچھلے لوگوں میں۔

ترجمہ:- پھر جب وہ لڑکا ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تو انہوں نے کہا بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں، اب سوچ کر بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا ابا جان! آپ وہی کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، چنانچہ (وہ عجیب منظر تھا) جب دونوں نے سر جھکا دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرایا اور ہم نے انہیں آواز دی کہ اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا، یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں، یقیناً یہ ایک کھلا ہوا امتحان تھا اور ہم نے ایک عظیم ذبیحہ کا فدیہ دے کر اس بچے کو بچا لیا اور جو لوگ ان کے بعد آئے ان میں یہ روایت قائم کی۔

تشریح:- ان سات آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب وہ لڑکا ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تو انہوں نے کہا۔

۲۔ اے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔

۳۔ بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟

۴۔ بیٹے نے کہا ابا جان! آپ وہی کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔

۵۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

۶۔ جب دونوں نے سر جھکا دیا، اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا۔

۷۔ ہم نے انہیں آواز دی کہ اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا۔

۸۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں، یقیناً یہ ایک کھلا ہوا امتحان تھا۔

۹۔ ہم نے ایک عظیم ذبیحہ کا فدیہ دیکر اس بچے کو بچا لیا۔

۱۰۔ جو لوگ ان کے بعد آئے، ان میں یہ روایت قائم کی۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ اس بچے کا قصہ یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا قصہ بیان فرما رہے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حلیم یعنی بردباری کی صفت سے موصوف کیا جسکی وجہ ایک یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جب وہ بچہ چلنے کے قابل ہو گیا یعنی جب وہ تھوڑے سے بڑے ہو گئے اور سمجھ بوجھ کے قابل ہو گئے نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انکے کاموں میں ہاتھ بٹانے لگے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اے بیٹے! مجھے خواب آیا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں اور چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب سچے ہوتے ہیں اس لئے مجھے یہ کرنا ہی ہے اب تمہاری رائے بتاؤ کیا ہے؟ اس پر اس بیٹے نے کہا کہ اے ابا جان! جب یہ آپ کے رب کا حکم ہے تو اس میں سوچنا یا مشورہ لینے کی کیا ضرورت ہے؟ پس آپ وہ کام کیجئے جس کا آپ کو حکم ہوا ہے یعنی مجھے ذبح کر دیجئے، میں اللہ کے اس حکم پر قربان ہونے کے لئے تیار ہوں ان شاء اللہ آپ مجھے اس فیصلہ پر صبر کرنے والا پائیں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا حکم دیا گیا تو شیطان کو آپ کے

سامنے لایا گیا تو وہ آپ سے حجت بازی کرنے لگا (یعنی ہو سکتا ہے کہ آپ سے کہنے لگا ہو کہ یہ تم کیا کرنے جا رہے ہو؟ تم اپنے ہی بیٹے کو ذبح کرنے جا رہے ہو جسکی ولادت کے لئے تم نے دعائیں مانگی تھیں)، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سے آگے بڑھ گئے، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اس شیطان کو حجرہ عقبہ کے پاس لے آئے اور پھر سے وہ شیطان آپ کے راستے میں آ گیا تو آپ علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماریں تو وہ چلا گیا، لیکن پھر سے حجرہ وسطیٰ کے پاس آیا تو پھر سے آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں، اسکے بعد آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پیشانی کے بل زمین پر لٹایا، اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدن پر سفید قمیص تھی، تو آپ نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جان! میرے پاس اس لباس کے علاوہ کوئی لباس نہیں ہے جس میں آپ مجھے کفن دے سکو، اس لئے اس لباس کو نکال لو تا کہ آپ مجھے اس میں کفن دے سکیں، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس لباس کو نکالنے کی کوشش کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ کی آواز پیچھے سے آئی کہ **يَا اِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءُوبَا اے ابراہیم! تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آواز کی جانب پلٹے تو دیکھا کہ ایک سفید، لمبی سیبک والا مینڈھا رکھا ہوا تھا۔ (مسند احمد، مسند بنو ہاشم، مسند ابن عباس ۲: ۷۰۷) فرمایا گیا کہ ہم احسان یعنی فرمانبردار اور اخلاص کے ساتھ صرف رضاء الہی کی خاطر عمل کرنے والوں کو اسی طرح کا بدلہ عطا کرتے ہیں، یعنی آپ سے جس ذبیحہ کی مانگ کی گئی تھی اس ذبیحہ سے اللہ نے آپ کو دو رکھا اور آپ کے لڑکے کو آپ کے لئے باقی رکھا اور جس تکلیف و غم میں بحیثیت باپ آپ مبتلا تھے اس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نجات عطا کی کیونکہ اللہ کا مقصد آزمائش ہے اور آپ اس آزمائش میں کامیاب اترے، جس کے بدلہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک مینڈھا بطور فدیہ آپ کے لئے بھیجا جو اس لڑکے کی قربانی کی جگہ آپ نے قربان کیا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلہ ایک مینڈھے کو ذبح کیا۔ (الدر السعور - ج، ۷، ص، ۱۰۵) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ وہ مینڈھا جو اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آسمان سے اتارا تھا اسکا نام جریر تھا۔ (الدر السعور - ج، ۷، ص، ۱۱۳) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس عمل پر اچھی تعریف کو رہتی دنیا تک باقی رکھا جو کہ اخلاص کی ایک نایاب مثال ہے، خواہ یہودی ہو یا نصرانی ہو یا مسلمان ہو سارے ہی آپ کی عزت کرتے ہیں اور آپ کا نام اپنی زبان سے احترام کے ساتھ لیتے ہیں، یہ ہے اللہ کا انعام جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دنیا میں عطا کیا۔**

﴿درس نمبر ۱۷۳: ۱﴾ سلام ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ﴿الطُّفَّتِ ۱۰۹-۱۱۳﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَلَّمَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰهٗ

يَا سَخِقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّٰلِحِيْنَ ۝ وَبَرَّ كُنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اسْحَقَ ۝ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ ۝ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- سَلَّمَ سلام ہو عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ ابراہیم پر كَذٰلِكَ اسی طرح تَجْزِي تَجْزِي ہم بدلہ دیتے ہیں الْمُحْسِنِيْنَ نیکی کرنے والوں کو اِنَّہ بے شک وہ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا وَ اور بَشَّرْنٰہ ہم نے خوشخبری دی اِسے يَا سَخِقَ اسحاق کی نَبِيًّا اس حال میں کہ وہ نبی ہوگا مِّنَ الصَّٰلِحِيْنَ صالحین میں سے وَ اور بَرَّ كُنَا ہم نے برکت کی عَلَيْهِ اس پر وَ اور عَلٰی اسْحَقَ اسحاق پر وَ اور مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا ان دونوں کی اولاد میں سے مُحْسِنٌ کوئی نیکی کرنے والا ہے وَ اور ظَالِمٌ ظلم کرنے والا ہے لِنَفْسِهِ اپنے نفس پر مُبِينٌ کھلم کھلا۔

ترجمہ:- (کہ وہ یہ کہا کریں کہ) سلام ہو ابراہیم پر! ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں، یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے اور ہم نے انہیں اسحاق کی خوشخبری دی کہ وہ صالحین میں سے ایک نبی ہوں گے اور ہم نے ان پر بھی برکتیں نازل کیں اور اسحاق پر بھی اور ان کی اولاد میں سے کچھ لوگ نیک عمل کرنے والے ہیں اور کچھ اپنی جان پر کھلا ظلم کرنے والے۔

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ سلام ہو ابراہیم پر۔ ۲۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں۔

۳۔ یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

۴۔ ہم نے انہیں اسحاق کی خوشخبری دی جو کہ صالحین میں سے ایک نبی ہونگے۔

۵۔ ہم نے ان پر بھی برکتیں نازل کیں اور اسحاق پر بھی۔

۶۔ انکی اولاد میں سے کچھ لوگ نیک عمل کرنے والے ہیں۔

۷۔ کچھ اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ تو انسان تھے جو آپ کی تعظیم کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے، لیکن ہم نے آپ پر سلامتی نازل کی ہے اور آپ کی بہتر انداز میں تعریف کی ہے جو قیامت تک ان قرآنی صفحات میں موجود ہے، صرف ہم ہی نے نہیں بلکہ سارے انسان، ملائکہ اور جنات بھی آپ کی تعریف کرتے ہیں اور فرمایا کہ جو ہماری اطاعت کرتا ہے اور ہمارے حکموں پر بلا جھجک عمل کرتا ہے تو ہم ایسے نیک عمل کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں، کہ آپ کی ذبیحہ کی یہ سنت جس کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے ہر صاحب نصاب پر واجب قرار دے دیا جو کہ ہمیشہ آپ کی یاد کو تازہ رکھے گی اور اسی کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ اے ابراہیم! آپ یقیناً ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں جس نے ہماری رضا کی خاطر اپنی اس اولاد کو تک قربان کر دیا جس لڑکے کو آپ

نے ہم سے مانگا تھا، ہمیں آپ کا یہ اخلاص بہت پسند آیا ہم آپ کے اس عمل کے بدلہ ایک اور اولاد جس کا نام اسحاق ہو گا عطا کرتے ہیں اور وہ بھی آپ ہی کی طرح ایک نبی ہونگے جو کہ آپ ہی کی طرح نیک و صالح ہونگے، ہم نے آپ پر بھی برکتیں نازل کیں اور آپ کی اولاد اسحاق پر بھی برکتیں نازل کیں اس طور پر کہ آپ کو آل و اولاد بڑی کثرت سے ہونگے اور ہم آپ کی نسل میں انبیاء پیدا کریں گے جیسے کہ حضرت ایوب، حضرت شعیب علیہما السلام وغیرہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی بنا کر بھیجا تھا جو کہ آپ ہی کی نسل میں سے تھے، اور آپ کی نسل میں نیک لوگ بھی ہونگے جو اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلیں گے اور برائی سے بچیں گے، مگر وہیں ایسے لوگ بھی ہونگے جو اللہ کی نافرمانیوں میں مبتلا ہو کر اپنی جانوں پر ظلم کریں گے جنہیں انکے ظلموں کی سزا آخرت میں دی جائے گی۔ مفسرین نے یہاں ایک نکتہ یہ بیان کیا کہ اگر کسی کا نسب اونچا ہو اور نیک و صالح ہو تو یہ ضروری نہیں کہ اس میں سب لوگ ایسے ہی نیک ہونگے، نسب کا تعلق نیک اور برائی سے نہیں ہے بلکہ وہ انسان کی ذات سے ہے، بعض کی نسل بہت خراب ہوتی ہے مگر اسی نسل میں سے اونچے اونچے رتبہ والے نیک لوگ پیدا ہوتے ہیں اور بعض کی نسل شریف و نیک ہونے کے باوجود اس میں شریر و جاہل لوگ پیدا ہوتے ہیں، لہذا نسب سے انسان کو کچھ فائدہ ملنے والا نہیں ہے بلکہ انسان کو فائدہ اسکے اعمال سے ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ بنت محمد! اپنے آپ کو جنم کی آگ سے بچالو، میں تمہیں نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہوں اور نہ ہی کوئی نقصان، تم سے میرا خون کا رشتہ ہے تو میں اس کا احساس (اس دنیا میں) رکھوں گا۔ (ترمذی ۳۱۸۵) اور جیسا کہ سورہ نعام کی آیت نمبر ۱۶۳ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا (قیامت کے دن)۔ لہذا انسان کو اپنے اعمال پر نگاہ رکھنی چاہئے نہ کہ نسب پر۔

﴿درس نمبر ۷۷: ۱﴾ ہم نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر بھی احسان کیا ﴿الطَّافَاتِ ۱۱۳-تا-۱۱۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ○ وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكُرْبِ الْعَظِيمِ ○
وَنَصَرْنَاهُمْ فَاكُونُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ○ وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ○ وَهَدَيْنَاهُمَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ○ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْأَخْرَبَيْنِ ○ سَلَّمَ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ○
إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ: - اور لَقَدْ البتہ تحقیق مَنَّا ہم نے احسان کیا علیٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ اور ہارون پر و اور

نَجَّيْنَاهُمَا هَمَّ نَجَاتٍ دَىٰ اِن دُونُوں كُو وَ اُوْر قَوْمَهُمَا اِن كى قَوْم كُو مِّنَ الْكُرْبِ الْعَظِيمِ بَہت بڑى مصيبت سے وَ اُوْر نَصَرْنَاهُمْ هَمَّ نَے مدد كى اِن كى فَكَانُوا اِچِنَا نِچَہ ہوئے هُمْ وَہى الْغُلَبِيْنَ غلبہ حاصل كرنے والے وَ اُوْر اَتَيْنَاهُمَا هَمَّ نَے دى اِن دُونُوں كُو الْكِتَابِ كِتَابِ الْمُسْتَبِيْنِ وَ اُوْر هَدَيْنَاهُمَا هَمَّ نَے ہدایت دى اِن دُونُوں كُو الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ رَاہِ رَاسِت كى وَ اُوْر تَرَكْنَاهُمْ نَے چھوڑا عَلَيْنَاهُمَا اِن دُونُوں پَر فِى الْاٰخِرِيْنَ پِچھلے لوگوں مِیں سَلَّمَ سَلَام ہُو عَلٰى مُوسٰى وَ هَارُونَ پَر اِنَّا بَے شَك ہَم كَذٰلِكَ اِسى طَرَح نَجَزٰى بَدَل دیتے ہِیں الْمُحْسِنِيْنَ نِیكى كرنے والوں كُو اِنْتَهَمَا بَلَا شَبَہ وہ دُونُوں مِّنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ہمارے مومن بندوں مِیں سے تھے۔

ترجمہ :- اور بیشک ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی احسان کیا اور ہم نے انہیں ان کی قوم کو ایک بڑے کرب سے نجات دی اور ہم نے ان کی مدد کی جس کے نتیجے میں وہی غالب رہے اور ہم نے ان دونوں کو ایسی کتاب عطا کی جو بالکل واضح تھی اور ان دونوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دی اور جو لوگ ان کے بعد آئے، ان میں یہ روایت قائم کی (کہ وہ یہ کہا کریں کہ) سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر! یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں، بیشک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

تشریح :- ان نو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی احسان کیا۔

۲۔ ہم نے انہیں اور انکی قوم کو ایک بڑی مصیبت سے نجات دی۔

۳۔ ہم نے ان کی مدد کی جس کے نتیجے میں وہی غالب رہے۔

۴۔ ہم نے ان دونوں کو ایسی کتاب عطا کی جو بالکل واضح تھی۔

۵۔ ان دونوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دی۔

۶۔ جو لوگ اگلے بعد آئے ان میں ہم نے ایک روایت قائم رکھی۔

۷۔ وہ یہ کہ وہ لوگ کہا کریں کہ سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر۔

۸۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں۔

۹۔ بے شک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

یہاں حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر بھی احسان کیا، وہ احسان کیا تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پر کیا؟ مفسرین نے بیان کیا کہ وہ احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم اور اطاعت والی صفت عطا کی اور نبوت جیسی عظیم ذمہ داری ان پر ڈالی اور انہیں معجزات عطا

کئے گئے اللہ تعالیٰ خود ہی یہ احسانات بیان کر رہے ہیں کہ ہم نے انہیں اور انکی قوم کو بڑی تکلیف سے نجات عطا کی وہ بڑی تکلیف یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم فرعون اور اسکی قوم قبطی کے غلام بنے ہوئے تھے اور ساتھ ہی یہ لوگ بنی اسرائیل کے لڑکوں کو مار ڈالتے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتے اور بھی طرح طرح کے ظلم ان پر کرتے تھے، یہ وہ تکلیفیں تھیں جن سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو نجات عطا کی اور اسکے بعد فرمایا کہ ہم نے ان دونوں نبیوں کو فرعون اور اسکی قوم کے مقابلہ میں فتح عطا کی اس طور سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اسکی قوم کو سمندر میں ڈبو کر ختم کر دیا اب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام اور بنی اسرائیل باقی رہ گئے اور ان پر غالب آ گئے، انکے سارے مال و جائیداد وغیرہ سب کچھ بنی اسرائیل کے ہاتھ آ گیا کہ پہلے غلامی کی زندگی جیا کرتے تھے اب عیش و آرام کے سامان انکے قبضہ میں آ گئے یہ تمام احسانات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام اور انکی قوم پر کئے اور سب سے بڑا احسان ان دونوں نبیوں پر اللہ نے یہ کیا کہ انہیں ایک آسمانی کتاب تورات عطا کی جسکے احکام واضح ہیں اور وہ تمام چیزیں اس کتاب میں بیان کر دی گئیں جنکی انہیں ضرورت ہے سورہ انبیاء کی آیت نمبر ۴۸ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ہم نے موسیٰ اور ہارون کو حق و باطل کا ایک معیار، ہدایت کی ایک روشنی اور متقی لوگوں کے لئے نصیحت کا سامان عطا کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان انبیاء کا بھی ذکر خیر اللہ تعالیٰ نے آگے آنے والی تمام امتوں میں باقی و جاری رکھا اور ہماری طرف سے بھی سلامتی ہو ان پر اور تمام جن و انس بھی آپ کے لئے یہ دعاء کرتے رہیں گے۔

جو لوگ نیک اعمال کرتے ہیں، اخلاص کے ساتھ اللہ کو راضی کرنے کیلئے عبادت کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ ایسا ہی بدلہ عطا کرتے ہیں، ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا اِنَّا كَذَلِكْ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ نیک اعمال کرنے والوں کے ساتھ ہم ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں، جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ خالص اللہ کی خاطر اعمال و عبادت کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی بہتر بدلہ عطا کرتے ہیں کہ تمام لوگ انکا ذکر خیر کرتے ہیں، انکا احترام کرتے ہیں جیسا کہ بہت سے اللہ کے اولیاء ایسے گزرے ہیں کہ جنکی تعظیم اب بھی لوگوں کے دلوں میں باقی ہے یہ ان کے انہی نیک اعمال کا بدلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا، جو کوئی ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اسکے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا، ایسا نہیں ہے کہ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے ان ہی انبیاء کے ساتھ کیا تھا اور اب وہ ختم ہو چکا ہے بلکہ یہ وعدہ اللہ کا قیامت تک کے لئے باقی ہے، اگر ہم اپنا بھی ذکر خیر دنیا میں باقی رکھنا چاہتے ہیں تو وہی عمل کریں جو اللہ نے بیان کیا ہے تو ان شاء اللہ ہم بھی اس آیت کے مستحق ہو سکتے ہیں، آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دونوں انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں میں سے تھے۔

(درس نمبر ۱۷۷۵: حضرت الیاس علیہ السلام بھی پیغمبروں میں سے تھے (الطفت ۱۲۳-۱۳۲)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَإِنِ الْيَاسَ لَيَنِ الْمُرْسَلِينَ ○ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ آلَا تَتَّقُونَ ○ أَتَدْعُونَ بَعْلًا
وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ○ اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأُولِينَ ○ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ
لَمَحْضُرُونَ ○ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ○ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ○ سَلَّمَ عَلَى
إِلْ يَاسِينَ ○ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ○

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور ان بے شک الیاس الیاس لینی المرسلین البتہ رسولوں میں سے تھا اذ جب
قال اس نے کہا لِقَوْمِهِ اپنی قوم سے آلَا تَتَّقُونَ کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ أَتَدْعُونَ کیا تم پکارتے ہو بَعْلًا
بعل کو و وَ تَذَرُونَ تم چھوڑ دیتے ہو أَحْسَنَ سب سے بہتر الْخَالِقِينَ پیدا کرنے والے اللَّهُ کو رَبُّكُمْ
رب ہے تمہارا و اور رَبُّ رَبِّ ہے ابَائِكُمُ الْأُولِينَ تمہارے پہلے باپ دادوں کا؟ فَكَذَّبُوهُ پھر انہوں نے
جھٹلایا اے فَإِنَّهُمْ سوچینا وہ لَمَحْضُرُونَ ضرور حاضر کیے جائیں گے إِلَّا سوائے عِبَادَ اللَّهِ اللہ کے بندوں کے
الْمُخْلَصِينَ خالص کیے ہوئے ہیں و اور تَرَكْنَا ہم نے چھوڑا عَلَيْهِ اس پر فِي الْآخِرِينَ پچھلے لوگوں میں
سَلَّمَ سلام ہو عَلَى إِلْ يَاسِينَ الیاسین پر إِنَّا بے شک ہم كَذَلِكَ اسی طرح نَجْزِي بدلہ دیتے ہیں
الْمُحْسِنِينَ نیکی کرنے والوں کو إِنَّہ بے شک وہ تھا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ہمارے مومن بندوں میں سے۔

ترجمہ:- اور الیاس بھی یقیناً پیغمبروں میں سے تھے، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ کیا تم لوگ
اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟ کیا تم بعل کو پوجتے ہو اور اس کو چھوڑ دیتے ہو جو سب سے بہتر تخلیق کرنے والا ہے؟ اس
اللہ کو جو تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے باپ دادوں کا بھی جو پہلے گذر چکے ہیں؟ پھر ہوا یہ کہ انہوں نے الیاس کو
جھٹلایا، اس لئے وہ ضرور (عذاب میں) دھر لئے جائیں گے، البتہ اللہ کے برگزیدہ بندے (محفوظ رہیں گے)
اور جو لوگ ان کے بعد آئے، ان میں ہم نے یہ روایت قائم کی (کہ وہ یہ کہا کریں کہ) سلام ہو الیاسین پر! یقیناً ہم
نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں، بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

تشریح:- ان دس آیتوں میں تیرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ حضرت الیاس بھی یقیناً پیغمبروں میں سے تھے۔

۲۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ کیا تم لوگ اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟

۳۔ کیا تم بعل نامی بت کو پوجتے ہو؟

۴۔ اس کو چھوڑ دیتے ہو جو سب سے بہتر تخلیق کرنے والا ہے؟

۵۔ اس اللہ کو جو تمہارا پروردگار ہے، تمہارے باپ دادوں کا بھی جو پہلے گزر چکے ہیں؟

۶۔ پھر ہوا یہ کہ انہوں نے الیاس کو جھٹلایا، ضرور انہیں عذاب میں پکڑا جائیگا۔

۷۔ البتہ اللہ کے مخلص بندے اس عذاب سے محفوظ رہیں گے جو لوگ انکے بعد آئے ان میں یہ روایت قائم کی

۸۔ وہ کہا کریں کہ سلام ہو الیاس پر، یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں۔

۹۔ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

اللہ کے مخلص بندے حضرت الیاس علیہ السلام کا تذکرہ یہاں کیا جا رہا ہے جو کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی

نسل میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت حزقیل علیہ السلام کے بعد بنو اسرائیل میں نبی بنا کر بھیجا، جب اللہ تعالیٰ

نے حضرت الیاس علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا اس وقت یہ قوم بعل نامی ایک بت کی عبادت کیا کرتے تھے جیسا کہ

بعض حضرات نے کہا اور بعض نے کہا کہ بعل یعنی زبان میں رب کو کہتے ہیں تو یہاں یہ معنی ہوا کہ اللہ کو چھوڑ کر

دوسرے معبود کی عبادت کرنا اور بعض نے کہا کہ بعل ایک عورت تھی جسکی یہ لوگ عبادت کرتے تھے، مگر اکثر علماء کی

رائے یہی ہے کہ وہ ایک بت تھا جسکی طرف نسبت کرتے ہوئے اس شہر کا نام ہی بعلبک پڑ گیا، حضرت الیاس

علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! کیا تمہیں ڈرنہیں لگتا کہ تم سب سے بہترین خالق یعنی اللہ کو چھوڑ

کر اس بعل نامی بت کی عبادت کر رہے ہو؟ حالانکہ یہ بت کی عبادت کرنا تمہارے باپ دادا کی روایت بھی نہیں تھی

وہ لوگ تو اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے، اے میری قوم! اس سے باز آ جا ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے ان اعمال بد کی وجہ

سے کہیں تم پر عذاب بھیج دے اور مجھے بتاؤ کہ یہ بت تمہارے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ نہ تو تمہیں ان بتوں نے پیدا کیا

اور نہ ہی یہ تمہاری کوئی مدد کر سکتے ہیں تو پھر تم نے انہیں کیوں معبود بنا لیا؟ جبکہ معبود تو وہ اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا

کیا، تمہاری شکل و صورت بنائی، تمہیں ایک انساں بنا کر پیدا کیا، وہی تمہیں روزی روٹی دیتا ہے، وہی تمہاری پرورش

کرتا ہے ان سب کے باوجود تم لوگ اس اللہ کو چھوڑ کر ان بتوں کی کیوں عبادت کرتے ہو؟ اپنی اس حرکت سے باز

آ جاؤ، مگر حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم نے آپ کی بات نہیں مانی اور آپ علیہ السلام کو جھٹلایا کہ آپ نہ تو کوئی نبی

ہیں اور نہ ہی اللہ نے آپ کو بھیجا ہے، ان کی اس حرکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم اس قوم کو عذاب میں

مبتلا کریں گے ہو سکتا ہے کہ یہ عذاب آخرت میں ہو یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ عذاب انکے اس انکار کے بعد ہی اس دنیا

میں ان پر بھیجا گیا ہو، درمنثور میں ایک طویل روایت ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام نے اللہ سے

دعا کی تو ان پر تین سال کا قحط نازل کیا گیا۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷، ص، ۱۱۷) مگر جو لوگ حضرت الیاس علیہ السلام پر

ایمان لے آئے اللہ تعالیٰ انکو اس عذاب سے بچالے گا جو عذاب ان نافرمان لوگوں پر آئے گا۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ حضرت الیاس علیہ السلام کا بھی ذکر خیر ہم نے رہتی دنیا تک کے لوگوں میں باقی رکھا کہ جو کوئی بھی اس دنیا میں آئے گا وہ حضرت الیاس علیہ السلام پر سلامتی کی دعا کریگا اور انکا نام تعظیم و عزت کے ساتھ لے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی اسی طرح کا بدلہ عطا فرمایا کیونکہ ہر نیک عمل کرنے والے اور مخلص بندے کو اللہ تعالیٰ اسی طرح اجر سے نوازتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے الیاسین کا لفظ استعمال کیا جس کے معنی بعض حضرات کے نزدیک یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام ہی ہیں اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد ہم آل محمد یعنی امت محمدی ہے۔ (الجم الکبیر للطبرانی ۱۱۰۶۳)

حضرت الیاس علیہ السلام کے بارے میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چار انبیاء ایسے ہیں جو آج تک زندہ ہیں دو آسمان پر جن میں حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس علیہما السلام ہیں اور دو دنیا میں جن میں حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہما السلام ہیں۔ (الدر المنثور - ج ۷، ص ۱۱۷)

﴿درس نمبر ۱۷۷﴾ یقیناً حضرت لوط علیہ السلام بھی پیغمبروں میں سے تھے ﴿الطُّفَّتِ ۱۳۳- تا ۱۳۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَإِنَّ لَوْ طًا لِّئِن الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَيْرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۝ وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِينَ ۝ وَبِالْأَيْلِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور ان بلاشبہ لوط لئین المرسلین البتہ رسولوں میں سے تھا اذ جب نَجَّيْنَاهُ ہم نے نجات دی اس کو و اور اہلہ اس کے اہل کو اجمعیٰ سب کو اِلَّا سوائے عَجُوزًا ایک بڑھیا کے فی الْغَيْرِينَ پیچھے رہ جانے والوں میں ثُمَّ پھر دَمَّرْنَا ہم نے ہلاک کر دیا الْآخَرِينَ دوسروں کو و اور اِنَّكُمْ بے شک تم لَتَمُرُّونَ البتہ گزرتے ہو عَلَيْهِمْ ان پر مُصْبِحِينَ صبح کے وقت و اور بِالْأَيْلِ رات کو بھی أَفَلَا کیا پھر نہیں تَعْقِلُونَ تم عقل رکھتے؟

ترجمہ:- اور یقیناً لوط بھی پیغمبروں میں سے تھے، جب ہم نے ان کو اور ان کے سارے گھر والوں کو (عذاب سے) نجات دی تھی، سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں شامل رہی، پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو ملیا میٹ کر دیا اور (اے مکہ والو!) تم ان (کی بستیوں) پر سے گذرا کرتے ہو (کبھی) صبح کرتے اور (کبھی) رات کے وقت، کیا پھر بھی تمہیں عقل نہیں آتی؟

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ یقیناً لوط بھی پیغمبروں میں سے تھے۔ ۲۔ ہم نے ان کو اور انکے گھر والوں کو عذاب سے نجات دی۔
- ۳۔ سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں شامل رہی۔
- ۴۔ پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو ملیا میٹ کر دیا۔
- ۵۔ اے مکہ والو! تم ان کی بستیوں کے پاس سے گزرتے ہو۔
- ۶۔ کبھی صبح تو کبھی شام کے وقت۔ ۷۔ کیا پھر بھی تمہیں عقل نہیں آتی؟

یہاں سے اللہ کے مخلص بندے حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی رسول بنا کر انکی قوم اہل سدوم کے پاس بھیجا تھا جو کہ برائیوں میں اور ایسے ایسے گناہوں میں مبتلا تھے جن گناہوں کا ارتکاب اس وقت تک دنیا میں کسی قوم نے بھی نہیں کیا تھا جس کا تفصیلی ذکر سورہ ہود کی آیت نمبر ۷۷ میں گزر چکا، یہاں پر مختصر انداز میں اللہ تعالیٰ بیان کر رہے ہیں کہ جب حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان گناہوں سے روکا اور انہیں اللہ کی عبادت کی دعوت دی تو انکی قوم نے انکی بات کا انکار کیا، جس پر اللہ تعالیٰ نے انکی قوم پر عذاب بھیجا جو سخت ہوا اور شعلہ پتھروں کی شکل میں ان پر برسایا گیا اس عذاب میں حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی بھی شامل تھی جسے اللہ تعالیٰ نے یہاں سچوؤں کا کہہ کر بیان کیا، جب اللہ تعالیٰ نے یہ عذاب بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت لوط علیہ السلام کو یہ حکم بھیجا کہ تم اور تم پر ایمان لانے والے اس بستی سے نکل جاؤ، ہم ان پر عذاب بھیجنے والے ہیں چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام ایمان لانے والوں کو لیکر اس بستی سے نکل گئے اور اللہ نے ان تمام کو اس عذاب سے بچا لیا، باقی سارے نافرمان لوگوں کو اس عذاب کے ذریعہ ملیا میٹ کر دیا، اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان مشرکین مکہ سے مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں کہ اے مشرک! تم تو اس قوم کی ہلاکت سے اور انکے انحجام سے واقف ہی ہو کیونکہ تمہارا گذر تو ان تباہ شدہ بستیوں سے اکثر ہوتے رہتا ہے جو کہ ملک شام کے راستے میں واقع ہیں اور تم صبح جب ملک شام جاتے ہو بستیوں کو دیکھتے ہو اور جب شام کے وقت تم لوٹتے ہو تب بھی ان بستیوں کا نظارہ کرتے ہو، تمہارے بار بار ان بستیوں کا مشاہدہ کرنے کے باوجود بھی تم اس سے نصیحت حاصل نہیں کرتے آخر کیوں؟ کیا تمہاری سوچنے کی صلاحیت ختم ہو چکی ہے یا پھر تمہارے پاس عقل ہی نہیں ہے؟ کیونکہ جو عقل مند آدمی ہوتا ہے وہ ان چیزوں کو دیکھ کر سبق حاصل کرتا ہے اور اپنا راستہ درست کر لیتا ہے، لیکن تم لوگ ایسا نہیں کر رہے ہو جو اس بات کا ثبوت ہے کہ تم واقعی بے عقل لوگ ہو اور جو بے عقل ہوتا ہے اسے سمجھایا نہیں جاسکتا، سمجھدار کے لئے تو بس اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اسلئے جو تم میں سمجھدار تھے وہ تو ایمان لائے اور جو بچ گئے وہ بے عقل لوگ ہیں جنکے ایمان لانے کی اب کوئی امید ہی نہیں ہے۔

(درس نمبر ۷۷۷:۱) یقیناً حضرت یونس علیہ السلام بھی پیغمبروں میں سے تھے ﴿الطُّفَاتِ ۱۳۹-۱۳۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ۝ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ۝ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَقْطِينٍ ۝ وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ۝ فَآمَنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واوران بے شک یونس لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ البتہ رسولوں میں سے تھا اِذْ جب اَبَقَ وہ بھاگ کر گیا اِلَى الْفُلْكِ کشتی الْمَشْحُونِ بھری ہوئی فَسَاهَمَ پھر قرعہ اندازی کی فَكَانَ تو وہ ہو گیا مِنَ الْمُدْحَضِينَ شکست خوردگان میں سے فَالْتَقَمَهُ چنانچہ نکل لیا اس کو الْحُوتُ مچھلی نے وَ جبکہ هُوَ وہ مُلِيمٌ ملامت کرنے والا تھا فَلَوْلَا پھر اگر لَآءِ اَنَّهُ بے شک وہ كَانَ تھا مِنَ الْمُسَبِّحِينَ تسبیح کرنے والوں میں سے لَلَبِثَ تو وہ رہتا فِي بَطْنِهِ اس کے پیٹ میں اِلَى يَوْمِ اس دن تک يُبْعَثُونَ کہ لوگ زندہ کرنے کے اٹھائے جائیں گے فَنَبَذْنَاهُ پھر ہم نے ڈال دیا اس کو بِالْعَرَاءِ چٹیل میدان میں وَ جبکہ هُوَ وہ سَقِيمٌ بیمار تھا وَ اور اَنْبَتْنَا ہم نے اگادیا عَلَيْهِ اس پر شَجَرَةً ایک درخت مِّنْ يَقْطِينٍ بیل دار وَ اور اَرْسَلْنَاهُ ہم نے بھیجا اس کو اِلَى مِائَةِ اَلْفٍ ایک لاکھ کی طرف اَوْ يَزِيدُونَ زیادہ ہوں گے فَآمَنُوا پھر وہ ایمان لے آئے فَمَتَّعْنَاهُمْ تو ہم نے ان کو فائدہ دیا اِلَى حِينٍ ایک وقت تک۔

ترجمہ:- اور یقیناً یونس بھی پیغمبروں میں سے تھے، جب وہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی میں پہنچے، پھر وہ قرعہ اندازی میں شریک ہوئے اور قرعے میں مغلوب ہوئے، پھر مچھلی نے انہیں نکل لیا، جبکہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے، چنانچہ اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو وہ اس دن تک اسی مچھلی کے پیٹ میں رہتے جس دن مردوں کو زندہ کیا جائے گا، پھر ہم نے انہیں ایسی حالت میں ایک کھلے میدان میں لا کر ڈال دیا کہ وہ بیمار تھے اور ان کے اوپر ایک بیل دار درخت اگادیا اور ہم نے انہیں ایک لاکھ، بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگوں کے پاس پیغمبر بنا کر بھیجا تھا، پھر وہ ایمان لے آئے تھے، اس لئے ہم نے انہیں ایک زمانے تک زندگی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔

تشریح:- ان دس آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- یقیناً یونس بھی پیغمبروں میں سے تھے۔ ۲- جب وہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی میں پہنچے۔

۳۔ وہ قرعہ اندازی میں شریک ہوئے۔ ۴۔ وہ قرعہ میں مغلوب ہو گئے۔
 ۵۔ مچھلی نے انہیں نگل لیا۔ ۶۔ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے۔
 ۷۔ اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو اس دن تک اسی مچھلی کے پیٹ میں رہتے جس دن مردوں کو زندہ کیا جائے گا۔

۸۔ ہم نے انہیں ایسی حالت میں ایک کھلے میدان میں لا کر ڈال دیا کہ وہ بیمار تھے۔

۹۔ ان کے اوپر ایک نیل دار درخت اگادیا۔

۱۰۔ ہم نے انہیں ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگوں کے پاس نبی بنا کر بھیجا تھا۔

۱۱۔ پھر وہ ایمان لے آئے۔ ۱۲۔ ہم نے انہیں ایک زمانہ تک زندگی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔

اللہ کے ایک اور مخلص بندے حضرت یونس علیہ السلام کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے کہ یونس بن متی علیہ السلام بھی اللہ کے نبی تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اہل نینوی کے پاس نبی بنا کر بھیجا تھا، اگلی آیت میں ایک قصہ کی جانب اشارہ ہے جسے امام طاؤس علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ حضرت یونس علیہ السلام سے کہا گیا کہ انکی قوم پر فلاں فلاں دن عذاب آئے گا، چنانچہ جب وہ عذاب کا دن آ گیا تو حضرت یونس علیہ السلام وہاں سے نکل گئے، تب انکی قوم نے انہیں اپنے درمیاں نہیں پایا تو وہ سمجھ گئے کہ ہم پر عذاب آنے والا ہے چنانچہ وہ لوگ ہر چھوٹے بڑے کو لیکر اور جانوروں کو لیکر نیز ہر چیز کے ساتھ ایک میدان میں جمع ہو گئے اور ہر بچے کو انکی ماں سے الگ کر دیا حتیٰ کہ بکری، اونٹ، گائے وغیرہ کے بچوں کو بھی انکی ماں سے الگ کر دیا، جب انہوں نے چیخ و پکار سنی اور دیکھا کہ عذاب آنے والا ہے تو انہوں نے اس عذاب کو دیکھ کر اللہ سے دعا کی تو اس عذاب کو ان سے ہٹا دیا گیا، جب حضرت یونس علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ان پر عذاب نہیں آیا تو حضرت یونس علیہ السلام وہاں سے بے چین ہو کر نکل گئے تو وہ سمندر میں ایک کشتی میں لوگوں کے ساتھ سوار ہو گئے، پھر جب کشتی جہاں تک جانا اللہ کو منظور تھا وہاں تک پہنچی تو کشتی لڑکھڑانے لگی اور آگے نہیں بڑھ رہی تھی تو کشتی والے نے کہا کہ ہماری کشتی آگے نہ بڑھنے کی بس ایک ہی وجہ ہے کہ ہمارے درمیان کوئی نامبارک آدمی موجود ہے، پھر کہا کہ ہم قرعہ اندازی کرتے ہیں جس کا نام اس قرعہ میں آئے گا وہ اس کشتی سے سمندر میں کود جائے گا جب قرعہ کیا گیا تو اس میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا، انہوں نے آپ کی بزرگی کو دیکھ کر کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ایسا نہیں کریں گے، اس کے بعد دوبارہ اور پھر تیسری مرتبہ بھی قرعہ کیا گیا تو آپ ہی کا نام نکلا تو اس پر حضرت یونس علیہ السلام خود ہی سمندر میں کود پڑے تو مچھلی نے انہیں نگل لیا اور حضرت طاؤس علیہ الرحمہ نے کہا کہ ہم تک یہ بات پہنچی کہ جب اس مچھلی نے انہیں خشکی پر ڈالا تو وہ بیمار تھے جنہیں سایہ دینے کے لئے ایک یقطین کا درخت اگا یقطین کدو کو کہتے ہیں، پھر جب وہ تندرست ہو گئے تو وہ درخت سوکھ گیا

جس پر حضرت یونس علیہ السلام کو رونا آیا، اللہ تعالیٰ نے اس وقت آپ کی جانب وحی بھیجی کہ تمہیں اس ایک درخت کے سوکھنے پر رونا آ رہا ہے اور وہاں بستی میں لاکھوں لوگ مر رہے ہیں ان پر تمہیں رونا نہیں آ رہا ہے؟۔ (الدر المسحور۔ ج، ۷۔ ص، ۱۲۱) اسی واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے اگلی آیتوں میں بیان فرمایا کہ جب وہ بھاگ کر کشتی کی جانب چلے گئے، تو کشتی والوں کے قرعہ کرنے میں وہ بھی شریک ہو گئے اور قرعہ اٹکے ہی حق میں نکل آیا اور انہوں نے مغلوب ہو کر اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیا اور ایک مچھلی جو اٹکے انتظار میں تھی انہیں نگل لی، حضرت یونس علیہ السلام اپنی اس حرکت پر اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے کہ میں نے اپنے رب کے حکم کا انتظار کئے بغیر ہی یہ قدم اٹھا لیا جو کہ میرے لئے مناسب نہ تھا اور اپنے اس فیصلہ پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنے لگے جو کہ ان کلمات کے ذریعہ تھا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (الانبیاء ۸۷) کہا اے میرے پاک رب! جسکے علاوہ کوئی معبود نہیں آپ پاک ہیں یقیناً میں ظالموں میں سے ہوں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیا تو مچھلی نے انہیں نگل لیا اور انہیں لیکر زمیں کے ایک کشادہ حصہ میں جہاں پانی بہتا ہے لے گئی، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کوئی ملتا جلتا لفظ کہا، پھر وہاں پر حضرت یونس علیہ السلام نے زمیں سے تسبیح پڑھنے کی آواز سنی تو وہ بھی اپنے رب کو پکارنے لگے کہ اے میرے پاک رب! یقیناً تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، تو یہ آپ کی پکار عرش کے ارد گرد منڈلانے لگی جس پر فرشتوں نے کہا کہ اے ہمارے رب! ہم ایک بے بس آواز سن رہے ہیں جو کہ انجان جگہ سے آرہی ہے، پھر اللہ نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ کس کی آواز ہے؟ ملائکہ نے کہا: نہیں! ہمارے پروردگار ہم نہیں جانتے، پھر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ وہ میرے بندے یونس کی آواز ہے، پھر فرشتوں نے کہا کہ کیا وہی یونس کہ جن کے مقبول اعمال و دعائیں ہم برابر آپ کے پاس لاتے تھے؟ تو اللہ نے کہا ہاں! وہی، پھر فرشتوں نے کہا کہ اے ہمارے رب! کیوں نہ آپ خوشحالی میں کئے گئے اعمال کے بدلہ ان پر رحم فرمادیں اور انہیں مصیبت کے وقت نجات دیدیں، پھر اللہ نے کہا ہاں! کیوں نہیں، اسکے بعد اللہ نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ آپ کو خشکی پر ڈال دے (الدعاء للطبرانی ۷۴۔ جامع الاحادیث للسبوطی ۳۵۹۸۹) اسی کو اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں اپنے آپ پر اس دعا کے ذریعہ ملامت کرنے لگے کہ میں نے ہی اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر وہ اس طرح اللہ کی تسبیح نہ کرتے اور اپنے آپ کو قصور وار نہ ٹھہراتے تو اللہ تعالیٰ انکو یوں ہی مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک رکھتا کہ وہ اس سے باہر نہ آتے، مگر چونکہ انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور انہوں نے اللہ سے معافی بھی مانگی اس لئے اللہ نے بھی انہیں معاف فرمادیا اور انہیں مچھلی کے پیٹ سے نکال باہر لایا، جب انہیں باہر لایا تو وہ اس وقت بیمار جیسے تھے یہاں پر اللہ تعالیٰ نے سَقِّیْمٌ کہا جس کا مطلب مفسرین نے کہا کہ جب وہ مچھلی کے

پیٹ سے نکلے تو بالکل ایسے نرم ملائم تھے جیسے ایک چھوٹا پیدا ہوا بچہ ہوتا ہے، جن کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک درخت اگایا جسے مفسرین نے کدو کا درخت کہا جسکے سایہ میں وہ رہتے تھے، حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ لوگوں کی جانب نبی بنا کر بھیجا یا اس سے زائد، ان تمام لوگوں نے اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگی اور وہ سب لوگ اللہ کی جانب رجوع کئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو دور کر دیا جو ان پر آنے والا تھا اور انہیں ایک متعین مدت تک اس دنیا سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کا مختصر واقعہ سورۃ یونس کی آیت نمبر ۹۸ اور سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۸۷ میں بھی گزر چکا ہے وہاں بھی تفسیر دیکھ سکتے ہیں۔

(درس نمبر ۱۷۷۸): کیا رب کے حصے میں بیٹیاں اور تمہارے حصے میں بیٹے؟ (الفطت ۳۹-۴۰-۱۵۵)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ۝ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ مِّنْ أَفْئِدَتِهِمْ لَيَقُولُونَ ۝ وَلَدَ اللَّهُ ۝ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ۝ مَا لَكُمْ مَّ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَاسْتَفْتِهِمْ سو آپ پوچھیے ان سے اَلِرَبِّكَ کیا آپ کے رب کے لیے تو الْبَنَاتُ بیٹیاں ہیں و اور لَهُمُ ان کے لیے الْبَنُونَ بیٹے اَمْ يَا خَلَقْنَا ہم نے پیدا کیا الْمَلَائِكَةَ فرشتوں کو اِنَاثًا مؤنث و اس حال میں کہ هُمْ وہ شَاهِدُونَ دیکھ رہے تھے اَلَا خَيْرٌ دَارِ اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ مِّنْ اَفْئِدَتِهِمْ اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ کر لَيَقُولُونَ البتہ وہ کہتے ہیں وَلَدَ اللّٰهُ اللہ کی اولاد ہے و اور اِنَّهُمْ بے شک وہ لَكَاذِبُونَ البتہ جھوٹے ہیں اَصْطَفَى کیا اس نے پسند کیا الْبَنَاتِ بیٹیوں کو عَلَى الْبَنِينَ بیٹیوں پر مَا کیا ہے لَكُمْ تمہیں كَيْفَ کیسا تَحْكُمُونَ تم فیصلہ کرتے ہو اَفَلَا کیا پھر نہیں تَذَكَّرُونَ تم غور کرتے۔

ترجمہ:- اب ان (مکہ کے مشرکوں) سے پوچھو کہ کیا (اے پیغمبر!) تمہارے رب کے حصے میں تو بیٹیاں آئی ہیں اور خود ان کے حصے میں بیٹے؟ یا پھر جب ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا تھا تو کیا یہ دیکھ رہے تھے؟ یاد رکھو! یہ اپنی من گھڑت بات کی وجہ سے کہتے ہیں کہ اللہ کے کوئی اولاد ہے اور یہ لوگ یقینی طور پر جھوٹے ہیں، کیا اللہ نے بیٹیوں کے بجائے بیٹیاں پسند کی ہیں؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسا انصاف کرتے ہو؟ جھلا کیا تم اتنا بھی دھیان نہیں دیتے؟

تشریح:- ان سات آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ مکہ کے ان مشرکین سے پوچھو کہ کیا تمہارے رب کے حصے میں بیٹیاں آئی ہیں اور خود ان کے حصے میں بیٹے؟

- ۲۔ یا پھر جب ہم نے فرشتوں کو بیٹیاں بنایا تھا تو کیا یہ دیکھ رہے تھے؟
 ۳۔ یاد رکھو! یہ اپنی من گھڑت بات کی وجہ سے کہتے ہیں کہ اللہ کی کوئی اولاد ہے۔
 ۴۔ یہ لوگ یقینی طور پر جھوٹے ہیں۔
 ۵۔ کیا اللہ نے بیٹوں کے بجائے بیٹیاں پسند کی ہیں۔
 ۶۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟
 ۷۔ تم کیسے انصاف کرتے ہو۔
 ۸۔ بھلا کیا تم اتنا بھی دھیان نہیں دیتے؟

اب تک اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کا ذکر فرما رہے تھے، یہاں سے انہی کافروں کی حالت بیان کی جا رہی ہے جن کا تذکرہ اس سورت کی ابتدا میں کیا گیا مشرکوں کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے نعوذ باللہ اللہ کی بیٹیاں ہیں، تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے کہہ رہے ہیں کہ اے نبی! آپ ان مشرکین قریش سے یہ تو پوچھئے کہ تم تو اپنے لئے بیٹوں کو پسند کرتے ہو اور اللہ کے لئے بیٹیوں کو ایسا کیوں؟ اور انکا گمان یہ تھا کہ ملائکہ لڑکیاں ہیں لڑکے نہیں اسی وجہ سے انکو اللہ کی بیٹیاں کہنے لگے، اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ یہ تم جو کہہ رہے ہو کہ ملائکہ لڑکیاں ہیں لڑکے نہیں تو یہ کہنا کس بنیاد پر ہے؟ کیا تم اس وقت موجود تھے جب اللہ تعالیٰ تمہارے گمان کے مطابق ملائکہ کو لڑکیاں بنا رہا تھا کہ جس سے تمہیں پتہ لگا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو لڑکیاں بنا کر پیدا کیا ہے، سورہ زخرف کی آیت نمبر ۱۹ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی بات کو بیان فرمایا کہ **وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِنْدَ الرَّحْمَنِ اِنَاثًا ط أَشْهَدُ وَاخْلَقَهُمْ وَه** لوگ ان ملائکہ کو جو کہ رحمن کے بندے ہیں اسکی بیٹیاں کہتے ہیں، کیا وہ لوگ انکے پیدا کرنے کے وقت موجود تھے؟ مگر حقیقت میں تو ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ تم لوگ یہ بات اپنی طرف سے بنا کر کہہ رہے ہو جو کہ کھلا جھوٹ اور اللہ پر ایک قسم کا بہتان ہے جو تم لگا رہے ہو، نہ تو ملائکہ لڑکیاں ہیں اور نہ ہی وہ اللہ کی بیٹیاں اللہ کی شان تو ان سب چیزوں سے پاک و بے نیاز ہے وہ **تَوَلَّهُمْ يَلَدًا وَكُنْهُمُ يُوقَدُ** ہے نہ تو وہ کسی کی اولاد ہے نہ ہی کوئی اسکی اولاد، اولاد کا ہونا تو یہ انسانوں اور جنات اور دیگر مخلوقات کے لئے ہے کہ وہ انکے کام آسکیں، بڑھاپے کی زندگی میں وہ انکی دیکھ بھال کر سکیں، اللہ تو ان سب چیزوں سے بے نیاز ہے، اگر یہ بات تسلیم کر بھی لیجائے کہ اللہ کی اولاد ہے جبکہ اللہ بے نیاز ہے، تو اللہ تعالیٰ بیٹیوں ہی کو کیوں اولاد بناتا ہے، بیٹوں کو کیوں نہیں؟ کیونکہ بیٹیاں اور لڑکیاں تو نازک ہوتے ہیں وہ جنگ و جدال نہیں کر سکتے جبکہ لڑکے اور بیٹے طاقت اور جنگجو ہوتے ہیں، تو اگر (نعوذ باللہ) اللہ کو اولاد بنانی ہی ہوتی تو وہ لڑکوں کو بناتا، لڑکیوں کو نہیں، جیسا کہ تم لوگ چاہتے ہو کہ ہمیں لڑکے ہوں لڑکیاں نہ ہوں **وَإِذَا بُيِّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ بِالْإِنْفِ ظَلٌّ وَجْهَهُ مُسْوَدًّا (النحل ۵۸)** جب انہیں لڑکی کی پیدائش کی خوشخبری دی جاتی تو یہ خوش ہونے کے بجائے اپنا چہرہ لٹکا لیتے ہیں۔ تو پھر کیوں لڑکیوں کی نسبت اللہ کی جانب کرتے ہو؟ یہ تو بہت برا فیصلہ ہے جو تم کر رہے ہو کہ اپنے لئے اچھی چیز چن لو اور دوسروں کے لئے خراب۔

﴿درس نمبر ۷۹: ۱﴾ کیا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے؟ ﴿الطَّفَاتِ ۱۵۶-تا-۱۶۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 أَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ ۝ فَاتُّوْا بِكُتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ وَجَعَلُوْا بَیْنَهُ وَبَیْنِ
 الْحِجَّةِ نَسْبًا ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتِ الْحِجَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ
 اللّٰهِ الْمُخْلِصِیْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَمْ یٰلَکُمْ تَمہارے لیے ہے سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ کوئی واضح دلیل فَاتُّوْا بِکُتٰبِکُمْ توم
 لے آؤ اپنی کتاب اِنْ اِگر کُنْتُمْ تَم ہو صٰدِقِیْنَ سچے ۝ وَ جَعَلُوْا بَیْنَهُ اس کے درمیان وَ
 اور بَیْنِ الْحِجَّةِ جنوں کے درمیان نَسْبًا رشتہ ۝ وَ لَقَدْ اَلْبَتَّ تَحْقِیْقِ عَلِمْتِ جان لیا الْحِجَّةُ جنوں نے اِنَّهُمْ کہ
 بلاشبہ وہ لَمُحْضَرُوْنَ ضرور حاضر کیے جائیں گے سُبْحٰنَ اللّٰهِ اللہ پاک ہے عَمَّا ان سے یَصِفُوْنَ جو وہ بیان
 کرتے ہیں اِلَّا سوائے عِبَادَ اللّٰهِ اللہ کے بندوں کے الْمُخْلِصِیْنَ جو خالص کیے ہوئے ہیں۔

ترجمہ:- یا اگر تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے تو لاؤ اپنی وہ کتاب اگر تم سچے ہو، اور انہوں نے اللہ
 اور جنات کے درمیان بھی نسبی رشتہ داری بنا رکھی ہے، حالانکہ خود جنات کو یہ بات معلوم ہے کہ یہ لوگ مجرم بن کر پیش ہوں
 گے، (کیونکہ) جو باتیں یہ بتاتے ہیں اللہ ان سب سے پاک ہے، البتہ اللہ کے برگزیدہ بندے (محفوظ رہیں گے)۔

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- یا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے؟ ۲- تو لاؤ اپنی وہ کتاب اگر تم سچے ہو۔

۳- انہوں نے اللہ اور جنات کے درمیان نسبی رشتہ داری بنا رکھی ہے۔

۴- حالانکہ خود جنات کو یہ بات معلوم ہے کہ وہ لوگ مجرم بن کر پیش ہوں گے۔

۵- جو باتیں یہ بتاتے ہیں اللہ ان سب سے پاک ہے۔

۶- مگر اللہ کے برگزیدہ بندے (اس جرم کے عذاب سے محفوظ رہیں گے)

اللہ تعالیٰ ان مشرکین سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبانی یہ سوال کر رہے ہیں کہ اگر تمہاری ان باتوں
 پر کوئی واضح دلیل ہو تو بیان کرو، یا اللہ کے پاس سے کوئی آسمانی کتاب ایسی آئی ہو جس میں یہ بیان کیا گیا ہو کہ
 فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں تو وہ کتاب ہی ہمارے سامنے پیش کر دو اگر واقعی تم اپنی باتوں میں سچے ہو، تمہارے بعض
 افراد نے تو یہ بھی کہہ دیا کہ اللہ اور جنات کے بیچ بھی رشتہ داری قائم ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس
 آیت کے بارے میں فرمایا کہ دشمنان خدا یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور ابلیس نعوذ باللہ بھائی بھائی

ہیں۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص، ۱۲۱) حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ کفار قریش یہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ پھر ان فرشتوں کی ماں کون ہے؟ اس پر انہوں نے کہا کہ یہ سرداران جن کی بیٹیاں ہیں (الدر السعور۔ ج، ۷۔ ص، ۱۳۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے شان نزول میں فرمایا کہ یہ آیت قریش کے تین قبیلوں سلیم، خزاعہ اور جہینہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کہا کرتے تھے کہ نعوذ باللہ اللہ کا جنات سے سسرالی رشتہ ہے۔ (الدر السعور۔ ج، ۷۔ ص، ۱۳۳) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ یہود یہاں تک کہا کرتے تھے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ نے ان جنات سے شادی کر لی ہے، جسکے نتیجے میں ملائکہ پیدا ہوئے، نعوذ باللہ۔ آگے راوی نے اسکی تردید میں فرمایا کہ اللہ کی ذات تو ان سب چیزوں سے پاک صاف ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۱۔ ص، ۱۲۱) اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ جنات کی جانب جن چیزوں کی نسبت کر رہے ہیں ان جنات کو خود یہ پتا ہے کہ جو لوگ یہ باتیں کر رہے ہیں ان سب کو اس جرم کی سزا دی جائے گی اور وہ مجرم بن کر اللہ کے سامنے حاضر ہونگے، اللہ تعالیٰ ان مشرکین کی باتوں کی تردید کر رہے ہیں کہ یہ سب بیکار اور جاہلانہ قسم کی باتیں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں سے پاک ہے جسکی نسبت یہ جاہل و بے عقل لوگ اللہ کی جانب کر رہے ہیں، یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں جنہیں انکے جھوٹ کی سزا دی جائے گی، ہاں! اس عذاب سے وہ لوگ بچ جائیں گے جن کا ان بیہودہ باتوں سے دور دور تک تعلق نہ تھا بلکہ وہ تو اللہ کے مخلص بندے بن کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے، جو کچھ انکے انبیاء ان سے کہتے وہ اس پر عمل کیا کرتے تھے تو بھلا ایسے نیک و مخلص لوگوں کو کیسے سزا دی جاسکتی ہے؟ انہیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے اعمال کی بدولت انعامات سے نوازے گا۔

﴿درس نمبر ۱۷۸۰﴾ ہر فرشتے کا ایک متعین مقام ہے ﴿الصفۃ ۱۶۱-۱۷۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ۝ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفِتْنِينَ ۝ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالٍ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ۝ وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ ۝ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلِصِينَ ۝ فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: - فَإِنَّكُمْ پس بے شک تم و اور ما وہ جن کی تَعْبُدُونَ تم عبادت کرتے ہو ما نہیں ہو اَنْتُمْ تم عَلَيْهِ اس کے خلاف بِفِتْنِينَ بہکانے والے إِلَّا مَن اسی کو کہ هُوَ وہ صَالٍ الْجَحِيمِ جہنم میں جانے والا ہے وَ

اور ما نہیں ہے مٹا ہم میں سے الا مکملہ اس کے لیے مقام مرتبہ ہے معلوم معلوم و اور انا لنعن بے شک ہم تو البتہ الصافون صف باندھے کھڑے رہنے والے ہیں و اور انا لنعن بیشک ہم تو البتہ المسبتون تسبیح کرنے والے ہیں و اور ان یقیناً کانوا وہ تھے لیقولون البتہ کہتے لو اگر ان ہوتی عندنا ہمارے پاس ذکر نصیحت من الاولین پہلے لوگوں کی لگتا ہم ضرور ہوتے عباد اللہ اللہ کے بندے المخلصین برگزیدہ فکفروا تو انہوں نے کفر کیا یہ اس کے ساتھ فسوف پھر عنقریب یعلمون وہ جاں لیں گے۔

ترجمہ:- کیونکہ تم اور جن جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ کسی کو اللہ کے بارے میں گمراہ نہیں کر سکتے، سوائے ایسے شخص کے جو دوزخ میں جلنے والا ہو اور (فرشتے تو یہ کہتے ہیں کہ) ہم میں سے ہر ایک کا معین مقام ہے اور ہم تو اللہ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور یہ (کافر) لوگ پہلے تو یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس پچھلے لوگوں کی طرح کوئی نصیحت کی کتاب ہوتی تو ہم بھی ضرور اللہ کے برگزیدہ بندوں میں شامل ہوتے، پھر بھی انہوں نے کفر کی روش اپنائی اس لئے انہیں سب پتہ چل جائے گا۔

تشریح:- ان دس آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- تم اور جن جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ کسی کو اللہ کے بارے میں گمراہ نہیں کر سکتے۔

۲- سوائے ایسے شخص کے جو دوزخ میں جلنے والا ہے۔

۳- فرشتے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایک معین مقام ہے۔

۴- ہم تو اللہ کی اطاعت میں صف باندھے رہتے ہیں۔

۵- ہم تو اللہ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں۔

۶- یہ کافر لوگ پہلے تو یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس پچھلے لوگوں کی طرح نصیحت کی کتاب ہوتی تو ہم بھی

ضرور اللہ کے برگزیدہ بندوں میں شامل ہوتے۔

۷- پھر بھی انہوں نے کفر کی روش اپنائی ہے۔ ۸- اس لئے انہیں سب پتہ چل جائے گا۔

اللہ تعالیٰ مشرکین اور انکے باطل معبودوں کی عاجزی و بے کسی ظاہر کر رہے ہیں کہ اے مشرک! تم اور تمہارے یہ باطل و بے بس معبود جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو کسی کو اللہ کے راستے سے گمراہ نہیں کر سکتے، تم میں یہ طاقت ہی نہیں کہ تم کسی کو بھٹکا سکو، کسی پر بھی تمہارا ذرا برابر بھی بس نہیں چلتا، یہاں ایک سوال ذہنوں میں آ سکتا ہے کہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ انسان بری صحبتوں میں رہ کر برے لوگوں کی باتیں سن کر اچھے راستے سے ہٹ جاتا ہے مگر یہاں اللہ تعالیٰ تو کہہ رہے ہیں کہ کوئی کسی کو سیدھے راستے سے بھٹکا نہیں سکتا اسکا کیا جواب ہے؟ اسکا جواب اللہ تعالیٰ خود دے رہے ہیں کہ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ ان جاہلوں کی باتوں میں آ کر اپنے سیدھے

راستے کو چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اپنالیتے ہیں مگر یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جنکے بارے میں اللہ نے فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ گمراہ ہی ہونگے، تو یہ ان مشرکوں اور انکے باطل معبودوں کا کوئی کارنامہ نہیں ہے بلکہ انکے حق میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا تھا اسی لئے یہ لوگ گمراہ ہوئے ہیں مَنْ يَهْدِيهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ (مسلم ۸۶۷) اللہ جسے ہدایت دے کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ اسے گمراہ کر سکے اور اللہ جسے گمراہ کر دے کسی میں اتنی طاقت نہیں کہ اسے سیدھے راستے پر لاسکے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پاکی بیان کر رہے ہیں ان چیزوں سے جنکی غلط نسبت یہ مشرکین اللہ کی جانب کیا کرتے تھے یعنی فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں ماننا تو اس سے متعلق ان فرشتوں ہی کی بات کو اللہ تعالیٰ یہاں نقل فرما رہے ہیں کہ وہ ملائکہ جنہیں تم اللہ کی بیٹیاں کہہ رہے ہو وہ تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی بیٹیاں نہیں ہیں بلکہ ہم تو اللہ کی مخلوق ہیں اور ہم سب کا الگ الگ مقام اللہ تعالیٰ نے بنا رکھا ہے کہ کسی کا رتبہ کسی سے بڑھا ہوا تو کسی کا رتبہ کسی سے ادنیٰ ہے اور ہم اللہ کے حکم کی خلاف ورزی بھی نہیں کر سکتے، تو جو رتبہ اور جو مقام اللہ نے ہمارا متعین کیا ہے ہم اس پر راضی ہیں بلکہ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا کر اور صف بنا کر کھڑے ہوتے ہیں ہم میں اتنی بھی ہمت نہیں کہ ہم اللہ کے آگے سراوچا کر سکیں تو پھر کیسے ہم اللہ کی بیٹیاں ہو سکتے ہیں؟ ہمارا کام تو بس یہ ہے کہ ہم اللہ کی تسبیح پڑھتے رہیں اور اسکی پاکی بیان کرتے رہیں، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساتوں آسمانوں میں ایسی کوئی پیر برابر باش برابر اور ہاتھ برابر جگہ نہیں ہے جہاں فرشتے کھڑے، رکوع کئے ہوئے اور سجدہ کئے ہوئے اللہ کی عبادت نہ کر رہے ہوں اور جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ کہیں گے کہ اے رب! تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے، ہم نے آپ کی جیسی عبادت کرنی تھی ویسی نہیں کی ہاں! مگر ہم نے یہ ضرور کیا کہ آپ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ (المجم الکبیر للطبرانی ۱۷۵۱) اور ملائکہ کے صف باندھ کر کھڑے ہونے کے سلسلہ میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک مرتبہ مسجد میں تھے تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور کہا کہ تم فرشتوں کے صف باندھنے کی طرح صف کیوں نہیں باندھتے؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ! فرشتے کس طرح صف باندھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے پہلی صف مکمل کرتے ہیں اور مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ (مسلم ۴۳۰) آگے ان مشرکوں کی ایک اور حالت بیان کی جا رہی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی نبی بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا تب یہ مشرکین یہود و نصاریٰ سے کہا کرتے تھے کہ تمہارے پاس تو آسمانی کتاب تمہاری رہنمائی کے لئے موجود ہے مگر پھر بھی تم لوگ اسکو نہیں مانتے، اگر یہی کتاب ہمارے پاس ہوتی تو ہم سب قوموں سے بڑھ کر اس کتاب کی پیروی کرتے، مگر انکا حال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا اور آپ پر قرآن کریم نازل فرمائی تو یہ لوگ ہی سب سے زیادہ اس کتاب کی مخالفت کرنے لگے اور اسے ماننے سے بھی انکار کر دیا، جو کہتے تھے اسکے بالکل مخالف عمل

انہوں نے کر دکھایا جسکی سزا انہیں کل قیامت کے دن دی جائے گی، اس دن انہیں سب پتا چل جائے گا کہ کیا صحیح تھا اور کیا غلط؟ یہی مضمون سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۴۲ اور سورۃ انعام کی آیت نمبر ۱۵ میں بھی گزر چکا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۸۱﴾ اللہ کی طرف سے پیغمبروں کی مدد طے ہے ﴿الصفۃ ۱۷۱-۱۷۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ۝ وَإِنَّ جُنَدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ وَأَبْصَرَهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۝ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۝ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنذَرِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور لَقَدْ الْبَتِّ حَقِيقٌ سَبَقَتْ پہلے سے صادر ہو چکی ہے کَلِمَتُنَا ہماری بات لِعِبَادِنَا اپنے بندوں کے لیے الْمُرْسَلِينَ جو بھیجے ہوئے ہیں إِنَّهُمْ لَهُمُ کہ بے شک الْبَتِّ وہی الْمَنْصُورُونَ مدد کی جائیں گے واور إِنَّ بَلَا شَبَّہ جُنَدُنَا ہمارا لشکر لَهُمُ الْبَتِّ وہی الْغَالِبُونَ غالب رہے گا فَتَوَلَّ سَوَّآپ منہ موڑ لیجیے عَنْهُمْ ان سے حَتَّى حِينٍ ایک مدت تک واور أَبْصَرَهُمْ آپ دیکھیے انہیں فَسَوْفَ پھر عنقریب يُبْصِرُونَ وہ بھی دیکھیں گے أَفَبِعَذَابِنَا کیا پھر ہمارا عذاب يَسْتَعْجِلُونَ وہ جلدی مانگتے ہیں فَإِذَا سَوَّجَب نَزَلَ وہ نازل ہوگا بِسَاحَتِهِمْ ان کے صحن میں فَسَاءَ تَوَّبری ہوگی صَبَاحُ الْمُنذَرِينَ ڈرائے گئے لوگوں کی۔

ترجمہ:- اور ہم پہلے اپنے پیغمبر بندوں کے بارے میں یہ بات طے کر چکے ہیں کہ یقینی طور پر ان کی مدد کی جائے گی اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے لشکر کے لوگ ہی غالب رہتے ہیں، لہذا (اے پیغمبر!) تم کچھ وقت تک ان لوگوں سے بے پروا ہو جاؤ اور انہیں دیکھتے رہو، عنقریب یہ خود بھی دیکھ لیں گے، بھلا کیا یہ ہمارے عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں؟ سوجب وہ ان کے صحن میں آترے گا تو جن لوگوں کو خیر دار کیا جا چکا تھا ان کی وہ صبح بہت بری صبح ہوگی۔

تشریح:- ان سات آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- ہم پہلے ہی اپنے پیغمبر! بندوں کے بارے میں یہ بات طے کر چکے ہیں کہ یقینی طور پر انکی مدد کی جائیگی۔

۲- حقیقت یہ ہے کہ ہمارے لشکر کے لوگ ہی غالب رہتے ہیں۔

۳- لہذا اے پیغمبر آپ کچھ وقت تک ان لوگوں سے بے پروا ہو جائیے۔

۴- انہیں دیکھتے رہئے۔

۵- عنقریب یہ لوگ بھی خود دیکھ لیں گے۔

۶- بھلا کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں؟

۷- جب وہ اگلے آنگن میں آترے گا تو جن لوگوں کو خیر دار کیا جا چکا تھا انکی وہ صبح بہت بری صبح ہوگی۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ جب اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا اور آپ کے ساتھ کلام الہی کو انسانوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا تو وہ لوگ جو پہلے کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی آسانی کتاب آئے گی تو ہم اس پر عمل کریں گے یہ کہہ کر انکار کرنے لگے اور اس کتاب کو جھٹلانے لگے اور ساتھ ہی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تکلیفیں دینے لگے، یہاں اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو یہ تسلی دے رہے ہیں کہ تم گھبراؤ امت مدد و نصرت ہمیشہ اللہ کے مخلص بندوں اور رسولوں کی ہی ہوتی ہے، اسی کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ یہ بات ہم پہلے ہی طے کر چکے ہیں کہ ہم اپنے پیغمبر بندوں کی ضرور مدد کریں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے جو اللہ نے اپنے رسولوں کے بارے میں کیا ہے اور آگے ایمان والوں کے بارے میں بھی یہی کہا کہ جو اہل ایمان ہیں اور اپنے ایمان پر جتھے ہوئے ہیں، جن کا یقین اللہ پر کامل ہے اللہ انہیں بھی کبھی مغلوب ہونے نہیں دیکھا، اللہ انکی بھی ہر حال میں کفار و مشرکین کے خلاف مدد فرمائے گا مگر شرط یہ ہے کہ مومن کامل ہو جس کا یقین بھی اللہ پر پورا پورا ہو، اگر ہمارے اندر بھی یہ صفت پیدا ہو جائے تو یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہو کر رہیگا اور نصرت و کامیابی ہمارے حصہ میں آئے گی، سورۃ مجادلہ کی آیت نمبر ۲۱ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا غَلْبَ لَنَا وَلَا مَدَدُ لَنَا فِي مَدَدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ مَدِدُ مَا يُمِدُّ لِلَّذِينَ يَشَاءُ اللَّهُ هُوَ الَّذِي يَمْدُدُ لَهُ أَغْوَاتِهِ وَاللَّهُ لَبِظِيمٌ لِّلْغَوَاةِ لِئَیْذَنَّهُمُ اللَّهُ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُونَ میں اور میرے رسول ہی ہمیشہ غالب رہیں گے، کسی میں یہ قوت نہیں کہ انہیں زیر کر دے اور سورۃ روم کی آیت نمبر ۷۳ میں بھی ایمان والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ مومنین کی مدد کرنا تو ہمارے ذمہ ہے اور جب اللہ کسی چیز کا ذمہ لے لیتے ہیں تو پھر اسے پورا کر کے ہی رہتے ہیں بس جس کا ذمہ اللہ نے لیا ہے اس کو اللہ کی ان شرطوں پر پورا اترنا ہوتا ہے جن شرطوں کی بنا پر اللہ نے انکی مدد کا ذمہ اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے بعد فرما رہے ہیں کہ سارے معاملات کو اللہ پر چھوڑ دو جب اللہ نے آپ کی ذمہ داری لی ہے اور آپ کی نصرت کا بھی وعدہ کیا ہے تو وہ پورا ہو کر رہے گا، آپ ان جاہلوں کی باتوں کو دل سے نہ لگائیں اور ان سے اعراض کریں، مگر ہاں! انکا انجام کیا ہونے والا ہے؟ اس پر ضرور نگاہ رکھیے اور جس دن وہ عذاب ان پر آئے گا اس دن وہ لوگ بھی دیکھ لیں گے اور ان لوگوں کو کیا ہو گیا کہ اپنے انجام کار کو دیکھتے کے لئے ابھی سے اتنے بے چین ہیں؟ اصل یہ لوگ ہماری باتوں کو معمولی سمجھ رہے ہیں مگر انہیں جان لینا چاہئے کہ جس عذاب سے انہیں ڈرایا جاتا رہا ہے جب وہ عذاب آئے گا تو یہ عذاب کا وقت انکی زندگی کا سب سے بدترین وقت ہوگا۔ اس آیت کے بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ غیر میں صبح سویرے ہی پہنچ گئے۔ خیر کے یہودی اس وقت اپنے پھاوڑے لے کر (کھیتوں میں کام کرنے کے لیے) جا رہے تھے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور یہ کہتے ہوئے کہ محمد لشکر لے کر آگئے، وہ قلعہ کی طرف بھاگے۔ اسکے بعد آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا اللہ اکبر خیر تو برباد ہوا کہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں (جنگ کیلئے) اتر جاتے ہیں تو پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔ (بخاری ۳۶۷۷)

﴿درس نمبر ۱۷۸۲﴾ آپ کچھ وقت ان لوگوں سے بے پرواہ ہو جائے ﴿الصَّفَاتِ ۱۷۸-تا-۱۸۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ وَابْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا
يَصِفُونَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور توّل آپ اعراض کر لیجئے عَنْهُمْ ان سے حَتَّى حِينٍ ایک مدت تک واور ابْصِرْ آپ دیکھیے فَسَوْفَ پھر عنقریب يُبْصِرُونَ وہ بھی دیکھیں گے سُبْحٰنَ پاک ہے رَبِّكَ آپ کا رب رَبِّ الْعِزَّةِ عزت کا مالک عَمَّا ان سے جو یَصِفُونَ وہ بیان کرتے ہیں واور وَسَلٰمٌ سلام ہے عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ رسولوں پر واور الْحَمْدُ تمام تعریفیں لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔

ترجمہ:- اور تم کچھ وقت تک ان لوگوں سے بے پرواہ ہو جاؤ اور دیکھتے رہو، عنقریب یہ خود بھی دیکھ لیں گے، تمہارا پروردگار، عزت کا مالک، ان سب باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بناتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام تر تعریف اللہ کی جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- آپ کچھ وقت ان لوگوں سے بے پرواہ ہو جائے۔

۲- دیکھتے رہو، عنقریب وہ بھی دیکھ لیں گے۔

۳- تمہارا پروردگار عزت کا مالک ہے۔ ۴- ان سب باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بناتے ہیں۔

۵- سلام ہو پیغمبروں پر۔ ۶- تمام تر تعریف اللہ ہی کی ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

ان آیتوں میں پھر سے وہی بات اللہ تعالیٰ بطور تاکید نبی رحمت ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ اے محمد ﷺ! آپ ان لوگوں کے منہ نہ لگیں، ان سے بالکل انجان ہو جائیں اور اعراض کریں اور انکی آخرت میں کیا سزا ہونے والی ہے اسکا انتظار کیجئے، اس وقت آپ دیکھ لیں گے کہ کس قسم کے عذاب میں انکو مبتلا کیا جائے گا اور خود یہ لوگ بھی اس وقت دیکھ لیں گے کہ جو جھوٹی باتیں ہم کہتے تھے، جو الزام ہم اللہ رب العزت پر لگاتے تھے اور اسکی عبادت سے منہ موڑتے تھے تو اسکا کیا عذاب ہمیں مل رہا ہے؟ اس وقت انہیں پتا چل جائیگا اب تو یہ لوگ دنیا کی عیش و عشرت میں کھو کر اپنے انجام سے غافل ہوئے بیٹھے ہیں مگر یہ چند روزہ زندگی ہے جو یہ جی رہے ہیں آپ انہیں جینے دیجئے، آخرت میں ان کا انجام بہت خطرناک ہونے والا ہے جسکا انہیں اندازہ بھی نہیں اور ربی بات انکا اللہ کی جانب جھوٹ بات منسوب کرنا کہ نعوذ باللہ اللہ کی اولاد ہے، بیوی ہے تو یہ سب انکی اپنی سوچ ہے جس میں کسی قسم

کی کوئی سچائی نہیں اور بغیر کسی دلیل کے یہ لوگ یہ باتیں اللہ کی جانب منسوب کر رہے ہیں مگر آپ کا رب تو ان سب چیزوں سے بے نیاز ہے، اللہ تعالیٰ کو ان چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ یہ سب تو انسانی ضرورت ہے کہ وہ ان چیزوں سے اپنے آپ کو قوت دیتے ہیں اور انکی مدد حاصل کرتے ہیں جبکہ اللہ تو خود ہی بڑی قوت والا ہے جسکے آگے کوئی ٹھہر نہیں سکتا اور اللہ ان سب چیزوں سے پاک ہے جو چیزیں یہ اللہ کی جانب منسوب کر رہے ہیں، چونکہ ایمان کا تعلق اللہ اور رسولوں سے ہوتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ یہاں اپنے ذکر کے ساتھ اپنے رسولوں کا بھی ذکر فرما کر اس سورت کی تکمیل کر رہے ہیں کہ پہلے تو اللہ کی تسبیح و پاکی ہو پھر اسکے بعد اسکے رسولوں پر سلامتی ہو کہ وہ اللہ کے احکام کو لیکر ان دنیا میں بھیجے گئے اور اس ذمہ داری کو نبھانے میں انہیں بہت سی ایذاؤں اور تکلیفوں کو سامنا کرنا پڑا اور وہ لوگ ان سب چیزوں پر صرف اللہ کے لئے صبر سے کام لیتے رہے تو ایسے نیک و مخلص اللہ کے بندوں اور رسولوں پر بھی سلامتی ہو، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مجھ پر سلام بھیجو تو میرے ساتھ تمام رسولوں پر بھی سلامتی بھیجو اس لئے کہ میں بھی ایک رسول ہی ہوں۔ (جامع الاحادیث للسیوطی ۲۲۷۸)

آخر میں اللہ تعالیٰ اپنی تعریف سے اس سورت کا اختتام فرما رہے ہیں کہ ساری تعریف اور شکر اس اللہ کے لئے ہے جو سب عالموں کا اکیلا مالک ہے، جسکا نہ تو کوئی شریک ہے اور نہ کوئی اسکا ہم پلہ، وہی تمام انسانوں، جنوں اور کائنات کے ہر ذرہ ذرہ کا رب ہے اور ان فرشتوں کا بھی یہی رب ہے جس کے بارے میں یہ مشرکین کہا کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار کہتے سنا کہ وہ نماز کے آخر میں یا پھر جب کسی مجلس سے اٹھتے تو یہ پڑھا کرتے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلٰی الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ پاک ہے آپ کے رب کی ذات جو بڑی قوت کا بھی مالک ہے، اور سلام ہو رسولوں پر، اور تمام تر تعریف اللہ ہی کی ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ (الدعوات الکبیر للبیہقی ۱۲۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اجر کا پیمانہ پورا بھرا ہوا لے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ تین آیتیں پڑھے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلٰی الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (کنز العمال ۳۰۷۶)

سُورَةُ صَّ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۵ رکوع اور ۸۸ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۷۸۳﴾ غرور اور ہٹ دھرمی کفر کی وجہ ﴿ص ۱ تا ۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
صَّ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ ۝ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ
قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَوا وَآلَاتٍ حِينٍ مِّنَاصٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :- صَّ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ قسم ہے قرآن نصیحت والے کی بَلِ الْاَذِيْنَ وَه لُوك
جنہوں نے كَفَرُوا كَفَرُوا كَفَرُوا كَفَرُوا اور شِقَاقٍ مَخَالَفَت میں ہیں كَمْ كَتْنِي يَ اَهْلَكْنَا هَم لَے ہلاك
كرديں مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے مِنْ قَرْنٍ قَوْمِيں فَنَادُوا تَوَانِهون نے پكارا وَ آوَلَاتٍ نَدَرَا تَحَا حِينٍ وَه
وقت مَنَاصٍ خَلَا صِي كا

ترجمہ :- قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی، کہ جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، وہ کسی اور وجہ سے نہیں، بلکہ
اس لے اپنا یا ہے کہ وہ بڑائی کے گھمنڈ اور ہٹ دھرمی میں مبتلا ہیں۔ اور ان سے پہلے ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک کیا
تو انہوں نے اُس وقت آوازیں دیں جب چھٹکارے کا وقت رہا ہی نہیں تھا۔

سورہ کی فضیلت :- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں سورہ
ص لکھ رہا ہوں اور جب سجدہ کی آیت (پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ دوات، قلم اور ہر وہ چیز جو میرے سامنے تھی سجدہ
میں چلی گئی، پھر جب میں نے یہ خواب نبی کریم ﷺ کو سنایا تو آپ مسلسل سجدہ کرنے لگے۔ (مسند احمد ۱۱۷۹۹)

تشریح :- ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ ص، قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی۔
- ۲۔ جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے وہ بس گھمنڈ اور ہٹ دھرمی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ہے۔
- ۳۔ ان سے پہلے ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک کیا؟

۴۔ انہوں نے اس وقت آوازیں دیں جب چھٹکارے کا وقت رہا ہی نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ اسی نصیحت والے کلام کی قسم کھا کر کہ جسکے نازل ہونے کی یہ لوگ تمنا کرتے تھے کہہ رہے ہیں کہ یہ
لوگ جو حق کو نہ مان کر گمراہی و ضلالت اپنا رہے ہیں اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ لوگ تکبر ہیں، مغرور و گھمنڈی ہیں،
انکا یہ خیال ہے کہ اگر ہم اس محمد کی بات مان لیں گے تو ہم سے ہماری یہ سرداری چھین جائے گی اور ہمیں اس محمد ﷺ کے

تاج ہو کر زندگی گزارنی پڑے گی اور ہم کسی کے آگے جھکنے والے نہیں ہیں، اسی غرور و گھمنڈ نے انہیں اسلام لانے سے روک رکھا ورنہ یہ لوگ بھی دل سے مانتے کہ جو کلام محمد ﷺ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے مگر اپنی انا کی خاطر انہوں نے اسکا انکار کر دیا، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوطالب بیمار پڑے، تو قریش انکے پاس آئے اور نبی اکرم ﷺ بھی آئے، ابوطالب کے پاس صرف ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی، ابوجہل اٹھاتا کہ وہ آپ کو وہاں بیٹھنے سے روک دے اور ان سب نے ابوطالب سے آپ ﷺ کی شکایت کی، ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا بھتیجے! تم اپنی قوم سے کیا چاہتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان سے صرف ایک ایسا کلمہ تسلیم کرانا چاہتا ہوں جسے یہ قبول کر لیں تو اس کلمہ کے ذریعہ پورا عرب مطیع و فرماں بردار ہو جائے گا اور عجم کے لوگ انہیں جزیہ ادا کریں گے، انہوں نے کہا ایک ہی کلمہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ایک ہی کلمہ، آپ نے فرمایا: چچا جان! آپ لوگ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ دیجئے، انہوں نے کہا ایک معبود کو تسلیم کر لیں؟ یہ بات تو ہم نے اگلے لوگوں میں نہیں سنی ہے، یہ تو صرف بناوٹی اور (تمہاری) گھڑی ہوئی بات ہے، (ہم یہ بات تسلیم نہیں کر سکتے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: انہی لوگوں سے متعلق سورہ ص کی آیات ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ (سے) مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْأُولَىٰ إِنَّ هَذَا إِلَّا اخْتِلَافٌ تک نازل ہوئیں۔ (ترمذی ۳۲۲۲)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انکے تکبر کرنے نہ کرنے سے کیا ہونے والا ہے؟ یہ دین تو پھیل کر ہی رہے گا اگرچہ کہ یہ لوگ اسے ناپسند کریں اور یہ جو لوگ اسے ناپسند کر رہے ہیں ایسے بہت سے لوگ ان سے پہلے بھی گزر چکے ہیں جو تکبر انداز میں اللہ کے رسولوں کو اور اسکے کلام کو جھٹلاتے تھے، جیسا کہ فرعون، قارون، ہامان، قوم عاد و ثمود وغیرہ مگر کوئی اللہ کے دین کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکے، نقصان اگر ہوا تو انہی لوگوں کا ہوا کہ عبرت ناک سزا اللہ نے انہیں دی اور انہیں ہلاک و تباہ کر دیا اور جب ان لوگوں کی تباہی کا وقت آئی آنکھوں کے سامنے نظر آنے لگا تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگے اور اسکے رب ہونے کا اقرار کرنے لگے مگر افسوس کہ اس وقت انکا یہ پکارنا کچھ کام نہیں آیا کیونکہ جس وقت اسے پکارنا تھا اس وقت تو یہ لوگ گھمنڈ میں چور چور تھے اب تو پکار کا بھی کوئی فائدہ نہیں، لہذا اب بھی تمہارے پاس وقت ہے اگر تم اپنے رب سے معافی مانگنا چاہو تو چاہو ورنہ پچھلی قوموں کی طرح تمہیں بھی ہلاک کر دیا جائیگا اور اس وقت تمہارا اللہ کو پکارنا کوئی فائدہ مند نہ ہوگا۔

﴿درس نمبر ۱۷۸۳﴾ ہم نے تو یہ بات پچھلے دین میں کبھی نہیں سنی ﴿ص: ۳-۴ تا ۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَعَجَبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ وَقَالَ الْكُفْرُونَ هَذَا سِحْرٌ كَذَّابٌ ۝ أَجْعَلِ الْآلِهَةَ

إِلَٰهَا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امشُوا وَاصبرُوا عَلَىٰ
 إِلَٰهَتِكُمْ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَذَا إِلَّا اخْتِلَافٌ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور عجبوا انہوں نے تعجب کیا ان اس بات پر کہ جَاءَهُمْ آيَانِ كے پاس مُنذِرٌ ایک
 ڈرانے والا قِسْمُهُم ان میں سے واور قَالَ كَمَا الْكٰفِرُونَ كافروں نے هَذَا یہ سُحْرٌ جادو گر ہے كَذَابٌ انتہائی
 جھوٹا ہے أَجَعَلَ كَمَا اس نے کر دیا اِلٰهَةً معبودوں کو اِلَٰهَا وَاحِدًا ایک ہی معبود إِنَّ بے شک هَذَا یہ
 لَشَيْءٌ ایک چیز ہے عُجَابٌ بڑی عجیب واور انطَلَقَ چلے الْمَلَأُ سردار مِنْهُمْ ان کے اُن كَمَا امشُوا تم چلو واور
 اور اصبرُوا تم رہو عَلَىٰ اِلَٰهَتِكُمْ اپنے معبودوں پر إِنَّ بے شک هَذَا یہ لَشَيْءٌ کوئی چیز ہے يُرَادُ ارادہ کیا
 جاتا ہے مَا نَمِين سَمِعْنَا ہم نے سنی بِهَذَا یہ بات فِي الْمِلَّةِ فِي الْآخِرَةِ پچھلے دین میں اِن نَمِين ہے هَذَا یہ
 اِلَّا مگر اِخْتِلَافٌ گھڑی ہوئی بات

تشریح:- ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان لوگوں کو اس پر تعجب ہوا کہ ایک ڈرانے والا انہی میں سے آ گیا۔

۲۔ ان کافروں نے یہ کہہ دیا کہ وہ جھوٹا جادو گر ہے۔

۳۔ کیا اس نے سارے معبودوں کو ایک ہی معبود میں تبدیل کر دیا ہے؟

۴۔ یہ تو بڑی تعجب کی بات ہے۔

۵۔ ان میں کے سردار لوگ یہ کہتے چلتے گئے کہ چلو اور اپنے خداؤں پر ڈٹے رہو۔

۶۔ یہ بات تو ایسی ہے کہ اس کے پیچھے کچھ اور ہی ارادے ہیں۔

۷۔ ہم نے تو یہ بات پچھلے دین میں کبھی نہیں سنی۔ ۸۔ یہ تو بس ایک من گھڑت کہانی ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مشرکین قریش کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی تو ان مشرکین کا کیا
 جواب تھا؟ یہاں بیان کیا جا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اور میں
 تمہیں ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر وہ مشرکین کہنے لگے کہ اگر اللہ کو
 کوئی نبی بھیجنا ہوتا تو وہ کسی فرشتے کو نبی بنا کر بھیجتا، ہم جیسے کسی انسان کو نبی بنا کر نہ بھیجتا اور پھر تم تو ہمارے ہی قبیلہ
 کے ایک آدمی ہو تو پھر ہم کیسے تمہیں نبی مان سکتے ہیں؟ یہ تو ایک بڑا عجیب ہی معاملہ ہے کہ ہم اپنے جیسے کسی آدمی کو
 نبی مانیں، ہمیں تو لگتا ہے کہ تم جادو گر ہو جو اپنی باتوں سے لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیتے ہو اور تمہارا یہ کہنا کہ میں اللہ کا
 بھیجا ہوا نبی ہوں بالکل جھوٹ ہے، اللہ نے کوئی نبی نہیں بھیجا اور یہی بات تمہارا یہ کہنا کہ معبود ایک ہے اسی کی
 عبادت کرو، تو تم ہمیں یہ بتاؤ کہ ایک معبود اتنے سارے کام کیسے کر سکتا ہے؟ یعنی انسانوں کو پیدا بھی وہی کرے،

انہیں کھانا بھی وہی دے، آسمان سے بارش بھی وہی برسائے، رزق وغلہ بھی وہی پیدا کرے، بیماری بھی وہی دے، شفا بھی وہی دے وغیرہ وغیرہ، ایک معبود اتنے سارے کام کیسے کر سکتا ہے؟ یہ تو ہر کسی کے عقل سے باہر کی چیز ہے، کوئی اس بات کو کیسے تسلیم کر سکتا ہے؟ جبکہ یہ تو ایک اچھنبے والی بات ہوگئی کہ معبود ایک ہو اور ہزاروں کام نمٹا رہا ہو، یہ کہہ کر قریش مکہ وہاں سے اٹھ گئے اور جاتے جاتے اپنے لوگوں سے کہنے لگے کہ چلو چلو جو کچھ یہ محمد کہہ رہے ہیں اسے بالکل مت سنو تم بس اپنے جن معبودوں کی عبادت کرتے تھے وہی کرتے رہو، محمد کا تو ارادہ یہ ہے کہ یہ ہم پر حکمرانی کرے اور ہمیں اپنا ماتحت بنا کر رکھے اس لئے ان کی باتوں سے ہمیشہ چوکننا رہنا۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا یہ کہنے والا عقبہ بن ابی معیط تھا۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۱۵۱) اور ان مشرکین نے کہا کہ تم یہ جو باتیں ہم سے کہہ رہے ہو ہم نے کبھی ان باتوں کو پہلے نہیں سنا اور نہ ہی ہمارے باپ دادا ایسی باتیں کیا کرتے تھے، یہ پہلی بار ہے جو ہم یہ باتیں سن رہے ہیں، اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ نئی باتیں ہیں جو تم ہمیں سنارہے ہو جسکا تعلق سچائی سے نہیں ہے اگر یہ باتیں سچی ہوتیں تو ضرور ہم کو اسکا پتا ہوتا یہ مگر ایسا کچھ نہیں ہے ہمارے لحاظ سے یہ تمہاری اپنی کارستانی ہے اور تمہارا اپنا ایجاد کیا ہوا ہے اور ہم تمہاری ان باتوں کو نہیں مانیں گے۔ اس آیت میں الملة الاخرة کہا گیا جس سے مراد بعض مفسرین کے نزدیک نصرانی ہیں اور بعض کے نزدیک عیسائی اور بعض نے یہ بھی کہا کہ اس سے مراد ہمارا دین قریش ہے کہ جس پر ہمارے باپ دادا برسوں سے عمل کرتے آئے ہیں۔ یعنی اگر تمہاری یہ باتیں جو تم ہمیں بتا رہے ہو سچی ہوتیں تو ہمیں نصاری یا عیسائی ضرور بتاتے کیونکہ انکے پاس آسمانی کتاب موجود ہے مگر انہوں نے بھی ایسا کبھی نہیں کہا۔ حالانکہ تورات اور انجیل میں بھی ایک اللہ کے معبود ہونے کی بات کہی گئی مگر یہ لوگ اس سے واقف نہیں تھے اس لئے ایسی باتیں کہہ رہے تھے۔

﴿درس نمبر ۸۵﴾ انہوں نے ابھی میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا ﴿ص: ۸، ۱۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 ءَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْ ذِكْرِي بَلْ لَمَّا يَدُوقُوا عَذَابِ
 أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ۝ أَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
 وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ۝ جُنْدًا مَا هُنَّ أَلِك مَهْزُومٌ مِنَ الْأَحْزَابِ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- کیا انزل نازل کی گئی ہے علیہ اسی پر الذکر نصیحت من بیننا ہمارے درمیان بل
 بلکہ ہم وہ تو فی شک شک میں ہیں من ذکر می میری نصیحت سے بل بلکہ لَمَّا ابھی تک نہیں یَدُوقُوا
 انہوں نے چکھا عذاب میرا عذاب اَمْ کیا عِنْدَهُمْ ان کے پاس خَزَائِنُ خزانے ہیں رَحْمَةِ رَبِّكَ آپ کے

رب کی رحمت کے العَزِيْزِ جو نہایت غالب الوَهَّابِ بہت دینے والا ہے اَمْرٌ يَّا لَهْمُ ان کے لیے ہے مُلْكُ بادشاہی السَّمُوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی وَ اٰرَمًا جو کچھ بَيِّنَتُهُمَا ان دونوں کے درمیان ہے فَلَيَبْرَتَقُوْا تو چاہیے کہ وہ چڑھ جائیں فِي الْاَسْبَابِ رسيوں کے ذریعے سے جُنْدٌ اِيك لشکر ہے مَّا اَچھوٹا سا هُنَالِكَ دہاں مَهْزُوْمٌ شڪست خوردہ ہوگا مِّنَ الْاَحْزَابِ لشکروں میں سے

ترجمہ:- کیا یہ نصیحت کی بات ہم سب کو چھوڑ کر اسی شخص پر نازل کی گئی ہے؟“ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ میری نصیحت کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں، بلکہ انہوں نے ابھی میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا تمہارا رب جو بڑا داتا، بڑا صاحب اقتدار ہے، کیا اس کی رحمت کے سارے خزانے انہی کے پاس ہیں؟ پھر یا آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان ہر چیز کی بادشاہت ان کے قبضے میں ہے؟ پھر تو انہیں چاہئے کہ رسیاں تان کر اوپر چڑھ جائیں (ان کی حقیقت تو یہ ہے کہ) یہ مخالف گروہوں کا ایک لشکر سا ہے جو یہیں پر شکست کھا جائے گا۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا یہ نصیحت کی بات ہم سب کو چھوڑ کر اسی شخص پر نازل کی گئی؟

۲۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ میری نصیحت کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔

۳۔ بلکہ انہوں نے ابھی میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا۔

۴۔ تمہارا رب جو بڑا داتا، بڑا صاحب اقتدار ہے کیا اس کی رحمت کے سارے خزانے انہی کے پاس ہیں۔

۵۔ یا پھر آسمانوں اور زمین اور اسکے درمیان ہر چیز کی بادشاہت ان کے قبضے میں ہے؟

۶۔ پھر تو انہیں چاہئے کہ رسیاں تان کر اوپر چڑھ جائیں۔

۷۔ یہ مخالف گروہوں کا ایک لشکر سا ہے جو یہیں پر شکست کھا جائیگا۔

ان آیتوں میں بھی قریش مکہ کا تذکرہ ہے کہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ کہا تھا کہ مجھے اللہ نے اپنا نبی بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تم سب کو اس ایک اللہ کی عبادت کی جانب بلا دوں تب ان مشرکین قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا اللہ کو ہم اتنے سارے لوگوں میں آپ ہی ایک ملے کہ جسے نبی بنایا گیا؟ اور کیا آپ ہی پر یہ آسمانی کتاب اترتی ہے؟ جیسا کہ سورۃ زخرف کی آیت نمبر ۳۱ میں بیان کیا گیا وَقَالُوا لَوْلَا نُنزِّلُ هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيٰتَيْنِ عَظِيْمٍ يَّهْدِيْهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّا يَفْتَرُوْنَ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ لِمَا يَشَاءُ الْمُكَذِبِيْنَ لَآتَيْنَهُم مِّنَ الْقُرْآنِ مَدَدًا مَّكِيْمًا اور نہ تو تم مالدار ہو، ایک لاچار و نادار شخص کو اللہ کیسے نبی بنا کر بھیج سکتا ہے؟ ان باتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ تو اصل میں ہمارے کلام اور نصیحت کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں، انہیں اس بات

کا یقین ہی نہیں کہ یہ محمد ہمارے نبی ہیں، انہیں کیا پتا کہ کسی کو نبی اسکے حسب و نسب، جاہ و مرتبہ اور مال دولت کو دیکھ کر نہیں بنایا جاتا، بلکہ نبی تو اسے بنایا جاتا ہے جو تمام باطنی عیوب سے پاک صاف ہو، جسکی صفات عمدہ ہوں، جسکی عادتیں اچھی ہوں، جسکے اخلاق اعلیٰ ہوں، اور تم سب اس بات کے گواہ ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ ساری چیزیں حد درجہ موجود ہیں، تو پھر اللہ انہیں نبی کیوں نہ بناتا؟ اصل میں تم لوگوں پر اللہ نے وہ عذاب نازل نہیں کیا جو پچھلی قوموں پر نازل کیا گیا اس لئے تمہیں مستی چڑھی ہوئی ہے اور اپنے رتبہ و مرتبہ پر تم غرور و گھمنڈ کر رہے ہو، بس اسی ایک وجہ سے تم انہیں ماننے سے انکار کر رہے ہو اور نہ اور کوئی وجہ انکار کی نہیں ہے، یہ لوگ اپنی دولت و طاقت پر اس طرح غرور کر رہے ہیں کہ گویا اللہ کے سارے انعامات انہی کے پاس ہیں، کیا ایسا کچھ ہے؟ نہیں بلکہ وہ اللہ ہی ہے جو کہ اپنی بادشاہت میں بزاز بردست و قوت والا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اس لئے اس بادشاہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا ہے تو اب سب کا کام ہے کہ انہیں نبی تسلیم کریں۔

اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین سے کہا کہ یہ لوگ اپنی اس معمولی سے دولت اور طاقت کو ایسا سمجھ رہے ہیں کہ گویا ان ہی کی بادشاہت سارے جہاں میں قائم ہوگئی اور آسمانوں اور زمین کا اور اسکے درمیان موجود چیزوں پر انہوں نے قبضہ کر لیا ہو، اگر یہ لوگ ایسا سمجھ رہے ہیں تو پھر ایک کام یہ کیوں نہیں کرتے کہ آسمان پر ایک سیڑھی لگا کر آ جائیں اور اللہ کا جو فیصلہ یعنی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجنا اسے تبدیل کر دیں، کیا یہ لوگ ایسا کر سکتے ہیں؟ انکے اندر اتنی طاقت ہے کہ وہ ایسا کر سکیں؟ نہیں ہرگز نہیں! بلکہ ان کی حیثیت تو ایک معمولی سے لشکر جیسی ہے جو یہیں انہی کی سرزمین پر جہاں رہ کر یہ لوگ غرور کر رہے ہیں شکست کھا جائیں گے، اور ہوا بھی ایسا ہی ہے جنگ بدر سے لیکر فتح مکہ تک کے حالات اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ لوگ شکست کھا کر بھاگ نکلے اور خود اپنے ملک میں دوسروں کے تابع بن کر رہنے لگے، یہ ہوتا ہے انجام اللہ کے حکموں سے منہ موڑنے کا۔

﴿درس نمبر ۱۷۶﴾ ان سے پہلے مختلف قوموں نے جھٹلایا ﴿ص: ۱۲-۱۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۝ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ
 الْاَيْكَةِ ۝ أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ ۝ إِنَّ كُلًّا إِلَّا كَذَّبَ الرَّسُلَ فَحَتَّىٰ عِقَابٍ ۝ وَمَا يَنْظُرُ هَٰؤُلَاءِ
 إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَّا لَهُمُ مِنْ فَوَاقٍ ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا عَجَلْ لَنَا قِطْعَةً قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- کَذَّبَتْ جھٹلایا قَبْلَهُمْ ان سے پہلے قَوْمُ نُوحٍ قوم نوح ۝ وَوَعَادٌ عاد ۝ وَفِرْعَوْنُ فرعون ذُو الْأَوْتَادِ میخوں والے نے ۝ وَثَمُودُ ثمود ۝ وَوَعَادٌ عاد ۝ وَأَصْحَابُ الْاَيْكَةِ بن والوں

نے اُولَئِكَ يَ الْأَحْزَابُ لشکر ہیں اِنْ كُلِّ نَهْمٍ ہے کوئی بھی اِلَّا مَكْرٌ كَذَّبَ اس نے جھٹلایا الرُّسُلَ رسولوں کو فَحَقِّي تو ثابت ہو گیا عِقَابٌ میرا عذاب وَ اَوْرَمَا يَنْظُرُ انتظار نہیں کر رہے هُوَ لَا يَ لُؤْغٌ یہ لوگ اِلَّا مَكْرٌ صَبِيحَةً وَ اِحْدَاةً ایک زور کی آواز کا مَآئِمٌ نہیں ہو گا لَهَا اس کے لیے مِنْ فَوَاقٍ کوئی وقفہ وَ اَوْرَقَالُوْا اَكْهَارٌ يَتَنَا اے ہمارے رب سَجَلٌ تو جلدی دے لَنَا ہَمِيں قَطَّنَا ہمارا حصہ قَبْلَ پہلے يَوْمِ الْحِسَابِ یوم حساب سے

ترجمہ:- ان سے پہلے نوح کی قوم، قوم عاد اور میخوں والے فرعون نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا تھا، اور قوم ثمود، اور لوط کی قوم اور ایک والوں نے بھی۔ وہ تھے مخالف گروہ کے لوگ ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جس نے پیغمبروں کو نہ جھٹلایا ہو، اس لئے میرا عذاب بجا طور پر نازل ہو کر رہا اور (مکہ کے) یہ لوگ (بھی) بس ایک ایسی چنگھاڑ کا انتظار کر رہے ہیں جس میں کوئی وقفہ نہیں ہوگا۔ اور کہتے ہیں کہ ”اے ہمارے پروردگار! ہمارا حصہ ہمیں روز حساب سے پہلے ہی جلدی دیدے!

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان سے پہلے نوح کی قوم، قوم عاد اور میخوں والے فرعون نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔

۲۔ قوم ثمود، قوم لوط اور ایک والوں نے بھی یہی کام کیا تھا۔

۳۔ یہ سب لوگ مخالف گروہ کے لوگ تھے۔

۴۔ ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جس نے میرے پیغمبروں کو نہ جھٹلایا ہو۔

۵۔ اس لئے میرا عذاب بجا طور پر نازل ہو کر رہا۔

۶۔ یہ لوگ بس ایک ہی چنگھاڑ کا انتظار کر رہے ہیں جس میں وقفہ نہیں ہوگا۔

۷۔ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارا حصہ ہمیں روز جزا سے پہلے ہی جلدی دیدے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ مشرکوں کے لئے بطور نصیحت ان قوموں کا اور ان لوگوں کا تذکرہ فرما رہے ہیں جو ان سے پہلے یہ کام کر چکے یعنی انہوں نے اپنے انبیاء کو جھٹلایا اور انکے اس جھٹلانے پر انکا کیا انجام ہوا؟ ان مشرکوں کے سامنے رکھا جا رہا ہے تاکہ ان واقعات سے وہ عبرت حاصل کریں اور اپنے اعمال کو درست کر لیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ فرمایا، کہ ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے بھی نوح علیہ السلام کو نبی ماننے سے انکار کیا تو انکا جو حال ہوا اس سے یہ سب لوگ واقف ہیں کہ کس طرح انہیں سیلاب کی زد میں لا کر تباہ کر دیا گیا؟ لیکن وہ طویل قصہ یہاں بیان نہیں کیا گیا بس اس جانب اشارہ کر دیا گیا اس لئے کہ اس قوم کی تباہی بہت مشہور ہے اور یہ لوگ اس سے واقف بھی ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا واقعہ اگر تفصیل سے جاننا ہو تو سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۵۹ تا ۶۳ اور سورۃ ہود کی آیت نمبر ۲۵ تا ۲۸ کی تفسیر میں دیکھ سکتے ہیں،

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کا تذکرہ فرمایا جس قوم کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا مگر اس قوم نے بھی انہیں جھٹلایا اور انکا کہنا نہیں مانا، اس قوم کی ہلاکت کے بارے میں بھی سورۃ ہود کی آیت نمبر ۵۰ تا ۶۰ کی تفسیر میں دیکھ سکتے ہیں، پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے فرعون کا ذکر فرمایا اور اسکے ساتھ ایک صفت جوڑ دی کہ میخوں والے فرعون نے، یہاں اسکی یہ صفت اللہ تعالیٰ نے کیوں بیان کی؟ اس بارے میں دو تین قول علماء تفسیر نے ذکر فرمائے ہیں کہ یا تو اسکی یہ صفت اس لئے بیان کی کہ اسکے پاس میخوں سے بنا ایک میدان تھا یعنی اس میدان میں میخیں لگی ہوئی تھیں جہاں پر اسکے لئے خونی کھیل کھیلا جاتا، اور بعض نے کہا کہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کو ان میخوں کے ذریعہ سزا دیتا تھا یعنی میخوں کو انکی آنکھوں میں، سروں میں اور جسم کے دیگر حصوں پر مار کر سزا دیتا تھا، (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۱۵۸) اور بعض نے یہاں حُوَالًا وَتَاوَادٍ کے معنی لشکر و طاقت والا بیان کئے ہیں، (تفسیر رازی۔ ج ۲۶، ص ۳۷۱) اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کی مثال بیان کی جنکی جانب حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا، جس قوم کا تذکرہ سورۃ ہود کی آیت نمبر ۶۰ تا ۶۸ میں بیان کیا گیا ہے وہاں اسکی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے، پھر اسکے بعد اللہ نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ فرمایا جسکی تفصیل بھی سورۃ ہود کی آیت نمبر ۷۷ تا ۸۳ موجود ہے، اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اصحاب ایکہ یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ فرمایا جنکا تذکرہ سورۃ ہود ہی کی آیت نمبر ۸۳ تا ۹۵ میں بیان کیا گیا ہے، یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مثال کے طور چھ قوموں کی ہلاکت کا سرسری ذکر فرمایا، اسکے علاوہ بھی اور بہت سی قومیں ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انکی تکذیب کی بنا پر ہلاک و برباد کیا، ان چھ قوموں کو اس لئے یہاں بیان کیا گیا کہ مکہ کے یہ مشرکین ان قوموں اور انکی ہلاکت سے اچھی طرح واقف تھے تو جنکا حال انہوں نے خود دیکھا ہے اسے بیان کر کے اگر سمجھایا جائے تو بات اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کا تذکرہ فرمایا ان سب قوموں کے ہلاک ہونے کی یہی وجہ تھی کہ یہ لوگ اپنے اپنے نبی کو جھٹلا چکے تھے، انکو نہ تو نبی مانا اور نہ ہی ان کے پاس جو کلام بھیجا گیا اسے اللہ کا کلام تسلیم کیا جیسا کہ یہ مشرکین مکہ کر رہے ہیں، اے مشرکوں! ان قوموں کے واقعات سے سبق حاصل کرو اور اپنے نبی کو جھٹلانے سے باز آ جاو ورنہ جو حال ان قوموں کا ہوا ہے وہی تمہارا بھی ہو سکتا ہے

اللہ کے عذاب کی باتیں سن کر یہ مشرکین مذاق کے طور پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ چلو! جس عذاب سے تم ہمیں ڈرا رہے ہو وہ عذاب لیکری آ جاو، ہم بھی تو دیکھیں کہ عذاب کیسے ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انہیں خبر ہی نہیں کہ عذاب کیا چیز ہوتی ہے؟ یہ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ وہ کوئی بڑی لمبی چیز ہوگی کہ اگر وہ آئے گی تو ہم اسے دیکھ کر تب تک سنبھل جائیں گے، مگر ایسا ہرگز نہیں ہے وہ عذاب تو بس ایک زوردار چیخ کی شکل میں اچانک آ جائے گا کہ اس وقت کسی کو اتنی مہلت بھی نہیں مل سکے گی کہ اپنا جو کام وہ کر رہا ہے پورا کر

سکے۔ احادیث میں آیا ہے کہ لوگ جو ہاتھ میں کپڑا لیکر بھاؤ تاد کر رہے ہوں گے وہ کپڑے کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ بھی نہ سکیں گے یعنی اس عذاب کے آنے کے بعد اتنے سکنڈ کا بھی وقت نہیں مل سکے گا جسکا ذکر سورہ یس کی آیت نمبر ۴۹، ۵۰ میں گذر چکا ہے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ بے وقوف لوگ ہیں کہ اس خطرناک چیز کی جلدی مچا رہے

ہیں؟ اور یوں کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ! جو عذاب آپ آخرت میں دینے والے ہیں وہ اسی دنیا میں ہمیں دیدیجئے

سورہ انفال کی آیت نمبر ۳۲ میں ہے **وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَابًا مِنَ السَّمَاءِ وَأُنزِلْنَا بَعْدَآبِ الْيَمِيمِ** انہوں نے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر یہ قرآن وہی حق ہے جو آپ کی طرف سے آیا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش نازل فرمادے یا پھر ہم پر کوئی تکلیف دہ عذاب ڈال دے۔ امام زحلی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہ کہنے والا نصر بن حارث تھا جسکا تذکرہ سورہ معارج کی پہلی آیت میں بھی کیا گیا۔ (التفسیر المیر - ج، ۲۳، ص، ۱۷۷)

﴿درس نمبر ۱۷۸﴾ اے پیغمبر! جو کچھ یہ کہتے ہیں اس پر آپ صبر کیجئے ﴿ص: ۱۷-۲۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِضْبِدْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَإِذْ كُرَّ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعُشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَضَّلْنَا الْخُطَابِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- **إِضْبِدْ** آپ صبر کیجئے **عَلَى مَا يَقُولُونَ** وہ کہتے ہیں **وَإِذْ كُرَّ** یاد کیجئے **عَبْدَنَا** ہمارے بندے **دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ** صاحب قوت کو **إِنَّهُ أَوَّابٌ** بے شک وہ **أَوَّابٌ** بہت رجوع کرنے والا تھا **إِنَّا** ہم نے **سَخَّرْنَا الْجِبَالَ** کر دیا تھا **الْجِبَالَ** پہاڑوں کو **مَعَهُ** اس کے ساتھ **يُسَبِّحْنَ** وہ تسبیح بیان کرتے تھے **بِالْعُشِيِّ** شام **وَالْإِشْرَاقِ** صبح **وَالطَّيْرَ** پرندوں کو بھی **مَحْشُورَةً** جبکہ وہ جمع ہوتے تھے **كُلٌّ** سب **لَهُ** اس کے آگے **أَوَّابٌ** رجوع کرنے والے تھے **وَ** اور **شَدَدْنَا** ہم نے مضبوط کر دی تھی **مُلْكَهُ** اس کی بادشاہی **وَ** اور **آتَيْنَاهُ** ہم نے دی تھی اسے **الْحِكْمَةَ** حکمت **وَ** اور **فَضَّلْنَا** فیصلہ کن **الْخُطَابِ** خطاب کی صلاحیت

ترجمہ:- (اے پیغمبر!) یہ جو کچھ کہتے ہیں، اس پر صبر کرو، اور ہمارے بندے داؤد (علیہ السلام) کو یاد کرو جو بڑے طاقتور تھے۔ وہ بے شک اللہ سے بہت لولگائے ہوئے تھے ۝ ہم نے پہاڑوں کو اس کام پر لگا دیا تھا کہ وہ شام کے وقت اور سورج کے نکلنے وقت ان کے ساتھ تسبیح کیا کریں ۝ اور پرندوں کو بھی، جنہیں اکٹھا کر لیا جاتا تھا۔ یہ سب ان کے ساتھ مل کر اللہ کا خوب ذکر کرتے تھے ۝ اور ہم نے ان کی سلطنت کو استحکام بخشا تھا اور انہیں دانائی اور فیصلہ کن گفتگو کا سلیقہ عطا کیا تھا۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! جو کچھ یہ کہتے ہیں اس پر صبر کرو۔

۲۔ ہمارے بندے داؤد (علیہ السلام) کو یاد کرو جو بڑے طاقتور تھے۔

۳۔ وہ بے شک اللہ سے بہت لڑ لگائے ہوئے تھے۔

۴۔ ہم نے پہاڑوں کو اس کام پر لگا دیا تھا کہ وہ شام کے وقت اور سورج کے نکلنے وقت ان کے ساتھ شہنشاہ کیا کریں۔

۵۔ ان پرندوں کو بھی جنہیں اکٹھا کر لیا جاتا تھا۔

۶۔ یہ سب ان کے ساتھ ملکر اللہ کا خوب ذکر کیا کرتے تھے۔

۷۔ ہم نے انکی سلطنت کو استحکام بخشا۔

۸۔ انہیں دانائی اور فیصلہ کن گفتگو کا سلیقہ عطا کیا تھا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مشرکین مکہ کی ایذاؤں اور تکلیفوں پر صبر کرنے کا حکم فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان مشرکین کی ان باتوں پر جن سے آپ کو دلی تکلیف ہوتی ہے صبر سے کام لیجئے، یقیناً ہم جانتے ہیں کہ جس طرح کی جلی کئی باتیں یہ لوگ کر رہے ہیں اس سے آپ کا دل دکھتا ہے، ہم ضرور انہیں انکے کاموں کی سزا دیں گے اور عنقریب ہم انہیں ذلیل کر کے آپ کے سامنے لا کھڑا کریں گے، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَاءِ كُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا (النساء ۴۵) اللہ آپ کے دشمنوں کو اچھی طرح جانتا ہے، اللہ رکھوالا بننے اور مددگار بننے کے لئے کافی ہے، سورہ حجر کی آیت نمبر ۹۷ میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنْتَ كٰفِيٌّ صِدْقًا بِمَا يَقُوْلُوْنَ ہم جانتے ہیں کہ انکی باتوں سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے، مگر آپ اس تکلیف پر صبر سے کام لیجئے اور باقی اللہ پر چھوڑ دیجئے،

رسول رحمت ﷺ کو دلی تسلی دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام اور دیگر آٹھ انبیاء کا قصہ بیان کیا تا کہ آپ ان انبیاء کے واقعات اور ان میں سے جس نے زمانہ کی تکلیفوں پر صبر کیا انہیں دیکھ کر آپ میں بھی صبر کرنے کی ہمت آجائے اور یہ واقعات ان مشرکین کے سامنے بھی بیان کئے جائیں تا کہ ان مشرکوں کی یہ یقین ہو جائے کہ حضرت محمد ﷺ ان انبیاء کی طرح ایک نبی ہیں اور یہ لوگ ان واقعات سے نصیحت حاصل کر سکیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ذرا ہمارے بندے داؤد (علیہ السلام) کا حال تو یاد کرو، بعض مفسرین نے اس آیت کا ترجمہ یوں بھی کیا کہ اے محمد! ذرا ہمارے بندے داؤد کا قصہ ان مشرکین کو تو سناؤ جو بڑے طاقتور تھے طاقتور اس معنی سے کہ آپ علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ پوری زندگی ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ نہ رکھتے اس کے باوجود بھی آپ علیہ السلام میں کسی قسم کی کمزوری نہیں تھی اور جنگ میں بھی دشمنوں سے مقابلہ کیا کرتے

تھے اور آپ آدھی آدھی رات عبادت میں مصروف رہتے تھے، حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے پاس سب سے زیادہ پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے زیادہ پسندیدہ روزہ اللہ کے یہاں داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ وہ آدھی رات سوتے اور پھر جہائی رات عبادت کرتے اور پھر رات کا چھٹواں حصہ سو جاتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہیں رکھتے۔ (بخاری ۱۱۳۱) اسی کو اللہ تعالیٰ نے "الْأَوَّاب" کہہ کر یاد کیا کہ وہ اللہ کی جانب بہت زیادہ رجوع کرنے والے تھے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ وہ دنیا کے سب سے زیادہ عبادت کرنے والے بندے تھے۔ (ترمذی ۳۲۹۰) اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام پر کئے گئے انعامات بیان فرما رہے ہیں کہ ہم نے پہاڑوں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ شام کے وقت اور سورج نکلنے کے وقت جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح کریں تو تم بھی انکے ساتھ تسبیح کرو اور ساتھ میں پرندوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا تھا کہ وہ بھی آپ کے ساتھ تسبیح کرتے رہیں، سورہ سبأ کی آیت نمبر ۱۰ میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا "يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرُ أَهْلٌ بِهَا" اور پرندو! تم بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ انکی تسبیح میں شریک ہو جاؤ، ہوتا یہ تھا کہ جب بھی حضرت داؤد علیہ السلام جو کہ اپنی سریلی آواز سے مشہور ہیں جب کبھی تسبیح یا زبور کی تلاوت کرتے تو یہ سارے پرندے اور پہاڑ بھی آپ کی آواز میں آواز ملاتے اور سارا سماں اللہ کی تسبیح سے گونج اٹھتا، اسکے بعد دوسرا انعام جو اللہ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر کیا وہ یہ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی سلطنت کا مالک بنایا جہاں پر آپ قوم کے بادشاہ تھے اور انکے درمیان فیصلے بھی کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فیصلہ کرنے کی صلاحیت، دانائی اور سلیقہ مند گفتگو کا ہنر بھی عطا کیا تھا، حضرت سدی علیہ الرحمہ نے اللہ کے قول "شَدَدْنَا مُلْكَهُ" کے بارے میں فرمایا کہ آپ علیہ السلام کی دن رات نگرانی کے لئے چار ہزار پہرہ دار مقرر تھے اور "آتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ" سے مراد نبوت ہے اور "فَضَّلْنَا الْخَطَابَ" سے مراد فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہے۔ (الدر المنثور، ج ۷، ص ۱۵۲)

﴿درس نمبر ۱۷۸﴾ آپ ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیجئے ﴿ص ۲۱-۲۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَهَلْ آتَاكَ نَبُؤًا الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْبَحْرَابَ ۚ إِذْ دَخَلُوا عَلَى دَاوُدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ ۗ خَصَصْنَا لَكَ عَلَى بَعْضِ فَا حُكْمًا بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تَسْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ ۚ إِنَّ هَذَا أَخْبَىٰ سَأَلَهُ تَسَعٌ وَتَسْعُونَ نَجَّةً ۚ وَإِلَىٰ نَجَّةً ۚ وَاجِدَتْ فَسَقَالَ أَكْفَلِيْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ۚ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعَجِكَ إِلَىٰ

نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَتْهُ فَاستَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واورہل کیا آتاک آئی آپ کے پاس نبیوٰ خبر الخضم جھگڑنے والوں کی اڈ جب تَسَوُّرُوا وہ دیوار پھانہ کر آگے الیٰ خراب کرے میں اڈ جب دَخَلُوا وہ داخل ہوئے علی داؤد داؤد پر فَفَزِعَ تو وہ گھبرا گئے مِنْهُمْ ان سے قَالُوا انہوں نے کہا لَا تَخَفْ آپ نہ ڈریں خصلین دو جھگڑنے والے ہیں بغی زیادتی کی ہے بَعْضُنَا ہمارے بعض نے علی بَعْضٍ بعض پر فَاحْكُمْ لہذا آپ فیصلہ فرمائیں بَيْنَنَا ہمارے درمیان بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَ اور لَا تُشْطِطْ بے انصافی نہ کیجئے وَ اور اٰھدینا ہماری رہنمائی کیجئے اِلٰی سَوَاءِ الصِّرَاطِ سیدھی راہ کی طرف اِنَّ بے شک هٰذَا یہ آجی میرا بھائی ہے لَفَاس کے پاس تِسْعٌ وَتِسْعُونَ ننانوے نَعَجَةٌ دُنیاں ہیں وَ اور یٰ میرے پاس نَعَجَةٌ وَاحِدَةٌ ایک ہی دہی ہے فَقَالَ تو کہتا ہے اَكْفَلِيْنِيهَا وہ بھی میرے سپرد کر دے وَ اور عَزَّيْنِي مجھ پر غالب آجاتا ہے فِي الْخُطَابِ بات کرنے میں قَالَ آپ نے فرمایا لَقَدْ البتہ تحقیق ظَلَمْتَكَ اس نے تجھ پر ظلم کیا ہے بِسْوَآلِ سوال کر کے نَعَجَتِكَ تیری دہی کا اِلٰی نِعَاجِهِ اپنی دنیوں میں وَ اور اِنَّ بلاشبہ كَثِيْرًا بہت سے مِّنَ الْخُلَطَاءِ شرکا، لَيَبْغِي البتہ زیادتی کرتے ہیں بَعْضُهُمْ ان کے بعض علی بَعْضٍ بعض پر اِلَّا مگر الَّذِينَ وہ لوگ جو آمَنُوا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے الصَّالِحَاتِ نیک وَ اور قَلِيْلٌ مَّا هُمْ تھوڑے ہی ہیں ایسے لوگ وَ اور ظَنَّ دَاوُدُ داؤد نے یقین کر لیا اَنَّمَا کہ فَتَتْهُ ہم نے اے آزمایا ہے فَاستَغْفَرَ تو اس نے بخشش مانگی رَبُّہ اپنے رب سے وَ اور خَرَّ وہ گر پڑا رَاكِعًا رکوع میں وَ اور اَنَابَ رجوع کیا

ترجمہ:- اور کیا تمہیں اُن مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے، جب وہ دیوار پر چڑھ کر عبادت گاہ میں گھس آئے تھے؟ جب وہ داؤد کے پاس پہنچے تو داؤد اُن سے گھبرا گئے۔ انہوں نے کہا ”ڈریئے نہیں، ہم ایک جھگڑے کے دو فریق ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اب آپ ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیجئے اور زیادتی نہ کیجئے اور ہمیں ٹھیک ٹھیک راستہ بتا دیجئے“ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ننانوے دُنیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دُنی ہے۔ اب یہ کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کرو، اور اس نے زور بیان سے مجھے دہرایا ہے۔“ داؤد نے کہا ”اس نے اپنی دُنیوں میں شامل کرنے کے لئے تمہاری دُنی کا جو مطالبہ کیا ہے، اُس میں یقیناً تم پر ظلم کیا ہے۔ اور بہت سے لوگ جن کے درمیان شُرکت ہوتی ہے، وہ ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں، سوائے اُن کے جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں اور وہ بہت کم ہیں۔“ اور داؤد کو خیال آیا کہ ہم نے دراصل اُن کی آزمائش کی ہے، اس لئے انہوں نے اپنے پروردگار سے معافی مانگی، جھک کر سجدے میں گر گئے اور اللہ سے لو لگائی۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں سترہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- کیا تمہیں ان مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ دیوار پر چڑھ کر عبادت گاہ میں گھس آئے تھے؟

۲- جب وہ داؤد (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو داؤد (علیہ السلام) ان سے گھبرا گئے۔

۳- ان لوگوں نے کہا ڈریے نہیں! ہم ایک جھگڑے کے دو فریق ہیں۔

۴- ہم میں سے ایک نے دوسرے کے ساتھ زیادتی کی ہے۔

۵- آپ ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیجئے، زیادتی نہ کیجئے۔ ۶- ہمیں ٹھیک ٹھیک راستہ بتا دیجئے۔

۷- یہ میرا بھائی ہے جسکے پاس ننانوے دنیاں ہیں۔ ۸- میرے پاس ایک ہی دنی ہے۔

۹- وہ کہتا ہے کہ وہ ایک دنی بھی میں اس کے حوالے کر دوں۔ ۱۰- اس نے زور بیان سے مجھے دبا لیا ہے۔

۱۱- داؤد (علیہ السلام) نے کہا: اس نے اپنی دنیاؤں میں شامل کرنے کے لئے تمہاری دنی کا جو مطالبہ کیا

ہے وہ یقیناً تم پر ظلم ہے۔

۱۲- بہت سے لوگ جن کے درمیان شرکت ہوتی ہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔

۱۳- سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں۔ ۱۴- مگر ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں۔

۱۵- داؤد (علیہ السلام) کو خیال آیا کہ ہم نے ان کی آزمائش کی ہے۔

۱۶- اس لئے انہوں نے اپنے پروردگار سے معافی مانگی۔

۱۷- جھک کر سجدے میں گر گئے اور اللہ سے لولا لیا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش کا قصہ بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان لینا چاہا تو حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس دو آدمیوں کو بھیجا، بعض مفسرین نے کہا

کہ وہ آنے والے دو فرشتے تھے جنکے آنے سے حضرت داؤد علیہ السلام گھبرا گئے کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام کے

مکان پر کئے پھرے دار ہوتے تھے جو آپ کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے نہیں دیتے تھے اور یہ وقت بھی آنے کا

نہیں تھا اور یہ لوگ جو آئے تھے وہ دروازے سے بھی نہیں آئے تھے بلکہ ایک دیوار چڑھ کر آئے تھے بعض

مفسرین نے کہا کہ وہ محراب کی دیوار اتنی اونچی تھی کہ کوئی آسانی سے اس پر چڑھ بھی نہیں سکتا تھا اگر کوئی اس دیوار

پر چڑھنا چاہے تو اسے ۱۵ سے ۳۰ دن لگ سکتے تھے تو ان سب پابندیوں کے باوجود جب یہ دو لوگ آپ کے پاس

آپ کے کمرے میں جہاں بیٹھ کر آپ زبور کی تلاوت کر رہے تھے آگئے تو انہیں دیکھ کر حضرت داؤد علیہ السلام ڈر

گئے کہ یہ لوگ یہاں کیسے آگئے؟ اور اس وقت اتنی رات کو انکے آنے کا مقصد کیا ہے؟ جب ان دو لوگوں نے دیکھا

کہ آپ ان کے آنے سے گھبرا گئے ہیں تو انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا کہ آپ ڈریے نہیں! ہم یہاں

کسی غلط مقصد یعنی آپ کو مارنے یا تکلیف دینے نہیں آئے ہیں بلکہ ہمارے آنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ہمارے معاملہ میں فیصلہ کریں کہ یہ میرا بھائی ہے، مفسرین نے کہا کہ یہاں بھائی سے مراد حقیقی نہیں بلکہ دینی بھائی ہے، چنانچہ میرے بھائی کے پاس ۹۹ دنییاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک، اور یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی دینی بھی اسے دیدوں تاکہ اسکے پورے سو ہو جائیں، جب داؤد علیہ السلام نے اس ایک آدمی کی بات سنی تو فوراً آپ کی زبان سے یہ نکل گیا کہ اس ۹۹ دنییاں والے نے تو تم پر ظلم کر دیا کہ وہ بطور طاقت تمہاری دینی لینا چاہتا ہے، اور ایسا کام تو اکثر لوگ کرتے ہیں جب انکا آپس میں کوئی کاروبار یا تجارت ہوتی ہے کہ اپنے سے کمزور آدمی کا حق مار کر کھا جاتے ہیں مگر یہ ظلم وہ آدمی نہیں کرتا جو ایمان والا ہوتا ہے، یہاں پر حضرت داؤد علیہ السلام نے دوسرے آدمی کی بات سے بغیر یہ کہہ دیا کہ تم مظلوم ہو اور وہ ظالم، آپ علیہ السلام کے اسی جملہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی پکڑ کی اور داؤد علیہ السلام کو بھی معلوم ہو گیا کہ ان کی آزمائش ہوئی ہے اور انہوں نے ایک غلطی کر دی کہ دوسرے کی بات سے بغیر اسے مظلوم اور دوسرے کو ظالم کہہ دیا، اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام فوراً سجدے میں گر پڑے اور اپنے اس فعل پر اللہ سے توبہ کرنے لگے۔ اسی قصہ کو ان آیتوں میں بیان کیا گیا ہے، ان آیتوں سے دو تین باتیں ہمیں معلوم ہوتی ہیں پہلی بات یہ کہ اگر ہم کسی کے درمیان کوئی فیصلہ کرنے کے لئے بیٹھیں تو ہمیں کسی ایک کی بات سنتے ہی کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ دونوں فریقین کی باتوں کو سن کر فیصلہ کرنا چاہئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جب تمہارے پاس دو آدمی کوئی مقدمہ لیکر آئے تو تم دوسرے کی بات سننے سے پہلے، پہلے والے کے حق میں فیصلہ نہ سنانا۔ (ترمذی ۱۳۳۱) اور دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر ہم چاہیں تو کسی دوسرے کے ساتھ ملکر تجارت و کاروبار کر سکتے ہیں اور تیسری بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ ہم مشترکہ کاروبار اگر کر رہے ہیں تو اس کاروبار میں یقیناً اگر ایمان کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو زیادتیاں ضرور واقع ہوتی ہیں اور کاروبار کو لیکر ایک دوسرے کے درمیان جھگڑا پیدا ہوتا ہے، اگر ہم مشترکہ کاروبار کر رہے ہیں تو ہمیں تجارت کے اصول اور جو حقوق ہیں ان کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے تاکہ اس طرح کے جھگڑوں سے بچا جاسکے اور سب سے اہم اور ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر ہم سے کوئی غلطی ہو جائے یا کوئی گناہ ہو جائے اور ہمیں اس گناہ یا اس غلطی کا پتا چل جائے تو فوراً اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اپنی اس غلطی یا گناہ پر توبہ کر لینا چاہئے تاکہ اللہ ہماری اس غلطی یا گناہ کو معاف فرمادیں۔

﴿درس نمبر ۱۷۸۹﴾ اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنا یا ہے؟ ﴿ص ۲۵-۲۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَغَفَرْنَا لَهُ ذَلِكَ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَئْلَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ۝ يٰدَاؤُدْ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِیْفَةً فِی

الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَعَقَّرْنَا پھر ہم نے بخش دی کہ اس کی ڈلک یہ واوران بے شک کہ اس کے لیے عِنْدَنَا ہمارے پاس لَزُلْفَى البتہ بڑا قرب ہے واور حُسْنِ اچھا مآب ٹھکانا ہے يَدَاوُدَاے داود! اگا بے شک ہم نے جَعَلْنَاكَ بنایا ہے تجھے خَلِيفَةً عَظِيمَةً فِي الْأَرْضِ ز میں میں فَاحْكُم لہذا تو فیصلہ کر بَيْنَ النَّاسِ لوگوں کے درمیان بِالْحَقِّ حق کے ساتھ واور لَا تَتَّبِعِ اتباع نہ کر الْهَوَىٰ خواہش نفس کا فَيُضِلَّكَ کہ وہ تجھے گمراہ کر دے عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ اللہ کی راہ سے إِنَّ بَلَا شِبْهِ الَّذِينَ وہ لوگ جو يَضِلُّونَ گمراہ ہوتے ہیں عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ اللہ کے راستے سے لَهُمْ ان کے لیے ہے عَذَابٌ شَدِيدٌ شدید عذاب جتنا بہ سبب اس کے جو نَسُوا انہوں نے بھلا دیا يَوْمَ الْحِسَابِ یوم حساب کو

ترجمہ:- تو ہم نے ان کو بخش دیا اور بیشک ان کے لئے ہمارے ہاں قریب اور عمدہ مقام ہے ۱۰ اے داؤد! ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے تو لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی، جو لوگ اللہ کے راستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے، اس لئے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے اس معاملہ میں انہیں معافی دے دی۔

۲۔ حقیقت یہ ہے ان کو ہمارے پاس خاص تقرب حاصل ہے اور بہترین ٹھکانہ۔

۳۔ اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔ ۴۔ لہذا تم لوگوں کے درمیان برحق فیصلہ کرو۔

۵۔ نفسانی خواہش کے پیچھے نہ چلو ورنہ وہ تمہیں اللہ کے سیدھے راستے سے بھٹکا دے گی۔

۶۔ یقین رکھو کہ جو لوگ اللہ کے راستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

۷۔ کیونکہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اپنی لغزش پر اللہ کے سامنے سر بسجود ہو گئے اور توبہ کی اور اپنی اس لغزش پر اللہ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس لغزش کو معاف فرمایا جس کا تذکرہ اس آیت میں کیا گیا کہ ہم نے انہیں انکی اس لغزش پر معافی دے دی، اس وجہ سے کہ انکا ہمارے پاس ایک خاص مقام ہے اور بروز قیامت ایک خاص ٹھکانہ ان کے لئے مقرر ہے، اس مقام کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ انہیں معاف کر دیا جائے جبکہ انہیں اپنی لغزش کا احساس ہو گیا اور انہوں نے اس پر اپنے رب سے رجوع کر کے معافی بھی مانگی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہاں توبہ کے لئے سجدہ کیا تھا اور ہم بطور شکر سجدہ کرتے ہیں۔ (نسائی ۹۵۷) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بطور نصیحت چند باتیں حضرت داؤد علیہ السلام سے کہیں جنکا یہاں تذکرہ ہے کہ اے داؤد! ہم نے آپ کو اس زمین میں خلیفہ بنا کر بھیجا ہے، تو جس مالک نے آپ کو خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اس مالک نے کبھی کسی پر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی کسی کے ساتھ ناانصافی کی، تو آپ بھی جبکہ خلیفہ ہیں تو آپ بھی کبھی ظلم نہ کرنا اور جب کبھی آپ فیصلہ کرنے کے لئے بیٹھیں تو انصاف سے فیصلہ کرنا اور انصاف سے فیصلہ کرنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ دونوں فریقوں کی بات کو پہلے غور سے سنا جائے، صرف ایک کی بات سن کر فیصلہ مت کرنا اور ہاں! اپنے دل کی بات سن کر بھی فیصلہ مت کرنا بلکہ دلیلیں اور شواہد جس کے حق میں ہوں اس کے حق میں فیصلہ سنانا اس لئے کہ انسان اکثر اپنی خواہش اور دل کی بات سنتا ہے تو وہ اپنے فیصلہ میں غلط ہو جاتا ہے جیسا کہ اگر اسکے سامنے اسکے دوست اور اسکے دشمن کا فیصلہ آئے گا تو اگر وہ دل کی بات سے گا تو دوست کے حق میں فیصلہ سنائے گا جو کہ حق کے خلاف ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں کسی کو اپنی آنکھوں سے اللہ کے حدود کی خلاف ورزی کرتا دیکھ لوں تو فوراً اس کی پکڑ نہیں کرتا بلکہ میں اپنے علاوہ کسی اور کی گواہی طلب کرتا ہوں، اگر کوئی دوسرا بھی اس کی گواہی دیدے تو تب میں اس پر حد لگاتا ہوں۔ (الہدرا لمیر لابن ملقن - ج ۹، ص ۶۰۹) اور یہ غلطی کرنا انسان کو اللہ کے راستے سے بہکا دیتا ہے، لہذا فیصلہ کرتے وقت ان چیزوں کا خیال کرنا کیونکہ جو اللہ کے راستے سے گمراہ ہو جاتا ہے تو اسکے اندر یہ صفت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ آخرت کو بھول جاتا ہے اور اسے پس پشت ڈال دیتا ہے جس کی وجہ سے اسے آخرت میں سخت عذاب ہوگا، سورۃ نساء کی آیت نمبر ۵۸ میں بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤْتُوْا اِلٰى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اللّٰهُمَّ يٰۤاِنَّ اللّٰهَ دِيْتَاہے کہ تم لوگ امانتیں انکے مالکوں کو ادا کر دو، اور (یہ بھی تمہیں حکم دیتا ہے کہ) جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر، سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۴۲ میں بھی اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو انصاف سے فیصلہ کرنے کا حکم فرما رہے ہیں کہ اِنْ حَكَمْتُمْ فَاَحْكُمُوْا بِالْقِسْطِ جب آپ انکے بیچ فیصلہ کریں تو انصاف سے فیصلہ کریں۔

﴿درس نمبر ۱۷۰﴾ ہم نے کوئی چیز بیکار پیدا نہیں کی ﴿ص ۲۷-۲۹﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۗ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۗ فَوَيْلٌ

لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ۝ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ
فِي الْاَرْضِ ۝ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفَجَّارِ ۝ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبْرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا
اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُو الْاَلْبَابِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اور ہم انہیں خَلَقْنَا ہم نے پیدا کیا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ آسمان اور زمین کو اور مَا جو کچھ
کہ بَيِّنَةٌ ہما ان کے درمیان ہے باطلًا بے کار ذَلِكْ یہ حَقُّ گمان ہے الَّذِيْنَ ان لوگوں کا جنہوں نے كَفَرُوا
کفر کیا قَوْلٌ چنانچہ ہلاکت ہے لِّلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے كَفَرُوا کفر کیا مِنَ النَّارِ اَمْ کیا
نَجْعَلُ ہم کر دیں گے الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جو اٰمَنُوا ایمان لائے وَ اور عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے الصَّٰلِحٰتِ
نیک كَالْمُفْسِدِيْنَ ان لوگوں کی مانند جو فساد کرنے والے ہیں فِي الْاَرْضِ زمین میں اَمْ کیا نَجْعَلُ ہم کر دیں
گے الْمُتَّقِيْنَ پرہیزگاروں کو كَالْفَجَّارِ بدکاروں کی مانند كِتٰبٌ ایک کتاب ہے اَنْزَلْنٰهُ ہم نے نازل کیا اسے
اِلَيْكَ آپ کی طرف مُبْرَكٌ بڑی برکت والی ہے لِّيَدَّبَّرُوْا تاکہ وہ غور کریں اٰيٰتِهٖ اس کی آیتوں پر وَ اور
لِيَتَذَكَّرَ تاکہ نصیحت پڑیں اُولُو الْاَلْبَابِ عقل والے

ترجمہ:- اور ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان جو چیزیں ہیں اُن کو فضول ہی پیدا نہیں کر دیا۔ یہ تو ان
لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کفر اختیار کر لیا ہے، چنانچہ ان کافروں کیلئے دوزخ کی شکل میں بڑی تباہی ہے۔ جو لوگ
ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں، کیا ہم ان کو ایسے لوگوں کے برابر کر دیں گے جو زمین میں فساد
مچاتے ہیں؟ یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر کر دیں گے؟ (اے پیغمبر!) یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم
نے تم پر اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور تاکہ عقل رکھنے والے نصیحت حاصل کریں۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان جو چیزیں ہیں انہیں فضول پیدا نہیں کیا۔

۲۔ یہ تو ان لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کفر اختیار کر لیا ہے۔

۳۔ ان کافروں کے لئے دوزخ کی شکل میں بڑی تباہی ہے۔

۴۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے کیا ہم انہیں ان لوگوں کے برابر کر دیتے جو زمین میں فساد مچاتے ہیں؟

۵۔ کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر کر دیں گے؟

۶۔ اے پیغمبر! یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپ پر اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس کی آیتوں میں

غور و فکر کریں۔

۷۔ عقل رکھنے والے اس سے نصیحت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے اس آسمان وزمین اور جو جو بھی ان دونوں چیزوں کے درمیان ہیں یعنی شجر، حجر، انسان اور جانور، چرند پرند وغیرہ ان ساری چیزوں کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہے، اور سب سے بڑا مقصد ان چیزوں کو پیدا کرنے کا یہ ہے کہ انسان ان چیزوں کی پیدائش، بناوٹ و خلقت پر غور و فکر کرے، جب کوئی شخص ان چیزوں پر غور کریگا تو اسے ان چیزوں کے پیدا کرنے والے کے بارے میں معلوم ہوگا کہ یہ چیزیں جو ہم ہماری آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں اتنی بڑی بھی ہیں کہ جنہیں ہماری آنکھیں پورا گھیر بھی نہیں سکتیں اور اتنی چھوٹی بھی ہیں کہ ہم کسی آلہ کے بغیر اسے دیکھ بھی نہیں سکتے، تو یقیناً انکا پیدا کرنے والا بڑی قدرت کا مالک ہے اور ایسے ہی خالق کی ہمیں عبادت کرنی چاہئے، اس طرح ان چیزوں پر غور و فکر کر کے انسان اپنے مالک کو پہچان سکتا ہے، مگر یہ جو کفار و مشرکین ہیں انکا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں کو ایسے ہی بغیر مقصد کے پیدا کیا ہے، قیامت قائم نہیں ہوگی اور ہمیں وہاں اپنے کئے کا حساب دینا نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ اس جیسی سوچ رکھنے والوں کو تنبیہ کر رہے ہیں کہ جو کوئی اس طرح کی سوچ رکھے گا اور اللہ کی قدرت اور اس کے خالق ہونے کا انکار کریگا تو ایسے لوگوں کو یہی خالق و مالک کل قیامت کے دن جہنم کی آگ میں ڈال کر ہلاک کر دے گا، یہ سزا انہیں انکے اعمال کے بدلہ میں ہے اور اس دن کے جھٹلانے کے نتیجہ میں انہیں دی جائے گی۔ سورۃ مومنوں کی آیت نمبر ۱۱۵ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۹۱ میں عقلمندوں کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ۙ پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا معلوم یہ ہوا کہ کائنات کا ہر ذرہ کسی نہ کسی مقصد سے پیدا کیا گیا ہے کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار، بے مقصد پیدا کیا اور تم یہ سوچتے ہو کہ تمہیں دوبارہ اللہ کے پاس نہیں لوٹنا ہے؟۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور کافروں کے درمیان عدم برابری کو واضح کر رہے ہیں اور ان مشرکین کو آگاہ کر رہے ہیں کہ جو نیک ہوگا، مومن ہوگا، صالح ہوگا، جو اپنے رسول پر ایمان لایا ہوگا، انکی باتوں کو سچ مانا ہوگا اسکا مرتبہ اللہ کے نزدیک بہت اونچا ہے اور ان جیسے لوگوں کی جزا بھی بہت عمدہ ہوگی إِنَّ الْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (القلم ۳۴) بیشک متقی اپنے رب کے ہاں نعمتوں کے باغات میں ہوں گے لیکن تم جیسے کافروں کی جزا تو بہت خطرناک ہوگی، دکھتی آگ میں تمہیں ڈالا جائے گا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا (النساء ۱۵۱) اور ہم نے کافروں کے لئے توہین آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے تو اب بتاؤ کہ ایک تو وہ ہے جسے اللہ نے اس کے اعمال کے بدلے نعمتوں سے نوازا اور ایک وہ ہے جسے اسکے اعمال بد کی وجہ سے جہنم میں ڈالا گیا، تو کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ایک کو تو انعامات ملے ہیں اور دوسرے کو سزا تو یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے اَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے اور نیک اعمال کئے ان کی طرح بنا دیں گے جو

زمین میں فساد کرتے ہیں؟ یا ہم پر ہیزگاروں کو فاجروں کی طرح بنا دیں گے؟ یہ تو جہاں مخلوقات کو پیدا کرنے کا مقصد کہ ان کے ذریعہ ان کے خالق و مالک تک رسائی ہو جائے اور اب جو کتاب اللہ نے بھیجی ہے اس کا کیا مقصد ہے؟ کہا گیا کہ جو کلام اللہ نے نازل کیا اور اپنے رسول پر اسے اتارا وہ بابرکت ہے، بابرکت اس طور سے کہ اس کلام میں اللہ نے دلوں کی شفاء رکھی ہے اس کلام کے ذریعہ بندوں کی زندگی میں چین و سکون بھی آتا ہے اور رنج و غم دور بھی ہوتا ہے اور اس کلام کے ذریعہ انسان کی زندگی سنور بھی جاتی ہے اور بھی بہت سی برکتیں اس پاک کتاب میں پوشیدہ ہیں کہ اگر انسان اس کتاب میں غور و فکر کریگا تو اسے پتا چل جائیگا اور جو جتنا اس کلام کو سمجھے گا اسے اتنا ہی فائدہ پہنچے گا اور اس کتاب کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس کتاب میں غور و فکر کیا جائے، اس میں موجود احکامات کا پتہ لگایا جائے اور اس پر عمل کیا جائے جیسا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہاں پر "لَيْدًا بِرُؤَايَا آيَاتِهِ" کا مطلب یہ ہے کہ اپنے عمل کے ذریعہ اس کتاب کی اتباع کی جائے، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ قرآن کے الفاظ کو یاد کر کے اسکے احکامات کو ضائع کر کے (یعنی اس پر عمل نہ کر کے) کوئی اس کتاب میں غور نہیں کر سکتا، ہاں البتہ اس وقت یہ تو کہا جائیگا کہ اس نے پورا قرآن تو پڑھ لیا مگر اس قرآن نے نہ تو اسکے اخلاق کو بہتر بنایا اور نہ ہی اسکے عمل کو، کیونکہ اس نے کلام کو سمجھے اور اس پر عمل کرنے کی غرض سے نہیں پڑھا۔ (التفسیر المیر - ج ۲۳، ص ۱۹۵) آگے اللہ تعالیٰ بھی یہی فرما رہے ہیں کہ اس قرآن سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور نصیحت حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوتے ہیں اور عقلمند آدمی کی یہ نشانی ہے کہ وہ کوئی بھی چیز پڑھتا ہے تو بغیر سمجھے آگے نہیں بڑھتا۔ ہمیں بھی آج سے یہ عہد کر لینا ہے کہ ہم جتنا بھی قرآن پڑھیں گے اسے سمجھنے کی کوشش کریں گے اور اس میں جو احکامات بیان کئے گئے ہیں اس پر عمل کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

﴿درس نمبر ۹۱﴾ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے (ص ۳۰-۳۲)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ
 الصُّفُنُ الْمُجَيَّادُ ۝ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي ۝ حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ
 ۝ رُدُّوهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ: - اور وہبنا ہم نے عطا کیا لداؤد داؤد کو سُلَيْمَانَ سلیمان نِعْمَ الْعَبْدُ اچھا بندہ تھا إِنَّهُ بلاشبہ وہ أَوَّابٌ بہت رجوع کرنے والا تھا إِذْ جب عُرِضَ پیش کیے گئے عَلَيْهِ اس پر بِالْعَشِيِّ شام کے وقت الصُّفُنُ الْمُجَيَّادُ اصیل تیز رو اُجیاد عمدہ فَقَالَ تو اس نے کہا إِنِّي بلاشبہ میں نے أَحْبَبْتُ محبوب رکھا ہے حُبَّ الْخَيْرِ

مال کی محبت کو عنقریب اپنے رب کی یاد کی وجہ سے سختی یہاں تک کہ تو اڑت چھپ گئے پالہ جاب اوٹ میں رُوٹوہا ان کو واپس لاؤ علیٰ میرے پاس فَطَفِقَ تُووہ لگے مَسْحَاهُ پھیرنے پالہ شَوْقِ پنڈلیوں پر واور الْأَعْتَابِ گردنوں پر

ترجمہ:- اور ہم نے داؤد کو سلیمان (جیسا بیٹا) عطا کیا، وہ بہترین بندے تھے، واقعی وہ اللہ سے خوب لو لگائے ہوئے تھے O (وہ ایک یادگار وقت تھا) جب ان کے سامنے شام کے وقت اچھی نسل کے عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے O تو انہوں نے کہا: ”میں نے اس دولت کی محبت اپنے پروردگار کی یاد ہی کی وجہ سے اختیار کی ہے“ یہاں تک کہ وہ اوٹ میں چھپ گئے O (اس پر انہوں نے کہا:) ”ان کو میرے پاس واپس لے آؤ، چنانچہ وہ (ان کی) پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا۔ ۲۔ وہ بہترین بندے تھے۔

۳۔ واقعی وہ اللہ سے خوب لگاؤ لگائے ہوئے تھے۔

۴۔ جب ان کے سامنے شام کے وقت اچھی نسل کے عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے۔

۵۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے پروردگار کی یاد پر ان گھوڑوں کی محبت کو ترجیح دی۔

۶۔ یہاں تک کہ آفتاب چھپ گیا ۷۔ انہوں نے کہا ان کو میرے پاس لے آؤ۔

۸۔ جب وہ آئے تو وہ انکی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ان آیات میں کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو نیک و فرمانبردار بیٹے کی شکل میں حضرت سلیمان علیہ السلام عطا کیا، جو اپنے والد ہی کی طرح اللہ سے بڑے لو لگانے والے تھے، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں حضرت مکول رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بیٹے کی شکل میں حضرت سلیمان عطا کیا تو داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے چند سوالات کئے کہ اے بیٹے! سب سے اچھی چیز کیا ہے؟ آپ نے کہا کہ اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کی جانب سے عطا کردہ اطمینان، پھر پوچھا کہ سب سے بری چیز کیا ہے؟ آپ نے کہا ایمان لانے کے بعد کفر کرنا، پھر پوچھا کہ سب سے میٹھی چیز کیا ہے؟ آپ نے کہا اللہ کا اپنے بندوں کے درمیان رحمت کا معاملہ کرنا، پھر پوچھا کہ سب سے ٹھنڈی چیز کیا ہے؟ آپ نے کہا اللہ کا انسانوں کو درگزر کرنا اور انسانوں کا ایک دوسرے کو درگزر کرنا، اسکے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اب تم نبی بن چکے ہو۔ (الدر المنثور ج، ۷، ص، ۱۷۵)

اسکے بعد بیان کیا گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو گھوڑوں سے محبت تھی اور یہ محبت اس لئے نہیں تھی کہ یہ

مال و دولت انکے پاس ہے بلکہ ان سے محبت اس لئے تھی کہ یہ اللہ کی نعمت ہے جو اللہ نے انہیں عطا کی ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، صرف اللہ کی خاطر ان گھوڑوں سے انہیں محبت تھی نہ کہ دنیا کی محبت میں، بعض مفسرین نے کہا کہ یہ گھوڑے اللہ تعالیٰ نے بطور خاص آپ کو عطا فرمائے تھے جو کہ سمندر سے نکلے تھے اور جنہیں پر بھی تھے، بعض مفسرین نے کہا، مگر یہاں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب وہ گھوڑے آپ کی آنکھوں سے دور ہو جاتے تو آپ ان کے لئے تھوڑا سا لے چین ہو جاتے اور انہیں اپنے پاس بلا بھیجتے پھر ان پر محبت سے ہاتھ پھیر کر دل کو سکون پہنچاتے۔

﴿درس نمبر ۹۲﴾ ہم نے سلیمان کی ایک آزمائش کی تھی ﴿ص ۳۲-۳۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ۖ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :- و اور لَقَدْ البتہ تحقیق فَتَنَّا ہم نے آزمایا سُلَيْمَانَ سلیمان کو و اور أَلْقَيْنَا ہم نے ڈالا اعلیٰ کُرْسِيِّهِ اس کی کرسی پر جَسَدًا ایک دھڑ ٹم پھر أَنَابَ وہ رجوع ہوا قَالَ اس نے کہا رَبِّ اے میرے رب اغْفِرْ تو بخش دے لِي مجھے و اور هَبْ تو عطا کر لِي مجھے مُلْكًا ایسی بادشاہی کہ لَّا يَنْبَغِي لَانقہ ہو لَّا أَحَدٍ کسی کے لیے مِّنْ بَعْدِي میرے بعد إِنَّكَ أَنْتَ بلاشبہ تو ہی ہے الْوَهَّابُ بہت عطا کرنے والا۔

ترجمہ :- اور یہ بھی واقعہ ہے کہ ہم نے سلیمان کی ایک آزمائش کی تھی اور ان کی کرسی پر ایک دھڑ لا کر ڈال دیا تھا، پھر انہوں نے (اللہ سے) رجوع کیا ۱۰ کہنے لگے کہ ”میرے پروردگار! میری بخشش فرمادے اور مجھے ایسی سلطنت بخش دے جو میرے بعد کسی اور کے لئے مناسب نہ ہو۔ بیشک تیری، اور صرف تیری ہی ذات وہ ہے جو اتنی سخی داتا ہے۔“

تشریح :- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- ہم نے سلیمان کی ایک آزمائش کی تھی۔ ۲- ان کی کرسی پر ایک دھڑ لا کر ڈال دیا تھا۔

۳- پھر انہوں نے اللہ سے رجوع کیا۔ ۴- کہنے لگے کہ میرے پروردگار! میری بخشش فرمادے۔

۵- مجھے ایسی سلطنت بخش دے جو میرے بعد کسی کے لئے مناسب نہ ہو۔

۶- بے شک تیری ہی ذات وہ ہے جو اتنی سخی داتا ہے۔

یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کی آزمائش کا تذکرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی کوئی آزمائش کی تھی، وہ کیا

آزمائش تھی؟ اس سے متعلق بہت ساری اسرائیلی روایات ہیں جو اس بارے میں بیان کی گئی ہیں مگر وہ روایتیں بھی ایسی ہیں جن کا بیان کرنا گویا نبی کی شان میں کمی کرنے کے مترادف ہے اس لئے ان جیسی روایتوں کو بیان نہ کیا جائے تو بہتر ہے، ہاں! البتہ ایک روایت صحیح حدیث سے ثابت ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ میں آج رات اپنی سویا تانوں سے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ان میں سے ہر ایک سے ایسا گھوڑا اور مجاہد پیدا ہوگا جو اللہ کے راستے میں جہاد کریگا، ان کے ساتھی نے ان سے کہا ان شاء اللہ کہہ دو مگر انہوں نے نہیں کہا چنانچہ ان سب بیویوں میں سے سوائے ایک کے کسی کو حمل نہ ٹھہرا اور جسے حمل ٹھہرا تھا وہ بھی ناقص تھا، اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں محمد کی جان ہے، اگر وہ ان شاء اللہ کہہ دیتے تو ان سب بیویوں کو مجاہد لڑکا پیدا ہوتا جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا۔ (بخاری ۲۸۱۹) یہ واقعہ صحیح روایات سے ثابت ہے جس کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ شاید اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کی ہو، اس آزمائش کا نتیجہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بادشاہت کو آپ سے چھین لیا اور آپ کی جگہ آپ کی صورت میں دوسرے کو آپ کے تخت پر بٹھادیا، اب سوال یہ ہے کہ وہ کون شخص تھا جسے اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی جگہ بادشاہ بنا کر بٹھادیا تو بعض روایات میں یہ تذکرہ ہے کہ وہ شیطان تھا جسے اللہ تعالیٰ نے اس تخت پر بٹھایا اور وہ چالیس دن تک اسی تخت پر بیٹھا حکمرانی کرتا رہا۔ (الدر المنثور ج ۷، ص ۱۸۵) بہر حال جیسی بھی آزمائش اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی کی وہی بہتر جانتا ہے اور جب آپ پر یہ آزمائش کا سخت دور آیا تو آپ اللہ کی جانب فوراً رجوع ہو گئے اور اپنی بھول پر اللہ سے گڑگڑا کر معافی مانگنے لگے، آخر کار اللہ تعالیٰ نے آپ پر رحم فرمایا اور آپ کی اس بھول چوک کو معاف فرمادیا، اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ثُمَّ** **اَكْتَابَ** **غُلَطِي** **كَاهُونَ** **انسانی فطرت ہے، لیکن اس غلطی پر اللہ سے معافی مانگنا بھی اصل بندگی ہے اور جو اپنی غلطی پر شرمندہ نہ ہو اور اللہ سے معافی نہ مانگے وہ انسان نہیں بلکہ شیطان ہوتا ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **كُلُّ** **يَعْنِي** **اَدَمَ** **خَطَاةً** **وَخَيْرُ** **الْمُخْطَاةِ** **الَّتِي** **اَبُو** **ن** **ہر نبی آدم خطا کرنے والا ہوتا ہے لیکن خطا کرنے والوں میں سب سے اچھے وہ ہیں جو سب سے زیادہ توبہ بھی کرنے والے ہوں۔ (ترمذی ۲۴۹۹) اپنی خطاؤں پر نادم و شرمندہ ہونا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی اپنی خطا پر اللہ سے معافی مانگی لیکن غلطی کر کے اس پر ڈٹے رہنا اور معافی نہ مانگنا یہ شیطان کا طریقہ ہے، ہمیں اپنے اندر انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت کو پیدا کرنا چاہئے نہ کہ شیطان کی، اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کرنے والوں میں شامل فرمائے آمین، پھر آگے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خطا کو معاف فرمادیا تو آپ نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! آپ نے مجھ سے یہ حکومت چھینی تھی اب مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کو ایسی حکومت نہ ملے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وہ دعا قبول فرمائی اور ہواؤں جنات اور چرند پرند سب کو آپ کے تابع کر دیا۔****

﴿درس نمبر ۱۷۹۳﴾ ہم نے ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے قابو میں کر دیا ﴿ص ۳۶-۳۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝ وَالشَّيْطٰنِ كُلِّ بَنَاءً ۝ وَغَوَاصٍ ۝
وَأٰخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِی الْاَصْفَادِ ۝ هٰذَا عَطَاؤُنَا فَاْمَنْنُ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَاِنَّ
لَهُ عِنْدَنَا لَلْزُلْفٰی وَحُسْنَ مَّآبٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَسَخَّرْنَا چنانچہ ہم نے تابع کر دی لہٰذا اس کے الرِّيح ہوا تجریمی وہ چلتی ہے بِأَمْرِهِ اس کے حکم سے رُخَاءً نرمی سے حَيْثُ أَصَابَ جہاں کا وہ ارادہ کرتا ہے وَاور الشَّيْطٰنِ شیطانون کو کُلِّ ہر بَنَاءً عمارت بنانے والے وَاور غَوَاصٍ غوط لگانے والے کو وَاور اٰخَرِينَ دوسروں کو مُقَرَّنِينَ جکڑے ہوئے تھے فِی الْاَصْفَادِ زنجیروں میں ہٰذَا یہ ہے عَطَاؤُنَا تمہاری بخشش فَاْمَنْنُ پھر احسان کر اَوْ اَمْسِكْ محفوظ رکھ بِغَيْرِ نہیں ہوگا حِسَابِ کوئی حساب وَاور اِنَّ بے شک لہٰذا اس کے لیے عِنْدَنَا ہمارے پاس لَلْزُلْفٰی البتہ بڑا قرب ہے وَاور حُسْنَ اچھا مَّآبٍ ٹھکانا ہے

ترجمہ:- چنانچہ ہم نے ہوا کو ان کے قابو میں کر دیا جو ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے، ہموار ہو کر چلا کرتی تھی ۝ اور شریر جنات بھی ان کے قابو میں دے دیئے تھے، جن میں ہر طرح کے معمار اور غوط خورشامل تھے ۝ اور کچھ وہ جنات جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ۝ (اور ان سے کہا تھا کہ) ”یہ ہمارا عطیہ ہے، اب تمہیں اختیار ہے کہ احسان کر کے کسی کو کچھ دو، یا اپنے پاس رکھو، تم پر کسی حساب کی ذمہ داری نہیں ہے۔“ ۝ اور حقیقت یہ ہے کہ ان کو ہمارے پاس خاص تقرب حاصل ہے، اور بہترین ٹھکانا!

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ ہم نے ہوا کو ان کے قابو میں کر دیا جو ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے ہموار ہو کر چلا کرتی تھی۔
- ۲۔ شریر جنات بھی ان کے قابو میں دیدئے تھے جن میں ہر طرح کے معمار اور غوط خورشامل تھے۔
- ۳۔ اسکے علاوہ کچھ وہ جنات بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔
- ۴۔ ہم نے ان سے کہا تھا کہ یہ ہمارا عطیہ ہے اب تمہیں اختیار ہے کہ تم احسان کر کے کسی کو کچھ دو یا اپنے پاس رکھو۔
- ۵۔ تم پر کسی حساب کی ذمہ داری نہیں۔

۶۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کو ہمارے پاس خاص تقرب حاصل ہے اور بہترین ٹھکانہ ہے۔
پچھلی آیتوں میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کا ذکر تھا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ایک عظیم سلطنت

عطا کرنے کی درخواست کی تھی، اس درخواست کی قبولیت کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی دعا کی وجہ سے انہیں ہواؤں پر اختیار دیا کہ وہ جب چاہے جہاں چاہے وہ ہوائیں انہیں لیکر چلا کرتیں، کئی کئی دنوں کا سفر اس کے ذریعہ آپ چند گھنٹوں میں پورا کر لیتے، اسی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے شریر شیاطین کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا کہ وہ آپ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کرتے تھے اور جو آپ انہیں حکم دیتے وہ اسے پورا کرتے، آپ کے حکم پر اونچی اونچی عمارتیں تیار کرتے اور ان کے حکم پر سمندر کی تہہ میں غوطہ لگا کر موتیاں نکال لاتے، ان کے علاوہ بھی کچھ جنات ایسے تھے جو دیگر لوگوں کو پریشان کیا کرتے تھے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں زنجیروں میں جکڑ کر قیدی بنا کر رکھا تھا تا کہ ان کے شر سے دوسروں کو محفوظ رکھا جاسکے، سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۸۱ اور ۸۲ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسکا تذکرہ فرمایا اور سورہ ساء کی آیت نمبر ۱۲ میں بھی اسکا تذکرہ موجود ہے وہاں پر تفصیل سے یہ واقعہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے سلیمان! آپ کی دعا پر ہم نے آپ کو یہ عطیہ عطا کیا ہے اب آپ کی مرضی اور آپ کو اس بات کا اختیار ہے کہ چاہے تو آپ اس دولت کو اپنے پاس رکھیں یا اس دولت کو بانٹتے پھریں، آپ کی اس سلسلہ میں کوئی سرزنش نہیں کی جائے گی، فَمَا مَنُكُ وَأَوْ أَمْسِكُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اب تو احسان کریا روک رکھ کچھ حساب نہیں بعض نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جن جنات کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے تابع کر دیا ان جنات میں سے جسے چاہے آپ آزاد کر دیں اور جسے چاہے آپ اپنے پاس رکھیں، اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں کئی ایک بیویاں تھیں جن کے بارے میں انہوں نے کہا تھا کہ میں ان میں سے ہر ایک کے پاس اس رات جاؤں گا اور اس سے ان سب کو حمل ٹھہریگا، تو انہی بیویوں کے بارے میں یہاں کہا گیا کہ آپ ان بیویوں میں سے جن کو چاہے اپنے پاس رکھو اور جنہیں چاہے اپنے نکاح سے آزاد کر دو، جو نصیب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہیں ان میں سے آپ جسے چاہے دیں، جسے چاہے نہ دیں آپ کو اختیار ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۲۰۸) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ سلیمان نے اپنی لغزش پر اللہ سے توبہ کی اور اپنی اس لغزش پر معافی مانگی جس کی وجہ سے ان کا مرتبہ ہمارے نزدیک بہت ہی اونچا ہے اور وہ ہم سے بہت قریب ہیں اور آخرت میں تو انہیں بہتر سے بہتر مقام عطا کیا جائیگا۔

﴿درس نمبر ۹۳﴾ ہم نے کہا اپنے پیر زمین پر مارو ﴿ص ۴۱ تا ۴۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَإِذْ كُنَّا عَبْدًا لِّأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ۚ أَرْكُضْ

يَرْجِلِكَ هَذَا مُغْتَسِلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا
وَذِكْرَى لَأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنُثْ ۖ إِنَّا وَجَدْنَاهُ
صَابِرًا ۖ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واورا ڈکڑ آپ یاد کریں عَبْدَنَا اَيُّوب ہمارے بندے ایوب کو اڈ جب کا ذی اس نے
پکارا رَبِّة اپنے رب کو ائی کہ بلاشبہ مَسْبِي بِهِنَا یعنی پہنچائی مجھے الشَّيْطَانُ شیطان نے بِنُصْبٍ تَكْلِيفٍ اور عَذَابٍ اِيذَا
اُرْكُضُ تو مار پر جِلِكَ اپنا پیر هَذَا یہ مُغْتَسِلٌ غسل کرنے کو بَارِدٌ ٹھنڈا اور شَرَابٍ پینے کو اور وَهَبْنَا هُمْ
نے عطا کیے لَه اس کو أَهْلُهُ اس کے گھروالے واور مِثْلَهُمْ ان کے برابر مزید مَعَهُمْ ان کے ساتھ رَحْمَةً
مِنَّا اپنی رحمت سے واور ذِكْرَى لَأُولِي الْأَلْبَابِ عقلمندوں کے لیے واور خُذْ تُو پکڑ بِيَدِكَ اپنے ہاتھ
میں ضِغْثًا ایک مٹھانکوں کا فَاضْرِبْ اور مار پہ اس کے ساتھ واور لَا تَحْنُثْ تُوڑ قسم اِنَّا بے شک ہم نے
وَجَدْنَاهُ پایا اس کو صَابِرًا صابر نِعْمَ الْعَبْدُ اچھا بندہ تھَا إِنَّهُ بلاشبہ وہ أَوَّابٌ بہت رجوع کرنے والا تھا

ترجمہ:- اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو، جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا تھا کہ ”شیطان مجھے
دکھ اور آزار لگا گیا ہے“ ہم نے ان سے کہا ”اپنا پاؤں زمین پر مارو لو ایہ ٹھنڈا پانی ہے نہانے کے لئے بھی، اور
پینے کے لئے بھی۔“ اور (اس طرح) ہم نے انہیں ان کے گھروالے بھی عطا کر دیئے، اور ان کے ساتھ اتنے ہی
اور بھی، تاکہ ان پر ہماری رحمت ہو، اور عقل والوں کے لئے ایک یادگار نصیحت اور (ہم نے ان سے یہ بھی کہا کہ)
”اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھالو، اور اس سے مار دو، اور اپنی قسم مت توڑو۔“ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انہیں بڑا
صبر کرنے والا پایا، وہ بہترین بندے تھے، واقعی وہ اللہ سے خوب لو لگائے ہوئے تھے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو۔

۲۔ جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا تھا کہ شیطان مجھے دکھ اور تکلیف لگا گیا۔

۳۔ ہم نے کہا اپنے پاؤں زمین پر مار لو۔

۴۔ یہ ٹھنڈا پانی ہے نہانے کے لئے بھی اور پینے کے لئے بھی۔

۵۔ ہم نے انہیں ان کے گھروالے عطا کئے۔

۶۔ ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی۔

۸۔ عقل والوں کے لئے یادگار نصیحت ہو۔

۷۔ تاکہ ان پر ہماری رحمت ہو۔

۹۔ ہم نے اس سے کہا کہ اپنے ہاتھ میں مٹھی بھر تنکے لو۔

۱۰۔ اس سے مار دو اور اپنی قسم توڑ دو۔

۱۱۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انہیں صبر کرنے والا پایا۔

۱۲۔ وہ بہترین بندے تھے۔ ۱۳۔ اللہ سے خوب لولگانے والے تھے۔

انبیاء کرام علیہم السلام سے متعلق یہ واقعات اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے اس لئے ذکر فرما رہے ہیں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ان سے پہلے کتنے انبیاء نے بڑی بڑی مصیبتوں پر صبر سے کام لیا، ان واقعات کو سن کر آپ کو بھی ان مشرکوں کی طرف سے دی جانے والی تکلیفوں پر صبر کرنے میں آسانی ہو اور دوسرے لوگ ان واقعات کو دیکھ کر نصیحت حاصل کریں الغرض اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرما رہے ہیں کہ اے نبی! ازرا حضرت ایوب علیہ کا قصہ تو یاد کرو کہ جب اللہ تعالیٰ نے انکو آزمائش میں ڈالا تو اس آزمائش کی تاب نہ لا کر آخر کار انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب اب مجھ میں اس آزمائش کی طاقت باقی نہیں رہی، اس شیطان کی وجہ سے مجھے یہ تکلیف پہنچی ہے، آپ مجھے اس آزمائش سے نجات عطا کیجئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول فرمائی اور کہا کہ اے ایوب! اپنے پیر زمین پر مارو اس سے پانی نکلے گا پھر پانی سے تم غسل کرو اور اس پانی کو پیو اس سے تمہاری تکلیف ختم ہو جائے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کی اٹھارہ سال آزمائش کی اس حال میں سارے تعلق رکھنے والے آپ سے دور ہو گئے سوائے دو آدمیوں کے جو آپ کے مخلص دوست تھے، ان دونوں میں سے ایک نے اپنے دوست سے کہا تمہیں معلوم ہے کہ مجھے لگتا ہے کہ ایوب نے کوئی ایسی غلطی کی ہے جو اب تک کسی نے نہیں کی، اس ساتھی نے کہا وہ کیوں؟ اس نے کہا اٹھارہ سال سے اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم نہیں کیا اور انکی تکلیف کو دور نہیں کیا (یہ اسی غلطی کی وجہ سے ہے جو آپ نے کیا)، پھر وہ دونوں حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس گئے اور ان میں سے ایک نے آپ سے پوچھ لیا، تو حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا مجھے تو بس اتنا یاد ہے کہ میں دو آدمیوں کے پاس سے گزر رہا تھا جو آپس میں جھگڑ رہے تھے اور اس درمیان اللہ کا نام لے رہے تھے، مجھے یہ پسند نہ آیا کہ وہ اپنے جھگڑے کے بیچ اللہ کا نام بغیر کسی حق کے لیں تو میں نے ان کے جھگڑے کو ختم کرنے کی کوشش کی، راوی نے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام اپنی ضرورت سے فارغ ہونے کے لئے جاتے تو آپ کی زوجہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر لیجاتی اور لے آتی، ایک دن آپ کی زوجہ نے آنے میں کچھ تاخیر کی (جس پر آپ نے اللہ کو مدد کے لئے پکارا) تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی جانب وحی بھیجی کہ اپنے پیر کو زمین پر رگڑو، آپ نے پیر رگڑے جس سے پانی نکلا اس پانی سے آپ کو نہانے اور پینے کے لئے کہا گیا آپ نے ایسا ہی کیا تو آپ پہلے جیسے تندرست ہو گئے پھر جب آپ کی زوجہ آپ کے پاس آئیں تو دیکھا کہ کوئی خوبصورت صحت مند انسان بیٹھا ہوا ہے آپ نے ان سے کہا کہ اللہ آپ کو برکت دے یہاں ایک نبی تھے جو کچھ بیمار تھے، اللہ کی قسم! اگر وہ صحت مند ہوتے تو بالکل تم سے بہت مشابہ ہوتے، اس پر حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ وہ نبی میں ہی ہوں، راوی کہتے ہیں کہ آپ کے پاس دو کھلیاں تھے ایک گیہوں کا دوسرا جو کا، اللہ تعالیٰ نے دو بادلوں کو بھیجا، ایک

بادل گیہوں کے کھلیان پر سونا برسوانے لگا تو دوسرا جو کے کھلیان پر سونا برسوانے لگا یہاں تک کہ وہ بھر گیا۔
(تفسیر المیزان، ج، ۲۳، ص، ۲۰۸)

جب حضرت ایوب علیہ السلام بیمار تھے انکی اہلیہ کے سوا سب لوگ انہیں چھوڑ کر چلے گئے تھے جب انکی بیماری دور ہوئی تو جو لوگ چلے گئے تھے وہ پھر واپس آگئے اور اللہ نے انکی اولاد میں اور برکت دی اسی کو یہاں بیان کیا گیا **وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ**۔ یہ اللہ کی رحمت تھی جو اس نے آپ پر کی اور اس واقعہ میں عقلمندوں کے لئے ایک نصیحت بھی ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو اسی طرح آزما تا ہے جب وہ اس آزمائش پر پورے اترتے ہیں تو انکی اس آزمائش کو ختم بھی فرما دیتے ہیں، ہر حال میں ایمان اللہ پر ہونا چاہئے ایسا نہیں کہ کچھ آزمائشیں اور مصیبتیں انساں پر آجائیں اور وہ اللہ سے شکوہ شکایت کرنے لگے یہ کسی مومن کی شان نہیں ہے بلکہ مومن کی شان یہ ہے کہ اللہ کی آزمائشوں پر صبر کرے۔ **وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ** کہ صبر کرنے والوں کو خوشخبریاں سنا دو۔ (البقرہ ۱۵۵)

اگلی آیت میں حضرت ایوب علیہ السلام کا ایک اور واقعہ ذکر کیا جا رہا ہے، واقعہ یہ ہوا کہ شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام کی زوجہ سے طیب کی صورت میں ملاقات کی، آپ کی بیوی نے اسے علاج کرنے کو کہا تو شیطان نے کہا کہ میں انکا علاج کروں گا مگر ایک شرط ہے وہ یہ کہ جب وہ صحت یاب ہو جائیں تو انہیں یہ کہنا ہوگا کہ (اللہ نے نہیں) میں نے انہیں شفا دی ہے؟ آپ کی زوجہ اس بات پر راضی ہو کر آپ علیہ السلام سے مشورہ لینے کے لئے گئیں تو اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی کہ جب میں صحت مند ہو جاؤں گا تو تمہیں سو کوڑے لگاؤں گا اور کہا کہ وہ شیطان ہے جس کی باتوں میں تم آگئی ہو۔ (تفسیر قرطبی، ج، ۱۵، ص، ۲۱۲) جب آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شفا دی تو آپ کو اپنی قسم پر افسوس ہوا کہ میری اس بیماری میں سب نے میرا ساتھ چھوڑ دیا سوائے میری اس بیوی کے تو میں کیسے اب اسے کوڑے لگاؤں؟ اگر کوڑے نہ لگاؤں گا تو میں قسم توڑنے والا بن جاؤں گا اور اگر قسم کو پوری کرتا ہوں تو ایک مخلص بیوی کو تکلیف دینے والا بن جاؤں گا، آپ اس فکر میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ تم ایک کام کرو بار یک جھاڑو کی لکڑی کی طرح سو لکڑی ایک ساتھ باندھ لو اور پھر ان سے اپنی بیوی کو ایک مار مارو، اس طرح آپ کی قسم سو کوڑے مارنے کی بھی پوری ہو جائے گی اور آپ کی بیوی کو اس سے زیادہ تکلیف بھی نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ آپ کی تعریف کے ذریعہ اس قصہ کا اختتام فرما رہے ہیں کہ ہم نے ایوب کو بڑا صبر کرنے والا پایا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام قیامت تک آنے والوں میں سب سے زیادہ صبر کرنے والے ہیں بلکہ آپ تو سب کے سردار ہیں۔ (الدر المنثور، ج، ۷، ص، ۱۹۶) اور وہ بہت ہی اچھے بندے اور اللہ کی جانب رجوع کرنے والے تھے۔

﴿درس نمبر ۱۷۹۵﴾ وہ جو قوت والے اور صاحب بصیرت تھے ﴿ص ۲۵-۲۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَأَذْكَرَ عَبْدَنَا إِبْرَاهِيمَ وَاسْحَقَ وَيَعْقُوبَ أُولَى الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۝ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ
بِمَخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَاذْكَرَ اور یاد کیجئے عَبْدَنَا ہمارے بندوں اِبْرَاهِيمَ اور اسْحَقَ اسحاق وَاو
يَعْقُوبَ یعقوب کو اُولَى الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ جو اصحاب قوت اور بصیرت تھے إِنَّا لَبَشَّرْنَاہُمْ نے اَخْلَصْنَاهُمْ
چن لیا تھا بِمَخَالِصَةٍ ایک خاص کے ساتھ ذِكْرَى الدَّارِ یادِ آخرت وَاو اِنَّہُمْ لَبَشَّرْنَاہُمْ نے اَخْلَصْنَاهُمْ ہمارے
نزدیک لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ البتہ برگزیدہ بہترین بندوں میں سے تھے

ترجمہ:- اور ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو (نیک عمل کرنے والے) ہاتھ اور
(دیکھنے والی) آنکھیں رکھتے تھے ۝ ہم نے انہیں ایک خاص وصف کے لئے چن لیا تھا، جو (آخرت کے)
حقیقی گھر کی یاد تھی ۝ اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے نزدیک وہ چنے ہوئے بہترین لوگوں میں سے تھے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- ہمارے بندوں میں ابراہیم، اسحق اور یعقوب علیہم السلام کو یاد کرو جو قوت والے اور صاحب بصیرت تھے۔

۲- ہم نے انہیں ایک خاص وصف کے لئے چن لیا جو حقیقی گھر کی یاد تھی۔

۳- حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے بہترین لوگوں میں سے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام اور پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر
کیا جا رہا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے بندوں ابراہیم، اسحق اور یعقوب کو یاد کرو کہ انہوں نے صبر سے کام
لیا؟ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے اللہ کی خاطر اس تکلیف پر صبر کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا
کہ اللہ تعالیٰ نے انکے اس صبر کے بدلے اس آگ کو بوی ٹھنڈا کر دیا، اسکے بعد حضرت اسحق علیہ السلام نے اپنی قوم
بنو اسرائیل کو دعوت دیتے وقت جو تکلیفیں انہیں پہنچی اس پر انہوں نے بھی صبر سے کام لیا، اسی طرح حضرت یعقوب
علیہ السلام کا اپنے بیٹے یوسف کی جدائی میں رورو کر جو حال تھا اس پر انہوں نے صبر سے کام لیا اور وہ اللہ سے دعاء
و مناجات کرتے رہے، انکے انہی مناجات و دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے بیٹے حضرت یوسف
علیہ السلام سے ملا دیا اور آپ کی کھوئی ہوئی بینائی بھی واپس کر دی، ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات
آپ کے سامنے بیان کئے جا رہے ہیں تاکہ آپ کو بھی ان مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کرنے میں ہمت اور مدد ملے اور

جس طرح ان انبیاء کرام علیہم السلام کے صبر کرنے کی وجہ سے انکی مدد کی گئی اسی طرح آپ کی بھی مدد کی جائے گی اور ان مشرکین کو ہلاک کیا جائے گا بس آپ تھوڑا سا صبر کیجئے پھر دیکھئے کہ اللہ کیا کرتا ہے؟ یہ انبیاء کرام علیہم السلام بڑی قوت والے تھے کہ وہ اللہ کے نافذ کردہ امور کو بخوبی انجام دیتے تھے اور اسکے ادا کرنے میں کسی قسم کی تکلیف و پریشانی کا خیال بھی نہیں کرتے تھے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں بصیرت و سمجھ اعلیٰ درجہ کی عطا کی تھی، یہ انبیاء کرام علیہم السلام اس وجہ سے صبر کرتے رہے کہ ہم نے انکے اور انکے لوگوں کو اسلام کی جانب بلائے انہیں اطاعت پر ابھارنے کی وجہ سے آخرت کا گھر خاص کر دیا اور یہ انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کے چنے ہوئے بندوں میں سے تھے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام وہ بھی نبی، انکے بیٹے حضرت اسحق وہ بھی نبی، انکے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام وہ بھی نبی، اس طرح اللہ تعالیٰ نے نبوت کو انکی نسل میں باقی رکھا، یہ اللہ کا خاص انعام حضرت ابراہیم علیہم السلام پر ہوا۔

﴿درس نمبر ۱۷۹۶﴾ متقیوں کا آخری ٹھکانہ بہترین ہوگا ﴿ص ۳۸-۵۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 وَادْكُرِ اسْمَعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِنَ الْاٰخِيَارِ ۝ هٰذَا ذِكْرٌ وَّانَّ لِلْمُتَّقِيْنَ
 لِحُسْنِ مَّآبٍ ۝ جَدَّتْ عَدْنٌ مُّفْتَحَةٌ لَهُمْ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّكِمِيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا
 بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَّابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قُضُوْا الطَّرْفِ اَثْرَابٌ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واوراد کُر یاد کیجئے اسمعیل واور الیسع واور ذوالکفل ذوالکفل کو واور
 کُلُّ ہر ایک وَاخِيَارِ نیکوں میں سے تھا لہذا یہ ذِکْرُ ایک نصیحت ہے واور اِنَّ بے شک لِلْمُتَّقِيْنَ متقیوں
 کے لیے لِحُسْنِ مَّآبٍ البتہ اچھا ٹھکانا ہے جَدَّتْ باغات ہیں عَدْنٍ ہمیشہ رہنے کے مُفْتَحَةٌ کھلے ہوں گے
 لَهُمْ ان کے لیے الْاَبْوَابِ دروازے مُتَّكِمِيْنَ تکیہ لگائے ہوں گے فِيْهَا ان میں يَدْعُوْنَ وہ منگوائیں گے
 فِيْهَا ان میں بِفَاكِهَةٍ میوے کَثِيْرَةٍ بہت سے وَّشَرَّابٍ مشروبات واور عِنْدَهُمْ ان کے پاس
 ہوں گے قُضُوْا الطَّرْفِ نیچی نگاہ رکھنے والیاں اَثْرَابٍ ہم عمر

ترجمہ:- واور اسمعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو یاد کرو۔ اور یہ سب بہترین لوگوں میں سے تھے۔ یہ
 سب کچھ ایک نصیحت کا پیغام ہے اور یقین جانو کہ جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں، آخری ٹھکانے کی بہتری انہی کے
 حصے میں آئے گی ۝ یعنی ہمیشہ بے رہنے کے لئے جنہیں جن کے دروازے اُن کے لئے پوری طرح کھلے ہوں گے ۝
 جہاں وہ تکیہ لگائے ہوئے بہت سے میوے اور مشروبات منگوار ہے ہوں گے ۝ اور اُن کے پاس وہ ہم عمر خواتین
 ہوں گی جن کی نگاہیں (اپنے شوہروں پر) مرکوز ہوں گی۔

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اسماعیل، یسع اور ذوالکفل کو یاد کرو۔ ۲۔ یہ سب بہترین لوگوں میں سے تھے۔

۳۔ یہ سب کچھ ایک نصیحت کا پیغام ہے۔

۴۔ یقین جانو جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں، آخری ٹھکانہ کی بہتری انہی کے حصہ میں آئے گی۔

۵۔ ہمیشہ بے رہنے کے لئے جنتیں جتنے دروازے انکے لئے پوری طرح کھلے ہوں گے۔

۶۔ جہاں وہ تکیہ لگائے ہوئے بہت سے میوے اور مشروبات منگوار ہے ہوں گے۔

۷۔ انکے پاس وہ ہم عمر خواتین ہوں گی جنکی لگا ہیں اپنے شوہروں پر مرکوز ہوں گی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آپ کے ساتھ دیگر دو انبیاء حضرت یسع اور ذوالکفل علیہما السلام کا تذکرہ

کیا گیا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان انبیاء کے بارے میں بھی جان لیجئے اور انکا قصہ ان مشرکین کو سنائیے

تا کہ آپ کو بھی صبر کرنے میں آسانی ہو اور یہ مشرکین بھی ان واقعات سے کچھ نصیحت حاصل کر سکیں، حضرت اسماعیل

علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے اور اکثر مفسرین کے نزدیک ذبح کا قصہ آپ ہی کی جانب

منسوب ہے، اور حضرت یسع کون تھے اس بارے میں امام زحلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ حضرت الیاس علیہ السلام

کے خلیفہ تھے جو بعد میں نبی بنے جو بنو اسرائیل کی جانب بھیجے گئے تھے، اسکے بعد حضرت ذوالکفل کے بارے میں

بیان کیا گیا کہ وہ حضرت یسع علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے، انکی نبوت کے بارے میں بعض نے اختلاف کیا

ہے مگر امام زحلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ صحیح قول یہ ہے کہ وہ نبی تھے۔ (التفسیر المیزان، ج، ۲۳، ص، ۲۱۳)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے صبر کے واقعات تو معلوم ہیں کہ کس طرح وہ اپنے والد کے خواب کو پورا کرنے کے

لئے اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لئے تیار ہو گئے، مگر حضرت یسع اور ذوالکفل علیہما السلام کے

واقعات کیا ہیں؟ اسکا کسی جگہ تذکرہ نہیں ہے، قرآن کریم میں حضرت یسع اور ذوالکفل علیہما السلام کا تذکرہ آیا ہے،

حضرت یسع کا ذکر اس آیت میں اور سورۃ انعام کی آیت نمبر ۸۶ میں ہے، مگر آپ کا کوئی بھی واقعہ بیان نہیں کیا

گیا، صرف نام ذکر کیا گیا ہے، اور اسی طرح حضرت ذوالکفل کا نام اس آیت میں اور سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۸۵ میں

ہے، مگر آپ کا بھی کوئی واقعہ مذکور نہیں ہے، سوائے ایک حدیث کے جسے امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ

سے روایت کیا، انہوں نے کہا کہ میں اگر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو ایک دو بار یا سات بار بھی سنا

تو بیان نہ کرتا مگر میں نے یہ حدیث کئی مرتبہ آپ سے سنی کہ بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا جو کسی گناہ کرنے

سے پرہیز نہیں کرتا تھا، ایک مرتبہ ایک عورت اس سے مدد مانگنے آئی تو اس نے اسے ساٹھ دینار دیئے اس لئے کہ

وہ اس سے بدکاری کرے، جب وہ اسکے ساتھ بدکاری کرنے کے لئے بیٹھا تو وہ عورت رونے لگے، اس نے اس

عورت سے کہا کہ تم کیوں رورہی ہو؟ کیا میں نے تمہیں کوئی تکلیف دی ہے؟ اس نے کہا نہیں! بلکہ میں اس لئے رو رہی ہوں کہ میں نے یہ گناہ کبھی نہیں کیا، مجھے سخت مصیبت کی وجہ سے آپ کے پاس آنا پڑا، اس کے یہ کہنے کے بعد ذوالکفل نے کہا کہ تم یہ غلط کام کرنے جا رہی ہو جو تم نے کبھی نہیں کیا، لہذا تم یہ دینا رکھی لے لو اور چلے جاؤ، پھر اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! آج کے بعد میں گناہ کبھی نہیں کروں گا، پھر اس رات کے بعد اسکا انتقال ہو گیا اور اسکے دروازہ پر لکھا ہوا تھا کہ إِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ الْكُفْلَ اللَّهُ نے ذوالکفل کی مغفرت فرمادی۔ (ترمذی ۲۳۹۶) مگر اکثر محدثین نے اس حدیث کو بہت ہی ضعیف قرار دیا ہے، یہاں اس حدیث کو ذکر کرنے کا مقصد صرف ذوالکفل سے متعلق مذکورہ روایت کو نقل کرنا ہے نہ کہ کوئی نتیجہ نکالنا۔ اور بعض حضرات نے یہ بھی کہا کہ اس حدیث میں کفل کا نام ہے لیکن قرآن میں ذوالکفل بیان کیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ ہیں ایک نہیں، واللہ اعلم۔ الغرض ان تمام انبیاء کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمام کے تمام سب سے بہترین لوگ تھے جو اللہ کی خاطر ہر مشکل کا سامنا کرنے کے لئے تیار تھے مگر ایمان سے ہٹنے کے لئے تیار نہیں تھے، ان واقعات کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ سب واقعات جو تمہارے سامنے بیان کئے گئے ہیں یہ ایک نصیحت ہے جو تمہیں بیان کی گئی ہے، جو اس نصیحت کو ماننے کا وہ کامیاب ہو گا اور نہ ماننے والا خسارہ میں رہ جائیگا، اصل بات تو یہ ہے جو لوگ متقی ہوتے ہیں، اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے رہنے کیلئے بہترین جگہ اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھی ہے اور وہ جنت ہے جو ہمیشہ رہے گی، کوئی اس جگہ کو مٹا نہیں سکے گا، اس جنت کے دروازے ان متقیوں کے لئے کھلے ہوئے ہیں، جس دروازے سے وہ آنا چاہیں گے آسکیں گے، ملائکہ انکے استقبال میں کھڑے ہوئے ہونگے ان کا شاندار استقبال کیا جائے گا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت ﷺ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا گیا جو لوگوں کو کثرت سے جنت میں داخل کرے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق ہیں (ترمذی ۲۳۹۶) پھر جب یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو انکے بیٹھنے کے لئے خاص جگہ ہوگی جہاں وہ ٹیکے لگائے آرام سے بیٹھے ہونگے اور قسم قسم کے میوے اور پینے کے لئے مختلف قسم کے مشروبات منگوا رہے ہونگے اور انکے آرام کے لئے جنت میں ایسی خوبصورت اور نیک سیرت بیویاں ہوں گی جو اپنے اپنے شوہروں کے علاوہ کسی کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گی۔ یہ سب نعمتیں اللہ انکے اعمال حسنہ کے بدلہ عطا کرے گا جو کہ اللہ کا وعدہ ہے،

﴿درس نمبر ۱۷۹﴾ یہ ہماری عطا ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ﴿ص ۵۳-۵۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا مَا تَوْعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۚ إِنَّ هَذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِنْ تَفَافٍ ۚ هَذَا طَوْرًا

لِلظَّالِمِينَ لَشَرٌّ مَّا بِ ۝ جَهَنَّمَ ۝ يَصْلَوْنَهَا ۝ فَبِئْسَ الْبِهَادُ ۝ هَذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ
وَّغَسَّاقٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:-۔ ہذا یہ ہے مآوہ جس کا تُوْعْدُوْنَ تم وعدہ دئیے جاتے تھے لِيَوْمِ الْحِسَابِ یوم حساب کے لیے اِنَّ بے شک ہذا یہ لَرِزْقُنَا البتہ ہمارا رزق ہے مَا نہیں ہے لَہ اس کے لیے مِنْ تَفَادٍ کبھی ختم ہونا ہذا یہ ہے طَو اور اِنَّ بلاشبہ لِلظَّالِمِينَ سرکشوں کے لیے لَشَرٌّ البتہ بہت بُرا مآب ٹھکانا ہے جَهَنَّمَ جہنم يَصْلَوْنَهَا وہ اس میں داخل ہوں گے فَبِئْسَ پس بُری ہے الْبِهَادُ آرام کرنے کی جگہ ہذا یہ ہے فَلْيَذُوقُوهُ تو وہ چکھیں اس کو حَمِيمٌ کھولتا ہوا پانی وَّ غَسَّاقٌ پیپ

ترجمہ:-۔ یہ ہے وہ (نعمتوں سے بھر پور زندگی) جس کا تم سے روز حساب میں وعدہ کیا گیا ہے۔ ۱۔
بیشک یہ ہماری عطا ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ۲۔ ایک طرف تو یہ ہے، اور (دوسری طرف) جن لوگوں نے
سرکشی اختیار کی ہے، یقین جانو، اُن کا آخری ٹھکانا بہت بُرا ہوگا ۳۔ یعنی دوزخ جس میں وہ داخل ہوں گے! پھر وہ اُن
کا بدترین بستر بنے گا ۴۔ یہ ہے کھولتا ہوا پانی اور پیپ! اب وہ اس کا مزہ چکھیں۔

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ ہے وہ نعمتوں سے بھر پور زندگی جس کا تم سے روز حساب میں وعدہ کیا گیا ہے۔

۲۔ بے شک یہ ہماری عطا ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔

۳۔ ایک طرف تو یہ ہے اور دوسری طرف جن لوگوں نے سرکشی اختیار کی ہے یقین جانو اُن کا آخری ٹھکانہ
بہت بُرا ہوگا۔

۴۔ یعنی دوزخ جس میں وہ داخل ہوں گے۔ ۵۔ وہ اُن کا بدترین بستر بنے گا۔

۶۔ یہ ہے کھولتا ہوا پانی اور پیپ ۷۔ اب وہ اس کا مزہ چکھیں گے۔

پچھلی آیتوں میں متقیوں اور انہیں ملنے والے انعامات کا تذکرہ کیا گیا، یہاں ان نعمتوں کے ملنے کی وجہ بیان
کی جا رہی ہے کہ جو نعمتیں اللہ متقیوں کو عطا کریگا وہ نعمتیں انہیں اس وعدہ کی وجہ سے مل رہی ہیں جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے
ان متقیوں کے اعمال پر اس سے کیا تھا کہ یہ یہ نعمتیں ہم تمہیں عطا کریں گے اگر تم اس طرح کا عمل کرو گے، ان متقیوں
نے یہ عمل کر دکھایا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا وعدہ کو پورا کر دیا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْوَعْدَ (الرعد ۳۱) اللہ تعالیٰ کے
ہونے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو نعمتیں ہم انہیں جنت میں عطا کریں گے جیسے کہ پاک باز بیویاں، کھانے کے

لئے میوے، پینے کے لئے طرح طرح کے مشروبات یہ سب اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمتیں ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوں گی جیسا

کہ دنیاوی نعمتوں کا حال ہوتا ہے کہ وہ نعمتیں انسان کے پاس ہمیشہ نہیں رہتیں، مگر یہ جنت کی نعمتیں ایسی نعمتیں ہیں جو کبھی ختم ہی نہیں ہوں گی وہ ساری زندگی ان نعمتوں میں خوش و خرم رہیگا، مفسرین نے یہاں یہ بیان کیا ہے کہ جب جنتی کسی درخت سے پھل توڑ کر کھائے گا تو فوراً ایک دوسرا پھل اسی جگہ نکل آئے گا، اس طرح سے اللہ تعالیٰ کی ساری نعمتیں جوں کی توں برقرار رہیں گی، حضرت سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جنت کا رزق ایسا ہے کہ جب کوئی اس رزق سے کچھ لیتا ہے تو فوراً اس جگہ اسی طرح کی چیز آ جاتی ہے اور دنیا کے رزق کا حال یہ ہے کہ وہ ختم ہونے والا ہے۔

(تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۲۲۲) أَكُلُهَا دَائِمًا وَظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ (۳۵۔ الرعد) اسکے پھل بھی سدا بہار ہیں اور اسکی چھاواں بھی، یہ انعام ہے ان لوگوں کا جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا، جبکہ کافروں کا انجام دوزخ کی آگ ہے۔ متقیوں کے ذکر اور انہیں ملنے والی نعمتوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نافرمانوں اور سرکشوں کو اختیار کرنے والوں کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ یہ تو تھا متقیوں کا صلہ جو انہیں ملے گا اب دوسری جانب ایسے لوگ ہونگے جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی ہوگی اور اس کے حکم سے اعراض کیا ہوگا اور دنیا میں فساد مچایا ہوگا تو ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت ہی برا ٹھکانہ تیار کیا ہے اور وہ برا ٹھکانہ جہنم ہے کہ جس میں انہیں ہمیشہ کے لئے رہنا ہوگا، جسکی آگ کا یہ عالم ہے کہ اس سے نکلنے والی بھانپ ہی سے انسان کا چہرہ جل کر خاک ہو جائے گا تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اس میں داخل ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ بہت ہی برا اور بدترین بستر ہے جس پر ان نافرمانوں اور سرکشوں کو سلایا جائے گا، لَهُمْ فِيهَا مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ (الاعراف ۴۱) ان کے لئے دوزخ ہی کا بچھونا ہے اور اوڑھنا بھی اسی کا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ انکی مہمانی تو کھولتے ہوئے پانی اور پیپ سے کی جائے گی جو انہیں پینا ہوگا، امام زحیلی رحمۃ اللہ نے حَجِيمَةُ کی تعریف یوں کی کہ وہ ایسا کھولتا ہوا پانی ہوگا کہ جب اسے چہرے کے قریب لایا جائے گا تو اس سے چہرہ ہی بھن جائے گا، ایسی شدت کی گرمی ہوگی اس پانی میں، جب اس کی بھانپ سے ہی چہرہ جل جائے گا تو غور کرو کہ جب وہ پانی پیٹ میں پہنچے گا تو اس پیٹ کا کیا عالم ہوگا؟ اتنا ہی نہیں جہنمیوں کو آگ میں ڈالنے کی وجہ سے جو پیپ انکے جسموں سے نکلے گی وہ بھی انہی جہنمیوں کو پینے کے لئے دی جائے گی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر غساق یعنی پیپ کا ایک ڈول زمیں پر بہا دیا جائے تو وہ ساری دنیا کو بدبو سے بھر دیگا۔ (ترمذی ۲۵۸۳) اللہ اکبر اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

﴿درس نمبر ۱۷۹۸﴾ یہ ایک اور لشکر ہے جو تمہارے ساتھ گھسا آ رہا ہے ﴿ص ۵۸ تا ۶۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَأَخْرُ مِنْ شَكْلَةٍ آزَوَاجٍ ۝ هَذَا فَوْجٌ مُّقْتَضِمٌ مَعَكُمْ ۝ لَا مَرَحَبًا بِهِمْ ۝ طَائِفَتُهُمْ صَالُوا

النَّارِ ۝ قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ مَلَائِمٌ حَبَابِكُمْ ۝ أَنْتُمْ قَدْ مَثُمُّوْا لَنَا ۝ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝
قَالُوا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هَذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور آخر دوسرے میں مِنْ شَكْلَةٍ اس کی مثل ہی آرزو کی قسم کے ہذا یہ ہے فَوْجُ ایک گروہ مُفْتَحِمٌ جو کھسا چلا آتا ہے مَعَكُمْ تمہارے ساتھ لَانہ مَرَّ حَبَابًا خوشی اور فرانی ہو پھم ان کے لیے اِنَّهُمْ بے شک یہ صَالُوا داخل ہونے والے ہیں النَّارِ آگ میں قَالُوا وہ کہیں گے بَلْ بلکہ اَنْتُمْ تم ہی ہو ایسے لَانہ مَرَّ حَبَابًا خوشی اور فرانی ہو مِمْكُمْ تمہارے لیے اَنْتُمْ قَدْ مَثُمُّوْا تم ہی آگے لائے ہو اس کو لَنَا ہمارے فَبِئْسَ پس بُری ہے الْقَرَارُ قرار گاہ قَالُوا وہ کہیں گے رَبَّنَا اے ہمارے رب اَمِنْ جو قَدَّمَ آگے لایا لَنَا ہمارے ہذا یہ فَزِدْهُ پس تو زیادہ کر اس کو عَذَابًا عَذَابِ ضِعْفًا دگنا فی النَّارِ آگ میں

ترجمہ:- اور ان طرح طرح کی چیزوں کا جو اسی جیسی (تکلیف دہ) ہوں گی (جب وہ اپنے پیر و کاروں کو اتادیکھیں گے تو ایک دوسرے سے کہیں گے "یہ ایک اور لشکر ہے جو تمہارے ساتھ کھسا چلا آ رہا ہے، پھٹکار ہواں پر، یہی سب آگ میں جلنے والے ہیں۔" وہ (آنے والے) کہیں گے نہیں، بلکہ پھٹکار تم پر ہو، تم ہی تو یہ مصیبت ہمارے آگے لائے ہو، اب تو یہی بدترین جگہ ہے جس میں رہنا ہوگا۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اسکے ساتھ ساتھ ان طرح طرح کی چیزوں کا بھی جو اسی جیسی ہوں گی۔

۲۔ یہ ایک اور لشکر ہے جو تمہارے ساتھ کھسا آ رہا ہے۔

۳۔ پھٹکار ہواں پر، یہ سب آگ میں جلنے والے ہیں۔

۴۔ وہ کہیں گے نہیں! بلکہ پھٹکار تم پر ہو، تم ہی تو یہ مصیبت ہمارے آگے لائے ہو۔

۵۔ اب تو یہی بدترین جگہ ہے جس میں رہنا ہوگا۔

۶۔ وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! جو کوئی بھی یہ مصیبت ہمارے آگے لایا ہے اسے دوزخ میں دو گنا

عذاب دیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ جو عذاب کفار کے لئے بیان کیا گیا ہے یہ تو ایک جھلک تھی جس سے انہیں روشناس کرہ یا گیا ان عذابوں کے علاوہ اور بھی بہت سے عذاب ہیں جو انہیں دیئے جائیں گے جو تکلیف میں انہی جیسے ہونگے، جیسا کہ زقوم کا پھل، آگ کی لود وغیرہ، آگے ان جنہیوں کی ایک دوسرے سے گفتگو کہ وہ جو سردار قسم کے لوگ ہوں گے وہ اپنے پیر و کار اور متبعین کو جنہم میں اتادیکھیں گے تو کہنے لگیں کہ یہ دیکھو! اب یہ لوگ بھی یہیں آئیں گے، ان پر تو پھٹکار ہو، انکا یہاں پر اکر ام نہیں بلکہ انہیں بھی عذاب میں ڈالا جائیگا، جنہم میں موجود سردار قسم کے

لوگوں کی یہ باتیں جب وہ لوگ سنیں گے تو کہیں گے کہ پھکار ہم پر نہیں تم پر ہو، اگر تم لوگ نہ ہوتے تو ہم بھی اللہ اور اسکے رسول کی بات مان لیتے اور یہاں نہ آتے مگر ہم تمہاری باتوں میں آ کر یہاں پہنچے ہیں، یہ تو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے یہاں یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ دنیا میں جو محبت ان کافروں کے درمیان تھی اب وہ یہاں نفرت میں بدل جائے گی اور یہ ایک دوسرے پر ہی لعنت کرنے لگیں گے جب یہ لوگ جہنم میں آئیں گے اور اپنے سرداروں کو دیکھیں گے تو اللہ سے کہیں گے کہ اے اللہ! جن لوگوں نے ہمیں یہاں پہنچایا ہے، جن لوگوں کی وجہ سے ہم یہاں آئے ہیں ان لوگوں کو آپ دو گنا عذاب دیجئے ایک تو خود انکی گمراہی کا اور دوسرا اس کا کہ انہوں نے ہمیں بھی آپ کے راستے سے بھٹکایا، یہ خود بھی گمراہ تھے ساتھ میں ہمیں بھی گمراہ کیا۔ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۸ میں ہے رَبَّنَا هَلْ أَهْلُكُنَا قَائِمِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ اے ہمارے رب! انہی لوگوں نے ہمیں آپ کے راستے سے گمراہ کیا ہے لہذا آپ انہیں جہنم کا دو گنا عذاب دیجئے۔ اور سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۶۷ اور ۶۸ میں ہے رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكِبَرَاءَنَا فَاَصْلَوْنَا السَّبِيلَا ۝ رَبَّنَا اِيْتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنَتُمْ لَعْنًا كَبِيرًا اے ہمارے رب! ہم نے اپنے بڑے سرداروں کی بات مانی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا، اے ہمارے رب! آپ انہیں دو گنا عذاب دیجئے اور ان پر بڑی لعنت بھیجئے۔ اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جب کوئی کسی دوسرے آدمی کو گمراہ کرتا ہے تو اسے اس گمراہ ہونے والے کا بھی گناہ ملے گا؟ اور اسکے گناہ کرنے پر اسے بھی گناہ ملے گا؟ تو اسکا جواب اس حدیث میں ہے جسے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دین میں کوئی اچھی راہ پیدا کی تو اس راہ پر چلنے والوں کا ثواب بھی اس راہ پیدا کرنے والے کو ملیگا، اور اگر کسی نے دین میں بری راہ پیدا کی تو اس بری راہ پر چلنے والے کا گناہ بھی اس راہ پیدا کرنے والے کو ملے گا۔ (ترمذی ۲۶۷۵) لہذا ہمیں سوچ سمجھ کر آگے والے سے بات کرنی چاہئے اور اگر ہمیں دین کا علم نہ ہو تو پھر خاموش ہی رہنا چاہئے کہ اگر ہم بغیر کسی علم کے کوئی بات کہہ دیں اور وہ دین کے خلاف ہو تو اگر اس سننے والے نے اس بات پر عمل کر لیا تو اس کا گناہ بھی ہمیں ملے گا، آج کل لوگوں میں یہ عام رواج پھیلا ہوا ہے کہ دین کا علم نہ ہونے کے باوجود لوگ دین کے غلط مسائل بتاتے پھرتے ہیں ایسے لوگوں کو متنبہ ہونا چاہئے کہ کہیں کل قیامت میں ہمیں اسکی سزا نہ دیجائے؟

﴿درس نمبر ۱۷۹﴾ کیا ہم نے ان کا ناحق مذاق اڑایا تھا؟ ﴿ص ۶۲-۶۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَقَالُوا مَا لَنَا لَنَرِي رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْأَشْرَارِ ۝ أَتَتَّخِذُهُمْ سِحْرِيًّا أَمْ رَزَّاهُمْ

عَنْهُمْ الْاَبْصَارُ ۝ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقِي تَخٰصُمِ اَهْلِ النَّارِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور قالوا وہ کہیں گے مآ کیا ہے لہذا ہمارے لیے لاکڑی ہم نہیں دیکھتے ہیں رجالات اہل آدیوں کو کٹنا ہم تھے نَعُدُّهُمْ اں کو شمار کرتے ۝ مِنَ الْاَشْرَارِ بُرے لوگوں میں اَتَخَذْنَاهُمْ کیا ہم نے بنائے رکھا ان کو سِخْرِيًّا مذاق اُمہ یا زَاغَتْ پھر گئیں عَنْهُمْ ان سے الْاَبْصَارُ لگا ہیں اِنَّ بِلَا شَبِّ ذٰلِكَ يٰ حَقِي البتہ حق ہے تَخٰصُمِ باہم جھگڑنا اَهْلِ النَّارِ اہل دوزخ

ترجمہ:- اور وہ (ایک دوسرے سے) کہیں گے کیا بات ہے کہ ہمیں وہ لوگ (یہاں دوزخ میں) نظر نہیں آرہے ہیں جنہیں ہم بُرے لوگوں میں شمار کرتے تھے؟ ۝ کیا ہم نے ان کا (ناحق) مذاق اڑایا تھا، یا انہیں دیکھنے سے لگا ہوں کو غلطی لگ رہی ہے؟ ۝ یقیناً دوزخیوں کے آپس میں جھگڑنے کی یہ ساری باتیں بالکل سچی ہیں جو ہو کر رہیں گی۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ کہیں گیکہ کیا بات ہے ہمیں وہ لوگ یہاں جہنم میں نظر نہیں آرہے ہیں جنہیں ہم بُرے لوگوں میں شمار کرتے تھے۔؟

۲۔ کیا ہم نے انکا ناحق مذاق اڑایا تھا؟ ۳۔ یا انہیں دیکھتے سے لگا ہوں کی غلطی لگ رہی ہے؟

۴۔ یقیناً دوزخیوں کے آپس میں جھگڑنے کی یہ ساری باتیں بالکل سچی ہیں جو ہو کر رہیں گی۔

ان آیتوں میں بھی انہی کافروں کا ذکر ہے جنکا تذکرہ پچھلی آیتوں میں گذرا، جب وہ لوگ جہنم میں جائیں گے تو کہیں گے کہ ہمیں یہاں جہنم میں وہ لوگ نظر نہیں آرہے ہیں جنہیں ہم دنیا میں بُرے سمجھتے تھے، امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں کہا کہ وہ کہنے والے ابو جہل، ولید بن مغیرہ وغیرہ ہوں گے اور جنکے بارے میں کہا جا رہا ہے یا پوچھا جا رہا ہے وہ لوگ حضرت صہیب، حضرت خباب، حضرت سلمان فارسی اور بلال رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۲۳۲)، ان حضرات کو برا سمجھنا اس لئے تھا کہ یہ لوگ فقراء اور غلاموں میں سے تھے جنکی حیثیت ان مشرکین کی نظر میں کچھ بھی نہیں تھی، یہ مشرکین خیال کرتے تھے کہ ہم اتنے بڑے سردار لوگ جب جہنم میں ہیں تو یہ معمولی سے غلام قسم کے لوگ اس جہنم میں کیوں نہیں؟ پھر وہی لوگ کہیں گے کہ ہم انکی ظاہری حالت کو دیکھ کر انکا جو مذاق اڑاتے تھے کہیں یہ بڑی غلطی تو نہیں تھی؟ یا پھر ایسا ہے کہ وہ لوگ بھی جہنم میں ہی ہیں مگر ہماری آنکھیں انہیں دیکھ نہیں پاری ہیں؟ پھر وہ لوگ اپنے کئے پر پچھتائیں گے کہ ہم نے انکی ظاہری حالت کو دیکھ کر انہیں قوم کا سب سے بدتر شخص کہا تھا مگر یہ ہماری غلطی تھی کیونکہ آج وہ لوگ بڑی عیش و عشرت کی زندگی میں ہیں اور ہم یہاں دوزخ کا دردناک عذاب جھیل رہے ہیں، اس وقت افسوس ظاہر کرنے لگیں گے، ہمیں یہاں ایک سبق حاصل کرنا چاہئے کہ

ہمیں کسی بھی شخص کی ظاہری حالت کو دیکھ کر اس پر کسی قسم کا حکم نہیں لگانا چاہیے ہو سکتا ہے کہ جو ہمیں پھٹے پرانے کپڑوں میں نظر آ رہا ہو اور دنیا جسے حقیر سمجھ رہی ہو اس کا مقام اللہ کے یہاں بہت اونچا ہو؟ اور کہیں ہم اس شخص پر اس طرح کا حکم لگا کر کل قیامت میں اپنی شرمندی کا سبب تو پیدا نہیں کر رہے ہیں؟ اس لئے ہمیں ان سب چیزوں سے بچنا چاہئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبولیت کا سبب نہ ہی مال و دولت ہے اور نہ ہی ظاہری رونق و خوبصورتی بلکہ اسکے یہاں مقبولیت کا سبب پرہیزگاری اور نیکی ہے، حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْظُرُ اِلَى اَجْسَامِكُمْ وَلَا اِلَى اَحْسَابِكُمْ وَلَا اِلَى اَمْوَالِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلَى قُلُوْبِكُمْ فَمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ صَالِحٌ تَحَنَّنَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاِنَّمَا اَنْتُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاَحْبَبُّكُمْ اِلَى اَتَقَاكُمْ اللّٰهُ تَعَالٰی نہ ہی تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہارے حسب نسب کو اور نہ ہی تمہاری دولت کو بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے تو جس کا دل نیک ہو گا اللہ اس پر ترس کھائے گا، اور تم لوگ تو آدم کی اولاد ہو اور تم میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہو گا جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو گا۔ (الحج الاوسط للطبرانی ۳۲۵۶) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم یہ جو دوزخیوں کی گفتگو کا قصہ تمہارے سامنے بیان کر رہے ہیں یہ ایسے ہی بہلانے کے لئے نہیں بتا رہے ہیں بلکہ یہ تمام چیزیں ہو کر رہیں گی، جس پر ایمان والوں کو یقین کرنا چاہئے۔

﴿درس نمبر ۱۸۰۰﴾ مجھے عالم بالا کا کچھ علم نہیں تھا (ص ۶۵-۷۰-۷۱)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
 قُلْ اِنَّمَا اَنَا مُنْذِرٌ وَمَا مِنْ اِلٰهِ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
 بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبُوْا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِيْ مِنْ
 عِلْمٍ بِالْمَلٰٓئِكِ الْاَعْلٰى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُوْحٰى اِلَى الْاِنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- قُلْ آپ کہہ دیجیے اِنَّمَا اَنَا اَبَس میں تو مُنْذِرٌ ایک ڈرانے والا ہوں وَا اور مَا نہیں ہے مِنْ
 کوئی اِلٰہ معبود اِلَّا مگر اللہ الْوَاحِدُ الْيَكُّ الْقَهَّارُ بہت قوتوں والا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رب
 آسمانوں اور زمین کا وَا اور مَا جو کچھ بَيْنَهُمَا ان دونوں کے درمیان میں ہے الْعَزِيْزُ خُوب غالب الْغَفَّارُ بہت
 معاف کرنے والا قُلْ آپ کہہ دیجیے هُوَ وہ نَبُوْا اِيْک خُبْر ہے عَظِيْمٌ بہت بڑی اَنْتُمْ تم عَنْهُ اس سے
 مُعْرِضُوْنَ اعراض کرنے والے ہو مَا نہیں كَانَ تھائی مجھے مِنْ کوئی عِلْمٌ علم بِالْمَلٰٓئِكِ الْاَعْلٰى مجلس بالا کَا اِذْ
 جب يَخْتَصِمُوْنَ وہ تکرار کر رہے تھے اِنْ نہیں يُوْحٰى وحی کی جاتی اِلَى میری طرف اِلَّا مگر اِنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ میں تو
 نَذِيْرٌ ایک ڈرانے والا ہوں مُّبِيْنٌ کھول کر

ترجمہ:- (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ میں تو ایک خبردار کرنے والا ہوں اور اس اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو ایک ہے، جو سب پر غالب ہے O جو تمام آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان ہر چیز کا مالک ہے، جس کا اقتدار سب پر چھایا ہوا ہے، جو بہت بخشنے والا ہے۔“ O کہہ دو کہ یہ ایک عظیم حقیقت کا اظہار ہے O جس سے تم منہ موڑے ہوئے ہو O مجھے عالم بالا کی باتوں کا کچھ علم نہیں تھا جب وہ (فرشتے) سوال جواب کر رہے تھے O میرے پاس وحی صرف اس لئے آتی ہے کہ میں صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔“

تشریح:- ان چھ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! کہہ دو کہ میں ایک خبردار کرنے والا ہوں۔

۲۔ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو ایک ہے، سب پر غالب ہے۔

۳۔ جو آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان ہر چیز کا مالک ہے۔

۴۔ جس کا اقتدار سب پر چھایا ہوا ہے۔ ۵۔ جو بہت بخشنے والا ہے۔

۶۔ کہہ دو کہ یہ ایک عظیم حقیقت کا اظہار ہے جس سے تم منہ موڑے ہوئے ہو۔

۷۔ مجھے عالم بالا کی باتوں کا کچھ علم نہیں تھا جب وہ فرشتے سوال جواب کر رہے تھے۔

۸۔ میرے پاس وحی صرف اس لئے آتی ہے کہ میں صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان مشرکین مکہ سے کہہ دیجئے کہ دیکھو! میں تم پر مسلط نہیں کیا گیا ہوں بلکہ میرا کام تو بس تمہیں اس آخرت کے عذاب سے ڈرانا ہے جو اللہ کے ساتھ شرک کرنے والوں کو ہوگا اور میں تمہیں اس عذاب سے ڈرا رہا ہوں کہ اگر تم لوگ اسی طرح شرک پرستی میں رہو گے اور اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کرو گے تو جس عذاب کا پچھلی آیتوں میں ذکر کیا گیا ہے وہ تمہیں مل کر رہے گا، اگر تم اس عذاب سے بچنا چاہئے ہو تو میری بات مان لو اور ایک اللہ کی عبادت میں لگ جاؤ، وہی تو ایک معبود ہے جو سب پر غالب ہے، ہر کسی کی جان اسی کے قبضہ میں ہے، وہ جو چاہے کرتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں، وہی آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہیں ان سب کا مالک ہے، جس کا اقتدار سب پر چھایا ہوا ہے، اسکی حکمرانی سب ہی پر ہے، سبھی لوگ اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں، کسی میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ اس اللہ کے حکم کو جھٹلا سکیں اور اگر کوئی اسکے حکم کو جھٹلاتا ہے تو وہ اسے دردناک عذاب میں مبتلا کرتا ہے لیکن اگر کوئی اس سے معافی مانگنا چاہے تو مانگ سکتا ہے وہ اللہ سے معاف کر دیا وہ تو بہت بخشنے والا ہے کہ جتنی بار بھی تم سے غلطی ہو پھر تم اس غلطی پر شرمندہ ہو کر اس اللہ سے معافی مانگو گے تو وہ معاف کر دے گا۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی خاص صفتیں بیان کی گئی ہیں وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ O رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ان ہی خاص صفات کے ذریعہ نبی رحمت ﷺ اپنے

رب کو یاد کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے وقت کہا کرتے تھے وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ (الجامع الصغیر للسيوطی ۸۸۲۲)

یہ جو قرآن تمہارے سامنے ہے یہ ایک عظیم حقیقت کا اظہار ہے یعنی اللہ کی عبادت کرنے اور اسکے احکامات کو ماننے پر جنت کی بشارت اور اللہ اور اسکے رسول کا انکار کرنے پر دوزخ کی دھمکی یہ سب کچھ حق ہے جو ہو کر رہے گا، ان باتوں کو تم لوگ مذاق میں مت لینا، یہ بات تمہارے سامنے اس لئے بیان کی جا رہی ہیں ہے کہ تم اس سے سبق حاصل کرو اور آخرت کی جو زندگی ہے اس کے لئے اپنے اعمال کو درست کر لو، مگر تم لوگ ہو کہ اس کتاب سے اعراض کئے جا رہے ہو اور یہ جو کچھ غیب کی خبریں ہیں وہ مجھے بھی معلوم نہ تھیں، جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی بھیجنا شروع کیا تب مجھے ان باتوں کا علم ہونے لگا، مجھے تو یہ بھی علم نہیں تھا کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق جھگڑا کیا تھا کہ اے اللہ! آپ ایسے انسان کو پیدا کرنا چاہتے ہیں جو زمین میں جا کر فساد مچائے گا اور خون بہائے گا؟ جس پر اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے کہا کہ مجھے وہ معلوم ہے جو تمہیں نہیں معلوم، اسی قصہ کی جانب اس آیت میں اشارہ دیا گیا ہے، مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَأِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يُخْتَصِمُونَ۔ مجھے ان بلند قدر فرشتوں کی بات کا کوئی علم ہی نہیں جبکہ وہ تکرار کر رہے تھے نبی رحمت اللہ علیہ وسلم کی یہ بات بھی ہے کہ آپ نے کہا یہ سب باتیں مجھے وحی کے ذریعہ ہی معلوم ہوتی ہیں، اگر وحی نہ ہوتی تو مجھے کچھ بھی معلوم نہ ہوتا اور وحی کے ذریعہ ہی مجھے یہ کام سونپا گیا ہے کہ میں ان خبروں کو تم تک پہنچاؤں اور تمہیں آخرت کے عذاب سے ڈراؤں یہی میرا کام ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے حوالے کیا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۰﴾ میں گارے سے ایک انسان بنانے والا ہوں ﴿ص ۷۱-۷۲-۷۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِينٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَسْجُودًا ۝ إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ اسْتَكْبَرَ
وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- اِذْ جب قَالَ کہا رَبُّكَ آپ کے رب نے لِلْمَلَائِكَةِ فرشتوں سے اِنِّي بے شک میں خَالِقٌ پیدا کرنے والا ہوں بَشَرًا ایک انسان مِّنْ طِينٍ مٹی سے فَإِذَا چنانچہ جب سَوَّيْتُهُ میں ٹھیک بنا دوں اسے وَاور نَفَخْتُ میں پھونک دوں فِيهِ اس میں وَاور رُوحِي اپنی روح فَقَعُوا اس کے لیے سَاجِدِينَ سجدہ

کرتے ہوئے فَسَجَدَ پھر سجدہ کیا اَلْمَلَائِكَةُ فرشتوں نے كُلُّهُمْ سب کے سب نے اَجْمَعُونَ اکٹھے اِلَّا مگر اِبْلِيسَ ابلیس نے اِسْتَكْبَرَ اس نے تکبر کیا و اور كَانَ وہ ہو گیا مِنَ الْكٰفِرِيْنَ کافروں میں سے ترجمہ:- یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں گارے سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں O چنانچہ جب میں اُسے پوری طرح بنا دوں اور اُس میں اپنی رُوح پھونک دوں تو تم اُس کے آگے سجدے میں گر جانا O پھر ہوا یہ کہ سارے کے سارے فرشتوں نے تو سجدہ کیا O البتہ ابلیس نے نہ کیا، اُس نے تکبر سے کام لیا اور کافروں میں شامل ہو گیا۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ یاد کرو! جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں گارے سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں۔
- ۲۔ جب میں اُسے پوری طرح بنا دوں اور اس میں روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدہ میں گر جانا۔
- ۳۔ پھر ہوا یہ کہ سارے کے سارے فرشتوں نے تو سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔
- ۴۔ اس نے تکبر سے کام لیا۔ ۵۔ وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

یہاں سے وہی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا یہ قصہ اس سورت کا آخری قصہ ہے جو بیان کیا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں گارے سے ایک انسان بنانے والا ہوں یعنی حضرت آدم اور انکی اولاد کو، سورۃ حجر کی آیت نمبر ۲۶ میں مذکور ہے کہ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَآءٍ مَّسْنُوْنٍ ہم نے انسان کو سڑے ہوئے گارے کی کھٹکھٹائی ہوئی مٹی سے پیدا کیا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ جب میں انہیں بنا دوں اور ان میں اپنی رُوح پھونک دوں تو تم سب ان کے آگے سجدہ میں گر جانا، یہ سجدہ عبادت کا نہیں ہوگا بلکہ یہ سجدہ بطور تکریم اور بطور سلام ہوگا، اب سوال یہاں یہ ہے کہ کیا بطور عزت و تکریم کسی کو سجدہ کرنا جائز ہے؟ تو علماء نے کہا کہ سجدہ عبادت کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور سجدہ شکر کرنے سے انسان مشرک ہو جاتا ہے، اب چونکہ یہاں اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے اس لئے اس حکم کی تعمیل ہی ایمان کا حصہ ہے جس بنا پر ملائکہ نے اس حکم کو تسلیم کیا جس کا ذکر آگے آرہا ہے، الغرض حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں اپنے ہاتھ سے بنائی ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، تو رات اپنے ہاتھ سے لکھی اور (جنت میں) فردوس (کا درخت) اپنے ہاتھ سے لگایا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب کی قسم! اس نعمتوں والے باغ (جنت الفردوس) میں نہ کوئی شراب کا عادی رہ سکے گا اور نہ ہی دیوث قسم کا آدمی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ دیوث کون شخص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جو اپنے ہی گھر والوں کے لئے برائی کو فراہم کرتا ہے (گھر والوں کی دلدالی کرنے والا)۔ (الاسماء

والصفات للہی (۶۹۲) جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بنا دیا اور ان میں اپنی روح پھونک دی تو سب فرشتے اللہ کے حکم کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان ابلیس نے آپ کو سجدہ نہیں کیا اور اللہ کے حکم کو ٹھکرا دیا، اس حکم کو نہ ماننے کی وجہ یہ تھی کہ اس میں تکبر پیدا ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے آگ سے پیدا کیا ہے جسکی صفت یہ ہے کہ وہ اوپر کو جاتی ہے اور آدم کو مٹی سے جو کہ نیچے کو جاتی ہے، تو پھر میں کیوں انہیں سجدہ کروں؟ یہ مضمون قرآن کریم کی کئی آیتوں میں بیان کیا گیا ہے جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۳۴، سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۱، سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۶۱، سورہ کہف کی آیت نمبر ۵۰، سورہ طہ کی آیت نمبر ۱۱۶ وغیرہ۔ یہاں اس بات پر ہمیں غور کرنا چاہئے کہ تکبر کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت ہی ناپسند ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جو کہ اللہ کا سب سے زیادہ عبادت گزار تھا اس ایک صفت کی وجہ سے اپنے سے دور کر دیا، انسان چاہے کتنی بھی عبادت کرے اگر اسکے اندر تکبر کی صفت پیدا ہو جائے تو اسکے یہ سارے اعمال بے کار جائیں گے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی بڑائی کی وجہ سے تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے گرا دیتے ہیں اور جو کوئی اللہ سے ڈر کر تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے درجات کو بلند کرتا ہے۔ (شعب الایمان للہی ۹۴) لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ اس بری صفت کو اپنے اندر کبھی پیدا ہونے نہ دیں، اللہ ہمیں تکبر سے بچائے اور تواضع اختیار کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

﴿درس نمبر ۱۸۰۲﴾ میں اس آدم سے بہتر ہوں ﴿ص ۴۵-۴۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 قَالَ يَا لَيْلَيْسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِإِيدِيٍّ أَسْتَكَبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ
 الْعَالِينَ ۚ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۚ قَالَ فَأَخْرِجْ مِنْهَا
 فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۚ وَإِنَّ عَلَيْكَ لعَنْتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۚ
 لفظ بہتر ترجمہ:- قَالَ اللّٰهُ نے فرمایا یٰ لَیْلَیْسُ اے ابلیس ما کس چیز نے مَنَعَكَ تجھے منع کیا اَنْ تَسْجُدَ اس سے کہ تو سجدہ کرے لِمَا اس کو جسے خَلَقْتُ میں نے پیدا کیا بِإِيدِیِّ اپنے ہاتھوں سے اَسْتَكَبَرْتَ کیا تو نے تکبر کیا اَمْ یا کُنْتَ تو تھا مِنَ الْعَالِیْنَ بلند درجہ لوگوں میں سے قَالَ اس نے کہا اَنَا خَیْرٌ مِنْهُ بہتر ہوں مِنْهُ اس سے خَلَقْتَنِي تو نے مجھے پیدا کیا مِنْ نَّارٍ آگ سے وَ خَلَقْتَهُ تو نے پیدا کیا اَس مِنْ طِیْنٍ مٹی سے قَالَ فرمایا فَأَخْرِجْ اب تو نکل جا مِنْهَا یہاں سے فَإِنَّكَ پس بے شک تو رَجِیْمٌ مردود ہے وَ اَوْرَانَّ بے شک عَلَيْكَ تجھ پر لعنتی میری لعنت ہے إِلَى یَوْمِ الدِّیْنِ یوم جزا تک

ترجمہ:- اللہ نے کہا: ”اے ابلیس! جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا، اُس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا ہے؟ کیا تو نے تکبر سے کام لیا ہے، یا تو کوئی بہت اونچی ہستیوں میں سے ہے؟“ O کہنے لگا میں اس (آدم) سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُس کو گارے سے پیدا کیا ہے O اللہ نے فرمایا کہ اچھا تو نکل جا یہاں سے! کیونکہ تو مردود ہے O اور یقین جان قیامت کے دن تک تجھ پر میری پھٹکار رہے گی۔“

تشریح:- ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ نے کہا اے ابلیس! جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا ہے اے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا ہے؟

۲۔ کیا تو نے تکبر سے کام لیا ہے؟ ۳۔ یا پھر تو کوئی اونچی ہستیوں میں سے ہے؟

۴۔ وہ ابلیس کہنے لگا کہ میں اس آدم سے بہتر ہوں۔

۵۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اے گارے سے۔

۶۔ اللہ نے فرمایا اچھا تو نکل جا یہاں سے کیونکہ تو مردود ہے۔

۷۔ یقین جان کہ قیامت کے دن تک تجھ پر میری پھٹکار رہے گی۔

یہاں اسی ابلیس کا ذکر ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا، جب ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس ابلیس سے پوچھا کہ اے ابلیس! جب میں نے تجھے حکم دیا کہ میرے اپنے ہاتھوں سے بنائے گئے انسان کو سجدہ کر تو پھر اور تجھے کیا چاہئے جبکہ میں خود تجھ سے کہہ رہا تھا کہ انہیں سجدہ کر کیا تو اپنے آپ کو اتنا بڑا سمجھ رہا ہے کہ میرا حکم بھی ماننے میں تجھے ذلت محسوس ہو رہی ہے؟ یا تو اپنے آپ کو بہت ہی بڑے لوگوں میں شمار کر رہا ہے کہ جنہیں کسی کا حکم ماننے کی کوئی ضرورت ہی نہیں؟ اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ سوال سن کر وہ ابلیس کہنے لگا کہ ہاں! میرا تہ اس آدم سے بڑا ہے اس لئے کہ آپ نے مجھے آگ سے بنایا ہے جو مٹی کو بھی جلا دیتی ہے، تو جو مجھ سے جل جائے اس کمزور انسان کو میں کیسے سجدہ کروں؟ یہاں شیطان نے اللہ کے حکم کے آگے اپنی عقل چلائی اور مردود ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جنت سے نکال دیا اور کہا کہ اے ابلیس! اب تو یہاں رہنے کے قابل نہیں ہے لہذا یہاں سے چلا جا کیونکہ تجھے دھتکار دیا گیا ہے اور ہاں! یہاں سے قیامت تک تجھ پر میری پھٹکار اور لعنت ہوگی، پھر اے جنت سے نکال دیا گیا اور نیچے زمیں پر پھینک دیا گیا، سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۲ اور ۱۳ میں بھی اسی قسم کا مضمون وارد ہے کہ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ط قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَنِي مِنْ طِينٍ ط قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصَّغِيرِيْنَ اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے کہا کہ تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا؟ جبکہ میں نے تجھے حکم دیا ہے اس نے کہا کہ میں اس (آدم) سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھے تو آگ

سے پیدا کیا اور اے مٹی سے، پھر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہاں سے نکل جا یہاں تکبر کرنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے بس تو یہاں سے چلا جا کہ تو ذلیل لوگوں میں سے ہے۔ اسی طرح سورہ ہجر کی آیت نمبر ۳۳ اور ۳۴ میں بھی یہ بات اللہ تعالیٰ نے بتلائی ہے۔ یہ بات بھی ہمیں سمجھنا چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہمارے سامنے آ جائے تو وہ حکم ہمیں مان لینا چاہئے اگرچہ کہ وہ حکم ہمیں اپنی عقل کے خلاف ہی کیوں نہ لگے، اللہ کے حکم کے آگے اپنی عقلوں کو نہیں چلانا چاہئے جو حکم ہمیں دیا گیا اس حکم کو ماننا ہی بندگی ہے ورنہ ہم بھی اس شیطان کی طرح مردود جائیں گے

اللَّهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ

﴿درس نمبر ۱۸۰۳﴾ چل تجھے مہلت دے دی گئی ﴿ص ۷۹-۸۰-۸۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَا أُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝
 قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقُّ أَقُولُ ۝ لَا مَلَائِكَةَ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمَلَائِكَةَ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- قَالَ اس نے کہا رَبِّ اے میرے رب فَأَنْظِرْنِي پھر تو مجھے مہلت دے اے اے یومِ اس دن تک کہ يُبْعَثُونَ لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے قَالَ فرمایا فَإِنَّكَ تو بلاشبہ تو مِنَ الْمُنْظَرِينَ مہلت دے گئے لوگوں میں سے ہے اے اے یومِ اس دن تک الْوَقْتِ جس کا وقت الْمَعْلُومِ معلوم ہے قَالَ اس نے کہا فَبِعِزَّتِكَ تیری عزت کی قسم لَا أُغْوِيَنَّهُمْ البتہ میں ان کو ضرور گمراہ کروں گا أَجْمَعِينَ سب کو اے اے عِبَادَكَ تیرے بندوں کے مِنْهُمْ ان میں سے الْمُخْلَصِينَ جو خالص کیے ہوئے ہیں قَالَ فرمایا فَالْحَقُّ تو حق یہی ہے وَ اور الْحَقُّ حق بات ہی أَقُولُ میں کہتا ہوں لَا مَلَائِكَةَ البتہ میں ضرور بھردوں گا جَهَنَّمَ جہنم کو مِنْكَ تھم سے وَ اور مَلَائِكَةَ تَبِعَكَ تیری پیروی کریں گے مِنْهُمْ ان میں سے أَجْمَعِينَ سب سے

ترجمہ:- اس نے کہا: ”میرے پروردگار! پھر تو مجھے اس دن تک کے لئے (جینے کی) مہلت دیدے جس دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔“ ۝ اللہ نے فرمایا ”چل، تجھے ان لوگوں میں شامل کر لیا گیا ہے جنہیں مہلت دی جائے گی ۝ لیکن ایک متعین وقت کے دن تک۔“ ۝ کہنے لگا: ”بس تو میں تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان سب کو بھوکاؤں گا ۝ سوائے تیرے برگزیدہ بندوں کے۔“ ۝ اللہ نے فرمایا: ”تو پھر سچی بات یہ ہے، اور میں سچی بات ہی کہا کرتا ہوں ۝ کہ میں تجھ سے اور ان سب سے جو ان میں سے تیرے پیچھے چلیں گے، جہنم کو بھر کر رہوں گا۔“

تشریح:- ان سات آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر اس ابلیس نے کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے اس دن تک کی مہلت دیدے جس دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چل تجھے ان لوگوں میں شامل کر لیا گیا جنہیں مہلت دی جائے گی۔

۳۔ لیکن ایک متعین وقت کے دن تک۔

۴۔ کہنے لگا کہ تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان سب کو بھگاؤں گا۔

۵۔ سوائے تیرے برگزیدہ بندوں کے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو پھر سچی بات یہ ہے اور میں سچی بات ہی کہتا ہوں۔

۷۔ میں تجھ سے اور ان سب سے جو تیرے پیچھے چلیں گے جہنم کو بھر کر رہوں گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے کہا کہ اس جنت سے نکل جا تب اس ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے ایک التجا کی کہ

اے میرے پروردگار! تو مجھے اس دوزخ سے نکال چکا ہے تو کوئی بات نہیں۔ البتہ مجھ پر اتنا احسان کر کہ مجھے قیامت تک

یعنی جس دن انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائیگا مہلت دے اور زندہ رکھ، اس ابلیس کی اس درخواست کو اللہ تعالیٰ نے قبول

کر لیا مگر اس نے تو وقت مانگا تھا لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنے تک کا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے مہلت دی ایک متعین وقت

تک یعنی اس وقت تک نہیں جس وقت تک کے لئے اس نے مہلت مانگی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک متعین وقت تک

لئے اسے مہلت دی، اب وہ متعین وقت کیا ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں پھر بھی علماء تفسیر نے کہا کہ وہ متعین

وقت ٹھہری اولیٰ کا وقت ہے کہ جب پہلی بار صور پھونکا جائیگا تو سب مرجائیں گے اسی وقت یہ ابلیس بھی مرجائے گا، (التفسیر

الوسیط للروحانی۔ ج، ۳، ص، ۲۲۱۹) جب ابلیس نے یہ سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مہلت دی ہے تو وہ کہنے لگا یہ اے

میرے پروردگار! تیری عزت، بزرگی اور بادشاہت کی قسم! میں تیرے تمام بندوں کو بھگاؤں گا کہ انکی وجہ سے مجھے اس

جنت سے نکلنا پڑا، میں اس کا بدلہ ان سے لوں گا اور انہیں تیرے راستے سے گمراہ کروں گا، انہیں گناہ کے کام میں لگا کر

دکھاؤں گا کہ انہیں اس گناہ کے کام کرنے میں مزہ آنے لگے گا اور وہ اس میں ڈوب جائیں گے مگر میرا بس تیرے مخلص

بندوں پر نہ چل سکے گا، ان لوگوں کو بھگانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے، میں کوشش تو کروں گا مگر وہ لوگ تیرے قرب

کی وجہ سے میرے بھگاؤے میں نہیں آئیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر میں تو سب سے زیادہ حق بات کہنے والا ہوں

اور حق بات یہ ہے کہ جو جو لوگ بھی تیرے بھگاؤے میں آ کر تیری اتباع کرنے لگیں گے اور مجھے چھوڑ بیٹھیں گے تو انکا

حال بھی تیری طرح ہی ہوگا کہ ان سب کو تیرے ہی ساتھ جہنم میں ڈال دوں گا، سورہ حجر میں بھی یہی مضمون ہے البتہ وہاں

ایک چیز کا اضافہ ہے کہ جب اس ابلیس نے اللہ سے کہا کہ میرا بس تیرے مخلص بندوں پر نہیں چل سکے گا تو اللہ تعالیٰ

نے فرمایا اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ اِلَّا مَنْ اَتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِيْنَ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ جو میرے مخلص بندے ہیں ان پر تجھے کوئی قدرت نہیں کہ انہیں بھٹکا سکے ہاں! البتہ گمراہ لوگ تیرے پیچھے چل پڑیں گے، اور جو گمراہ ہوں گے ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہونا طے ہے۔ اس مضمون سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ شیطان کے بہکاوے سے محفوظ رہیں اور کہیں اسکی پیروی میں پڑ کر جہنم میں نہ چلے جائیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ کے مخلص بندے بننے کی کوشش کریں اس لئے کہ خود شیطان نے یہ کہا کہ میرا بس تیرے مخلص بندوں پر نہیں چل سکے گا جب ہم اللہ کے مخلص بندے بن جائیں گے تو ہم شیطان کے بہکاوے سے بھی محفوظ رہیں گے اور جہنم سے بھی، اب ہمیں مخلص بندے بننے کے لئے کرنا کیا ہوگا؟ تو اسکا جواب یہ ہے ہمیں حد درجہ گناہوں کے کاموں سے بچ کر اللہ کے احکامات پر چلنا ہوگا، اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا ہوگا، اللہ سے شیطان کی ہمیشہ پناہ مانگتے رہنا ہوگا اور عبادت میں خشوع و خضوع یعنی دل سے عبادت کرنا ہوگا اسکے علاوہ کچھ دعائیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں انہیں پڑھتے رہنا ہوگا، یہ چند امور ہیں کہ شاید ان پر عمل کرنے سے ہم اللہ کے مخلص بندوں میں شامل ہو کر شیطان کے حملے سے بچ سکیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی یہ دعا لا اِلهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْاِحْسَانُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ دن میں سو مرتبہ پڑھے گا تو اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملیگا اور اسکے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو گنا (صغیرہ) مٹا دیئے جائیں گے اور ان کلمات کے ذریعہ شیطان سے اس دن شام تک اسکی حفاظت کی جائے گی۔ (بخاری ۳۲۹۳)

﴿درس نمبر ۱۸۰۳﴾ میں بناوٹی لوگوں میں سے نہیں ہوں ﴿ص ۸۶-۸۷-۸۸﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
 قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِلْعٰلَمِيْنَ ۝
 وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهُ بَعْدَ حِينٍ ۝

لفظ بظن ترجمہ:- قُلْ آپ کہہ دیجیے مَا أَسْأَلُكُمْ میں نہیں مانگتا تم سے عَلَيْهِ اس پر مِنْ أَجْرٍ کوئی اجر و اور مَا نہیں آتا میں مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ تکلف کرنے والوں میں سے اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ نصیحت لِلْعٰلَمِيْنَ جہانوں کیلئے وَ لَتَعْلَمُنَّ البتہ آپ ضرور جان لیں گے نَبَاَهُ اس کا حال بَعْدَ حِينٍ کچھ مدت کے بعد

ترجمہ:- (اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ میں تم سے اس (اسلام کی دعوت) پر کوئی اجر نہیں مانگتا، اور نہ میں بناوٹی لوگوں میں سے ہوں ۝ یہ تو دنیا جہان کے لوگوں کے لئے بس ایک نصیحت ہے ۝ اور تھوڑے سے وقت کے بعد تمہیں اس کا حال معلوم ہو جائے گا۔“

تشریح:- ان تین آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! لوگوں سے کہہ دو کہ میں تم سے اس اسلام کی دعوت پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔

۲۔ نہ میں بناوٹی لوگوں میں سے ہوں۔ ۳۔ یہ تو دنیا جہاں کے لوگوں کے لئے بس ایک نصیحت ہے۔

۴۔ تھوڑے سے وقت کے بعد تمہیں اسکا حال معلوم ہو جائے گا۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان مشرکین کو جنہیں آپ اسلام کی دعوت دے رہے ہیں اور ایک اللہ کی عبادت کی جانب بلا رہے ہیں یہ کہہ دیجئے کہ دیکھو! میں تمہیں جو اسلام کی جانب بلا رہا ہوں یہ تمہارے فائدے کے لئے کر رہا ہوں تاکہ تم کل قیامت کے دن عذاب سے بچ جاؤ، میں اس فریضہ پر تم سے اجرت بھی نہیں مانگ رہا ہوں جیسا کہ تم لوگ مجھ سے کہہ رہے ہو اے محمد! اگر تمہارا اس کی طرف بلائے کا مقصد سرداری کرنا ہو یا مال جمع کرنا ہو تو ہم آپ کی یہ تمنا پوری کر دیں گے، رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ایسی کوئی تمنا نہیں ہے اور نہ میں سرداری کرنا چاہتا ہوں میں تو بس آگاہ کرنے اور ڈرانے کے لئے آیا ہوں میں وہی کام کر رہا ہوں اور ہاں! تم لوگ مجھے یہ کہہ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا میں بس ایسے ہی تم سے جھوٹ کہہ رہا ہوں تو سنو! اللہ نے یقیناً مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے میں بناوٹی طور پر تم سے نہیں کہہ رہا ہوں کہ میں رسول ہوں اور یہ قرآن جو تمہارے سامنے ہے یہ وہ کلام ہے جسے پڑھ کر اور سمجھ کر تم نصیحت حاصل کر سکتے ہو اور جہنم سے بچ سکتے ہو۔ اگر تمہارے اندر عقل ہو تو سمجھ جاؤ، ورنہ بے عقل لوگوں کو تو یہ کچھ فائدہ نہیں دے گا اس لئے کہ وہ اس کلام کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے، فائدہ تو تب ہوگا جب اسے سمجھنے اور عمل کرنے کی نیت سے پڑھا جائے، یہ باتیں جو میں تم لوگوں کے سامنے بیان کر رہا ہوں تم لوگ ان باتوں کو مذاق میں لے رہے ہو اور اسکی حقیقت کو سمجھ نہیں رہے ہو لیکن یہی باتیں تمہیں اس وقت یاد آئیں گے جب قیامت تمہارے سامنے کھڑی ہوگی اور اسکی ہولناکی تمہیں پریشان کر رہی ہوگی، اس وقت غور کرو گے کہ کاش! میں نے اس وقت ہی ان باتوں پر عمل کر لیا ہوتا تو آج مجھے ان حالات سے گزرنا نہ پڑتا۔

ان آیتوں سے ہمیں ایک بات معلوم ہوتی ہے کہ جب ہم دعوت و تبلیغ کا کام کر رہے ہوں تو ہمیں یہ کام صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لئے کرنا چاہئے، یہ اس کام کے ذریعہ ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ ہم اس کام کے ذریعہ لوگوں میں نام کمائیں، یا اس کام کے ذریعہ ہم پیسہ حاصل کریں، اس طرح کی فکر رکھ کر کام کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ اپنی ذات کو خود اسکا نقصان پہنچے گا، اور ایک بات اس آیت کے ضمن میں یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ ہمیں کسی بھی کام میں تکلف، یعنی بناوٹ نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ میں بناوٹی لوگوں میں سے نہیں ہوں جو ہے جیسا ہے تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ حضرت مسروق علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ نے کہا کہ اے لوگو! جب تم کسی چیز کے بارے

میں جانتے ہوتو اسے کہہ دو، اور اگر نہ جانتے ہوتو یہ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اے نبی! کہہ دو کہ میں تم سے اس دعوت پر اجرت کا مطالبہ نہیں کرتا اور نہ میں بناوٹی لوگوں میں سے ہوں۔ (بخاری ۴۸۰۹)

سُورَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۸ رکوع اور ۷۵ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۰۵﴾ اے پیغمبر! یہ کتاب ہم نے آپ پر برحق نازل کی ہے ﴿الزمر ۱- تا ۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ بِالْحَقِّ فَاَعْبُدِ اللَّهَ
مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۝ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۝ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ
إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ
لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَذِبٌ كَفَّارٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- تنزیل نازل کردہ الکتب کتاب ہے من اللہ اللہ کی طرف سے العزیز جو بڑا غالب
الحکیم جو خوب حکمت والا ہے اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ بے شک ہم نے نازل کیا اِلَيْكَ آپ کی طرف الکتب اس
کتاب کو بالحق حق کے ساتھ فَاَعْبُدِ اللَّهَ لہذا آپ اللہ کی عبادت کیجیے مُخْلِصًا خالص کرتے ہوئے لہٰذا اس کے
لئے الدین بندگی کو اَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ کے لیے ہے الدین بندگی الخالص خالص و اور الدین وہ لوگ جنہوں
نے اتَّخَذُوا بنا لیے من دُونِهِ اس کے سوا اَوْلِيَاءَ کارساز مَا نَعْبُدُهُمْ ہم عبادت نہیں کرتے ہیں ان کی اِلَّا مگر
لِيُقَرِّبُونَا اس لئے کہ وہ ہمیں قریب کر دیں اِلَى اللَّهِ اللہ کے زُلْفَىٰ زیادہ قریب اِنَّ بے شک اللہ اللہ يَحْكُمُ
فیصلہ فرمائے گا بَيْنَهُمْ ان کے درمیان فِي مَا ان باتوں میں کہ هُمْ وہ فِيهِ ان میں يَخْتَلِفُونَ اختلاف کرتے
تھے اِنَّ بلاشبہ اللہ اللہ لَا يَهْدِي ہدایت نہیں کرتا من اس کو کہ هُوَ وہ كَذِبٌ جھوٹا ہے كَفَّارٌ ناشکر ہے

ترجمہ:- یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل کی جا رہی ہے، جو بڑے اقدار کا مالک ہے، بہت حکمت والا O
اے پیغمبر! بیشک یہ کتاب ہم نے تم پر برحق نازل کی ہے، اس لئے اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ بندگی خالص
اسی کے لئے ہو O یاد رکھو کہ خالص بندگی اللہ ہی کا حق ہے۔ اور جن لوگوں نے اُس کے بجائے دوسرے رکھوالے
بنائے ہیں (یہ کہہ کر کہ) ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں ان کے

درمیان اللہ ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ یقین رکھو کہ اللہ کسی ایسے شخص کو راستے پر نہیں لاتا جو جھوٹا ہو، کفر پر جما ہوا ہو۔

سورت کی فضیلت:۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب تک سورۃ بنی

اسرائیل اور سورۃ الزمر پڑھ نہ لیتے بستر پر سوتے نہ تھے۔ (ترمذی ۲۹۲۰)

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی جا رہی ہے۔

۲۔ جو بڑے اقدار کا مالک ہے، بہت حکمت والا ہے۔

۳۔ اے پیغمبر! یہ کتاب ہم نے آپ پر برحق نازل کی ہے۔

۴۔ اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ بندگی خالص اسی کے لئے ہو۔

۵۔ یاد رکھو! خالص بندگی اسی کا حق ہے۔

۶۔ جن لوگوں نے اس کے بجائے دوسرے رکھوالے بنا لیے ہیں یہ کہہ کر کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے

کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں۔

۷۔ ان کے درمیان اللہ ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

۸۔ یقین رکھو! اللہ کسی ایسے شخص کو راستے پر نہیں لاتا جو جھوٹا ہو، کفر پر جما ہوا ہو۔

پچھلی سورت کا اختتام اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس صفت سے کیا کہ یہ قرآن سارے جہاں والوں کے

لئے ایک نصیحت نامہ ہے، اس سورت کی ابتدا بھی اللہ تعالیٰ قرآن کریم ہی کی صفت سے کر رہے ہیں کہ یہ کتاب جو تم

لوگ اپنے سامنے دیکھ رہے ہو یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اپنی طرف سے گھڑی ہوئی نہیں ہے بلکہ اس کتاب کو

اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے، وہ اللہ جو اقدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی، اقدار کا مالک تو اس لحاظ سے کہ وہ جو

چاہے کر سکتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں، اسی کی بادشاہت سب جگہ چلتی ہے اور حکمت کا مالک اس لئے کہ وہ

جانتا ہے کہ بندوں کے لئے کیا مناسب ہے اور کیا نہیں؟ اس قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے انہی باتوں کو بیان

کیا ہے جو انسان کی رہنمائی اور اسکے لئے نفع بخش ہیں، سورۃ شعراء کی آیت نمبر ۹۲ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس قرآن

کے اپنی جانب سے نازل ہونے کے بارے میں فرمایا **وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ** یہ قرآن کریم رب العالمین

کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے، اور سورۃ الصّٰفّٰت ۴۲ میں بھی کہا گیا **تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ** یہ قرآن

تعریف کے لائق اور حکمت والے رب کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے، لہذا اس کلام میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ہونا

چاہئے، اور جو کوئی اس کلام کے رب العالمین کی جانب سے نازل ہونے میں شک کرے گا وہ مسلمان باقی نہیں رہے

گا، جیسا کہ آج کل بد بخت قسم کے لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کلام اللہ کی چند آیتیں ایسی ہیں جو نعوذ باللہ قرآن کریم کی آیتیں نہیں ہیں، بلکہ ان آیتوں کو معاذ اللہ بعد میں قرآن کریم میں شامل کیا گیا ہے جبکہ قرآن کریم ایک ایسی واضح کتاب ہے کہ بڑے سے بڑا فصیح اور ماہر شخص بھی اس کی ایک آیت بھی بنا نہیں سکتا جیسا کہ خود قرآن نے قریش کے ادیبوں اور شاعروں کو چیلنج کیا تھا مگر کوئی اس چیلنج کو قبول نہ کر سکا، تو پھر کیسے یہ ممکن ہے کہ اس کلام اللہ کے ساتھ کچھ چھیڑ چھاڑ کی گئی ہو؟ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خود اس کلام کا محافظ اللہ ہے اور جس کا محافظ اللہ ہوتا ہے اس کے مقابل میں آنے کی کسی میں ہمت نہیں ہوتی تو اس میں کچھ تبدیلی کہاں کی جاسکے گی؟ اللہ ایسے لوگوں کو ہدایت دے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میں نے اے محمد! تم پر یہ کتاب بالکل حق اور سچی نازل کی ہے کہ جو کچھ بھی اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے وہ شک و شبہ سے بالاتر ہے اور جو بھی مناظر جنت و جہنم کے بیان کئے ہیں اور جنتیوں اور دوزخیوں کے جو حالات بیان کئے گئے ہیں وہ سب کچھ ہونے والا ہی ہے، اے محمد! جب ہم نے آپ پر یہ احسان کیا ہے کہ آپ پر اس کلام کو اتارا ہے اور اسکی تبلیغ کے لئے ہم نے آپ کو منتخب تو اب آپ پر یہ لازم ہے کہ آپ صرف اور صرف ہماری ہی عبادت کیجئے، ہماری ہی اطاعت و فرمانبرداری کیجئے اور ہم سے ہی ڈریے اور یاد رکھو کہ خالص بندگی اسی ایک اللہ کا حق ہے اس لئے کہ وہی تو ہے جس نے سب کو پیدا کیا تو جس نے تمہیں پیدا کیا تمہیں اسی کی عبادت کرنی چاہئے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بطور خاص نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ خالص اللہ کی ہی عبادت کریں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ آپ میں اخلاص کی کمی ہو کہ جسکی جانب آپ کو متوجہ کیا جا رہا ہے بلکہ یہاں مخاطب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور کیا گیا مگر مقصود تمام انسان ہیں کہ انہیں اس جانب متوجہ کیا جا رہا ہے جسکی دلیل اگلی آیت ہے کہ جس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اللہ کے علاوہ دوسرے معبودوں کی عبادت کیا کرتے تھے انہی لوگوں کے لئے یہ بات کہی گئی کہ عبادت خالص اللہ کی ہونی چاہئے نہ کہ دوسروں کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے علاوہ دوسرے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں انکا کہنا یہ ہے کہ ہم ان معبودوں کی عبادت اس لئے نہیں کرتے کہ وہ رب ہیں بلکہ ہم ان معبودوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ ان معبودوں کے ذریعہ ہمارا اللہ تک پہنچنا آسان ہو اور یہ کل قیامت کے دن ہماری اللہ تعالیٰ سے سفارش کر سکیں گویا کہ ان لوگوں کے ذہن میں یہ بات تھی کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ناممکن ہے اس لئے ان بتوں کا سہارا ہمیں لینا پڑا، جیسا کہ آج کچھ لوگوں کا حال ہے کہ وہ اولیاء اللہ کی مزاروں پر جا کر ان سے دعائیں کرتے ہیں، اپنی حاجتیں سناتے ہیں اور انکا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ یہ تو اللہ سے ہماری سفارش کریں گے اور ہم جس چیز کی دعا مانگ رہے ہیں وہ اس چیز کو اللہ سے ہمیں دلوائیں گے نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت تین قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی، حامر، کنانہ اور بنو سلمہ، جو کہ بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور

کہتے تھے کہ ملائکہ نعوذ باللہ، اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ (الدر المنثور - ج ۷، ص ۲۱۱) جب انہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا کہ اللہ تو تمہاری دعاء بغیر کسی وسیلہ کے سنتا ہے وہ کہتا ہے کہ اُدْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ (غافر ۶۰) تم مجھے پکارو میں خود ہی تمہاری بات کو سنتا ہوں، مگر ان لوگوں نے نہیں مانا، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ کہا کہ جانے دو اگر یہ لوگ آج نہیں مان رہے ہیں اور آپ سے جھگڑا کر رہے ہیں تو انہیں کل قیامت کے دن پتا چل جائے گا جب اللہ خود انکے درمیان اس چیز کا فیصلہ کر دے گا جس میں یہ لوگ جھگڑا کر رہے تھے، آپ کی باتوں کو وہ لوگ کبھی نہیں مانیں گے، چکنکی فطرت میں جھوٹ اور کفر بھرا ہوا ہے اور چکنکی فطرت ان گندی چیزوں سے بھری ہو تو اس میں ایمان جیسی نورانی چیز کہاں سے داخل ہوگی؟۔

﴿درس نمبر ۱۸۰۶﴾ اللہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے ﴿الزمر ۵۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَأَصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ سُبْحٰنَهُ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكْوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكْوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۗ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ ۝ ۱ ۚ هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- لو اگر ارادہ کرتا اللہ اللہ ان کہ یَتَّخِذَ وہ بنائے وَلَدًا فرزند لَأَصْطَفَىٰ تو وہ جن لیتا جتنا ان میں سے جن کو یَخْلُقُ وہ پیدا کرتا ہے مِمَّا یَشَاءُ وہ چاہتا سُبْحٰنَهُ وہ تو پاک ہے هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ ایک ہے الْقَهَّارُ بڑی قوتوں والا خَلَقَ اس نے پیدا کیا السَّمٰوٰتِ آسمانوں کو وَالْأَرْضَ زمین کو بِالْحَقِّ حق کے ساتھ يُكْوِّرُ وہ لپیٹتا ہے اللَّيْلَ رات کو عَلَى النَّهَارِ دن پر وَ يُكْوِّرُ وہ لپیٹتا ہے النَّهَارَ دن کو عَلَى اللَّيْلِ رات پر وَسَخَّرَ اس نے کام میں لگا دیا الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ سورج اور چاند کو كُلٌّ ہر ایک یَجْرِي چل رہا ہے لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مقررہ وقت تک أَلَا سَمَوٰهُو وہ الْعَزِيزُ بڑا غالب الْغَفَّارُ خوب بخشنے والا ہے

ترجمہ:- اگر اللہ یہ چاہتا کہ کسی کو اولاد بنائے تو وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا منتخب کر لیتا (لیکن)

وہ پاک ہے (اس بات سے کہ اس کی کوئی اولاد ہو) وہ تو اللہ ہے، ایک اور زبردست اقتدار کا مالک ہے ۝ اس نے سارے آسمان اور زمین برحق پیدا کئے ہیں۔ وہ رات کو دن پر لپیٹ دیتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے، اور اس نے سورج اور چاند کو کام پر لگایا ہوا ہے۔ ہر ایک کسی معین مدت تک کے لئے رواں دواں ہے۔ یاد رکھو وہ بڑے اقتدار کا مالک، بہت بخشنے والا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اگر اللہ یہ چاہتا کہ کسی کو اولاد بنائے تو وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا منتخب کر لیتا لیکن وہ اس سے پاک ہے۔
- ۲۔ وہ تو اللہ ہے جو ایک ہے اور اقتدار کا مالک ہے۔
- ۳۔ اس نے سارے آسمان اور زمین برحق پیدا کئے۔
- ۴۔ وہ رات کو دن پر لپیٹ دیتا ہے اور دن کو رات پر۔
- ۵۔ اس نے سورج اور چاند کو کام پر لگایا ہوا ہے۔
- ۶۔ ہر ایک کسی مدت تک کے لئے رواں دواں ہے۔۔۔ یاد رکھو! وہ بڑے اقتدار کا مالک ہے۔
- ۸۔ بہت بخشنے والا ہے۔

پچھلی آیتوں میں کفار قریش کے بارے میں کہا گیا تھا کہ وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے تھے اور جن کا عقیدہ یہ تھا کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ انکے اسی عقیدہ کی یہاں تردید فرما رہے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی اپنی اولاد بنا سکتا تھا، تمہارے زعم کے مطابق فرشتوں ہی کو کیوں اپنی بیٹیاں بنائے؟ اسکے علاوہ اور بھی بہت سی مخلوقات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اگر بنانا چاہتا تو ان فرشتوں کے علاوہ دوسروں کو بھی بنا سکتا تھا؟ اللہ تعالیٰ تو بیوی اور اولاد جیسی چیزوں سے پاک ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اسکی اولاد، وہ تو ایک اللہ ہے ہر چیز پر اسی کا قبضہ ہے اور ساری کائنات اسکی مخلوق ہے، یہ چیز عقل سے بھی دور کی بات ہے کہ سب کچھ اسی نے بنایا ہو، پیدا کیا ہو اور پھر اسی بنائے ہوئے کو وہ اپنی اولاد یا بیوی بنالے یہ کیسے ممکن ہے؟

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی چند جھلکیاں ان کافروں اور مشرکوں کے سامنے بیان کر رہے ہیں تاکہ انہیں یہ یقین ہو جائے کہ نہ اللہ کی کوئی اولاد ہے اور نہ ہی اس کی کوئی بیوی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس ایک خالق و مالک ہی نے ان ساتوں آسمانوں کو جو تمہارے اوپر نظر آ رہے ہیں اور تمہارے پیروں کے نیچے جو زمین نظر آ رہی ہے درست اور ٹھیک ٹھیک پیدا کیا ایسا نہیں کیا کہ زمین کو اوپر بنایا اور آسمان کو نیچے؟ اور نہ ہی ایسا کہ زمین ٹیڑھی ہو یا آسمان ٹیڑھا ہو، ہر چیز کو اس نے درست بنایا، غور کرو اگر زمین تمہارے سر پر ہوتی اور آسمان نیچے ہوتا تو کیا ہوتا؟ اگر ایسا ہوتا تو کوئی بھی اس دنیا میں جی نہیں سکتا تھا، پھر ان آسمانوں کو بنانے کے بعد اس نے دن اور رات کا نظام بنایا تاکہ تمہیں راحت اور سکون مل سکے اور تم اپنی زندگی جینے کے لئے روزی روٹی تلاش کر سکو، اس نے رات کو دن پر لپیٹ دیا کہ جب رات جاتی ہے تو دن رو نما ہوتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹ دیا کہ جب رات چلی جاتی ہے تو دن کا اجالا چھا جاتا ہے غور کرو اگر دن نہ ہوتا تو تم کیسے اپنے کام کاج کر پاتے؟ اور اگر رات نہ ہوتی تو تم کیسے آرام و سکون کر پاتے؟ وہی ہے وہ اللہ جس نے ان ساری باتوں کا خیال کیا اور اس کام کے لئے اس نے چاند اور سورج جیسی مخلوق کو

پیدا کیا جو اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ سورج آتا ہے تو دن کی روشنی پھیلتی ہے اور جب سورج چھپ کر چاند نکلتا ہے تو رات کی تاریکی ہم پر سایہ کرتی ہے، ہر چیز اپنے اپنے وقت مقررہ پر نکلتی ہے اور جاتی ہے یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہے گا جو وقت اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے طے کیا ہے، اگر وہ طے شدہ وقت ختم ہو جائے گا تو یہ ساری چیزیں ختم ہو جائیں گی اور دنیا ہلاک و تباہ ہو جائے گی۔ سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۱۰۴ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجْلِ لِلْكِتَابِ** جس دن ان کا وقت مقرر ختم ہو جائے گا تو ہم آسمان کو ایسے لپیٹ دیں گے جیسے کہ کوئی کاغذ کی پٹی لپیٹ دی جاتی ہے۔ کہ جو ایسی عظیم طاقت کا مالک ہے تم اسکی شان میں طرح طرح کی گستاخیاں کر رہے ہو اس کا کیا انجام ہوگا؟ وہ تو بڑی قدرت والا ہے جب انتقام لینے لگ جائے تو کوئی بچا نہیں سکتا، ہاں! اگر تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے اور پھر تم اس رب کے دربار میں توبہ کرنا چاہو تو کر سکتے ہو وہ تمہاری توبہ قبول کر کے تمہارے پچھلے گناہ معاف کر دے گا کیونکہ وہ بہت بخشنے والا بھی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۰۷﴾ تمہارے لئے موشیوں میں سے آٹھ جوڑے پیدا کئے ﴿الزمر ۶-۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَآنَزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَنِيَّةً
 آزواج، يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ۗ ذَٰلِكُمْ اللَّهُ
 رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۗ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۗ فَآتَىٰ تَضَرُّفُونَ ۗ إِنَّ تَكْفُرًا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ ۗ
 وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۗ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ ثُمَّ
 إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- خَلَقَكُمْ اس نے پیدا کیا تمہیں مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ایک ہی جان سے ثُمَّ پھر جَعَلَ اس نے بنایا مِنْهَا اس سے زَوْجَهَا اس کا جوڑا وَ آنَزَلَ اس نے اتارے لَكُمْ تمہارے لئے مِنَ الْأَنْعَامِ چوپایوں میں سے ثَمَنِيَّةً آٹھ أزواج جن سے يَخْلُقُكُمْ وہ پیدا کرتا ہے تم کو فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں خَلْقًا ایک پیدائش مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ پیدائش کے بعد فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ تین اندھیروں میں ذَٰلِكُمْ یہ ہے اللَّهُ اللہ رَبُّكُمْ تمہارا رب لَهُ اسی کی ہے الْمُلْكُ بادشاہی لَا نَبِيَّ إِلَّا هُوَ معبود الا مگر ہُوَ وہی فَآتَىٰ تو کہاں تَضَرُّفُونَ تم پھیرے جاتے ہو ۗ إِنَّ تَكْفُرًا تم کفر کرو فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ اللہ غنی ہے پر وہ ہے عَنكُمْ تم سے وَ لَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وہ پسند کرتا لِعِبَادِهِ اپنے بندوں کیلئے الْكُفْرَ کفر کو وَ اور ۗ وَإِن تَشْكُرُوا تم شکر کرو وَ يَرْضَهُ تو وہ اسے پسند کرتا ہے لَكُمْ تمہارے لئے وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ گھٹانے

گا وَاِذْ رَاكَ كُوْنِي بُوْجْهٖ اُطْهٰنَۃً وَاِذْ رَاكَ اُخْرٰى بُوْجْهٖ دُوْسَرَۃً كَاثَمَّۙ پھر اِلٰی رَبِّكُمْۙ اِپْنِے پَرُوْر دِگَارِی كِی طَرْفِ مَمْرُۙ جَعَلَكُمْۙ تَمْبَارًا لُوْثًاۙ هَبْۙ فَيُنَبِّئُكُمْۙ تُوُوْهُ تَمْبِیْۙ خَبْرِ دَعَاۙ یَمٰۙ اِس چِیْرَ كِے سَاخْهٖ جُو كُنْتُمْۙ تَحْتِے تَم تَعْمَلُوْنَۙ عَمَلِ كَرْتِے طٰۙ اِنَّهُۥۙ بَلَا شَبْهَۥ عَلَیْكُمْۙ جَانْتَاۙ هَبْۙ بِذٰۙ اِتِ الصُّدُوْرِۙ سِنُوْنَ كِے رَاۙ

ترجمہ:- اُس نے تم سب کو پیدا کیا ایک شخص سے پھر اسی سے اُس کا جوڑا بنایا اور تمہارے لئے موشیوں میں سے اٹھ جوڑے پیدا کئے۔ وہ تمہاری تخلیق تمہاری ماؤں کے پیٹ میں اس طرح کرتا ہے کہ تین اندھیریوں کے درمیان تم بناوٹ کے ایک مرحلے کے بعد دوسرے مرحلے سے گزرتے ہو۔ وہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے ساری بادشاہی اسی کی ہے، اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ پھر بھی تمہارا منہ آخر کوئی کہاں سے موڑ دیتا ہے؟ اگر تم کفر اختیار کرو گے تو یقین رکھو کہ اللہ تم سے بے نیاز ہے، اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو گے تو وہ اُسے تمہارے لئے پسند کرے گا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تم سب کو اپنے پروردگار ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے، اُس وقت وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کچھ کیا کرتے تھے۔ یقیناً وہ دلوں کی باتیں بھی خوب جانتا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پندرہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اِس نے تم سب کو ایک شخص سے پیدا کیا۔ ۲۔ پھر اسی سے اِس کا جوڑا بنا دیا۔

۳۔ تمہارے لئے موشیوں میں سے اٹھ جوڑے پیدا کئے۔

۴۔ وہ تمہاری تخلیق تمہاری ماؤں کے پیٹ میں اس طرح کرتا ہے کہ تین اندھیریوں کے درمیان تم بناوٹ کے ایک مرحلے کے بعد دوسرے مرحلے سے گزرتے ہو۔

۵۔ وہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے۔ ۶۔ ساری بادشاہی اسی کی ہے۔

۷۔ اِس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ۸۔ پھر بھی تمہارا منہ کوئی آخر کہاں سے موڑ دیتا ہے؟

۹۔ اگر تم کفر اختیار کرو گے تو یقین رکھو کہ اللہ تم سے بے نیاز ہے۔

۱۰۔ وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا۔

۱۱۔ اگر تم شکر کرو گے تو وہ اُسے تمہارے لئے پسند کرے گا

۱۲۔ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

۱۳۔ پھر تم سب کو اپنے پروردگار ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

۱۴۔ اِس وقت وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کچھ کیا کرتے تھے۔

۱۵۔ یقیناً وہ دلوں کی باتیں بھی خوب جانتا ہے

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو اور جتنے بھی اس دنیا میں اس وقت موجود ہیں اور جتنے بھی آگے آنے والے ہیں ان سب کو صرف اور صرف ایک جان سے پیدا کیا یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے، اور پھر انہی سے یعنی انکی پسلی سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا، یہاں ایک سوال ذہن میں آسکتا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہا السلام کے بعد جتنے بھی انسان اس دنیا میں آئے وہ سب مرد اور عورت دو لوگوں کے ملنے کی وجہ سے آئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ کیوں فرمایا کہ تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا؟ اس کا جواب بعض مفسرین نے یہ دیا ہے کہ باقی تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کے صلب کے پانی کی وجہ سے پیدا ہوئے اس لئے یہاں مِّنْ نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ کہا گیا یعنی ایک جان سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ان کے پیٹ سے قیامت تک پیدا ہونے والے سب جاندار گر پڑے پھر اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی دو آنکھوں کے درمیان نور کی ایک چمک پیدا فرمائی، پھر ان سب کو آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے میرے رب! یہ سب کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب تمہاری اولاد ہیں۔ (کنز العمال ۱۵۱۲۲) اور بعض مفسرین نے کہا کہ یہاں آدم اور حوا علیہا السلام دونوں مراد ہیں الغرض اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے آٹھ جوڑے چوپایوں کے تمہارے لئے پیدا کئے، یہاں آٹھ جوڑوں سے مراد اونٹ اور گائے کے دو دو جوڑے چار، اور بھیڑ کے دو اور بکری کے دو چار جیسا کہ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۴۳ اور ۱۴۴ میں مذکور ہے، یہاں پر بھی ایک سوال ذہن میں آسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ان چار جانوروں کے علاوہ اور بھی بہت سارے جانور ہمارے لئے پیدا کئے ہیں پھر انکا ذکر یہاں پر کیوں نہیں کیا؟ اس کا جواب امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو جنت میں پیدا کیا جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نیچے بیچے گئے انہی کے ساتھ انہیں بھی بھیج دیا گیا اسی لئے بطور خاص ان جانوروں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج. ۱۵، ص. ۲۳۵)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے ایک وسیلہ کے ذریعہ تمہارے ماؤں کے پیٹوں میں تین اندھیروں کے درمیان مرحلہ وار تم سب کی پیدائش کی، یہاں تین اندھیروں سے مراد پیٹ، رحم اور آنول ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج. ۲۰، ص. ۱۶۶) اور بعض نے کہا کہ آنول، رحم اور رات کی تاریکی ہے (تفسیر قرطبی۔ ج. ۱۵، ص. ۲۳۶) سلسلہ وار اس طور پر کہ پہلے نطفہ پیدا ہوا پھر وہ نطفہ جا کر خون کا ایک ٹکڑا بنا پھر اسکے بعد پھر وہ خون کا ٹکڑا مضغہ یعنی چھوٹے سے گوشت کے ٹکڑے میں تبدیل ہوا پھر وہ ہڈی بنا پھر اس پر گوشت لگایا گیا جس کا تذکرہ سورۃ مومنوں کی آیت نمبر ۱۴ میں، سورۃ حجر کی آیت نمبر ۱۵ اور سورۃ مومن کی آیت نمبر ۶ میں کیا گیا۔ قدرت کی ان نشانیوں کو بیان

کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب جو تمہیں بیاں کیا گیا وہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا نہ کہ ان باطل معبودوں نے جو تمہیں نفع دینا تو دور کی بات خود اپنی ذات کو نفع نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی نقصان سے بچا سکتے ہیں، یہی وہ اللہ ہے جسکی ملکیت میں سارے جہاں ہیں، اسی کی سلطنت اور بادشاہت ہر جگہ قائم ہے، اسی کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے اس ایک رب کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق ہی نہیں، جب تم یہ سب جانتے ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم سب اس ایک رب کی عبادت سے منہ پھیر رہے ہو؟ غور کرو اور سمجھو کہ کون ہو سکتا ہے جسکی عبادت کی جائے؟ اگر تم قدرت کی ان نشانیوں پر بھی غور کر لو گے تو تمہیں خود سمجھ میں آ جائے گا کہ حقیقی مالک کون ہے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان سب چیزوں کو جاننے کے بعد بھی اگر تم کفر کرو گے تو اس میں صرف تمہارا ہی نقصان ہے، اللہ کا اس میں کوئی نقصان نہیں وہ تو تمہاری عبادتوں سے بے نیاز ہے، اسے تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں بلکہ آخرت میں اپنی نجات کے لئے تمہیں اسکی عبادت کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ اسکے بندے کفر کریں اور جو لوگ کفر کرتے ہیں وہ اپنی مرضی سے کرتے ہیں، ان پر کسی قسم کی زبردستی نہیں ہوتی۔ ہاں! اگر تم اللہ پر ایمان لاو گے اور اسکی اطاعت کرو گے تو تمہارے اس شکر پر وہ راضی ہوگا اور قیامت کے دن ایک کے گناہ کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جائے گا چاہے وہ باپ، بیٹا، بیوی یا شوہر ہی کیوں نہ ہو۔ ہر ایک کو اپنے ہی اعمال کا حساب دینا ہوگا اس لئے اپنے اپنے اعمال کی فکر میں لگے رہو کیونکہ تم سب کو اپنے رب کے پاس ہی جانا ہے جب وہاں جاو گے تو وہ تمہیں بتلا دے گا کہ تم کیا کیا کرتے تھے؟ کونسے اعمال برے تھے اور کونسے اعمال اچھے؟ یہاں ایک سوال ہوگا کہ اللہ کو کیسے معلوم کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ اور اگر ہم کسی ایسی جگہ کوئی کام کریں جہاں پر کوئی نہیں نہ دیکھتا ہو کیا تب بھی اللہ کو یہ معلوم ہو جائے گا؟ تو اس کا جواب آگے دیا گیا کہ تم ان اعمال کی بات کر رہے ہو وہ تو تمہارے دلوں میں چھپی باتوں کو تک جانتا ہے، اس لئے جو بھی عمل کرنا ہو پہلے غور کر لو کہ یہ صحیح ہے یا غلط؟۔

﴿ درس نمبر ۱۸۰۸ ﴾ انسان کا بھی عجیب حال ہے ﴿ الزمر ۸-۹ ﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۝ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَذْكُرُ أَوْلِيَاءَهُ ۝ يَلْمِزُونَ الَّذِينَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُم لَمْ يَكْفُرُوا وَمَا لِي كُفِّرُوا بِلَدِّهِمْ وَمَا لِي كُفِّرُوا بِلَدِّهِمْ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اور اِذَا جب مَسَّ پہنچتی ہے اِلْاِنْسَانَ انسان کو صُور کوئی تکلیف دَعَا وہ پکارتا ہے رَبِّہ اپنے رب کو مُنِيبًا رجوع کرتے ہوئے اِلَيْہ اس کی طرف ثُمَّ پھر اِذَا جب حَوَّلَہ وہ اسے عطا کرتا ہے نِعْمَةً کوئی نعمت مِمَّنْہ اپنی طرف سے نَسِيہ وہ بھول جاتا ہے مَا اس کو جو كَانَ تھا يَدْعُوَا وہ پکارتا ہے اِلَيْہ اس کی طرف مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَ اور جَعَلَ وہ ٹھہراتا ہے لِلّٰہ اللہ کے لیے اَنْذَا اَشْرِيکَ لِيُضِلَّ تاکہ وہ گمراہ کرے عَنْ سَبِيلِہ اس کے راستے سے قُلْ آپ کہہ دیجیے تَمَتَّعْ تَوْفَانِدَہ اَطْحَابِ کُفْرٍ لک اپنے کفر کے ساتھ قَلِيْلًا تھوڑا سا اِنَّکَ بِلَا شَرِّہ تَوْفَانِدَہ اَطْحَابِ کُفْرٍ لک اپنے کفر کے ساتھ قَانِتٌ عِبَادَتِ کرنے والا ہو اِنَّآ اَلَّيْلِ رات کی گھڑیوں میں سَاجِدًا سجدہ کرتے وَ اور قَامًا کھڑے ہوئے يَتَخَذُوہ وہ ڈرتا ہے اِلْحِرَّةِ اٰخِرَتِ سے وَ اور يَزْجُوَا وہ امید کرتا ہے رَحْمَةً رَبِّہ اپنے رب کی رحمت کی قُلْ آپ کہہ دیجیے هَلْ كَيَا يَسْتَوِي برابر ہو سکتے ہیں اَلَّذِيْنَ وہ لوگ جو يَعْلَمُوْنَ علم رکھتے ہیں وَ اور اَلَّذِيْنَ وہ لوگ جو لَا يَعْلَمُوْنَ علم نہیں رکھتے اِنَّمَا سَبِيْتَنَ كَرَّ نَصِيْحَتِ پکڑتے ہیں اُولُو اَلْاَلْبَابِ عقل والے ہی

ترجمہ:- اور جب انسان کو کوئی تکلیف چھو جاتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کو اسی سے لو لگا کر پکارتا ہے، پھر جب وہ انسان کو اپنی طرف سے کوئی نعمت بخش دیتا ہے تو وہ اس (تکلیف) کو بھول جاتا ہے جس کے لئے پہلے اللہ کو پکار رہا تھا اور اللہ کے لئے شریک گھڑ لیتا ہے، جس کے نتیجے میں دوسروں کو بھی اللہ کے راستے سے بھٹکاتا ہے۔ کہہ دو کہ کچھ دن اپنے کفر کے مزے اڑالے، یقیناً تو دوزخ والوں میں شامل ہے۔“ (بھلا کیا ایسا شخص اُس کے برابر ہو سکتا ہے) جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرتا ہے، کبھی سجدے میں، کبھی قیام میں، آخرت سے ڈرتا ہے، اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے؟ کہو کہ: ”کیا وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے سب برابر ہیں؟“ (مگر) نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ جب انسان کو کوئی تکلیف چھو جاتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کو اسی سے لو لگا کر پکارتا ہے۔
- ۲۔ پھر جب وہ انسان کو اپنی طرف سے کوئی نعمت بخش دیتا ہے تو وہ اس تکلیف کو بھول جاتا ہے جس کے لئے وہ پہلے اللہ کو پکار رہا تھا۔
- ۳۔ وہ اللہ کے لئے شرک گھڑ لیتا ہے، جس کے نتیجے میں دوسروں کو بھی اللہ کے راستے سے بھٹکا دیتا ہے۔
- ۴۔ کہہ دو کہ کچھ دن اپنے کفر کے مزے اڑالے، یقیناً تو دوزخ والوں میں شامل ہے۔
- ۵۔ کیا ایسا شخص اس کے برابر ہو سکتا ہے جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرتا ہے؟
- ۶۔ کبھی سجدے میں، کبھی قیام میں۔

۷۔ آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے؟

۸۔ کہو کہ کیا وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ سب برابر ہیں؟

۹۔ نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

پچھلی آیتوں میں کفار و مشرکین کے بارے میں بیان کیا گیا تھا کہ وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے اصل حقدار ہیں، یہاں انہی کفار و مشرکین کی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ جب ان کفار و مشرکین کو کوئی نقصان یا تکلیف پہنچتی ہے تو یہ لوگ اپنے معبودوں کو چھوڑ کر اللہ ہی کو یاد کرتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ اے رب! تو ہی ہے جو ہمیں اس مصیبت و آفت سے نکال سکتا ہے اور انہیں معلوم ہے کہ اللہ کے سوا کوئی یہ کام نہیں کر سکتا اس لئے وہ اللہ سے رجوع ہوتے ہیں اور وہ بھی بڑے اخلاص کے ساتھ، پھر جیسے ہی اللہ تعالیٰ اس مصیبت و پریشانی کو ان سے دور کر دیتا ہے اور انہیں راحت و سکون عطا کرتا ہے تو پھر سے یہ لوگ اپنی اصلی حالت پر آ جاتے ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر انہی بے بس بتوں کی عبادت کرنے لگتے ہیں اور اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے شیطان کی اطاعت میں لگ جاتے ہیں، اسی کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ العادیات میں فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُوفٌ یقیناً انسان بڑا ناشکر ہے، اور اس برائی کا اثر ان پر اس طرح ہوتا ہے کہ خود تو گمراہ ہیں ہی اس شخص کو بھی گمراہ کرنے میں لگ جاتے ہیں جو اللہ کی طرف آنا چاہتا ہے، ایسے شخص سے کہا جا رہا ہے کہ تو بس اس دنیا کا تھوڑا سا مزہ اٹھا لے اس لئے کہ یہ دنیا ہے ہی تھوڑی سی اور اس کا مزہ بھی تھوڑا ہے مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ (النساء ۷۷) اس تھوڑے سے مزے کے بعد ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا ہے اور وہاں کی سزا بھگتنا ہے تو اس کے لئے تیار رہو۔

اللہ تعالیٰ مومنوں کے حالات بیان کر رہے ہیں جو ہر حال میں اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں چاہے انہیں کوئی مصیبت پیش آئے تب بھی اور جب خوشحالی ہو تب بھی بھلا وہ بندہ جو رات کے وقت اللہ کی عبادت میں لگا رہتا ہے، کبھی سجدے کرتا ہے تو کبھی قیام کرتا ہے اور ساری رات ایسے ہی اللہ کی عبادت میں گزار دیتا ہے اور اس کا حال یہ ہے کہ اتنی عبادت کرنے کے بعد بھی آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے کہ کہیں مجھے عذاب میں نہ ڈالا جائے لیکن ساتھ ہی وہ اللہ کی رحمت پر بھروسہ بھی کرتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ میری اس حالت پر رحم کرے گا اور مجھے جہنم کے عذاب سے بچالے گا یہ ہوتی ہے ایک مومن کی شان کہ نہ تو وہ اللہ سے بالکل بے خوف ہو جاتا ہے اور نہ ہی بالکل مایوس۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس اس وقت گئے جبکہ وہ حالت نزع میں تھا، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہو؟ اس نے کہا میں اللہ سے امید رکھتا ہوں اے اللہ کے رسول! اور اس سے اپنے گناہوں کے معاملہ میں ڈرتا بھی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو چیزیں جس کسی بندے میں اس جیسے وقت جمع ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا کرتا ہے جسکی وہ امید

رکھتا ہے اور اس سے امن نصیب فرماتا ہے جسکا وہ خوف کرتا ہے۔ (ترمذی ۹۸۳) اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انسان کا اللہ سے خوف اور اس کی امید دونوں برابر ہونی چاہئے، اگر ان میں سے ایک بھی زیادہ ہو گیا تو انسان تباہ ہو گیا۔ (شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین - ج ۳، ص ۲۸۶)

اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ان سے یہ سوال کر رہے ہیں کہ کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں کہ ہمارے نیک اعمال پر ہمیں کیا ثواب ملے گا اور برے اعمال پر کیا سزا ملے گی کیا ایسے لوگ ایسے لوگوں کے برابر ہو سکتے ہیں جنہیں ان چیزوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم؟ ایک عقل مند انسان یہی کہے گا کہ نہیں دونوں برابر نہیں ہو سکتے، تو پھر جب یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے تو ہر نیک اور بد، مومن اور کافر کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ مومن تو جنت میں جائے گا اور کافر دوزخ میں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابن مسعود، عمار، اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی۔ (الدر المنثور - ج ۷، ص ۲۱۳)

﴿درس نمبر ۱۸۰۹﴾ صابرین کو بے حساب اجر دیا جائے گا ﴿الزمر ۱۰-تا-۱۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 قُلْ يٰعِبَادِ الدِّیْنِ اٰمِنُوْا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ط لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِیْهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَّ اَرْضُ
 اللّٰهِ وَّ اٰسَعَةٌ ط اِنَّمَا یُوَفِّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ
 مُخْلِصًا لِّهٖ الدِّیْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- قُلْ آپ کہہ دیجیے یٰعِبَادِ اے میرے بندو! الدِّیْنِ وہ جو اٰمِنُوْا ایمان لائے ہوا اتَّقُوْا تم ڈرو رَبَّكُمْ اپنے رب سے لِلَّذِیْنَ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اَحْسَنُوْا اچھے عمل کیے فِیْ هٰذِیْهِ الدُّنْیَا اس دنیا میں حَسَنَةٌ بھلائی ہے وَّ اَرْضُ اللّٰهِ اللہ کی زمین وَّ اٰسَعَةٌ کشادہ ہے اِنَّمَا بس یُوَفِّی پورا دیا جائے گا الصّٰبِرُوْنَ صبر کرنے والوں کو اَجْرَهُمْ ان کا اجر بِغَیْرِ حِسَابٍ بے حساب قُلْ آپ کہہ دیجیے اِنِّیْ اُمِرْتُ بے شک میں حکم دیا گیا ہوں اَنْ اَعْبُدَ کہ میں عبادت کروں اللّٰهَ اللہ کی مُخْلِصًا خالص کرتے ہوئے لّٰہ اس کے لیے الدِّیْنَ بندگی کو وَاُمِرْتُ میں حکم دیا گیا ہوں لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ پہلا الْمُسْلِمِیْنَ مسلمان

ترجمہ:- کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے پروردگار کا خوف دل میں رکھو۔ بھلائی انہی کی ہے جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ہے اور اللہ کی زمین بہت وسیع ہے، جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں، ان کا ثواب انہیں بے حساب دیا جائے گا۔ ۝ کہہ دو کہ مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح

عبادت کروں کہ میری بندگی خالص اسی کے لئے ہو O اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلا فرماں بردار میں بنوں۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱- کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے پروردگار کا خوف دل میں رکھو۔
- ۲- بھلائی انہی کیلئے ہے جس نے اس دنیا میں بھلائی کی ہے۔ ۳- اللہ کی زمیں بہت وسیع ہے۔
- ۴- جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں انہیں انکا ثواب بے حساب دیا جائے گا۔
- ۵- کہہ دو کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ میری بندگی خالص اسی کے لئے ہو۔
- ۶- مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا فرمانبردار بنوں۔

پچھلی آیتوں میں مومن اور کافر کے درمیان فرق واضح کیا گیا کہ وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے اس لئے کہ مومن تو جنت میں جائے گا اور کافر جہنم میں۔ ان آیات میں مومن کو نیک کاموں کی نصیحت کی جا رہی ہے اور انہیں جو اجر دیا جائے گا اس کا تذکرہ کیا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے نبی! آپ ان مومنوں سے کہہ دو کہ اپنے رب سے ڈرا کریں، اسکی نافرمانی کرنے سے اور اسکی اطاعت میں کوتاہی کرنے سے بچیں اس لئے کہ جو لوگ اچھے عمل کرتے ہیں آخرت میں انکا معاملہ بھی اچھا ہی ہوگا، لیکن اگر کوئی برائی کرتا ہے تو اس کا انجام بھی بہت سخت ہوگا اور اگر تمہیں اپنے مقام پر رہ کر اللہ کی عبادت کرنے میں دشواری ہو رہی ہو اور اسکی وجہ سے تم پر ظلم کیا جا رہا ہو تو وہاں رہنے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں، اللہ نے جو زمین بنائی ہے وہ بہت ہی وسیع ہے، تم اس مقام کو چھوڑ کر کسی ایسی جگہ چلے جاو جہاں تم آسانی کے ساتھ اللہ کی عبادت کر سکو اور سورہ نساء کی آیت نمبر ۹۷ میں بھی کہا گیا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضًا لَّوَّاسِعَةً فَبُحِثُوا فِيهَا كَمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ، اللہ تعالیٰ نے جو زمین بنائی ہے وہ کشادہ نہیں ہے؟ تو پھر وہاں ہجرت کر چلو، اس ہجرت کرنے کے دوران تمہیں جو مشقتیں آئیں، تکلیفیں پہنچیں تو اس پر صبر سے کام لو، جو اللہ کی راہ میں صبر سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کی ہر تکلیف پر بے حساب اجر دیتا ہے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! تمہارے لئے نہ وہاں ترازو ہوگی اور نہ ہی کوئی پیمانہ یعنی بلا حساب و کتاب تمہیں اس صبر کے بدلے اجر عطا کیا جائے گا (تفسیر طبری، ج، ۲۱، ص، ۲۷۰) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ترازو نہیں لگائی جائیں گی، پھر نمازیوں کو لایا جائے گا اور انہیں تول کر انکی نماز کا پورا پورا اجر دیا جائے گا، پھر ایسے ہی اہل صدقہ کو لایا جائے گا اور انہیں بھی تول کر پورا پورا اجر دیا جائے گا، پھر ایسے ہی حجاج کرام کو بلوایا جائے گا اور انہیں بھی تول کر پورا پورا اجر دیا جائے گا، پھر ان لوگوں کو بلایا جائے گا جن پر آزمائشیں اور مصیبتیں ڈالی گئیں لیکن انکے لئے نہ تو کوئی ترازو قائم کی جائے گی اور نہ ہی انکے نامہ اعمال پیش کیا جائے گا بلکہ بے حساب اجر ان پر انڈیلا جائے گا، اس اجر کو دیکھ کر وہ لوگ کہ جن پر کوئی آزمائش

نہیں ڈالی گئی یہ تمنا کریں گے کہ کاش! ہمارے جسموں کو بھی قینچی سے کاٹا جاتا (یعنی اتنی مصیبتیں ہم پر آتیں) تو آج ہمیں بھی یہ اجر ملتا جو انہیں ملا ہے۔ (تفسیر مظہری۔ ج۔ ۸، ص۔ ۲۰۱)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اے نبی! آپ ان مشرکین مکہ سے کہہ دیجئے کہ مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف اور صرف اللہ کی عبادت کروں اور میری بندگی خالص اسی کے لئے ہو، تم جن معبودوں کی عبادت کرتے ہو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا صرف اور صرف ایک اللہ کی عبادت سے متعلق مضمون قرآن مجید کی متعدد آیات میں موجود ہے سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۳۹ میں کہا گیا **وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ** اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور کرو کہ اس عبادت کو خالص اللہ ہی کے واسطے رکھو سورۃ مومن کی آیت نمبر ۱۳ میں کہا گیا **فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ** وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لئے دین کو خالص کر کے گو کافر برامائیں مجھے تو یہ بھی حکم دیا گیا کہ میں ہی سب سے پہلا اللہ کا فرمانبردار بنوں اور خالص اسی ایک اللہ کی عبادت میں لگا رہوں پھر بعد میں دوسروں کو اسکی دعوت دوں، اسی حکم کا نتیجہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے پہلے وہ شخص تھے جنہوں نے اپنے آباء و اجداد کے دین کی مخالفت کی اور ایک اللہ کی عبادت کی اور آپ نے اپنے رب کے حکم پر پورا پورا عمل کیا،

﴿درس نمبر ۱۸۱﴾ نافرمانی پر عذاب کا خوف ﴿الزمر ۱۳ تا ۱۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قُلِ اللَّهُ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ۝ فَاَعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ ۖ قُلْ إِنَّ الْخَيْرَ لِنَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝ لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ ذَلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهَ بِهِ عِبَادَهُ لِيُعْبَادُوا فَاتَّقُوا اللَّهَ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- قُلْ آپ کہہ دیجیے إِنِّي أَخَافُ بے شک میں ڈرتا ہوں إِنْ اگر عَصَيْتُ میں نے نافرمانی کی رَبِّي رَبِّ کی عَذَابِ عذاب سے يَوْمٍ عَظِيمٍ بڑے دن کے قُلْ آپ کہہ دیجیے اللہ اللہ ہی کی أَعْبُدُ میں عبادت کرتا ہوں مُخْلِصًا خالص کرتے ہوئے لَهُ اس کے لیے دِينِي اپنی بندگی کو فَاَعْبُدُوا تو تم عبادت کرو مَا جس کی شِئْتُمْ تم جاہو وَمِنْ دُونِهِ اس کے سوا قُلْ آپ کہہ دیجیے إِنْ بلاشبہ الْخَيْرِ لِنَ نقصان اٹھانے والے تُو الَّذِينَ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خَسِرُوا وَاخْسِرُوا میں ڈالا أَنْفُسَهُمْ اپنی جانوں کو وَاَهْلِيهِمْ اپنے گھر والوں کو يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن أَلَا خَيْرٌ دَارًا ذٰلِكَ یہ ہُو دینی ہے الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ظاہر لَهُمْ ان کے لیے وَمِنْ فَوْقِهِمْ ان کے اوپر ظُلَلٌ سائبان ہوں گے وَمِنَ النَّارِ آگ کے وَاور مِنْ تَحْتِهِمْ

ان کے نیچے ظُلُلُ سانبیہ گان ہوں گے ذَلِکَ یہی ہے یُحَيِّوُفُ ڈراتا ہے اللہ اللہ یہ اس کے ساتھ عِبَادًا اپنے بندوں کو یُجَبِّدًا اے میرے بندو! فَاتَّقُوْنِ پس تم مجھ سے ڈرو

ترجمہ:- کہہ دو کہ: ”اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک زبردست دن کے عذاب کا اندیشہ ہے“ O کہہ دو کہ: ”میں تو اللہ کی عبادت اس طرح کرتا ہوں کہ میں نے اپنی بندگی صرف اسی کے لئے خالص کر لی ہے O اب تم اُسے چھوڑ کر جس کی چاہو عبادت کرو۔“ کہہ دو کہ: ”گھائے کا سودا کرنے والے تو وہ ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں سب کو ہرا بیٹھیں گے۔ یاد رکھو کہ کھلا ہوا گھانا یہی ہے۔“ O ایسے لوگوں کے لئے اُن کے اوپر بھی آگ کے بادل ہیں، اور اُن کے نیچے بھی ویسے ہی بادل۔ یہ وہی چیز ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ لہذا اے میرے بندو! میرا خوف دل میں رکھو۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کہہ دو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک زبردست دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

۲۔ کہہ دو کہ میں تو اللہ کی عبادت اس طرح کرتا ہوں کہ میں نے اپنی بندگی خالص اسی کے لئے کر لی ہے۔

۳۔ اب تم اُسے چھوڑ کر جسکی چاہو عبادت کرو۔

۴۔ کہہ دو کہ گھائے کا سودا کرنے والے تو وہ ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں سب

کو نقصان میں ڈال دیں گے۔

۵۔ یاد رکھو کہ کھلا ہوا گھانا یہی ہے۔

۶۔ ایسے لوگوں کے لئے انکے اوپر بھی آگ کے بادل ہیں اور نیچے بھی ویسے ہی بادل۔

۷۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

۸۔ لہذا اے میرے بندو! میرا خوف اپنے دل میں رکھو۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی خطاب ہے کہ اے نبی! آپ ان مشرکوں اور تمام ہی لوگوں سے یہ کہہ دو کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر کہیں مجھ سے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگئی تو مجھے اللہ کی طرف سے عذاب کا خوف ہے اس لئے میں اللہ کی نافرمانی کرنے سے ڈرتا ہوں اور اس ایک اللہ کی پورے اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہوں کہ میری عبادت میں سوائے اللہ کے اور کسی کا حصہ نہ ہو اگر تم سب جان بوجھ کر بھی ان باطل معبودوں کی یا جسکی تم چاہتے ہو عبادت کرنا چاہو تو کرو، تم پر کوئی زور زبردستی نہیں ہے، مگر اتنا یاد رکھو کہ تمہیں اس جرم کی سزا ضرور ملے گی اور یہ جان لو کہ سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں شرک و بت برستی کے ذریعہ آخرت کے فائدہ سے اپنا خسارہ کر لیا، دنیا تو اب انکے ہاتھ سے گئی آخرت میں بھی وہ جنت اور اسکی نعمتوں سے محروم ہو گئے، دنیا

میں اہل وعیال کے ساتھ تو رہے مگر آخرت میں انکا کوئی اہل وعیال نہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہر کسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک بیوی رکھی ہے لیکن جب وہ دوزخ میں جاتا ہے تو اپنی جان کا بھی نقصان کر بیٹھتا ہے اور اپنی اس جنتی بیوی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۵، ص ۲۴۳)

اللہ نے فرمایا یہی تو سب سے بڑا گھانا اور نقصان ہے کہ یہاں کی ابدی زندگی میں اسے کوئی راحت نصیب نہیں، عقل مند انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ تھوڑے وقت کی مشقت برداشت کر لے تاکہ ہمیشہ کی تکلیف سے اسے راحت مل جائے اور وہ اسکے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے، لیکن یہ کافر تو بے عقل ہیں کہ اس دنیا کے مختصر سے فائدہ کے لئے آخرت کے ہمیشہ کے فائدہ سے اپنے آپ کو ان کافروں نے محروم کر لیا، آخرت میں انکا کیا نقصان ہے اور انہیں کس طرح کی سزا دی جائے گی؟ بیان کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی عبادت کیا کرتے تھے انکو آگ میں ڈالا جائے گا اور آگ میں بھی اس طرح کہ انکے اوپر سے بھی آگ ہوگی اور نیچے سے بھی تو غور کرو ان جہنمیوں کا حال کیا ہوگا؟ جب ہمیں اس دنیا ہی کا ایک انگارہ لگتا ہے تو ہم بے چین ہو جاتے ہیں تو پھر اس جہنم میں کیسے رہیں گے کہ جس کا بچھونا بھی آگ کا ہے اور اوڑھنا بھی؟ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۴۱ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْهُمُّ مِّنْ جَهَنَّمَ مَهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٌ ان جہنمیوں کے لئے دوزخ ہی کا بچھونا ہے اور اوپر سے اوڑھنا بھی اسی کا، اور سورۃ عنکبوت کی آیت نمبر ۵۶ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ جس دن انہیں اوپر سے عذاب گھیر لے گا اور نیچے سے بھی، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے آمین، اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے میں کہ یہی وہ عذاب ہے جس سے اللہ تعالیٰ ہم تمام انسانوں کو ڈرا رہے ہیں تاکہ ہم اس سے بچنے کی تدبیریں اسی دنیا میں کر لیں کیونکہ وہاں آخرت میں جو کچھ بھی دیا جائے گا وہ اسی دنیا میں کئے ہوئے اعمال پر دیا جائے گا، اس لئے اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ اے میرے بندو! میرے اس عذاب سے ڈرو اور اپنی آخرت کی فکر کرو ابھی موقع ہے کچھ کرنے کا جب اس دنیا سے جدا ہو جائیں گے کچھ نہیں کر پائیں گے۔

﴿درس نمبر ۱۸۱﴾ ایسے لوگوں نے اللہ سے لو لگائی ہے ﴿الزمر ۱۷-۱۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ اَنْ يَّعْبُدُوهَا وَاْتَابُوا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبَشْرٰى ؕ فَبَشِّرْ
عِبَادِ ۝ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدٰهُمُ اللّٰهُ وَ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْاَلْبَابِ ۝
لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَالَّذِينَ اور جو لوگ کہ اجتنبوا وہ بچے رہے الطاغوت طاغوت سے اَنْ يَّعْبُدُوهَا کہ

وہ عبادت کریں اس کی وَأَنَا بَوَّاءٌ اور انہوں نے رجوع کیا الی اللہ کی طرف لَتَهُمْ ان کے لیے الْبُشْرَىٰ خوشخبری ہے فَبَشِّرْ لہذا آپ خوشخبری دے دیں عِبَادِ میرے بندوں کو الَّذِينَ وہ لوگ جو يَسْتَعْبِدُونَ سنتے ہیں الْقَوْلِ بات کو فَيَسْتَعْبِدُونَ پھر وہ پیروی کرتے ہیں أَحْسَنَهُ اس میں سے اچھی بات کی أُولَئِكَ الَّذِينَ یہی وہ لوگ ہیں کہ هَذِهِمُ اللَّهُ ہدایت دی ان کو اللہ نے وَأُولَئِكَ هُمُ اور یہی لوگ ہیں أُولَئِكَ عَقْلُ والے

ترجمہ:- اور جن لوگوں نے اس بات سے پرہیز کیا ہے کہ وہ طاغوت کی عبادت کرنے لگیں اور انہوں نے اللہ سے لو لگائی ہے، خوشی کی خبر انہی کے لئے ہے، لہذا میرے ان بندوں کو خوشی کی خبر سنادو جو بات غور سے سنتے ہیں تو اس میں جو بہترین ہوتا ہے، اس کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے، اور یہی ہیں جو عقل والے ہیں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے اس بات سے پرہیز کیا ہے کہ وہ طاغوت کی عبادت کرنے لگیں۔

۲۔ ایسے لوگوں نے اللہ سے لو لگائی ہے۔

۳۔ خوشی کی خبر انہی لوگوں کے لئے ہے۔

۴۔ لہذا میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادو۔

۵۔ جو لوگ بات کو غور سے سنتے ہیں پھر سب سے بہترین بات ہو اس کی اتباع کرتے ہیں۔

۶۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے۔

۷۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عقل والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان خوش نصیب توحید پرست لوگوں کا ذکر فرما رہے ہیں جنہوں نے ان بتوں کی عبادت سے اپنے آپ کو بچائے رکھا اور ایک اللہ کی عبادت کرتے رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو لوگ شیطان کی عبادت سے بچے رہے اور اپنے آپ کو بت پرستی سے دور رکھا اور صرف اور صرف اللہ کی جناب عبادت کے ساتھ رجوع کیا تو ایسے بندوں کے لئے جنت کی نعمتوں کی خوشخبری ہے کہ وہ مزے سے جنت میں رہیں گے، طاغوت کا ذکر قرآن مجید کی دیگر آیات میں بھی موجود ہے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۵۶ میں کہا گیا فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سنتے والا جاننے والا ہے۔ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۳۶ میں کہا گیا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ اللہ فرما رہے ہیں کہ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادو کہ جنت انکا ٹھکانہ ہوگا جو میری کہی ہوئی باتوں کو غور سے سنتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی فکر میں رہتے ہیں اور بہتر سے بہتر انداز میں ان بتائے ہوئے احکامات پر عمل بھی

کرتے ہیں، ایسے ہی لوگ ان بشارتوں کے مستحق ہیں کہ انہیں جنت کی نعمتوں سے نوازا جائے اور یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس لگاؤ کو دیکھ کر انہیں ہدایت سے سرفراز فرمایا اور یہ لوگ عقل والے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے بھیجے ہوئے پیغام کو سنا اور سمجھا اور اس میں غور و فکر کیا تب انہیں اس بات کا پتہ چل گیا کہ یہی چیز حق ہے اسکے علاوہ ساری چیزیں غلط اور باطل ہیں لہذا ہمیں اس حق کی اتباع کرنی چاہئے اور ایک اللہ کی عبادت کرنی چاہئے اور وہ اسی ہدایت کے راستے پر چل پڑے۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ دونوں آیتیں تین لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جو زمانہ جاہلیت میں بھی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا کرتے تھے اور وہ تینوں زید بن عمرو بن نفیل، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم ہیں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سعید بن زید اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما زمانہ جاہلیت میں بھی سب سے بہتر قول یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی اتباع کیا کرتے تھے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی رحمت ﷺ پر یہ آیت يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ نازل فرمائی۔ (الدر المنثور۔ ج ۷، ص ۲۱۷) اور اس آیت کے شان نزول کے بارے میں یہ روایت بھی ہے جسے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب آیت لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ (الحجر ۴۴) نازل ہوئی تو ایک انصاری صحابی آپ ﷺ کے پاس آئے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس سات غلام ہیں اور میں ان ساتوں کو جنت کے ان سات دروازوں کے عوض آزاد کرتا ہوں، تو انہی کے بارے میں یہ آیت فَبَشِّرْ عِبَادَ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ نازل ہوئی۔ (التفسیر المبرر۔ ج ۲۳، ص ۲۱۷)

﴿درس نمبر ۱۸۱۲﴾ کیا تم لوگ اسکو بچا لو گے جو آگ کے اندر پہنچ چکا؟ ﴿الزمر ۱۹-۲۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۖ أَفَأَنْتَ تُنقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۚ لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَعَدَّ اللَّهُ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيثَاقَ ۚ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَفَمَنْ کیا پھر جو شخص کہ حَقٌّ ثابت ہوگی علیہ اس پر کَلِمَةُ الْعَذَابِ عذاب کی بات آ فَأَنْتَ کیا پھر آپ تُنقِذُ چھرا لیں گے مَنْ جو فِي النَّارِ آگ میں ہے لَكِنَّ لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا وہ لوگ جو اتَّقَوْا ڈر گئے رَبَّهُمْ اپنے رب سے لَهُمْ ان کے لیے ہیں غُرَفٌ بالاغانے مِّنْ فَوْقِهَا ان کے اوپر غُرَفٌ بالاغانے ہیں مَّبْنِيَّةٌ بنائے ہوئے تَجْرِي چلتی ہیں مِنْ تَحْتِهَا ان کے نیچے الْأَنْهَارُ نہریں وَعَدَّ اللَّهُ اللہ کا وعدہ ہے لَا يُخْلِفُ خلاف نہیں کرتا اللَّهُ اللہ الْمِيثَاقَ اپنے وعدے کے

ایسے خوشگوار ہونگے کہ ان محلات کے نیچے سے اور بہت ہی خوبصورت منظر پیش کر رہا ہوگا، ان حسین مناظر میں اس کا ٹھکانہ ہوگا، یہ جو وعدہ ہے وہ وعدہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کیا گیا ہے اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے وہ پورا کر کے رہتا ہے، ان وعدوں پر بھروسہ رکھو اور اس جنت کے لئے اعمال صالحہ کرتے رہو۔

﴿درس نمبر ۱۸۱۳﴾ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا ﴿الزمر ۲۱-۲۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعٌ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زُرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهْبِجُ فَتَرْثُهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرًا لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ أَمَّنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۖ فَوَيْلٌ لِّلْفٰسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۖ أُولٰٓئِكَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَلَمْ کیا نہیں تو آپ نے دیکھا اَنَّ اللہ نے اَنْزَلَ نازل کیا مِنَ السَّمَاءِ آسمان سے مَاءً پانی فَسَلَكَهُ پھر اس کو داخل کیا يَنَابِيعٌ فِي الْأَرْضِ زمین کے چشموں میں ثُمَّ پھر يُخْرِجُ وہ نکالتا ہے بِهِ اس کے ذریعے سے زُرْعًا کھیتی مُخْتَلِفًا جبکہ مختلف ہوتے ہیں أَلْوَانُهُ اس کے رنگ ثُمَّ پھر يَهْبِجُ وہ خشک ہو جاتی ہے فَتَرْثُهُ پھر آپ دیکھتے ہیں اس کو مُصْفَرًّا ازرد شدہ ثُمَّ پھر يَجْعَلُهُ وہ اس کو کر دیتا ہے حُطَامًا ریزہ ریزہ إِنَّ بلاشبہ فِي ذٰلِكَ اس میں لَذِكْرًا البتہ نصیحت ہے لِأُولِي الْأَلْبَابِ اہل عقل کے لیے أَمَّنْ کیا پھر جو شخص کہ شَرَحَ اللہ کھول دیا اللہ نے صَدْرَهُ اس کا سینہ لِلْإِسْلَامِ اسلام کے لیے فَهُوَ اور وہ عَلَى نُورٍ روشنی پر مِّن رَّبِّهِ اپنے رب کی طرف سے فَوَيْلٌ تو ہلاکت ہے لِّلْفٰسِيَةِ ان کے لیے کہ سخت ہیں قُلُوبُهُمْ ان کے دل مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اللہ کی یاد سے أُولٰٓئِكَ ہی لوگ ہیں فِي ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ صریح گمراہی میں

ترجمہ:- کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا، پھر اُسے زمین کے سوتوں میں پرودیا؟ پھر وہ اُس پانی سے ایسی کھیتیاں وجود میں لاتا ہے جن کے رنگ مختلف ہیں، پھر وہ کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں تو تم انہیں دیکھتے ہو کہ پتلی پڑ گئی ہیں، پھر وہ انہیں چورا چورا کر دیتا ہے۔ یقیناً ان باتوں میں اُن لوگوں کے لئے بڑا سبق ہے جو عقل رکھتے ہیں ۝ بھلا کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے، جس کے نتیجے میں وہ اپنے پروردگار کی عطا کی ہوئی روشنی میں اچکا ہے، (سگدلوں کے برابر ہو سکتا ہے؟) ہاں! بربادی اُن کی ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا۔
- ۲۔ پھر اسے زمیں کے سوتوں میں پرو دیا۔
- ۳۔ پھر وہ اس پانی سے ایسی کھیتیاں وجود میں لاتا ہے جن کے رنگ مختلف ہیں۔
- ۴۔ پھر وہ کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں تو تم انہیں دیکھتے ہو کہ پیلی پڑ گئی ہیں۔
- ۵۔ پھر وہ انہیں چورا چورا کر دیتا ہے۔
- ۶۔ یقیناً ان باتوں میں ان لوگوں کے لئے بڑا سبق ہے جو عقل رکھتے ہیں۔
- ۷۔ بھلا کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے؟
- ۸۔ جس کے نتیجے میں وہ اپنے پروردگار کی عطا کی ہوئی روشنی میں آچکا ہے،
- ۹۔ ہاں! بربادی الٹی ہے جنکے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہو چکے ہیں۔
- ۱۰۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے پیغمبر! آپ نے اور تمام انسانوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے بادلوں کے ذریعہ اس زمیں پر پانی اتارا کہ اس پانی کو اللہ تعالیٰ نے زمیں کی تہہ میں اتار دیا، پھر اس برسائے ہوئے پانی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے زمیں کی خاک سے درخت، کھیتی و کھلیان اگائے جنکے رنگ بھی الگ الگ، مزہ بھی الگ الگ، تاثیر بھی الگ الگ، تاکہ یہ تمہارے اور تمہارے جانوروں کے کھانے کے کام آئیں اور تم ان سے اپنی غذا حاصل کرو، پھر یہ ہری بھری کھیتی گھانس پھونس میں بدل جاتی ہے اور پیلی پڑ جاتی ہے اور ہواؤں کے ذریعہ بکھر جاتی ہے کہ اب تم اس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے، بس ایسا ہی معاملہ انسان کی زندگی کا ہوتا ہے کہ پہلے وہ اپنی ماں کے پیٹ میں جنم لیتا ہے اور پھر بڑا ہو کر جوانی کی تازگی میں قدم رکھتا ہے اور زندگی کا لطف حاصل کرتا ہے پھر اس پر ایک وقت آتا ہے کہ وہ بوڑھا ہو جاتا ہے بس یہ دنیا اتنی ہی ہے اس سے آگے کچھ نہیں، تو جو انسان عقل مند ہوتا ہے وہ اس سے سبق حاصل کرتا ہے اور اس مختصر سی دنیا کو چھوڑ کر وہ آخرت کی زندگی کو ترجیح دیتا ہے اور اس کے لئے محنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مثال میں عقل مندوں کے لئے بڑی نصیحت ہے، سورہ کہف کی آیت نمبر ۴۵ میں ہے وَأَضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ الْاَنْزَلٰنُهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاَخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَدْرُوْهُ الرِّيْحُ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا اے پیغمبر! آپ انہیں دنیوی زندگی کی مثال دیجئے کہ وہ ایسی ہی ہے جیسے کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا تو اس کا سبزہ خوب گھنا ہو گیا، پھر وہ ایسا ریزہ ریزہ ہوا کہ اسے ہوائیں اڑالے جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے، یہ جو مثالیں اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہیں ان سے وہی انسان سبق حاصل کرتا ہے جس کے سینہ کو اللہ نے ہدایت کے لئے کھول دیا ہو، تو جس کا

سینہ ہدایت کے لئے کھل جاتا ہے تو اس میں ایمان کی روشنی داخل ہو جاتی ہے اور وہ ہدایت والا بن جاتا ہے، اسکے برخلاف جسکا سینہ سخت ہوتا ہے اس میں ایمان کی روشنی داخل نہیں ہوتی اور وہ ہدایت کو نہیں پاسکتا اور جو ہدایت نہیں پاتا وہ ہلاکت و تباہی میں پڑ جاتا ہے اور گمراہی کے دلدل میں پھنس جاتا ہے، جہاں سے اس کا نکلنا ممکن نہیں ہوتا۔ تو جسکا سینہ اسلام اور ایمان کی روشنی کے لئے کھل جاتا ہے وہ توجنت میں جائے گا اور جسکا سینہ سخت ہوتا ہے تو اس میں ایمان داخل نہیں ہو پاتا تو وہ جہنم میں چلا جاتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جنتی اور جہنمی دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ جنتی تو عیش و عشرت میں ہوگا اور جہنمی عذاب و کرب میں ہوگا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت فَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِإِسْلَامٍ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّن رَّبِّهِ پڑھی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! دل کا کھلنا کس طرح ہوتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نور دل میں داخل ہوتا ہے تو وہ کھل جاتا ہے اور کشادہ ہو جاتا ہے، پھر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کیفیت کی نشانی کیا ہے (یعنی ہمیں کیسے معلوم ہو کہ ہمارے دل میں نور داخل ہو گیا ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخرت کی جانب رجوع کرنا اور دھوکہ والی (دنیوی) زندگی سے کنارہ کشی کرنا اور موت سے پہلے موت کی تیاری کرنا۔ (الزهد الکبیر للبیہقی - ص ۳۵۶) اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بغیر اللہ کے ذکر سے زیادہ بات مت کرو کیونکہ بغیر اللہ کے ذکر کے زیادہ گفتگو کرنا دل کو سخت بنا دیتا ہے، اور اللہ سے سب سے دور وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ سخت دل ہوگا۔ (ترمذی ۲۳۱۱:۲)، لہذا ہمیں بھی دیکھتے رہنا چاہئے کہ ہمارے دل میں ایمان کا نور مکمل داخل ہوا ہے یا نہیں؟ اللہ ہم سب کے دلوں کو نور سے بھر دے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۸۱۳﴾ ایک ایسی کتاب جس کے مضامین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں؟ ﴿الزمر ۲۳-۲۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِي تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكِ هَدَىٰ اللَّهُ يَهْدِي بِهٖ مَن يَشَاءُ ۗ وَمَن يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن هَادٍ ۖ أَمَّن يَتَّقِي بَٰرِعَهُ سِوَا الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- اللہ نے نازل کی احسن بہترین الحدیث بات کتباً کتاب متشابہاً ہا ہم ملتی جلتی مقافی بار بار دہرائی ہوئی تقشعرو کانپ اٹھتی ہیں منہ اس سے جلود جلدیں الذین ان لوگون کی جو یخشون ڈرتے ہیں ربہم اپنے رب سے ثم پھر تلین نرم ہو جاتی ہیں جلودہم ان کی جلدیں و اور

قُلُوْهُمْ اِن كے دل اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ كى ياد كى طرف هیں ذٰلِكَ هِي هے هُدٰى اللّٰهُ كى هدايت يَهْدِيْ وَه هدايت ديتا هے په اس كے ذريعے سے مَنْ جے يَشَاءُ چاهتا هے وَ اور مَنْ جے يُضِلُّ لِيْ گمراه كر دے اللّٰهُ فَمَا تَوْنَهیں هے لَهْ اے مَنْ كُوْنِيْ هِي هَادٍ هدايت دينے والا اَفْتَنُ كيا پهر جو شخص يَتَّبِعِيْ بچتا هے يُوْجِهْ هاپنے چهرے كے ذريعے سے سُوءَ الْعَذَابِ بُرے عذاب سے يَوْمَ الْقِيَامَةِ قِيَامت كے دن وَ اور قِيَلْ كها جائے كَالظَّالِمِيْنَ ظالموں سے ذُوْ قُوْا تم پكهو ماما جو كُنْتُمْ تم تھے تَكْسِبُوْنَ كمانے

ترجمہ :- اللہ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے، ایک ایسی کتاب جس کے مضامین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، جس کی باتیں بار بار دہرائی گئی ہیں۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں اپنے پروردگار کا رعب ہے ان کی کھالیں اس سے کانپ اٹھتی ہیں، پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کی یاد کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ذریعے وہ جس کو چاہتا ہے، راہِ راست پر لے آتا ہے، اور جسے اللہ راستے سے بھٹکا دے، اُسے کوئی راستے پر لانے والا نہیں۔ O بھلا (اس شخص کا کیسا بُرا حال ہوگا) جو قیامت کے دن اپنے چہرے ہی سے بدترین عذاب کو روکنا چاہے گا؟ اور ظالموں سے کہا جائے گا کہ : ”پکھومزہ اس کمائی کا جو تم نے کر رکھی تھی۔“

تشریح :- ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے۔

۲۔ ایک ایسی کتاب جسکے مضامین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔

۳۔ جس کی باتیں بار بار دہرائی گئی ہیں۔

۴۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں اپنے پروردگار کا رعب ہے انکی کھالیں اس سے کانپ اٹھتی ہیں۔

۵۔ پھر انکے جسم اور انکے دل نرم ہو کر اللہ کی یاد کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

۶۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جسکے ذریعے وہ جسے چاہتا ہے راہِ راست پر لے آتا ہے۔

۷۔ جسے اللہ راستے سے بھٹکا دے اُسے کوئی راستے پر لانے والا نہیں۔

۸۔ بھلا اس شخص کا کیسا بُرا حال ہوگا جو قیامت کے دن اپنے چہرے سے بدترین عذاب کو روکنا چاہے گا؟

۹۔ ظالموں سے کہا جائے گا کہ پکھومزہ اس کمائی کا جو تم نے کر رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ اس قرآن کریم کی صفت بیان کر رہے ہیں جو قرآن دلوں کی تنگی کو دور کرتا ہے اور ان میں کشادگی

پیدا کرتا ہے اور دل کو سکون اور راحت پہنچاتا ہے چنانچہ فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے بہتر کلام اس قرآن کی شکل میں نازل فرمایا یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا ایسا کلام ہے کہ جس میں جتنے بھی مضامین بیان کئے گئے ہیں وہ سارے

مضامین میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں یعنی کوئی ایک مضمون بھی دوسرے مضمون سے الگ نہیں ہے اور نہ ہی ان مضامین میں آپس میں اختلاف ہے کہ کسی میں ایک بات بیان کی گئی ہو اور دوسرے میں اس کے خلاف کچھ بیان کیا گیا ہو، قرآن کریم ان سب چیزوں سے پاک ہے اور اس کلام کی اہم بات یہ ہے کہ اس میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں اسے دہرایا گیا ہے تاکہ وہ باتیں دماغ میں بیٹھ جائیں، عربی کا مقولہ ہے کہ إِذَا تَكَرَّرَ الْكَلَامُ عَلَى السَّمْعِ تَقَوَّرَ فِي الْقَلْبِ جب کوئی بات بار بار کانوں پر پڑتی ہے تو وہ باتیں ذہن میں پیوست ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مقصد ہے کہ جو سب سے اہم باتیں قرآن کریم میں بار بار بیان کی گئی ہیں انسان اسے اپنے ذہنوں میں اچھی طرح بٹھالے اور انہیں دلوں میں محفوظ بھی کر لے اور ان پر عمل بھی کرے۔

اس کلام کی خاصیت یہ بھی ہے کہ جب کوئی سچے دل سے اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اس کلام کو پڑھتا ہے تو اس میں بیان کئے ہوئے مضامین کو پڑھنے کے بعد، اسکے جسم پر رو گئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل سہم جاتے ہیں، جبکہ دوزخ کی ہولناکیاں بیان کی جاتی ہیں اور جب آیت رحمت آتی ہے اور جنت اور اسکی نعمتوں کا تذکرہ ہوتا ہے تو ان کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور ان کے دلوں کو سکون ملتا ہے، حضرت عبداللہ بن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنی دادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت جب وہ قرآن پڑھتے تو کیسی ہوتی تھی؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ انکی حالت وہی ہوتی تھی جو قرآن نے انکے بارے میں بیان کی ہے کہ انکی آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں اور دل خوف سے سہمے ہوئے رہتے ہیں، (الدر المنثور - ج، ۷ - ص ۲۲۲) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اولیاء اللہ کی نشانی ہے کہ (قرآن سنتے وقت) انکے رو گھٹنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے انکے دل مطمئن ہو جاتے ہیں، (التفسیر المنیر - ج، ۲۳ - ص، ۲۷۹) اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمیں کچھ اچھی باتیں اور خیریں سنائیے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: أَحْسَنَ الْحَدِيثِ - ا، نازل فرمائی (التفسیر المنیر - ج، ۲۳ - ص، ۲۷۷)

یہ کتاب جو اللہ نے نازل کی اس کتاب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہے گمراہ کرتا ہے، اس کتاب کو پڑھ کر وہی شخص ہدایت پاسکتا ہے جسکے مقدر بین اللہ نے ہدایت لکھی ہو اور اس گمراہ شخص کا حال اس وقت کیا ہوگا جب اسے جہنم میں منہ کے بل ڈالا جائے گا، کتنی تکلیف اسے اس وقت پہنچے گی اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا وہ بہت ہی بدترین عذاب ہوگا جو اسے اس دن دیا جائے گا انہیں کہا جائے گا کہ اب چکھو اس عذاب کا مزہ ان اعمال کے بدلہ جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے یقیناً تمہارا حال یہاں سب سے برا ہوگا، سورہ فصلت کی آیت نمبر ۴۰ میں کہا گیا اَفَمَنْ يُلْفَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَنْ يَأْتِي اُمَّتًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا وَه شخص جسے آگے

میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ جو ہر طرح سے مامون و محفوظ ہو کر قیامت کے دن آئے گا؟۔ یقیناً سب سے بہتر وہی ہے جو جہنم کے عذاب سے بچ گیا۔

﴿درس نمبر ۱۸۱۵﴾ آخرت کا عذاب تو اور بھی بڑا ہے ﴿الزمر ۲۵-۲۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَنْهَلَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَأَذَّا قَهُمُ اللَّهُ
الْحِزْبِي فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ مَلَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- کذَّب جھٹلایا تھا الَّذِينَ الَّذِينَ ان لوگوں نے جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے ہوئے فَأَنْهَلَهُمْ تو آیا ان کے پاس الْعَذَابُ عذاب مِنْ حَيْثُ ایسی جگہ سے کہ لَا يَشْعُرُونَ وہ شعور نہیں رکھتے تھے فَأَذَّا قَهُمْ چنانچہ چکھائی ان کو اللہ اللہ نے الْحِزْبِي رَسُوَانِي فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں وَ لَعَذَابُ الْآخِرَةِ الْبَتَّةِ آخرت کا عذاب آکبَرُ بہت بڑا ہے لَوْ كَانُوا وہ ہوتے يَعْلَمُونَ جانتے

ترجمہ:- جو لوگ ان سے پہلے تھے، انہوں نے بھی (پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا جس کے نتیجے میں ان پر عذاب ایسی جگہ سے آیا جس کی طرف ان کا گمان بھی نہیں جاسکتا تھا ۝ چنانچہ اللہ نے ان کو اسی دُنیوی زندگی میں رَسُوَانِي کامزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب تو اور بھی بڑا ہے۔ کاش یہ لوگ جانتے!

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔

۲۔ ان لوگوں کے جھٹلانے کے نتیجے میں ان پر عذاب ایسی جگہ سے آیا جسکی طرف انکا گمان بھی نہیں جاسکتا تھا

۳۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی دنیا میں رَسُوَانِي کامزہ چکھایا۔

۴۔ آخرت کا عذاب تو اور بھی بڑا ہے۔ ۵۔ کاش یہ لوگ ان باتوں کو جان لیتے!

پچھلی آیتوں میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی تھی کہ انسان کے گمراہ ہونے اور اسکے اسلام نہ لانے کی وجہ سے آپ سے کوئی پوچھ نہیں ہوگی آپ کا کام اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے وہ مانیں یا نہ مانیں یہ انکی مرضی ہے، آپ انہیں زبردستی اسلام پر لا بھی نہیں سکتے، ہدایت دینا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، ان آیتوں میں ان لوگوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے جنہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو نہیں مانا اور آپ کو جھٹلایا چنانچہ فرمایا کہ اے نبی! ہر قوم نے اپنے اپنے نبی کو جھٹلایا ہے، اگر آپ کی قوم بھی آپ کو جھٹلاتی ہے تو اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے مگر ہاں! ان جھٹلانے والوں کو یہ دیکھنا چاہتے کہ جن جن قوموں نے ہمارے بھیجے ہوئے رسولوں کو

جھٹلایا انکا کیا انجام ہوا؟ تاکہ انہیں ان واقعات سے سبق ملے، تو ہم نے ان تمام لوگوں کو اسی دنیا میں عذاب میں مبتلا کیا اور ایسی ایسی جگہ سے انکے پاس عذاب آیا کہ وہ سوچنے بھی نہ تھے کہ اس جگہ سے بھی ہمارے پاس عذاب آسکتا ہے، جیسے کہ ان پر بادلوں نے سایہ کیا تو انہیں یہ محسوس ہوا کہ یہ عذاب نہیں بلکہ رحمت ہے جو ان پر برے گا مگر ہوا یہ کہ وہی بادل ان پر عذاب برسانے لگے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ بادل یا ہواؤں کو دیکھتے تو پریشانی کے اثرات آپ کے چہرے پر نمایاں ہو جاتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! لوگ جب ان بادلوں یا ہواؤں کو دیکھتے ہیں تو اس امید سے خوش ہوتے ہیں کہ شاید بارش ہوگی، مین آپ کو دیکھتی ہوں کہ جب بھی آپ اسے دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرے پر ناگواری علانیہ ظاہر ہوتی ہے؟ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! کیا ضمانت کہ اس میں عذاب نہ ہو؟ جبکہ ایک قوم کو انہی ہواؤں کے ذریعہ عذاب دیا گیا، جب انہوں نے ان بادلوں کو دیکھا تو کہا تھا کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برے سے گا۔ (بخاری ۲۸۲۹) یعنی جہاں سے عذاب کے آنے کی امید بھی نہ تھی اللہ تعالیٰ نے وہاں سے ان پر عذاب برسایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو ہلاکت اور تباہی اٹکی ہوئی یہ تو ایک معمولی سا عذاب تھا جو ان پر بھیجا گیا اور جس عذاب کے ذریعہ تمام دنیا کے سامنے اس قوم کو رسوا کیا گیا کہ جب بھی ان قوموں کا تذکرہ ہوگا تو کہا جائے گا کہ یہ تو بہت برے لوگ تھے جس کی وجہ سے انہیں ہلاک کیا گیا، یقیناً انکے لئے بڑی رسوائی ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کے چہروں کو مسخ کر دیا تو کسی کو بندر بنا دیا وغیرہ، آخرت میں اور دردناک عذاب انہیں دیا جائے گا جس کا اندازہ یہ لوگ کر نہیں پائیں گے، وہ دنیوی عذاب تو پہل بھر کا تھا لیکن آخرت کا عذاب ہمیشہ انہیں ملتا رہے گا جس سے انہیں کوئی چھٹکارہ نہیں، کاش! یہ نافرمان لوگ اس عذاب کو جان جاتے تو شاید وہ لوگ اپنے آپ کو اس عذاب سے بچانے کی فکر کرتے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ انکی عقلیں گم ہو گئی ہیں اب یہ نہ سمجھیں گے اور نہ ہی سبق حاصل کریں گے اس لئے ان پر سوائے حسرت کے اور کچھ نہیں کیا جاسکتا۔

﴿درس نمبر ۱۸۱۶﴾ قرآن مجید میں ہر قسم کی مثالیں ﴿الزمر ۲۷-۲۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَعَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ قُرْآنًا
عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور لَقَدْ البتہ تحقیق ضَرَبْنَا ہم نے بیان کی لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے فِي هَذَا الْقُرْآنِ

اس قرآن میں مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ہر قسم کی مثال لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ تاکہ وہ نصیحت پکڑیں قُرْآنًا قرآن ہے عَرَبِيًّا عربی میں عَرَبِيًّا نہیں ہے ذِي عَوَجٍ کجی والا لَعَلَّهُمْ تاکہ وہ يَتَّقُونَ ڈریں

ترجمہ:- حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کی خاطر ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں، تاکہ لوگ سبق حاصل کریں O یہ عربی قرآن جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں! تاکہ لوگ تقویٰ اختیار کریں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱- حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں۔
- ۲- ان مثالوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس سے سبق حاصل کریں۔
- ۳- یہ قرآن جو نازل کیا گیا ہے عربی قرآن ہے کہ جس میں کوئی ٹیڑھ پن نہیں۔
- ۴- اس قرآن کو عربی میں نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ متقی ہو جائیں۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے سرسری طور پر فرمایا کہ اس امت سے پہلے بھی دوسری امتوں کو انکی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کیا گیا لیکن قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں ان قوموں کی ہلاکت کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے، یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس طرح کی گزری ہوئی قوموں کی ہلاکت کی مثالیں ہم لوگوں کے لئے اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ انہیں ان واقعات سے کچھ نصیحت ملے اور وہ سیدھے راستے پر آجائیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں طرح طرح کی مثالیں بیان کی ہیں چاہے وہ وحدانیت اور قدرت سے متعلق ہوں یا دوسری قوموں کی ہلاکت و تباہی سے متعلق ہوں ہر ایک مثال کو اللہ تعالیٰ نے کھول کھول کر بیان فرمایا تاکہ لوگ ان مثالوں کو سمجھ کر صحیح راستے پر آجائیں، قرآن کریم کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو بیان فرمایا جیسا کہ سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر ۲۵ میں فرمایا وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں، سورۃ نور کی آیت نمبر ۳۵ میں بھی فرمایا وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور سورۃ عنکبوت کی آیت نمبر ۴۳ میں کہا گیا وَيَتْلُكُ الْأَمْثَالَ نَضْرِبُ بِهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ یہ چند مثالیں لوگوں کے لئے ہیں اسے وہی سمجھے گا جو عقل مند ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اور دو صفتیں بیان کی ہیں یہاں فرمایا فَرَأَىٰ آتَانَ عَرَبِيًّا یہ کتاب جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی یہ قرآن ایسی کتاب ہے جو بار بار پڑھی جانے والی ہے، قیامت تک کے لئے یہ قرآن ویسی ہی رہے گی جس طرح اسے اتارا گیا اور اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا گیا جس کا ایک مقصد تو یہ تھا اس لئے کہ اس کلام کو عربوں کے درمیان اتارا گیا تو چونکہ انکی زبان بھی عربی ہے اس لئے اس قرآن کو سمجھنے میں انہیں آسانی ہو اور سمجھ

کر اللہ کا خوف انکے دلوں میں آجائے اور وہ متقی بن جائیں جیسا کہ آگے کہا بھی گیا لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ شاید وہ لوگ متقی بن جائیں اور دوسرا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ امام زحلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ تمام زبانوں میں فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اگر کوئی زبان سب سے اونچی ہے تو وہ عربی زبان ہے جسکی فصاحت و بلاغت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اسی لئے اس فصاحت و بلاغت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس عظیم کلام کو اس زبان میں نازل کیا گیا (التفسیر المیر - ج ۲۳، ص ۲۸۳) اور ایک صفت قرآن کریم کی یہاں بیان کی گئی غَيْرِ ذِي عِوَجٍ اس کلام میں کسی قسم کی کجی یعنی اختلاف نہیں ہے اور یہ کلام ہر شک و شبہ سے پاک ہے کہ اگر سارا کلام پڑھا لیا جائے تو کوئی ایک آیت بھی اس کلام کی ایسی نہیں ملے گی جو دوسری آیتوں سے ٹکراتی ہو یہ قرآن کریم کا معجزہ ہے، سورۃ نساء کی آیت نمبر ۸۲ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَوْ كَانِ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا اگر یہ کلام اللہ کے علاوہ کسی اور کی جانب سے ہوتا تو اس کلام میں تمہیں بہت زیادہ اختلاف ملتا، مگر چونکہ یہ کلام اللہ کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اس لئے اس کلام میں کوئی کمی نہیں ہے اگر کوئی اس کلام میں کمی نکالنا چاہے گا تو اسکی زندگی ختم ہو جائے گی مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ اس آیت کے ضمن میں علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے ایک مسئلہ کی جانب اشارہ کیا کہ یہ قرآن کریم مخلوق ہے یا نہیں؟ اس بارے میں تمام اہل سنت کا اجماع ہے کہ کلام مخلوق نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام مخلوق نہیں ہو سکتا، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت ﷺ سے اس آیت کے بارے میں نقل فرمایا کہ قرآن مخلوق نہیں ہے، اسی طرح حضرت ابو برداء رضی اللہ عنہ نے بھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں۔ (الدر السعوی - ج ۷، ص ۲۲۳)

﴿درس نمبر ۱۸۱﴾ اے پیغمبر! موت انہیں بھی آنی ہے اور تمہیں بھی ﴿الزمر ۲۹-تا ۳۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَكِّسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِينَ
مَثَلًا، الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّكَ مَيْتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :- ضَرَبَ اللَّهُ نے بیان کی مَثَلًا مثال رَجُلًا ایک ایسے آدمی کی فِيهِ جس میں شُرَكَاء کئی شریک یک ہیں مُتَشَكِّسُونَ باہم اختلاف رکھنے والے وَ اور رَجُلًا ایک ایسے آدمی کی سَلَمًا جو خالص ہے لِرَجُلٍ ایک ہی آدمی کے لیے هَلْ کیا يَسْتَوِينَ وہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں مَثَلًا مثال میں الْحَمْدُ لِلَّهِ سب تعریف اللہ کے لیے ہے بَلْ بلکہ أَكْثَرُهُمْ ان کے اَكْثَرًا يَعْلَمُونَ علم نہیں

رکھتے اِنَّكَ بلاشبہ آپ مہیت مرنے والے ہیں وَا اور اِنَّهُمْ بے شک وہ مہیت مرنے والے ہیں ثُمَّ پھر اِنَّكُمْ بلاشبہ تم یومہ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن عِنْدَ رَبِّكُمْ اپنے رب کے پاس تَحْتِصِنُونَ جھگڑو گے ترجمہ:- اللہ نے ایک مثال یہ دی ہے کہ ایک (غلام) شخص ہے جس کی ملکیت میں کئی لوگ شریک ہیں جن کے درمیان آپس میں کھینچ تان بھی ہے اور دوسرا (غلام) شخص ہے جس کی ملکیت میں کئی لوگ شریک ہیں جن کے درمیان آپس میں کھینچ تان بھی ہے اور دوسرا (غلام) شخص وہ ہے جو پورے کا پورا ایک ہی آدمی کی ملکیت ہے۔ کیا ان دونوں کی حالت ایک جیسی ہو سکتی ہے؟ الحمد للہ! (اس مثال سے بات بالکل واضح ہو گئی) لیکن ان میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں O اے پیغمبر! موت تمہیں بھی آتی ہے، اور موت انہیں بھی آتی ہے O پھر تم سب قیامت کے دن اپنے پروردگار کے پاس اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ نے ایک مثال یہ دی ہے کہ ایک غلام شخص ہے جسکی ملکیت میں کئی لوگ شریک ہیں۔

۲۔ ان شریک لوگوں کے درمیان کھینچ تانی بھی ہے۔

۳۔ دوسرا غلام شخص وہ ہے جو پورے کا پورا ایک ہی آدمی کی ملکیت ہے۔

۴۔ تو کیا ان دونوں کی حالت ایک جیسی ہو سکتی ہے؟

۵۔ الحمد للہ اس مثال سے بات واضح ہو گئی لیکن ان میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔

۶۔ اے پیغمبر! موت انہیں بھی آتی ہے اور تمہیں بھی۔

۷۔ پھر تم سب قیامت کے دن اپنے پروردگار کے پاس اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔

مومن اور کافر کی حالت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ایک مثال کے ذریعہ ان دونوں کے درمیان جو فرق ہے اسے واضح کر رہے ہیں کہ سمجھو کہ ایک غلام ایسا ہے جسکے کئی مالک ہوں یعنی اس غلام کو کئی لوگوں نے اپنی رقم لگا کر خریدا ہو تو اب یہ غلام ان تمام مالکوں کے درمیان تقسیم ہو گیا اور مالکوں کی حالت یہ ہے کہ ان کی آپس میں نہیں جیتی تو اب ان تمام لوگوں میں سے جو کوئی بھی اس غلام کو اپنی خدمت کے لئے بلائے گا تو اسے اسکے پاس جانا ہوگا، تو کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ ہر مالک ایک ہی وقت میں اس غلام کو بلائے تو یہ ان سب کے پاس نہیں جاسکتا اور انہیں راضی نہیں کر سکتا کہ اگر ایک کو راضی کرے گا تو دوسرا مالک ناراض ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس پر اسے سزا بھی دے، یہ حال ہے کافر کا جو کہ کئی معبودوں کی عبادت کرتا ہے اور دوسری طرف ایک ایسا غلام ہے جسکا مالک صرف ایک ہے تو اب اس غلام کو اسی ایک مالک کی خدمت کرنی ہوگی اور اسے راضی کرنا ہوگا جو کہ آسان ہے بمقابلہ پہلے والے غلام کے تو یہ حال ہے مومن بندے کا جو ایک رب کی عبادت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مثال کو بیان کرنے کے بعد ان مشرکین سے سوال کر رہے ہیں کہ بھلا بتاؤ کیا یہ دونوں غلام برابر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک غلام کے تو کئی سارے مالک ہیں جنہیں راضی کرنا اسکے لئے ممکن نہیں اور دوسری طرف وہ غلام ہے کہ جسکا مالک صرف ایک جسے راضی کرنا آسان ہے مومن اور کافر ایک کیسے ہو سکتے ہیں! جبکہ مومن کا مالک اور رب ایک ہے اور تمہارے تو کئی معبود ہیں، شاید اس مثال کے ذریعہ ہی سہی تمہیں یہ بات سمجھ میں آجائے اور شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ وہ ایسی آسان مثالیں بندوں کو سمجھانے کے لئے پیش کرتا ہے لیکن اس کے باوجود اکثر ایسے بے وقوف ہیں کہ انہیں اتنی آسان مثالیں بھی سمجھ میں نہیں آتیں اور وہ اپنی گمراہی میں ہی پڑے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے پیغمبر! آپ کو بھی ایک دن موت آنی ہے اور آپ پر ایمان لانے والوں اور ان کافروں کو بھی، آپ کا اور مومنوں کا تو اللہ تعالیٰ اکرام کرے گا لیکن ان کافروں کا حشر بہت برا ہوگا جسکا اندازہ ہی نہیں، یہ لوگ اس دنیا میں جو کچھ کر رہے ہیں کرنے دیجئے بس کچھ وقت کی بات ہے پھر جب یہ لوگ مر کر ہمارے دربار میں آئیں گے تب انہیں انکے کئے کا پورا حساب لیا جائے گا، اس وقت بھی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے مومنوں سے جھگڑ رہے ہوں گے کہ جنت میں تم نہیں بلکہ ہم جائیں گے یا پھر یہ جھگڑا خود کافروں کے درمیان ہوگا جیسا کہ پچھلی آیتوں میں گزر چکا کہ جو متبعین ہیں وہ لوگ سردار قسم کے لوگوں سے جھگڑا کریں گے کہ ہم یہاں ان تمہاری وجہ سے آئے ہیں اگر تم نہ ہوتے تو ہم جہنم میں نہ پہنچتے وغیرہ مگر اللہ تعالیٰ اس دن ان تمام جھگڑوں کو ختم کر دے گا اور تمام چیزوں کی حقیقت انکے سامنے رکھ دے گا جس سے ہر بات بالکل واضح ہو جائے گی۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اِنَّكَ مَهِيَّتٌ وَاِنَّهُمْ مَهِيَّتُونَ نازل ہوئی تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ یا رسول اللہ! کیا ہمارے خاص گناہوں کے علاوہ جو دنیا میں جھگڑے ہوتے تھے انہیں ہمارے سامنے لایا جائے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! ضرور اسے لایا جائے گا حتیٰ کہ آدمی ہر حقدار کو اس کا حق ادا کر دے گا، پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ تو معاملہ بڑا سخت ہوگا۔ (اسنن الکبریٰ للبیہقی ۱۱۵۰۶)

﴿درس نمبر ۱۸۱۸﴾ اس سے بڑا ظالم کون ہوگا؟ ﴿الزمر ۳۲-۳۳-۳۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ ۗ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۚ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ ۚ وَنَعْنَدُ رَبِّهِمْ ۚ ذٰلِكَ جَزَآؤُ الْمُحْسِنِينَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَمَنْ أَظْلَمُ زیادہ ظالم ہے جس نے کَذَبَ جھوٹ بولا علی اللہ اللہ پر
 واور کَذَبَ اس نے جھٹلایا بِالصِّدْقِ سچائی کو اذْجَبَ جَاءَ کَافِرًا وہ آئی اس کے پاس اَلْیَسَّ کیا نہیں ہے فِی جَهَنَّمَ
 جہنم میں مَثْوًی ٹھکانا لَلْکَافِرِیْنَ کافروں کا واور اَلذِّی جُو جَاءَ آیَا بِالصِّدْقِ سچائی کے ساتھ واور صَدَقَ جس نے
 تصدیق کی یہ اس کی اُولَیْمَکَ هُمْ یہی لوگ ہیں اَلْمُتَّقُونَ متقی لَہُمْ ان کے لئے ہے مَا جَوِبَتْ اَعْوَابُہُمْ وہ چاہیں
 گے عِنْدَ رَبِّہُمْ ان کے رب کے پاس ذَلِکَ یہ ہے جَزَاؤُا بدلہ اَلْمُحْسِنِیْنَ نیک کرنے والوں کا لَیْکَفِّرَ تا کہ دور
 کر دے اللہ اللہ عَنْہُمْ ان سے اَسْوَأَ اَبْرَآئِی الذِّی وہ جو سَمِلُوْا انہوں نے کی واور یَجْزِیہُمْ دے ان کو اَجْرَہُمْ
 ان کا اجر بِاَحْسَنِ نِکے کے بدلے میں اَلذِّی وہ جو کَاثَبُوْا وہ تھے یَعْمَلُوْنَ عمل کرتے

ترجمہ:- اب بتاؤ کہ اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور جب سچی بات اس کے پاس آئے
 تو وہ اس کو جھٹلا دے؟ کیا جہنم میں ایسے کافروں کا ٹھکانا نہیں ہوگا؟ اور جو لوگ سچی بات لے کر آئیں اور خود بھی اسے سچ مانتیں
 وہ ہیں جو متقی ہیں ان کو اپنے پروردگار کے پاس ہر وہ چیز ملے گی جو وہ چاہیں گے۔ یہ ہے نیک لوگوں کا بدلہ تا کہ انہوں نے
 جو بدترین کام کئے تھے، اللہ ان کا کفارہ کر دے اور جو بہترین کام کرتے رہے تھے، ان کا ثواب انہیں عطا فرمائے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اب بتاؤ کہ اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟

۲۔ جب سچی بات اسکے پاس آئے تو وہ اسے جھٹلا دے۔

۳۔ کیا جہنم میں ایسے لوگوں کا ٹھکانہ نہیں ہوگا؟

۴۔ جو لوگ سچی بات لے کر آئیں اور خود بھی اسے سچا مانتیں یہ وہ ہیں جو متقی ہیں۔

۵۔ ان کو اپنے پروردگار کے پاس ہر وہ چیز ملے گی جو وہ چاہیں گے۔ یہ ہے نیک لوگوں کا بدلہ۔

۶۔ تا کہ انہوں نے جو بدترین کام کئے تھے اللہ ان کا کفارہ کر دے۔

۸۔ جو بہترین کام کرتے رہے تھے ان کا ثواب انہیں عطا کر دے۔

کافروں کی حالت اور انہیں ملنے والی وعیدیں بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں کافروں کا ایک اور عقیدہ
 بیان کر رہے ہیں یہ کافر کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ اولاد ہے اور فرشتوں کو وہ اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے
 تھے اور ساتھ میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بھی وہ منکر تھے انہی کے بارے میں بیان کیا گیا کہ اس
 شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا یہ بہتان وہی ہے کہ یہ لوگ اللہ کی جانب اولاد
 کی، بیوی کی اور شریک کی نسبت کیا کرتے تھے اور انہوں نے اس حق بات کو جھٹلایا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیکر
 آئے یعنی آپ کی رسالت اور اللہ کے احکام کو جو قرآن کی شکل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھیجے گئے اور
 مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا بھی ان لوگوں نے انکار کیا۔

کافروں کو انکے اعمال کے سبب جہنم میں ڈالنا چاہئے؟ کیا جہنم انکا ٹھکانہ نہیں بننا چاہئے؟ یہ سوال دراصل ایک جواب ہے کہ ہاں! ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ضرور جہنم ہی ہوگا جو کہ بہت برا ٹھکانہ ہے، ان کافروں کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مومنوں کا تذکرہ یوں فرما رہے ہیں کہ ایک طرف تو وہ لوگ تھے جنہوں نے حق بات یعنی اسلام کو جھٹلایا تو انکا ٹھکانہ جہنم ہوا دوسری طرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس حق بات کو تسلیم کیا اور اس پر عمل بھی کیا تو یہ لوگ اللہ کے یہاں متقی لکھے جائیں گے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہاں وَالَّذِينَ جَاءُوا بِالصِّدْقِ سے مراد لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے اور وَصَدَّقُوا بِه سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ سے یہ مراد ہے کہ یہ لوگ شرک سے بچ گئے۔ (الدمع اللطبرانی ۱۶۰۰) ان متقیوں کا قیامت کے دن کیا بدلہ ہوگا؟ بیان کیا جا رہا ہے کہ ان متقیوں کا ٹھکانہ جنت میں ہوگا جہاں انہیں ہر وہ چیز ملے گی جو وہ چاہیں گے انکی ہر خواہش وہاں پوری کی جائے گی، کسی چیز کی وہاں کمی نہیں ہوگی، یہ اعمال کا بدلہ ہے جو یہ لوگ اس دنیا میں کیا کرتے تھے، یہ بدلہ جو اللہ تعالیٰ انہیں آخرت میں دے گا یہ بطور کفارہ ہے ان گناہوں کا جو مومن بندہ سے سرزد ہو جاتے ہیں لیکن وہ ان گناہوں پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہو اور اللہ کی جانب رجوع کرتا ہو، اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اگر مومن سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے اور پھر وہ مومن سچے دل سے اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ کو معاف فرمادیتے ہیں اسی کو یہاں بیان کیا گیا لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا بِطُورِ كَفَارِهِ ان مومن بندوں کو عطا کیا جائے گا جنہوں نے اپنے گناہوں کی معافی اللہ تعالیٰ سے مانگ لی ہو اور جن لوگوں نے اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے رکھا یہ جنت انکے نیک اعمال کا صلہ ہے جو انہیں کل آخرت میں ملے گی۔

﴿درس نمبر ۱۸۱۹﴾ اے پیغمبر! کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے؟ ﴿الزمر ۳۶-۳۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ حُونِهِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ كافی اپنے بندے کو وَيُخَوِّفُونَكَ وہ ڈراتے ہیں بِالَّذِينَ ان لوگوں سے جو مِنْ حُونِهِ اس کے سوا ہیں وَ اور مَنْ يُضِلِلِ گمراہ کر دے اللَّهُ اللَّهُ فَمَا تَوْنِهِ اس کو مِنْ كَوْنِي هَادٍ ہدایت دینے والا وَ اور مَنْ يَهْدِي ہدایت دے اللَّهُ اللَّهُ فَمَا تَوْنِهِ اس کو مِنْ كَوْنِي مُضِلٍّ گمراہ کرنے والا اَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ عَزِيزٌ غالب ذِي انْتِقَامٍ انتقام لینے والا؟

ترجمہ:- کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ اور اے نبی تم کو ان لوگوں سے جو اللہ کے سوا ہیں یعنی غیر اللہ

سے ڈراتے ہیں اور جس کو اللہ گمراہ رہنے دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، کیا اللہ عزت والا بدلہ لینے والا نہیں ہے؟

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟

۲۔ یہ لوگ تمہیں اللہ کے سوا دوسروں سے ڈراتے ہیں۔

۳۔ جسے اللہ راستے سے بھٹکا دے اسے کوئی راستے پر لانے والا نہیں۔

۴۔ جسے اللہ راستے پر لانے سے کوئی راستے سے بھٹکانے والا نہیں۔

۵۔ کیا اللہ زبردست انتقام لینے والا نہیں ہے؟

جب انسان توحید کا پیغام دوسروں تک پہنچاتا ہے تو اسے اس راستے میں بہت سی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں حتیٰ

کہ لوگ اسے جان سے مار ڈالنے کی بھی دھمکیاں دیتے ہیں اور باطل معبودوں سے ڈراتے بھی ہیں کہ اگر تم انہیں برا

کہو گے تو تمہیں فلاں فلاں مصیبت پہنچے گی وغیرہ، یہاں پر اللہ تعالیٰ بھی اپنے نبی کو تسلی دے رہے ہیں اور اس ضمن میں

سارے ہی مسلمانوں کو تسلی مل رہی ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟

کیا وہ اپنے بندے کو ہر مشکل، آفت اور پریشانی سے بچا نہیں سکتا؟ اور یہ لوگ جن باطل معبودوں سے آپ کو ڈرا

رہے ہیں کیا اس سے اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتا؟ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی ہے اور وہ ہر

نقصان اور ہر آفت سے تمہیں بچا سکتا ہے لہذا آپ ان لوگوں کی باتوں سے خوف مت کھائیے یہ لوگ جن چیزوں سے

ڈراتے ہیں وہ کسی بھی چیز کو کرنے کی قدرت نہیں رکھنے بلکہ قدرت رکھنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہے اگر یہی اللہ

کسی کو راستے سے بھٹکانا چاہے تو کوئی اسے راستے پر لانے کی قدرت نہیں رکھ سکتا اور اگر وہ کسی کو راستے پر لانا

چاہے تو کوئی اسے راستے سے بھٹکانا نہیں سکتا، بلکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ یہ لوگ اللہ سے خوف کریں مگر یہ لوگ اللہ کے

مقابلہ میں ان باطل اور بے بس معبودوں سے آپ کو خوف دلا رہے ہیں۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عزی نامی بت

توڑنے کے لئے بھیجا تو اسکے نگران کار نے جو کہ اس کا منتظم تھا کہا کہ اے ولید! اس بت کے آگے کوئی ٹھہر نہیں سکتا

پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کلہاڑی لیکر اس بت کے پاس چلے اور اسکی ناک توڑ دی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ

لوگ باطل معبودوں سے آپ کو ڈراتے ہیں، (الدر المنثور۔ ج، ۷، ص، ۲۲۹) اس آیت سے ایک بات یہ بھی

معلوم ہوئی کہ ہر چیز کا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اسکے علاوہ کسی میں یہ قوت نہیں کہ بندوں کو نفع یا نقصان پہنچا

سکے یا انہیں کسی آفت اور پریشانی میں ڈال سکے یا یہ کہ جو پریشان ہیں انہیں اس پریشانی سے نجات دے سکیں، یہ

قدرت سوائے اللہ کے کسی میں نہیں ہے، مگر آج کچھ کم علم مسلمان ایسے بھی ہیں کہ جب انہیں کسی پریشانی نے گھیر لیا تو وہ فوراً کسی اولیاء اللہ کی درگاہ پر جا کر ان سے التجا کرنے لگتے ہیں اور منتیں سماجتیں انکی قبر پر کی جانے لگتی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں صاف طور پر کہہ دیا کہ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟ ایسا کونسا کام ہے جو اللہ اپنے بندے کے حق میں نہیں کر سکتا کہ جسکی وجہ سے تمہیں اوروں کے در پر جانا پڑ رہا ہے؟ کیوں جاتے ہو اوروں کے در پر؟ ایسا کونسا کام ہے جو ہوتا نہیں تمہارے رب سے؟ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے رجوع ہوں اسلئے کہ وہی ایک ایسی ذات ہے جسکے قبضہ میں سب کچھ ہے، وہ نہ چاہے تو ساری دنیا ملکر بھی تمہیں کچھ فائدہ یا نقصان نہیں پہنچا سکتی، لہذا اپنے ایمان کی حفاظت کریں تاکہ کل قیامت کے دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے سامنے ٹہرنے میں رسوائی کا سامنا کرنا نہ پڑے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کیا اللہ زبردست انتقام لینے والا نہیں ہے؟ یعنی ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ انتقام لینے والے ہیں، جو کوئی اللہ کی نافرمانی میں مبتلا رہے گا اور اسکے احکامات سے منہ موڑے گا اور اسکی بندگی کو چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسکی سزا انہیں کل قیامت کے دن ضرور دے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ایک دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا تو آپ نے مجھ سے کہا کہ اے بچے! میں تمہیں چند باتیں بتاؤں گا تم اللہ کے حدود کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا، اگر تم اللہ کے حدود کی حفاظت کرو گے تو تم اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے، اور جب تمہیں کچھ مانگنا ہو تو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد طلب کرنا چاہو تو اللہ ہی سے مدد طلب کرو، اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر ساری امت اس بات پر اکٹھا ہو جائے کہ وہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچائے تو وہ لوگ تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے سوائے اس فائدہ کے جو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے (اگر وہ لوگ نہ بھی کوشش کرتے تو تمہیں وہ فائدہ مل کر ہی رہتا) اور اگر یہ سارے لوگ اس بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچائیں تو یہ لوگ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے سوائے اس نقصان کے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے، اب قلمیں اٹھالی گئی ہیں اور صحیفے بھی خشک ہو گئے ہیں۔ (ترمذی ۲۵۱۶)

﴿درس نمبر ۱۸۲۰﴾ اللہ پر جھوٹ باندھنے کی سزا ﴿الزمر ۳۸-تا-۴۰﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
وَلَيْن سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ طَقُلْ اَفَرءَيْتُمْ مَا تَدْعُوْنَ
مَنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادْنِي اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفٰتُ ضُرِّيْكَ اَوْ اَرَادْنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ
مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ طَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ قُلْ يَقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى

مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ
عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَ اور لَئِن البتہ اگر سَأَلْتَهُمْ آپ ان سے پوچھیں مَنْ کس نے خَلَقَ پیدا کیا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ آسمانوں اور زمین کو لَيَقُولُنَّ تو وہ ضرور کہیں گے اللہ اللہ قُلْ آپ کہہ دیجیے أَفَرَأَيْتُمْ بھلا دیکھو تو مَا جن کو تَدْعُونَ تم پکارتے ہو مِنْ كُونِ اللہ اللہ کے سوا إِن اگر آرَاخِي ارادہ کرے میرے حق میں اللہ اللہ بِضَرْبِ تَكْلِيفِ كَاهِلٍ كَيَاهُنَّ وہ كَيْفِيَّتُ دور کر سکتے ہیں ضَرْبَةً اس کی تَكْلِيفِ کو أَوْ يَا آرَاخِي وہ ارادہ کرے میرے حق میں بِرَحْمَةِ مَهْرَبَانِي كَيَاهُنَّ وہ مُنْسَكْتُ روک سکتے ہیں رَحْمَتِهِ اس کی مَهْرَبَانِي کو قُلْ آپ کہہ دیجیے حَسْبِيَ مجھے کافی ہے اللہ اللہ عَلَيْهِ اسی پر يَتَوَكَّلُ بھروسہ کرتے ہیں الْمُتَوَكِّلُونَ بھروسا کرنے والے قُلْ آپ کہہ دیجیے يَنْقُورِ اے میری قوم اِغْمَلُوا تم عمل کرو عَلَى مَكَانَتِكُمْ اپنی جگہ پر إِنِّي بے شک میں بھی عَامِلٌ عمل کرنے والا ہوں فَسَوْفَ پھر عنقریب تَعْلَمُونَ تم جان لو گے مَنْ کون ہے کہ يَأْتِيهِ آتا ہے اس کے پاس عَذَابٌ عَذَابٌ يُخْزِيهِ جو اس کو رسوا کر دے وَ اور يَحِلُّ اترتا ہے عَلَيْهِ اس پر عَذَابٌ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ہمیشہ رہنے والا

ترجمہ:- اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ (ان سے) کہو کہ: ”ذرا مجھے یہ بتاؤ کہ تم اللہ کو چھوڑ کر جن بتوں کو پکارتے ہو، اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کر لے تو کیا یہ اس کے پہنچانے ہوئے نقصان کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اگر اللہ مجھ پر مہربانی فرمانا چاہے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟“ کہو کہ: ”میرے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ بھروسہ رکھنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔“ O کہہ دو کہ: ”اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے طریقے پر عمل کئے جاؤ، میں (اپنے طریقے پر) عمل کر رہا ہوں، پھر عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا O کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اُسے زُور کر کے رکھ دے گا، اور کس پر وہ عذاب نازل ہوتا ہے جو ہمیشہ جم کر رہے گا۔“

تشریح:- ان تین آیتوں میں نوبات میں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔

۲۔ کہو کہ: ذرا مجھے بتاؤ کہ تم اللہ کو چھوڑ کر جن بتوں کو پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے پہنچانے ہوئے نقصان کو دور کر سکتے ہیں؟

۳۔ اگر اللہ مجھ پر مہربانی فرمانا چاہے تو کیا یہ اس رحمت کو روک سکتے ہیں؟

۴۔ کہو کہ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ ۵۔ بھروسہ رکھنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

۶۔ کہہ دو کہ اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے طریقے پر عمل کئے جاؤ۔

۷۔ میں اپنے طریقہ پر عمل کر رہا ہوں۔

۸۔ پھر عنقریب تمہیں پتا چل جائے گا کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر کے رکھ دے گا؟

۹۔ اور کس پر وہ عذاب نازل ہوتا ہے جو ہمیشہ جم کر رہے گا؟

کافروں کا حال اور انکے بے بس معبودوں کا تذکرہ فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ یہاں انکی عبادت کے باطل ہونے پر کچھ دلائل پیش کر رہے ہیں چنانچہ سب سے پہلے ان سے یہ سوال کیا گیا کہ چلو بتاؤ کہ کس نے ان آسمانوں کو اور اس زمین کو پیدا کیا ہے؟ اس سوال پر وہ لوگ یہی جواب دیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے، یہ لوگ بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ جن باطل معبودوں کی یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں ان میں اتنی قدرت نہیں کہ وہ ان چیزوں کو پیدا کر سکیں اور مانتے ہیں کہ یہ سب ایک خالق نے پیدا کیا ہے اس کے باوجود یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ان معبودوں کی عبادت کر رہے ہیں مگر پھر بھی یہی کہیں گے کہ اللہ نے ان سب کو پیدا کیا، تو اب یہ لوگ اس بات کو تسلیم کرتے ہی ہیں کہ یہ سب اللہ نے پیدا کیا تو انکی عقلوں کو کیا ہوا کہ اس ایک اللہ کو چھوڑ کر ان باطل معبودوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں؟ تعجب ہے انکی حالت پر کہ سب کچھ جان کر بھی دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں، چلو اب یہ بات تو ان لوگوں نے تسلیم کر لی کہ یہ کائنات اللہ نے بنائی ہے ان سے یہ بھی پوچھو کہ اگر وہ خالق جن کو تم نے ابھی مانا ہے کہ اس نے ساری کائنات کو بنایا ہے اگر وہی خالق و مالک مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ تمہارے باطل معبود جنکی تم عبادت کرتے ہو مجھے اس نقصان سے بچا سکیں گے؟ یا پھر یہ سمجھو کہ اگر وہ خالق و مالک مجھ پر کوئی احسان کرنا چاہے یا مجھے کوئی راحت پہنچانا چاہے تو کیا یہ تمہارے معبود اس راحت کو دور کر سکتے ہیں؟ نہیں! تو پھر کیوں تم لوگ ایسے بے بس معبودوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہو جو نہ کچھ پیدا کر سکتے ہیں اور نہ کچھ نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟۔ ان آیتوں کے شان نزول کے بارے میں امام زحلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشرکین سے سوال کیا تو ان مشرکین نے کچھ جواب نہیں دیا بلکہ خاموش رہے اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ (التفسیر المبین - ج، ۲۴ - ص، ۱۳) خیر تمہارا معاملہ تمہارے ساتھ اب یہ سب جانتے بوجھتے بھی تم غلط راستہ اختیار کرنا چاہو تو کوئی تمہیں صحیح راستے پر نہیں لاسکتا، میں تو بس میرے ایک خالق کی عبادت میں لگا رہوں گا وہی میرے لئے کافی ہے، وہی میری ہر مشکل اور ہر راحت میں میرے ساتھ ہے اور جو بھروسہ کرنے والے ہیں انہیں اسی ایک اونچی شان والے خالق پر بھروسہ کرنا چاہئے کہ اس کا بھروسہ کبھی نہ ٹوٹے اگر وہ ان باطل و بے بس معبودوں پر بھروسہ کرے گا تو اسے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی لوگوں میں سب سے زیادہ متقی بننا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور جو کوئی سب سے زیادہ مالدار ہونا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ جو اللہ کے پاس ہے

اس پر اس سے زیادہ یقین رکھے جو اپنے پاس ہے، اور جو کوئی سب سے زیادہ باعزت بنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ (حلیۃ الاولیاء لابن نعیم۔ ج ۳، ص ۲۱۸) ان مشرکوں کو یہاں دھکی دی جا رہی ہے کہ چلو کر لو جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو اور میں بھی کر رہا ہوں جو مجھے کرنا چاہئے، آگے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کے اعمال برے تھے اور کس کے اعمال اچھے تھے؟ اور جس کے اعمال برے رہیں گے انہیں سخت عذاب دیا جائے گا جو عذاب ان برے اعمال کرنے والوں کو سوا کر کے رکھ دے گا، یہ تو دنیا میں ہوگا اور آخرت میں جو عذاب آئے گا وہ عذاب تو رسوا کن بھی ہوگا اور ہمیشہ انکے ساتھ لگا بھی رہے گا کسی وقت بھی انہیں اس عذاب سے چھٹکارہ نہیں ملے گا۔

﴿درس نمبر ۱۸۲۱﴾ اللہ تعالیٰ تمام روحوں کو موت کے وقت قبض کر لیتا ہے ﴿الزمر ۴۱-۴۲﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ الْغَيْبِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنْ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَیْهَا ۚ وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَتَوَفّٰى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فِیْمِسْكَ الَّتِیْ قَطَعْنَا عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاٰخِرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اِنَّا اَنْزَلْنَا بِالْحَقِّ کتاب الغیب لوگوں کے لیے بِالْحَقِّ حق کے ساتھ فَمَنْ پھر جس نے اهْتَدٰى ہدایت پائی فَلِنَفْسِهٖ تو اپنے ہی لیے وَ اَوْرَمَنْ جو ضلّ گمراہ ہوا فَاِنَّمَا تُوْبَسُ یَضِلُّ وہ گمراہ ہوتا ہے عَلَیْهَا اپنے ہی نقصان کو وَ اَنْتَ آپ عَلَيْهِمْ ان پر بِوَكِيْلٍ کوئی ذمہ دار اِنَّ اللّٰهَ اللہ ہی يَتَوَفّٰى قبض کرتا ہے الْاَنْفُسَ جانوں کو حِيْنَ مَوْتِهَا ان کی موت کے وقت وَ اَلَّتِیْ ان کو جو لَمْ تَمُتْ نہیں مرے فِیْ مَنَامِهَا ان کی عیند میں فِیْمِسْكَ پھر وہ روک لیتا ہے الَّتِیْ اس کو قَطَعْنَا اس نے فیصلہ کر دیا عَلَیْهَا اس پر الْمَوْتَ موت کا وَ اُرْسِلُ وہ بھیج دیتا ہے الْاٰخِرٰى دوسری کو اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک وقت مقرر تک اِنَّ بِالْحَقِّ اس میں لَاٰیٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِقَوْمٍ اس قوم کے لیے یَّتَفَكَّرُوْنَ جو غور و فکر کرتی ہے

ترجمہ:- (اے پیغمبر!) ہم نے لوگوں کے فائدے کے لئے تم پر یہ کتاب برحق نازل کی ہے۔ اب جو شخص راہ راست پر آجائے گا، وہ اپنی ہی بھلائی کے لئے آئے گا اور جو گمراہی اختیار کرے گا وہ اپنی گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرے گا، اور تم اس کے ذمہ دار نہیں ہو۔ اللہ تمام روحوں کو اس کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے، اور جن کو ابھی موت نہیں آئی ہوتی، ان کو بھی ان کی عیند کی حالت میں (قبض کر لیتا ہے) پھر جن کے بارے میں اس نے

موت کا فیصلہ کر لیا، انہیں اپنے پاس روک لیتا ہے، اور دوسری رُوحوں کو ایک معین وقت تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ یقیناً اس بات میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! ہم نے لوگوں کے فائدے کے لئے تم پر یہ کتاب برحق نازل کی ہے۔

۲۔ جو شخص راہِ راست پر آ جائے گا وہ اپنی ہی بھلائی لے آئے گا۔

۳۔ جو گمراہی اختیار کرے گا وہ اپنی ہی گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرے گا۔ ۴۔ تم سب اس کے ذمہ دار نہیں ہو

۵۔ اللہ تمام رُوحوں کو انکی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے۔

۶۔ جن کو ابھی موت نہیں آئی ہوتی ہے ان کو بھی انکی عیندگی حالت میں قبض کر لیتا ہے۔

۷۔ جن کے بارے میں اس نے موت کا فیصلہ کر لیا ہوتا ہے انہیں اپنے پاس روک لیتا ہے۔

۸۔ دوسری رُوحوں کو ایک معین وقت تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

۹۔ یقیناً اس بات میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔

ان آیتوں میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ذمہ داری دی گئی ہے اسے بیان فرما کر آپ کو تسلی دی جا رہی

ہے کہ آپ اپنا کام جو تبلیغ کا ہے وہ کیجئے دوسروں کی گمراہی کا بوجھ آپ پر نہیں ڈالا جائے گا، چنانچہ فرمایا گیا کہ اے

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ پر ایک برحق کتاب لوگوں کے فائدہ کے لئے اتاری ہے تو جو اس کتاب کے

ذریعہ فائدہ اٹھائے گا، صحیح راہ اپنائے گا، دیں حق کو تسلیم کرے گا اور ایمان لے آئے گا تو اس کا فائدہ اسی کو ہوگا کہ

اسے اس کے بدلہ میں جنت میں داخل کیا جائے گا اور جو اس فائدہ کو ترک کر دے گا، دیں سے دوری اختیار کرے گا

گمراہی کو پسند کرے گا تو اس کا نقصان اسی کو ہوگا کہ اسے جہنم کی دہکتی آگ میں ڈالا جائے گا، اب آپ پر اسکی کوئی

ذمہ داری نہیں ہے اِنَّمَّا اَنْتَ نَذِيْرٌ (ہود ۱۲) آپ تو بس ڈرانے والے ہیں، اِنَّمَّا اَنْتَ مَذْكُرٌ (الغاشیہ ۲۲)

آپ تو بس سمجھانے والے اور نصیحت کرنے والے ہیں آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیوں گمراہ ہوا! لہذا اپنے

آپ کو غم میں مبتلا نہ کیجئے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی ایک اور نشانی ان مشرکین کے سامنے بیان کر رہے ہیں تاکہ وہ اس نشانی میں

غور و فکر کریں اور اللہ کی ذات کو قادر مطلق جان کر اسکی عبادت کرنے لگ جائیں، چنانچہ فرمایا کہ وہ اللہ ایسا ہے کہ وہی

انسان کو موت دیتا ہے اور وہی زندگی دیتا ہے، تم دیکھتے ہو کہ جب انسان کی وہ متعین مدت جو اس نے مقرر کر رکھی تھی

ختم ہو جاتی ہے تو وہ مر جاتا ہے اس کا مرنا اللہ تعالیٰ کے روح قبض کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے اور روح کا قبض ہونا اس

وقت بھی ہوتا ہے جب انسان عیندگی حالت میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکی روح کو اپنے پاس مقید رکھتا ہے اور پھر جب

اس روح کو لوٹانے کا وقت ہوتا ہے تو وہ اس روح کو لوٹا دیتا ہے جس سے کہ انسان اپنی نیند سے جاگ جاتا ہے نیند دراصل موت ہی کی ایک قسم ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الْتَّوْمُ مَا أُخِذَ الْمَوْتُ نِينِدًا** دراصل موت ہی کا بھائی ہے (البعث والنشور للبیہقی ۴۳۹:) حضرت سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ سونے والے کی روح سوتے وقت قبض کر لی جاتی ہے پھر رو میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں یعنی سونے والوں اور مردوں کی تو وہ آپس میں ملکر ایک دوسرے سے سوال جواب کرتے ہیں یعنی باتیں کرتے ہیں پھر زندوں کی روحوں کا راستہ چھوڑ دیا جاتا ہے تو وہ جسموں میں واپس آ جاتے ہیں، مگر جن کی موت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے تو جب وہ رو میں لوٹنا چاہتی ہیں تو انہیں لوٹنے نہیں دیا جاتا۔ (تفسیر طبری - ج، ۲۰، ص، ۲۱۶) جب اللہ اسکی روح واپس کر دیتا ہے تو وہ واپس زندہ ہو جاتا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ اسکی روح واپس نہ کرے تو وہ مر جاتا ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ موت اور حیات، جینا اور مرنا سب اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اسکے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ وہ کسی کو موت یا زندگی عطا کرے **وَإِلَّاهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ (آل عمران ۱۵۶:)** اللہ ہی زندگی اور موت دیتا ہے، تو جو انسان کے نفس کا مالک ہے اس کو یہ حق نہیں کہ وہ اس مالک کو چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرنے لگے، شاید اس مثال کے ذریعہ مشرکین کو کچھ سمجھ میں آ جائے مگر یہ بات انہیں کو سمجھ میں آئے گی جو ان باتوں میں غور و فکر کرنے والے ہوں گے، اگر کوئی ان باتوں کو ایک کان سے سکر دوسرے کان سے نکال دے گا تو اسے ان مثالوں کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

﴿درس نمبر ۱۸۲۲﴾ سفارش صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے ﴿الزمر ۳۳-۳۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ قُلُوبَهُمْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ۝
 قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- ام کیا اتَّخَذُوا انہوں نے بنائے ہیں مِنْ دُونِ اللہ کے سوا شُفَعَاءَ سفارشی قُلُوبَهُمْ آپ کہہ دیجیے اُولُو قُلُوبِهِمْ اگرچہ کَانُوا وہ ہوں لَا يَمْلِكُونَ اختیار نہ رکھتے ہیں شَيْئًا کسی چیز کا وَا وَلَا يَعْقِلُونَ نہ وہ عقل رکھتے ہوں قُلُوبَهُمْ آپ کہہ دیجیے لِلَّهِ اللہ ہی کے لیے ہے الشَّفَاعَةُ سفارش جَمِيعًا سب کی سب لہٰذا اسی کے لیے ہے مُلْكُ بادشاہی السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ آسمانوں اور زمین کی ثُمَّ پھر إِلَيْهِ اسی کی طرف تُرْجَعُونَ تم لوٹائے جاؤ گے

ترجمہ:- بھلا کیا ان لوگوں نے اللہ (کی اجازت) کے بغیر کچھ سفارشی گھڑ رکھے ہیں؟ (ان سے) کہو

کہ: ”چاہے یہ نہ کوئی اختیار رکھتے ہوں، نہ کچھ سمجھتے ہوں (پھر بھی تم انہیں سفارشی مانتے رہوں گے؟“ ۝

کہو کہ: ”سفارش تو ساری کی ساری اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اسی کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے، پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔“

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ بھلا کیا ان لوگوں نے اللہ کی اجازت کے بغیر کچھ سفارشی گھڑ رکھے ہیں؟
- ۲۔ کہو کہ چاہے یہ کوئی اختیار رکھتے نہ ہوں اور نہ کچھ سمجھتے ہوں پھر بھی تم انہیں سفارشی مانتے رہو گے؟
- ۳۔ کہو کہ سفارش تو ساری کی ساری اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

۴۔ اسی کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ ۵۔ پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔

بعض مشرکین کے ایک اور عقیدہ کی یہاں تردید کی جا رہی ہے وہ یہ کہ ان مشرکین کا ماننا تھا کہ جن بتوں کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں وہ دراصل اس لئے کہ یہ بت انکی اللہ تعالیٰ کے یہاں سفارش کریں گے، اور اس سفارش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں عذاب سے نجات عطا کرے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا ان مشرکوں نے اللہ کی اجازت کے بغیر سفارشی بنا رکھے ہیں؟ اور سفارشی بھی ایسے کہ جو نہ کچھ سن سکتے ہیں اور نہ کچھ سمجھ سکتے ہیں بالکل بے جان بت ہیں، ایسے بے بسوں کو ان مشرکوں نے سفارشی بنا رکھا ہے، ان مشرکوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا، وہ اللہ جس کو سفارش کا اختیار دے گا وہی کل قیامت کے دن اللہ کے یہاں سفارش کر سکے گا مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ (البقرہ ۲۵۵) کون ہے جو اللہ کے یہاں اسکی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ اور یہ بت تو بالکل کسی کام کے نہیں ہیں یہ بت تو یہ تک نہیں جانتے کہ تم انکی عبادت کر رہے ہو تو یہ لوگ کہاں سے تمہاری سفارش کریں گے؟ اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان بتوں کو کسی سفارش کا اختیار نہیں دیا لہذا تم ان بتوں کی عبادت سے باز آ جاؤ اور ایک اللہ کی عبادت کرو اس لئے کہ ساری سفارش کا اختیار اللہ ہی کے پاس ہے۔ وہی وہ اللہ ہے جس کی ملکیت میں آسمان بھی ہے اور زمین بھی تو وہ اپنی ملکیت میں جیسے چاہے تصرف کرے گا اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور تمہیں لوٹ کر بھی اسی اللہ ہی کے پاس جانا ہے تو اگر تم اس اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بناؤ گے تو غور کرو تم اس اللہ کے سامنے کیسے ٹھہر پاؤ گے جس کی عبادت کو تم نے ٹھکرایا ہے؟ لہذا تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ جس کے پاس تمہیں جانا ہے تم اسے منالو اگر وہ مان گیا تو تمہیں کسی اور کی ضرورت نہیں اور اگر وہ ناراض ہو گیا تو کسی میں اتنی قوت نہیں کہ تمہیں اسکے عذاب سے بچا سکے۔ یہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ کے یہاں کوئی اسکی اجازت کے بغیر سفارش نہیں کر سکے گا، تو اب وہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے سفارش کا اختیار دے رکھا ہے؟ ہمیں احادیث کی روشنی میں اس کا جواب ملتا ہے کہ سب سے پہلے تو اللہ کے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سفارش کا اختیار دے رکھا ہے بخاری کی ایک طویل روایت میں اس کا تذکرہ موجود ہے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے

بیان فرمایا۔ (بخاری ۳۳۴۰) اور مسلم کی روایت بھی ہے کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ میں جنت میں سب سے پہلے سفارش کرنے والا رہوں گا۔ (مسلم ۱۹۶) اسی طرح مسند احمد کی روایت ہے کہ روزہ اور قرآن بندے کی سفارش کریں گے، (مسند احمد۔ مسند عبد اللہ بن عمرو ۶۶۲۵) اسی طرح ابو داؤد کی روایت ہے کہ شہید کو بھی اللہ تعالیٰ نے سفارش کا حق دے رکھا ہے۔ (ابو داؤد ۲۵۲۲) اور حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سفارشی ہونے کو بھی بیان کیا گیا ہے (ترمذی ۲۳۳۹) حتیٰ کہ ایک حدیث میں یہ بھی مروی ہے کہ امت مسلمہ کے ہر فرد کو اللہ تعالیٰ سفارش کا حق عطا کرے گا کہ کوئی کسی ایک کی سفارش کرنے کا حق رکھے گا تو کوئی زیادہ کی۔ (ترمذی ۲۳۴۰)

﴿درس نمبر ۱۸۲۳﴾ وہ کون ہیں جن کے دل اللہ کے ذکر سے بیزار ہو جاتے ہیں؟ ﴿الزمر ۴۵-۴۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واوراذا جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ اللہ و وحدہ اکیلے کا اشْمَأَزَّتْ نفرت کرتے ہیں قُلُوبُ دل الَّذِينَ ان کے جو لَا يُؤْمِنُونَ ایمان نہیں رکھتے بِالْآخِرَةِ آخرت پر واوراذا جب ذکر کیا جاتا ہے الَّذِينَ ان کا جو مِنْ دُونِهِ اس کے سوا ہیں اِذَا اس وقت هُمْ وہ يَسْتَبْشِرُونَ بڑے خوش ہوتے ہیں قُلِ آپ کہہ دیجیے اللّٰهُمَّ اے اللہ! فَاطِرَ پیدا کرنے والے السَّمٰوٰتِ آسمانوں کے واورالْاَرْضِ زمیں کے عَلِمَ جاننے والے الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ چھپے اور ظاہر کے اَنْتَ تَحْكُمُ تو ہی فیصلہ کرے گا بَيْنَ درمیان عِبَادِكَ اپنے بندوں کے فِيْ مَا ان میں کہ كَانُوْا وہ تھے فِيْهِ ان میں يَخْتَلِفُوْنَ اختلاف کرتے تھے

ترجمہ:- اور جب کبھی تمہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، ان کے دل بیزار ہو جاتے ہیں اور جب اُس کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ لوگ خوشی سے کھل اُٹھتے ہیں ۝ کہو: ”اے اللہ! اے آسمانوں اور زمیں کو پیدا کرنے والے ہر غائب و حاضر جاننے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔“

تشریح:- ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب کبھی تمہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے دل بیزار ہو جاتے ہیں۔

۲۔ اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ لوگ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

۳۔ کہو اے اللہ! اے آسمانوں اور زمیں کو پیدا کرنے والے! ہر حاضر و غائب کے جاننے والے!

۴۔ تو ہی اپنے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔

ان آیتوں میں ان مشرکین کی بری عادتوں کو بیان کیا جا رہا ہے کہ انکی یہ عادت تھی کہ جب کبھی ان مشرکین کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا اور کلمہء توحید پڑھا جاتا تو انکے دل تنگ ہو جاتے اور یہ لوگ بیزار نظر آنے لگتے اور انکی خواہش ہوتی کہ کب یہ ختم ہوگا اور ہمیں کب سکون ملے گا؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ پر اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان ہی نہیں رکھتے تھے تو جب کوئی انسان کسی بات پر یقین ہی نہ رکھتا ہو اور اس سے اسے محبت اور لگاوی نہ ہو تو جب وہ بات اسکے سامنے بیان کی جاتی ہے تو وہ اسے پسند نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اسے سننا بھی گوارا نہیں کرتا یہی حال ان کافروں کا اللہ تعالیٰ سے متعلق تھا، حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ اس دن کا واقعہ تھا جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے دروازے کے پاس سورہء نجم کی تلاوت فرما رہے تھے (الدر المسخوٰر - ج ۷، ص ۲۳۳) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جن لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی وجہ سے تنگ اور بیزار ہوئے وہ چار لوگ تھے جو آخرت پر بھی ایمان نہیں رکھتے تھے وہ چار لوگ ابو جہل، ولید بن عتبہ، صفوان اور ابی بن خلف تھے (الدر المسخوٰر - ج ۷، ص ۲۳۳) اور یہ ایسے تھے کہ جب انکے سامنے ان باطل معبودوں کا ذکر کیا جاتا جن کی یہ پوجا کرتے تھے یعنی لات و عزیٰ وغیرہ تو اس وقت انہیں خوشی ہوتی اور انکے دل خوشی سے جھوم اٹھتے، حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اللہ کے ذکر کی وجہ سے انکے دلوں میں خوشی پیدا ہو اس لئے کہ وہی تو اللہ ہے جو آسمانوں اور زمیں اور سارے جہاں کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ اللہ ایسا ہے جو ہر چھپی اور ظاہر چیز کو جانتا ہے اگر تم کوئی چیز اللہ سے چھپانا چاہو تو نہیں چھپا سکتے، مگر تم لوگ ہو کہ اے مشرکوں! اس اللہ سے منہ موڑے بیٹھے ہو اور باطل معبودوں کے تذکرہ سے خوش ہوتے ہو، یاد رکھو! جب کل قیامت کا دن ہوگا تو یہی مالک ارض و سماء تمہارے درمیان بطور حج فیصلہ کرے گا جسکے فیصلہ کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور جن چیزوں میں تمہیں اختلاف تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نعوذ باللہ اولاد ہے، اور یہ بت اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں اور وہ ہماری اللہ تعالیٰ کے پاس سفارش کریں گے وغیرہ ان سب چیزوں کی حقیقت تمہارے سامنے کھول کر رکھ دی جائے گی اور وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اس دن وہ رب فیصلہ کرے گا کہ کون سیدھے راستے پر تھا اور کون غلط؟ پھر انہیں انکے اعمال کے حساب سے جزا دی جائے گی۔ ان آیتوں میں بطور خاص اللہ تعالیٰ کی دو صفیں بیان کی گئی ہیں فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور عَلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ یہ دو اللہ تعالیٰ کی خاص صفیں ہیں جن کی تاثیر یہ ہے کہ جن کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اگر کوئی اس آیت کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا

کرے گا وہ آیت یہی ہے **قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**۔ الخ۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۵، ص، ۲۶۵) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی رات کے وقت نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ان کلمات **اللَّهُمَّ رَبِّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائيلَ وَإِسْرٰفِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فَيَمَّا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اُخْتَلَفَ فِيْهِ مِنْ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ عَزِيْزٌ مِّنْ نَّشْءٍ اِلٰى صِرٰطٍ مُّسْتَقِيْمٍ** کے ذریعہ نماز شروع کرتے۔ (ترمذی ۳۴۲۰) اس آیت کے ضمن میں ایک اہم بات کا پتا چلا کہ جس کے دل میں ایمان ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کا ذکر سننے میں مزہ آتا ہے اور اس کا دل چاہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایسے ہی سنتے رہے مگر جس کے دل میں ایمان نہیں ہوتا اسے اللہ تعالیٰ کا ذکر سننا پسند نہیں آتا اور اس کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ یہ ذکر جلد سے جلد ختم ہو جائے، اب ذرا ہم اپنے حال پر بھی غور کریں کہ کہیں اس جیسی مشابہت تو ہمارے اندر نہیں؟ کیا جب اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے یا اسکے کلام کی تلاوت لگائی جاتی ہے تو کیا واقعی ہمیں دلی سکون اور خوشی ملتی ہے؟ یا پھر جب گانے بجانے کی آواز ہمارے کانوں میں آتی ہے تو ہمارے دلوں میں سرور آتا ہے؟ اس کا فیصلہ ہمیں خود کرنا چاہئے۔

﴿درس نمبر ۱۸۲۳﴾ جن لوگوں نے ظلم کا ارتکاب کیا ہے! ﴿الزمر ۴۷-۴۸﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوءِ الْعَذٰبِ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ طَوْبًا لَّهُمْ مِّنْ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَخْتَسِبُوْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا
كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: - اور لو اگر ان بلاشبہ للذین ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ظلم کیا تھا جو کچھ فی الارض زمین میں سے جمیعاً و اور مثلاً اس کی مثل معاً اس کے ساتھ لافتدوا تو وہ البتہ فدیے میں دے دیں یہ اسے من سوء العذاب برے عذاب سے یوم القیامۃ قیامت کے دن و اور بدآ ظاہر ہو جائے گا لہم ان کے لیے من اللہ اللہ کی طرف سے ما وہ جس کا لہم نہیں یکنونوا تھے وہ یختسبون گمان کرتے تھے و اور بدآ ظاہر ہو جائیں گی لہم ان کے لیے سیئات برائیاں ما ان کی جو کسبوا انہوں نے کمائے ہوں گے و اور حاق گھیر لے گا بہم ان کو ما وہ کہ کانونا وہ تھے بہ جس کے ساتھ یستہزئون ٹھٹھا کرتے

ترجمہ: - اور جن لوگوں نے ظلم کا ارتکاب کیا ہے، اگر ان کے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے، اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی، تو قیامت کے دن بدترین عذاب سے بچنے کے لئے وہ سب فدیہ کے طور پر دینے لگیں

گے اور اللہ کی طرف سے وہ کچھ ان کے سامنے آجائے گا جس کا انہیں گمان بھی نہیں تھا اور انہوں نے جو کمائی کی تھی، اس کی برائیاں ان کے سامنے ظاہر ہو جائیں گی اور جن باتوں کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے، وہ انہیں چاروں طرف سے گھیر لیں گی۔

تشریح: ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے ظلم کا ارتکاب کیا ہے، اگر انکے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے۔
۲۔ اسکے ساتھ اتنا ہی اور بھی ہو تو قیامت کے دن بدترین عذاب سے بچنے کے لئے وہ سب کچھ فدیہ کے طور پر دینے لگیں گے۔

۳۔ اللہ کی طرف سے وہ سب کچھ انکے سامنے آجائے گا جن کا انہیں گمان بھی نہیں تھا۔

۴۔ انہوں نے جو کمائی کی تھی اسکی برائی انکے سامنے ظاہر ہو جائے گی۔

۵۔ جن باتوں کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہ انہیں چاروں طرف سے گھیر لے گی۔

ان آیتوں میں ان مشرکین کو ان کے لئے پر جو سزائیں ملنے والی ہیں انہیں بیان کیا جا رہا ہے کہ ان مشرکین کا حال قیامت کے دن جبکہ وہ لوگ عذاب کو دیکھیں گے اور انہیں جب یہ پتا چلے گا کہ اب انہیں اس عذاب میں ڈال دیا جائے گا تو یہ لوگ اس وقت یہ چاہیں گے کہ جتنی دنیا کی دولت انہوں نے جمع کی ہے وہ اور جو کچھ مال و دولت ساری دنیا میں ہے وہ بھی اور اتنی ہی اور دولت دیکر انہیں اس عذاب سے بچنا ممکن ہو تو وہ لوگ اسے دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے، خوف کا عالم ایسا ہوگا کہ یہ مشرکین ہر حال میں اس عذاب سے بچنا چاہیں گے مگر افسوس اس وقت یہ مال و دولت جسکی خاطر انہوں نے اللہ کی عبادت سے منہ موڑا اور جس دنیا کو انہوں نے آخرت پر ترجیح دی دنیا کو اس عذاب سے بچنے کے لئے دینے تیار ہو جائیں گے مگر پھر بھی وہ بچ نہیں پائیں گے، تو ایسی دنیا کا کیا فائدہ جو ہمارے کچھ کام نہ آئے؟ اصل کام آنے والی تو وہ دولت ہے جو نیک اعمال اور اللہ کی فرمانبرداری کر کے کمائی جائے، آخر کار ان مشرکین کے سامنے وہ ظاہر کیا جائے گا جنکا انہیں گمان بھی نہ تھا یعنی وہ اعمال جن کو یہ کفار نیک سمجھ کر کیا کرتے تھے انہیں ظاہر کیا جائے گا کہ وہ نیک نہیں بد ہیں اور وہ عذاب دکھایا جائے گا جس میں انہیں جانا ہے، انکی کوئی سفارش اور منت و سماجت اس دن قبول نہیں کی جائے گی بلکہ ہر حال میں انہیں اس دردناک عذاب میں جھونک دیا جائے گا، حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اس آیت میں ریاکاروں کے لئے ہلاکت کا سامان ہے اس لئے کہ وہ لوگ نیک اعمال تو کرتے تھے مگر ان اعمال میں ریاکاری کو بھی شامل کرتے تھے اور اوپر سے انہی اعمال کو نیک سمجھتے تھے، لہذا جب اللہ تعالیٰ انکے ان اعمال کو بد اعمالیوں کی فہرست میں شامل کرے گا تو وہ لوگ چونک جائیں گے کہ یہ اعمال تو ہم نے نیک سمجھ کر کئے تھے مگر افسوس یہ تو بد نکلے، (تفسیر قرطبی)۔

ج، ۱۵، ص، ۲۶۵) اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قصہ بھی منقول ہے کہ وہ موت کے وقت بڑے خوف کے عالم میں تھے، تو لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ یہ خوف کیوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس آیت سے ڈرتا ہوں وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ چیز ظاہر ہوگی جس کا وہ گمان تک نہیں کر سکتے تھے تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میرے سامنے وہ ظاہر نہ کیا جائے جس کا مجھے گمان بھی نہ ہو۔ (تفسیر قرطبی، ج، ۱۵، ص، ۲۶۵)

فرمایا گیا کہ انہیں اس عذاب میں یوں ہی نہیں ڈالا جائے گا بلکہ انکی ساری بد اعمالیوں کو اللہ تعالیٰ انکے سامنے رکھے گا تا کہ انہیں پتا چلے کہ واقعی اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے لئے ہی سزا دے رہے ہیں، ہم پر بے وجہ کسی قسم کا ظلم نہیں کر رہے ہیں اور جو ہم اللہ کی آیتوں کا اور اسکے رسولوں کا مذاق اڑاتے تھے آج اسی مذاق نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اگر ہم بچ کر بھاگنا چاہیں تو نہیں بھاگ سکتے، کاش اہم اللہ اور اسکے رسول کی باتوں کو مان لیتے ہوتے تو شاید ہم اس عذاب سے بچ جاتے مگر ہم نے اس حقیر دنیا کی خاطر اللہ اور اسکے رسول کے حکموں کو جھٹلادیا جسکی آج ہمیں یہ سزا دی جا رہی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۲۵﴾ یہ لوگ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے ﴿الزمر ۳۹ تا ۵۱﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا نَادًا ثُمَّ اِذَا خَوْلَانُهُ نِعْمَةً مِّمَّنَّا قَالَ اِنَّمَا اُوْتِيْتُهُ عَلٰی عِلْمٍ ۗ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا اَغْلٰى عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّئَاتٌ مَّا كَسَبُوْا ۗ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتٌ مَّا كَسَبُوْا ۗ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝

لفظہ لفظ ترجمہ:- فاذا اس جب مس پہنچتی ہے الانسان انسان کو ضرر کوئی تکلیف دعا ناداتو وہ ہمیں پکارتا ہے ثم پھر اذا جب خولانہ ہم عطا کر دیتے ہیں جب نعمة کوئی نعمت مینا اپنی طرف سے قال وہ کہتا ہے انما اس اوتیتہ میں دیا گیا ہوں یہ علی علم کی بدولت بل بلکہ ہی وہ فتنہ ایک آزمائش ہے و لکن اور لیکن اکثرہم ان میں سے اکثر لا یعلمون نہیں جانتے قد تحقیق قالہا کہی بھی بات الذین ان لوگوں نے جو من قبلہم ان سے پہلے ہوئے فما اغلی پھر نہ اغلی کام آیا عنہم ان کے ماہو جو کائنات وہ تھے یكسبون کما تے فاصابہم چنانچہ پہنچیں ان کو سیئات برائیاں ما ان کی جو کسبوا انہوں نے کما تے و الذین وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا من هؤلاء ان میں سے سیصیبہم عنقریب پہنچیں گی ان کو سیئات برائیاں ما ان

کی جو گنہگار انہوں نے کمائے ہوں گے واور ما نہیں ہیں ہم وہ پمخجزین عاجز کرنے والے
ترجمہ:- پھر انسان (کا حال یہ ہے کہ جب اس) کو کوئی تکلیف چھو جاتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے،
اس کے بعد جب ہم اسے اپنی طرف سے کسی نعمت سے نوازتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ: ”یہ تو مجھے (اپنے) ہنر کی وجہ
سے ملی ہے۔“ نہیں! بلکہ یہ آزمائش ہے، لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے O یہی بات ان سے پہلے
(کچھ) لوگوں نے بھی کہی تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ جو کچھ وہ کماتے تھے، وہ ان کے کام نہیں آیا O اور انہوں نے جو کمائی کی
تھی، اس کی برائیاں انہی پر آ پڑیں، اور ان (عرب کے) لوگوں میں سے جنہوں نے ظلم کا ارتکاب کیا ہے، ان کی
کمائی کی برائیاں بھی عنقریب ان پر آ پڑیں گی، اور یہ (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتے۔
تشریح:- ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر انسان کو جب کوئی تکلیف چھو جاتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے۔
۲۔ اس کے بعد جب ہم اسے اپنی طرف سے کسی نعمت سے نوازتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو مجھے میرے ہنر
سے ملی ہے۔

۳۔ نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک آزمائش ہے۔

۴۔ لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ۵۔ یہی بات ان سے پہلے لوگوں نے بھی کہی تھی۔

۶۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو کچھ یہ کماتے تھے وہ ان کے کچھ کام نہیں آیا۔

۷۔ جو کمائی انہوں نے کی تھی اسکی برائیاں انہیں پر آ پڑیں۔

۸۔ ان لوگوں میں جنہوں نے ظلم کا ارتکاب کیا ہے ان کی کمائی کی برائیاں بھی عنقریب ان پر آ پڑیں گی۔

۹۔ یہ لوگ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالیٰ ان مشرکین کی حالت بد بیان کر رہے ہیں کہ ان مشرکین کا حال ایسا ہے کہ جب
ان مشرکوں کو کوئی تکلیف، مصیبت، رنج و آفت پہنچتی ہے تو اس وقت یہ لوگ صرف اللہ تعالیٰ کو اس مصیبت کے دفع
کرنے کے لئے پکارتے ہیں، انہیں معلوم ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اس مصیبت کو ہم سے دور نہیں کر سکتا اس لئے
اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کی امید میں اسے پکارتے ہیں، تب انہیں انکے یہ باطل معبود یاد نہیں آتے، یاد آتا
ہے تو وہی ایک رب جسکے یہ بندے ہیں، آخر کار جب اللہ تعالیٰ ان مشرکین سے اس مصیبت کو دور کر دیتا ہے تو یہ لوگ
اس اللہ کا شکر کرنے کے بجائے اس اللہ کی ناشکری اور نافرمانی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جو مصیبت ہم سے دور ہوئی
ہے وہ مصیبت اللہ تعالیٰ نے دور نہیں کی بلکہ ہماری محنتوں اور کوششوں کے نتیجے میں ہوئی ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے
بلکہ اللہ تعالیٰ تو تمہیں ان مصیبتوں کو دور کر کے، انعامات سے نواز کر آ زمانا چاہتا ہے تم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بنتے ہو یا

نافرمان؟ مگر اکثر لوگ اس آزمائش کو نہیں جانتے۔ اسلئے وہی کہہ دیتے ہیں جو ان مشرکین نے کہا۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ مشرکین جو بات کہہ رہے ہیں کہ یہ مصیبت رنج اور یہ فقیری جو دور ہوئی وہ ہماری ذہانت اور محنت کے نتیجے میں ہوئی، یہی بات ان مشرکین مکہ سے پہلے بھی دوسرے لوگوں (جیسے کہ ہامان قارون) وغیرہ نے کہی تھی، سورہ قصص کی آیت نمبر ۷۸ میں کہا گیا قَالَ اِنَّمَا اُوْتِيْتُهُ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِي ط اُولٰٓئِكَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَعًا ط وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ قارون نے کہا تھا کہ مجھے یہ مال و دولت میری اپنی ذہانت کی وجہ سے ملی، کیا اسے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے کتنے لوگوں کو ہلاک کر دیا جو اس سے زیادہ طاقتور تھے اور جمعیت بھی انکی زیادہ تھی، مجرموں سے انکے گناہوں کے بارے میں پوچھا بھی نہیں جاتا، مگر آخر میں انکا انجام برابری ہوا اور وہ لوگ مثال عبرت بن کر رہتی دنیا تک باقی ہیں، یہ مال و دولت اور ذہانت انہیں اللہ کے عذاب سے بچانے کی اور وہ اللہ کے عذاب میں گرفتار ہو گئے، لہذا انہیں انکے ان برے کاموں کے نتیجے میں سزا ملی تھی ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہیں بھی جلد ہی انکے کئے کی سزا مل کر رہی رہے گی، یہ لوگ اپنے آپ کو اس عذاب سے بچا نہیں سکتے اور اللہ کو ان پر عذاب بھیجنے سے عاجز نہیں کر سکتے۔ اس آیت کے ذریعہ ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازے اور مال و دولت عطا کرے تو ہمیں اس عطا کردہ نعمت پر غرور و گھمنڈ سے کام نہیں لینا چاہئے بلکہ عاجزی اور انکساری کا مظاہرہ کرنا چاہئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ مال و دولت جو عطا کی ہے وہ ہماری ذہانت و ہنرمندی کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے کرم کی وجہ سے عطا کی ہے جسکا تقاضہ یہ ہے کہ ہم یہ مال و دولت اسی کی راہ میں خرچ کریں بخل و کنجوسی پر اتر کر اللہ کی عطا کردہ نعمت پر مغرور نہ بنیں ورنہ دی ہوئی چیز کو لینے میں وقت نہیں لگتا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا سَابِقِيْنَ لِوَعْدَتِكَ مُفْنِيْنَ بِهَا قَبْلِيْنَهَا وَاٰمَنَّا بِهَا عَلَيْنَا اے اللہ! ہمیں تیری نعمتوں پر شکر کرنے والا، اسکی تعریف کرنے والا، اسے قبول کرنے والا بنادے اور ان نعمتوں کو ہم پر پورا کر دے۔ (ابوداؤد ۹۶۹)

﴿درس نمبر ۱۸۲۶﴾ رزق میں وسعت اور تنگی اللہ کے ارادہ پر موقوف ہے ﴿الزمر ۵۲-۵۳﴾

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اُولٰٓئِكَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ يُعْبَادُوْنَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اُولٰٓئِكَ يَعْلَمُوْنَ انہوں نے جانا اَنَّ کہ بلاشبہ اللہ اللہ یَبْسُطُ کشادہ کرتا ہے

الرِّزْقِ رِزْقٍ لِمَنْ جَسَّ كَيْفَ يَشَاءُ وَهُوَ جَاهِتَا هَبْ وَأَوْرِيْقِدْرَتِكُمْ كَرْتَا هَبْ إِنَّ بَشَكِّ فِي ذَلِكِ اسْمِ لِي لَا يَتِي
 البتہ نشانیاں ہیں لِقَوْمٍ ان لوگوں کے لیے يُؤْمِنُونَ جو ایمان رکھتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیجیے یٰعِبَادِی اے میرے
 بندو! الذین وہ جنہوں نے اَسْرَفُوا ظَلَمَ کیا ہے عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اپنی جانوں پر لَا تَقْنَطُوا مایوس نہ ہو مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ
 اللہ کی رحمت سے إِنَّ بَلَا شَبَّ اللّٰهُ یَغْفِرُ مَعَا فِی تَا هَبْ الذُّنُوبِ گناہ مجیعاً سَبَّ إِنَّهُ هُوَ یَقِیْنَا وَہی
 الْغَفُورُ بڑا بخشنے والا الرَّحِیْمُ نہایت رحم کرنے والا

ترجمہ:- اور کیا انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے، رزق میں وسعت کر دیتا ہے، اور
 وہی تنگی بھی کر دیتا ہے؟ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں O کہہ دو کہ: اے
 میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقیناً جانو اللہ سارے
 کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔“

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ جسکے لئے چاہتا ہے رزق میں وسعت کر دیتا ہے؟

۲۔ وہی اللہ رزق میں تنگی بھی کر دیتا ہے۔

۳۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

۴۔ کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔

۵۔ یقیناً جانو اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

۶۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

پچھلی آیتوں میں مشرکین کا حال بیان کیا گیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں رزق میں وسعت عطا کرتا ہے اور
 مال و دولت سے نوازتا ہے تو وہ لوگ اسے اللہ تعالیٰ کی عنایت سمجھنے کے بجائے اپنی ذہانت اور علم کا ثمرہ سمجھتے ہیں،
 انکے اسی بدترین خیال پر تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اے محمد! ان مشرکین کو یہ نہیں معلوم کہ یہ جو رزق میں کشادگی اور تنگی ہے
 وہ انکی اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، اگر یہ سب کچھ انسان کے بس میں ہوتا تو کون انسان
 اپنے آپ کو فخر و فاقہ میں رکھنا چاہے گا؟ ہر کسی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اسے مال و دولت ملے مگر اس کا ملنا نہ ملنا
 اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن یہ باتیں ان مشرکین کو سمجھ میں نہیں آئیں گی، یہ باتیں وہی سمجھتا ہے جو اللہ پر ایمان
 و یقین رکھتا ہے، سورہ عنکبوت کی آیت نمبر ۶۲ میں بھی کہا گیا اللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ
 وَیَقْدِرُ لَہٗ اللّٰہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے رزق کی وسعت عطا کرتا ہے اور جسے چاہے تنگی۔ سورہ قصص کی
 آیت نمبر ۸۲ میں بھی فرمایا گیا۔ اسکے علاوہ قرآن کریم کی بہت ساری آیتوں میں اس بات کو دہرایا گیا ہے

تا کہ انسان کے ذہن و دماغ میں یہ بات چڑھ جائے کہ رزق کا دینے اور نہ دینے والا اللہ ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر انسان کو اپنے کئے پر پچھتاوا ہو جائے اور وہ گناہوں کی زندگی چھوڑ کر نیکیوں کی زندگی اپنانا چاہے تو اسے گھبرانے کی ضرورت نہیں وہ بالکل اسلام قبول کر سکتا ہے اور گناہوں سے توبہ کر سکتا ہے اس صورت میں اللہ تعالیٰ اسکے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دے گا، انسان کو یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ میں نے اپنی زندگی میں اتنے سارے گناہ کئے ہیں تو اب اگر میں توبہ کرنا چاہوں تو کیا اللہ مجھے معاف کرے گا؟ اس طرح کی فکر شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ بِحَيْثُ مَا اللَّهُ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے، وہ توبہ بہت ہی بخشنے والا ہے اور مہربان بھی ہے کہ اگر تم سے ہزار بار بھی خطا ہو جائے اور اسکے بعد پھر تم اللہ سے معافی چاہو تو وہ ضرور معاف کرے گا، اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی بن حرب جو کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں کے پاس اسلام کی دعوت کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا کہ اے محمد! کیسے تم مجھے اسلام کی دعوت دیتے ہو جبکہ تمہارا ماننا تو یہ ہے کہ جو انسان کفر کرے، زنا کرے، قتل کرے تو اس کی سزا ملے گی اور قیامت کے دن اس کا عذاب بڑھا بڑھا کر دو گنا کر دیا جائے گا، (الفرقان ۶۹) اور میں نے تو یہ گناہ کئے ہیں تو کیا میرے لئے کوئی چھوٹ ہے؟ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ فرقان کی آیت نمبر ۷۰ نازل فرمائی مگر وہ لوگ اس عذاب سے بچالئے جائیں گے جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لے آئے اور نیک اعمال کئے، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا، اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے، اس پر وحشی نے کہا کہ یہ توبہ بہت سخت شرط ہے کہ ایمان لانا ہوگا اور نیک اعمال بھی کرنا ہوگا، اور مجھے لگتا ہے کہ میں یہ نہیں کر پاؤں گا، تو پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء کی آیت نمبر ۴۸ نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مشرکین کو چھوڑ کر جس کی چاہے مغفرت فرما دے، یہ آیت سن کر وحشی نے کہا کہ یہ تو اللہ کے چاہنے پر منحصر ہے کہ اگر وہ چاہے گا تو معاف کر دے گا اور مجھے معلوم بھی نہیں کہ وہ مجھے معاف بھی کرے گا یا نہیں تو کیا اس آیت کے علاوہ اور کوئی آیت ہے؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت يُعْبَادِي الَّذِينَ اسْرِفُوا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ نازل فرمائی کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، یہ آیت سن کر وحشی نے کہا کہ ہاں! یہ سمجھنے والی بات ہے اور پھر وہ اسلام لے آئے، اسکے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا رسول اللہ! وحشی نے جو کیا ہے وہ ہم نے بھی کیا ہے تو کیا ہم بھی اس بشارت میں شامل ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! یہ سارے ہی مسلمانوں کے لئے ہے۔ (المجم الکبیر للطبرانی ۱۱۴۸۰)

﴿درس نمبر ۱۸۲﴾ تم سب اپنے پروردگار سے لو لگاؤ ﴿الزمر ۵۲-۵۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ۝ وَاتَّبِعُوا
أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْضَةً وَأَنْتُمْ لَا
تَشْعُرُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اور آئیے تم رجوع کرو الٰہی ربِّکم اپنے رب کی طرف و اور آسلیو تم مطیع ہو جاؤ لہ
اس کے مِنْ قَبْلِ اس سے پہلے اَنْ کہ یأتیکم آجائے تمہارے پاس الْعَذَابُ عذاب ثُمَّ پھر لَا
تُنصَرُونَ تم مدد نہ کیے جاؤ و اور اتَّبِعُوا تم پیروی کرو أَحْسَنَ مَا اس بہترین کی جو اُنزِلَ نازل کی گئی إِلَيْكُمْ
تمہاری طرف مِنْ رَبِّكُمْ تمہارے رب کی طرف سے مِنْ قَبْلِ اس سے پہلے اَنْ یأتیکم کہ آجائے
تمہارے پاس الْعَذَابُ عذاب بَغْضَةً اچانک و اور اَنْتُمْ تم لَا تَشْعُرُونَ شعور نہ رکھتے ہو

ترجمہ:- اور تم اپنے پروردگار سے لو لگاؤ، اور اس کے فرماں بردار بن جاؤ قبل اس کے کہ تمہارے پاس
عذاب آپیچھے، پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی اور تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس جو بہترین باتیں
نازل کی گئی ہیں، ان کی پیروی کرو، قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے، اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- تم اپنے پروردگار سے لو لگاؤ۔ ۲- اسکے فرمان بردار بن جاؤ۔

۳- اس سے پہلے کہ تمہارے پاس عذاب آپیچھے۔ ۴- پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔

۵- تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس جو بہترین باتیں نازل کی گئی ہیں اسکی پیروی کرو۔

۶- اس سے قبل کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر بندہ گناہوں والی زندگی سے توبہ کر کے عبادت والی زندگی گزارنا
چاہتا ہے تو اللہ اسکی اس پہل کو قبول فرماتا ہے اور پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے مگر چند شرطیں ہیں جو یہاں بیان
کی جا رہی ہیں، سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ اگر تم توبہ کرنا چاہو تو اس وقت سے پہلے توبہ کر لو کہ جس وقت اللہ کا عذاب
آنے والا ہے یعنی قیامت کا وقت یا موت، اس سے پہلے پہلے اللہ کی طرف دوڑو اور اپنے گناہوں کی معافی چاہ لو
اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا لیکن اگر وہ عذاب کا وقت آجائے اور تم اس وقت اللہ سے معافی مانگنا چاہو تو اللہ تعالیٰ اس
وقت تمہاری توبہ قبول نہیں فرمائے گا، جیسا کہ فرعون نے کیا تھا کہ جب اس نے دیکھا کہ عذاب نے اسے گھیر لیا ہے

تو کہنے لگا میں ایمان لاتا ہوں اس پر جسکے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ جس پر بنو اسرائیل نے ایمان لایا ہے۔ (یونس ۹۰)

الغرض جس قدر جلدی ہو سکے اس قدر جلد ہمیں اپنے گناہوں سے توبہ کرنا چاہئے اسلئے کہ ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارا آخری وقت کب آنے والا ہے؟ اگر ہم اسی امید میں رہیں کہ ابھی تو وقت بہت ہے بعد میں توبہ کر لیں گے تو یقیناً اس میں خسارہ ہے کہ موت کا وقت آ جائے اور ہم اسی امید میں رہے اور ہمیں توبہ کرنے کی مہلت بھی نہ ملے، سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۳۳ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ** اللہ کی مغفرت کی جانب دوڑو اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو! اللہ سے توبہ کر لو اس سے پہلے کہ تمہیں موت آ جائے (ابن ماجہ ۱۰۸۱) اور دوسری شرط یہ ہے کہ اسلام لانے کے بعد یا گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد پھر سے وہی گناہوں والی زندگی ہمیں گزارتے نہیں رہنا ہے بلکہ جس زندگی سے ہم نے توبہ کی ہے اس زندگی کو چھوڑ کر اس زندگی کو اپنانا ہے جس زندگی کے گزارنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اس زندگی کا کس طرح پتہ لگائیں جس زندگی کے گزارنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے؟ تو اسلئے ہمیں بہترین کلام یعنی قرآن کریم کا بڑے غور و فکر سے مطالعہ کرنا ہے، جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کریں گے تو ہمیں پتا چل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیسی زندگی کا مطالبہ کر رہا ہے؟ ہمیں پتا چل جائے گا کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام؟ کیا ثواب ہے اور کیا گناہ؟ کیا اچھا ہے اور کیا برا؟ تو جو چیزیں گناہ کی ہوں اور برائی کی ہوں انہیں چھوڑنے کی فکر کریں اور جو چیزیں ثواب کی ہوں اچھی ہوں اور حلال ہوں تو انہیں اپنانے کی فکر کریں اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ہمارے لئے نمونہ بنائیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ** (الاحزاب ۲۱) یقیناً تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو۔ لہذا ہمیں بھی قرآن کریم کے ساتھ ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنانا چاہئے اسی وقت یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اس مغفرت کے حقدار بن جائیں جس کا اللہ نے وعدہ کیا ہے، اگر ہم توبہ کرنے کے بعد بھی گناہوں والی زندگی گزارتے رہیں گے تو ہماری توبہ کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا، ہمیں ان گناہوں پر سزا ضرور ملے گی وہ معاف نہیں ہوں گے، معاف اسی وقت ہوں گے کہ ہم توبہ کے بعد ان گناہوں کو ترک کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور جھکنے یہ وہ اہم ترین کام ہے جس کے کرنے کا حکم یہاں دیا گیا اللہ تعالیٰ کو وہ دل زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے جو اپنے اندر ایسا دل رکھتا ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے سورۃ ق کی آیت نمبر ۳۳ میں ایسے دل کا ذکر یوں کیا گیا **مَنْ حَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ** جو رحمان کا غائبانہ خوف رکھتا ہو اور توجہ والادل لایا ہو۔ سورۃ ممتحنہ کی آیت نمبر ۴ میں یہ دعاء سکھلائی گئی **رَبَّنَا عَلَيْنَا تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنبَتْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ** اے ہمارے پروردگار! تجھ پر ہی ہم نے بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۲۸﴾ میری آیتیں تیرے پاس آچکی تھیں ﴿الزمر ۵۲- تا ۵۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ لِيَحْسُرُنِي عَلَى مَا فَرَطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ الشَّخِرِينَ ۝ أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ بَلَى قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :- اَنْ تَقُولَ کہے نَفْسٌ کوئی نفس لِيَحْسُرُنِي ہائے افسوس! علی اس پر مَا جَو فَرَطْتُ میں نے کوتاہی کی فِي جَنْبِ اللَّهِ اللہ کے حق میں وَ اُوْرَانِ بلاشبہ كُنْتُ میں رہا لَمِنَ الشَّخِرِينَ ٹھٹھا مذاق کرنے والوں میں سے اَوْ يَتَقُولُ کہے لَوْ اِگر اَنْ بے شک اللہ اللہ هَذَا فِي مجھے ہدایت دیتا لَكُنْتُ ضرور میں ہو جاتا مِنَ الْمُتَّقِينَ پر ہیزگاروں میں سے اَوْ يَتَقُولُ کہے حِينَ جس وقت تَرَى دیکھے گا الْعَذَابِ عذاب کو لَوْ اِگر اَنْ بے شک لِي میرے لیے كَرَّةً ایک بار لوٹنا فَأَكُونَ تو میں ہو جاؤں گا مِنَ الْمُحْسِنِينَ نیکوکاروں میں سے بَلَى کیوں نہیں قَدْ تحقیق جَاءَتْكَ آئی تھیں تیرے پاس آیتیں میری فَكَذَّبْتَ چنانچہ تو نے جھٹلایا یہاں کو وَ اُوْرَانِ استکبرتو نے تکبر کیا وَ اور كُنْتُ تو تھا مِنَ الْكٰفِرِينَ کافروں میں سے

ترجمہ :- کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی شخص کو یہ کہنا پڑے کہ: ”ہائے افسوس! میری اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کے معاملے میں برتی اور سچی بات یہ ہے کہ میں تو (اللہ تعالیٰ کے احکام کا) مذاق اڑانے والوں میں شامل ہو گیا تھا ۝ یا کوئی یہ کہے کہ: ”اگر مجھے اللہ ہدایت دیتا تو میں بھی متقی لوگوں میں شامل ہوتا۔“ ۝ یا جب عذاب آنکھوں سے دیکھ لے تو یہ کہے کہ: ”کاش مجھے ایک مرتبہ واپس جانے کا موقع مل جائے تو میں نیک لوگوں میں شامل ہو جاؤں!“ ۝ (تجسہ ہدایت) کیوں نہیں (دی گئی؟) میری آیتیں تیرے پاس آچکی تھیں، پھر تو نے انہیں جھٹلایا اور بڑائی کے گھنڈے میں پڑ گیا اور کافروں میں شامل رہا۔

تشریح :- ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی شخص کو یہ کہنا پڑے کہ ہائے افسوس! میری اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کے معاملے میں برتی

۲۔ درست بات یہ ہے کہ میں مذاق اڑانے والوں میں شامل ہو گیا تھا۔

۳۔ یا کوئی یہ کہے کہ اگر مجھے اللہ ہدایت دیتا تو میں بھی متقی لوگوں میں شامل ہوتا۔

۴۔ یا جب عذاب آنکھوں سے دیکھ لے تو یہ کہے کہ کاش! مجھے ایک مرتبہ واپس جانے کا موقع مل جائے تو

میں نیک لوگوں میں شامل ہو جاؤں۔

۵۔ کیوں نہیں؟ میری آیتیں تیرے پاس آچکی تھیں۔ ۶۔ پھر تو نے اسے جھٹلادیا۔

۷۔ بڑائی کے گھنٹہ میں پڑ گیا۔ ۸۔ کافروں میں شامل رہا۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ اللہ کے عذاب کے آنے سے پہلے توبہ کر لو، یہاں کہا جا رہا ہے کہ اگر تم نے اس سے پہلے توبہ نہیں کی اور ایسے ہی بغیر توبہ کئے اپنے گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار میں کھڑے ہو گئے تو تب تمہیں یہ کہنا پڑے گا کہ افسوس ہے مجھ پر کہ میں نے موقع رہتے ہوئے بھی توبہ نہیں کی اور اسی حالت میں یہاں آ گیا کہ میں دنیا میں اللہ کے حکموں کی نافرمانی اور مذاق اڑاتا تھا، اب تو کسی قسم کی توبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے، مجھے اپنے کئے کیسے املے گی جو کہ رسوا کرنے والی ہوگی، کاش! میں اس وقت سنبھل گیا ہوتا اور اپنے گناہوں پر توبہ کر لیا ہوتا تو آج مجھے اس رسوائی کا سامنا کرنا نہ پڑتا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی کبھی لیٹے اور اللہ کا ذکر نہ کرے تو کل قیامت کے دن اسکے لئے ندامت ہوگی اور اسی طرح جب کوئی کسی جگہ بیٹھے اور وہاں اللہ کا ذکر نہ کرے تو بھی کل قیامت کے دن اسکے لئے ندامت ہوگی۔ (ابوداؤد ۵۰۵۹) یعنی اسکے پاس اللہ کا ذکر کرنے کا اور نیکی کمانے کا وقت تھا مگر اس نے اس وقت کو غنیمت نہیں جانا، جب کل قیامت کے دن وہ یہاں آئے گا تو اپنے نیکیوں میں کمی دیکھے گا اس وقت اسے شرمندگی ہوگی کہ کاش! میں نے اس وقت کو اللہ کے ذکر میں لگایا ہوتا تو میرا معاملہ ہی کچھ اور ہوتا، لہذا موقع کو غنیمت جانو کہ اب بھی نیکیاں کمانے کا وقت ہمارے پاس ہے جب یہ وقت چلا جائے گا تو ہمارے پاس حسرت یعنی پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور بات کہی کہ اللہ کی طرف دوڑو اور اس سے رجوع کر لو تا کہ کل قیامت کے دن یہ نہ کہنا پڑے کہ اگر اللہ نے مجھے ہدایت دی ہوتی تو میں بھی متقی بن جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت کا موقع نہیں دیا اس لئے آج میں اس عذاب میں مبتلا ہوں، یہ الفاظ صرف حسرت بھرے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بھی کسی غافل کو ہدایت نہیں دیتا، ہدایت اسے ملتی ہے جسکے دل میں ہدایت کو پانے کا جذبہ ہو، اگر کسی کے دل میں ہدایت کو حاصل کرنے کی طلبی نہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کیوں اسے زبردستی اسلام کی طرف لے آئے گا؟ یہ تو جہنمیوں کا ایک طرح سے اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے کہ اس نے ہمیں ہدایت نہیں دی اس لئے ہم یہاں ہیں، لیکن ان بے ایمانوں کو کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اپنے پیغمبر اور اپنے کلام کو انکے درمیان بھیجا ہے؟ اگر واقعی ان کی نیت سیدھے راستے پر چلنے کی ہوتی تو یہ لوگ قرآن مجید اور رسول رحمت ﷺ سے فائدہ اٹھاتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اب دوزخ میں پہنچ کر اپنی گمراہی کا الزام اللہ تعالیٰ پر لگا رہے ہیں، مگر اس الزام کا انہیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا اس وقت انہیں ان کے کئے کی سزا ضرور ملے گی جہنمی کہے گا کہ کاش! اگر مجھے دوبارہ اس دنیا میں بھیج دیا گیا تو اب کی بار میں اپنی

ساری زندگی ہی اللہ کی عبادت میں لگا دوں گا، لیکن یہ بھی انکی ایک حسرت ہی ہے جو کبھی پوری نہیں ہوگی اور ایسا ہے بھی نہیں کہ اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تو یہ لوگ اللہ کی عبادت کریں گے بس یہ انکے زبانی جملے ہیں جو پورے ہونے والے نہیں ہیں، سورۃ النعام کی آیت نمبر ۶۸ میں اللہ تعالیٰ نے انکے جھوٹے ہونے کو یوں بیان فرمایا وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَانْتَهُم لَكَذِبُوْنَ اگر بالفرض انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا بھی جائے تو یہ لوگ پھر سے وہی کام کریں گے جس سے انہیں روکا گیا ہے، یہ تو بالکل جھوٹے ہیں اللہ فرما رہے ہیں کہ تم جو یہ حسرتیں کر رہے ہو یہ حسرتیں اور ندامت تمہیں اب کچھ فائدہ نہیں دینگے کیونکہ ہم نے تمہاری ہدایت کے لئے پہلے ہی اپنے کلام کو تمہارے پاس بھیجا تھا مگر تم نے اس کلام کو جھٹلادیا اور اس کا انکار کر دیا، غرور و تکبر میں مبتلا ہو کر تم نے اس وقت کفر اختیار کر لیا، لہذا اب تمہیں یہاں دوسرا موقع نہیں دیا جائے گا، تمہیں ضرور تمہارے کئے کی سزا ملے گی۔

﴿درس نمبر ۱۸۲۹﴾ تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ﴿الزمر ۶۰ تا ۶۳﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوْا عَلَىٰ اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوٰى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۙ لَا يَمَسُّهُمْ الشُّوْءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِیْلٌ ۝ لَّهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور یوم القیامت کے دن تری آپ دیکھیں گے الذین ان لوگوں کو جنہوں نے کذبوا جھوٹ بولا علی اللہ پر ووجوہہم ان کے چہرے مسودۃ سیاہ ہوں گے الیس کیا نہیں ہے فی جہنم میں جہنم میں مٹوئی ٹھکانا لئمت کبیرین تکبر کرنے والوں کا؟ واورینجی نجات دے گا اللہ اللہ الذین ان لوگوں کو جنہوں نے اتقوا تقویٰ اختیار کیا بمفازتہم ان کی کامیابی کے ساتھ لا یمسہم نہیں پہنچے گی ان کو الشوء برائی واور لاہم وہ یحزنون نہ غمگین ہوں گے اللہ اللہ ہی خالق ہے کل شیء ہر چیز کا واور ہو وہ علی کل شیء ہر چیز پر وکیل خوب نگہبان ہے لہ اسی کے پاس ہیں مقالید جابیاں السموات والارض آسمانوں اور زمین کی واور الذین وہ لوگ جنہوں نے کفروا کفر کیا پایت اللہ اللہ کی آیات کے ساتھ اولئک ہم ہی لوگ ہیں الخسرون نقصان اٹھانے والے

ترجمہ:- اور قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے، ان کے چہرے سیاہ پڑے ہوئے ہیں۔ کیا جہنم میں ایسے متکبروں کا ٹھکانہ نہیں ہوگا؟ اور جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ہے، اللہ ان کو

نجات دے کر ان کی مراد کو پہنچا دے گا، انہیں کوئی تکلیف چھوے گی بھی نہیں، اور نہ انہیں کسی بات کا غم ہوگا۔ O اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہی ہر چیز کا رکھوالا ہے O سارے آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، اور جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا ہے، گھائے میں رہنے والے وہی ہیں۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا انکے چہرے سیاہ پڑے ہوئے ہیں۔

۲۔ کیا جہنم میں ایسے متکبروں کا ٹھکانہ نہیں ہوگا؟

۳۔ جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ہے اللہ انکو نجات دیکرائی مراد کو پہنچا دے گا۔

۴۔ انہیں نہ کوئی تکلیف چھوئے گی اور نہ انہیں کسی بات کا غم ہوگا۔

۵۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔

۶۔ وہی ہر چیز کا رکھوالا ہے۔

۷۔ سارے آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔

۸۔ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا گھائے میں رہنے والے وہی لوگ ہیں۔

پچھلی آیتوں میں ان کافروں کی قیامت کے دن ہونے والی حالت بیان کی گئی یہاں انہیں ملنے والی سزا کو بیان ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کل قیامت کے دن دیکھیں گے کہ ان مشرکین نے جو اللہ تعالیٰ پر بہتان لگایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہیں اور اس کی بیوی و شریک ہیں اس بہتان کی سزا انہیں اس طور پر دیکھیں گے کہ ان کے چہرے کالے پڑے ہوں گے اس نشانی کے ذریعہ انہیں پہچان لیا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ پر بہتان باندھا کرتے تھے اس طرح قیامت کے دن کھلے عام رسوائی ہوگی اور انہوں نے جو اللہ کی آیتوں سے منہ موڑا تھا، تکبر کیا تھا اور اعراض کیا تھا اسکی وجہ سے انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا اور یہ جہنم ان جیسے تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ ہوگی، حضرت عبداللہ بن عمرو بن حاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: متکبر (گھمنڈ کرنے والے) لوگوں کو قیامت کے دن میدان حشر میں چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کے مانند لوگوں کی صورتوں میں لایا جائے گا، انہیں ہر جگہ ذلت ڈھانپنے رہے گی، پھر وہ جہنم کے ایک ایسے قید خانے کی طرف ہنکائے جائیں گے جس کا نام ”بولس“ ہے۔ اس میں انہیں بھڑکتی ہوئی آگ ابالے گی، وہ اس میں جہنمیوں کے زخموں کی پیپ پیئیں گے جسے ”طیبتہ“ الخبثا“ کہتے ہیں، یعنی سزا ہو با بد بودار کیچڑ۔ (ترمذی ۲۴۹۲) ان متکبرین کے برخلاف ایسے لوگ جو اللہ سے ڈرتے تھے اور تقویٰ اختیار کرتے تھے اللہ کے بتائے ہوئے احکامات پر چلتے تھے اور اپنے آپ کو شرک و کفر کی گندگی سے بچائے رکھتے تھے تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہر طرح کے عذاب سے، رسوائی سے اور ہر قسم کے غم و پریشانی سے بچا رکھے گا اور انکی جو مراد ہوگی یعنی جنت میں جانے کی اسکو پورا کرے گا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مومن بندے کے ساتھ اس کا عمل بھی لایا جائے گا، جو خوبصورت شکل میں اور بہت ہی عمدہ خوشبو سے بھرا ہوگا، جب کبھی مومن بندہ خوف کرے گا تو وہ عمل اسکو تسلی دے گا کہ ڈرو نہیں تمہیں یہ سزا نہیں دی جائے گی، جب یہ نیکیاں کثیر تعداد میں اسکے سامنے جمع ہو جائیں گی تو وہ مومن بندہ ان سے کہے گا کہ تم کتنے حسین و خوبصورت ہو، آخر تم ہو کون؟ وہ عمل اسے جواب دے گا کہ تم مجھے نہیں پہنچانتے؟ میں تمہارا نیک عمل ہوں تم نے مجھے میرے سخت (یعنی مشقت و مشکل ہونے) کے باوجود اٹھایا ہے (یعنی مجھ پر عمل کیا)، اللہ کی قسم! آج میں تمہیں اٹھاؤنگا اور تمہارا دفاع کرونگا۔ پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہی واقعہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا اور یہ آیت **وَيُنَبِّئُ اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَتَاعَاتِهِمْ تِلَاوَاتٍ** فرمائی۔ (الہدایہ الی بلوغ النہایہ۔ ج، ۱۰، ص، ۶۳۷) پچھلی آیت میں بیان کیا گیا تھا کہ کفار اللہ تعالیٰ پر تہمت باندھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد اور بیوی ہے نعوذ باللہ، اس کا جواب یہاں دیا جا رہا ہے کہ اللہ کو نہ کسی اولاد کی ضرورت ہے اور نہ کسی بیوی کی وہ تو ایسی قدرت والا ہے کہ اسی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور دنیا کی ہر ہر چیز کو وجود میں لانے والا وہی ایک اللہ ہے، اور ہر چیز کا رکھوالا بھی وہی ہے، اور اسی کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں وہ جسے چاہے ان خزانوں میں سے عطا کرتا ہے اور جس سے چاہے روکتا ہے اسے اس کام سے روکنے والا کوئی نہیں **اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ** (العنکبوت ۶۲) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسکے لئے چاہے رزق کو کشادہ کرتا ہے اور جسکے لئے چاہے تنگ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے اس آیت "لَهُ، مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ" کی تفسیر سے متعلق نبی رحمت ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے کسی نے مجھ سے یہ سوال نہیں کیا، پھر فرمایا کہ اسکی تفسیر یہ ہے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ** **وَيَعْبُدُهُ اسْتِغْفِيرُ اللَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُجِيبُ وَ يُجِيبُكَ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** یعنی ان کلمات کے کہنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے خزانوں کو کھول دے گا اور اسے بہت دولت اور اجر عطا کرے گا۔ (تفسیر البصیر۔ ج، ۲۴، ص، ۴۸) کافروں کے بارے میں فرمایا گیا جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا، اور اس سے روگردانی کی اور تکبر کیا تو ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں خسارہ ہے اس لحاظ سے کہ وہ جہنم میں پھینک دئے جائیں گے جہاں انہیں ہمیشہ رہنا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۳﴾ شکر گزار بندوں میں شامل ہو جاؤ ﴿الزمر ۶۳-۶۴-۶۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قُلْ أَفَعَيْزُ اللَّهِ تَأْمُرُونَنِي أَنْ أَعْبُدَ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ۝ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ

قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللّٰهُ فَاعْبُدُوْهُ كُنَّ
مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- قُلْ آپ کہہ دیجیے اَفَغَيْرَ اللّٰهِ پس کیا غیر اللہ کی بابت تَأْمُرُوْنَّی تم مجھے حکم دیتے ہو
اَعْبُدُ میں عبادت کروں اِيْتِهَآ اے الْجَاهِلُوْنَ جاہلو اور لَقَدْ البتہ تحقیق اُوْحِيْ وحي کی گئی اِلَيْكَ آپ کی طرف و
اور اِلَى الَّذِيْنَ ان لوگوں کی طرف جو مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے ہوئے لَئِنْ البتہ اگر اَشْرَكْتَ آپ نے شرک
کیا لَيَحْبَطَنَّ يقيناً ضائع ہو جائیں گے عَمَلُكَ آپ کے عمل و اور لَتَكُونَنَّ البتہ ضرور آپ ہو جائیں گے مِنْ
الْخَاسِرِيْنَ نقصان اٹھانے والوں میں سے بَلِ اللّٰهُ بلکہ اللہ ہی کی فَاعْبُدُ آپ عبادت کریں و اور كُنَّ آپ
ہو جائیں مِنَ الشّٰكِرِيْنَ شکر گزاروں میں سے

ترجمہ:- کہہ دو کہ: ”کیا پھر بھی اے جاہلو! تم مجھ سے کہتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرو؟ O
اور یہ حقیقت ہے کہ تم سے اور تم سے پہلے تمام پیغمبروں سے وحی کے ذریعے یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک
کا ارتکاب کیا تو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے گا اور تم یقینی طور پر سخت نقصان اٹھانے والوں میں شامل
ہو جاؤ گے O لہذا اس کے بجائے تم اللہ ہی کی عبادت کرو، اور شکر گزار لوگوں میں شامل ہو جاؤ۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کہو کہ کیا پھر بھی اے جاہلو! تم مجھ سے کہتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرو؟

۲۔ حقیقت یہ ہے کہ تم سے اور تم سے پہلے تمام پیغمبروں سے وحی کے ذریعے یہ بات کہہ دی گئی تھی۔

۳۔ اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے گا۔

۴۔ تم یقینی طور پر سخت نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔

۵۔ لہذا اسکے بجائے تم ایک اللہ ہی کی عبادت کرو۔ ۶۔ شکر گزار لوگوں میں شامل ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ ان مشرکین سے کہیے کہ اے مشرک! تم نے
دیکھا کہ اللہ ہی کی ہر چیز پر حکومت ہے اور ہر چیز اسی کے قبضہ میں ہے اور رزق کے خزانے بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں
موت اور زندگی بھی اسی کے قبضہ میں ہے تو ایسے عظیم رب کی عبادت چھوڑ کر میں ان بے بس معبودوں کی عبادت کیسے
کر سکتا ہوں؟ کیا تمہیں عقل نہیں ہے کہ کس کی عبادت کرنی چاہئے اور کس کی نہیں؟ تم تو بالکل جاہل قسم کے لوگ ہو
تمہیں صحیح اور غلط کی پہچان نہیں ہے اور ہاں! مجھے اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے
ذریعے پہلے ہی متنبہ کر دیا کہ اگر ہم میں سے کسی نے بھی شرک کو اپنا لیا تو ہم نے جتنے بھی اعمال کئے ہیں وہ سب بیکار
ہو جائیں گے، اس پر ہمیں کسی قسم کا اجر نہیں ملے گا، نہ کسی نبی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ شرک کو اپنائے اور نہ ہی کسی

بندے کے لئے یہ درست ہے اور اگر وہ اس طرح کرتے ہیں تو انہیں بھی قیامت کے دن خسارہ اٹھانا پڑے گا اور وہ خسارہ یہ ہے کہ اسے جہنم کی دکھتی آگ میں ڈالا جائے گا، اس لئے ہمیشہ بت پرستی سے بچو ورنہ مشرک کی ہلاکت تو طے ہے، اسے ہلاک ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا، بلکہ چاہنے یہ کہ اس ایک اللہ کی عبادت کی جائے جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا اور جس نے ساری کائنات کے پالنے کی ذمہ داری اٹھا رکھی ہے، اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہو کہ اس نے تمہیں اتنی ساری نعمتوں سے نوازا ہے اور سب سے خاص نعمت یہ کہ اس نے تمہیں ہدایت سے نوازا کہ بت پرستی سے بچائے رکھا ہے، یہ سب سے بڑی نعمت ہے لہذا اس نعمت کا حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریش مکہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کے لئے بلا بھیجا کہ وہ انہیں مال و دولت عطا کریں گے جس سے کہ وہ مکہ کے سب سے مالدار شخص بن جائیں گے اور انکا کاج جس عورت سے وہ چاہیں گے کریں گے اور وہ لوگ انکی تابعداری کریں گے اور انہوں نے آپ سے یہ بھی کہا کہ یہ جو کچھ دولت ہمارے پاس ہے وہ سب تمہارے لئے ہے مگر آپ صرف اتنا کریں کہ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنے سے باز آجائیں، اگر آپ راضی نہ ہوں تو ہم آپ کے سامنے ایک پیشکش رکھتے ہیں جو ہمارے لئے اور تمہارے لئے حجت ہوگی، پھر انہوں نے آپ کو وہ بتایا جو بتانا تھا، اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ مجھے مہلت دو تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے وحی کے ذریعہ بتلا دے (کہ کیا کرنا ہے؟)، تو اس وقت سورہ کافروں اور یہ آیت قُلْ أَغْيَبَ اللَّهُ تَأْمُرُ وَيُؤْتِي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ نازل ہوئی۔ (الدر المنثور۔ ج۔ ۷۔ ص۔ ۲۳۵)

ان آیتوں میں بظاہر خطاب اللہ کے نبی ﷺ سے ہے مگر مراد اس سے ساری امت ہے اس لئے کہ نبی کا شرک میں مبتلا ہونا محال ہے مگر چونکہ ان کفار و مشرکین کو تنبیہ کرنا مقصود تھا اس لئے مخاطب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا تا کہ یہ بتلایا جائے کہ اگر کوئی نبی بھی شرک کرتا ہے تو اسے بھی یہ سزا دی جائے گی تو جب نبی سزا سے نہیں بچ سکتے تو دوسروں کی کیا حیثیت؟، اور ان آیتوں سے ایک بات یہاں یہ معلوم ہوئی کہ کوئی شخص اسلام لانے کے بعد اگر مرتد ہو جائے اور شرک میں ڈوب جائے تو اسلام لانے کی حالت میں اس نے جو نیک اعمال کئے تھے وہ سب بیکار ہو جائیں گے، اس کا کوئی فائدہ اسے ملنے والا نہیں ہے جیسے کہ اگر کوئی حالت کفر سے حالت ایمان میں داخل ہوتا ہے تو جس طرح اسکے پچھلے گناہ ختم ہو جاتے ہیں ٹھیک اسی طرح اسلام لانے کے بعد مرتد ہونے پر بھی مسلمان ہونے کی حالت میں کئے گئے سارے اعمال بیکار ہو جاتے ہیں اور قیامت کے دن اسے شرک کرنے کا گناہ ملے گا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں کہا گیا وَمَنْ يَزِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرہ ۲۱۷) جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے اور کافر ہونے کی ہی حالت میں اسے موت آجائے تو اسکے سارے اعمال دنیا اور آخرت میں بیکار ہو جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔

﴿درس نمبر ۱۸۳﴾ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں پہچانی ﴿الزمر ۶۷-۷۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ
بِيَمِينِهِ ۗ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ
فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۗ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُوْنَ ۝ وَأَشْرَقَتِ
الْأَرْضُ بِنُورٍ رَّبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِئَ بِالنَّبِيِّنَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوَقَّيْتُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:-۔۔ اور ما نہیں قَدَرُوا انہوں نے قدر کی اللہ کی حَقِّ جیسا حق ہے قَدْرِهِ اس کی قدر کرنے کا و اور الْأَرْضُ زمین جَمِيعًا سب کی سب قَبْضَتُهُ اس کی مٹھی میں ہوگی یَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن و اور السَّمَوَاتُ آسمان مَطْوِيَّاتٌ لپٹے ہوں گے بِیَمِينِهِ اس کے دائیں ہاتھ میں سُبْحٰنَهُ وہ پاک ہے و اور تَعٰلٰی وہ بلند ہے عَمَّا اس سے جو يُشْرِكُوْنَ وہ شریک ٹھہراتے ہیں و اور نُفِخَ پھونک ماری جائے گی فی الصُّوْرِ صورتوں میں فَصَعِقَ بے ہوش ہو جائے گا مَنْ جو ہے فی السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں و اور مَنْ جو ہے فی الْأَرْضِ زمین میں إِلَّا مَنْ جِسے شَاءَ چاہے گا اللَّهُ اللہ ثُمَّ پھر نُفِخَ پھونک ماری جائے گی فِيهِ اس میں أُخْرٰى دوسری مرتبہ فَإِذَا تَوَكَّأَ یَا یک ہُوَ وہ قِيَامٌ کھڑے یَنْظُرُوْنَ دیکھتے ہوں گے و اور أَشْرَقَتِ چمک اٹھے گی الْأَرْضُ زمین بِنُورٍ رَبِّهَا اپنے رب کے نور سے و اور وُضِعَ رکھی جائے گی الْكِتٰبُ کتاب و اور جِئَ لائے جائیں گے بِالنَّبِيِّنَ انبیاء و اور الشُّهَدَاءِ گواہ و اور قُضِيَ فیصلہ کیا جائے گا بَيْنَهُمْ ان کے درمیان بِالْحَقِّ حق کے ساتھ و اور هُمْ وہ لَا يُظْلَمُوْنَ ظلم نہیں کئے جائیں گے و اور وَقَّيْتُ پورا دیا جائے گا كُلَّ نَفْسٍ ہر نفس کو مَّا جو عَمِلَتْ اس نے کیا ہوگا و اور هُوَ وہ أَعْلَمُ خوب جانتا ہے بِمَا اس کو جو يَفْعَلُوْنَ وہ کر رہے ہیں۔

ترجمہ:-۔۔ اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں پہچانی جیسا کہ اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا، حالانکہ پوری کی پوری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی، اور سارے کے سارے آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے، اور بہت بالا و برتر اس شرک سے جس کا ارتکاب یہ لوگ کر رہے ہیں۔ ۝ اور صورت پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں، وہ سب بے ہوش ہو جائیں گے، سوائے اس کے جسے اللہ چاہے۔ پھر دوسری بار پھونکا جائے گا تو وہ سب لوگ پل بھر میں کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے ۝ اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی، اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا، اور انبیاء اور سب گواہوں کو حاضر کر دیا

جائے گا، اور لوگوں کے درمیان بالکل برحق فیصلہ کیا جائے گا، اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا اور ہر شخص کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور جو کچھ لوگ کرتے ہیں، اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہیں پہچانی جیسا کہ اسکی قدر پہچاننے کا حق تھا۔
- ۲۔ حالانکہ پوری کی پوری زمین قیامت کے دن اسکی مٹھی میں ہوگی۔
- ۳۔ سارے کے سارے آسمان اسکے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔
- ۴۔ وہ پاک ہے اور بہت بالا و برتر اس شرک سے جس کا ارتکاب یہ لوگ کر رہے ہیں۔
- ۵۔ صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب بے ہوش ہو جائیں گے سوائے اسکے جسے اللہ چاہے۔
- ۶۔ پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو وہ سب لوگ پل بھر میں کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔
- ۷۔ زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی۔ ۸۔ نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا۔
- ۹۔ انبیاء اور سب گواہوں کو حاضر کر دیا جائے گا۔ ۱۰۔ لوگوں کے درمیان بالکل برحق فیصلہ کیا جائے گا۔
- ۱۱۔ ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ ۱۲۔ ہر شخص کو اسکے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔
- ۱۳۔ جو کچھ لوگ کرتے ہیں اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔

مشرکوں کی حالت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے بارے میں خبر دے رہے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس طرح قدر نہیں کی جس طرح اسکی قدر کرنی چاہئے تھی، اب سوال یہاں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدر کس طرح کی جائے؟ اس کا جواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کفار و مشرکین اللہ کی اس قدرت پر ایمان نہیں لائے جو شخص اس بات پر ایمان لے آیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اس طرح قدر کی جس طرح اسکی قدر کرنے کا حق ہے اور جو اس بات پر ایمان نہیں لایا اس نے اللہ تعالیٰ کی اس طرح قدر نہیں کی جس طرح قدر کرنے کا حق ہے (تفسیر طبری۔ ج، ۲۱، ص، ۲۳۳) تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان لانا ہی دراصل اللہ تعالیٰ کی قدر کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کی جا رہی ہے کہ وہ ایسی قدرت والا ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو وہ ساری زمین جو اپنی وسعت میں کافی بڑی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں سما جائے گی، یعنی یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے سامنے بالکل ہی معمولی سی ہے جو اسکی ایک مٹھی میں سما جائے گی اور آسمانوں اور زمین کا یہ حال ہوگا کہ وہ اسکے داہنے ہاتھ میں سمائیں گے، یہاں ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں جیسے کہ ہم انسانوں کے ہوتے ہیں؟ اس کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ بہت سی آیتوں اور احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں لہذا ہمیں اس پر ایمان

لانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں مگر وہ ہاتھ کیسے ہیں؟ وہ ہم نہیں جانتے بلکہ اس بات پر ایمان لانا چاہئے کہ اس کے ہاتھ اس کی شان کے مطابق ہیں ہم انسانوں جیسے نہیں، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود کا ایک عالم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد! ہماری کتابوں سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی کو ایک انگلی پر، ریت کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر رکھے گا اور کہے گا کہ میں بادشاہ ہوں، اس یہودی عالم کی بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے جس سے آپ کے سامنے کے دانت جھلک اٹھے، یہ مسکرانا اس بات کی تصدیق میں تھا جو اس نے کہی، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ بِجَمِيعَةٍ قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٍ مَبِيتِيَّهِ (بخاری ۲۸۱۱)

اللہ تعالیٰ قیامت کے احوال بیان فرما رہے ہیں کہ جب دنیا کے ختم ہونے کا وقت آجائے گا تو اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دے گا کہ صور پھونک دیا جائے، حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے صور پھونکیں گے تو ساری مخلوق اس صور کی آواز کی وجہ سے مرجائے گی بس وہی شخص باقی رہے گا جسے اللہ تعالیٰ زندہ رکھنا چاہے گا، اب وہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ زندہ رکھنا چاہے گا؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے وہ کون لوگ ہیں۔ (التفسیر المنیر - ج، ۲۴ - ص، ۵۴) البتہ امام زحلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ حضرت جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام ہیں اور بعض روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ وہ شہید لوگ ہونگے جو تلواریں لٹکائے رہتے ہیں، یہ بھی اس صور کی وجہ سے نہیں مریں گے، (الدر المنثور - ج، ۷ - ص، ۲۵۰) اس پہلے صور کے بعد ایک اور صور پھونکا جائے گا جس کی وجہ سے سارے مردہ لوگ زندہ ہو جائیں گے اور قیامت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ ہم آج کہاں آگئے ہیں؟ ہم یہاں کیوں جمع کئے گئے ہیں؟ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ وغیرہ، جب سارے لوگ میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ ان سب کے درمیان انصاف کرنے کے لئے جلوہ افروز ہونگے جنکی صرف تجلی ہی سے سارا میدان محشر چمک اٹھے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ جلوہ افروز ہو جائیں گے تو سب کے نامہ اعمال انکے سامنے رکھ دیئے جائیں گے تاکہ انہیں پتا چلے کہ انہوں نے اس دنیا میں کیا کیا عمل کئے ہیں؟ پھر اسکے بعد ہر امت کے ساتھ انکے نبی کو کھڑا کیا جائے گا تاکہ جو بھی لوگ کہیں اس کا جواب اس امت کے نبی سے کیا جاسکے، جیسا کہ سورۃ نساء کی آیت نمبر ۴۱ میں بھی کہا گیا فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا اس وقت کا عالم کیا ہوگا جب ہر امت کے ساتھ ایک گواہ لایا جائے گا اور آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر لایا جائے گا؟ اسکے بعد اللہ تعالیٰ انکے نامہ اعمال کے حساب سے انکے درمیان فیصلہ کر دے گا جو کہ حق کے مطابق ہوگا، ان پر کسی قسم کی زیادتی نہیں کی جائے گی جو وہ اپنے نامہ اعمال میں

پائیں گے بالکل اسی کے حساب سے فیصلہ کیا جائے گا، پھر آخر میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ دیکھیے ہم سب کچھ تو جانتے ہیں جو یہ لوگ کیا کرتے تھے مگر انکی حجت کو ختم کرنے کے لئے انکے آگے گواہ لائے جائیں گے تاکہ انہیں اسکے بعد اور کچھ کہنے کا موقع نہ ملے ”وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ“۔

﴿درس نمبر ۱۸۳۲﴾ کافروں کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا ﴿الزمر ۷۱-۷۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فَتَبَحَثُوا آبْوَابَهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبُئِسَ مَثْوًى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اور سِيقَ بانک کر لے جائے جائیں گے الَّذِينَ وہ لوگ جنہوں نے کَفَرُوا کفر کیا ایلی جَهَنَّمَ جہنم کی طرف زُمَرًا گروہ درگروہ حَتَّىٰ یہاں تک کہ إِذَا جب جَاءُوهَا وہ اس کے پاس آئیں گے فَتَبَحَثُوا تو کھول دیئے جائیں گے آبْوَابَهَا اس کے دروازے وَاور قَالَ کہیں گے لَهُمْ ان سے خَزَنَتُهَا اس کے داروغے أَلَمْ کیا نہیں یَأْتِكُمْ آئے تھے تمہارے پاس رُسُلٌ رسول مِّنكُمْ تم میں سے يَتْلُونَ جو پڑھتے تھے عَلَيْكُمْ تم پر آیتِ رَبِّكُمْ تمہارے رب کی آیتیں وَاور يُنذِرُونَكُمْ وہ ڈراتے تھے تم کو لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا تمہاری اس دن کی ملاقات سے قَالُوا وہ کہیں گے بَلَىٰ کیوں نہیں وَلَكِنْ اور لیکن حَقَّتْ ثابت ہو گئی كَلِمَةُ الْعَذَابِ عذاب کی بات عَلَى الْكَافِرِينَ کافروں پر قِيلَ کہا جائے گا اَدْخُلُوا تم داخل ہو جاؤ أَبْوَابَ جَهَنَّمَ جہنم کے دروازوں میں خَالِدِينَ ہمیشہ رہو گے فِيهَا اس میں فَبُئِسَ پس برا ہے مَثْوًى ٹھکانا الْمُتَكَبِّرِينَ تکبر کرنے والوں کا

ترجمہ:- اور جن لوگوں نے کفر اپنایا تھا، انہیں جہنم کی طرف گردہوں کی شکل میں ہانکا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے، اور اس کے محافظ ان سے کہیں گے کہ: ”کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے لوگوں میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سنا تے ہوں، اور تمہیں اس دن کا سامنا کرنے سے خبردار کرتے ہوں؟ وہ کہیں گے کہ: ”بے شک آئے تھے، لیکن عذاب کی بات کافروں پر سچی ہو کر رہی۔“ ۝ کہا جائے گا کہ: ”جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ، کیونکہ بہت بُرا ٹھکانا ہے ان کا جو تکبر سے کام لیتے ہیں۔“

تشریح:- ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے کفر اپنایا تھا انہیں گروہوں کی شکل میں جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔

۲۔ جب وہ اسکے پاس پہنچ جائیں گے تو اسکے دروازے کھولے جائیں گے۔

۳۔ جہنم کے محافظان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے لوگوں میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے

جو تمہیں تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سنا تے ہوں؟

۴۔ تمہیں اس دن کا سامنا کرنے سے ڈرایا کرتے ہوں؟

۵۔ وہ کہیں گے کہ بے شک آئے تھے۔

۶۔ لیکن عذاب کی بات کافروں پر سچی ہو کر رہی۔

۷۔ کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔

۸۔ بہت برا ٹھکانہ ہے انکا جو تکبر سے کام لیتے ہیں۔

جب نامہ اعمال ظاہر ہو جائیں گے اور اسکے حساب سے فیصلہ کیا جائے گا تو جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور

شرک کیا تھا نبیر اللہ اور اسکے رسول کو جھٹلایا تھا انہیں جمع کر کے سب کو جہنم کی طرف ہانک کر لیجا یا جائے گا۔

سورہ طور کی آیت نمبر ۱۳ میں ہے **يَوْمَ يُدْعَوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعْوًا** اس دن انہیں دھکے مار مار کر جہنم کی طرف

لے جایا جائے گا، جب یہ سب لوگ جہنم کے دروازے تک پہنچ جائیں گے تو انکو اور رسوا کرنے اور عار دلانے کے

لئے اس جہنم کے پھرے داران جنہمیوں سے کہیں گے کہ اے جنہمیو! کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے ہی خاندان د

قبیلہ کے فرد نبی بن کر نہیں آئے تھے؟ وہ جواب میں کہیں گے کہ ہاں! آئے تھے مگر افسوس! ہم نے انکی باتوں کو

نہیں مانا تھا، حالانکہ تمہارے پاس تمہارے اپنے ہی قبیلہ سے نبی کو اس لئے بھیجا گیا تا کہ تمہیں انکی بات ماننے میں

کوئی عار محسوس نہ ہو اور تمہارا اپنا آپسی تعلق ہونے کی وجہ سے انکی باتوں کو مان لو، انہوں نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے

احکامات پڑھ کر سنائے تھے اور تمہیں اس دن کی ہولناکی اور عذاب سے ڈرایا بھی تھا مگر تم نے انکی باتوں کو بھی نہیں مانا

اور انہیں جھٹلا دیا، اب اپنے اس جرم کی سزا یہاں جہنم میں بھگت لو یہ جہنم تمہارے لئے ہی تیار کی گئی ہے جہاں تمہیں

اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے، سورہ ملک کی آیت نمبر ۸ تا ۱۰ میں بھی انہی باتوں کو دہرایا گیا **كَلِمًا اَلْفِي فِيهَا**

فَوَجَّ سَالَهُمْ حَزَنَتَهَا اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ قالوا بلى قد جاءنا نذيرٌ فكذبنا وقلنا ما نزل الله

من شئٍ ان انتم الا في ضلالٍ كبيرٍ جب ان کافروں کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو اسکے پھرے داران سے کہیں

گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ آئے تھے، لیکن ہم نے انہیں جھٹلا دیا اور یہ

کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب نازل نہیں کی، وہ فرشتے کہیں گے کہ تم لوگ بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے،

آخر کار اللہ تعالیٰ نے جو کافروں کیلئے عذاب کی بات کہی تھی وہ سچی ہو کر رہی اور یہ لوگ اس عذاب میں داخل ہو گئے،

اور داخل بھی ایسی جگہ پر ہوئے جو سب سے بدتر ٹھکانہ ہے کہ کوئی بھی اس ٹھکانہ میں داخل نہ ہونا چاہے گا مگر جبکہ اعمال ایسے برے ہو گئے تو انہیں ہر حال میں اس جگہ آنا ہی ہوگا، اگر تم چاہتے ہو کہ اس برے ٹھکانہ سے اپنے آپ کو بچاؤ تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ پر اور اسکے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لے آؤ اور اسکے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرو اسی وقت تم اپنے آپ کو اس عذاب سے بچا سکتے ہو۔

(درس نمبر ۱۸۳۳) متقیوں کو جنت کی طرف لیجا یا جائے گا ﴿الزمر ۴۳-۴۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلِّمُوا عَلَيْكُمْ رَبِّكُمْ فَاذْخُلُواهَا خَالِدِينَ ۖ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَّبِعُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۗ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِقِينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۗ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور سِيقَ لے جائے جائیں گے الَّذِينَ وہ لوگ جو اتَّقَوْا ڈرتے رہے ہوں گے رَبَّهُمْ اپنے رب سے إِلَى الْجَنَّةِ جنت کی طرف زُمَرًا گروہ درگروہ حَتَّىٰ حتی کہ إِذَا جب جَاءُوهَا وَهَا وہ آئیں گے اس کے پاس وَ اور فُتِحَتْ کھلے ہوئے ہوں گے أَبْوَابُهَا اس کے دروازے وَ اور قَالَ کہیں گے لَهُمْ ان سے خَزَنَتُهَا اس کے دربان سَلِّمُوا سلام ہو عَلَیْكُمْ تم پر طِبُّكُمْ تم پاکیزہ رہے فَاذْخُلُواهَا لہذا تم داخل ہو جاؤ اس میں خَالِدِينَ ہمیشہ رہنے والے وَ اور قَالَوہ کہیں گے الْحَمْدُ لِلّٰہِ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں الَّذِی وہ جس نے صَدَقْنَا سچا کیا ہم سے وَعْدَهُ اپنا وعدہ وَ اور اَوْرَثْنَا ہمیں وارث کر دیا الْأَرْضَ اس زمین کا نَتَّبِعُوهُ ہم ٹھکانا بنائیں مِنَ الْجَنَّةِ جنت میں حَيْثُ جہاں نَشَاءُ ہم چاہیں فَنِعْمَ پس کس قدر اچھا ہے أَجْرُ اجر الْعَامِلِينَ عمل کرنے والوں کا وَ اور تَرَى آپ دیکھیں گے الْمَلَائِكَةَ فرشتوں کو حَافِقِينَ گھیرے ہوئے مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ عرش کے ارد گرد کو يُسَبِّحُونَ جبکہ وہ تسبیح بیان کر رہے ہوں گے بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی حمد کے ساتھ وَ اور قُضِيَ فیصلہ کیا جائے گا بَيْنَهُمْ ان کے درمیان بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَ اور قِيلَ کہا جائے گا الْحَمْدُ لِلّٰہِ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں رَبِّ الْعَالَمِينَ جو جہانوں کا رب ہے

ترجمہ:- اور جنہوں نے اپنے پروردگار سے تقویٰ کا معاملہ رکھا تھا انہیں جنت کی طرف گروہوں کی شکل

میں لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ اُس کے پاس پہنچیں گے، جبکہ اُس کے دروازے اُن کے لئے پہلے سے

کھولے جا چکے ہوں گے، (تو وہ عجیب عالم ہوگا) اور اس کے محافظ اُن سے کہیں گے کہ: ”سلام ہو آپ پر خوب رہے آپ لوگ! اب اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے آجائیے۔“ O اور وہ (جنتی) کہیں گے کہ: ”تمام تر شکر اللہ کا ہے جس نے ہم سے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا اور ہمیں اس سرزمین کا ایسا وارث بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنا ٹھکانا بنالیں۔ ثابت ہوا کہ بہترین انعام (نیک) عمل کرنے والوں کا ہے۔“ O اور تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد حلقہ بنائے ہوئے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کر رہے ہوں گے، اور لوگوں کے درمیان برحق فیصلہ کر دیا جائے گا، اور کہنے والے کہیں گے کہ: ”تمام تر تعریف اللہ کی ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔“

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جنہوں نے اپنے پروردگار سے تقویٰ کا معاملہ رکھا تھا انہیں گروہوں کی شکل میں جنت کی طرف لیجا یا جائے گا
۲۔ جب وہ اسکے پاس پہنچ جائیں گے جبکہ اسکے دروازے پہلے سے ہی انکے لئے کھلے ہو گئے تو اسکے درباں ان سے کہیں گے کہ سلام ہو آپ پر، خوب رہو آپ لوگ۔

۳۔ اب اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے آ جاو۔

۴۔ وہ جنتی کہیں گے کہ تمام تر شکر اس اللہ کا ہے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔

۵۔ ہمیں اس جنت کا وارث بنایا کہ ہم جہاں چاہے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنالیں۔

۶۔ ثابت ہوا کہ بہترین انعام نیک عمل کرنے والوں کے لئے ہے۔

۷۔ تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ وہ عرش کے گرد حلقہ بنائے ہوئے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہوں گے۔

۸۔ لوگوں کے درمیان برحق فیصلہ کرو یا جائے گا۔

۹۔ کہنے والے کہیں گے کہ تمام تعریفیں اللہ کی ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

یہاں جنتیوں کو جنت میں لیجانے کی منظر کشی کی جا رہی ہے کہ فرشتے بڑے عزت و احترام کے ساتھ مومن بندوں کو جنت کی طرف لیجائیں گے، پہلے ایک جماعت کو پھر دوسری جماعت انکے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے انہیں جنت کی جانب لیجا یا جائے گا، جب وہ جنت کے پاس پہنچیں گے تو دیکھیں گے کہ جنت کے دروازے پہلے ہی سے انکے لئے کھلے رکھے گئے ہیں، جنت کے دروازوں کے بارے میں کہا گیا کہ اس کے آٹھ دروازے ہیں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک دروازے کا نام ریان ہے اس دروازے سے صرف روزہ دار جنت میں داخل ہو گئے۔ (بخاری ۳۲۵۷) چنانچہ جب وہ ان دروازوں میں داخل ہوئے لگیں گے تو وہاں پر مقرر کردہ دربان فرشتے سلام کے ساتھ انکا خیر مقدم کریں

گے اور کہیں گے کہ سلامتی ہو تم پر اور ہر ناپسند چیز اور آفت سے تم محفوظ رہو، تمہارے اعمال، تمہاری باتیں اور تمہاری کوششیں قابل تعریف ہیں، اور تم نے اپنے آپ کو شرک کی گندگی میں آلودہ ہونے سے بچائے رکھا، جس کا تمہیں یہ صلہ دیا جا رہا ہے کہ تم اس جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ، جو کہ تمہارے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا بدلہ اور صلہ ہے، اس جنت کی نہ تو نعمتیں ختم ہوں گی اور نہ ہی تمہیں یہاں موت آئے گی۔ فرشتوں کی یہ بات سن کر وہ ایمان والے کہیں گے کہ تعریف تو اس اللہ عزوجل کی ہے جس نے ہمیں یہ نعمتیں عطا کیں اور جنت کا ہمیں وارث بنا کر اپنا وعدہ پورا کیا سواب ہم اس جنت میں جہاں چاہیں گے گھومیں گے اور پھریں گے یہاں ہمیں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں، یہ بہترین انعام ہے ان لوگوں کا جنہوں نے دنیا میں نیک اعمال کئے، سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۱۰۵ میں فرمایا گیا اِنَّ الْاَرْضَ يٰرَبِّهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ جنت کی یہ سرزمین کہ جس کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے یہ بات اللہ تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں بھی بیان کر دی کہ اس جنت کا وارث اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو بنائے گا اور مومن بندے جنت میں جانے کے بعد یہ دیکھیں گے کہ یہاں بھی فرشتے اپنے پر بچھائے اللہ کے عرش کے قریب حمد و ثنا کی محفلیں جمائے ہوئے ہیں ان سارے مومنوں اور کافروں کے درمیان فیصلہ ہو چکا، جسکو جنت میں جانا تھا وہ جنت میں چلا گیا اور جسے جہنم میں جانا تھا وہ جہنم میں چلا گیا اور ہر ایک کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا گیا کسی پر بھی کسی قسم کی زیادتی نہیں کی گئی اللہ تعالیٰ کے اس منصفانہ فیصلہ پر اللہ تعالیٰ کی تعریف ہونی چاہئے چنانچہ کہا جائے گا کہ تمام تر تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ جس طرح اللہ کی تعریف سے اس سورت کی ابتدا ہوئی اسی کی تعریف سے اس سورت کا اختتام بھی کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی حمد و ثنا بیان کرنے والوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۹ رکوع اور ۸۵ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۳۳﴾ گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا ﴿المؤمن - تا - ۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَمْ تَنْزِيلِ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِیْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ
الْعِقَابِ ذِي الطَّلَوِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَهُ الْمَصِیْرُ ۝ مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللّٰهِ إِلَّا الَّذِينَ
كَفَرُوا أَفَلَا يَعْرِزُونَ فِي الْبِلَادِ ۝

لفظ پہ لفظ ترجمہ:- لَمْ تَنْزِيلِ الْكِتَابِ اتارنا کتاب کا مِنَ اللّٰهِ اللہ کی طرف سے ہے الْعَزِيزِ جو بڑا
غالب الْعَلِیْمِ خوب جاننے والا غَافِرِ الذَّنْبِ بخشنے والا ہے گناہ کا وَاوَرَقَابِلِ التَّوْبِ قبول کرنے والا ہے التَّوْبِ
توبہ کا شَدِيدِ شدید الْعِقَابِ سزا دینے والا ذِي الطَّلَوِ بڑا فضل والا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ کوئی معبودِ الّا مگر هُوَ
وہی اِلٰہِ اسی کی طرف الْمَصِیْرُ لوٹ کر جانا ہے مَا يُجَادِلُ جھگڑا کرتے فی آيَاتِ اللّٰهِ اللہ کی آیتوں میں اِلَّا
مگر الَّذِينَ وہی لوگ جنہوں نے كَفَرُوا کفر کیا فَا يَعْرِزُونَ لہذا انہ آپ کو دھوکے میں ڈالے تَقَلُّهُمْ ان کا چلنا
فی الْبِلَادِ شہروں میں

ترجمہ:- لَمْ تَنْزِيلِ الْكِتَابِ یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری جا رہی ہے جو بڑا صاحبِ اقتدار، بڑے علم کا مالک
ہے۔ جو گناہ کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا، بڑی طاقت کا مالک ہے، اس کے
سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کی آیتوں میں جھگڑے وہی لوگ
پیدا کرتے ہیں جنہوں نے کفر اپنا لیا ہے، لہذا ان لوگوں کا شہروں میں دندناتے پھرتا نہیں دھوکے میں ڈالے۔

سورہ کی فضیلت:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہر چیز کا مغز (اصل) ہوتا ہے اور قرآن کا مغز لَمْ
سے شروع ہونے والی سورتیں ہیں۔ (اس سورت کی ابتداء بھی لَمْ سے ہوئی ہے)۔ (الاتقان فی علوم القرآن - ج ۴، ص ۱۲۹)

تشریح:- ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری جا رہی ہے۔

۲- جو بڑا صاحبِ اقتدار، بڑے علم کا مالک ہے۔

۳- جو گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا، بڑی طاقت کا مالک ہے۔

۴۔ اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ۵۔ اسی کی طرف سب کولوٹ کر جانا ہے۔

پچھلی سورت کی آخری آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بدکاروں، کافروں اور مومنوں اور نیکوکاروں کا تذکرہ فرمایا تھا، اس سورت کی ابتدا اللہ تعالیٰ اپنی صفات جمیلہ سے کر رہے ہیں تاکہ جو بدکار اور کافر لوگ ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں تاکہ انہیں معاف کیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ اس سورت کی ابتدا حروف مقطعات "حم" سے کر رہے ہیں جسکے معنی بعض مفسرین کی رائے کے مطابق یہ ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت سدی علیہ الرحمہ کا قول ہے، (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۳۴۸) اور بعض نے کہا کہ یہ قرآن کی صفت ہے اور اسکا نام ہے لیکن درست اور بہتر بات وہی ہے جو حروف مقطعات کے سلسلہ میں کہی گئی کہ اسکا معنی اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے نزول کے بارے میں فرمایا کہ جس کے تعلق سے کفار و مشرکین کا عقیدہ تھا کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتاری ہوئی نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ لیا (خود بنا لیا) ہے، یہاں اللہ تعالیٰ انکے اس عقیدہ کی تردید فرما رہے ہیں کہ اس قرآن کو اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو زبردست قوت و طاقت اور حکمت کا مالک ہے اسی رب ذوالجلال کے لائق ہے کہ وہ اس جیسا قرآن نازل کرے ورنہ کسی اور میں اتنی لیاقت و طاقت نہیں کہ اس جیسا قرآن بنا سکے لہذا تم لوگ خواہ مخواہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام نہ لگاؤ کہ انہوں نے اس کلام کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے، اللہ تعالیٰ تو خوب جانتے والا ہے اس لئے اس نے اس کلام میں وہی باتیں بتلائی ہیں جن میں تمہیں شک تھا یا جن گزری ہوئی باتوں کو اسکے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا لہذا تم یہ یقین کر لو کہ یہ قرآن اللہ کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے، جب غزوہ خیبر کا وقت تھا اور دشمنوں اور کافروں میں پہچان مشکل تھی تب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک کوڈ ورڈ (Code word) دیا تھا کہ جسکے ذریعہ مسلمانوں کی شناخت ہو جائے کہ جب بھی تم لوگ آپس میں ملو تو "لحم لا یئضمرون" کہو چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول ﷺ نے فرمایا کہ کل تمہارا آ مناسا مناد شمنوں سے ہونے والا ہے تو تم لوگ اپنا شعار یعنی پہچان والے کلمات لحم لا یئضمرون بنا لو۔ (مسند احمد۔ حدیث براء بن عازب۔ ۱۸۵۴۹)

اللہ تعالیٰ یہاں اپنی خاص صفات کو بیان فرما رہے ہیں کہ اگر تم لوگ اپنی اس گناہوں والی زندگی کو چھوڑ کر اور اس الزام تراشی سے کہ اس قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنایا ہے باز آنا چاہو اور توبہ کر کے اللہ سے معافی مانگنا چاہو تو بالکل آ جاو اللہ تعالیٰ تمہاری گزری ہوئی زندگی کو معاف فرما دے گا اور تمہاری اس نیکی کو قبول فرمائے گا وہ گناہوں کو معاف کرنے والا توبہ کو قبول کرنے والا ہے، حضرت ابواسحاق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے کہا اے امیر المؤمنین! مجھ سے ایک قتل ہو گیا تو کیا اب میں

تو یہ کروں تو اللہ مجھے معاف کر دے گا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکے سامنے یہی آیتیں لخم ۰ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنْ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۰ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ تلاوت فرمائیں اور کہا کہ تم بس اس پر عمل کرو اور مایوسی کا شکار مت ہونا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ۔ ۲۷۷-۲۷۸) لیکن ہاں! یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم اس زندگی کو نہیں چھوڑو گے اور اسی طرح گناہ کرتے رہو گے اور اللہ کی نافرمانیوں میں ڈوبے رہو گے تو وہ اللہ بڑی سخت سزا دینے والا بھی ہے۔ لہذا اس سے معافی چاہ لو وہ معاف کر دے گا اور تمہیں خیر کثیر بھی عطا کرے گا اور سارے خیر اسی کے ہاتھ میں ہیں ذی الطول اسکے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ وہ کسی کو بھلائی پہنچا سکے اگر اللہ کا ارادہ اسے بھلائی پہنچانے کا نہ ہو اور کہا کہ اس اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، عبادت صرف اسی رب کا حق ہے جو سب کو پالنے والا اور پیدا کرنے والا ہے اور آخر میں اسی رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۳﴾ اللہ کی آیتوں میں کافر ہی جھگڑا کرتے ہیں ﴿المومن ۵-۱ تا ۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ وَجَدَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْنَاهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۗ وَكَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۗ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- کَذَّبَتْ جھٹلایا قَبْلَهُمْ ان سے پہلے قَوْمُ نُوحٍ قوم نوح نے ۗ وَالْأَحْزَابُ گروہوں نے مِنْ بَعْدِهِمْ ان کے بعد ۗ وَهَمَّتْ ارادہ کیا کُلُّ أُمَّةٍ ہر امت نے بِرَسُولِهِمْ اپنے رسول کی بابت لِيَأْخُذُوهُ تاکہ وہ پکڑیں اس کو ۗ وَجَدَلُوا انہوں نے جھگڑا کیا بِالْبَاطِلِ جھوٹی باتوں کے ساتھ لِيُدْحِضُوا تاکہ ڈگدگادیں یہ اس کے ذریعے سے الْحَقَّ حق کو فَأَخَذْنَاهُمْ چنانچہ میں نے پکڑ لیا ان کو فَكَيْفَ تو کیسی كَانَ تھی عِقَابِ میری سزا ۗ وَكَذَلِكَ اسی طرح حَقَّتْ ثابت ہو گئی كَلِمَاتُ رَبِّكَ آپ کے رب کی بات عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ان لوگوں پر جنہوں نے كَفَرُوا کفر کیا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ دوزخی

ترجمہ:- ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد بہت سے گروہوں نے بھی (پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا اور ہر قوم نے اپنے پیغمبر کے بارے میں یہ ارادہ کیا تھا کہ انہیں گرفتار کر لے اور انہوں نے باطل کا سپہارا لے کر جھگڑے کئے تھے تاکہ اس کے ذریعے حق کو مٹا دیں، نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے ان کو پکڑ میں لے لیا، اب (دیکھ لو کہ) میری سزا کیسی (سخت) تھی؟ اور اسی طرح جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، ان کے بارے میں تمہارے پروردگار کی یہ بات بھی پکی ہو چکی ہے کہ وہ دوزخی لوگ ہیں۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں نوبات میں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ کی آیتوں میں جھگڑے وہی پیدا کرتے ہیں جنہوں نے کفر اپنا لیا ہے۔

۲۔ لہذا ان لوگوں کا شہروں میں بڑی ٹھاٹ سے پھرنا دھوکہ میں نہ ڈالے۔

۳۔ ان سے پہلے نوح کی قوم اور انکے بعد بھی بہت سے گروہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

۴۔ ہر قوم نے اپنے پیغمبر کے بارے میں یہ ارادہ کیا تھا کہ انہیں گرفتار کر لیں۔

۵۔ انہوں نے باطل کا سہارا لیکر جھگڑے کئے تھے تاکہ اس کے ذریعہ حق کو مٹا دیں۔

۶۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے ان کو پکڑ میں لے لیا۔ ۷۔ اب دیکھ لو! میری سزا کیسی سخت تھی؟

۸۔ اسی طرح جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے انکے بارے میں تمہارے پروردگار کی یہ بات بھی پکی ہو چکی ہے

کہ وہ دوزخی ہیں۔

یہاں یہ بات کہی جا رہی ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اس آیتوں میں اور اسکے بتائے ہوئے

احکامات میں اور اس قرآن کریم کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے کے سلسلہ میں جھگڑتے ہیں؟ فرمایا کہ یہ

لوگ وہی ہیں جو کافر ہیں، ایک کافر ہی قرآن کی آیتوں میں جھگڑے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کا

انکار کرتا ہے، جو بد بخت اور بد نصیب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کلام کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرے گا تو یقیناً

اللہ تعالیٰ اسکو ان کر تو توں کی سزا دے گا لیکن اس سزا کا وقت اللہ کے یہاں متعین ہے، جب وہ متعین وقت آ جائے گا

تو انہیں بخشا نہیں جائے گا، لیکن اس متعین وقت سے پہلے ان کفار کو اپنے سامنے مزے سے گھومتے پھرتے دیکھو تو یہ

نہ سمجھو کہ اگر یہ مجرم ہیں تو انہیں جرم کی سزا کیوں نہیں ملی؟ اگر انہیں سزا نہیں ملی تو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ لوگ مجرم

نہیں ہیں، کیونکہ ہر کسی کی سزا کا وقت متعین ہے انہیں اس وقت پر ہی سزا ملے گی جیسا کہ سورہ آل عمران کی آیت نمبر

۱۹۶ اور ۱۹۷ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا يَخْرُجُكَ تَقَلُّبُ الدِّينِ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ

مَا وَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبُنْتَسِ الْبِهَادُ کہ کافروں کا آزاد شہروں میں پھرنا تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے، یہ تو بس تھوڑی

سی مہلت ہے جو انہیں دی گئی اس مہلت کے بعد ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ اس آیت کے

شاں نزول کے بارے میں منقول ہے، حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ

إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا حرث بن قیس اُسہمی کے بارے میں نازل ہوئی۔ (التفسیر المنیر۔ ج، ۲۴، ص، ۷۳) اس

سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ قرآن کریم کے بارے میں بلاوجہ لڑنا یا شک کرنا انسان کو کفر تک لے جاتا ہے

جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "إِنَّ جِدَالَ الْفُقْرَانِ كُفْرٌ" کہ قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔

(الجامع الصغیر۔ ۱۳۱۷۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن کریم میں کسی قسم کا شک کرنا بھی انساں کو

کفر تک لے جاتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **مِرَّءٍ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ** کہ قرآن کریم میں کسی قسم کا شک کرنا بھی کفر ہے (مسند احمد - مسند ابو ہریرہ - ۱۰۱۳۳) لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن کریم میں کسی سے بحث و تکرار نہ کریں اور ہمیں کسی قسم کا شک بھی نہ کریں۔

یہاں اللہ تعالیٰ اس قوموں کا تذکرہ فرما رہے ہیں جو امت محمدیہ سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کے کلام اور اسکے پیغام اسکے بھیجے ہوئے پیغمبروں کو جھٹلاتے تھے چنانچہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے بھی اپنے نبی کے ساتھ ایسا کیا جیسا کہ یہ قریش آپ کے ساتھ کر رہے ہیں یعنی آپ کو جھٹلا رہے ہیں اور حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جتنی بھی قومیں آئیں جیسے قوم عاد، قوم ثمود، اصحاب ایکہ، قوم لوط اور قوم فرعون اس سب نے اپنے اپنے انبیاء کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کلام اور اسکے احکامات میں جھگڑا کیا تا کہ اس جھگڑے کے ذریعہ حق بات کو مٹائیں مگر یہ انکا محض ایک گماں تھا جس میں وہ کامیاب نہیں ہوئے لہذا ان کے اس جھٹلانے اور جھگڑنے کی سزا انہیں اس دنیا میں بھی دی گئی تا کہ وہ عبرت کا سامان بن جائیں، تو تم دیکھ لو کہ اس کا کیا انجام ہوا اور ان پر کس طرح کا عذاب اللہ تعالیٰ نے انکے اس اعمال کی وجہ سے نازل کیا؟ اگر تم لوگ عبرت کی نظر سے اسے دیکھو گے اور انکے حالات کا مطالعہ کرو گے تو تم لوگ ضرور اس اعمال سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرو گے، انہیں جو سزا ملی وہ دنیوی سزا تھی اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے انکے حق میں یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ لوگ جہنم میں جائیں گے۔ اس آیت سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ اگر کہیں حق اور باطل کا جھگڑا ہو رہا ہو اور ہم حق کو چھوڑ کر باطل کا ساتھ دے رہے ہوں تو ایسی صورت میں ہم بھی جہنم رسید ہوں گے، ہمیں چاہئے کہ ہم حق کا ساتھ دیں اگرچہ کہ وہ حق اپنے خلاف یا اپنے عزیزوں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **مَنْ أَعَانَ بَاطِلًا لِيُدْحِضَ بِبَاطِلِهِ حَقًّا فَقَدْ بَرَّئْتُ مِنْهُ ذِمَّتُهُ اللَّهُ وَذِمَّتُهُ رَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** جس نے باطل کا ساتھ اس نیت سے دیا کہ حق کو دبا دیا جائے تو ایسا کرنے والے پر اللہ اور اسکے رسول کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ (المجم الکبیر للطبرانی ۱۱۵۳۹)

﴿درس نمبر ۱۸۳۶﴾ عرش کو تھامے ہوئے فرشتے تسبیح میں مصروف ﴿المؤمن ۷-۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ
لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا
سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ

صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَآزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَقِهِمُ
السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَبِيَ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَلَّذِيْنَ وَهُوَ جُوْجُوْهُلُوْنَ اُطْحَايَ هُوَ يٰ اَلْعَرْشِ كُوُوْ اور مَنْ جُوْجُوْلَهٗ اس کے ارد
گرد ہیں يُسْبِغُوْنَ وہ پاکیزگی بیان کرتے ہیں بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی حمد کے ساتھ وَ اور يُؤْمِنُوْنَ وہ ایمان
رکھتے ہیں بِہ اس پر وَ اور يَسْتَغْفِرُوْنَ وہ بخشش مانگتے ہیں لِالَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے جو اٰمَنُوْا اِيْمَانِ لائے
رَبَّنَا اے ہمارے رب وَسِعْتَ تُوْنِيْ گھیر لیا ہے كُلَّ شَيْءٍ ہر چیز کو رَحْمَةً رَحْمَتِ سے وَ اور عَلِمْنَا لَمْ سے فَاعْفُفْ
پس تُوْجُوْشِ دے لِالَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے تَابُوْا تُوْبًا كُوُوْ اور اتَّبَعُوْا التَّبَاعِ كُوُوْ سَبِيْلِكَ تيرے راستہ كُوُوْ
اور قِهِمْ تُوْجُوْشِ ان كُوُوْ عَذَابِ النُّجِيِّمْ دوزخ کے عذاب سے رَبَّنَا اے ہمارے رب وَ اور اَدْخُلْهُمْ تُوْجُوْشِ
ان كُوُوْ جَنَّةِ عَدْنٍ ہمیشہ رہنے والے باغوں میں اِلَّتِيْ وَهُوَ جَن كُوُوْ عَذَابُهُمْ تُوْنِيْ ان سے وعدہ كِيَا ہے وَ اور مَنْ
جو صٰلِح نيك ہوئے مِنْ آبَائِهِمْ ان کے باپ داداوں سے وَ اور آزْوَاجِهِمْ ان كِي بيويوں سے وَ اور ذُرِّيَّهِمْ
ان كِي اولاد میں سے اِنَّكَ اَنْتَ بے شك تُوْجُوْشِ الْعَزِيزُ بڑا غالب الْحَكِيمُ خوب حكمت والا ہے وَ اور قِهِمْ تُوْجُوْشِ
ان كُوُوْ السَّيِّئَاتِ برايوں سے وَ اور مَنْ جُوْشِ كُوُوْ تُوْجُوْشِ تُوْجُوْشِ تُوْجُوْشِ تُوْجُوْشِ تُوْجُوْشِ تُوْجُوْشِ تُوْجُوْشِ تُوْجُوْشِ
تحقيق رَحْمَتِهِ تُوْنِيْ رَحْم كِيَا اس پر وَ اور ذٰلِكَ هُوَ يٰ اَلْعَزِيزُ الْعَظِيمُ كَامِيَابِيْ بہت بڑی

ترجمہ:- وہ (فرشتے) جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے ارد گرد موجود ہیں، وہ سب اپنے
پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں ان
کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں (کہ) اے ہمارے پروردگار! تیری رحمت اور علم ہر چیز پر حاوی ہے، اس لئے
جن لوگوں نے توبہ کر لی ہے اور تیرے راستے پر چل پڑے ہیں، ان کی بخشش فرمادے اور انہیں دوزخ کے عذاب
سے بچالے۔ اور اے پروردگار! انہیں ہمیشہ رہنے والی ان جنتوں میں داخل فرما جس کا تونے ان سے وعدہ کیا ہے،
نیز ان کے ماں باپ اور بیوی بچوں میں سے جو نیک ہوں انہیں بھی، یقیناً تیری اور صرف تیری ذات وہ ہے جس کا
اقتدار بھی کامل ہے، جس کی حکمت بھی کامل۔ اور ان کو ہر طرح کی برائیوں سے محفوظ رکھ، اور اس دل جسے تونے
برائیوں سے محفوظ کر لیا، اس پر تونے بڑا رحم فرمایا اور یہی زبردست کامیابی ہے۔

تشریح:- ان تیس آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اسکے ارد گرد موجود ہیں وہ سب اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ
اسکی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔

۲۔ یہ فرشتے اللہ ہی پر ایمان رکھتے ہیں۔

- ۳۔ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں یہ فرشتے ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔
- ۴۔ دعا اس طرح کرتے ہیں کہ اے میرے پروردگار! تیری رحمت اور علم ہر چیز پر حاوی ہے اس لئے جن لوگوں نے توبہ کر لی ہے اور تیرے راستے پر چل پڑے ہیں انکی بخشش فرما دے۔
- ۵۔ ان لوگوں کو عذاب سے بچالے۔
- ۶۔ اے پروردگار! انہیں ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں داخل کروے جسکا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔
- ۷۔ انکے ماں باپ اور بیوی بچوں میں سے جو نیک ہوں انہیں بھی جنت میں داخل فرما۔
- ۸۔ یقیناً تیری اور صرف تیری ذات وہ ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے اور حکمت بھی۔
- ۹۔ ان کو ہر طرح کی برائیوں سے محفوظ رکھ۔
- ۱۰۔ اس دل جسے تو نے برائیوں سے محفوظ کر لیا اس پر ٹونے بڑا رحم فرمایا۔
- ۱۱۔ یہی زبردست کامیابی ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ ان مشرکین و کفار سے یہ کہہ رہے ہیں کہ دیکھو! وہ ملائکہ جن کی طاقت کا حال یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ ان چیزوں کو بھی اٹھائے ہوئے ہیں جو عرش کے اطراف میں موجود ہیں اور یہ لوگ اس کام کو کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اسکی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور اسی ایک اللہ کو معبود مانتے ہیں، جب یہ فرشتے اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں تو تمہیں کیا ہوا؟ تم کس چیز پر غرور و گھمنڈ کر رہے ہو؟ پھر تم اللہ پر کیوں ایمان نہیں لے آتے؟ اگر تم لوگ ایمان لے آو گے تو یہ فرشتے تمہارے لئے دعا کریں گے کیونکہ یہ فرشتے ایمان والوں کیلئے دعا نہیں کرتے رہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ اے اللہ! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، تو کسی پر ظلم نہیں کرتا اور ہر کسی کے دل میں چھپی باتوں کو تو جانتا ہے اے اللہ! تو اسے بھی جانتا ہے جو تجھ پر ایمان لاتے ہیں، اے ہمارے رب! ان لوگوں کی بخشش فرما دے جو لوگ اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ کر لئے ہوں اور اپنی اگلی زندگی تیرے بتائے ہوئے طریقہ پر گزارنے کی نیت کر چکے ہوں اور انہیں قیامت کے دن ان باغات میں داخل فرما دے جنکا تو نے ان ایمان والوں سے وعدہ کیا ہے کہ جو مجھ پر ایمان لائے گا اور میرے بتائے ہوئے طریقہ پر چلے گا تو میں اسے ان باغات میں داخل کر دوں گا، اے میرے رب! اپنے اس وعدہ کو پورا فرما کر انہیں جنت میں داخل فرما دے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ انکے خاندان یعنی انکے باپ، دادا، بیوی اور بچوں میں سے ان لوگوں کو بھی ان باغات میں داخل کر دے جو ان ایمان والوں کے راستے پر چل کر خود بھی مومن بن گئے ہوں اور اعمال صالحہ میں لگے ہوئے ہوں یقیناً میرے رب! تو بڑے اقتدار والا ہے اور بڑی حکمت والا ہے کہ تو جو کرتا ہے اس سے تجھے روکنے والا کوئی نہیں اور تو جو بھی کرتا ہے اس میں

موجود حکمتوں سے تو ہی واقف ہے، اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ان سارے مومنین کو قیامت کی ہولناکی اور جہنم کی سزاؤں سے حفاظت فرما، اور جس کو تو نے اس دن ان سزاؤں اور برائیوں سے محفوظ رکھا یقیناً اس پر تو نے رحم فرمایا اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ ان فرشتوں کی تعداد میں جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اختلاف ہے کہ وہ کتنے ہیں؟ بعض نے کہا کہ عرش کو اٹھانے والے فرشتے آٹھ ہیں جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ (الدر السخویر - ج، ۷، ص، ۲۷۵) اور بعض نے کہا کہ انکی تعداد چار ہے جیسا کہ حضرت مکحول اور وہب رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ (الدر السخویر - ج، ۷، ص، ۲۷۵) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایمان والوں پر یہ بڑا انعام ہے کہ یہ پاکیزہ مخلوق جو اللہ تعالیٰ کے عرش کو تھامے ہوئے ہے وہ ایمان والوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان ملائکہ کی دعاؤں میں ہمارا حصہ بھی مقرر فرمادے اور ہمارے حق میں ان کی ان دعاؤں کو قبول فرمادے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۸۳﴾ تو نے ہمیں دو مرتبہ زندگی دو مرتبہ موت دی ہے ﴿المومن ۱۰ تا ۱۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّ الدِّينَ كَفَرُوا يُنَادُونَ لِمَقْتُ اللّٰهِ أَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيْمَانِ فَتَكْفُرُونَ ۚ قَالُوا رَبَّنَا أَمَتْنَا اثْنَتَيْنِ وَ أَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ ۚ ذَلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَإِنْ يُشْرِكْ بِهِ تُؤْمِنُونَ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- إِنَّ بِلَا شِبْهِ الدِّينِ دِه لُوكِ جَنِّهٖ نَهٗ كَفَرُوا كَفَرُ كَيَايَا كَاوُنْ دِه پَكَارَهٗ جَانِيَسْ كَهٗ لِمَقْتِ اللّٰهِ الْبِتِهٗ اللّٰهِ كِي نَارَضِيْ اَكْبَرُ زِيَادَهٗ بَرِيْ هٗ مِنْ مَّقْتِكُمْ تَهْمَارِي نَارَضِيْ سَهٗ اَنْفُسَكُمْ اَهٗنَهٗ اَبْ پَرَاذُ جَبْ تُدْعَوْنَ تَهْم بَلَاَهٗ جَاتَهٗ هٗ اِلَى الْاِيْمَانِ اِيْمَانِ كِي طَرَفْ فَتَكْفُرُونَ تَوْتَم اِنكَار كَرْتَهٗ تَهٗ قَالُوا دِه كَهِيَسْ كَهٗ رَبَّنَا اَهٗ هَمَارَهٗ رَبْ! اَمَتْنَا تَوْنَهٗ هَمِيَسْ مَوْتِ دِي اِثْنَتَيْنِ دُو مَرْتَبَهٗ وَ اَحْيَيْتَنَا تَوْنَهٗ هَمِيَسْ زَهْدَهٗ كِيَا اِثْنَتَيْنِ دُو مَرْتَبَهٗ فَاعْتَرَفْنَا اَبْ هَم نَهٗ اَقْرَار كِيَا بِذُنُوبِنَا اَهٗنَهٗ گَنَاهٖوْنِ كَا فَهَلْ تُو كِيَا اِلَى خُرُوجٍ نَلْكَنَهٗ كِي مِنْ سَبِيلٍ كُوْنِي رَاهَهٗ هٗ ذَلِكُمْ يَهٗ بِلَا نَفَاسْ سَبَبْ سَهٗ هٗ كَهٗ بِلَا شِبْهِ اِذَا جَبْ دُعِيَ پَكَارَا جَاتَا تَهْم اللّٰهُ اللّٰهُ وَحْدَهُ اَكِيَلَهٗ كُو كَفَرْتُمْ تَهْم اِنكَار كَرْتَهٗ تَهٗ وَ اُوْر اِنْ اِكْرِئُشْرِكْ شَرِيْكَ ثَهْر اِيَا جَاتِلِهٗ اَسْ كَهٗ سَا تَهْم تُؤْمِنُونَ اَوْتَم مَالِ لِيْتَهٗ تَهٗ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ اَبْ حَكْم تَو اللّٰهِ كِي كَاهٗ الْعَلِيِّ جُو نَهَايَتِ بَلَنْدِ الْكَبِيرِ بَهْتِ بَرَا هٗ

ترجمہ:- جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ (آج) تمہیں جہنمی بیزارى اپنے آپ سے ہو رہی ہے، اس سے زیادہ بیزارى اللہ کو اس وقت ہوئی تھی جب تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی اور تم انکار کرتے

تھے۔ وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دوسرے موت دی اور دوسرے زندگی دی، اب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں، تو کیا (ہمارے دوزخ سے) نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ (جواب دیا جائے گا کہ) تمہاری یہ حالت اس لئے ہے کہ جب اللہ کو تمہا پکارا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرایا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے، اب تو فیصلہ اللہ ہی کا ہے جس کی شان بہت اونچی، جس کی ذات بہت بڑی ہے۔

تشریح:۔ ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان سے پکار کر کہا جائے گا۔

۲۔ آج تمہیں جتنی بیزاری اپنے آپ سے ہو رہی ہے اس سے زیادہ بیزاری اللہ کو اس وقت ہوئی تھی جب تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی اور تم انکار کرتے تھے۔

۳۔ وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دوسرے موت دی اور دوسرے زندگی دی ہے۔

۴۔ اب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ ۵۔ کیا ہمارے لئے دوزخ سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟

۶۔ تمہاری یہ حالت اس لئے ہے کہ جب اللہ کو تمہا پکارا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے۔

۷۔ اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے۔

۸۔ اب تو فیصلہ اللہ ہی کا ہے جسکی شان بہت اونچی ہے۔ ۹۔ جسکی ذات بہت بڑی ہے۔

کافروں کے ساتھ قیامت کے دن کیا معاملہ کیا جائے گا اور انہیں کیا سزا دی جائے گی ان آیات میں اس بات کی وضاحت کی جا رہی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کافروں کی حالت دنیا میں ایسی تھی کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جانب بلایا جاتا تو یہ لوگ بیزاری ظاہر کرتے تھے اور اسے اہمیت نہیں دیتے تھے جو کہ اللہ کو سخت ناپسند تھا تو اب جبکہ تمہیں تمہارے کئے کی سزا کی خاطر آگ میں ڈالا جا رہا ہے تو تمہیں ناگواری اور بیزاری محسوس ہو رہی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی جو بیزاری تھی دنیا میں تمہارے اعمال کو دیکھ کر اور تمہارے اللہ تعالیٰ کے احکامات سے اعراض کرنے کی وجہ سے وہ سب سے زیادہ تھی اس بیزاری کے مقابلہ میں جو تمہیں آج ہو رہی ہے، جب تم نے اللہ تعالیٰ کے حکموں کا لحاظ نہیں کیا تو آج اللہ تعالیٰ بھی تمہارا لحاظ نہیں کریگا اور تمہاری طرف نظر بھی نہیں فرمائے گا اور دنیا میں کافروں کا یہ حال تھا کہ وہ لوگ موت کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتے تھے مگر جب انہیں عذاب میں ڈالا جائے گا اس وقت یہ لوگ یہ اقرار کریں گے کہ اے اللہ! ہم نے مان لیا اور اس بات پر ہم یقین لائے تھے کہ تو نے ہمیں دوبار زندگی دی اور دوبار موت، ایک موت اس وقت جب کہ ہم اپنی ماؤں کے رحم میں پڑے ہوئے تھے تو نے ہمیں اس دنیا میں لا کر زندگی دی، پھر اس زندگی کے پورا ہونے کے بعد تو نے ہمیں موت دی اور اس موت کے بعد پھر سے دوبارہ حساب و کتاب کے لئے ہمیں اپنی قبروں سے نکال کر زندہ کیا، ہم اس بات پر یقین لائے تھے کہ

تو ہی زندگی دینے والا ہے اور تو ہی موت، سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸ میں فرمایا گیا کَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمَيِّتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ تھے تو اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر موت دی اور دوبارہ زندہ کیا۔

وہ لوگ کہیں گے کہ اے اللہ! ہم اپنے کئے ہوئے گناہوں کا تیرے سامنے اعتراف کرتے ہیں کہ یقیناً ہم نے دنیا میں جو بھی کیا وہ بالکل غلط تھا، تو کیا اب ہمارے اس اقرار کے بعد اس جہنم کے عذاب سے چھٹکارہ پانے کا کوئی راستہ ہے؟ ہم اب آپ کی ہر بات ماننے تیار ہیں بس آپ ہمیں اس عذاب سے بچالیتے، سورۃ سجدہ کی آیت نمبر ۱۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَوْ تَرَىٰ اِذِ الْمُرْسَلُونَ نَاكِسُوْا رُؤُسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا ابْصُرْنَا وَسْمِعْنَا فَاَرْجِعْنَا لَعِبْلًا اِنَّا لَمُوقِنُونَ اگر آپ ان مجرموں کو اس وقت دیکھیں گے جبکہ وہ لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکا کر کھڑے ہو گئے اور یہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب! ہم نے سب کچھ جسا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا دیکھ بھی لیا اور سن بھی لیا بس اب آپ ہمیں دوبارہ اس دنیا میں بھیج دیجئے تاکہ اب ہم وہاں جا کر نیک اعمال کریں گے اس لئے کہ اب یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد ہمیں یقین آچکا ہے کہ برے اعمال کرنے کا کیا نتیجہ ہے اور نیک اعمال کرنے کا کیا انجام ہے؟ اور سورۃ انعام کی آیت نمبر ۲۷ میں بھی ارشاد ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تُكْذِبُوْا اٰيٰتِ رَبِّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَرْجَعُوْنَ اِلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کہ ہمیں دوبارہ اس دنیا میں بھیج دیا جاتا تو ہم پھر اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے اور مکمل طور پر ایمان لانے والے بن جاتے اور سورۃ مومنوں کی آیت نمبر ۱۰۸ میں بھی کہا گیا رَبَّنَا اٰخِرِ جُنَا مِمَّنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُوْنَ قَالَ اَخْسَوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس عذاب سے نکال لے اگر ہم پھر سے وہی اعمال کریں تب ہم یقیناً ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ چپ چاپ اس جہنم میں پڑے رہو مجھ سے بات تک مت کرو، اس وقت انکے اس طرح کہنے کا کیا فائدہ؟ جب وقت تھا اس وقت تو یہ لوگ بڑے غرور میں تھے، تکبر میں پڑے ہوئے تھے، انہیں طرح طرح سے سمجھایا گیا مگر پھر بھی وہ لوگ ایمان نہیں لائے، لہذا اب انکی یہی سزا ہے کہ وہ اسی جہنم میں پڑے رہیں۔

جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کریں گے تو انہیں جواب دیا جائے گا کہ ہمیں اب دوبارہ تمہیں لوٹایا نہیں جائے گا جو اعمال کا وقت تھا اسی دنیا میں تھا، یہاں جو تمہاری حالت ہے وہ تمہارے اپنے کئے ہوئے اعمال کی سزا ہے کہ جب تمہیں ایک اللہ کی عبادت کے لئے بلایا جاتا تو تم اس ایک اللہ کو معبود ماننے سے انکار کرتے اور جب شرک کی جانب بلایا جاتا اس میں ڈوبتے چلے جاتے، اب آج یہاں فیصلہ اسی اللہ کا ہے جسکی عبادت کرنے سے تم نے انکار کیا، اب تمہیں اس عالی مقام رب سے کوئی بچا نہیں سکتا جو اونچی شان والا، بڑی شان والا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۳۸﴾ وہی اللہ ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے ﴿المومن ۱۳-تا-۱۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّل لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ ۚ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۗ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- ہُوَ الَّذِي وَہی ہے جو یُرِيكُمْ تہیں دکھاتا ہے آیتہ اپنی نشانیاں و اور يُنَزِّل وہ نازل کرتا ہے لَكُمْ تہمارے لئے مِنَ السَّمَاءِ آسمان سے رِزْقًا رزق و اور مَا يَتَذَكَّرُ تہمیں پکڑتا (الّا مگر مَنْ جو يُنِيبُ رجوع کرتا ہے فَادْعُوا اللہ لہذا تم اللہ کو پکارو مُخْلِصِينَ خالص کرتے ہوئے لَہُ اس کے لیے الدِّينِ بندگی کو و لَوْ اگر چہ كَرِهَ ناپسند سمجھیں الْكَافِرُونَ کافر رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ بہت بلند درجوں والا ہے ذُو الْعَرْشِ عرش کا مالک ہے يُلْقِي وہ ڈالتا ہے الرُّوحَ روح مِنْ أَمْرِهِ اپنے حکم سے عَلَى مَنْ يَشَاءُ جس پر وہ چاہتا ہے مِنْ عِبَادِهِ اپنے بندوں میں سے لِيُنْذِرَ تاکہ وہ ڈرائے يَوْمَ التَّلَاقِ ملاقات کے دن سے

ترجمہ:- وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا اور تمہارے لئے آسمان سے رزق اتارتا ہے اور نصیحت تو وہی مانا کرتا ہے جو (ہدایت کے لئے) دل سے رجوع ہو۔ لہذا (اے لوگو!) اللہ کو اس طرح پکارو کہ تمہاری تابع داری خالص اسی کے لئے ہو چاہے کافروں کو کتنا ہی برا لگے۔ وہ اونچے درجوں والا، عرش کا مالک ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح (یعنی وحی) نازل کر دیتا ہے تاکہ ملاقات کے اس دن سے (لوگوں کو) خبردار کرے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے رزق اتارتا ہے۔

۲۔ نصیحت تو وہی مانا کرتا ہے جو ہدایت کے لئے دل سے رجوع ہو۔

۳۔ اے لوگو! اللہ کو اس طرح پکارو کہ تمہاری تابع داری خالص اسی کے لئے ہو۔

۴۔ چاہے کافروں کو کتنا برا لگے؟ ۵۔ وہ اونچے درجوں والا عرش کا مالک ہے۔

۶۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی نازل کر دیتا ہے تاکہ ملاقات کے دن سے

لوگوں کو خبردار کر دے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت بیاں فرما رہے ہیں تاکہ کفار و مشرکین اس پر ایمان لے آئیں، چنانچہ

فرمایا گیا کہ وہ ایسی اونچی شان کا مالک ہے اور ایسی قدرت والا ہے کہ اس نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے چند نشانیاں تمہیں دکھلائی ہیں تاکہ تم ان نشانیوں کو دیکھ کر ہی سہی اس اللہ پر ایمان لے آؤ، وہ نشانیاں یہ ہیں کہ اس نے آسمان سے پانی نازل کیا اور رزق بھی، آسمان سے رزق نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نازل کردہ بارش نے مردہ زمیں کو زندہ کیا، زمین سے کھیتی اگائی، پھل اور میوے اگائے، تمام مثالوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ نے اسی پانی اور رزق کی مثال اس لئے دی کہ یہ دونوں چیزیں ہی انسان کی بنیادی ضرورت ہیں اس لئے ان دو اہم چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے بطور خاص ذکر فرمایا ان بیان کردہ چیزوں میں غور و فکر کرتے ہوئے وہی انسان اس سے سبق حاصل کرتا ہے جو ان باتوں کو سمجھنے والا ہوتا ہے اور اسکی طبیعت میں نصیحت ماننے کا مادہ ہوتا ہے، اس آیت میں ایک حکم اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ ”مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ“ کہ اپنی عبادتوں میں اغلاص رکھو چنانچہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے فوری بعد یہ کلمات کو کہا کرتے تھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْمُحْمَدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ التَّعَمُّتُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحُسْنَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَتَوَكَّرَ الْكَافِرُونَ (مسلم ۵۹۳) اللہ تعالیٰ کی اور صفات بیان کی جا رہی ہیں کہ وہ اللہ اونچے درجات والا اور عرش کا مالک ہے، وہ عرش جسکی وسعت کا کوئی اندازہ نہیں، وہ عرش جہاں سے ساری دنیا کے فیصلے اترتے ہیں، وہ عرش کہ جسے ملائکہ تھامے ہوئے ہیں، وہ عرش جسکے نیچے اور ارد گرد سارے ملائکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں، ایسے عرش کا مالک ایک اللہ ہے، یہاں مالک سے مراد یہ بتانا مقصود ہے کہ ہر چیز پر اسی کی قدرت ہے اور ہر کام اسی کے حکم سے صادر ہوتا ہے اور جو دنیا جہاں کا مالک ہے کیونکہ یہ سارے کام عرش سے صادر ہوتے ہیں اسی لئے اس جانب نسبت کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بتانا مقصود ہے اور وہ جو کرنا چاہے کرتا ہے اور اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے وحی اتارتا ہے تاکہ وہ انسانوں کو اس قیامت کے آنے والے دن سے ڈرائے، کسی کو یہ بولنے کا اختیار نہیں کہ اللہ نے انہیں کیوں نبی بنایا کسی اور کو نبی کیوں نہیں بنایا؟ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے روح کا لفظ استعمال کیا ہے جسکے معنی بعض مفسرین کی رائے کے مطابق قرآن کریم ہے جیسا کہ ابن زبیر رحمہ اللہ نے اس آیت یُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرٍ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ اور یہ آیت وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا تلاوت کر کے فرمایا کہ ان آیتوں میں جو روح کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے مراد قرآن ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ جو کہ روح ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور جبرئیل علیہ السلام کے روح ہونے کی دلیل میں آپ نے یہ آیت يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا تِلَاوَاتِ فَرْمَانِي (تفسیر طبری - ج ۲۱، ص ۳۶۳) بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد نبوت ہے جیسا کہ حضرت سدی علیہ الرحمہ کا قول ہے - (تفسیر طبری - ج ۲۱، ص ۳۶۳)

﴿درس نمبر ۱۸۳﴾ جس دن وہ سب کھل کر سامنے آجائیں گے ﴿المؤمن ۱۶-۱۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَوْمَ هُمْ بَرْزُورُونَ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝
الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝
أَنْذَرُهُمْ يَوْمَ الْأَرْزَاقِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كُظِيمِينَ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا
شَفِيعٍ يُطَاعُ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- یوم جس دن ہُمْ وہ بَرْزُورُونَ نکلیں گے لَا يَخْفَىٰ مخفی نہ ہو گی عَلَى اللّٰهِ اللہ پر مِنْهُمْ ان میں سے شَيْءٌ کوئی چیز لِمَنِ کس کے لیے ہے الْمُلْكُ بادشاہی الْيَوْمَ آج کے دن لِلّٰهِ اللہ ہی کے لیے الْوَاحِدِ جو ایک ہے الْقَهَّارِ بڑی طاقتوں والا الْيَوْمَ آج تُجْزَى بدلہ دیا جائے گا كُلُّ نَفْسٍ ہر نفس کو بِمَا اس کے ساتھ جو كَسَبَتْ اس نے کیا لَا ظُلْمَ نہیں ہوگا کوئی ظلم الْيَوْمَ آج إِنَّ اللّٰهَ اللہ سَرِيعُ الْحِسَابِ جلد حساب لینے والا ۝ اور أَنْذَرُهُمْ آپ ڈرائیں ان کو يَوْمَ الْأَرْزَاقِ قریب آنے والے دن سے إِذِ جب الْقُلُوبُ دل لَدَى قریب آرہے ہوں گے الْحَنَاجِرِ گلوں کے كُظِيمِينَ غم سے بھرے ہوئے مَا لِلظَّالِمِينَ نہیں ہوگا ظالموں کے لیے مِنْ حَمِيمٍ کوئی دوست ۝ اور لَا شَفِيعٍ نہ کوئی سفارشی يُطَاعُ جس کی بات مانی جائے

ترجمہ:- جس دن وہ سب کھل کر سامنے آجائیں گے، اللہ سے ان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوگی کس کی بادشاہی ہے آج؟ (جواب ایک ہی ہوگا کہ) صرف اللہ کی جو واحد وقہار ہے۔ آج کے دن ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا، آج کوئی ظلم نہیں ہوگا، یقیناً اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ (اے پیغمبر!) ان لوگوں کو ایک ایسی مصیبت کے دن سے ڈراؤ جو قریب آنے والی ہے، جب لوگوں کے کلیجے گھٹ گھٹ کر منہ کو آجائیں گے ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی ایسا سفارشی جس کی بات مانی جائے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جس دن وہ سب کھل کر سامنے آجائیں گے۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوگی۔

۳۔ پوچھا جائے گا کہ کس کی بادشاہی ہے آج؟

۴۔ جواب بس یہی ہوگا کہ صرف ایک واحد وقہار اللہ کی۔

۵۔ آج کے دن ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔ ۶۔ کسی پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا۔

۷۔ یقیناً اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

۸۔ اے پیغمبر! انہیں ایک ایسی مصیبت کے دن سے ڈراؤ جو قریب آنے والا ہے۔

۹۔ جس دن لوگوں کے کلیجے گھٹ گھٹ کر منہ کو آ جائیں گے۔

۱۰۔ ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ ہی کوئی سفارشی جسکی بات مانی جائے۔

جب قیامت قائم ہوگی تو لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے ایک بڑے میدان میں ٹھہرے ہوئے گئے کہ ان میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے چھپ نہیں پائے گا، نہ ہی کسی پہاڑ کی آڑ میں اور نہ ہی کسی اور چیز کی آڑ میں، وہاں پر زمیں بالکل ایک سیدھ میں ہوگی جہاں پر سب کچھ نظر آئے گا، اور نہ ہی بندوں کے کوئی اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے چھپے ہوئے ہوں گے، پھر جب وہ سارے اللہ کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ بتاؤ! آج کس کی بادشاہت ہے اور آج کس کا حکم چلے گا؟ وہ سب کے سب جواب دیں گے کہ وہ ایک اللہ ہے جسکی بادشاہت اور حکم آج کے دن چلے گا اور وہ بڑا قہار ہے، ان میں سے بعض لوگ یعنی کفار و مشرکین تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا اور اسکی بادشاہت کا انکار کرتے تھے مگر آج قیامت کے دن حشر کے میدان میں ان کی بھی زبانوں سے یہی نکلے گا کہ بادشاہت تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں کو چاندی کی طرح ایسی سفید زمیں پر جمع کیا جائے گا جس پر اللہ کی نافرمانی نہ کی گئی ہو، پھر ایک پکارنے والا پکارے گا کہ بولو! آج بادشاہت کس کی ہے؟ تو سب مومن و کافر بندے کہیں گے کہ ایک اللہ کی لیکن مومنوں کی زبانوں سے یہ جواب خوشی اور مزے سے نکلے گا مگر وہی کفار کے منہ سے یہ جواب ناپسندیدگی اور شرمندگی کی حالت میں نکلے گا، (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۵، ص ۳۰۰) ایسا اس لئے کہ مومنوں کو یہ خوشی ہوگی کہ ہم جس رب کی عبادت کرتے تھے آج اسی کی بادشاہت ہے جو ہمارے لئے بڑے فخر کی بات ہے اور کافر لوگ بڑی شرمندگی اور مایوسی سے کہیں گے کہ آج اس ایک اللہ کی بادشاہت ہے جسکا ہم دنیا میں انکار کرتے تھے، اب پتا نہیں ہمارے ساتھ کیسا معاملہ کیا جائے گا؟۔ پھر جب سب لوگ اس میدان میں جمع ہو جائیں گے اور ان سب سے یہ سوال و جواب کیا جائے گا تو اسکے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب تم سب کو اپنے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اور تم پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا بلکہ جو تم نے اعمال کئے ہوں گے وہی تمہارے حصہ میں آئیں گے، کسی اور کا بوجھ اٹھا کر تم پر لا دیا نہیں جائے گا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے لئے اور تم سب کے لئے حرام کیا ہے لہذا تم لوگ کبھی ظلم نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اے میرے بندو! میں ہی تمہارے اعمال کو تمہارے سامنے پیش کروں گا اور اس کا پورا پورا بدلہ دوں گا، تو جس کے حصہ میں خیر اور بھلائی آئے گی تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے اور جسکے حصہ میں اس بھلائی کے علاوہ کوئی اور چیز یعنی عذاب آجائے تو اسے چاہئے کہ وہ خود اپنے آپ پر ملامت کرے اس لئے کہ یہ اسی کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ (مسلم ۷۷۷۷)

لہذا تم سب اپنے اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے تیار ہو جاؤ بہت جلد تم سب کو اسکے لئے بلایا جائے گا، بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے، اس میں اور کسی قسم کی تاخیر نہیں کی جائے گی، سورۃ قمر کی آیت نمبر ۵۰ میں ہے وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ہمارا حکم اور فیصلہ کرنا تو بس اتنی دیر میں ہو جائے گا جتنی دیر میں انسان اپنی پلکیں جھپکتا ہے، قیامت کے دن کی ہولناکی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ اے نبی! آپ ان مشرکین کو جنہوں نے صرف میری عبادت کرنے سے انکار کیا اور میری عبادت میں دوسروں کو شریک کیا اس مصیبت سے ڈرائیں جو قریب آنے والی ہے یعنی قیامت کا دن، اس دن کی ہولناکی کا یہ عالم ہوگا کہ اس دن ڈر کے مارے سب کے کلیجے منہ کو آئے لگیں گے، اس دن جو مومن ہوں گے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں تو بچالے گا مگر جو کفار و مشرکین ہیں جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کے ذریعہ اپنے آپ پر ظلم کیا ہے انہیں کوئی بچانے والا نہیں ہوگا، وہ بت بھی انہیں اس دن سے بچا نہیں سکیں گے جن کے بارے میں یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ بت ہمیں اس دن عذاب سے بچالیں گے، مگر ایسا نہیں ہوگا وہ سب انکا وہم تھا جو ان کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ہی ان کافروں کے لئے کوئی ایسا شخص ہوگا جو ان کی سفارش کر سکے، لہذا اے کافر و اگر تم اس دن کی ذلت سے بچنا چاہتے ہو تو ایمان لے آؤ ورنہ اسکے علاوہ اور کوئی راستہ اس سے بچنے کا نہیں ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۴﴾ اللہ تعالیٰ آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے ﴿المومن ۱۹-۲۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝ وَاللّٰهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ
دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- یعلم وہ جانتا ہے خائنة الأعین خیانت آنکھوں کی و اور ما جو تخفی چھپاتے ہیں الصُّدُورُ سینے و اور اللہ اللہ یقضی فیصلہ کرے گا بالحقی حق کے ساتھ و اور الذین جن کو یدعون وہ پکارتے ہیں و دونه اس کے سوا لا یقضون وہ فیصلہ نہیں کر سکتے بشیء کسی بھی چیز کا ان بلاشبہ اللہ اللہ هو وہی ہے السميع خوب سننے والا البصیر خوب دیکھنے والا

ترجمہ:- اللہ آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جن کو سینوں نے چھپا رکھا ہے۔ اور اللہ برحق فیصلے کرتا ہے اور اسے چھوڑ کر جن (جھوٹے خداؤں) کو یہ پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے، یقیناً اللہ ہی ہے جو ہر بات سننا سب کچھ دیکھتا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے۔ ۲۔ ان باتوں کو بھی جانتا ہے جن کو سینوں نے چھپا رکھا ہے۔

۳۔ اللہ برحق فیصلہ کرتا ہے۔

۴۔ اے چھوڑ کر جن باطل معبودوں کو یہ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔

۵۔ یقیناً اللہ ہی ہے جو ہر بات سنتا ہے، سب کچھ دیکھتا ہے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی قدرت بیان کی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی آنکھوں سے جو خیانت ہوتی ہے اسے بھی جانتا ہے اور انسانوں کے دلوں میں جو ارادے ہوتے ہیں اسے بھی جانتا ہے اور اسی کے حساب سے حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے کہ اگر اس خیانت میں وہ غاطی ہے تو اسے اسکی سزا دی جائے گی اور اگر غاطی نہ ہو تو کوئی سزا نہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایک آدمی ہے جو کہیں کسی کے گھر جائے اور وہاں اسے ایک خوبصورت لڑکی نظر آئے، یا پھر یہ کہ کوئی حسین لڑکی اسکے پاس سے گزرے تو اگر اسکے گھر والے اس آدمی کو دیکھیں تو وہ آدمی اپنی آنکھوں کو نیچے کر لے اور اگر نہ دیکھیں تو وہ آدمی اس عورت کو ایسی نظر سے دیکھے کہ اگر اسے موقع مل جائے تو وہ اس کے ساتھ زنا کر لے، (التفسیر المیزان - ج ۲۴، ص ۹۹) اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر غیر ارادی طور پر نگاہ کسی غیر محرم پر پڑ جائے اور فوراً اسے جھکا لیں تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن اگر جاں بوجھ کر کسی غیر محرم کو دیکھیں گے تو اس پر مواخذہ کیا جائے گا، اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاللّٰهُ يَفْتَحُ بِالْحَقِّ كَلِمَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی برحق فیصلہ فرمائے گا کہ جس پر آپ کو اختیار نہیں اس کے واقع ہو جانے سے آپ کو سزا نہیں دے گا، سزا صرف اسی پر ہوگی جس پر آپ کو اختیار ہے۔

فرمایا گیا کہ اللہ ہی ہے جو کل قیامت کے دن ہر کسی کا فیصلہ فرمائے گا اسکے علاوہ کوئی بھی فیصلہ کرنے کی طاقت و جرات نہیں رکھتا، یہ بت بھی نہیں چنکی تم اے مشرکوں! اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، وہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ کریگا وہ تمہاری دھڑکنوں کو تک سنتا ہے اور تمہارے دلوں میں جو خیالات آتے ہیں اور جن باتوں کو تم چھپاتے ہو چاہے وہ اچھی ہوں یا بری وہ سب کچھ جانتا ہے، تفسیر قرطبی نے یہ روایت بیان کی کہ جب اہل مکہ مامون ہو گئے اس وقت عبد اللہ بن ابی سرج کونبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسکے لئے امان طلب کی اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے پھر آپ نے کہا ٹھیک ہے، جب وہ چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس موجود صحابہ سے کہا کہ میں اس لئے خاموش تھا کہ تم میں سے کوئی اٹھے اور اسکی گردن اڑا دے، اتنے میں ایک صحابی نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے مجھے اشارہ کیوں نہیں کیا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ آنکھوں سے خیانت کرنے والا بنے۔ (تفسیر قرطبی - ج ۱۵، ص ۳۰۳) اس سے یہ بھی ادب معلوم ہوا کہ اگر ہم کسی محفل میں ہوں تو اشارہ و کنایات کرنے سے گریز

کریں کیونکہ یہ بھی ایک طرح کی خیانت ہی ہے۔ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعائیں سناں اللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِي مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِي مِنَ الْكُذِبِ وَعَيْنِي مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ۔ اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے، میرے عمل کو ریا سے، میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھوں کو خیانت سے پاک کر دے اسلئے کہ تو آنکھوں کی خیانت کرنے والے کو بھی جانتا ہے اور اس چیز کو بھی جو دلوں میں پوشیدہ ہے۔ (مشکوٰۃ ۲۵۰۱)

﴿درس نمبر ۱۸۴﴾ کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا؟ ﴿المومن ۲۱-۲۲﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارًا فِي الْأَرْضِ فَآخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَّاقٍ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَآخَذَهُمُ اللَّهُ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَوَلَمْ يَسِيرُوا کیا انہوں نے نہیں سیر کی فی الارض زمین کی فَيَنْظُرُوا پس وہ دیکھتے كَيْفَ کیسا كَانَ ہو عَاقِبَةُ انجام الَّذِينَ ان لوگوں کا جو كَانُوا تھے مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے كَانُوا تھے هُمْ وہ أَشَدَّ زیادہ سخت مِنْهُمْ ان سے قُوَّةً قوت میں وَاثَارًا اور اَثَارًا نشانیوں میں فِي الْأَرْضِ زمین میں فَآخَذَهُمُ اللَّهُ پھر پکڑ لیا ان کو اللہ نے بِذُنُوبِهِمْ بسبب ان کے گناہوں کے وَآخَذَهُمُ اللَّهُ ان کے لیے وَمِنْ اللَّهِ سے وَمِنْ وَّاقٍ کوئی بچانے والا ذٰلِكَ یہ بِأَنَّهُمْ اس سبب سے کہ بے شک وہ كَانَتْ تھے تَأْتِيهِمْ آتے ان کے پَس رُسُلُهُمْ ان کے رسول بِالْبَيِّنَاتِ واضح دلیلوں کے ساتھ فَكَفَرُوا تو انہوں نے انکار کیا فَآخَذَهُمُ اللَّهُ پھر پکڑ لیا ان کو اللہ نے إِنَّهُ بلاشبہ وہ قَوِيٌّ بڑا قوت والا ہے شَدِيدُ شَدِيدُ الْعِقَابِ سزا دینے والا

ترجمہ:- اور کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے، ان کا کیا انجام ہو چکا ہے؟ وہ طاقت میں بھی ان سے زیادہ مضبوط تھے اور زمین میں چھوڑی ہوئی یادگاروں کے اعتبار سے بھی، پھر اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں پکڑ میں لے لیا اور کوئی نہیں تھا جو انہیں اللہ سے بچائے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ان کے پاس ان کے پیغمبر کھلی کھلی دلیلیں لے کر آتے تھے، تو یہ انکار کرتے تھے، اس لئے اللہ نے انہیں پکڑ میں لیا، یقیناً وہ بڑی قوت والا، سزا دینے میں بڑا سخت ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے جو لوگ تھے انکا کیسا انجام ہو چکا ہے؟
- ۲۔ وہ طاقت میں ان سے زیادہ مضبوط تھے اور زمین میں باقی آثار کے اعتبار سے بھی۔
- ۳۔ اللہ نے انکے گناہوں کی وجہ سے انہیں پکڑ میں لے لیا۔
- ۴۔ کوئی نہیں تھا جو انہیں اللہ سے بچا سکے۔
- ۵۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ انکے پاس انکے پیغمبر کھلی کھلی دلیلیں لیکر آتے تھے تو یہ لوگ اسے جھٹلایا کرتے تھے
- ۶۔ انہی گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انکی پکڑ فرمائی۔
- ۷۔ یقیناً وہ بڑی قوت والا اور سزا دینے میں بڑا سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طاقت و قوت اور اسکی صفات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان مشرکوں اور کافروں کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ کیا ان لوگوں نے اپنے اطراف و اکناف کا سفر نہیں کیا؟ کیا ان لوگوں نے ان بستیوں کی ہلاکت کے نشانات نہیں دیکھے جو ان سے پہلے گزرے تھے؟ وہ لوگ بھی انہی کی طرح اپنے انبیاء کو جھٹلاتے تھے، انہیں ستاتے تھے، ان پر اور اللہ پر ایمان نہیں لاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی دنیا میں ایسی سخت سزائیں دیں جن کے نشانات اور آثار آج تک موجود ہیں، تو کیا تم نے ان کے انجام کو نہیں دیکھا؟ اگر دیکھ چکے ہو تو پھر انکی طرح اعمال مت کیا کرو اور انکے راستہ پر مت چلو ورنہ تمہارا بھی حال وہی ہوگا جو انکا ہوا حالانکہ ان سے پہلے جو لوگ تھے وہ لوگ تو ان سے بھی زیادہ طاقتور، بڑے مضبوط جسم والے اور مالدار تھے مگر ان کی یہ طاقت اور مالداری انہیں اللہ کے عذاب سے بچا نہیں سکی تو تمہیں کونسی چیز بچائے گی؟ سورۃ احقاف کی آیت نمبر ۲۶ میں بھی فرمایا گیا "وَلَقَدْ مَكَّنَّا هُمْ فِي مِلْءِ مَكَّنَّا كُمْ فِيهِ" کہ اے عرب کے لوگو! ہم نے ان لوگوں کو ان باتوں کی طاقت دی تھی جو تمہیں نہیں دی، اور سورۃ روم کی آیت نمبر ۹ میں کہا گیا "كَانُوا اَشَدَّ مِمَّنْهُمْ قُوَّةً وَّاَقَارِبًا اِلَى الْاَرْضِ وَّعَمَرُوْهَا اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا" کہ وہ لوگ ان سے بھی زیادہ طاقتور تھے، انہوں نے زمین کو بھی جوتا تھا اور جتنا ان لوگوں نے اسے آباد کیا ہے اس سے کہیں زیادہ انہوں نے اسے آباد کیا تھا۔

ان لوگوں کا جو یہ حال ہوا اور انہیں جو سزا دی گئی وہ صرف اسی لئے کہ ان لوگوں کے پاس جب بھی کوئی نبی اللہ کا پیغام لیکر آتا اور ایسی نشانیاں لیکر آتا جن سے اللہ تعالیٰ کے ایک اور معبود ہونے کا ثبوت ہوتا بھی یہ لوگ ان رسولوں اور نبیوں کو جھٹلا دیتے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرتے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے سے بھی انکار کرتے، انکی انہی حرکتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انکی پکڑ کی اور ان پر عذاب مسلط کیا اور جو عذاب انہیں دیا گیا وہ بہت ہی سخت تھا جسکا اندازہ انکے باقیات سے کیا جاسکتا ہے، لہذا اے مشرکوں! تمہارے لئے ابھی بھی موقع ہے کہ سنہیل جاو ورنہ اس عذاب کی لپیٹ میں تم لوگ بھی آ جاو گے کیونکہ انکے جو اعمال تھے وہی تمہارے بھی اعمال ہیں تم بھی اپنے نبی کو جھٹلاتے ہو اور اللہ کا کہا ماننے سے انکار کرتے ہو۔

﴿درس نمبر ۱۸۴۲﴾ کافروں کی چالیں مقصد تک نہیں پہنچ سکتیں ﴿المومن ۲۳-۲۴-۲۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا
سِحْرٌ كَذٰبٌ ۝ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا اقْتُلُوْا اَبْنَاءَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ وَ
اسْتَحْیُوْا نِسَاءَهُمْ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِی ضَلٰلٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور لَقَدْ البتہ تحقیق اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجا مُوسٰی کو اپنی آیتوں اور سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ اپنی نشانوں اور واضح دلیل کے ساتھ اِلٰی فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف و اور هَامٰنَ ہامان و اور قَارُوْنَ قارون فَقَالُوْا تو انہوں نے کہا سِحْرٌ جادو گر ہے كَذٰبٌ بڑا جھوٹا فَلَمَّا چنانچہ جب جَاءَهُمْ وہ آیا ان کے پاس بِالْحَقِّ حق لے کر مِنْ عِنْدِنَا ہماری طرف سے قَالُوْا انہوں نے کہا اقْتُلُوْا تم قتل کرو اَبْنَاءَ بیٹوں کو الَّذِیْنَ ان لوگوں کے جو اٰمَنُوْا ایمان لائے مَعَهُ اس کے ساتھ و اور اسْتَحْیُوْا زندہ رکھو نِسَاءَهُمْ ان کی عورتوں کو و اور مَا كَيْدُ الْكٰفِرِیْنَ کافروں کی چال اِلَّا فِی ضَلٰلٍ ناکام ہی

ترجمہ:- اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور بڑی واضح دلیل دے کر فرعون، ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تھا تو انہوں نے کہا کہ یہ جھوٹا جادو گر ہے۔ پھر جب وہ لوگوں کے پاس وہ حق بات لے کر گئے جو ہماری طرف سے آئی تھی تو انہوں نے کہا کہ جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھو، حالانکہ کافروں کی چال کا انجام اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ مقصد تک نہ پہنچ سکیں۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں اور بڑی واضح دلیلیں دے کر فرعون، ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تھا۔

۲۔ تب ان لوگوں نے کہا کہ یہ جادو گر ہے۔

۳۔ پھر جب لوگوں کے پاس وہ حق بات لیکر گئے جو ہم نے ان کے پاس بھیجی تھی۔

۴۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو اور ان کی عورتوں کو

زندہ رکھو۔

۵۔ کافروں کی چالوں کا نتیجہ بس یہی ہے کہ وہ مقصد تک نہیں پہنچ سکیں۔

اللہ تعالیٰ رسول رحمت ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں کہ اے نبی! ہم بے شک ان مشرکین کو سزائیں دیں

گے، مگر آپ یہ بھی یاد رکھئے کہ جس طرح یہ مشرکین آپ کو تکلیفیں دے رہے ہیں، آپ کا کہنا نہیں مان رہے ہیں اور

آپ کو جھٹلار ہے ہیں ٹھیک اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے بھی اس کے ساتھ کیا تھا جب آپ ﷺ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام لیکر آئے تھے اور اس قوم کے بڑے بڑے سردار جیسے ہامان، فرعون اور قارون نے بھی انانیت کی وجہ سے آپ کو نبی ماننے سے انکار کیا حتیٰ کہ جب آپ نے ان کے سامنے اللہ کے عطا کردہ معجزے دکھلائے تو ان لوگوں نے آپ کو جادوگر کہہ دیا کہ یہ کوئی معجزہ نہیں جو آپ ہمیں دکھا رہے ہیں بلکہ ایک کھلا ہوا جادو ہے اور آپ خواہ مخواہ اللہ کے ذمہ تہمت لگا رہے ہیں کہ اس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے آپ اس سلسلہ میں جھوٹ بول رہے ہیں، آخر کار جب ان سرداروں اور فرعونوں کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے لگے جس سے یہ بات واضح ہو گئی تو ان کافروں نے یہ سوچا کہ اگر اسی طرح لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتے رہیں گے تو ایک دن ایسا آئے گا کہ انکا لشکر بہت بڑا ہو جائے گا اور ہمیں یہ لوگ اپنے وطن سے ہی نکال پھینکیں گے، لہذا ان کی تعداد کو بڑھنے نہ دو اور انکے جو مرد حضرات ہیں انہیں قتل کر دو اور انکی عورتوں کو چھوڑ دو تا کہ وہ ہمارے رحم و کرم پر پل کر ہماری خدمت کریں، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرعون نے اس طرح کا حکم دو بار دیا تھا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دو اور عورتوں کو چھوڑ دو، پہلی بار اس وقت جب کسی نجومی نے فرعون کو بتایا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری بادشاہت کو ختم کر دے گا اور تم پر غالب آجائے گا اور دوسری مرتبہ اس وقت جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی بن کر آئے تھے (تفسیر قرطبی - ج ۱۵، ص ۳۰۵) لیکن اللہ تعالیٰ نے دونوں مرتبہ ان کفار کی تدبیر اور کوشش کو ناکام بنا دیا، پہلی بار انکی یہ کوشش تھی کہ جس بچے یعنی موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خبر نجومی نے دی تو ان لوگوں نے چاہا کہ اس بچے کو پیدا ہونے ہی قتل کر دیا جائے مگر اللہ تعالیٰ نے انکی اس تدبیر کو ایسے ناکام بنایا کہ اس بچے کی پرورش خود اس فرعون کے گھر میں ہوئی اور اب جبکہ انکی یہ کوشش تھی کہ بنی اسرائیل کے آدمیوں کو قتل کر دیا جائے مگر یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے انکی اس کوشش کو ناکام کر دیا، ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خود انہیں غرق کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ کہ کافروں کی چالوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے مقصد کو ہی نہیں پہنچ سکے۔

﴿درس نمبر ۱۸۳۳﴾ لاوا! میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں ﴿المومن ۲۶-۲۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ رَبَّهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ۖ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَاورِ قَالَ كِهَافِرِ عَوْنِ فِرْعَوْنَ نِي كَزُوْنِي مِجھِي چھوڑو اَقْتُلْ مِيں قَتْلِ كِرْدُوں مُؤَسَى مَوْسَى كُوَوِ اَوْرِ لِيْدُغِ چَآپِي كِهِي وَهِي پَكَارِي رِبِّي اِنِي بِلَاشِي مِيں اَحْآفِ ذُرْتَا هُوں اَنْ يُّسَيِّدُ كِهِي وَهِي بِل دِي كَا دِيْتِكُمْ تَمِهَارِي دِيں كُو اَوْ يَا اَنْ يُّظْهَرُ كِهِي وَهِي بِيْلَاِي كَافِي الْاَرْضِ زِيں مِيں الْفَسَادَ فِسَادُ وَاورِ قَالَ مُؤَسَى نِي اِنِي بِي شَكِ مِيں عُدْتِ پِنَاهِ مِيں اَتَا هُوں يَرْوِي اِنِي پِنَاهِ كُو وَاورِ تَبِكُمْ تَمِهَارِي رِبِ كِي مِيں كَلِّ مَتَكَيِّبِ هِرَاسِ مَتَكْبَرِي لَا يُوْمِنُ جُو نِي مِيں اِيْمَانِ رَكْهَتِي يُوْمِ الْحِسَابِ يُوْمِ حِسَابِ پَرِ

ترجمہ:- وَاورِ فِرْعَوْنِ نِي كِهِي لَاؤ، مِيں مَوْسَى كُو قَتْلِ يِي كِرْذَالُوں وَاورِ اِسِي چَآپِي كِهِي اِنِي پَكَارِي لِي، مِجھِي ذُر هِي كِهِي يِي تَمِهَارِ اَدِيں بِل نِي ڈَالِي، يَا زِيں مِيں فِسَادِ بَرِ پَانِي كِر دِي كَا۔ وَاورِ مَوْسَى نِي كِهِي مِيں نِي تُو هِرَاسِ مَتَكْبَرِي سِي جُو يُوْمِ حِسَابِ پَرِ اِيْمَانِ نِي مِيں رَكْهَتَا، اِسِ كِي پِنَاهِ لِي هِي جُو مِيرَا جِي پَرِ وَرْدِ كَارِ هِي وَاورِ تَمِهَارِ اِنِي پَرِ وَرْدِ كَارِ۔

تشریح:- اِنِ دُو آيَتُوں مِيں پَانچِ بَاتِيں بِيَانِ كِي گِيں هِيں۔

۱۔ فِرْعَوْنِ نِي كِهِي لَاؤ مِيں مَوْسَى كُو قَتْلِ يِي كِرْذَالُوں۔

۲۔ اِسِي چَآپِي كِهِي اِسِ قَتْلِ سِي بِنچِي كِي لِي اِنِي پَكَارِي لِي۔

۳۔ اِسِ نِي كِهِي مِجھِي ذُر هِي كِهِي يِي تَمِهَارِ اَدِيں بِل ڈَالِي كَا۔

۴۔ يَا بِيْزِيں مِيں فِسَادِ بَرِ پَا كِرْذَالِي كَا۔

۵۔ مَوْسَى عَلِيهِ السَّلَامِ نِي كِهِي كِهِي مِيں نِي تُو هِرَاسِ مَتَكْبَرِي سِي جُو يُوْمِ حِسَابِ پَرِ اِيْمَانِ نِي مِيں رَكْهَتَا اِسِ كِي پِنَاهِ لِي هِي جُو مِيرَا جِي پَرِ وَرْدِ كَارِ هِي وَاورِ تَمِهَارِ اِنِي۔

جَبِ فِرْعَوْنِ نِي يِي حَالِ دِيكْهَا كِهِي لُوگِ مَسْلَسِلِ حَضْرَتِ مَوْسَى عَلِيهِ السَّلَامِ پَرِ اِيْمَانِ لَانِي لِي گِيں هِيں تُو اِسِ نِي غَضِي كِي حَالَتِ مِيں اِنِي دَرِ بَارِيُوں سِي كِهِي كِهِي اَبِ مِجھِي چھوڑ دُو مِيں يِي خُوْدِ اِسِ مَوْسَى كُو قَتْلِ كِر دُو كَا وَاورِ هِي قَتْلِ سِي بِنچِي كِي لِي اِنِي اِنِي رِبِ كُو پَكَارِ نَا چَآپِي تُو پَكَارِي لِي، كُوْنِي مَدِ لِي نَا چَآپِي تُو مَدِ لِي لِي مِگَرِ مِيں اِسِي هِرِ حَالِ مِيں قَتْلِ كِر كِي رَهُوں كَا، اِسَلِي كِهِي اِنِي مِيں نِي اِسِي قَتْلِ نِي مِيں كِيَا تُو وَهِي تَمِهَارِي دِيں كُو بِل دِي كَا وَاورِ تَمِهَارِي مَسْلَمَانِ بِنَا كِرِ چھوڑِي كَا اِنِي رِي نِي هُو سِي كِي تَمِ اِسِ مَوْسَى پَرِ اِيْمَانِ لِي اَدَا وَاورِ مَسْلَمَانِ بِنِ جَاوِ تُو پِچْرُو تَمِهَارِي اِسِ دُنِيَا كُو بَرِ بَادِ كِر دِي كَا وَاورِ تَمِ اِحِ جِسِ شَانِ وِشُو كَتِ كِي سَا تَحِي هُو اِسِ شَانِ وِشُو كَتِ كُو مَثَا دِي كَا وَاورِ تَمِهَارِي ذَلِيلِ كِر كِي رَكْهِي دِي كَا، حَضْرَتِ جِرِجِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نِي فَرَمَا يَا كِهِي اِسِ آيَتِ كَا مَطْلَبِ يِي هِي كِهِي اِنِي مَوْسَى اَوْرَا كِي قَوْمِ غَالِبِ آ جَانِيں تُو وَهِي مِجھِي تَمِهَارِي بِيْتُوں كُو قَتْلِ كِر كِي تَمِهَارِي عَوْرَتُوں كُو چھوڑ دِيں گِيں تَا كِهِي وَهِي تَمِ سِي اِسْكََا بِل لِي۔ (الدَّرَالْمُنَوَّرِ - ج، ۷، ص، ۲۸۴) جَبِ حَضْرَتِ مَوْسَى عَلِيهِ السَّلَامِ نِي اِسِ فِرْعَوْنِ كِي بَاتُوں كُو سَنَا تُو فَرَمَا يَا كِهِي تُو جِنْتِي چَآپِي اِرَادِي كِر لِي، جِنْتِي چَآپِي كُو شَشِيں كِر لِي تُو مِيرَا كِي كِي بَا كِر نِي سِي كَا اِسِ لِي كِهِي مِيں نِي اِنِي پَرِ وَرْدِ كَارِ كِي پِنَاهِ لِي هِي جِي هِي هِرِ مَتَكْبَرِ كِر نِي وَا لِي اِنِي اِنِي اِنِي مَانُوں سِي جُو حِسَابِ كِي دِنِ پَرِ اِيْمَانِ نِي مِيں رَكْهَتَا، وَهِي تَمِهَارِ اِنِي پَرِ وَرْدِ كَارِ هِي مِگَرِ تَحِي اِسِ پَرِ لَقِيں نِي مِيں خِيَرِ مِجھِي تَحِي سِي كِي قِسْمِ كَا ذُر نِي مِيں

توجہی کوشش کرنا چاہتا ہے کر لے پھر بھی تجھے تیرے مقصد میں کامیابی نہیں ملے گی۔ علماء تفسیر نے کہا کہ فرعون کو موسیٰ علیہ السلام کے رب یعنی اللہ پر ایمان تھا وہ جانتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا ہے جسکا ثبوت اس آیت میں ہے "وَلْيَدْعُ رَبَّهُ" وہ اپنے رب کو پکار لے، مگر اس نے محض اپنی انا اور تکبر کی وجہ سے اسکا انکار کیا۔ ان آیتوں سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اگر ہمیں اپنے کسی دشمن کا خوف لاحق ہو یا کوئی دشمن ہماری جان کے پیچھے پڑا ہوا ہو تو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے رب کی جانب رجوع کریں اور اللہ تعالیٰ کی اس دشمن سے پناہ حاصل کریں پھر دیکھیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی مدد کی تھی اسی طرح وہ ہماری بھی مدد کرے گا۔

﴿درس نمبر ۱۸۴۳﴾ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا ﴿المومن ۲۸-۲۹﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ
قَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ وَإِنْ يَكْذِبْنَا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكْذِبْنَا
يُصِيبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُّكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ يَقُومُ لَكُمْ
الْمَلِكُ الْيَوْمَ ظَهْرَيْنِ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ نَجِّنَا مِنَ الظَّالِمِينَ
أُرِيكُمْ آلَا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:-۔۔ اور قال کہا رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ایک مومن مرد نے مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ آل فرعون میں سے
يَكْتُمُ جو چھپاتا تھا اِيمَانَهُ اپنا ایمان اَتَقْتُلُونَ کیا تم قتل کرتے ہو رَجُلًا ایک آدمی کو اُن اس بات پر کہ
يَقُولُ وہ کہتا ہے رَبِّيَ اللّٰهُ میرا رب اللہ ہے وَ اور قَدْ تحقیق جَاءَكُمْ وہ آیا ہے تمہارے پاس بِالْبَيِّنَاتِ روشن
دلائل کے ساتھ مِنْ رَبِّكُمْ تمہارے رب کی طرف سے وَ اور اِنْ اگر يَكْذِبْنَا ہے وہ کاذباً جھوٹا فَعَلَيْهِ تو اسی پر ہے
كَذِبُهُ اس کا جھوٹ وَ اور اِنْ اگر يَكْذِبْنَا ہے وہ صادقاً سچا يُصِيبْكُمْ تو تم کو پہنچے گا بَعْضُ کچھ حصہ الَّذِي اس کا
جس کا يَعِدُّكُمْ وہ تم سے وعدہ کرتا ہے اِنَّ لے شک اللہ اللہ لَا يَهْدِي مَنْ ہدایت نہیں دیتا مَنْ هُوَ اس شخص کو جو ہو
مُسْرِفٌ حد سے بڑھنے والا كَذَّابٌ بہت جھوٹا يَقُومُ اے میری قوم لَكُمْ تمہارے لیے ہي الْمَلِكُ بادشاہی
الْيَوْمَ آج ظہرین جب کہ تم ہی غالب ہو فی الْأَرْضِ زمین میں فَمَنْ پھر کون يَنْصُرُنَا ہماری مدد کرے گا مَنْ
بَنِي إِسْرَائِيلَ کے عذاب سے اِنْ اگر جَاءَكُمْ وہ آگیا ہمارے پاس قَالَ کہا فِرْعَوْنَ فرعون نے مَا أُرِيكُمْ میں
نہیں دکھاتا تمہیں اِلَّا مگر مَا وہی جو اَرَىٰ میں دیکھتا ہوں وَ اور مَا أَهْدِيكُمْ میں تمہاری رہنمائی نہیں کرتا اِلَّا مگر
سَبِيلَ الرَّشَادِ بھلائی ہی کے راستے کی

ترجمہ:- اور فرعون کے خاندان میں سے ایک مومن شخص جو ابھی تک اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا بول اٹھا کہ کیا تم ایک شخص کو صرف اس لئے قتل کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے؟ حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں لے کر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہی ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر سچا ہو تو جس چیز سے وہ تمہیں ڈرا رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر آ ہی پڑے گی، اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گذر جانے والا (اور) جھوٹ بولنے کا عادی ہو۔ اے میری قوم! آج تو تمہیں ایسی سلطنت حاصل ہے کہ زمیں میں تمہارا راج ہے، لیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آ گیا تو کون ہے جو اس کے مقابلے میں ہماری مدد کرے؟ فرعون نے کہا میں تو تمہیں وہی رائے دوں گا جسے میں درست سمجھتا ہوں اور میں تمہاری جو رہنمائی کر رہا ہوں وہ بالکل ٹھیک راستے کی طرف کر رہا ہوں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ فرعون کے خاندان میں سے ایک شخص نے جو ابھی تک ایمان چھپائے ہوئے تھا بول اٹھا۔

۲۔ کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کر رہے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے؟

۳۔ حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں لیکر آیا ہے۔

۴۔ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا۔

۵۔ اگر سچا ہو تو جس چیز سے وہ تمہیں ڈرا رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر آ پڑے گی۔

۶۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گذرنے والا اور جھوٹ کا عادی ہو۔

۷۔ اے میری قوم! آج تو تمہیں ایسی سلطنت حاصل ہے کہ زمیں میں تمہارا راج ہے۔

۸۔ لیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آ گیا تو کون ہے جو اسکے مقابلے میں ہماری مدد کرے؟

۹۔ فرعون نے کہا میں تو تمہیں وہی رائے دوں گا جسے میں درست سمجھتا ہوں۔

۱۰۔ میں تمہاری جو رہنمائی کر رہا ہوں وہ بالکل ٹھیک راستے کی طرف کر رہا ہوں۔

جب فرعون نے اپنی محفل میں یہ کہا تھا کہ میں خود اس موسیٰ کو قتل کر دوں گا تو اسکی محفل میں بیٹھے ہوئے اسی کے

خاندان میں سے ایک شخص نے کہا جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان تو رکھتا تھا مگر اس ڈر سے اسے چھپائے ہوئے تھا کہ کہیں وہ ظاہر کر دے تو یہ لوگ اسکی جان لے لیں گے لیکن جب اس نے یہ سنا کہ فرعون اس نبی کے قتل کی سازش کر رہا ہے تو اس سے رہا نہیں گیا اور بھری محفل میں ہی بول اٹھا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کو قتل کرنے کی سوچ رہے ہو جس کا

کوئی جرم نہیں ہے سوائے اسکے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے؟ اور اسکا یہ کہنا بھی کوئی جرم نہیں ہے، کیونکہ یقیناً اللہ

ایک ہی ہے جس پر اس نے تمہارے سامنے دلیلیں اور معجزات بھی پیش کئے ہیں تو پھر ایک ایسے سچے آدمی کو قتل کرنا

کوئی درست بات نہیں ہے، ہاں! اگر بالفرض وہ جھوٹ بول رہے ہیں تو اس میں انکا ہی نقصان ہے انہیں اس جھوٹ کی سزا اور پر والا ضرور دے گا لیکن اگر وہ یقیناً اپنی بات میں سچے ہوں اور اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہوں تو اگر ہم اس نبی کو قتل کریں گے تو کیا اوپر والا پروردگار ہمیں یونہی چھوڑ دے گا؟ نہیں! بلکہ اسکا سخت سے سخت انتقام ہم سے لے گا جس انتقام کی ہم میں طاقت نہیں اور جس عذاب سے وہ ہمیں ڈراتے ہیں وہ یقیناً ہم پر آ کر رہے گا تو بھلائی ہماری اسی میں ہے کہ ہم اس خیال کو اپنے ذہنوں سے نکال دیں اور ہاں! اگر کوئی ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو جھوٹ اور ظلم جیسی مادوں سے پاک کر لے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹے اور حد سے گزرنے والوں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا، اس آیت میں جس مومن بندے کا ذکر کیا گیا ہے اسکے بارے میں علماء تفسیر کے مختلف اقوال ہیں کہ وہ شخص بنی اسرائیل میں سے تھا اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ شخص فرعون کی قوم کا ہی ایک فرد تھا اس لئے کہ بنو اسرائیل کی پہنچ فرعون کے دربار تک نہیں تھی بلکہ یہ لوگ تو غلاموں کے قبیل سے تھے اور بعض نے کہا کہ وہ فرعون کے چچا کا بیٹا تھا، بعض نے اس مومن بندے کا نام جبریل لکھا ہے (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۶۷، ۳) بعض نے کہا کہ اسکا نام حزقیل تھا اور بعض نے کہا کہ اسکا نام حبیب تھا (الدر المنثور۔ ج ۷، ص ۲۸۵) حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مجھے سب سے سخت چیز بتاؤ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکوں نے کی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے تو آپ کے پاس عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے آپ کے مونڈھے پکڑ کر اور آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر آپ کے گلے کو بہت زور سے گھونٹنے لگا، اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اسکے کاندھے پکڑ کر اسے دور ہٹا دیا پھر یہی آیت پڑھی **أَتَفْتُلُونَن رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ** کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو بس یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور حالانکہ وہ اس پر تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں بھی لیکر آیا ہے؟۔ (بخاری ۴۸۱۵)

اس مومن بندے نے فرعون اور اسکی قوم کو ڈرایا کہ دیکھو! آج تو تمہیں دولت اور بادشاہت ملی ہوئی ہے مگر سوچو کہ اگر تم نے اس سچے نبی کے ساتھ کچھ غلط کیا تو پھر اللہ اسکا بدلہ ہم سے لے گا اور اپنا عذاب ہم پر بھیج دے گا اور جب اسکا عذاب آ جائے گا تو کسی میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ ہمیں اس عذاب سے بچا سکے تو اس وقت ہمارا ہلاک ہونا طے شدہ ہے، اگر تم اپنی بادشاہت کو باقی رکھنا چاہتے ہو تو اس نبی کے ساتھ کسی قسم کی برائی کا خیال اپنے دل و دماغ سے نکال دو، اس مومن بندے کی ساری باتیں سن کر فرعون نے کہا کہ دیکھو! میں جو تم سے کہہ رہا ہوں وہی درست ہے کہ اس موسیٰ کو قتل کر دو اس لئے کہ اگر اس موسیٰ کو قتل نہ کیا گیا تو وہ ایک دن ہم پر غالب آ جائے گا اور ہماری سلطنت تو چلی جائے گی، اسکے ساتھ ساتھ وہ ہمارے ساتھ وہی سلوک کرے گا جو ہم اس کی قوم کے ساتھ کرتے تھے یعنی وہ ہمارے مردوں کو مار دے گا اور عورتوں کو چھوڑ دے گا، میں تمہیں جو صلاح دے رہا ہوں وہ بالکل درست اور ٹھیک ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۲﴾ مجھے تم پر اسی دن کا خوف ہے جس دن چیخ و پکار مچے گی ﴿المؤمن ۳۰-۳۱-۳۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَوْمَ يَقَوْمِ إِيَّيَّيَّ أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۝ مِثْلَ دَابِ قَوْمِ نُوحٍ وَ عَادٍ وَ ثَمُودَ وَ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ وَ مَا اللَّهُ يُرِيدُ ظَلْمًا لِلْعِبَادِ ۝ وَ يَقَوْمِ إِيَّيَّيَّ أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ يَوْمَ تُولُّونَ مُدْبِرِينَ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ وَ مَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ :- واور قال کہا اللہ تعالیٰ اس شخص نے جو آمن ایمان لایا تھا یقیناً تم پر میری قوم! ایسی بلاشبہ میں آخاف ڈرتا ہوں علیکم تم پر مثل مانند یوم الاحزاب کے دن کے مثل مانند داب قوم نوح و اور عاد و ثمود کے و اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے جو من بعدہم ان کے بعد ہوئے و اور ما نہیں اللہ اللہ تعالیٰ چاہتا ظلم کرنا لعلعباد بندوں پر و اور یقیناً تم پر میری قوم! ایسی بلاشبہ میں آخاف ڈرتا ہوں علیکم تم پر یوم التناد ایک دوسرے کو پکارنے کے دن سے یوم تلولون تم پھر گے مدبرین پیٹھ پھیرتے ہوئے ما نہیں لکم تمہارے لیے من اللہ اللہ سے من عاصم کوئی بچانے والا و اور من جس کو یضلیل گمراہ کر دے اللہ اللہ تعالیٰ تو نہیں ہے لہذا اس کو من ہاد کوئی ہدایت دینے والا

ترجمہ :- اور جو ایمان لے آیا تھا اس نے کہا اے میری قوم! مجھے ڈر ہے کہ تم پر ویسا ہی دن نہ آجائے جیسا بہت سے گروہوں پر آچکا ہے۔ (اور تمہارا حال بھی ویسا نہ ہو) جیسا حال نوح (علیہ السلام) کی قوم کا اور عاد و ثمود کا اور ان کے بعد کے لوگوں کا ہوا تھا اور اللہ بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اور اے میری قوم! مجھے تم پر اس دن کا خوف ہے جس میں چیخ و پکار مچی ہوگی۔ جس دن تم پیٹھ پھیر کر اس طرح بھاگو گے کہ کوئی بھی تمہیں اللہ سے بچانے والا نہیں ہوگا اور جسے اللہ بھٹکا دے اسے کوئی راستہ دکھانے والا میسر نہیں آتا۔

تشریح :- ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس ایمان والے شخص نے کہا اے میری قوم! مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم پر بھی وہ دن نہ آجائے جو تم سے پہلے بہت سے لوگوں پر آیا تھا۔

۲۔ تمہارا حال بھی کہیں ایسا نہ ہو جیسا کہ نوح علیہ السلام اور عاد علیہ السلام کی قوم کا اور ان کے بعد والے لوگوں کا ہوا تھا

۳۔ اللہ بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

۴۔ اے میری قوم! مجھے تم پر اس دن کا خوف ہے جس دن چیخ و پکار مچے گی۔

۵۔ جس دن تم پیٹھ پھیر کر اس طرح بھاگو گے کہ کوئی بھی تمہیں اللہ سے بچانے والا نہیں ہوگا۔
۶۔ جسے اللہ بھٹکا دے اسے کوئی راہ بتانے والا میسر نہیں آتا۔

جب فرعون اسی بات پر اٹل رہا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دے گا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ قتل کرنے ہی میں ساری قوم کی بھلائی ہے تو پھر اسکی بات کو سن کر اس مومن بندے نے کہا کہ اے میری قوم! اگر تم لوگ اس فرعون کی باتوں میں آ کر وہ کام کرو گے جسکا تم نے ارادہ کیا ہے تو پھر وہ وقت بہت قریب ہے کہ جس وقت تم پر ایسا سخت عذاب آئیگا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر آیا تھا، ان لوگوں نے بھی اپنے اپنے انبیاء کو جھٹلایا اور انہیں ایذا نہیں اور تکلیفیں دیں، جس طرح انہیں ہلاک کیا گیا اسی طرح تمہیں بھی ہلاک کیا جائے گا ورنہ دونوں کی ایک ہی ہوگی کہ ان لوگوں نے بھی اپنے انبیاء کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا اور تم بھی کر رہے ہو، اگر تم اس عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو اپنے ارادوں کو ترک کر دو ورنہ پھر جب اس رب کا عذاب آ جائے گا تو تمہیں اور ہمیں کوئی بچانے والا نہیں ہوگا، اللہ اس وقت تک عذاب نہیں بھیجتا جب تک کہ کوئی قوم گناہ والے کام نہ کرنے لگ جائے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا بلکہ وہ تو انہی اعمال کی سزا دیتا ہے جو بندے کرتے ہیں اسکے علاوہ کسی اور کی سزا نہیں دیتا، یہ تو اس دنیا میں ہونے والی سزا ہے جسکا مجھے ڈر ہے اسکے علاوہ بھی قیامت کے دن کا عذاب ہے جو تمہیں جھیلنا ہوگا اور قیامت کا دن ایسا ہولناک دن ہوگا کہ ہر طرف سے وہاں چیخ و پکار کی آوازیں آتی ہوں گی کہ جن آوازوں کو سن کر انسان کا دل دہل جائے گا، اتنی خوفناک آوازیں اس دن آئیں گی کہ یہ آوازیں وہ ہوں گی جو جنمیوں کو سزائیں دیتے وقت انکی زبانوں سے نکلیں گی جسے سکر ہی انسان خوف کے مارے بے حال ہو جائے گا، جیسا کہ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۵۰ میں ہے "وَنَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ" کہ جس دن جنمی لوگ اس آگ کی تاب نہ لا کر جنتیوں کو پکارتے ہوئے کہیں گے کہ ذرا ہماری اس آگ پر پانی ڈال کر اسے بجھاؤ تو سہی ہمیں اس آگ نے تڑپا کر رکھ دیا ہے۔ ایسی ہی درد بھری آوازیں اس دن آنے لگیں گی اور ہر جگہ افراتفری کا ماحول ہوگا کہ ہر کوئی اس عذاب سے بچنا چاہے گا، حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کو حکم دیں گے تو وہ اللہ کے حکم سے پھٹ جائے گا اور ملائکہ زمیں پر اترنے لگیں گے اسی طرح ساتوں آسمان ایک ایک کر کے پھٹنے لگیں گے اور ہر آسمان سے فرشتے نیچے اترنے لگیں گے اور ایک کے پیچھے ایک صف بنا کر کھڑے ہونگے اسکے بعد پھر سب سے بڑا فرشتہ آئیگا اور جہنم کو کھینچ کر لائے گا جب زمیں والے اس فرشتے کو دیکھیں گے تو مارے ہیبت کے ادھر ادھر بھاگنے لگیں گے لیکن زمیں کے کسی بھی کنارہ پر چلے جائیں انہیں فرشتے پکڑ کر لائیں گے اور انکی جو جگہ متعین ہے اس میں انہیں ڈال دیں گے۔ (الدر المنثور - ج، ۷، ص، ۲۸۶) اسی دن کے بارے میں کہا گیا کہ جس دن تم لوگ پیٹھ پھیر کر اس عذاب سے بچنے کے لئے بھاگو گے مگر پھر بھی بچ نہ سکو گے، تم جہان کہیں بھی چلے جاؤ فرشتے تمہیں پکڑ کر لائیں گے اور تمہارے ٹھکانہ میں تمہیں

چھوڑ دیں گے اور تمہیں اس سے بچانے والا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں ہوگا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ لوگ جہنم کو دیکھیں گے تو اس دل وہ اللہ کے عذاب اور اسکی سزا سے بچنے کیلئے بھاگیں گے۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۳۸۲) آخر میں یہ کہا گیا کہ جس کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے گمراہی لکھ دی ہو اسے کوئی ہدایت پر لا نہیں سکتا چاہے اسکے سامنے کتنی ہی دلیلیں پیش کی جائیں اور کتنا ہی اسے سمجھایا جائے وہ نہیں مانے گا؟۔

(درس نمبر ۱۸۳۶) یہ بات اللہ کے نزدیک بھی قابلِ نفرت ہے (المومن ۳۲-۳۵)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلِ الْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّىٰ إِذَا
هَلَكَ قُلْتُمْ لَن يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن هُوَ مُسْرِفٌ
مُّرْتَابٌ ۝ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ أَتٰهُمُ كِبْرًا مَّقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ
الَّذِينَ آمَنُوا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبٍ مُّتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور لَقَدْ البتہ تحقیق جَاءَكُمْ کُم آیا تمہارے پاس یُوسُفُ یوسف مِنْ قَبْلِ اس سے پہلے بِالْبَيِّنَاتِ واضح دلائل کے ساتھ فَمَا زِلْتُمْ پھر تم ہمیشہ رہے فِي شَكٍّ شک میں مِمَّا اس سے جو جَاءَكُمْ کُم بہ وہ تمہارے پاس لایا حَتَّىٰ یہاں تک کہ إِذَا جب هَلَكَ وہ فوت ہو گیا قُلْتُمْ تو تم نے کہا لَن يَبْعَثَ ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ اللہ مِنْ بَعْدِهِ اس کے بعد رَسُولًا کوئی رسول كَذٰلِكَ اسی طرح يُضِلُّ گمراہ کرتا ہے اللہ اللہ مَن هُوَ اس شخص کو کہ وہ ہُوَ مُسْرِفٌ حد سے بڑھنے والا مُرْتَابٌ شک کرنے والا الَّذِينَ وہ لوگ جو يُجَادِلُونَ جھگڑتے ہیں فِي آيَاتِ اللہ کی آیتوں میں بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ بغیر کسی ایسی دلیل کے أَتٰهُمُ جو آئی ہو ان کے پاس كِبْرًا مَقْتًا بڑی ناراضی کا باعث ہے عِنْدَ اللہ کے نزدیک و اور عِنْدَ الَّذِينَ ان لوگوں کے نزدیک جو آمَنُوا ایمان لائے كَذٰلِكَ اسی طرح يَطْبَعُ مہر لگا دیتا ہے اللہ اور عَلَىٰ كُلِّ قَلْبٍ ہر دل پر مُتَكَبِّرٍ متکبر جَبَّارٍ سرکش کے

ترجمہ:- اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے یوسف (علیہ السلام) تمہارے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تھے، تب بھی تم ان کی لائی ہوئی باتوں کے متعلق شک میں پڑے رہے، پھر جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہا کہ ان کے بعد اللہ اب کوئی پیغمبر نہیں بھیجے گا، اسی طرح اللہ ان تمام لوگوں کو گمراہی میں ڈالے رکھتا ہے جو حد سے گذرے ہوئے، شکي ہوتے ہیں۔ جو اپنے پاس کسی واضح دلیل کے آئے بغیر اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں، یہ بات اللہ کے نزدیک بھی قابلِ نفرت ہے اور ان لوگوں کے نزدیک بھی جو ایمان لے آئے ہیں، اسی طرح اللہ ہر متکبر جابر شخص کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱- حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے یوسف علیہ السلام تمہارے پاس روشن دلیلیں لیکر آئے تھے۔
- ۲- تب بھی تم انکی لائی ہوئی باتوں سے متعلق شک میں پڑے رہے۔
- ۳- جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہا کہ ان کے بعد اللہ کوئی پیغمبر نہیں بھیجے گا۔
- ۴- اسی طرح اللہ ان لوگوں کو گمراہی میں ڈالے رکھتا ہے جو حد سے گزرے ہوئے اور شکلی مزاج ہوتے ہیں۔
- ۵- جو اپنے پاس کسی واضح دلیل کے آئے بغیر اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں۔
- ۶- یہ بات اللہ کے نزدیک بھی قابل نفرت ہے اور ان لوگوں کے پاس بھی جو ایمان لے آئے ہیں۔
- ۷- اسی طرح اللہ ہر متکبر، جاہر شخص کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

اے میری قوم! تم سے پہلے تمہارے باپ دادا کے پاس بھی انبیاء آئے تھے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی بنا کر بھیجا اور وہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے واضح دلائل بھی لیکر آئے تو اس قوم کے لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نبی ماننے سے انکار کیا اور انکی نبوت کے سلسلہ میں شک میں پڑے رہے جیسا کہ آج تم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کر رہے ہو، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے دلائل اور معجزات دیکر بھیجا ہے جن کا تم نے مشاہدہ بھی کیا اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات ہو گئی تب تمہارے آباء و اجداد نے انہیں نبی تسلیم کیا اور یہ بھی کہا کہ یہ اللہ کے نبی تھے اور اب انکے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا، ٹھیک ایسا ہی حال تمہارا ہے کہ تمہارے درمیان اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود ہیں مگر تم انہیں نبی ہی نہیں مانتے، اس لئے ان گزرے ہوئے لوگوں کے واقعات سے سبق حاصل کرو اور جو غلطی ان لوگوں نے کی تھی وہ غلطی تم لوگ مت کرو اسلئے کہ جو بھی اللہ کی باتوں میں شک کرتا ہے اور اسکے احکامات کو نہ مان کر حد سے تجاوز کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ہدایت سے دور کر دیتے ہیں کہ ہدایت ایک عمدہ اور پاکیزہ دولت ہے وہ شک اور حد سے تجاوز کرنے والی ناپاک چیزوں کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی اگر تم ہدایت پانا چاہتے ہو تو پہلے ان دو چیزوں کو اپنے سے دور کرو اور پھر اللہ کی آیتوں میں غور کرو یقیناً تم راہ پا جاؤ گے، ان انبیاء کو جھٹلانے والوں کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ یہ لوگ بغیر کسی دلیل کے اللہ کی بھیجی ہوئی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو باتیں بیان کی ہیں وہ نعوذ باللہ درست نہیں ہیں، حالانکہ کسی بھی بات کا انکار کرنے کے لئے اس کے انکار پر اپنے پاس کوئی دلیل ہونا چاہئے جس سے یہ بات مانی جاسکے کہ وہ غلط ہے ورنہ اس بتائی ہوئی بات کو تسلیم کر لینا چاہئے مگر ان کافروں کا حال ہی الٹا ہے یہ اللہ کی بیاں کردہ باتوں کو جھٹلاتے ہیں مگر اس پر کوئی دلیل پیش نہیں کرتے، یہ کافر اسلئے ایمان قبول نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں پر حق بات کو قبول کرنے سے مہر لگا دی کہ اب کوئی حق بات انکے دل میں جا

نہیں سکے گی اور وہ اسی طرح ساری عمر گمراہی میں رہیں گے، اللہ نے انکے دل پر جو مہر لگائی ہے وہ بے وجہ نہیں لگائی بلکہ یہ لوگ جو تکبر کر رہے ہیں یہ اسکا نتیجہ ہے کہ انکے دلوں پر مہر لگ گئی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ بلا وجہ کسی کے ساتھ ایسا نہیں کرتا۔ ان آیتوں میں چار ایسی صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ اور ایمان ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے یعنی ایک مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ ان عادتوں اور خصلتوں کو اپنے اندر جگہ دے ان میں سے سب سے پہلی چیز حد سے بڑھ جانا یعنی جس چیز کا انسان کو حکم دیا گیا ہے اسے نہ کرنا اور وہ کام کرنا جس سے اسے روکا گیا ہے، دوسری صفت شک کرنا یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ حکم ہمیں دیا ہے یا نہیں؟ اور جو حکم دیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجا ہے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ، تیسری صفت تکبر کرنا، تکبر کرنے سے ایک خاص خصلت انسان کے اندر یہ پیدا ہوتی ہے کہ وہ سامنے والے کی باتوں کو اس لئے نہیں مانتا کہ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور چوتھی خصلت سرکشی کرنا، اللہ کے احکامات کو نہ ماننا، اسے نظر انداز کرنا وغیرہ۔

﴿درس نمبر ۱۸۳﴾ اے ہامان! میرے لئے ایک اونچی عمارت بناو ﴿المومن ۳۶ تا ۳۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانَ ابْنِ بَنِي صَوْرَةَ لَعَلِّيْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطْلِعْ اِلٰى اِلٰهِ مُوسٰى وَ اِنِّىْ لَا اَظُنُّهُ كَاذِبًا ۝ وَ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهٖ وَ صَدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۝ وَ مَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِى تَبٰبٍ ۝ وَ قَالَ الَّذِىْ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اِهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشٰدِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اور قَالَ کہا فِرْعَوْنُ فرعون نے يَا هَامَانَ اے ہامان! ابْنِ تو بنانی میرے لیے صَوْرَةَ ایک بلند عمارت لَعَلِّيْ تاکہ میں اَبْلُغُ پہنچوں الْاَسْبَابَ راستوں پر اَسْبَابَ راستوں پر السَّمٰوٰتِ آسمانوں کے فَاَطْلِعْ پھر میں جھانک کر دیکھوں اِلٰى اِلٰهِ مُوسٰى موسیٰ کے الہ کی طرف اور اِنِّىْ بے شک میں لَا اَظُنُّهُ یقیناً اسے گمان کرتا ہوں كَاذِبًا جھوٹا اور كَذٰلِكَ اسی طرح زُيِّنَ مزین کر دیا گیا لِفِرْعَوْنَ فرعون کے لیے سُوءُ عَمَلِهٖ اس کا برا عمل و اور صَدَّ وہ روکا گیا عَنِ السَّبِيْلِ راستے سے و اور مَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ فرعون کی اِلَّا الْاَكْرَفِیْ تَبٰبٍ تباہی ہی میں و اور قَالَ کہا الَّذِىْ اس شخص نے جو اٰمَنَ ایمان لایا تھا يٰقَوْمِ اے میری قوم! اتَّبِعُوْنِ تم میری پیروی کرو اِهْدِكُمْ میں تمہیں بتلاؤں سَبِيْلَ راستہ الرَّشٰدِ بھلائی کا

ترجمہ:- اور فرعون نے (اپنے وزیر سے) کہا کہ اے ہامان! میرے لئے ایک اونچی عمارت بنا دو تاکہ میں ان راستوں تک پہنچوں جو آسمانوں کے راستے ہیں پھر میں موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں اور یقین رکھوں کہ میں تو اسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔ اسی طرح فرعون کی بدکرداری اس کی نظر میں خوشنما بنا دی گئی تھی اور اسے راستے سے روک

دیا گیا تھا اور فرعون کی کوئی چال ایسی نہیں تھی جو بربادی میں نہ گئی ہو۔ اور جو شخص ایمان لے آیا تھا اس نے کہا، اے میری قوم! میری بات مانو میں تمہیں ہدایت کے راستے پر لے جاؤں گا۔
 تشریح:۔ ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔
 ۱۔ فرعون نے اپنے وزیر سے کہا اے ہامان! میرے لئے ایک اونچی عمارت بناو۔
 ۲۔ تاکہ میں ان راستوں تک پہنچوں جو آسمان کے راستے ہیں۔
 ۳۔ پھر میں موسیٰ کے رب کو جھانک کر دیکھوں۔ ۴۔ یقین رکھو کہ میں اسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔
 ۵۔ اس طرح فرعون کی بد کرداری اسکی نظر میں خوش نما بنا دی گئی تھی۔
 ۶۔ اے راستے سے روک دیا گیا تھا۔ ۷۔ فرعون کی کوئی چال ایسی نہیں تھی جو بربادی میں نہ گئی ہو۔
 ۸۔ جو شخص ایمان لے آیا تھا اس نے کہا کہ اے میری قوم! میری بات مانو میں تمہیں ہدایت کے راستے پر لے جاؤں گا۔

جب اس ایمان والے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم کے واقعات سے اس قوم کو آگاہ کیا اور انہیں ڈرایا تو فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ اے ہامان! چلو تم ایک ایسی اونچی عمارت تیار کرو جس سے کہ میں آسمان کے راستوں پر جا سکوں اور پھر وہاں سے میں موسیٰ کے رب تک پہنچ جاؤں اور موسیٰ کے رب کو جھانک کر دیکھوں پھر فرعون نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ موسیٰ جو کہہ رہے ہیں کہ ایک رب ہے جو آسمانوں میں عرش پر مستوی ہے اور وہاں سے ساری کائنات کا نظام چلا رہا ہے اور اسی نے موسیٰ کو نبی بنا کر بھیجا ہے، یہ سب باتیں موسیٰ کی اپنی بنائی ہوئی ہیں اس میں کسی قسم کی سچائی نہیں ہے اور جب میں اوپر آسمانوں میں جاؤنگا تو وہاں مجھے کوئی خدا اور کوئی پروردگار ملنے والا نہیں ہے، موسیٰ کے بارے میں میرا یہ گمان ہے کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں، فرعون کی ان باتوں کا مقصد بس یہ تھا کہ وہ ان باتوں سے اپنی قوم کو شک میں ڈال دے اور انہیں یہ بتا سکے کہ ایسا کوئی رب موجود نہیں ہے لہذا تم لوگ ان کی باتوں میں مت آو اور جس دین پر تم اب ہو اسی پر ہمیشہ رہو، فرعون کی ان باتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے فرعون کی بد کرداری اور اسکے گناہوں کو اسکے لئے مزین کر دیا اور اسکی نظر میں اسکے اعمال کو اچھا اور خوش نما دکھلایا تو اب یہ ان کاموں سے باز نہیں آئے گا کیونکہ انہی کاموں کو وہ اچھا سمجھنے لگا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون کی سازشوں کے بارے میں فرمایا کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے خلاف جتنی بھی سازشیں کیں ہم نے ان سازشوں کو ملیا میٹ کر دیا، اسکی کوئی بھی سازش موسیٰ کے خلاف کامیاب نہیں ہوئی چاہے وہ اس وقت کی ہو جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے کہ اس نے سارے بچوں کو مارنے کا حکم اس خوف سے دیا تھا کہ کہیں وہ بچے بڑے ہو کر اس کی سلطنت نہ چھین لیں مگر وہ اس میں ناکام ہوا، پھر اسکے بعد قبلی کے قتل کی وجہ

سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا اس معاملہ میں بھی ناکام ہوا، پھر موسیٰ علیہ السلام کو جادو گروں سے شکست دینے کی کوشش کی مگر وہ جادو گر خود حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے الغرض فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے خلاف جتنی بھی سازشیں کی تھیں وہ سب اللہ کے حکم سے ناکام ہو گئیں وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ اور فرعون کی سازش تو ناکام ہی ناکام رہی، جب فرعون نے اپنی قوم کے لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کے رب کے سلسلہ میں لوگوں میں شک ڈالنا چاہا کہ اگر میں آسمان میں جا کر بھی دیکھ لوں تو وہاں بھی مجھے موسیٰ کا رب ملنے والا نہیں ہے، لہذا اب تم لوگ جن بتوں کی بھی عبادت کر رہے ہو اسی کی عبادت کرو، تب اس ایمان والے بندے نے کہا جو موسیٰ علیہ السلام کے دربار میں تھا کہ اے میری قوم! یہ فرعون تمہیں سیدھے راستے سے بھٹکانا چاہتا ہے اور گمراہی کے دلدل میں پھنسانا چاہتا ہے تم لوگ اسکی باتوں میں نہ آنا بلکہ میں نے تمہیں جو حق کا راستہ بتلایا ہے وہی سیدھا راستہ ہے اسی راستے پر چلا کرو اور میں بھی اسی راستے پر چل رہا ہوں، اس لئے کہ یہ راستہ آخرت کی کامیابی کی جانب لے جاتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۳۸﴾ آخرت ہی رہنے بسنے کا اصل گھر ہے ﴿المومن ۳۹-۴۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَقُومُوا إِيمَانًا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۚ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْطِيَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرِزُّونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- یقُومُوا اے میری قوم! ایماناً بس ہذیہ یہ الحیوۃ الدنیازندگانی دنیا مَتَاعٌ فائدہ اٹھالینا ہے واور اِنَّ بے شک الْآخِرَةُ آخرت ہی وہی ہے دَارُ الْقَرَارِ ٹھہرنے کا گھر مَنْ عَمِلَ جس نے کی سَيِّئَةً کوئی برائی فَلَآ يُجْزَى وہ بدلہ نہیں دیا جائے گا اِلَّا مِثْلَهَا اسی کے برابر واور مَنْ عَمِلَ جس نے عمل کیا صَالِحًا نیک مِّنْ ذَكَرٍ مرد ہو او یا اُنْطِيَ عورت و جبکہ هُوَ وہ مُؤْمِنٌ مومن ہو فَاُولَٰئِكَ تو بھی لوگ يَدْخُلُونَ داخل ہوں گے الْجَنَّةَ جنت میں يُرِزُّونَ وہ رزق دیے جائیں گے فِيهَا اس میں بِغَيْرِ حِسَابٍ بے حساب

ترجمہ:- اے میری قوم! یہ دنیوی زندگی تو بس تھوڑا سا مزہ ہے اور یقیناً جانو کہ آخرت ہی رہنے بسنے کا اصل

گھر ہے۔ اور جس شخص نے کوئی برائی کی ہوگی اسے اسی کے برابر بدلہ دیا جائے گا اور جس نے نیک کام کیا ہوگا چاہے وہ مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے، وہاں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے میری قوم! یہ دنیوی زندگی تو بس تھوڑا سا مزہ ہے۔

۲۔ یقین جانو کہ آخرت ہی رہنے بسے کا اصل گھر ہے۔

۳۔ جس شخص نے کوئی برائی کی ہوگی اسے اسکا برابر بدلہ دیا جائے گا۔

۴۔ جس نے نیک کام کیا ہوگا چاہے وہ مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے۔

۵۔ وہاں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا۔

فرعون کے دربار میں موجود ایمان والے نے کہا کہ دیکھو! یہ دنیا تمہیں پر رونق اور خوش نما لگ رہی ہے، اس میں موجود چیزیں تمہارے دل کو بہلا رہی ہیں تو جان لو کہ یہ مزہ اور یہ رونق تو بس تھوڑے ہی دنوں کی ہے، سورہ نساء کی آیت نمبر ۷۷ میں بھی کہا گیا "قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَى" کہ دنیوی فائدہ تو بس تھوڑے دن کا ہی ہے لیکن آخرت اس دنیوی فائدہ کے مقابلہ میں اس شخص کے لئے بہتر ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو، سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸۵ میں کہا گیا "وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْعُرُورِ" دنیوی زندگی تو بس دھوکے کا سامان ہے، اور سورہ انعام کی آیت نمبر ۳۲ میں کہا گیا "وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ" دنیوی زندگی تو بس کھیل کود ہے، اصل گھر اور رہنے کی جگہ تو وہ آخرت ہے کہ جہاں پر نہ ہی انسان کو اس گھر سے نکالا جائے گا اور نہ ہی وہاں کی عیش و عشرت کبھی ختم ہوگی اور نہ ہی وہاں انسان کو بڑھا پائے گا اسلئے عقل مند وہی ہوتا ہے جو ہمیشہ رہنے والی چیز کو ختم ہونے والی چیز پر فوقیت دیتا ہے اور اسی کے لئے محنت کرتا ہے، تم لوگ بھی اس دنیا کی چاندنی میں کھو کر اس آخرت کی زندگی کو تباہ نہ کرو، اس فرعون کی باتوں میں آ کر اس خالق و مالک کی عبادت سے منہ نہ موڑو، اگر تم لوگ ایسا کرو گے تب تمہیں اس اخروی زندگی کے فائدے اور انعامات سے محروم رہنا ہوگا اور یہی نہیں بلکہ تمہیں تمہارے اس لئے کی سزا بھی دی جائے گی، "مَنْ حَمَلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا" ہر برا کام کرنے والے کو اس برائی کے بقدر ہی سزا دی جائے گی مگر وہی سزا بہت ہی دردناک ہوگی جس کی کوئی نہ انسان تاب لاسکے گا اور نہ ہی کوئی جن۔ جو نیک عمل کرے اللہ پر ایمان لے آئے چاہے وہ ایمان لانے والا مرد ہو یا عورت ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں ڈالے گا، جہاں انہیں ہر چیز ان کی مرضی کے حساب سے ملے گی، جو انکا دل کھانے کو چاہے گا دیا جائے گا، جو چیز پینے کو جو دل کرے گا حاضر کرو یا جائے گا یُرْزُقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ جنت میں جو کچھ دیا جائے گا وہ بے حساب دیا جائے گا، دنیا کی زندگی کے بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْآةُ الصَّالِحَةُ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا ساری کی ساری بس چند روزہ فائدہ کا سامان ہے اس چند روزہ فائدہ کے سامان میں سے اگر کوئی بہتر چیز ہے تو وہ ہے نیک بیوی۔ (مسلم ۱۳۶۷) اس لئے کہ انسان دنیا کی دیگر چیزوں میں کھو کر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے لیکن اگر

بیوی نیک اور دیندار ہو تو وہ اسے بھی نیکی اور آخرت سے جوڑ دیتی ہے اور اسکی دنیوی زندگی کے ساتھ ساتھ آخرت کی زندگی بھی سنوار دیتی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۳۹﴾ میں تمہیں نجات کی طرف دعوت دے رہا ہوں ﴿المومن ۳۱-۳۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَيَقُولُ مَا لِيَ أُدْعُو كُمْ إِلَى النَّجْوَةِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ ۚ تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللَّهِ وَ
أُشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا أَدْعُو كُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ ۚ لَا جَرَمَ لَكُمْ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي
إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ
أَصْحَابُ النَّارِ ۚ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور یقوہم اے میری قوم ما کیا ہے لی میرے لیے ادعو کوم کہ میں تو بلاتا ہوں تمہیں لی
التجووۃ نجات کی طرف و اور تدعو نینی تم بلاتے ہو مجھے لی النار آگ کی طرف تدعو نینی تم مجھے بلاتے ہو
لا کفر کہ میں کفر کروں باللہ اللہ کے ساتھ و اور اشرك میں شریک ٹھہراؤں بہ اس کے ساتھ ما اس کو کہ
لیس نہیں ہے لی مجھے بہ اس کا علم کوئی علم و اور انا میں ادعو کوم تمہیں بلاتا ہوں لی العزیز
الغفار نہایت غالب خوب بخشنے والے کی طرف لا جرمہ نہیں شک انما کہ وہ چیز کہ تدعو نینی تم مجھے بلاتے
ہو لیہ اس کی طرف لیس نہیں ہے لہ اس کے لیے دعوتہ پکار فی الدنیا دنیا میں و اور لا فی الاخرۃ نہ
آخرت میں و اور ان بلاشبہ مردنا ہمارا لوٹنا لی اللہ اللہ کی طرف ہے و اور ان بلاشبہ المسرفین حد سے بڑھنے
والے ہم وہی ویں اصحاب النار دوزخی

ترجمہ:- و اور اے میری قوم! یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور تم مجھے
آگ کی طرف بلارہے ہو؟ تم مجھے یہ دعوت دے رہے ہو کہ اللہ کا انکار کروں اور اس کے ساتھ ایسی چیزوں کو
شریک مانوں جن کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں ہے اور میں تمہیں اس ذات کی طرف بلارہا ہوں جو بڑی صاحب
اقتدار، بہت بخشنے والی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جن چیزوں کی طرف تم مجھے بلارہے ہو، وہ کسی دعوت کے اہل نہیں
ہیں، نہ دنیا میں، نہ آخرت میں اور حقیقت یہ ہے کہ ہم سب کو اللہ کی طرف پلٹ کر جانا ہے اور یہ کہ جو لوگ حد سے
گذرنے والے ہیں وہ آگ کے باسی ہیں۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں نوباتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے میری قوم! یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف دعوت دے رہا ہوں؟

- ۲۔ تم ہو کہ مجھے آگ کی طرف بلا رہے ہو۔
- ۳۔ تم مجھے یہ دعوت دے رہے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں۔
- ۴۔ اسکے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک مانوں جن کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں۔
- ۵۔ میں تمہیں اس ذات کی طرف بلا رہا ہوں جو بڑی صاحب اقتدار، بہت بخشنے والی ہے۔
- ۶۔ سچ تو یہ ہے کہ جن چیزوں کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو وہ دعوت کے اہل نہیں ہیں۔
- ۷۔ نہ ہی دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں۔ ۸۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم سب کو اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔
- ۹۔ جو لوگ حد سے گزرنے والے ہیں وہ دوزخی ہیں۔

ان آیتوں میں دوبارہ اس مومن بندے کی نصیحت کو دہرایا جا رہا ہے کہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! یہ کیسی بات ہے کہ میں تو تمہیں اللہ کے عذاب سے نجات پانے کی طرف بلا رہا ہوں کہ تم لوگ ایمان لالو گے تو اس عذاب سے بچ جاؤ گے مگر تم لوگ ہو کہ مجھے اس بات کی دعوت دے رہے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں اور اس کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک بناؤں کہ جن کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں، اگر میں ایسا کروں گا تب تو میں عذاب کا مستحق ہو جاؤں گا، اس لئے میں تو ایک رب کی عبادت کرتا ہوں اور تمہیں بھی اس ایک رب کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں جو صاحب اقتدار اور بخشنے والا ہے کہ اگر وہ تم سے تمہارے کفر کا انتقام لینا چاہے تو اسے کوئی اس انتقام لینے سے روک نہیں سکتا اور اگر تم لوگ اپنی پرانی زندگی سے توبہ کر کے ایک اللہ کی عبادت والی زندگی کی طرف آنا چاہو تو وہ تمہاری بخشش بھی فرما دے گا اور اس زندگی میں کئے ہوئے سارے گناہ معاف بھی فرما دیگا۔

اس نیک مومن بندے نے ان مشرکین کے سامنے انکے باطل معبودوں کا پول کھول کر رکھ دیا کہ اے میری قوم! جن معبودوں کی تم عبادت کرتے ہو اور جسکی جانب مجھے بھی تم بلا تے ہو یہ سب تو بیکار ہیں کیونکہ ان بتوں میں نہ تو ہمیں نفع دینے کی قوت ہے اور نہ ہی نقصان پہنچانے کی طاقت ہے بلکہ یہ تو خود بے بس اور لاچار ہیں تو بھلا ایسے معبودوں کی کوئی کیسے عبادت کر سکتا ہے؟ عبادت تو اس رب کی کرنی چاہئے جو انسان کی ہر ضرورت کو پورا کرنے والا ہے، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، روزی روٹی پہنچانے والا ہے، زندگی اور موت دینے والا ہے اور حقیقت میں ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر بھی جانا ہے یعنی جب ہمیں موت آ جائے گی تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور وہ زندگی ایسی زندگی ہوگی جس میں کبھی موت نہیں آئے گی اور اس وقت ہمیں اس ایک اللہ ہی کے دربار میں کھڑا کیا جائے گا، تو جس کے پاس ہمارا آخری ٹھکانہ ہے اسکی عبادت کرنا عقل مندی کی بات ہے یا اس کی جو فنا ہونے والا ہے؟ جو لوگ ان معبودوں کی عبادت کرتے ہیں وہ لوگ اللہ کی مقرر کردہ حدود کو پار کرنے والے ہیں اور جو کوئی اللہ کی مقررہ حدود کو پار کرتا ہے اسکا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے جہاں اسے ہمیشہ کے لئے رکھا جائے گا، اگر اس جہنم کے

عذاب سے کوئی بچنا چاہتا ہے تو اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ پر گزارے اور اسی کی عبادت کرے یہی ایک طریقہ اس عذاب سے بچنے کا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کے حدود کو پار کرنے والوں کو ظالم قرار دیا گیا ہے، سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۲۹ میں یوں ہے وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ جو لوگ اللہ کے حدود سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں، سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۳ میں حدود الہی کو پار کرنے والوں کو جہنمی قرار دیا گیا وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ يَدْخُلْهَا نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کے مقررہ حدود سے آگے نکل جائے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۵۰﴾ عنقریب تم میری باتیں یاد کرو گے ﴿المومن ۳۳-۳۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولَ لَكُمْ وَأَفِئْضُ أَمْرِ جِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ فَوْقَهُ اللَّهُ سِيَّآتِ مَا مَكْرُوا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ۝ أَلْتَأْتُوا يَوْمَ عُرْضُونٍ عَلَيْهَا عُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَسَتَذْكُرُونَ پس عنقریب تم یاد کرو گے مَا أَقُولُ میں کہتا ہوں لَكُمْ تم سے وَ أَفِئْضُ میں سونپتا ہوں أَمْرِ جِي اپنا معاملہ إِلَى اللہ اللہ کی طرف إِنَّ بلاشبہ اللہ اللہ بَصِيرٌ خوب دیکھ رہا ہے بِالْعِبَادِ بندوں کو فَوْقَهُ پھر بچا لیا اس کو اللہ اللہ نے سِيَّآتِ برائیوں سے مَا اس کی جو مَكْرُوا انہوں نے کر کیا وَ اور حَاقَ گھیر لیا بِآلِ فِرْعَوْنَ آل فرعون کو سُوءُ برے الْعَذَابِ عذاب نے أَلْتَأْتُوا آگ ہے يُعْرَضُونَ وہ پیش کیے جاتے ہیں عَلَيْهَا اس پر عُدُوًّا صبح و اور عَشِيًّا شام و اور يَوْمَ جس دن تَقُومُ قائم ہوگی السَّاعَةُ قیامت اَدْخِلُوا داخل کرو آل فِرْعَوْنَ کو أَشَدَّ الْعَذَابِ سخت ترین عذاب میں

ترجمہ:- غرض تم عنقریب میری یہ باتیں یاد کر دے گے جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، یقیناً اللہ سارے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں نے جو برے برے منصوبے بنا رکھے تھے اللہ نے اس (مرد مومن) کو ان سب سے محفوظ رکھا اور فرعون کے لوگوں کو بدترین عذاب نے آگھیرا۔ آگ ہے جس کے سامنے انہیں صبح و شام پیش کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت آجائے گا (اس دن حکم ہوگا کہ) فرعون کے لوگوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ عنقریب تم میری یہ باتیں یاد کرو گے جو میں تم سے کہہ رہا ہوں۔
- ۲۔ میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔
- ۳۔ یقیناً اللہ سارے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔
- ۴۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں نے جو بڑے بڑے منسوبے بنا رکھے تھے اللہ نے اس مرد مومن کو اس سے محفوظ رکھا۔
- ۵۔ فرعون کے لوگوں کو بدترین عذاب نے آ گھیرا۔
- ۶۔ آگ ہے جس کے سامنے انہیں صبح و شام پیش کیا جاتا ہے۔

۷۔ جس دن قیامت آجائے گی اس دن حکم ہوگا کہ فرعون کے لوگوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کر دو۔

اس آیت میں اس مرد مومن کی آخری بات نقل کی جا رہی ہے کہ سب کچھ کھلی کھلی باتیں بیان کرنے کے بعد جب فرعون اور اسکے درباریوں نے اس مومن بندے کی بات نہ مانی اور اللہ پر ایمان نہ لائے تو اس مومن بندے نے کہا کہ اب تو تمہیں میری باتیں سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں لیکن جب تم اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اپنے اوپر منڈلاتے دیکھو گے تو اس وقت تم میری کہی ہوئی باتوں کو یاد کرو گے کہ جو میں کہہ رہا تھا وہ صحیح تھا اور اس وقت تم کہو گے کہ کاش! ہم تمہاری کہی ہوئی باتیں مان لیتے تو آج ہمیں یہ وقت دیکھنا نہ پڑتا، میرا کام تو تمہیں نصیحت کرنا تھا اب میرا معاملہ میں اللہ پر چھوڑتا ہوں، تم میرے ساتھ جو کرنا چاہو کرو میرا ذمہ اللہ کے ہاتھ ہے اب وہی میری حفاظت اور مدد کرے گا، اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے بندوں کی ہر ہر حرکت سے واقف ہے، وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو بندے کرتے رہے ہیں، امام زحیلی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اتنا کہنے کے بعد وہ مومن بندے ایک پہاڑ میں جا چھپے کہ کسی کو انکی کچھ خبر نہ ہوئی، اس طرح اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اسکی قوم کی تکلیفوں سے اس مومن بندے کو اس دنیا میں بچا لیا جیسا کہ آخرت کے دن دوزخ کے عذاب سے بھی انہیں نجات عطا کی، (التفسیر المنیر - ج، ۲۴ - ص، ۱۳۱) اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتٍ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون والوں کی تکلیفوں سے اس مومن بندے کو محفوظ رکھا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ظلم سے بچا لیا۔

تفسیر طبری میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مومن بندہ ایک قبلی تھا جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نجات دی، واقعہ یہ ہوا کہ وہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے سامنے چل رہا تھا تو اس نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اب کہاں جانا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ بس سیدھا ہی چلو، اس نے کہا سامنے تو سمندر ہے، اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے جھوٹ نہیں کہا مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں سیدھا ہی چلتا رہوں، تھوڑی دور چلنے کے بعد پھر سے اس قبلی نے یہی سوال کیا کہ اب

کہاں جائیں؟ اس پر پھر سے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ سیدھا ہی چلو جب سیدھا گئے تو اس نے کہا کہ سامنے تو سمندر ہے اس پر پھر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہی جواب دیا کہ مجھے تو یہی حکم ہوا ہے اور اللہ کی قسم میں نے جھوٹ نہیں کہا، آخر کار جب سمندر کے پاس آپہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر اپنا عصا مارا جس سے بارہ راستے ہر قبیلہ کے لئے بن گئے۔ (تفسیر طبری، ج ۲۱، ص ۵۹۳)

یہ تو دنیوی انعام تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کیا، اخروی انعام یہ ہے کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت میں انہیں ٹھکانہ عطا کرے گا اور پھر فرعون کے لوگوں کو سخت عذاب میں مبتلا کیا کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ نے سمندر میں غرق کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا اور آخرت میں انہیں اور دردناک عذاب دیا جائے گا جسکی وضاحت اگلی آیت میں کی گئی کہ وہ عذاب آگ کا عذاب ہوگا جو انہیں ہر طرف سے گھیر لے گا اور صبح و شام انہیں اس عذاب میں ڈالا جائے گا۔ امام زحلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عالم برزخ میں فرعون اور اسکے لوگوں کی روحوں کو قیامت تک یہ آگ کا عذاب دیا جائے گا اور جب قیامت قائم ہوگی تب انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (التفسیر المنیر - ج ۲۴، ص ۱۳۱) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مر جاتے ہو تو تمہیں تمہارا ٹھکانہ صبح و شام دکھایا جاتا ہے، اگر جنتی ہو گے تو جنت کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اور دوزخی ہو گے تو دوزخ کا ٹھکانہ، اور کہا جاتا ہے کہ یہ دیکھو! تمہارا ٹھکانہ ہے ایسا اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن دوبارہ زندہ نہ کر دے۔ (بخاری ۱۳۷۹)

﴿درس نمبر ۱۸۵﴾ جب یہ لوگ دوزخ میں لڑ رہے ہوں گے ﴿المومن ۴۷-۴۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَإِذْ يَتَحَاكَمُونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِنَ النَّارِ ۖ قَالَ الَّذِينَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۖ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور اذ جب يتحاکمون وہ باہم جھگڑیں گے فی النار جنہم میں فَيَقُولُ تو کہیں گے الضُّعَفَاءُ کمزور لوگ لِلَّذِينَ ان لوگوں سے جنہوں نے اسْتَكْبَرُوا تکبر کیا اِنَّا كُنَّا بلاشبہ ہم تو تھے لَكُمْ تمہارے تَبَعًا تابع فَهَلْ تو کیا أَنْتُمْ تم مُغْنُونَ ہٹاؤ گے عَنَّا ہم سے نَصِيبًا کچھ حصہ مِنَ النَّارِ آگ کا قَالَ کہیں گے الَّذِينَ وہ لوگ جنہوں نے اسْتَكْبَرُوا تکبر کیا اِنَّا بے شک ہم کُلٌّ سب ہی فِيهَا اس میں ہیں إِنَّ اللَّهَ بلاشبہ اللہ نے قَدْ تحقیق حَكَمَ فیصلہ کر دیا ہے بَيْنَ الْعِبَادِ بندوں کے درمیان

ترجمہ:- اور اس وقت (کادھیان رکھو) جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑا رہے ہوں گے، چنانچہ جو (دنیا میں) کمزور تھے، وہ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہ ہم تو تمہارے پیچھے چلنے والے لوگ تھے، تو کیا تم آگ کا کچھ حصہ ہمارے بدلے خود لے لو گے؟ وہ جو بڑے بنے ہوئے تھے کہیں گے کہ ہم سب ہی اس دوزخ میں ہیں، اللہ تمام بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس وقت کادھیان رکھو جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوں گے۔

۲۔ چنانچہ جو دنیا میں کمزور تھے وہ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے۔

۳۔ ہم تو تمہارے پیچھے چلنے والے لوگ تھے تو کیا تم لوگ آگ کا کچھ حصہ ہمارے بدلے خود لے لو گے؟

۴۔ جو بڑے بنے ہوئے تھے کہیں گے کہ ہم سب ہی اسی دوزخ میں ہیں۔

۵۔ اللہ تمام بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔

پچھلی آیتوں میں فرعون اور اسکی قوم کا حال بیان کیا گیا تھا کہ فرعون کی قوم اس دنیا میں فرعون کے حکم کے تابع تھی کہ جو وہ کہتا تھا یہ وہی کیا کرتے تھے، ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ ایسی ہی قوموں اور انکے سرداروں کا قیامت کے دن کیا حال ہوگا؟ بیان کر رہے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بطور نصیحت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر ان کفار و مشرکین سے یہ کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس وقت کو یاد کرو کہ جب یہ اتباع کرنے والے جنہوں نے دنیا میں اپنے آقاؤں کا کہنا مانا اور انکے کہنے پر اسلام سے دوری اختیار کی اور گمراہی کے راستے پر چل پڑے اپنے سرداروں سے جھگڑا کریں گے کہ ہم نے تو بس تمہاری باتوں میں آ کر اسلام سے دوری اختیار کی تھی اور ایک اللہ کو چھوڑ کر باطل معبودوں کی عبادت کی تھی، ہماری گمراہی کے ذمہ دار تم ہی لوگ ہو، لہذا اب کیا تم لوگ ہمارے اس عذاب کا کچھ حصہ اپنے سر لے سکتے ہو؟ اس پر وہ سردار لوگ کہیں گے کہ ہم کیا تمہیں اس عذاب سے نجات دلا سکتے ہیں؟ اگر ایسا ہوتا کہ ہم عذاب میں کچھ کمی کر سکتے تو خود اپنے لئے ہی سب سے پہلے کمی کر لیتے مگر یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے ہم بھی تمہارے ساتھ اسی عذاب میں پڑے ہوئے ہیں، سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۸ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِكُلِّ ضِعْفٍ وَلٰكِنْ لَا تَعْلَمُوْنَ کہ ہر کسی کو دو گنا ہی عذاب دیا جائے گا مگر تمہیں اسکی خبر نہیں۔ تم بھی عذاب جھیلو، ہم بھی اسے جھیل رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے جو جنت میں جانے والے تھے وہ جنت میں چلے گئے اور جو دوزخ میں جانے والے تھے وہ دوزخ میں چلے گئے اب اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو کوئی بدل نہیں سکتا جو جہاں ہے وہیں اسکا ٹھکانہ ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی میں رہے گا۔

آج کل بعض مسلمانوں کا حال یہی ہے کہ وہ اپنے مرشد کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم

جو بھی کریں گے ہمارے پیر و مرشد سنبھال لیں گے، ہمارے مرشد ہم پر کسی قسم کی آنچ قیامت کے دن آنے نہیں دینگے اور وہ لوگ اسی وہم میں گناہ کرتے چلے جاتے ہیں، نہ نمازوں کا کوئی اہتمام اور نہ ہی حلال و حرام کی کوئی تمیز اور وہ دھوکہ باز مرشد بھی لوگوں کو اسی طرح بے وقوف بنا کر دنیا بٹورتے ہیں اور ان کی آخرت بھی برباد کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو چاہئے کہ اس آیت پر غور کریں کہ قیامت کے دن کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، جس نے جو کیا ہے اسکا اسی کو حساب دینا ہو گا نہ ہی کوئی مرشد اس کے کچھ کام آئے گا اور نہ ہی کوئی پیر۔ واضح ہو کہ یہاں پیر و مرشد سے مراد وہ پیر و مرشد ہیں جو رسول رحمت ﷺ کی شریعت سے بے نیاز ہو کر اپنے دھندے چلاتے ہیں اور ان کے نزدیک اپنی پیری مریدی کا منشا اور مقصد صرف اور صرف دنیا اور دنیا کی دولت ہوتی ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۵۲﴾ دوزخی دوزخ کے نگرانوں سے کیا کہیں گے؟ ﴿المومن ۳۹-۵۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۖ قَالُوا أَوْ لَمْ تَكُنْ تَأْتِيكُم مَّرْسَلَةٌ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا فادْعُوا مَا دُعُوا ۚ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِي ضَلٰلٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اور قال کہیں گے الَّذِينَ وہ لوگ جو فِي النَّارِ آگ میں ہوں گے لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ دربانانِ جہنم سے ادْعُوا تم دعا کرو رَبَّكُمْ اپنے رب سے يُخَفِّفْ وہ ہلکا کر دے عَنَّا ہم سے يَوْمًا ایک دن مِّنَ الْعَذَابِ الْعَذَابِ عذاب قَالُوا وہ کہیں گے اَوْ لَمْ تَكُنْ تَأْتِيكُم تھے تَأْتِيكُم آتے تمہارے پاس رُسُلُكُمْ تمہارے رسول بِالْبَيِّنَاتِ واضح دلائل کے ساتھ قَالُوا وہ کہیں گے بَلَىٰ کیوں نہیں قَالُوا وہ کہیں گے فادْعُوا تو تم دعا کرو اور مَا نہیں ہوگی دُعَاؤُ الْكٰفِرِيْنَ کافروں کی دعا اِلَّا مگر فِي ضَلٰلٍ تباہی میں

ترجمہ:- اور یہ سب جو آگ میں پڑے ہوں گے، دوزخ کے نگرانوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن ہم سے عذاب کو ہلکا کر دے۔ وہ کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر کھلی کھلی نشانیاں لے کر آتے نہیں رہے تھے؟ دوزخی جواب دیں گے کہ بیشک (آتے تو رہے تھے) وہ کہیں گے پھر تو تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا کا انجام اکارت جانے کے سوا نہیں ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیاں کی گئی ہیں۔

۱۔ سارے لوگ جو آگ میں پڑے ہوں گے دوزخ کے نگرانوں سے کہیں گے۔

۲۔ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن ہم سے عذاب کو ہلکا کر دے۔

(جہنمیوں کے مواد) سے کی جائے گی جو لوہے کے برتنوں میں دیا جائے گا جب مواد ان کے چہروں سے قریب ہوگا تو ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا اور جب ان کے پیٹ میں جائے گا تو ان کے پیٹ کے اندر جو کچھ ہے اسے کاٹ ڈالے گا، وہ کہیں گے: جہنم کے داروغہ کو بلاؤ، داروغہ کہیں گے: کیا تمہارے پاس رسول روشن دلائل کے ساتھ نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں؟ داروغہ کہیں گے: پکارتے رہو، کافروں کی پکار بیکار رہی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جہنمی کہیں گے: مالک کو بلاؤ اور کہیں گے: اے مالک! چاہیے کہ تیرا رب ہمارا فیصلہ کر دے (ہمیں موت دیدے) آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو مالک جواب دے گا: تم لوگ (ہمیشہ کے لیے) اسی میں رہنے والے ہو۔ (ترمذی ۲۵۸۶)

﴿درس نمبر ۱۸۵۳﴾ دنیا اور آخرت میں پیغمبروں اور مومنوں کی مدد ﴿المومن ۵۱-۵۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا

يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- **إِنَّا لَنَنْصُرُ** بلاشبہ ہم البتہ مدد کرتے ہیں **رُسُلَنَا** اپنے رسولوں کی و **الَّذِينَ آمَنُوا** ان لوگوں کی جو **آمَنُوا** ایمان لائے **فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا** زندگی دنیا میں و **وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ** گواہ **يَوْمَ** اس دن **لَا يَنْفَعُ نَفَعُهُ** دے گی **الظَّالِمِينَ** ظالموں کو **مَعذِرَتُهُمْ** ان کی معذرت و اور **لَهُمْ** ان کے لیے ہوگی **اللَّعْنَةُ** لعنت و اور **لَهُمْ** ان کے لیے ہوگا **سُوءُ الدَّارِ** گھر

ترجمہ:- یقین رکھو کہ ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان لانے والوں کی دنیوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی کریں گے جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔ جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی فائدہ نہیں دے گی اور ان کے حصے میں پھٹکار ہوگی اور ان کے لئے رہائش کی بدترین جگہ۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- یقین رکھو کہ ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان لانے والوں کی دنیوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں۔

۲- اس دن بھی مدد کریں گے جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

۳- جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی فائدہ نہیں دے گی۔

۴- انکے حصے میں پھٹکار ہوگی۔ ۵- ان کے لئے رہائش کی بدترین جگہ ہے۔

پچھلی آیتوں میں جہنمیوں کا تذکرہ تھا کہ وہ لوگ ہر طرف سے مدد طلب کریں گے مگر پھر بھی انکی کسی قسم کی مدد

نہیں کی جائے گی اس کے برخلاف مومن و مسلمان ہیں کہ جنکی اللہ تعالیٰ ہر حال میں مدد فرمائے گا اسی کا تذکرہ اس آیتوں میں کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم ضرور ہمارے رسولوں کی اور ان لوگوں کی مدد فرمائیں گے جو لوگ مجھ پر اور ان رسولوں پر ایمان لے آئے، یہ مدد انکے ساتھ دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی کہ جس دن تمام گواہی دینے والے کھڑے ہونگے یعنی حساب و کتاب کے دن، اس دن کفار انکار کر رہے ہوں گے کہ ہمارے پاس کوئی رسول آپ کی بات لیکر نہیں آیا اور نہ ہی ہمیں اس دن کی ہولناکی اور عذاب سے ڈرایا گیا، ان کافروں کے جھوٹا ہونے کی گواہی اس دن فرشتے اور ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ دے گی، حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت میں "الاشهاد" سے مراد چار لوگ ہیں، ملائکہ، انبیاء، مومنین اور خود انسان کا جسم (تفسیر قرطبی۔ ج. ۱۵، ص. ۳۲۲) الغرض اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ہمیشہ اسکے رسولوں اور مومنین کے ساتھ ہے، دنیا میں مدد کرنے کے کئی مطلب ہو سکتے ہیں مثلاً دشمنوں پر غلبہ دیکر مدد کرنا جیسے کہ حضرت داؤد علیہ السلام وغیرہ۔ ملک میں بادشاہت قائم کر کے مدد کرنا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام وغیرہ، دنیا کے خزانے انکے ہاتھوں فتح کر کے مدد کرنا جیسا کہ امت محمدیہ اور اسلام کی آواز کو دیگر مذاہب کے خلاف غالب کر کے مدد کرنا وغیرہ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مومن بندے کی عزت کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن اسکے چہرہ کی دوزخ کی آگ سے حفاظت فرمائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد یہ آیت "إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا" تلاوت فرمائی۔ (شعب الایمان للسیوطی۔ ۲۲۹، ۸۲۳۰) اور قیامت کے دن مدد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس دن مومنوں کو جہنم اور اسکے عذاب سے بچائے گا، جنت میں انکا اکرام کیا جائے گا، انکے مرتبوں کو بلند کیا جائے گا اور انہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ رکھے گا وغیرہ جیسا کہ سورۃ نساء کی آیت نمبر ۶۹ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ، وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا" یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام فرمایا ہے جیسے کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ لوگ کتنے اچھے ساتھی ہیں؟ اس دن تو اللہ تعالیٰ مومنوں کو انکے اعمال کا یہ بدلہ عطا کرے گا اور جو کفار و مشرکین رہیں گے انہیں انکے اعمال کا یہ بدلہ ملے گا کہ اس دن ان ظالم کافروں کی ایک نہیں سنی جائے گی اور نہ ہی انکی کوئی معذرت قبول کی جائے گی بلکہ ان پر تو اس دن لعنت برے گی، لعنت کا مطلب یہ کہ وہ اللہ کی رحمت سے دور رہیں گے اور انہیں ایک بدترین جگہ رہنے کے لئے چھوڑ دیا جائے گا جہاں انکا کوئی پرسان حال تک نہیں ہوگا اور وہ بدترین جگہ جہنم ہے۔

ڈالی گئی، اس کتاب کے احکامات کی ہم نے انہیں تعلیم بھی دی اور انہیں اس کتاب کے مضامین سکھائے تاکہ یہ اس مضامین کو پڑھ کر ہدایت پاسکیں اور دوسروں کو بھی اس کے ذریعہ نصیحت کریں، مگر اس کے ذریعہ وہی لوگ ہدایت اور نصیحت قبول کرتے ہیں جن میں عقل و سمجھداری ہو، بے عقل انسان کو کتنا ہی سمجھا لو وہ ان باتوں کو سمجھنے والا ہی نہیں، ہُدًى وَذِكْرَى لَأُولَى الْأَلْبَابِ انبیاء کی مدد و نصرت کرنے سے پہلے انکی کڑی آزمائش کی جاتی ہے جب وہ اس آزمائش پر ثابت قدم رہتے ہیں تب انکی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے اسی لئے یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی! آپ ان آزمائشوں اور تکلیفوں پر صبر سے کام لیجئے جو تکلیفیں آپ کو یہ مشرکین پہنچا رہے ہیں، اس صبر کا انجام آپ کے حق میں بہتر ہی ہوگا، اور اللہ تعالیٰ نے جو آپ کی نصرت کا وعدہ کیا ہے وہ پورا کر کے رہے گا لہذا آپ ایک کام یہ کرتے رہا کیجئے کہ کثرت سے استغفار کیجئے، یہاں پر اللہ تعالیٰ نے گناہ کے لفظ کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کی ہے کہ آپ اپنے گناہ پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیجئے جبکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے گناہ صادر نہیں ہوتے پھر یہاں اسکا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ اس بارے میں علماء تفسیر نے کہا کہ یہاں پر گناہ سے مراد حقیقی گناہ نہیں بلکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اولیٰ کو چھوڑ کر غیر اولیٰ کو اختیار کرنا مراد ہے (التفسیر المنیر - ج ۲۴، ص ۱۳۴) جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں اس رائے کو قبول نہیں کیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی جس پر یہ آیت ”وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُفْخِرَ فِي الْأَرْضِ طُرُيقُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ“ کہ یہ بات کسی نبی کی شایان شان نہیں کہ اسے پاس قیدی رہیں جب تک کہ وہ زمیں میں دشمنوں کا خون نہ بہا چکا ہو، تم دنیا کا ساز و سامان چاہتے ہو اور اللہ آخرت کی بھلائی چاہتا ہے۔ (الانفال ۶۷)

آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید بیان کیجئے اس لئے کہ یہ چیز آپ کو صبر کرنے پر معاون ہوگی، حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں تسبیح سے مراد یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے لئے نماز قائم کریں اور بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ سے مراد پانچ وقت کی نمازیں ہیں (الدر المنثور - ج ۷، ص ۲۹۳) اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد فجر اور عصر کی نماز ہے۔ اس آیت سے ایک نکتہ یہ نکلتا ہے کہ اگر ہم چاہئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ شامل حال ہو تو اس کے لئے ہمیں چاہئے کہ ہم کثرت سے اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اور اسکی جہاں تک ہو سکے عبادت کریں پھر یقیناً اللہ تعالیٰ غیب سے ہماری بھی مدد و نصرت فرمائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۸۵﴾ اللہ کی آیتوں میں جھگڑے کرنے والوں کے پاس کوئی سند نہیں ہے ﴿المومن ۵۶-۵۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَتْهُمْ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ

بِالْعِيَةِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيْرُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَكْبَرُ مِنْ
خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اِنِّ بِلَاشِبِہِ الدِّیْنِ وَہِ لَوِگِ جَوِبِحَادِلُوْنِ جھگڑتے ہیں فی آیۃ اللہ اللہ کی آیتوں میں بغیر
سُلْطَنِ بغیر کسی دلیل کے اَتْمَهُمْ جو آئی ہو ان کے پاس اِن نہیں ہے فی صُدُوْرِهِمْ ان کے سینوں میں اِلَّا مگر
کِبْرُ بَرَّائِی مَّا نہیں ہیں ہُمْ وہ بِبَالِغِیۃِ اس تک پہنچنے والے فَاسْتَعِذْ لہذا آپ پناہ مانگیے بِاللّٰهِ اللہ سے اِنَّہ
هُوَ بِلَاشِبِہِہِ السَّمِیْعُ خُوبِ سَنۃِ وَاللّٰبَصِیْرُ خُوبِ دیکھنے والا ہے خَلْقُ البتہ پیدائش السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
آسمانوں اور زمین کی اَكْبَرُ زیادہ بڑی ہے مِنْ خَلْقِ النَّاسِ لوگوں کی پیدائش سے وَلٰكِنَّ اور لیکن اَكْثَرُ اکثر
النَّاسِ لوگ لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے

ترجمہ:- یقین جانو کہ جو لوگ اللہ کی آیتوں کے بارے میں جھگڑے نکالتے ہیں جبکہ ان کے پاس (اپنے
دعوے کی) کوئی سند نہیں آئی، ان کے سینوں میں اور کچھ نہیں، بلکہ اس بڑائی کا ایک گھنڈ ہے جس تک وہ کبھی پہنچنے والے
نہیں ہیں، لہذا تم اللہ کی پناہ مانگو، یقیناً وہی ہے جو ہر بات سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ یقینی بات ہے کہ آسمانوں
اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے، لیکن اکثر لوگ (اتنی سی بات) نہیں سمجھتے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- یقین جانو کہ جو لوگ اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں جبکہ ان کے پاس کوئی سند نہیں آئی، ان کے سینوں

میں اور کچھ نہیں بلکہ اس بڑائی کا گھنڈ ہے جس تک وہ کبھی پہنچنے والے نہیں ہیں۔

۲- لہذا تم اللہ کی پناہ مانگو۔ ۳- یقیناً وہی ہے ہر بات سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا۔

۴- یقینی بات ہے کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے۔

۵- لیکن اکثر لوگ اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے۔

پچھلی آیتوں میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کا تذکرہ تھا کہ وہ لوگ آپ کو ایذا نہیں پہنچاتے تھے
جس پر آپ کو صبر کرنے کی تلقین کی گئی، ان آیتوں میں بھی انہی مشرکین کی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ یہ مشرکین
آپ سے قرآن کریم کی آیتوں کے سلسلہ میں جھگڑا کرتے ہیں اور اسکی حقانیت کا انکار کرتے ہیں حالانکہ انکے اس
انکار پر انکے پاس کوئی دلیل تک نہیں ہے بلاوجہ یہ لوگ ان آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس
قرآن کریم میں یہ کہا گیا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو جو سب کچھ کرنے والا ہے، تو بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنے
سارے دنیا کے کام ہیں اور کرنے والا ایک؟ یہ سمجھ سے باہر کی بات ہے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ انکا جھگڑا کرنا
اور حق کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا صرف اور صرف انکے تکبر کی وجہ سے ہے کہ ہم اپنی قوم کے سردار ہو کر ایک ادنیٰ

سے فرد کی نعوذ باللہ بات کیسے ماں لیں؟ اگر ہم اس طرح اس نبی کی بات ماں لیں گے تو ہماری حکمرانی و سرداری ختم ہو جائے گی اور ہمیں اس نبی کا تابعدار بن کر زندگی گزارنی پڑے گی، بس یہی ایک وجہ ہے انکے ایمان قبول نہ کرنے کی ورنہ قرآن کریم کی سچائیوں سے وہ لوگ بخوبی واقف ہیں، یہی ایک عادت و خصلت انہیں دیں حق کے قبول کرنے سے روکے ہوئے ہے، اب ان مشرکین سے جھگڑا کر کے کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے اور انکی شرارتوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ پیغمبر! آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کیجئے بالکل وہ ہر بات کو سننے اور دیکھنے والا ہے، اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ دجال ہماری قوم میں سے ہی ہوگا اور اسکی شان ایسی ایسی ہوگی انہوں نے اسکی شان کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور کہا کہ وہ ایسا ایسا کرے گا، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ آيَةِ اللّٰهِ يَغَيِّرُ سُلْطٰنًا اٰنْهُمْ اِنْ فِيْ ضَلُوْرٍ هُمْ اِلَّا كَيُّوْرًا مَا هُمْ بِبٰلِغِيْهِ اُوْر فرمایا کہ وہ ایسا کچھ نہیں کر سکے گا جیسا کہ یہ لوگ کہہ رہے ہیں آپ بس اللہ کی پناہ مانگیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ دجال کے فتنہ سے اس خالق و مالک کی پناہ مانگیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ (الدر المنثور۔ ج۔ ۷۔ ص۔ ۲۹۴)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے متعلق بیجا جھگڑے کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیسے انسان کو دوبارہ زندہ کرے گا؟ کیسے قیامت قائم ہوگی؟ تو یہاں کہا گیا کہ تمہیں کیا معلوم کہ جس ذات نے یہ کہا کہ وہ انسانوں کو دوبارہ انکے مرنے کے بعد زندہ کریگا وہ ایسی ذات ہے کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان میں موجود تمام چیزیں سورج، چاند، ستارے، سیارے، پہاڑ، درخت ہر چیز کو پیدا کیا تو بھلا جو ذات اتنی بڑی بڑی چیزیں پیدا کر سکتی ہے تو انسان جیسی معمولی چیز کو پیدا کرنا اسکے کے لئے کونسا بڑا کام ہے؟ چاہے وہ پیدا کرنا ابتداء میں ہو جب کہ انسان مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے یا پھر آخری وقت میں جب کہ وہ مر کر گل سڑ چکا ہوگا "اَوْ لَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقَدِيْرٍ عَلٰی اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ" کیا وہ ذات ہے کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس بات کی قدرت نہیں رکھتی کہ وہ تم جیسی مخلوق کو پیدا کر سکے (یس ۸۱) سورہ احقاف کی آیت نمبر ۳۳ میں کہا گیا اَوْلٰٓئِكَ يَرْوٰۤا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَخْلُقْهُمْ اَوْ لَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ" کیا انکو یہ سمجھ نہیں آتا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور انہیں پیدا کرنے سے انہیں ذرہ بھی ٹھکن نہیں ہوئی تو وہ یقیناً اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے؟ اور کیوں نہ ہو وہ بے شک ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کو سمجھتے نہیں اور نہ ہی جانتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت سے پوری طرح واقف ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۸۵۶﴾ اندھا اور نابینا دونوں برابر نہیں ہو سکتے ﴿المؤمن ۵۸-۶۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمَسِيحُ قَلِيلًا
مَا تَتَذَكَّرُونَ ۝ إِنَّ السَّاعَةَ لَأْتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝
قَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ
جَهَنَّمَ دُخْرَيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور مَا يَسْتَوِي برابر نہیں ہوتا الْأَعْمَى اندھا اور الْبَصِيرُ دیکھنے والا وَالَّذِينَ وہ لوگ جو آمَنُوا ایمان لائے و اور عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے الصَّالِحَاتِ نیک و اور لَا الْمَسِيحُ نہ برائی کرنے والا قَلِيلًا مَّا تَتَذَكَّرُونَ ہی تھوڑی تَتَذَكَّرُونَ تم نصیحت پڑتے ہو اِنَّ السَّاعَةَ قیامت لَأْتِيَةٌ ہینا آنے والی ہے لَا رَيْبَ کوئی شک نہیں فِيهَا اس میں وَلَكِنَّ اور لیکن أَكْثَرَ اکثر النَّاسِ لوگ لَا يُؤْمِنُونَ ایمان نہیں لاتے و اور قَالَ کہا رَبُّكُمْ تمہارے رب نے ادْعُونِي تم مجھے پکارو اَسْتَجِبْ میں قبول کروں گا لَكُمْ تمہاری پکار اِنَّ بلاشبہ الَّذِينَ وہ لوگ جو يَسْتَكْبِرُونَ تکبر کرتے ہیں عَنْ عِبَادَتِي میری عبادت سے سَيَدْخُلُونَ عنقریب وہ داخل ہوں گے جَهَنَّمَ جہنم میں دُخْرَيْنَ ذلیل ہو کر

ترجمہ:- اور اندھا اور بینائی رکھنے والا دونوں برابر نہیں ہوتے اور نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے وہ اور بدکار برابر ہیں (لیکن) تم لوگ بہت کم دھیان دیتے ہو۔ یقین رکھو کہ قیامت کی گھڑی ضرور آنے والی ہے، جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے، لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا بیشک جو لوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اندھا اور بینائی رکھنے والا دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

۲۔ نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے انکے برابر ہو سکتے ہیں جو بدکار ہیں۔

۳۔ تم لوگ بہت کم دھیان دیتے ہو۔ ۴۔ یقین رکھو کہ قیامت کی گھڑی ضرور آنے والی ہے۔

۵۔ جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ ۶۔ لیکن اکثر لوگ اس بات پر ایمان نہیں لاتے۔

۷۔ تمہارے پروردگار نے کہا کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔

۸۔ بے شک جو لوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

پچھلی آیتوں میں ایمان والوں کا اور ان لوگوں کا تذکرہ کیا گیا جو اللہ کی آیتوں کے بارے میں جھگڑے کرتے تھے، ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا کہ دیکھو! ایک وہ آدمی ہے جسکی آنکھیں ہیں اور وہ ہر چیز کو دیکھ سکتا ہے اور اس سے واقف ہو سکتا ہے مگر دوسری طرف وہ آدمی ہے جسکی بینائی نہیں ہے، وہ کسی چیز کو بھی دیکھ نہیں سکتا تو بھلا بتاؤ کہ جو دیکھ سکتا ہے وہ اور جو دیکھ نہیں سکتا وہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ نہیں! کیونکہ دیکھنے والا تو دیکھ کر اپنی منزل کو پہنچ سکتا ہے مگر جو نابینا ہے وہ اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا، ایسا ہی حال مومن اور کافر کا ہے کہ مومن اپنی ایمانی روشنی سے سیدھے راستے پر پہنچ جائے گا مگر کافر اندھوں کی طرح راستہ بھٹکتے رہ جائے گا اور ایسے ہی نیک کام کرنے والا اور برے کام کرنے والا دونوں برابر نہیں ہو سکتے اس لئے کہ نیک کام کرنے والے کو اسکے اعمال کے نتیجے میں جنت ملے گی اور برے کام کرنے والے کو اسکے اعمال کے نتیجے میں جہنم میں ڈالا جائے گا، ایک طرف پرسکون اور پر لطف زندگی ملے گی اور دوسری طرف عذاب اور جہنم کی آگ۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان چیزوں پر لوگ بہت کم غور و فکر کرتے ہیں، اگر لوگ ان چیزوں پر غور و فکر کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط؟ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جس قیامت کے واقع ہونے کے بارے میں تمہیں شک ہے اور جس کے واقع ہونے کے سلسلہ میں تم جھگڑ رہے ہو وہ ضرور واقع ہونے والی ہے، اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کیونکہ تم نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کیسی قدرت کا مالک ہے وہ جو چاہے جیسا چاہے کر سکتا ہے، اسکے لئے یہ چیز کوئی بڑی نہیں ہے ان تمام دلیلوں کے باوجود بھی لوگ اس قیامت کے واقع ہونے کا یقین نہیں رکھتے اور اسی چیز نے انہیں جزا و سزا سے غافل کر رکھا ہے اگر وہ اس چیز پر یقین کرتے تو ضرور اپنے اعمال کو سدھارنے کی فکر کرتے، لیکن جو مومن ہے وہ اس کے واقع ہونے میں کسی قسم کا شک نہیں کرتا، اسے اس بات پر یقین ہے کہ قیامت واقع ہونے والی ہے اور ہمیں اپنے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے جس کے لئے وہ اس دنیا میں اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلتا ہے تاکہ اس دن کی ہولناکی سے وہ بچ جائے، لہذا جو اللہ تعالیٰ قیامت کو قائم کرنے والا ہے اور جسکے سامنے ہمیں حساب و کتاب دینا ہے ہمیں اسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا ہے اور اسی سے سب کچھ مانگنا ہے جس کا علم اگلی آیت میں دیا جا رہا ہے کہ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ کہ تمہارا پروردگار یہ کہتا ہے کہ تم سب اسی سے مانگو، اسی کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلاؤ اور جو کوئی بھی تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے اور اس سے مانگنے میں عار محسوس کرتا ہے اور مانگنے سے دور بھاگتا ہے اسے اللہ تعالیٰ ضرور جہنم میں ڈالے گا اس لئے کہ بڑائی صرف اللہ کی صفت ہے اور جو کوئی یہ صفت اللہ تعالیٰ سے چھیننے کی کوشش کرے گا اسے اسکا نقصان اٹھانا پڑے گا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑائی میری چادر

ہے اور بزرگی میرا ازار اور جو کوئی بھی ان دونوں میں سے کوئی چیز پھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں پتک دول گا۔ (آبو داؤد ۴۰۹۰) اس آیت کے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت منقول ہے چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعایہ بھی عبادت ہی ہے اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ الخ۔ پڑھی۔ (ترمذی ۲۹۶۹) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے افضل عبادت دعا ہے (الجامع الصغیر ۲۰۰۲) لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم دعاء کا خاص اہتمام کریں اور جب اللہ تعالیٰ نے خود دعاء کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے تو ہم کیوں نہ اسی سے مانگیں؟ جب ہم اس سے مانگیں گے تو وہ ضرور ہمیں عطا کرے گا۔

﴿درس نمبر ۱۸۵﴾ رات سکون کیلئے اور دن دیکھنے کیلئے ﴿المؤمن ۶۱ تا ۶۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللّٰهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْهِرًا إِنَّ اللّٰهَ لَدُوْ فَضْلٍ عَلٰی
النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ ذٰلِكُمْ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَّا إِلٰهَ إِلَّا
هُوَ فَآتٰنِيْ تُوْفٰكُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يُؤْفِكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِآيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝
لفظہ نظر ترجمہ:- اللہ اللہ الٰہی وہ ہے جس نے جعل بنایا لکم تمہارے لیے الیل رات کو لیتمسکونوا
تا کہ تم آرام کرو فیہ اس میں و اور النهار دن کو مبہر ا دکھلانے والا ان بلاشبہ اللہ اللہ لڈو فضل البتہ بڑے
فضل والا ہے علی الناس لوگوں پر و لیکن اکثر الناس لوگ لا یشکرون شکر نہیں کرتے
ذلیکم یہ ہے اللہ اللہ ربکم تمہارا رب خالق پیدا کرنے والا کل شئی ہر چیز کا لا نہیں الہ کوئی معبود الا مگر
ہو وی فآئی پھر کہاں توفکون تم پھیرے جاتے ہو؟ ۝ کذلیک اسی طرح یوفک پھیرے جاتے رہے
الذین وہ لوگ جو کانونا تھے بایت اللہ اللہ کی آیتوں کا یجحدون انکار کرتے

ترجمہ:- اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو
دیکھنے والا بنایا، حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ وہ ہے اللہ جو
تمہارا پروردگار ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، پھر کہاں سے کوئی چیز تمہیں اوندھا
چلا دیتی ہے؟ اسی طرح وہ لوگ بھی اوندھے چلے تھے جو (پہلے) اللہ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں نوباتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں سکون حاصل کرو۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے دن کو دیکھنے والا بنایا۔ ۳۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے۔

۴۔ اکثر لوگ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے۔ ۵۔ وہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے۔

۶۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا۔ ۷۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۸۔ کہاں سے تمہیں کوئی چیز اوندھا چلا دیتی ہے۔

۹۔ اس طرح وہ لوگ بھی اوندھے چلے تھے جو پہلے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی نشانیوں کا اظہار فرما رہے ہیں کہ دیکھو! عبادت یہ صرف اسی اللہ کا حق

ہے جس نے تمہارے چین و سکون کے لئے رات کو پیدا فرمایا کہ جسکی خاموشیوں میں تم آرام کرتے ہو اور اپنی دن

بھر کی تھکان کو دور کرتے ہو، کیا یہ تمہارے لئے ایک بڑی نعمت نہیں ہے؟ اسی کے ساتھ ساتھ اس اللہ نے

تمہارے معاش اور روزی روٹی کے لئے دن کو دیکھنے والا یعنی روشن بنایا کہ تم بڑی آسانی کے ساتھ اپنے سارے کام

دن کے اس اجالے میں کر سکتے ہو، غور کرو! اگر وہ دن نہ بناتا تو تم کیسے اپنے کام رات کے اندھیرے میں کر پاتے؟ اور

اگر وہ رات نہ بناتا تو تم دن کے اجالے میں اور اسکے شور و شرابے میں کیسے آرام کر سکتے؟ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے

کہ اس نے ہماری ضرورتوں کا خیال رکھ کر دن کو دو حصوں میں تقسیم کروایا، ایک دن اور دوسری رات، مگر آج کل کے

نوجوان اور شہر کا ایک بڑا طبقہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے بغاوت کر رہا ہے کہ جس اللہ نے رات کو نیند اور آرام

کے لئے بنایا تھا اس رات میں یہ لوگ گلیوں اور چوراہوں پر بیٹھے شور شرابے کر رہے ہیں یا پھر ساری رات غیر

ضروری کاموں میں پڑ کر یا موبائیل کا بیجا استعمال کرتے ہوئے صحت اور تندرستی کو داؤ پر لگا رہے ہیں، اطباء حضرات

کا کہنا ہے کہ رات کی نیند کا نہ ہونا انسان کو بہت جلد بوڑھا اور کئی بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے، حالانکہ نبی رحمت ﷺ

نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رات میں جاگنے پر تنبیہ کی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عشاء کے بعد جاگنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی۔ (ابن ماجہ ۷۰۳ :) اور ایک

حدیث میں ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم رات میں جاگنے کو ناپسند فرماتے تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے سونے اور اسکے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(بخاری ۵۶۸) وہ لوگ اس بات پر غور کریں جنکا معمول رات میں بیجا جاگنے کا ہے کہ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ

نے ناپسند کیا ہم اسی کے امتی ہوتے ہوئے اس ناپسند چیز کو ہی پسند کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے بہت سارے احسانات اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر کئے ہیں مگر انہیں ان احسانات

کی ذرا بھی قدر نہیں ہے بلکہ وہ لوگ ان قیمتی انعامات پر اللہ کا شکر تک نہیں کرتے ہاں اٹھوڑے بہت لوگ ہیں

جنہیں ان نعمتوں کا احساس ہے جس پر وہ لوگ شکر بھی ادا کرتے ہیں مگر ایک بڑا طبقہ اس سے منہ موڑے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ہے وہ تمہارا معبود اللہ جس نے یہ ساری چیزیں پیدا کیں، جو ان سب چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے کیا اسکے علاوہ کوئی اور معبود ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! تو پھر تم اے مشرکوں! اس ایک معبود کی عبادت کو چھوڑ کر کس طرف چلے جا رہے ہو؟ تم ان معبودوں کی عبادت کر رہے ہو جو اپنے اوپر بیٹھی ایک مکھی کو تک اڑا نہیں سکتے، کیا تم ایسے بے بس چیزوں کو معبود بنا رکھے ہو؟ ذرا اپنی ان حرکتوں پر غور کر، اگر تم سچے دل سے ان چیزوں پر غور کرو گے تو تمہیں حقیقی معبود کا پتہ چل جائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کام ان لوگوں کا ہے جو اللہ کی بھیجی ہوئی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور اسے جھٹلاتے ہیں، ان قریش مکہ سے پہلے جو کافر لوگ تھے اور جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے تھے وہ لوگ بھی اسی طریقہ پر چلا کرتے تھے۔

﴿درس نمبر ۱۸۵۸﴾ اللہ تعالیٰ نے زمین کو قرار کی جگہ بنایا ﴿المؤمن ۶۳-۶۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُورَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ذَلِكَُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اللہ اللہ الَّذِي وہ ہے جس نے جَعَلَ بنایا لَكُمْ تمہارے لیے الْأَرْضَ زمین کو قَرَارًا قرار گاہ وَاوَالسَّمَاءَ آسمان کو بِنَاءً چھت وَاوَصَوَّرَكُمْ اور صَوَّرَكُمْ اس نے تمہاری صورتیں بنائیں فَأَحْسَنَ تو بڑی اچھی بنائیں صُورَكُمْ تمہاری صورتیں وَاوَرَزَقَكُمْ اس نے تمہیں رزق دیا مِنَ الطَّيِّبَاتِ پاکیزہ چیزوں سے ذَلِكَُمُ یہ ہے اللہ اللہ رَبُّكُمُ تمہارا رب فَتَبَارَكَ سبب بابرکت ہے اللہ اللہ رَبُّ الْعَالَمِينَ رب العالمین هُوَ وہ الْحَيُّ زندہ ہے لَا إِلَهَ إِلَّا كُوْنِي معبود إِلَّا مگر هُوَ وہی فَادْعُوهُ تَمَّ اسی کو پکارو مُخْلِصِينَ خالص کرتے ہوئے لَهُ اس کے لیے الدِّينَ بندگی کو الْحَمْدُ سب تعریفیں لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اللہ رب العالمین کے لیے ہیں

ترجمہ:- اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو قرار کی جگہ بنایا اور آسمان کو ایک گنبد اور تمہاری صورت گری کی اور تمہاری صورتوں کو اچھا بنایا اور پاکیزہ چیزوں میں سے تمہیں رزق عطا کیا، وہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے، غرض بڑی برکت والا ہے اللہ، سارے جہانوں کا پروردگار وہی سدا زندہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس لئے اس کو اس طرح پکارو کہ تمہاری تاج داری خالص اسی کے لئے ہو، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمیں کو قراری جگہ بنایا۔
- ۲۔ آسمان کو ایک گنبد کی طرح بنایا۔ ۳۔ تمہاری صورت گری کی اور تمہاری صورتوں کو اچھا بنایا۔
- ۴۔ پاکیزہ چیزوں میں سے تمہیں رزق عطا کیا۔ ۵۔ وہ ہے اللہ جو تمہارا پروردگار ہے۔
- ۶۔ غرض بڑی برکت والا ہے اللہ، سارے جہانوں کا پروردگار۔ ۷۔ وہی سدا زندہ ہے۔
- ۸۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔
- ۹۔ اس لئے اس کو اس طرح پکارو کہ تمہاری تابعداری خالص اسی کے لئے ہو۔
- ۱۰۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسی عظیم قدرت کا مالک ہے کہ اس نے زمیں کو قراری جگہ بنایا جسکی وجہ سے انسان ہو یا جانور اس زمین پر چل پھر سکتے ہیں اور کاشت وغیرہ کر سکتے ہیں، اگر زمیں اس حال پر نہ ہوتی تو یہاں انسان اپنا گزر بسر نہیں کر سکتا تھا اور زندگی جینا اسکے لئے دشوار کن مسئلہ ہو جاتا اللہ کی قدرت کی یہ بھی ایک بڑی نشانی ہے اسکے ساتھ ساتھ اس نے آسمان کو ایک گنبد کی شکل میں ہمارے سروں کے اوپر بنا رکھا ہے جو ہماری حفاظت بھی کرتا ہے اور ہمیں سایہ بھی دیتا ہے، اگر آسمان ہمارے اوپر نہ ہوتا تو آسمان سے اوپر جو دنیا ہے وہاں موجود اشیا ہمارے اوپر برس پڑتیں یہ سب کارگیری ایک اللہ کی ہے جس نے ہمارے نفع کے لئے ان سب چیزوں کو ٹھیک ٹھیک بنایا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ابراہیم ۱۹) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو بالکل ٹھیک ٹھیک پیدا کیا؟ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے خود انسان کی ذات میں غور کرنے کی تلقین کی کہ کس طرح اس کی پیدائش کی گئی اپنے آپ پر غور کرے اور اچھی طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت کو پہچان جائے؟ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی نے تمہاری صورتوں کو بنایا اور بنایا بھی بہت ہی خوبصورت انداز میں، ایسا نہیں کہ کان ناک کی جگہ بنا دیا ہو یا ناک کان کی جگہ، یا پھر یہ کہ جانور کی شکل میں تمہاری صورت بنائی ہو ایسا نہیں بلکہ سب سے خوبصورت مخلوق جو اس نے بنائی ہے وہ انسان ہی ہے۔ اَلْقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۔ ہم نے انسان کو بہت ہی خوبصورت انداز میں پیدا کیا (التین ۴) انسان کی پیدائش کے بعد اسکے جینے کا سامان بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ پیدا کیا اور عمدہ، پاکیزہ اور مزیدار رزق اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے پیدا فرمایا، لذیذ میوے، عمدہ کھانے، بہترین سبزیاں اور گوشت یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے انسان ہی کے لئے پیدا فرمایا اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ کہ ہم نے انسان اور جنات کو صرف ہماری عبادت کے لئے پیدا فرمایا (الذاریات ۵۶) یہ سب چیزیں پیدا کرنے والا وہ ایک اللہ ہے تو انصاف کی بات یہی ہوگی کہ اس مالک و خالق ہی کی عبادت کی جائے، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے وہ ذات تو ان چیزوں سے پاک و بالا ہے بلکہ وہ تو سب جہانوں کا پالنے والا ہے

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ اسی زندہ رہنے والی ذات پر بھروسہ کرنا چاہئے جسے موت نہیں۔ (الفرقان ۵۷)
 اور جو ایسی ذات ہے وہی عبادت کے لائق ہے، اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اگر ہمیں کچھ مانگنا ہو تو اسی عظیم
 رب سے مانگنا چاہئے جسکے قبضہ میں سارے خزانے ہیں "وَأَسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ" اللہ ہی سے اسکے فضل کو مانگا
 کرو۔ (النساء ۳۲) وہی ہے جو ہماری ہر پکار کو سن سکتا ہے، اس کے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ وہ ہماری
 دعاوں کو قبول کر سکے اور ہم نے جو مانگا ہو وہ عطا کر سکے، اب تعریف بھی اسی رب کی کرنی ہوگی جس نے ہمیں یہ
 سب کچھ عطا کیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب بھی کوئی "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" پڑھے تو اسکے فوری بعد
 "الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" کہے، اسی آیت کی وجہ سے۔ (الاسماء والصفات للہتمتی ۱۹۳)

﴿درس نمبر ۱۸۵۹﴾ مجھے غیر اللہ کی عبادت سے روکا گیا ہے ﴿الہومن ۲۶ تا ۶۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِنْ رَبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُّسَمًّى ۝ وَ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- قُلْ آپ کہہ دیجیے اِنِّي نُهِيتُ بے شک میں تو روک دیا گیا ہوں اَنْ کہ اَعْبُدَ میں عبادت
 کروں اَلَّذِينَ ان کی جن کو تَدْعُونَ تم پکارتے ہو مِنْ دُونِ اللّٰہ کے سوا اللّٰہ جب کہ جَاءَنِيَ اَلْبَيِّنَاتُ میرے
 پاس اَلْبَيِّنَاتُ واضح دلیلیں مِنْ رَبِّي میرے رب کی طرف سے ۝ اور اُمِرْتُ میں حکم دیا گیا ہوں اَنْ اُسْلِمَ کہ میں
 فرمانبردار رہوں لِرَبِّ الْعَالَمِينَ رب العالمین کا ھُوَ وہی ہے الَّذِي جس نے خَلَقَكُمْ تمہیں پیدا کیا اَلْقَمْرُ تَرَابٍ
 مٹی سے ۝ ثُمَّ پھر مِنْ نُطْفَةٍ نطفے سے ۝ ثُمَّ پھر مِنْ عَلَقَةٍ جسے ہوئے خون سے ۝ ثُمَّ پھر يُخْرِجُكُمْ وہ تم کو نکالتا
 ہے طِفْلًا بچہ بنا کر ۝ ثُمَّ پھر لِتَبْلُغُوا اِنما کہ تم پہنچو اَشُدَّكُمْ اپنی جوانی کو ۝ ثُمَّ پھر لِتَكُونُوا اِنما کہ تم ہو جاؤ شُيُوخًا
 بوڑھے ۝ اور مِنْكُمْ تم میں سے کچھ مَنْ وہ ہیں جو يُتَوَفَّى فوت کر دیئے جاتے ہیں مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے ہی ۝
 اور لِتَبْلُغُوا اِنما کہ تم پہنچو اَجَلًا مُّسَمًّى ایک معین مدت کو ۝ اور لَعَلَّكُمْ تاکہ تم تَعْقِلُونَ سمجھو ھُوَ وہ الَّذِي وہ
 ہے جو يُحْيِي زندہ کرتا ہے ۝ اور يُمِيتُ مارتا ہے ۝ فَإِذَا پھر جب قَضَىٰ وہ فیصلہ کر لیتا ہے اَمْرًا کسی کام کا ۝ فَإِنَّمَا تو
 بس يَقُولُ وہ کہتا ہے لَہ اے كُنْ ہو جا فَيَكُونُ تو وہ ہو جاتا ہے

ترجمہ:- (اے پیغمبر! کافروں سے) کہہ دو کہ مجھے اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ جب میرے پاس میرے رب کی طرف سے کھلی کھلی نشانیاں آچکی ہیں تو پھر بھی میں ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کے بجائے پکارتے ہو اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے پروردگار کے آگے سر جھکا دوں۔ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر جھے ہوئے خون سے، پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں باہر لاتا ہے، پھر (وہ تمہاری پرورش کرتا ہے) تاکہ تم اپنی بھرپور طاقت کو پہنچ جاؤ اور پھر بوڑھے ہو جاؤ اور تم میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو اس سے پہلے ہی وفات پا جاتے ہیں اور تاکہ تم ایک مقرر میعاد تک پہنچو اور تاکہ تم عقل سے کام لو۔ وہی ہے جو زندگی دیتا اور موت دیتا ہے اور جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہتا ہے کہ ”ہو جا“ بس وہ ہو جاتا ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! کافروں سے کہہ دو کہ مجھے اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ جب میرے پاس میرے رب کی طرف سے کھلی کھلی نشانیاں آچکی ہیں تو پھر بھی میں ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کے بجائے پکارتے ہو۔

۲۔ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے پروردگار کے آگے سر جھکا دوں۔

۳۔ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ ۴۔ پھر نطفہ سے، پھر جھے ہوئے خون سے۔

۵۔ اس کے بعد وہ تمہیں بچے کی شکل میں باہر لایا ہے۔

۶۔ پھر وہ تمہاری پرورش کرتا ہے تاکہ تم بھرپور طاقت کو پہنچ جاؤ اور پھر بوڑھے ہو جاؤ۔

۷۔ تم میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو اس سے پہلے ہی وفات پا جاتے ہیں۔

۸۔ تاکہ تم ایک مقرر میعاد تک پہنچو۔ ۹۔ تاکہ تم عقل سے کام لو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت و توحید پر دلائل پیش کرنے اور اللہ تعالیٰ کی شان اور عظمت بیان کرنے کے بعد یہ ثابت ہو گیا کہ عبادت کے لائق وہی ایک ذات ہے۔ لہذا ان آیتوں میں اس ایک رب کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرنے سے روکا گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے محمد! ان مشرکین سے کہہ دو کہ مجھے میرے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ میں اسی کی عبادت کروں، ان کی نہیں جنکی تم اے چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، میں جسکی عبادت کرتا ہوں اسکی عبادت کرنے پر جو دلیلیں ہیں وہ میرے پاس آچکی ہیں اور تم نے بھی اپنی آنکھوں سے اسکی قدرت کو دیکھ ہی لیا ہے تو اب ان سب چیزوں کو دیکھنے کے بعد کسی بھی عقل مند انسان کی عقل یہ گوارا نہیں کرتی کہ اسکو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنا یا جائے، اس لئے میں تو اسی رب کے آگے سر جھکا تا ہوں اور اسی کی عبادت کرتا ہوں، مجھے حکم بھی اسی بات کا ہوا ہے کہ میں اسی ایک رب کے آگے اپنے سر کو جھکا دوں جو میرا، تمہارا بلکہ سارے جہانوں کا رب ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں یہ

روایت منقول ہے کہ ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیعہ نے نبی رحمت ﷺ سے کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تم جو کچھ ہمارے معبودوں کے بارے میں کہہ رہے ہو اس سے باز آ جا اور اپنے باپ دادا کے دین کو قبول کر لو، انکے اس طرح کہنے پر یہ آیت "قُلْ إِنِّي نُهَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِي الْبَيِّنَاتُ مِنْ رَبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ" نازل ہوئی۔ (الدر المسحور۔ ج، ۷، ص، ۳۰۴)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کے مرحلہ کو سلسلہ وار بیان کیا ہے جس سے انسان آج تک غافل تھا، فرمایا کہ وہی وہ اللہ ہے جس نے انسان کو سب سے پہلے مٹی سے پیدا کیا یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو، پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ولادت کا ایک طریقہ متعین فرما دیا کہ جب ایک مرد اور عورت کا آپس میں جنسی تعلق ہوتا ہے تو اس کے نتیجہ میں حمل ٹھہرتا ہے اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس ملاپ کے نتیجہ میں مادر رحم میں ایک نطفہ پناہ لیتا ہے پھر دھیرے دھیرے وہ نطفہ ایک جے ہوئے خون کی شکل اختیار کر لیتا ہے، بعض مفسرین نے فرمایا کہ واقعی تمام انسانوں کی پیدائش مٹی ہی سے ہے اس لئے کہ انسان ایک نطفہ سے پیدا ہوتا ہے اور وہ نطفہ غذا کی وجہ سے بنتا ہے اور وہ غذا پانی اور مٹی کی وجہ سے وجود میں آتی ہے تو اس طرح انسان کی اصل پیدائش مٹی ہی سے ہوئی کہ اگر مٹی نہ ہوتی تو نہ غذا پیدا ہوتی اور نہ نطفہ بنتا اور نہ انسان وجود میں آتا، اس آیت میں انسان کی پیدائش کے اسی مرحلہ تک کا ذکر ہے مگر قرآن کریم کی دوسری آیتوں میں اسکے بعد والے مرحلے بھی تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں جیسا کہ سورۃ مومنون کی آیت نمبر ۱۴ میں ذکر کیا گیا ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا فَكَسَوْنَا الْعِظْمَ لَحْمًا کہ ہم نے نطفہ کو خون کے ککڑے میں بدل دیا، پھر اس خون کے ککڑے کو گوشت کی بوٹی بنا دیا، پھر اس گوشت کی بوٹی کو ہڈی میں تبدیل کیا اور پھر اس ہڈی پر گوشت چڑھا دیا۔ اس طرح ایک جاندار انسان وجود میں آیا اسی کو اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا "ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا" اسکے بعد اس نے تمہیں ایک نومولود بچہ کی شکل میں نکالا، پھر اس بچپن کا زمانہ گزار کر اس نے تمہیں جوانی کی دہلیز پر پہنچایا کہ تم اس زمانہ میں بڑے طاقتور تھے اور ایسے ایسے کام کیا کرتے تھے جو تم اپنے بچپن میں کرنے سے عاجز تھے پھر اس جوانی کے بعد پھر سے وہ کمزوری کا زمانہ تم پر لے آیا کہ تم اس زمانہ میں پھر سے ان کاموں کے کرنے سے عاجز ہو گئے جو جوانی میں بڑے مزے سے کیا کرتے تھے، مگر اسکے علاوہ ایسے بھی کچھ لوگ ہیں جو یہ لمبا زمانہ نہیں پاتے یعنی یا تو وہ اپنے بچپن میں ہی فوت ہو جاتے ہیں یا پھر جوانی میں وفات پاتے ہیں ان سب کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کا وقت مقرر رکھ دیا ہے، تو جس کا وقت مقرر ختم ہو جاتا ہے تو وہ اس دنیا کو چھوڑ جاتا ہے چاہے وہ بچپن میں ہو، جوانی میں ہو یا بڑھاپے میں لیکن اکثر عمر کا حال ان تینوں مرحلوں پر ہی گھومتا ہے بچپن، جوانی اور بڑھاپا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان تینوں زمانوں کو بیان فرما دیا، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سات سال کی عمر میں بچہ کے دودھ کے دانت ٹوٹ

جاتے ہیں اور چودہ سال کی عمر میں اسے احتلام ہوتا ہے یعنی وہ بالغ ہو جاتا ہے اور اکیس سال کی عمر تک اس کا جسم پورا بڑھ جاتا ہے اور اٹھائیس سال کی عمر میں اسکی عقل پوری مکمل ہو جاتی ہے اور جب وہ تینتیس سال کا ہوتا ہے تو اسکی عقل اور پختہ ہو جاتی ہے۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷، ص، ۳۰۵) انسان کے ان تمام مراحل کو بتانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سب چیزوں کو بیان کرنے کا مقصد یہی ہے کہ انسان ان باتوں میں غور و فکر اللہ کی قدرت کو پہچانے اور اس پر ایمان لے آئے اور اسکی عبادت میں لگ جائے۔

﴿درس نمبر ۱۸۶﴾ جب ان کے گلوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی ﴿المومن ۶۹-۷۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنْ يُضَرَّفُونَ ۝ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَمِمَّا
أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ إِذِ الْأَغْلُلُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلْسِلُ
يُسْحَبُونَ ۝ فِي الْحَبِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اَلَى الَّذِينَ ان لوگوں کی طرف جو يُجَادِلُونَ جھگڑتے ہیں فِي آيَاتِ اللَّهِ اللہ کی آیتوں میں اَلَى کہاں اَلَى يُضَرَّفُونَ وہ پھرے جارہے ہیں الَّذِينَ وہ لوگ جنہوں نے كَذَّبُوا اجمٹلایا بِالْكِتَابِ اس کتاب کو اور مِمَّا اس کو کہ اُرْسَلْنَا ہم نے بھیجا یہ اس کے ساتھ رُسُلْنَا اپنے رسولوں کو فَسَوْفَ تو عنقریب يَعْلَمُونَ وہ جان لیں گے إِذِ جب الْأَغْلُلُ طوق ہوں گے فِي أَعْنَاقِهِمْ ان کی گردنوں میں وَ اور السَّلْسِلُ زنجیریں يُسْحَبُونَ وہ گھسیٹے جائیں گے فِي الْحَبِيمِ کھولتے پانی میں ثُمَّ پھر فِي النَّارِ آگ میں يُسْجَرُونَ وہ جلائے جائیں گے

ترجمہ:- کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالے ہیں؟ کوئی کہاں سے ان کا رخ پھیر دیتا ہے؟ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اس کتاب کو بھی جھٹلایا ہے اور اس (تعلیم) کو بھی جس کا حامل بنا کر ہم نے اپنے پیغمبر بھیجے تھے، چنانچہ انہیں عنقریب پتہ لگ جائے گا۔ جب ان کے گلوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی، انہیں گرم پانی میں کھسیٹا جائے گا، پھر آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں؟

۲- کوئی کہاں سے انکار رخ پھیر دیتا ہے؟ ۳- یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کتاب کو بھی جھٹلایا۔

۴- اس تعلیم کو بھی جھٹلایا جس کا حامل بنا کر ہم نے اپنے پیغمبر بھیجے تھے۔

۵۔ چنانچہ انہیں عنقریب پتہ لگ جائے گا۔ ۶۔ جب ان کے گلوں میں طوق اور زنجیریں ہوگی۔

۷۔ انہیں گرم پانی میں گھسیٹا جائے گا۔ ۸۔ پھر آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہماری آیتوں میں بیجا جھگڑے کرتے ہیں؟ اور انکے پاس اس جھگڑے پر نہ تو کوئی دلیل ہے اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی وضاحت۔ اسکے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کی واضح آیتوں میں شک و شبہ نکالتے ہیں، کیا آپ کو انکے حال پر کچھ تعجب ہوا؟ تعجب تو ہے ایسی کونسی چیز ہے کہ جو انہیں حق سے منہ موڑنے اور گمراہی کو اپنانے کی طرف راغب کر رہی ہے؟ جبکہ اتنی ساری دلیلیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اسکے معبود ہونے پر بیان کی گئی ہیں اسکے باوجود یہ لوگ اسکی عبادت سے منہ موڑے ہوئے ہیں، انہیں اسکی سزا ضرور ملے گی اور جو لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ہماری آیتوں کو اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبروں کو جھٹلاتے ہیں انہیں قیامت کے دن پتہ چل جائے گا کہ انکے اس عمل پر انکے ساتھ کیا کیا ہونے والا ہے؟ چنانچہ اں آیتوں اور پیغمبروں کو جھٹلانے کے نتیجے میں انکی گردنوں میں بیڑیاں ڈال کر قیدی کی طرح کھینچتے ہوئے جہنم کے کھولتے ہوئے پانی میں انہیں ڈالا جائے گا، وہ پانی اتنا سخت گرم ہوگا کہ اسکی بھانپ سے ہی انسان کے گوشت گل کر نیچے گرنے لگیں گے پھر اسکے بعد انہیں جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے گا، سورہ رحمن کی آیت نمبر ۴۳ اور ۴۴ میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی سزا انکے لئے بیان کی کہ ”هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ، يَطوفونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَاجِيزٍ اَنْ“ کہ یہ وہ جہنم ہے جسکا مجرم یعنی کافر لوگ انکار کرتے تھے، لہذا انہیں کبھی اس جہنم میں پھینکا جائے گا تو کبھی کھولتے ہوئے گرم پانی میں، پھر سورہ دخان کی آیت نمبر ۷ تا ۱۰ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان مجرمین کی سزاؤں کے تعلق سے بیان فرمایا خُذُوا فَاَعْتَلُوا اِلَىٰ سَوَاءِ الْحَجِيمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَاسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُوْنَ فرشتوں سے کہا جائے گا کہ اسے پکڑو اور گھسیٹ کر جہنم کے پتھوں پہنچ جاؤ، پھر اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دو تا کہ یہ اسکے لئے عذاب پر عذاب ہو، پھر کہا جائے گا کہ لے اس عذاب کا مزہ چکھ، اے اللہ! تو ہی بڑا صاحب اقتدار، بڑے عزت والا ہے، پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی دوزخ ہے جس کے بارے میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنمیوں کو پہنائی جانے والی بیڑیوں کی کیفیت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اسکے برابر ایک کلڑا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کی جانب اشارہ کر کے فرمایا) آسمان سے زمیں کی طرف جو پانچ سو سال کی مسافت ہے، چھوڑا جائے تو رات سے پہلے زمیں پر پہنچ جائے گا، (مطلب یہ کہ اتنی وزنی ہوں گے کہ اپنے وزن کی وجہ سے اتنے سالوں کا سفر بس ایک دن میں طے کر لیں گے، اس لئے کہ چیز جتنی وزنی ہوگی اسکو اگر اوپر سے پھینکا جائے تو وہ جلدی سے زمیں پر گر جاتی ہے) اور اگر وہی کلڑا

زنجیر کا (جس کا ذکر) قرآن کریم میں ہے، ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ اس کے سر سے چھوڑا جائے تو اس زنجیر کی جڑ یا اسکی تہہ تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال دن اور رات گزر جائیں گے (یعنی اتنی لمبی وہ زنجیر ہوگی جو جہنمیوں کو پہنائی جاتی گی)۔ (ترمذی ۲۵۸۸)

﴿درس نمبر ۱۸۶﴾ اسی طرح اللہ کافروں کو بدحواس کر دیتا ہے ﴿المومن ۴۳-۴۴-۴۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ ۝ وَمِنْ دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ
تَدْعُوا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ۝ ذَلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي
الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَمِمَّا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :- ثُمَّ پھر قِيلَ کہا جائے گا لَهُمْ ان سے آئین کہاں ہیں مَا وہ جن کو كُنْتُمْ تم تھے تُشْرِكُونَ شریک ٹھہراتے مِنْ دُونِ اللَّهِ اللہ کے سوا قَالُوا وہ کہیں گے ضَلُّوا وہ گم ہو گئے عَنَّا ہم سے بَلْ بلکہ لَمْ نَكُنْ ہم نہ تھے تَدْعُوا پکارتے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے شَيْئًا کسی چیز کو بھی كَذَلِكَ اسی طرح يُضِلُّ گمراہ کرتا ہے اللَّهُ اللہ الْكَافِرِينَ کافروں کو ذَلِكُمْ یہ مِمَّا اس سبب سے ہے کہ كُنْتُمْ تم تھے تَفْرَحُونَ خوش ہوتے فِي الْأَرْضِ زمین میں بِغَيْرِ الْحَقِّ ناحق و اور مِمَّا بہ سبب اس کے کہ كُنْتُمْ تم تھے تَمْرَحُونَ اتراتے

ترجمہ :- پھر ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں اللہ کے سوا وہ (تمہارے معبود) جنہیں تم خدائی میں اس کا شریک مانا کرتے تھے؟ یہ کہیں گے وہ سب تو ہم سے کھو گئے، بلکہ ہم پہلے کسی چیز کو نہیں پکارا کرتے تھے، اس طرح اللہ کافروں کو بدحواس کر دیتا ہے۔ (ان سے یہ پہلے ہی کہہ دیا گیا ہوگا کہ) یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ تم زمین میں ناحق بات پر اترایا کرتے تھے اور اس لئے کہ تم اکل دکھاتے تھے۔

تشریح :- ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ کہاں ہیں تمہارے وہ معبود جنہیں تم خدائی میں اللہ کے سوا اس کا شریک مانا کرتے تھے؟

۲۔ وہ کہیں گے کہ وہ سب ہم سے کھو گئے بلکہ ہم تو پہلے کسی کو پکارا نہیں کرتے تھے۔

۳۔ اس طرح اللہ کافروں کو بدحواس کر دیتا ہے۔

۴۔ ان سے یہ پہلے ہی کہہ دیا گیا ہوگا کہ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ تم زمین میں ناحق بات پر اترایا کرتے تھے۔

۵۔ اسلئے کہ تم زمین میں اکل دکھایا کرتے تھے۔

ان کافروں کو کھولتے ہوئے پانی کی سزا دینے کے بعد جب انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس وقت انکو اور

ذلیل و رسوا کرنے اور درد میں مزید سختی پیدا کرنے کے لئے کہا جائے گا کہ تمہارے وہ معبود آج نظر نہیں آ رہے ہیں جتنے بارے میں تم کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ اللہ کے شریک ہیں اور جب ہمیں اللہ عذاب میں ڈالے گا تو یہ ہمارے معبود ہمیں اس عذاب سے بچالیں گے، تو کیا ہوا آج تمہیں بچانے کے لئے وہ تمہارے معبود نہیں آئے؟ اس سوال پر وہ پہلے تو کہیں گے کہ ان لوگوں کا تو آج پتہ ہی نہیں ہے وہ لوگ ہم سے گم ہو گئے اور ہمیں اس عذاب میں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے، جب وہ دیکھیں گے کہ ان کے بنائے ہوئے معبود انکے کچھ کام نہیں آئے تو اس وقت یہ لوگ اپنی بات سے مکر جائیں گے اور جھوٹ بولنا شروع کریں گے کہ ہم نے تو آپ کے علاوہ کسی کو دنیا میں پکارا ہی نہیں، ہم تو بس آپ کی ہی عبادت کیا کرتے تھے اسکے علاوہ کسی اور کی نہیں لہذا اب آپ ہی ہمیں اس عذاب سے بچالیجئے، ان کی یہ جو باتیں ہیں بس اس گمراہی کا نتیجہ ہے جس گمراہی میں وہ لوگ دنیا میں پڑے ہوئے تھے جس طرح وہ لوگ دنیا میں اللہ کو بھول بیٹھے تھے یہاں قیامت کے دن اللہ انہیں بھول جائے گا اور یہ بد جو اس ہو کر پھرتے رہیں گے، انکا نہ ہی یہاں کوئی پرسان حال ہوگا اور نہ ہی کوئی مددگار کذلک يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ۔ اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ جو سزائیں ان کافروں کو یہاں دی جا رہی ہے وہ یوں ہی نہیں دی جا رہی ہیں بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ دیکھو! یہ یہ کام برے ہیں اگر تم ان کاموں کو انجام دو گے اور ان سے نہیں بچو گے تو تمہیں کل قیامت کے دن اس اس طرح کی خوفناک اور دردناک سزا دی جائے گی مگر تم نے اس دنیا میں ہماری کبھی ہوئی باتوں کو مذاق میں لیا اور اسے جھٹلایا کرتے تھے اور ناحق کی باتوں پر اترا یا کرتے تھے اور زمیں میں اکر دکھایا کرتے تھے، جیسے کہ قارون بھی اپنی دولت پر اتراتا تھا اور اکرٹا تھا "قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ" یاد کرو اس وقت کو جب قارون سے اسکی قوم نے کہا تھا کہ تو اپنی دولت پر مت اترا، اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا (القصص ۷۶) تم لوگ بھی اسی طرح کی حرکتیں کیا کرتے تھے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ نہ ہی ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور نہ ہمیں کوئی سزا ملے گی اب اپنی کی ہوئی حرکتوں کا مزہ اس دوزخ کی آگ میں پکھو۔ انسان کی طبیعت میں جب گندگی بھر جاتی ہے تو اسے برائی اور گناہ کے کام کرنے میں مزہ آتا ہے اور اسکے کرنے پر وہ خوش بھی ہوتا ہے مگر یہ خوشی اور مزہ صرف چند روز کا ہے ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اسی دنیا میں اسکے کئے کی سزا دیدے جیسا کہ ہامان، قارون اور منافقوں کو اللہ تعالیٰ نے دی اور آخرت میں انکے لئے طرح طرح کی سزائیں تیار کی جا چکی ہے، لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم گندی اور بری عادتوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں اور یہ نہ سوچیں کہ ایک برائی یا گناہ کرنے سے کیا ہوگا؟ ایسے ہی کرتے کرتے ہم ایک دن گناہوں میں ڈوب جائیں گے اور پھر حال یہ ہوگا کہ ہمیں گناہ گناہ نہیں لگے گا اس وقت سمجھ لینا کہ ہماری بربادی شروع ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر برائی اور گناہ کے کاموں سے محفوظ رکھے۔

﴿درس نمبر ۱۸۶۲﴾ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ﴿المؤمنین ۷۶-۷۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 أَدْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَلِدِينَ فِيهَا فَبئسَ مَثْوًى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ
 فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا
 مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ
 أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ فَحِجِّهِ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَدْخُلُوا اتم داخل ہو جاؤ اَبْوَابِ جَهَنَّمَ جہنم کے دروازوں میں خَلِدِينَ ہمیشہ رہنے والے
 فِيهَا اس میں فَبئسَ پس برا ہے مَثْوًى ٹھکانا الْمُتَكَبِّرِينَ تکبر کرنے والوں کا فَاصْبِرْ لہذا آپ صبر کیجیے إِنَّ
 بے شک وَعْدَ اللَّهِ اللہ کا وعدہ حَقٌّ حق ہے فَإِمَّا پھر اگر نُرِيَنَّكَ ہم آپ کو دکھادیں بَعْضَ بعض الَّذِي وہ جس کا
 نَعِدُهُمْ ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں أَوْ يَنْتَوَفَّيَنَّكَ ہم آپ کو فوت کر دیں فَإِلَيْنَا تو ہماری طرف ہی
 يُرْجَعُونَ وہ لوٹائے جائیں گے ۝ وَلَقَدْ البتہ تحقیق أَرْسَلْنَا ہم نے بھیجے رُسُلًا کئی رسولٍ مِنْ قَبْلِكَ آپ سے
 پہلے مِنْهُمْ کچھ ان میں سے مِّنْهُمْ وہ ہیں جن کا قَصَصْنَا ہم نے حال بیان کر دیا عَلَيْكَ آپ پر ۝ اور مِنْهُمْ کچھ
 ان میں سے مِّنْهُمْ وہ ہیں کہ لَمْ نَقْصُصْ ہم نے حال بیان نہیں کیا عَلَيْكَ آپ پر ۝ اور مَا ہمیں كَانَ ہے لِرَسُولٍ
 کسی رسول کے لیے أَنْ يَأْتِيَ کہ وہ لے آئے بِآيَةٍ کوئی نشانی إِلَّا مگر بِإِذْنِ اللّٰهِ اللہ کے حکم سے فَإِذَا پھر جب جَاءَ
 آ گیا أَمْرُ اللّٰهِ اللہ کا حکم فَحِجِّهِ فیصلہ کر دیا بِالْحَقِّ حق کے ساتھ ۝ وَ خَسِرَ خسارہ اٹھایا هُنَالِكَ وہاں
 الْمُبْطِلُونَ اہل باطل نے

ترجمہ:- جاؤ، جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ، کیونکہ تکبر کرنے والوں کا
 ٹھکانا بہت ہی برا ہے۔ لہذا (اے پیغمبر!) تم صبر سے کام لو، یقین رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، اب ہم ان (کافروں
 کو) جس (عذاب) سے ڈرا رہے ہیں، چاہے اس کا کچھ حصہ ہم تمہیں بھی (تمہاری زندگی میں) دکھادیں، یا تمہیں
 دنیا سے اٹھالیں، بہر صورت ان کو ہمارے پاس ہی واپس لایا جائے گا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سے پہلے بھی
 بہت سے پیغمبر بھیجے ہیں، ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کے واقعات ہم نے تمہیں بتادیئے ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کے
 واقعات ہم نے تمہیں نہیں بتائے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جاؤ، جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔

۲۔ تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ بہت ہی برا ہے۔ ۳۔ لہذا اے پیغمبر! آپ صبر سے کام لیجئے۔

۴۔ یقین رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

۵۔ اب ہم ان کافروں کو جس عذاب سے ڈرا رہے ہیں چاہے اسکا کچھ حصہ ہم تمہیں بھی تمہاری زندگی میں دکھلا دیں یا تمہیں دنیا سے اٹھالیں۔

۶۔ بہر حال انکو ہمارے ہی پاس واپس لایا جائے گا۔

۷۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر بھیجے ہیں۔

۸۔ ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کے واقعات ہم تمہیں بتا چکے ہیں۔

۹۔ کچھ پیغمبر وہ بھی ہیں جن کے واقعات سے ہم نے تمہیں آگاہ نہیں کیا۔

۱۰۔ کسی پیغمبر کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ لے کر آئے۔

۱۱۔ جب اللہ کا حکم آئے گا تو سچائی کا فیصلہ ہو جائے گا۔

۱۲۔ جو لوگ باطل کی پیروی کر رہے ہیں وہ اس وقت سخت نقصان اٹھائیں گے۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین کو ملنے والی سزا بتلا رہے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور سب

کے درمیان فیصلے ہو چکے ہوں گے تب ان مشرکین کو کہا جائے گا کہ چلو! اب جہنم کے دروازوں میں سے ہوتے

ہوئے چلو پھر تمہیں وہاں وہ عذاب ملے گا جو تمہارے لئے تیار کیا گیا ہے اور اس میں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا

ہے سورہ حجر کی آیت نمبر ۴۴ میں جہنم کے دروازوں کے بارے میں کہا گیا کہ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ

مِنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ کہ جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے میں داخلے کے لئے ان درزیوں کا ایک

ایک گروہ بانٹ دیا گیا ہے۔ لہذا اپنے کئے کی سزا میں اسی جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہو جو کہ بہت ہی بری جگہ ہے

رہنے کے لئے، جہاں پر ذلت، رسوائی، عذاب، درد اور تکلیف ہی ہے، اس جگہ کسی قسم کی کوئی راحت کا سامان تک

نہیں ہے، یہ جگہ تمہیں تمہارے اس تکبر کے نتیجے میں ملی ہے جو تم نے اس دنیا میں اللہ اور اسکی آیتوں کے ساتھ کیا تھا

، جب تمہارے سامنے ہماری آیتیں بیان کی جاتی تھیں تو بے پرواہ ہو کر اسے نظر انداز کرتے ہوئے چلے جاتے تھے،

بھلائی کی کوئی بات تمہیں پسند نہیں آتی تھی اور اپنے آپ کو تم بڑا سمجھا کرتے تھے تو لو! آج یہ عذاب تمہارے اسی تکبر

کا نتیجہ ہے، اکلکار و مشرکین کے انجام کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے

ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً آپ کو ان مشرکین کے ایمان نہ لانے اور انکے اس تکبر سے بڑی تکلیف ہوئی کہ

میں انہیں اتنا سمجھا رہا ہوں مگر یہ لوگ مانتے ہی نہیں بلکہ اوپر سے مجھے تکلیفیں دیتے ہیں کبھی بد معاش بچوں کو میرے

پیچھے پتھر دیکر لگا دیتے ہیں تو کبھی مجھے اور میرے خاندان والوں اور ایمان والوں کو گھائی میں محصور ہونے

پر مجبور کر دیتے ہیں جہاں ہمیں کھانا پینا تک میسر نہیں، کبھی میرے قتل کی سازشیں کرتے ہیں وغیرہ۔ لہذا اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ انگی ان تکلیفوں پر صبر کیجئے اس لئے کہ انہیں انکے کئے کی سزا ضرور ملے گی تھوڑے وقت بعد ہی سہی مگر مل کر رہے گی یہ آپ کے رب کا وعدہ ہے اور آپ کا رب جو وعدہ کرتا ہے وہ پورا کرتا ہے، اور جس عذاب کا آپ کے رب نے وعدہ کیا کہ ان کو ملے گا، ہو سکتا ہے کہ اس عذاب کا کچھ حصہ اللہ انہیں اسی دنیا میں چکھا دے جیسا کہ دیگر قوموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا جیسے کہ قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، قوم نوح وغیرہ اور اگر انہیں یہاں عذاب نہ بھی ملے تو آخرت میں تو ہر حال میں یہ عذاب ملنے والا ہے اس میں کسی قسم کا شک نہیں کیونکہ ان کو بالآخر یہ دنیا چھوڑ کر ہمارے ہی پاس تو آنا ہے، تو جب یہ آ جائیں گے انہیں انکے کئے کی سزا ہم ہی دیں گے اور اگر کسی کو اس دنیا میں اسکے برے کاموں کی سزا نہ ملے تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ انکے اعمال اچھے تھے اسی لئے انہیں کوئی سزا نہیں ملی، اللہ تعالیٰ یہاں یہی فرما رہے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ اسی دنیا میں انکے کئے کی سزا انہیں ملے بلکہ ایسا ہو بھی سکتا ہے اور انہیں بھی ہو سکتا ہے ہمارے ارادے پر اور ہماری حکمت پر منحصر ہے، جس کے ساتھ جو کرنا ہے وہ ہمیں زیادہ بہتر معلوم ہے۔

اور زیادہ تسلی دینے کے لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ اے نبی! دنیا میں بہت سارے انبیاء آئے ان میں سے بعض کے نام اور واقعات تو ہم نے آپ کو بیان کر دیئے ہیں جیسے کہ حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل حضرت اسحاق حضرت الیسا حضرت یونس حضرت یعقوب حضرت یوسف حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام وغیرہ، علماء نے بیان کیا ہے کہ کل پچیس انبیاء اور رسولوں کے قصے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کئے اسکے علاوہ بہت سارے انبیاء کے قصے اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں فرمائے، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ نے کتنے انبیاء کو بھیجا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا، اور ان میں سے تین سو پچیس رسول تھے۔ (مشکوٰۃ ۵۷۳) ان تمام انبیاء و رسول کو اللہ تعالیٰ ہی نے انگی قوموں کے پاس بھیجا تا کہ وہ انہیں توحید کی دعوت دیں، اتنے سارے انبیاء میں سے کسی کو بھی یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ اپنی مرضی سے کوئی معجزہ پیش کر سکیں، ہر ایک اللہ تعالیٰ ہی کا محتاج تھا کہ اسکے حکم کے بغیر وہ بھی کچھ نہیں کر سکتے تھے، تو آپ بھی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان مشرکین کی مرضی کے موافق کوئی معجزہ ہمارے حکم کے بغیر پیش نہیں کر سکتے، جب ہم حکم کریں گے تو معجزے پیش ہوں گے۔ اصل واقعہ یہ تھا کہ یہ کفار و مشرکین بے وجہ طرح طرح کے معجزات کا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبات کیا کرتے تھے حالانکہ انکا مقصد صرف دل لگی تھا کہ اگر بالفرض وہ معجزات جو انکے مطالبہ کے عین موافق ہوں آ بھی جائیں تب بھی یہ لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے اس لئے انکے ان سوالات سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کو چھٹکارہ دینے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہہ دیا کہ آپ ان سے یہ کہہ دو کہ کوئی نبی اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی معجزہ پیش نہیں کر سکتا لہذا تم مجھ سے معجزات کا مطالبہ نہ کرو یہ میرے اختیار میں نہیں ہے اور اے نبی! آپ انکی باتوں پر صبر کیجئے جب تک انکا وقت مقرر نہ آجائے اور وہ وقت مقرر آجائے گا تو اللہ کانکے حق میں جو فیصلہ ہے یعنی جنت یا جہنم کا وہ پورا ہو جائے گا اور جب یہ فیصلہ ہو جائے گا تو اس وقت باطل کی پیروی کرنے والوں کا بڑا ہی نقصان ہوگا اس لئے کہ انکے حصہ میں جہنم آئے گی جو کہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۶۳﴾ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے مویشی پیدا کئے ﴿المومن ۷۹-۸۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَ
لِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۝ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ
فَآيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اللہ اللہ الٰہی وہ ہے جس نے جعل بنائے لکم تمہارے لیے الانعام جو پائے لیتے رکبوا تاکہ تم سواری کرو میں ان میں سے بعض پر و اور میں ان بعض کو ان میں سے تأکلون تم کھاتے ہو و اور لکم تمہارے لیے فیہا ان میں منافع بہت فائدے ہیں و اور لتبلغوا تاکہ تم پہنچو علیہا ان پر حاجت اپنی حاجت کو فی صدورکم جو تمہارے سینے میں ہے و اور علیہا ان پر و اور علی الفلک کشتیوں پر تحملون تم سواری کیے جاتے ہو و اور یریکم وہ دکھاتا ہے تمہیں آیتہ اپنی نشانیاں فآیاتی پھر کون سی آیت اللہ کی نشانیاں کا تُنکرون تم انکار کرو گے

ترجمہ:- اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے مویشی پیدا کئے تاکہ ان میں سے کچھ پر تم سواری کرو اور انہی میں سے وہ بھی ہیں جنہیں تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لئے ان میں بہت سے فائدے ہیں اور ان کا مقصد یہ بھی ہے کہ تمہارے دلوں میں جو حاجت ہو اس تک پہنچ سکو اور تمہیں ان جانوروں پر اور کشتیوں پر اٹھا کر لے جایا جاتا ہے۔ اور اللہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھا رہا ہے، پھر تم اللہ کی کن کن نشانیاں کا انکار کرو گے؟

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے مویشی پیدا کئے۔

۲۔ تاکہ ان میں سے کچھ پر تم سواری کرو اور انہی میں سے کچھ وہ ہیں جنہیں تم کھاتے ہو۔

۳۔ تمہارے لئے ان میں بہت سارے فائدے ہیں۔

۴۔ ان کا مقصد یہ بھی ہے کہ تمہارے دلوں میں کہیں جانے کی جو حاجت ہو اس تک پہنچ سکو۔

۵۔ تمہیں ان جانوروں پر اور کشتیوں پر اٹھا کر لے جایا جاتا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا رہا ہے۔ ۷۔ پھر تم اللہ کی کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے؟

کافروں اور مشرکوں کو ملنے والے عذاب کی تفصیل بیان کرنے کے بعد پھر سے اللہ تعالیٰ اپنے وجود پر اور اپنی توحید پر دلائل پیش کر رہے ہیں، جس کا مقصد یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ سے انسانوں کے دلوں میں توحید کی بات بیٹھ جائے اور اس لئے بھی اللہ تعالیٰ اس مضمون کو بار بار بیان فرما رہے ہیں کہ توحید ہی اصل جان اور سب سے اہم بنیاد ہے اگر توحید نہ ہو تو جتنے بھی اعمال کئے جائیں گے ان کا کوئی فائدہ انسان کو نہیں ہوگا الغرض اللہ تعالیٰ نے اللہ کے وجود اور توحید کی چند مثالیں اسکے سامنے پیش کی ہیں چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے کہ جس نے تمہارے فائدہ اور راحت کے لئے جانوروں کو پیدا فرمایا ان جانوروں میں انسان کے کیا کیا فائدے ہیں؟ اسے بیان فرمایا کہ **لِتَكُونُوا لَكُمْ رُكُوبًا** کہ وہ تمہاری سواری کا کام کرتی ہے تاکہ تمہیں اگر کہیں دور جانا پڑے تو تم اپنی جان کو مشقت میں ڈالے بغیر ان جانوروں کو بطور سواری استعمال کر سکو، اسکے بعد دوسری راحت جو تمہیں ان جانوروں سے ملتی ہے وہ یہ کہ تم ان جانوروں میں سے بعض حلال جانور جیسے اونٹ، گائے، بھینٹ، بکری وغیرہ کو اپنی غذا بناتے ہو جس سے تمہارے جسم میں طاقت پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان جانوروں میں یہ دو فائدے ہی نہیں بلکہ اسکے حلاوہ اور بہت سے فائدے تم حاصل کرتے ہو جیسے کہ ان جانوروں کا دودھ تم استعمال کرتے ہو اور بعض جانوروں پر تم اپنے ساز و سامان کو لاد کر لیجاتے ہو اور ان جانوروں کی کھال کا استعمال کرتے ہوئے تم طرح طرح کی چیزیں بناتے ہو، انکی ہڈیوں کو استعمال کر کے کنگن وغیرہ بناتے ہو اور بھی ایسے بہت سے فائدے تم ان جانوروں سے حاصل کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے پھر سے ان جانوروں کو سفر کے لئے استعمال کرنے کا اشارہ کیا اس لئے کہ انسان کو سفر میں جتنی مشکلات پیش آتی ہیں اتنی مشکلات اسے اپنے مقام پر پیش نہیں آتیں اور انسان اس سفر کی مشقت کو آسانی سے نہیں بھولتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انکی راحت کے لئے جو چیزیں بنائی ہیں انکی طرف اشارہ کر کے انسان کے دلوں کو سوچنے پر مجبور کر رہا ہے واقعی اگر یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بنائی نہ ہوتیں تو ہم کتنی مشقت میں پڑ جاتے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے دلوں میں جہاں کہیں سفر کرنے کی چاہت ہو تو تم ان جانوروں کو استعمال کرتے ہوئے ان پر سوار ہو کر اپنے مقصد تک پہنچ جاتے ہو ان جانوروں پر تم سوار ہو کر اپنا زینتی سفر طے کرتے ہو اور کشتیوں پر سوار ہو کر تم اپنا سمندری سفر طے کرتے ہو، عرب کی ایک کہادت ہے **أَلْتَجِبَلُ سَفِينَةَ الصَّحْرَاءِ** کہ یہ اونٹ صحرا کی کشتی ہے کہ جس طرح آسانی سے کشتی کے ذریعہ سمندر کا سفر طے کیا جاتا ہے اسی طرح صحرا کا طوفانی سفر بھی ان اونٹوں کے ذریعہ آسانی سے طے کیا جاتا ہے، سورہ نحل کی آیت نمبر ۵۵ تا ۵۷ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ**

فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعٌ وَمِمَّا تَأْكُلُونَ ۝ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرْجَعُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝ وَتَجِبَلُّ
 أَنْفَالَكُمْ إِلَىٰ بَدَلٍ لَّهُمْ تَكُونُوا لِبَلِيغِيهِ إِلَّا بِشِقَايِ الْأَنْفُسِ ۚ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرؤُوفٌ رَّحِيمٌ چوپائے اسی نے
 پیدا کئے جن میں تمہارے لئے سردی سے بچاؤ کا سامان ہے اور اسکے علاوہ بہت سے فائدے ہیں، انہی میں سے تم
 کھاتے بھی ہو اور جب تم انہیں شام کے وقت چرا کر گھر لاتے ہو یا صبح کے وقت انہیں چرانے لے جاتے ہو تو ان میں
 تمہارے لئے ایک خوشنما منظر بھی ہے اور یہ تمہارے لئے بوجھ لا د کر ایسے شہر تک لے جاتے ہیں جہاں تم اپنی جان
 جو حکم میں ڈالے بغیر پہنچ نہیں سکتے، حقیقت یہ ہے کہ تمہارا پروردگار بہت ہی شفیق، بڑا مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا کہ یہ ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں اب ان تمام نشانیوں دیکھ کر تمہیں معلوم ہو گیا کہ اللہ کے علاوہ کسی میں یہ قدرت
 نہیں کہ یہ ساری چیزیں پیدا کر سکیں تو اب تم ان نشانیوں میں سے کونسی نشانی کا انکار کرتے ہو کہ فلاں چیز نعوذ باللہ اللہ
 تعالیٰ نے نہیں بلکہ کسی اور نے پیدا کی ہے؟ جب تمہیں اس بات پر پورا یقین ہے کہ یہ سب اللہ ہی نے پیدا کیا اور تم
 اس چیز کا انکار بھی نہیں کرتے تو پھر اب وہ کونسی چیز ہے جو تمہیں اس اللہ پر ایمان لانے سے روک رہی ہے؟

﴿درس نمبر ۱۸۶۳﴾ جو کچھ وہ کماتے ان کے کچھ کام نہ آیا ﴿المومن ۸۲-۸۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرَ
 مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَعْنَىٰ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ فَلَمَّا
 جَاءَهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهِ
 يَسْتَهْزِءُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:-۔ اَفَلَمْ کیا پھر نہیں یَسِيرُوا انہوں نے سیر کی فی الْأَرْضِ زمین میں فَيَنْظُرُوا کہ وہ دیکھتے
 كَيْفَ کیسا كان ہو عَاقِبَةُ انجام الَّذِينَ ان لوگوں کا جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے ہوئے كَانُوا وہ تھے أَكْثَرَ
 زیادہ مِنْهُمْ ان سے وَاَشَدَّ زیادہ سخت قُوَّةً قوت میں وَاَثَارًا اثانات کے اعتبار سے فی الْأَرْضِ زمین میں
 فَمَا پھر نہ أَعْنَىٰ کام آیاعَنْهُمْ ان کے مَّا وہ جو كَانُوا تھے يَكْسِبُونَ وہ کماتے فَلَمَّا پس جب جَاءَهُمْ آئے
 ان کے پاس رُسُلُهُم ان کے رسول بِالْبَيِّنَاتِ واضح دلائل کے ساتھ فَرِحُوا تو وہ خوش ہوئے بِمَا اس پر جو
 عِنْدَهُمْ ان کے پاس تھَا مِنَ الْعِلْمِ علم وَاور حَاقَ گھیر لیا بِهِمْ ان کو مَّا اس نے کہ كَانُوا وہ تھے بہ اس کے
 ساتھ يَسْتَهْزِءُونَ ٹھٹھا کرتے

ترجمہ:-۔ بھلا کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے جو لوگ تھے ان کا انجام کیسا

ہوا؟ وہ ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور طاقت میں بھی ان سے بڑھے ہوئے تھے اور ان یادگاروں میں بھی جو وہ زمیں میں چھوڑ کر گئے ہیں، پھر بھی جو کچھ وہ کماتے تھے وہ ان کے کچھ کام نہیں آیا۔ چنانچہ جب ان کے پیغمبران کے پاس کھلی کھلی دلیلیں لے کر آئے، تب بھی وہ اپنے اس علم پر ہی ناز کرتے رہے جو ان کے پاس تھا اور جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اسی نے ان کو آگھیرا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا کیا انہوں نے زمیں میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے جو تھے انکا انجام کیسے ہوا؟

۲۔ حالانکہ وہ ان سے تعداد میں بھی زیادہ تھے اور طاقت میں بھی۔

۳۔ ان یادگاروں میں بھی جو وہ زمیں میں چھوڑ کر گئے ہیں۔

۴۔ اسکے باوجود بھی جو کچھ وہ کمائے تھے انکے کچھ کام نہیں آیا۔

۵۔ جب انکے پیغمبران کے پاس کھلی کھلی دلیلیں لے کر آئے تب بھی وہ اپنے اس علم پر ہی ناز کرتے رہے جو انکے پاس تھا۔

۶۔ جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اسی نے ان کو آگھیرا۔

ان مشرکین کے سامنے ان لوگوں کا حال بیان کیا جا رہا ہے جو ان سے پہلے تھے اور انکے کام بھی ایسے ہی تھے جیسے کہ ان لوگوں کے ہیں، ان مشرکین کو یہاں تشبیہ کی گئی کہ دیکھو! ان لوگوں کا جو حال انکے کرتوتوں کی وجہ سے ہوا وہ تمہارا بھی ہو سکتا ہے، چنانچہ فرمایا کہ کیا ان مشرکین نے زمیں کا چکر لگا کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے جو سرکش اور نافرمان لوگ تھے انکا کیا انجام ہوا؟ حالانکہ وہ لوگ ان سے تعداد میں کہیں زیادہ تھے اور انکی طاقت و قوت بھی ان سے کئی گنا بڑھی ہوئی تھی اور انکے پاس مال و دولت کی بھی کوئی کمی نہیں تھی جسکی گواہی انکے باقیات، محلات اور مکانات دیتے ہیں جیسا کہ کہ قارون کی دولت کی آج بھی مثال دی جاتی ہے ان ساری حقیقتوں کے باوجود انہیں ہلاک ہونے سے اور اللہ کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکا، ان لوگوں کا بھی جرم یہی تھا کہ جب انکے پاس ہمارے کوئی نبی اللہ کا کلام اور اسکی بھیجی ہوئی باتیں پڑھ کر سنا تے اور انہیں توحید کی دعوت دیتے تو یہ لوگ اسے جھٹلایا کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ نبی جو بھی باتیں ہم سے بیان کر رہے ہیں وہ بالکل غلط اور جھوٹی ہیں اور جو باتیں ہمیں معلوم ہیں وہ باتیں ہی سچی ہیں، اس طرح وہ لوگ اپنے علم پر فخر کیا کرتے تھے اور دوسروں کی باتوں پر دھیان ہی نہیں دیتے تھے اور یہ سمجھا کرتے تھے ہمیں سب کچھ معلوم ہے اور جب ان کے انبیاء انہیں انکی حرکتوں پر اللہ کے عذاب سے ڈراتے تو یہ لوگ اس بات کا مذاق اڑاتے تھے، ہم اتنے مضبوط اور طاقتور کہ کوئی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا ہم پر کیا کوئی عذاب آئے گا؟ اور اگر آ بھی گیا تو کوئی ہمارا کچھ بگاڑ نہیں پائے گا، لہذا جس عذاب کا یہ لوگ مذاق اڑایا

کرتے تھے اسی عذاب نے انہیں اپنی دیوبچ میں لے لیا اور انکا حال ایسا ہوا کہ رہتی دنیا تک وہ نشانِ عبرت بن کر رہ گئے جن سے تم بھی بخوبی واقف ہو، تو اے مشرکوں ان جیسے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکا تو انکے سامنے تمہاری کیا اوقات ہے جبکہ تم تو انکے برابر تعداد میں ہو اور نہ ہی تمہارے پاس ان جیسی قوت و طاقت ہے اور نہ ہی انکے جیسی مال و دولت؟ اب بھی وقت ہے کہ سنبھل جاؤ اور نہ تمہارا حشر بھی بہت برا ہوگا۔ ان آیتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان قوموں کی تباہی کی ایک وجہ حق کو تسلیم نہ کرنا اور اپنے علم پر ہی ناز کرنا تھا کہ جو میں کہہ رہا ہوں اور جو مجھے معلوم ہے وہی درست ہے باقی تم جو بھی کہہ لو میں ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں، لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم اس عادت کو اپنے اندر سے نکال باہر کریں اور اگر کوئی ایسی بات بتا رہا جسکا ہمیں علم نہ ہو اور وہ بات بھی حق ہو تو ہمیں کھلے دل سے اس حق بات کو تسلیم کر لینا چاہئے۔

قرآن مجید کی متعدد آیات ایسی ہیں جن میں یہ بات کہی گئی ہے کہ وہ زمین میں چل پھر کر ان لوگوں کا انجام دیکھیں جنہوں نے جھٹلایا سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۳ میں کہا گیا قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَيَسْئَرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْذِبِينَ۔ ”تم سے پہلے بہت سے واقعات گذر چکے ہیں، اب تم زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جنہوں نے (پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا ان کا انجام کیا ہوا؟“۔ سورۃ انعام کی آیت نمبر ۱۱ میں کہا گیا قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظروا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْذِبِينَ۔ ”(ان کافروں سے) کہو کہ: ذرا زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھو کہ (پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟“۔ سورۃ یوسف کی آیت نمبر ۱۰۹ میں کہا گیا وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى أَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا أَفَلَا تَعْقِلُونَ“ اور ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھیجے وہ سب مختلف بستوں میں بسنے والے انسان ہی تھے جن پر ہم وحی بھیجتے تھے تو کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے قوموں کا انجام کیا ہوا؟ اور آخرت کا گھر یقیناً ان لوگوں کے لئے کہیں بہتر ہے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا، کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے؟“

﴿درس نمبر ۱۸۶۵﴾ خبردار رہو کہ اللہ کا یہی معمول ہے ﴿المؤمن ۸۳-۸۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحَدِيثَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّتَ اللَّهُ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَا لِكَ الْكُفْرُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَالْمَا پھر جب رَاو انہوں نے دیکھا بآسنا ہمارا عذاب قَالُوا تو کہا اَمْنَا ہم ایمان لائے بِاللّٰهِ وَحَدَا اکیلے اللہ پر و اور كَفَرْنَا ہم نے انکار کیا ہمارا ان چیزوں کا کہ كُنَّا ہم تھے یہ ان کو مُشْرِكِينَ شریک ٹھہرانے والے فَلَمَّ پھر نَدِيكَ ہوا کہ يَنْفَعُهُمْ نفع دیتا ان کو اِيْمَانُ لَهُمْ ان کا ایمان لَمَّا جب کہ رَاو انہوں نے دیکھا بآسنا ہمارا عذاب سُنَّتْ اللّٰهُ اللہ کے طریقے کے مانند اَلْحَيِّ وہ جو قَدْ تحقیق خَلَقْتَ گزرا فِي عِبَادِهِ اس کے بندوں میں و اور خَصِيْرٌ خسارہ اُطْحَايَا هُنَالِكَ وہاں اَلْكَافِرُوْنَ کافروں نے

ترجمہ:- پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب آنکھوں سے دیکھ لیا تو اس وقت کہا کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لے آئے اور ان سب کا ہم نے انکار کر دیا جن کو ہم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔ لیکن جب ہمارا عذاب انہوں نے دیکھ لیا تھا تو اس کے بعد ان کا ایمان لانا انہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتا تھا، خبردار ہو کہ اللہ تعالیٰ کا یہی معمول ہے جو اس کے بندوں میں پہلے سے چلا آتا ہے اور اس موقع پر کافروں نے سخت نقصان اٹھایا۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ جب انہوں نے ہمارا عذاب آنکھوں سے دیکھ لیا تو اس وقت کہا کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لے آئے
- ۲۔ ان سب معبودوں کا ہم نے انکار کر دیا جن کو ہم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔
- ۳۔ جب ہمارا عذاب انہوں نے دیکھ لیا تھا تو اس وقت ان کا ایمان لانا انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا تھا۔
- ۴۔ خبردار ہو کہ اللہ کا یہی معمول ہے جو اسکے بندوں میں پہلے سے چلا آ رہا ہے۔
- ۵۔ اس عذاب کے موقع پر کافروں نے سخت نقصان اٹھایا۔

ان آیتوں میں کافروں کی اس کیفیت کو بیان کیا جا رہا ہے جو عذاب کے وقت تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ان لوگوں نے یہ دیکھ لیا کہ اللہ کا عذاب ہم پر آچکا ہے تب ان لوگوں نے اللہ پر ایمان لانا شروع کیا کہ ہم اس رب پر ایمان لاتے ہیں جس رب پر ایمان لانے کے لئے ہمارے نبی نے ہم سے کہا اور ہمیں اسکی دعوت دی اور ساتھ ہی ہم ان تمام معبودوں کا انکار کرتے ہیں جن معبودوں کو ہم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے اور جن کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ تھا کہ یہ ہمیں اللہ کے عذاب سے بچالیں گے مگر آج ہمیں معلوم ہو گیا کہ ہمارا عقیدہ بالکل غلط تھا، اللہ کے مقابلہ میں کسی کو کوئی قوت نہیں کہ اسکا پہنچایا ہوا عذاب ٹال دے، لہذا اے ہمارے رب! ہمارے اس ایمان کو قبول کر لے اور ہم سے اس عذاب کو دور کر دے، مگر اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ایمان لانے کا وقت اس وقت تک ہی تھا جب تک ہمارا عذاب تم پر آ نہ جائے لیکن جب ہمارا عذاب تم پر آ ہی گیا تو اس وقت تمہارا ایمان لانا ہمارے یہاں قابل قبول نہیں ہے اور ہاں! اس عذاب سے ہم تو تمہیں پہلے بھی ڈرایا کرتے تھے مگر تم اس وقت تو ان باتوں کو مذاق میں لیا کرتے تھے مگر آج دیکھو! اسی عذاب میں تم گرفتار ہو اور اپنے اسی رب سے آہ و بکا کر کے معافی

مانگ رہے ہو مگر اس معافی کا آج کوئی فائدہ نہیں۔ یہ ہمارا دستور ہے کہ جو کوئی عذاب کے آنے سے پہلے پہلے تک بھی معافی مانگ لے گا تو ہم اسے معاف کر دیں گے اور اسکی بخشش کر دیں گے لیکن جب کوئی ہمارے عذاب کو اپنے اوپر آتا دیکھ لیتا ہے تو پھر ہم اس وقت اسکے ایمان لانے کو بالکل قبول نہیں کرتے لہذا اب تمہارا ایمان بھی ہمارے یہاں قابل قبول نہیں اب تم اپنے کئے کی سزا یہاں بھی چکھو اور آخرت میں بھی، سورۃ یونس کی آیت نمبر ۹۰ اور ۹۱ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ایمان لانے کو بیان کیا کہ جب اس نے اللہ کا عذاب اپنے اوپر آتے دیکھا اور اسے یقین ہو گیا کہ اب مجھے ڈوبنے سے کوئی بچانے والا نہیں تو اسکی زبان سے یہ کلمات نکلے اَمَّنْتُ اِنَّهُ لَا اِلَهَ اِلَّا الَّذِيْ اَمَّنْتُ بِهٖ بَنُوْا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُنَّ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ اس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے اور میں اسی رب کا تابع دار بنتا ہوں، اس پر اللہ نے آواز دی کہ اب تیرا ایمان لانا کیا فائدہ دیگا؟ جبکہ تو تومساری عمر میرا فرمانا منکر زندگی گزارتا رہا اور توبڑا فسادی تھا اور حدیث نبوی بھی ہے کہ ”اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَتَقَبَّلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يَغْرُغْهُ“ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ وہ حالت نزع میں نہ آجائے۔ (ترمذی ۳۵۳۷)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت کافروں نے بہت سخت نقصان اٹھایا کہ نہ تو انکا ایمان لانا اس وقت قبول ہوا اور نہ ہی انکی طاقت و قوت اس وقت کچھ کام آئی اور نہ ہی انکی دولت کام آئی جسکی خاطر ان لوگوں نے ساری زندگی برباد کی اس سے بڑا اور نقصان کیا ہو سکتا ہے؟ اسی سورت کی آیت نمبر ۷۸ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَخَسِرَ هُنَّ اِيَّاكَ الْمُبْتَطِلُوْنَ کہ اس وقت باطل کی پیروی کرنے والے سخت نقصان اٹھائیں گے۔ اس آیت سے ایک سبق ہمیں یہ ملا کہ ہمیں توبہ کرنے کے لئے کسی وقت کا انتظار نہیں کرنا چاہئے کیا پتہ یہی پل جو ہم جی رہے ہوں آخری ہو، جتنا جلد ہم سے ہو سکے ہم توبہ کر لیں اور یہ نہ سوچیں کہ ابھی تو ساری عمر بڑی ہے آخری عمر میں جب ہم گھر میں پڑے رہیں گے اور بوڑھے ہو جائیں گے اس وقت ہم توبہ کر لیں گے، یہ سوچ شیطان انسانوں کے دلوں میں ڈالتا ہے کہ ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے؟ توبہ کے لئے تو ابھی وقت ہے جب تم بوڑھے ہو جاؤ گے تب توبہ کر لینا، مگر غور کرو اگر ہمیں اچانک موت آجائے اور ہمیں اس وقت توبہ کا موقع نہ ملے تو نقصان کس کا ہوگا ہمارا یا شیطان کا؟ یقیناً ہمارا ہی ہوگا اس لئے آج ہی اور اسی وقت اللہ سے اپنے گناہوں کی توبہ کیجئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمائے اور آئندہ زندگی کو اپنے احکامات پر چلنے کی توفیق و قدرت نصیب فرمائے۔ آمین۔

سُورَةُ أَمِ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۶ رکوع اور ۵۴ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۶۶﴾ یہ کلام رب ذوالجلال کی طرف اتارا جا رہا ہے ﴿أَمِ السَّجْدَةِ ۱۸- تا ۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَمْ تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهُ قُرْاٰنًا عَلٰرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝
بَشِیْرًا وَّاَنْذِیْرًا ۝ ج فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَمْ تَنْزِیْلٌ نازل کی ہوئی مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رحمن رحیم کی طرف سے کِتٰبٌ ایسی کتاب ہے فُصِّلَتْ کہ کھول کر بیان کی گئی ہیں اٰیٰتُهُ اس کی آیتیں قُرْاٰنًا درآں حالیکہ قرآن ہے عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ عربی اس قوم کے لیے جو یَعْلَمُوْنَ علم رکھتی ہے بَشِیْرًا خوشخبری دینے والا وَّاَنْذِیْرًا اور ڈرانے والا فَاَعْرَضَ پھر منہ موڑ لیا اَكْثَرُهُمْ ان میں سے اکثر نے فَهُمْ تُوہ لہ نہیں یَسْمَعُوْنَ سنتے۔

ترجمہ:- اَمْ یہ کلام اس ذات کی طرف سے نازل کیا جا رہا ہے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے۔ عربی قرآن کی شکل میں یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں عمل حاصل کرنے والوں کے لیے تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ پھر بھی ان میں سے اکثر لوگوں نے منہ موڑ رکھا ہے جس کے نتیجے میں وہ سنتے نہیں ہیں۔

سورہ کی فضیلت:- حضرت خلیل بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورۃ الملک اور حم

السجدہ جب تک نہ پڑھتے سوتے نہ تھے۔ (شعب الایمان ۲۲۵۰)

تشریح:- ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- یہ کلام اس ذات باری کی طرف سے نازل کیا جا رہا ہے جو ساری مخلوق پر مہربان، بہت ہی مہربان ہے۔

۲- عربی قرآن کی شکل میں یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں علم حاصل کرنے والوں کے لیے تفصیل سے

بیان کی گئی ہیں۔

۳- یہ قرآن خوشخبری دینے والا بھی ہے اور خبردار کرنے والا بھی۔

۴- پھر بھی ان میں سے اکثر لوگوں نے منہ موڑ رکھا ہے جس کے نتیجے میں وہ سنتے نہیں ہیں۔

قرآن مجید وہ مقدس کتاب ہے جو کسی مخلوق کی پیداوار نہیں ہے بلکہ وہ زمیں و آسمان کے خالق و مالک کی

طرف سے نازل کی ہوئی کتاب ہے اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے یہاں بتلایا ہے کہ یہ کلام اس رب ذوالجلال کی

طرف سے نازل کیا جا رہا ہے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، سورۃ الشعراء میں قرآن مجید کے بارے میں وہ بنیادی تحقیقی بیان کی گئی ہیں کہ اس قرآن کو کس نے نازل کیا کس کے ذریعہ نازل کیا گیا اور کس پر نازل کیا گیا اور کس زبان میں نازل کیا گیا؟ وَ اِنَّهُ لَعَزِيزٌ نَّزَّلَ بِهٖ الرُّوْحَ الْاَمِينُ عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنُ مِنَ الْمُنذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ (الشعراء ۱۹۲-۱۹۵) بیشک کتاب تمام جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے کہ اس کتاب کو اللہ کے حکم سے روح الامیں نے آپ کے دل پر اتارا، اس کتاب کو اتارنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اس کتاب کے مضامین اور گزری قوموں کے واقعات سے لوگوں کو ڈرائیں اور یہ کتاب جو نازل کی گئی وہ فصیح اور واضح عربی میں ہے، یہاں پر اللہ تعالیٰ کی دو صفتوں کی جانب قرآن کی نسبت کی گئی "الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" اس کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب یہ کتاب اس رحم کرنے والے پروردگار کی جانب سے نازل ہوئی ہے تو اس کتاب میں احکامات بھی وہی ہوں جن میں آسانی ہوگی کیونکہ وہ رحم کرنے والا رب کسی کو مشکل اور سختی میں ڈالنا نہیں چاہتا تو جب احکام آسان ہونگے تو انسانوں کو اس پر عمل کرنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس عربی قرآن کی جو آیتیں ہیں اس میں انسان کو ہر چیز کی تفصیل مل جائے گی اگر تم اسکے مضامین کو سمجھ سکو، بعض علماء تفسیر نے اس آیت کی تفسیر یوں کی ہے کہ اس عربی قرآن کریم کی آیتیں حق کو باطل سے جدا کرنے والی ہیں یعنی اگر تم علم والے ہو اور اس کتاب کو پڑھو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم کی شرط لگائی ہے وہ اس لئے کہ بغیر علم کے اگر کوئی اس عظیم کتاب کو پڑھے گا تو وہ اسکے مضامین میں الجھ جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ قرآن کریم کو صحیح طور پر سمجھ نہ سکے اور راستے سے بھٹک جائے، اس لئے قرآن کریم میں غور و فکر کرنا اور اسکے وہ مضامین جو غیر واضح ہیں ان کا تلاش کرنا علماء کا کام ہے نہ کہ عوام کا اسی لئے قرآن کریم کی مختلف تفسیریں مختلف علماء کے ذریعہ لکھی گئی ہیں تاکہ انہیں اس کلام کو سمجھنے میں آسانی ہو، اور اس تفسیر کا مقصد یہی ہے کہ قرآن کریم کو آسان لفظوں میں سمجھا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کتاب انسانوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرانے والی بھی ہے اور جنت کی نعمتوں کی خوشخبری دینے والی بھی ہے، یہ قرآن کریم کا ایک اعجاز ہے کہ دو متضاد چیزیں ڈرانا اور خوشخبری دینا ایک ہی جگہ جمع ہیں ورنہ کسی کتاب میں یہ دونوں صفتیں ایک ساتھ جمع ہونا ناممکن ہے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس طرح واضح کتاب کے آنے کے باوجود بھی یہ کافر لوگ اس کتاب سے منہ موڑے ہوئے ہیں اور حال یہ ہے کہ جب یہ کتاب انکے سامنے پڑھی جاتی تو اسے سنتے تک نہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن قریش جمع ہوئے اور کہا کہ ایک ایسے آدمی کو

تلاش کرو جو جادو، کہانت اور شعر کہنا اچھی طرح سے جانتا ہوتا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے کہ جس نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈال دی ہے اور ہمارے معاملہ کو بکھیر دیا ہے اور ہمارے دین کو عیب دار بنا دیا ہے وہ جائے اور ان سے بات کرے پھر دیکھے کہ وہ اس ماہر شخص کا کیا جواب دیتے ہیں؟ جب یہ مشورہ ہوا تو سب نے کہا کہ ہماری نظر میں ایسا شخص تو بس ایک ہی ہے اور وہ عتبہ بن ربیعہ ہے، پھر سب نے کہا ہاں! تم اے ابو الولید! پھر اسکے بعد وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد! تم بہتر ہو یا تمہارے والد عبد اللہ؟ تم بہتر ہو یا تمہارے دادا عبد المطلب؟ یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے تو اس نے پھر سے کہا کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ لوگ تم سے بہتر ہیں تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ لوگ ان معبودوں کی عبادت کرتے تھے جن پر تم عیب لگا رہے ہو، اور اگر تمہارا خیال ہے کہ تم ان سے بہتر ہو تو تم بات کرو ہم تمہاری بات سنیں گے، اللہ کی قسم! ہم نے تم سے زیادہ اپنی قوم کو داغدار کرنے والا اور اسکا برا چاہنے والا نہیں دیکھا کہ تم نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈال دی اور ہمارے معاملات کو متفرق کر دیا اور ہمیں سارے عرب میں رسوا کر دیا یہاں تک کہ اں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ قریش میں ایک جادوگر اور ایک کاہن ہے، اللہ کی قسم! ہم بس اس بات کے منظر ہیں کہ کسی حاملہ عورت کی آواز آئے اور پھر ایک دوسرے کے درمیان تلواریں چلنے لگے، پھر اس نے کہا کہ اے آدمی! اگر تمہارا ایسا کرنے سے مقصد اپنی معاشی ضرورت کو پورا کرنا ہے تو ہم تمہارے لئے اتنا مال جمع کر دینگے کہ تم سب سے زیادہ قریش میں مالدار ہو جاؤ گے، یا پھر تم کسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو تو قریش کی جن عورتوں سے تم شادی کرنا چاہو ہم کرا دینگے، تم دس شادیاں کرو ہم کرا دینگے، جب اس نے یہ سب کچھ کہہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری بات ختم ہو گئی؟ اس نے کہا ہاں! پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت نَحْمُ O تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ O كَيْفَ فَصَلَّتْ اٰيَةُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ سے فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ تک پڑھی، تو عتبہ نے کہا بس ہے، اس کے علاوہ تمہارے پاس اور کچھ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! پھر وہ واپس قریش کے پاس گیا تو ان لوگوں نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا وہی جس کی تم لوگ باتیں کر رہے ہو میں نے ان سے وہی کہا تو پھر قریش نے پوچھا کہ تو کیا پھر اس نے تمہاری بات کا جواب دیا؟ عتبہ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے فطرت بنائی، مجھے اس بات کے علاوہ اسکی کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی پھر اس نے یہ آیت قریش کے سامنے تلاوت کی أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ میں نے تمہیں بجلی کی زوردار گرج سے ڈرایا ہے جیسے قوم عاد اور ثمود کی گرج کی بجلی کی آواز میں تم کو اس بجلی کی زوردار گرج کے عذاب سے ڈراتا ہوں! قریش نے کہا تیرا برا ہو وہ تجھ سے عربی میں بات کر رہا تھا اور تجھے یہ بھی پتہ نہ چلا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! مجھے سمجھ میں ہی نہیں آیا جو اس نے کہا سو اے صاعقہ کے ذکر کے۔

﴿درس نمبر ۱۸۶﴾ ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۵-۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ
فَاعْمَلْ اِنَّا عَمِلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰی اِلَیَّ اَنْمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
فَاسْتَقِیْمُوْا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوَةَ وَهُمْ
بِالْآخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

لفظہ نظر ترجمہ:- واور قالوا انہوں نے کہا قلوبنا ہمارے دل فی اکنۃ پر دوں میں ہیں مہا اس بات سے
تدعوناً کہ تو ہمیں بلاتا ہے ایلہ اس کی طرف و اور فی اذاننا ہمارے کانوں میں وقراً ڈاٹ ہے و اور من
بیننا ہمارے درمیاں و اور بینک تیرے درمیاں حجاب ایک پردہ ہے فاعمل لہذا تو کام کر اننا بلاشبہ ہم
عملون کام کرنے والے ہیں قل آپ کہہ دیجیے انما اس انا میں بشر ایک بشری ہوں مثلكم تمہاری
مثل یوحی وحی کی جاتی ہے ایل میری طرف انما الہکم یہ کہ تمہارا معبود الہ واحد ایک ہی معبود ہے
فاستقیموا لہذا تم یکسوئی سے متوجہ رہو ایلہ اس کی طرف و اور استغفروہ طم اس سے بخشش مانگو و اور
ویل ہلاکت ہے للمشرکین مشرکین کے لیے الذین وہ لوگ جو لا نہیں یؤتون دیتے الزکوٰۃ زکوٰۃ
وہم وہ بالآخرت کا بھی ہم وہ کفرون انکار کرنے والے ہیں

ترجمہ:- اور (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہتے ہیں کہ جس چیز کی طرف تم ہمیں بلارہے ہو اس
کے لیے ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں، ہمارے کان بہرے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان
ایک پردہ حائل ہے۔

لہذا تم اپنا کام کرتے رہو، ہم اپنا کام کر رہے ہیں“ (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ: ”میں تو تم ہی جیسا ایک
انسان ہوں۔ (البتہ) مجھ پر یہ وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے۔ لہذا تم اپنا رخ سیدھا اسی کی
طرف رکھو، اور اسی سے مغفرت مانگو۔ اور بڑی تباہی ہے ان مشرکوں کے لیے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور ان کا حال
یہ ہے کہ آخرت کے وہ بالکل ہی منکر ہیں۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ جس چیز کی طرف تم ہمیں بلارہے ہو اس کے لئے ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں۔

۲۔ ہمارے کان بہرے ہیں۔ ۳۔ ہمارے اور تمہارے درمیان ایک پردہ حاصل ہے۔

۴۔ تم اپنا کام کرتے رہو ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔

۵۔ اے پیغمبر! آپ کہہ دو کہ میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں۔

۶۔ ہاں! البتہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی ہے۔

۷۔ تم اپنا رخ سیدھا اسی کی طرف رکھو اور اسی سے مغفرت مانگو۔

۸۔ بڑی تباہی ہے ان مشرکوں کے لئے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔

۹۔ انکا حال یہ ہے کہ وہ آخرت کے بالکل ہی منکر ہیں۔

مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ اے محمد! جو کلام تم ہمیں سنانا چاہتے ہو وہ ہمیں سنائی ہی نہیں دیتا

اس لئے کہ ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں، سمجھو کہ ان پر ایک ڈھکن لگا ہوا ہے ان دنوں میں تمہاری کوئی بات داخل نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ کلام جو تم ہمیں سنانا چاہتے ہو اور نہ ہی اسلام اور توحید کی وہ دعوت جو تم ہمیں دے رہے ہو اور ہمارے کان تمہاری ان باتوں سے بہرے پڑے ہوئے ہیں کہ ہمیں تمہاری کوئی بات سنائی ہی نہیں دیتی اور تو اور تمہارے اور ہمارے بیچ ایک پردہ ڈالا ہوا ہے کہ نہ تم ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی تم ہمیں لہذا تم اپنا کام کر لو اور ہم اپنا کام کر لیں گے، امام زحلی رحمہ اللہ نے کہا کہ ابو جہل اپنے سر پر ایک کپڑا ڈال کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا رہا تھا کہ اے محمد! اس طرح ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے جسکا مقصد آپ ﷺ کا مذاق اڑانا تھا۔ (التفسیر المیر۔

ج، ۲۴، ص ۱۸۶) اس آیت سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قریش نبی رحمت ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے کہا تمہیں اسلام لانے سے کونسی چیز روکی ہوئی ہے؟، اگر تم اسلام لے آؤ گے تو سارے عرب پر تمہارا قبضہ ہوگا، ان لوگوں نے کہا اے محمد! جو تم کہتے ہو وہ ہمیں سمجھ میں نہیں آتا اور نہ ہی سنائی دیتا ہے اس لئے کہ ہمارے دلوں پر غلاف پڑا ہوا ہے، پھر ابو جہل نے ایک کپڑا اپنے اور محمد صلی اللہ علیہ کے درمیان پھیلا یا اور کہا کہ اے محمد! جس چیز کی طرف تم ہمیں بلارہے ہو اس سے ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں اور ہمارے کانوں میں بہرا پن ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے، پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ میں تمہیں صرف دو چیزوں کی طرف بلارہا ہوں، پہلی یہ کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تو جب انہوں نے کلمہ سنا تو پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے، وَلَوْ اَعْلَىٰ اَذْهَارِهِمْ نَفُورًا (الاسراء، ۴۶) اور کہا: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اِلٰهَةً اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ (ص ۵): کیا تم معبود صرف ایک ہی کو بتاتے ہو تو بڑی تعجب کی بات ہے؟، اور پھر وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے اَمْسُوا وَاَصْبِرُوا عَلٰى اِلٰهَتِكُمْ اِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ اذْ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْبِلَّةِ الْاُخْرٰى اِنَّ هٰذَا اِلَّا اِلْحْتِلَاقٌ اَنْزَلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ رَبِّنَا (ص ۸) کہ واپس چلو اور اپنے معبودوں پر ہی جسے رہو، یہ جو کہہ رہے ہیں اسکے

پچھے کچھ اور ہی ارادے لگ رہے ہیں، ہم نے یہ بات پچھلی امت میں کبھی نہیں سنی یہ تو ایک نئی ہی چیز کہہ رہے ہیں، ہم سب کو چھوڑ کر کیا اللہ کو انہی پر وحی نازل کرنا تھا؟ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے محمد اصلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ کو سلام بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسا نہیں ہے جیسا وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ان کے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے انہیں سمجھ نہیں آ رہا ہے اور انکے کانوں میں کوئی ڈاٹ نہیں کہ جس کی وجہ سے وہ کچھ سن نہ سکیں، کیونکہ جب ان کے سامنے قرآن کریم میں اللہ کی وحدانیت بیان کی گئی تو وہ لوگ کیسے بیٹھ پھیر کر بھاگ گئے، اگر بات ویسی ہی ہوتی جیسے وہ لوگ کہہ رہے ہیں تو وہ لوگ اس وقت اس بات کو سن کر نہ بھاگتے، اصل بات یہی ہے کہ وہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں، انہیں سب کچھ سنائی دے رہا ہے مگر پھر بھی وہ لوگ اس سے نفرت کی وجہ سے فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں، پھر جب دوسرا دن ہوا تو انہی قریش کے ستر (۷۰) لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷، ص، ۳۱۳)

اللہ تعالیٰ نبی رحمت ﷺ کی زبانی یہ کہلوار ہے ہیں کہ دیکھو! میں کوئی فرشتہ تو ہوں نہیں کہ تمہیں اسلام لانے پر مجبور کر سکوں میں تو بس تمہاری ہی طرح کا ایک انسان ہوں میرے بس میں کچھ نہیں ہاں! اتنا ضرور ہے کہ میرے پاس میرا رب وحی بھیجتا ہے کہ میں اسکا پیغام تم تک پہنچا دوں اور وہ پیغام یہی ہے کہ تمہارا ہمارا سب کا معبود ایک ہی ہے، لہذا تم لوگ اسی ایک معبود کی عبادت پر جمے رہو اور اسی سے مغفرت مانگو، وہ ضرور تمہاری توبہ قبول کریگا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، لیکن جو لوگ مشرک ہو گئے اور یہ لوگ زکوٰۃ بھی ادا نہ کرتے ہوں گے اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہو گئے تو انکے لئے بڑی خرابی ہونے والی ہے، اس آیت میں زکوٰۃ کی نسبت مشرکین کی طرف کی گئی ہے حالانکہ زکوٰۃ کا تعلق تو مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے تو سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں زکوٰۃ کو مشرکین کی جانب کیوں منسوب کیا؟ اسکا جواب بعض علماء تفسیر نے یہ دیا ہے کہ یہاں پر زکوٰۃ سے مراد حقیقی زکوٰۃ نہیں بلکہ زکوٰۃ سے مراد اپنی باطنی صفائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو قبول کریں اور اپنے آپ کو شرک سے پاک رکھیں، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہاں زکوٰۃ نہ دینے والوں سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ کلمہ توحید کی گواہی نہ دیتے ہوں۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۷۸۳) بعض مفسرین نے کہا کہ نہیں! یہاں زکوٰۃ کے معنی فریضہ زکوٰۃ ہی ہے وہ اسلئے کہ زکوٰۃ بھی ایمان کا ایک حصہ ہے جسکا مشرکین اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ انکار کیا کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں کے ساتھ جہاد کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۳۸۰)

﴿درس نمبر ۱۸۶۸﴾ ایسا اجر جس کا سلسلہ ٹوٹنے والا نہیں ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۸-۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 إِنَّ الدِّينَ أَمْنٌ وَعَمَلٌ الصَّالِحَاتُ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ قُلْ أَنْتُمْ لَكُمْ تَكْفُرُونَ بِالذِّمَى

خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا ذَلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ○
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اِنِّ بلاشبہ الَّذِيْنَ وہ لوگ جو اٰمَنُوْا ايمان لائے وَا اور عَمِلُوْا انہوں نے عمل کے الصّٰلِحٰتِ نیک لہُمْ ان کے لیے اَجْرًا جر ہے غَيْرُ غَيْرٍ مَّتَّعُوْنَ منقطع قُلْ آپ کہہ دیجیے اٰتٰتُكُمُ کیا بے شک تم لَتَكْفُرُوْنَ البتہ تم کفر کرتے ہو بِالَّذِيْ اس ذات کے ساتھ جس نے خَلَقَ پیدا کیا الْاَرْضَ زمین کو فِيْ يَوْمَيْنِ دو دن میں وَا اور تَجْعَلُونَ تم بناتے ہو لَہُ اس کے لیے اَنْدَادًا شریک ذَلِكَ وہ رَبُّ الْعَالَمِينَ رب العالمین ہے

ترجمہ:- (البتہ) جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کیے ہیں، ان کے لیے بیشک ایسا اجر ہے جس کا سلسلہ کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔ کہہ دو کہ: ”کیا تم واقعی اس ذات کے ساتھ کفر کا معاملہ کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہو؟ وہ ذات تو سارے جہانوں کی پرورش کرنے والی ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں۔ ۲۔ ساتھ میں نیک اعمال بھی کیے ہیں۔

۳۔ تو ان کے لئے ایسا اجر ہے جس کا سلسلہ کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔

۴۔ کہہ دو کہ کیا واقعی تم اس ذات کے ساتھ کفر کا معاملہ کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا؟

۵۔ اسکے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہو؟

۶۔ وہ ذات تو سارے جہانوں کی پرورش کرنے والی ہے۔

جو لوگ اپنے رسول کی بات مان کر ایمان لے آئے اور ایمان لانے کے بعد وہ اعمال بھی کرتے رہے جن اعمال کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ان اعمال سے بچتے بھی رہے جس سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو انہیں انکی اس محنت پر ایسا اجر کل قیامت کے دن دیا جائے گا کہ جس اجر کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا، ساری زندگی وہ لوگ اس اجر کو پاتے رہیں گے اور نہ ہی اس اجر میں کسی قسم کی کوئی کمی ہوگی، یہ ہے ایمان لانے کا ثمرہ اور پھل جو ایمان والوں کو اللہ رب العزت کی طرف سے دیا جائے گا۔ سورۃ انشقاق کی آیت نمبر ۲۵ میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون بیان کیا ہے الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَّتَّعُوْنَ کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے انکے کے لئے کبھی نہ منقطع ہونے والا اجر ہے، یہاں پر سدی علیہ الرحمہ نے ایک بات کہی ہے کہ اگر کوئی ذمّی شخص ہو کہ جہاں سے دین اسلام پر عمل کرنے کی اجازت نہ ہو یا پھر کوئی ایسا بیمار ہو کہ وہ ان احکامات پر عمل نہ کر سکتا ہو یا ایسے بڑھاپے کی حالت میں ہو کہ وہ کسی عمل پر قدرت نہ رکھتا ہو تو ایسے شخص کو بھی اللہ تعالیٰ وہی اجر

دے گا جو ایک مامون اور صحتمند شخص کو دیتا ہے۔ (التفسیر المیر - ج، ۲۴، ص، ۱۸۹) اللہ تعالیٰ اپنی توحید پر دلیلیں پیش کر رہا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان کافروں سے کہہ دیجئے جو میری توحید کا انکار کرتے ہیں کہ کیا تم لوگ ایسے رب کا انکار کرتے ہو اور اس کے ساتھ کفر کر رہے ہو جس کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ اس نے یہ زمیں جس پر تم گذر بسر کر رہے ہو صرف دو دن میں پیدا کیا؟ تم لوگ ایسی عظیم قدرت والے رب کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو، بھلا بتاؤ کہ جس نے یہ کائنات اکیلے بنائی ہے تو کیا وہ اس کائنات کو اکیلے چلا نہیں سکتا؟ مگر تمہارے ذہنوں میں یہ بات جیتی نہیں اس لئے تم لوگ اس رب کے ساتھ اوروں کو شریک ٹھہراتے ہو یہ سوچ کر کہ ایک رب اتنے سارے کام کیسے کر سکتا ہے؟ أَجَعَلَ الْإِلَهَةَ الْهَاتَا وَاجِدًا إِنَّ هَذَا الشَّيْءُ مُجَابٌ کیا اس نے سارے معبودوں کو ایک ہی معبود میں ملا دیا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے (ص ۵) یہ تمہاری چھوٹی سوچ ہے اس لئے تمہیں یہ عجیب لگ رہا ہے کہ ایک معبود اتنے سارے کام کیسے کر سکتا ہے؟ جبکہ تم نے اس ایک معبود کی قدرت کو دیکھ لیا کہ اس نے ہی اکیلے یہ ساری کائنات اور ساری مخلوقات کو پیدا کیا اور وہی ساری دنیا جہاں کے امور انجام دے رہا ہے ذَلِكِ رَبُّ الْعَالَمِينَ یہی وہ اکیلا رب ہے جو ساری کائنات کا اور سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تفسیر طبری میں یہ منقول ہے کہ جن دو دنوں میں زمین کے پیدا کرنے کی بات کہی گئی وہ اتوار اور پیر کا دن ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود نبی رحمت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمیں کو اتوار اور پیر کے دن پیدا فرمایا۔ (جامع الاحادیث للسيوطی ۲۷۵۳۳)

﴿درس نمبر ۱۸۲۹﴾ اللہ نے زمین میں جمے ہوئے پہاڑ پیدا کیے ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۱۰-۱۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيٍّ مِنْ فَوْقِهَا وَبَرَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَمْوَامَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ۝ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور جعل اس نے بنائے فیہا اس میں رَوَاسِيٍّ مضبوط پہاڑ مِنْ فَوْقِهَا اس کے اوپر واور بَرَكَ اس نے برکت دی فیہا اس میں واور قَدَّرَ اس نے اندازہ رکھا فیہا اس میں أَمْوَامَهَا اس کی غذاؤں کا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ چار دنوں میں سَوَاءً یکساں طور پر لِّلسَّائِلِينَ پوچھنے والوں کے لیے ثُمَّ پھر اسْتَوَىٰ وہ متوجہ ہوا إِلَى السَّمَاءِ آسمان کی طرف وَجَبْہِ وہ دُخَانٌ دھواں تھا فَقَالَ تو اس نے کہا لَهَا اس سے واور لِلْأَرْضِ زمیں سے ائْتِيَا تم دونوں آؤ طَوْعًا خوشی سے أَوْ كَرْهًا ناخوشی سے قَالَتَا ان دونوں نے کہا ائْتَيْنَا ہم آئے طَائِعِينَ بہ رضا و رغبت۔

ترجمہ:- اور اس نے زمین میں جسے ہوئے پہاڑ پیدا کیے جو اس کے اوپر ابھرے ہوئے ہیں اور اس میں برکت ڈال دی اور اس میں توازن کے ساتھ اس کی غذائیں پیدا کیں۔ سب کچھ چار دن میں۔ تمام سوال کرنے والوں کے لیے برابر۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا، جبکہ وہ اس وقت دھوئیں کی شکل میں تھا اور اس سے اور زمین سے کہا: ”چلے آؤ چاہے خوشی سے یا زبردستی“۔ دونوں نے کہا: ”ہم خوشی خوشی آتے ہیں۔“

تشریح:- ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اس نے زمین میں جسے ہوئے پہاڑ پیدا کئے جو اسکے اوپر ابھرے ہوئے ہیں۔
- ۲۔ اس نے زمین میں برکت ڈال دی۔ ۳۔ زمین میں توازن کے ساتھ غذائیں پیدا کیں۔
- ۴۔ یہ سب کچھ چار دن میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ ۵۔ تمام سوال کرنے والوں کے لئے یہ یکساں جواب ہے۔
- ۶۔ پھر اس تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جبکہ آسمان دھوئیں کی شکل میں تھا۔
- ۷۔ آسمان سے اور زمین سے کہا کہ چلے آؤ، چاہے خوشی سے یا زبردستی سے۔
- ۸۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم خوشی خوشی آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں زمین کو پیدا کیا وہیں اس زمین پر اس نے پہاڑوں کو بھی پیدا فرمایا اور یہ پہاڑ زمین کی سطح پر پیدا کئے گئے، ان پہاڑوں کو زمین پر پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ پہاڑ زمین کو ڈانواں ڈول ہونے سے بچائے رکھتے ہیں جیسا کہ ہم کسی کاغذ کو اڑھنے سے بچانے کے لئے مختلف چیزوں کو اس پر رکھتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی زمین کے ساتھ کیا چنانچہ یہ پہاڑ ایک طرح سے میخوں کا کام کر رہے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيًّا لِيُسَبِّحَ بِحَمْدِ رَبِّهِ (المسرات ۲۷) کہ ہم نے اس زمین میں گڑھے ہوئے اونچے اونچے پہاڑ بنائے اور سورۃ النباء میں فرمایا وَأَنْجَبَ آلَ أَوْثَانَ كَمَا كَانُوا فِيهَا رَوَاسِيًّا لِيُسَبِّحَ بِحَمْدِ رَبِّهِ (النبا: ۷) اور فرمایا کہ ہم نے اس زمین کو اتنا سب کچھ کرنے کے بعد اسے برکت والا بھی بنایا اور متوازن غذا نہیں دینے والا بھی اس طور سے کہ ہم نے اس میں اگانے کی صلاحیت پیدا کر دی کہ جس میں تم اپنی محنت سے کاشت کر کے اپنی ضرورت بھی پوری کر لو اور اس کاشت کو بیج کر خوب منافع بھی حاصل کر لو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب چیزیں صرف چار دن میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیں دو دن تو زمین کی پیدائش کے اور باقی دو دن اس زمین پر پہاڑ قائم کرنے اور اس زمین کو کاشت کے قابل بنانے میں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ بھی تذکرہ ہے کہ منگل کے روز اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور پھر چہار شنبہ کے روز اللہ تعالیٰ نے اس زمین میں خوراک، نہریں، مختلف قسم کے خزانے پیدا فرمائے۔ (جامع الاحادیث للسیوطی ۲/۵۴۳) تو اس طرح مکمل چار دن میں اتنا سب کچھ تیار ہو گیا، آگے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اے نبی! جو بھی

آپ سے ان مخلوقات کے بارے میں سوال کریں تو آپ انہیں ان سارے سوالوں کا جواب بھی دیں۔ فرمایا کہ جب اس زمین کی ساری چیزیں بن گئیں اور یہاں انسان آسانی سے اپنی زندگی گزار سکتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ آسمان کی جانب متوجہ ہوا کہ اب آسمان کو بھی ذرا سنوارا جائے اور اسکی بھی کارگیری کی جائے، اللہ تعالیٰ کے آسمان کی جانب متوجہ ہونے سے پہلے آسمان پر کچھ بھی نہ تھا نہ یہ تارے، ستارے، چاند، سورج، وغیرہ کچھ بھی نہ تھے بس وہ ایک دھنویں کی شکل میں پڑا ہوا تھا، ان آیتوں میں بس اتنا ہی مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کو سنوارنے کے بعد آسمان کی جانب متوجہ ہوئے مگر اسے سنوارنے کے لئے کتنا وقت لگا اسے اگلی آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان تمام کی تخلیق مکمل کر دی تو آسمان اور زمین کو حکم دیا کہ اب تمہارا کام ہے کہ میرے حکم کی پیروی کرو، چاہے وہ پیروی تم خوشی سے کرو یا زبردستی سے مگر ہر حال میں تمہیں میرے حکم پر چلنا ہے، میرا حکم ہوگا تو آسمان سے چاند نکلے گا ورنہ نہیں، میرا حکم ہوگا تو سورج طلوع ہوگا ورنہ نہیں، میرا حکم ہوگا تو بارش برے گی ورنہ نہیں، میرا حکم ہوگا تو ہی زمین کھیتی اگائے گی ورنہ نہیں الغرض میرے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی نہ لے گا، اپنے رب کی بات سن کر زمین اور آسمان بول پڑے کہ اے اللہ! ہم تو آپ ہی کی مخلوق ہیں اور ہمیں آپ کا حکم ماننے میں اعزاز محسوس ہوگا۔ لہذا ہم خوشی خوشی ہی آپ کا حکم مانیں گے۔

یہاں بہت سارے سوالات انسان کے ذہن میں آسکتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ سب چیزیں اپنے ہاتھ سے پیدا کی ہیں؟ یا پھر کونسا طریقہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بنانے کے لئے اپنایا؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کے بنانے کی ضرورت نہیں بلکہ اسکا حکم دینا ہی کافی ہے کہ جب وہ کسی کو حکم دیتا ہے کہ تو وہ چیز وجود میں آجاتی ہے اِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (مریم ۳۵) کہ جب اللہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اسے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ اور ایک سوال یہ بھی ذہن میں آسکتا ہے کہ کیا زمین اور آسمان بات کر سکتے ہیں؟ تو اسکا جواب ہے ہاں! اللہ کا حکم ہوگا تو سب کچھ بولنے لگتے ہیں، يَوْمَ مَبْعُوثٍ فِيهَا رُحُودٌ (الزلزال) کہ جس دن زمین اپنی پیٹ پر کئے ہوئے سارے اعمال کو بیان کرنے لگے گی، اور جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انسان کی زبان پر تالا لگا دے گا تو اسکے سارے اعضا اسکے اعمال کی گواہی دینے لگ جائیں گے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ! میرے خلاف کل قیامت کے دن کون گواہی دے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انسان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور اسکی ران، گوشت اور ہڈیوں سے کہے گا کہ بولو تو وہ بول اٹھیں گے۔ (مسلم ۲۹۶۸) ہمارا ایمان تو بس اتنا ہونا چاہئے کہ جو کچھ قرآن نے ہمیں بتایا ہے وہ سچ ہے، ہمیں اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کرنا چاہیے۔

﴿درس نمبر ۱۸۷۰﴾ اللہ نے دودن میں سات آسمان بنا دیئے (حَمِّ السَّجْدَةِ ۱۲-۱۳)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۗ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا
بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۗ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ فَإِنِ اعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ
طَبْعَةً مِّثْلَ طَبْعَةِ عَادٍ وَثُمَّودَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَقَضَاهُنَّ پھر اس نے بنا دیا ان کو سَبْعَ سات سَمَوَاتٍ آسمان فی یَوْمَيْنِ دودنوں میں
وَأَوْحَىٰ اس نے حکم کیا فی كُلِّ سَمَاءٍ ہر آسمان میں اَمْرَهَا اس کا کام ۗ وَ زَيَّنَّا ہم نے مزین کیا السَّمَاءَ
الدُّنْيَا آسمان دنیا کو بِمَصَابِيحِ چراغوں سے ۗ وَ حِفْظًا حفاظت کی ذٰلِكَ یہ تَقْدِيرُ اندازہ ہے الْعَزِيزِ
نہایت غالب الْعَلِيمِ خوب جاننے والے کا فَإِنِ پھر اگر اعْرَضُوا وہ منہ موڑیں فَقُلْ تو کہہ دیجیے أَنذَرْتُكُمْ
میں نے تمہیں ڈرا دیا ہے طَبْعَةً کڑک سے مِثْلَ مثل طَبْعَةِ کڑک عَادٍ وَ ثَمُودَ عَاد اور ثمود کے

ترجمہ:- چنانچہ اس نے دودن میں اپنے فیصلے کے تحت ان کے سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں
اس کے مناسب حکم بھیج دیا۔ اور ہم نے اس قریب والے آسمان کو چراغوں سے سجایا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ آ
س ذات کی نبی تلی منصوبہ بندی ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کا علم بھی مکمل۔ پھر بھی اگر یہ لوگ منہ موڑیں تو کہہ
دو کہ: ”میں نے تمہیں اس کڑک کے سے خبردار کروایا ہے جیسا کڑک عَاد اور ثمود پر نازل ہوا تھا۔“

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس نے دودن میں اپنے فیصلہ کے تحت سات آسمان بنا دیئے۔

۲۔ ہر آسمان میں اس کے مناسب حکم بھیج دیا۔

۳۔ ہم نے اس قریب والے آسمان کو ستاروں سے سجایا۔

۴۔ اس قریب والے آسمان کو خوب محفوظ کر دیا۔

۵۔ یہ اس ذات کی نبی تلی منصوبہ بندی ہے جس کا اقتدار بھی کامل، علم بھی کامل ہے۔

۶۔ پھر بھی اگر یہ لوگ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ میں نے تمہیں اس کڑک سے خبردار کر دیا ہے جیسی کڑک عَاد و ثمود
پر نازل ہوئی تھی۔

پچھلی آیتوں میں آسمان کی تخلیق کا ذکر مختصر تھا، ان آیتوں میں اسی آسمان کی تخلیق کو تفصیل سے بیان کیا جا رہا
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے اور ان ساتوں آسمانوں کو پیدا کرنے میں صرف دودن کا وقت لگا، ان

آسمانوں میں اور کیا کیا کاریگری کی گئی؟ بیان فرمایا کہ ہر آسمان میں جو جو چیزیں ہونی چاہئیں اسکا حکم ان آسمانوں کو دے دیا لہذا وہ اس حکم کے مطابق عمل کئے پھر خاص کر دنیوی آسمان جو ہمیں نظر آتا ہے اسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس آسمان پر ہم نے چراغ کے مانند ستارے بنائے کہ جس طرح ایک انسان اندھیرے میں چراغ کی مدد سے اپنا راستہ پالیتا ہے اسی طرح وہ ان ستاروں کی روشنی میں بھی اپنا راستہ آسانی سے پاسکتا ہے، پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اس آسمان پر حفاظتی پہرے لگائے کہ کوئی سرکش جن اور شیطان یہاں تک آ نہ سکے جیسا کہ سورۃ الصُّفَّتِ کی آیت نمبر ۶ اور ۷ میں فرمایا: **إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِنَّا كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ** کہ ہم نے آسمان کو مزین ستاروں سے زینت بخشی اور اسے ہر مردود شیطان سے محفوظ کر دیا، تاکہ وہ اوپر ہونے والے فیصلوں کو نہ سن سکیں۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی پیدائش میں جو وقت لگا اسے بیان کیا کہ دو دن میں یہ سب کچھ تیار ہو گیا، اسی مذکورہ بالا حدیث میں جو کہ پچھلے درسوں میں بیان کی گئی یہ مذکور ہے کہ جمعرات کے روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور ملائکہ کو پیدا فرمایا اور اسکی پیدائش جمعہ کی تین ساعات تک مکمل ہو گئی پھر جمعہ کی باقی تین ساعتوں میں تقدیر، آفات اور آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ (جامع الاحادیث للسیوطی ۵۴۳/۲) اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جمعرات کا پورا دن اور جمعہ کی ایک تہائی ساعت میں آسمانوں کا کام مکمل ہو گیا اور باقی جتنے کام تھے وہ اسی جمعہ کے روز مکمل ہو گئے، حضرت سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسمان کی جانب متوجہ ہوا جبکہ وہ ایک دھواں تھا جو پانی کے سانس لینے کی وجہ سے جمع ہو گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے ایک آسمان بنا دیا پھر اسے پھاڑ کر سات آسمانوں میں تقسیم کر دیا اور یہ سب کچھ دو دنوں میں ہوا، جمعرات اور جمعہ، جمعہ کو جمعہ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس میں آسمانوں اور زمین کی پیدائش کو مکمل کر لیا (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰، ص، ۳۹۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اس ذات کی منصوبہ بندی ہے جسکا اقتدار بھی کامل ہے کہ کوئی اسکی ملکیت میں ذرہ برابر کا شریک نہیں اور اسکا علم بھی کامل ہے کہ وہ جو بھی کرتا ہے وہ بالکل درست ہی کرتا ہے، یہ ساری نشانیاں بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مشرکوا! ان سب چیزوں کو دیکھنے کے بعد بھی تم نے اگر اللہ کی عبادت سے منہ موڑا تو جان لو کہ تمہیں بھی زور دار بجلی کی کڑک آ پکڑے گی جس نے تم سے پہلے عاد اور ثمود کو آ پکڑا تھا، لہذا میں تمہیں اس سے خبردار کرتا ہوں کہ اگر تم نہ مانو گے تو تمہارا بھی یہی حال ہوگا جو انکا ہوا۔

﴿درس نمبر ۱۸﴾ قوم عاد نے ناحق تکبر کیا ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۱۴-۱۵-۱۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
إِذْ جَاءَهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ قَالُوا لَوْ شَاءَ

رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً فَأِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كُفِرُونَ ۝ فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ وَأَوَّلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ۝ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَحْسَابٍ لِنُنذِرِيَهُمْ عَذَابَ الْحُزْنِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اِذْ جَبَّ جَاءَ مُنْهُمْ آءِ ان کے پاس الرُّسُلُ رسول مِنْ مَرَّبِّينَ اَيَّدِيهِمْ ان کے سامنے سے واور مِنْ خَلْفِهِمْ ان کے پیچھے سے اَلَّا تَعْبُدُوْا کہ تم عبادت نہ کرو اِلَّا اللّٰهَ مگر اللہ ہی کی قَالُوا انہوں نے کہا لَوْ اِگر شَاءَ چاہتا رَبُّنَا ہمارا رب لَأَنْزَلَ تو ضرور نازل کر دیتا مَلَائِكَةً فرشتے قَانَا پس بلاشبہ ہم تو بِمَا اس چیز کے ساتھ کہ اُرْسِلْتُمْ تم بھیجے گئے ہو یہ اس کے ساتھ كُفِرُونَ انکار کرنے والے ہیں فَأَمَّا پھر لٰكِن عَادٌ مَا فَاسْتَكْبَرُوا پس انہوں نے تکبر کیا فِي الْاَرْضِ زمیں میں بِغَيْرِ الْحَقِّ ناحق واور قَالُوا انہوں نے کہا مَنْ کون ہے اَشَدُّ زیادہ سخت مِنَّا ہم سے قُوَّةً قوت میں اَوَّلَمْ کیا نہیں يَرَوْا انہوں نے دیکھا اَنَّ بے شک اللّٰهَ الَّذِي جس نے خَلَقَهُمْ ان کو پیدا کیا هُوَ وہ اَشَدُّ زیادہ سخت ہے مِنْهُمْ ان سے قُوَّةً قوت میں ط واور كَانُوا وہ تھے بِآيَاتِنَا ہماری آیتوں کا يَجْحَدُونَ انکار کرتے فَأَرْسَلْنَا چنانچہ ہم نے بھیجی عَلَيْهِمْ ان پر رِيحًا ہوا صَرْصَرًا سخت فِي أَيَّامٍ نَحْسَابٍ منحوس دنوں میں لِنُنذِرِيَهُمْ تاکہ ہم ان کو چکھائیں عَذَابَ الْحُزْنِ رسوائی کا عذاب فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا زندگانی دنیا میں واور لَعَذَابُ الْآخِرَةِ آخرت کا عذاب أَخْزَى بہت زیادہ رسوا کرنے والا ہے واور هُمْ وہ لَا يُنصَرُونَ مدد نہیں کیے جائیں گے

ترجمہ:- یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کے پاس پیغمبر (کبھی) ان کے آگے سے (کبھی) ان کے پیچھے سے یہ پیغام لے کر آئے کہ اللہ کے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کرو۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے بھیجتا۔ لہذا جس بات کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے، ہم اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ پھر عاد کا قصہ تو یہ ہوا کہ انہوں نے زمیں میں ناحق تکبر کا رویہ اختیار کیا، اور کہا کہ کون ہے جو طاقت میں ہم سے زیادہ ہو؟ جھلا کیا ان کو یہ نہیں سوجھا کہ جس اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے، وہ طاقت میں ان سے کہیں زیادہ ہے؟ اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔ چنانچہ ہم نے کچھ منحوس دنوں میں ان پر آندھی کی شکل میں ہوا بھیجی تاکہ انہیں دنیوی زندگی میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائیں۔ اور آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ رسوا کرنے والا ہے، اور ان کو کوئی مدد میسر نہیں آئے گی۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب پیغمبران کے پاس کبھی انکے آگے سے اور کبھی انکے پیچھے سے یہ پیغام لیکر آئے کہ اللہ کے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کرو۔

۲۔ انہوں نے کہا اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے بھیجتا۔

۳۔ لہذا جس بات کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے ہم اسے ماننے سے انکار کرتے ہیں۔

۴۔ پھر عادی کا قصہ یہ ہوا کہ انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کا رویہ اختیار کیا۔

۵۔ یہ کہا کہ کون ہے جو ہم سے طاقت میں زیادہ ہو؟

۶۔ بھلا کیا ان کو یہ نہیں معلوم کہ جس اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے وہ طاقت میں ان سے کہیں زیادہ ہے؟

۷۔ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہے۔

۸۔ چنانچہ ہم نے کچھ منحوس دنوں میں ان پر آندھی کی شکل میں ہوا بھیجا۔

۹۔ تاکہ انہیں دنیوی زندگی میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائے۔

۱۰۔ آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ رسوا کرنے والا ہے۔

۱۱۔ ان کو وہاں کوئی مدد میسر نہیں آئے گی۔

پچھلی آیتوں میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا گیا کہ آپ ان مشرکین مکہ کو عادی اور شمود پر ہونے والے عذاب یاد دلا کر انہیں ڈرائیں کہ اگر تم بھی انہی کی چال چلو گے تو تم پر بھی ایسا ہی عذاب آئے گا، ان آیتوں میں ان قوموں کا رویہ اور انکی عادت بیان کی جا رہی ہے کہ جسکی وجہ سے وہ ہلاکت کے منہ میں چلے گئے تو سب سے پہلی بات جو اللہ تعالیٰ نے انکے بارے میں بیان کی وہ یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے لوگ تھے جب ان کے پاس رسول آتے چاہے وہ رسول اس قوم سے پہلے آئے ہوں یا ان کے بعد ان سب کا یہی معمول تھا کہ جب وہ رسول اپنی قوم سے کہتے کہ اے میری قوم! اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت نہ کرنا، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ماننا، اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں تو یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اللہ کو کیا ہو گیا؟ اس نے ہم جیسے ایک آدمی کو اپنا پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا؟ حالانکہ وہ چاہتا تو کسی فرشتے کو اس کام کے لئے بھیج سکتا تھا، اسکا مطلب یہ ہے کہ تم جھوٹے نبی ہو، اللہ تعالیٰ کسی انسان کو نبی بنا کر نہیں بھیج سکتا چنانچہ ہم تمہیں رسول ماننے سے انکار کرتے ہیں اور جن جن باتوں کا تم ہمیں حکم دے رہے ہو اسے ہم بھی جھٹلاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ **وَمِنْ خَلْفِهِمْ** سے مراد وہ رسول ہیں جو حضرت ہود علیہ السلام سے پہلے بھیجے گئے، اور وہ رسول بھی ہیں جو ان کے بعد بھیجے گئے۔ (تفسیر طبری، ج ۲۱، ص ۴۴۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس طرح گویا اس قوم عادی نے تکبر کی راہ اپنائی اور غرور و گھمنڈ کرنے لگے کہ اے بھیجے ہوئے رسول! تم کہہ رہے ہو کہ اگر ہم تمہاری بات نہ مانیں تو ہم پر اللہ کا عذاب آئے گا اور اللہ ہمیں ہلاک کر دے گا

تو تم سن لو کہ ہم سے طاقت میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور ہم کسی سے ہارنے والے نہیں ہیں، چاہے کسی بھی قسم کا بھی عذاب آجائے وہ ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکے گا، اگلے اس تکبر پر اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کیا انہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ جب وہ اپنے آپ کو اتنے طاقتور شمار کر رہے ہیں تو اس رب کی طاقت کا کیا عالم ہوگا جس نے انہیں پیدا کیا؟ کیا کبھی ان لوگوں نے اس بات پر غور کیا؟ اگر غور کر لیتے تو یقیناً اس طرح تکبر نہ کرتے مگر افسوس کہ یہ لوگ اسی تکبر میں اپنے رب کی بھیجی ہوئی تمام آیتوں کا انکار کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے چند منحوس دنوں میں یا بعض اقوال کے مطابق مسلسل کئی دنوں تک سخت ہواؤں کا عذاب بھیجا جیسا کہ سورہ حاقہ کی آیت نمبر ۷ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَتَمَازِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا“ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اس ہوا کو سات رات اور آٹھ دن تک لگا تار مسخر کر رکھا تھا اور بعض مفسرین نے کہا کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے یکدم ٹھنڈی ہواؤں کا عذاب بھیجا کہ جو انسان کو برف بنا کر اس کا خاتمہ کر دے۔ (تفسیر طبری - ج ۲۱، ص ۲۲۶) خیر یہ تو دنیوی زندگی کا عذاب تھا جس نے انہیں رسوا کر کے رکھ دیا اسکے علاوہ آخرت میں بھی انہیں عذاب دیا جائے گا وہ عذاب تو انہیں اور بھی زیادہ رسوا کرنے والا ہوگا اور نہ تو وہاں کوئی انکی مدد کرے گا اور نہ ہی کوئی انہیں اس عذاب سے بچا سکے گا۔

﴿درس نمبر ۱۸۷﴾ قوم ثمود نے اندھا رہنے کو پسند کیا ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۱۷-۱۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَى عَلَى الْهُدَى فَأَخَذَتْهُمُ ظِعْفَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ
بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ وَتَجَيَّنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝
لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور اَمَّا لَیٰكِن ثَمُوْدٌ فَهَدَيْنَاهُمْ تُوْهُم نَے اِن كِی رهنمائی كِی فَاسْتَحَبُّوْا پھر بھی انہوں نے پسند كِیَا الْعَمَى اندھے پن كو عَلَى الْهُدَى ہدایت پر فَأَخَذَتْهُمُ پھر پکڑ لیا ان كو ظِعْفَةُ كڑك نے الْعَذَابِ الْهُونِ رسوائی كے عذاب كِی بِمَا بہ سبب اس كے جو كَانُوا وہ تھے يَكْسِبُونَ كماتے واور تَجَيَّنَا ہم نے نجات دی الَّذِينَ ان لوگوں كو جو آمَنُوا ایمان لائے واور كَانُوا وہ تھے يَتَّقُونَ تقویٰ اختیار كرتے
ترجمہ:- رہے ثمود تو ہم نے انہیں سیدھا راستہ دکھایا تھا، لیکن انہوں نے سیدھا راستہ اختیار كرنے كے مقابلے میں اندھا رہنے كو زیادہ پسند كِیَا، چنانچہ انہوں نے جو كمانی كر كھی تھی، اس كِی وجہ سے ان كو ایسے عذاب كے كڑك نے آپكڑا جو سزا پاؤلت تھا۔ اور جو لوگ ایمان لے آئے تھے، اور تقویٰ اختیار كیے ہوئے تھے، ان كو ہم نے نجات دے دی۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان كی گئی ہیں۔

- ۱۔ رہے شمود تو ہم نے انہیں سیدھا راستہ دکھایا تھا۔
- ۲۔ لیکن انہوں نے سیدھا راستہ اختیار کرنے کے مقابلہ میں اندھا رہنے کو پسند کیا۔
- ۳۔ انہوں نے جو کمائی کر رکھی تھی اس کی وجہ سے ان کو ایسے عذاب کی کڑک نے آپکڑا جو سراپا ذلت تھی۔
- ۴۔ جو لوگ ان میں سے ایمان لے آئے تھے ساتھ میں تقویٰ بھی اختیار کر رکھا تھا تو ہم نے انہیں اس عذاب سے نجات دی۔

پچھلی آیتوں میں قوم عاد کی حالت اور انکی تباہی بیان کی گئی، ان آیتوں میں قوم شمود اور انکے ساتھ کئے گئے معاملہ کو بیان کیا جا رہا ہے کہ ہم نے دونوں قوموں یعنی قوم عاد اور شمود پر ایک زوردار آواز کا عذاب بھیجا تھا، قوم عاد پر وہ عذاب کس وجہ سے آیا تھا؟ وہ تو تم نے دیکھ لیا اور یہی قوم شمود تو ان پر عذاب آنے کی وجہ یہ بنی کہ ہم نے انکے پاس ہمارے رسول حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا تھا تا کہ وہ انہیں گمراہی کے اندھیرے سے نکال کر ہدایت کی روشنی اور سیدھے راستے پر لے آئیں مگر جب ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر نے انہیں سیدھے راستے کی طرف بلایا اور انہیں ایمان کی دعوت دی تو ان لوگوں نے اس ہدایت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جو ہدایت کی روشنی تھی اس کے بجائے ان لوگوں نے گمراہی کے اندھیرے کو پسند کیا اور اسی پر وہ جھے رہے، گناہوں میں ڈوب کر ہمارے پیغمبر اور ہماری نافرمانی کرنی شروع کر دی اور ہم نے بطور معجزہ جو اونٹنی انکی فرمائش پر عطا کی تھی انہوں نے اسی کے ساتھ برائی کا معاملہ کیا تو ہم نے بھی انکی اس ذلیل حرکت پر آسمان سے ایک زوردار آواز بھیجی کہ جس کی تاب نہ لا کر وہ لوگ موت کے گھاٹ اتر گئے اس طرح اس عذاب نے بھی انہیں ذلیل و خوار کر کے رکھ دیا اور رہتی دنیا تک آنے والے تمام انسانوں کو یہ واضح پیغام پہنچایا کہ جو کوئی اللہ کے حکم کو جھٹلانے کی کوشش کریگا اور اس سے منہ موڑیگا تو اسکا حشر اس سے بھی بدتر ہوگا، تو اے مشرک! یہ تمہارے لئے بھی ایک عبرت کا واقعہ ہے جو ہم تمہیں سنارہے ہیں تا کہ تم اس طرح کی حرکتوں سے باز آ جاؤ اور سنبھل جاؤ ورنہ تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ تم نے ان واقعات سے اندازہ لگا لیا ہوگا، اس عذاب سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ تم ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر کی بات مان لو اور مجھ پر ایمان لے آؤ، میری اطاعت کرو، نافرمانی سے بچو تب یہ ممکن ہے کہ تمہیں اس عذاب سے بچا لیا جائے جیسا کہ ہم نے ان ہلاک شدہ قوموں میں سے ان لوگوں کو اس عذاب سے بچا لیا جو ایمان لائے جیسا کہ حضرت ہود اور صالح علیہما السلام اور ان پر ایمان لانے والے لوگ کہ وہ اس عذاب سے محفوظ رہے انکے علاوہ تمام کے تمام اس عذاب کی زد میں آ گئے انکے اس عذاب سے بچنے رہنے کی ایک وجہ تو ایمان تھی اور دوسری وجہ تقویٰ کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈرتے تھے اور اسکے احکامات پر چلتے تھے۔ لہذا اگر کوئی اللہ کے عذاب سے بچنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ ان دو خصلتوں اور عادتوں کو اپنے اندر پیدا کر لے ایک ہے ایمان باللہ اور دوسرا ہے تقویٰ۔

سورہ عنکبوت کی آیت نمبر ۷۷ اور ۳۸ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی تباہی کا ذکر فرمایا کہ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثِيمِينَ وَعَادًا وَثَمُودًا کہ شعیب علیہ السلام کی قوم نے بھی انہیں جھٹلایا تو انہیں آندھی نے آپکڑا جس کی وجہ سے وہ لوگ اپنے ہی گھروں میں مردہ بن کر پڑے رہے، اسی طرح عاد اور ثمود پر بھی اللہ کا عذاب آیا اور سورہ ذاریات کی آیت نمبر ۴۳ اور ۴۴ میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ فَعْتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمُ الصَّيْقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ“ اور قوم ثمود میں بھی عبرت کا سبق ہے کہ جب ان سے کہا گیا کہ اپنے وقت مقررہ آنے تک اپنی زندگی سے فائدہ اٹھا لو، مگر ان لوگوں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی تھی جسکے سبب انہیں ایک زوردار کڑک نے آپکڑا اور وہ بس دیکھتے ہی رہ گئے۔

﴿درس نمبر ۱۸۷۳﴾ کان، آنکھیں اور کھالیں بھی گواہی دیں گے ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۱۹-۲۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا جُودِدْهُمُ لِمَ شَهِدْتُمُ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقْنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَالْيَوْمَ تَرْجَعُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اور یومہ جس دن یحشر اٹھا کیا جائے گا اعداء اللہ کے دشمنوں کو اِلَى النَّارِ آگ کی طرف فَهُمْ تو وہ يُوزَعُونَ رو کے جائیں گے حَتَّىٰ یہاں تک کہ اِذَا مَا جب جَاءُوهَا وہ آجائیں گے اس کے پاس شہد گواہی دیں گے عَلَيْهِمْ ان کے خلاف سَمْعُهُمْ ان کے کان و اور أَبْصَارُهُمْ ان کی آنکھیں و اور جُلُودُهُمْ ان کی جلدیں جیسا ساتھ ان کے جو كَانُوا وہ تھے يَعْمَلُونَ عمل کرتے و اور قَالُوا وہ کہیں گے لَوْلَا جُودِدْهُمُ اپنی جلدوں سے لِمَ کیوں شَهِدْتُمُ تم نے گواہی دی عَلَيْنَا ہمارے خلاف قَالُوا وہ کہیں گی أَنْطَقْنَا ہمیں بلوایا اللہ الَّذِي اس اللہ نے جس نے أَنْطَقَ بلوایا کُلَّ شَيْءٍ ہر چیز کو وَهُوَ خَلَقَكُمْ اسی نے پیدا کیا تمہیں أَوَّلَ مَرَّةٍ پہلی مرتبہ و اور اِلَيْهِ اسی کی طرف تَرْجَعُونَ تم لوٹائے جاؤ گے

ترجمہ:- اور اس دن کا دھیان رکھو جب اللہ کے دشمنوں کو جمع کر کے آگ کی طرف لے جایا جائے گا، چنانچہ انہیں ٹولیوں میں بانٹ دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس (آگ) کے پاس پہنچ جائیں گے تو ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے خلاف گواہی دیں گی کہ وہ کیا کچھ کرتے رہے ہیں وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ ”تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ کہیں گی کہ میں اسی ذات نے بولنے کی طاقت دے دی

ہے جس نے ہر چیز کو گویائی عطا فرمائی اور وہی ہے جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف تمہیں واپس لے جایا جائے گا۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس دن کا دھیان رکھو جس دن اللہ کے دشمنوں کو جمع کر کے آگ کی طرف لے جایا جائے گا۔

۲۔ انہیں الگ الگ ٹولیوں میں بانٹ دیا جائے گا۔

۳۔ جب وہ اس آگ کے پاس پہنچ جائیں گے تو اٹکے کان، انکی آنکھیں اور انکی کھالیں ان کے خلاف گواہی دینگے۔

۴۔ ان چیزوں کی جو وہ لوگ کیا کرتے تھے۔

۵۔ وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟

۶۔ وہ کہے گی کہ ہمیں اسی ذات نے بولنے کی طاقت دی ہے جس نے ہر چیز کو گویائی عطا فرمائی۔

۷۔ وہی ہے جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔ ۸۔ اسی کی طرف تمہیں واپس لے جایا جائے گا۔

پچھلی آیتوں میں کفار کو ملنے والی سزا کا ذکر تھا یہاں قیامت کے دن انکا کیا حال ہوگا؟ بیان کیا جا رہا ہے کہ

اے نبی! آپ اپنی قوم کے سامنے کفار کا جو حال قیامت کے دن ہوگا سے بیان کیجئے کہ جب ان مشرکین کو جو کہ اللہ

کے دشمن ہیں بانٹ کر، ڈانٹ کر اور گھسیٹ کر جہنم کی جانب لیجا یا جائے گا تو وہاں انکی ملاقات ان سے پہلے والوں

سے ہوگی اسطرح وہ تمام لوگ اس جگہ جمع ہو جائیں گے اور وہ گروہ گروہ بن کر تقسیم ہو جائیں گے۔ سورہ مریم کی

آیت نمبر ۸۶ میں کہا گیا ”وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا“ کہ ہم مجرموں کو پیاسے جانوروں کی طرح

بانٹ کر جہنم کی طرف لے جائیں گے، تو جب سارے لوگ جہنم کے پاس جمع ہو جائیں گے تو اس وقت انکے اعضاء

حتی کہ ان کی کھال تک انکے خلاف گواہی دے گی کہ یہ لوگ فلاں فلاں کام کیا کرتے تھے جبکہ یہ اپنی زبان سے ان

کاموں کا انکار کرتے تھے جب ان کے سامنے نامہ اعمال پیش کیا گیا کہ ہم نے تو فلاں گناہ کیا ہی نہیں مگر یہاں

ہمارے نامہ اعمال میں وہ لکھا گیا ہے، بہر حال یہ سارے اعضاء جب انکی پول کھول دیں گے کہ فلاں فلاں گناہ

انہوں نے کیا ہے تو یہ دوزخی اپنے اعضاء سے غصہ کے مارے کہیں گے کہ تم نے ہمارے بدن کے اعضاء ہوتے

ہوئے اور ہمارا حصہ ہوتے ہوئے ہمارے ہی خلاف گواہی کیوں دی؟ تو اسکے جواب میں وہ اعضاء کہیں گے کہ ہاں!

ہمیں پتہ ہے کہ ہم تمہارے بدن کا ہی حصہ ہیں مگر ہمیں بنایا تو اللہ نے ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں گواہی دینے کا

حکم فرمایا اور ہمیں گویائی عطا کی تو پھر ہم کیسے اس رب کے حکم کو جھٹلا سکتے ہیں؟ اس لئے ہم نے سب کچھ سچ سچ کہہ

دیا اور اس بات میں شک میں نہ رہنا کہ کیسے کان اور آنکھ یا جسم کے دیگر اعضاء گواہی دے سکتے ہیں جبکہ ان میں

بولنے کی صلاحیت ہی نہیں؟ اسکا جواب اسی آیت میں دیا گیا کہ جس پروردگار نے سارے انسانوں کو اور اپنی دیگر

مخلوق کو گویائی عطا کر سکتا ہے تو اسکے کے لئے ہمیں گویائی عطا کرنے میں کیا مشکل ہے؟ لہذا اسی رب نے ہمیں بھی گویائی عطا کی ہے اس لئے ہم تمہارے خلاف گواہی دے سکے، سورہ یس کی آیت نمبر ۶۵ میں ہے کہ "الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ" کہ آج ہم انکے منہ پر مہر لگا دیں گے تو انکے ہاتھ ہم سے باتیں کرنے لگیں گے اور انکے پیر انکے اعمال کی گواہی دیں گے۔

ان مشرکین کو بعث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد زندہ کیے جانے پر یقین آنے کے لئے یہ بیان کیا گیا کہ دیکھو! جس ذات نے تم کو پہلی مرتبہ میں جب کہ نہ تو تمہارا کوئی تمثیلی ڈھانچہ تھا اور نہ ہی کوئی وجود تھا اس نے تمہیں اس وقت پیدا کیا تو کیا وہ تمہیں دوبارہ جبکہ تمہارا وجود ہو چکا ہے پیدا نہیں کر سکتا؟ اس لئے اپنے اپنے اعمال کو سدھار لو کیونکہ مرنے کے بعد سب کو اسی کی جانب جانا ہے اور پھر وہ تم سے تمہارے ہر ایک عمل کا حساب لے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے آپ ﷺ سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں کس وجہ سے ہنسا ہوں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں بندے کی اس بات سے ہنسا ہوں جو وہ اپنے رب سے کرے گا وہ بندہ عرض کرے گا اے پروردگار! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ فرمائے گا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا پھر بندہ عرض کرے گا میں اپنے اوپر اپنی ذات کے علاوہ کسی کی گواہی کو جائز نہیں سمجھتا آپ ﷺ نے فرمایا پھر اللہ فرمائے گا کہ آج کے دن تیرے اوپر تیری ہی ذات کی گواہی اور کراما کا تبین کی گواہی کفایت کر جائے گی آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس بندے کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے دیگر اعضاء سے کہا جائے گا کہ بولیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کے اعضاء اس کے سارے اعمال بیان کریں گے آپ ﷺ نے فرمایا پھر بندہ اپنے اعضاء سے کہے گا دور ہو جاؤ چلو دور ہو جاؤ میں تمہاری طرف سے ہی توجھلڑا کر رہا تھا۔ (مسلم ۲۹۶۹)

﴿درس نمبر ۱۸۷﴾ تم ان لوگوں میں شامل ہو گئے جو خسارے میں ہیں ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۲۲-۲۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرْشِدُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ
وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي
ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ۝ فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى
لَّهُمْ ۝ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور ما نہیں کُنْتُمْ تھے تَسْتَعْتِزُونَ پردہ کرتے اُن اس سے کہ يَشْهَدَا گواہی دیں گے عَلَيكُمْ تمہارے خلاف سَمِعَكُمْ تمہارے کان واور لَا أَبْصَارُكُمْ نہ تمہاری آنکھیں واور لَا جُلُودُكُمْ نہ تمہاری جلدیں وَلَكِنْ اور لِيَكُنْ ظَنَنْتُمْ تم نے گمان کیا اَنَّ کہ بلاشبہ اللہ اللہ لَا يَعْلَمُ نہیں جانتا كَيْفِيًّا بہت سے عَمَّا ان کو جو تَعْمَلُونَ تم عمل کرتے تھے واور ذُلُّكُمْ یہ ظَلُّكُمْ تمہارا گمان ہے الَّذِي وہ جو ظَنَنْتُمْ تم نے گمان کیا بِرَبِّكُمْ اپنے رب کے بارے میں اَزْذُكُمْ اسی نے ہلاک کیا تم کو فَاصْبِرْ حَتَّىٰ جِنَاحُہ ہو گئے تَمَّ مِنَ الْخَيْبِ بْنِ خَسَارِہ پانے والوں میں سے فَيَا نِ پھر اِگر يَصْبِرُوا وہ صبر کریں فَالْتَأَىٰ تُو بھی آگ ہی مَشْوَى ٹھکانہ ہے لَهُمْ ان کے لیے واور اِنْ اِگر يَسْتَعْتِزُّوْا وہ معافی طلب کریں گے فَمَا تُو نہیں ہوں گے هُمْ وَهَمِّنِ الْمُعْتَبِرِينَ معاف کیے گئے لوگوں میں سے

ترجمہ:- اور تم (گناہ کرتے وقت) اس بات سے تو چھپ ہی نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں، لیکن تمہارا گمان یہ تھا کہ اللہ کو تمہارے بہت سے اعمال کا علم نہیں ہے۔ اپنے پروردگار کے بارے میں تمہارا یہی گمان تھا جس نے تمہیں برباد کیا، اور اسی کے نتیجے میں تم ان لوگوں میں شامل ہو گئے جو سراسر خسارے میں ہیں۔ اب ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر یہ صبر کریں تب بھی آگ ہی ان کا ٹھکانہ ہے، اور اگر یہ معذرت چاہیں تو یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کی معذرت قبول کی جاتی ہے۔
تشریح:- ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تم گناہ کرتے وقت اس بات سے تو چھپ نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں۔

۲۔ تمہیں یہ گمان تھا کہ اللہ کو تمہارے بہت سے اعمال کا علم نہیں ہے۔

۳۔ اپنے پروردگار کے بارے میں تمہارا یہی گمان تھا جس نے تمہیں برباد کر دیا۔

۴۔ اسی کے نتیجے میں تم ان لوگوں میں شامل ہو گئے جو سراسر خسارے میں ہیں۔

۵۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر وہ لوگ صبر کریں تب بھی آگ ہی ان کا ٹھکانہ ہے۔

۶۔ اگر یہ معذرت چاہیں تو یہ ان لوگوں میں سے نہیں جن کی معذرت قبول کی جاتی ہے۔

پچھلی آیتوں میں ان مشرکین و کفار کا حال قیامت کے دن کیا ہونے والا ہے بیان کیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ ان کے اعضاء جسمانی انکے خلاف اس دن گواہی دیں گے، وہ اعضاء اس دن اس لئے گواہی دیں گے کہ اس دنیا میں یہ کفار یہ سمجھا کرتے تھے کہ ہم جو چھپ کر گناہ کر رہے ہیں اسے کوئی دیکھ نہیں رہا ہے حتیٰ کہ نعوذ باللہ اللہ کو بھی اس کی خبر نہیں، تو جب کسی کو ہمارے گناہ کرنے کا پتہ ہی نہیں چلا تو پھر ہم پر یہ الزام کون لگائے گا کہ ہم نے گناہ کیا؟

اسی لئے اللہ تعالیٰ ان کے اعضاء کو بطور گواہ انکے سامنے لائے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ تو انکے کئے ہوئے کاموں سے واقف ہے، مگر کفار و مشرکین کو جھٹلانے کا کوئی موقع نہ رہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان اعضاء کو اس وقت گویائی عطا کرے گا۔ چنانچہ اس آیت میں فرمایا گیا کہ تم لوگ اپنے خیال کے مطابق یہ سمجھ لیتے ہو کہ ہم اس طرح چھپ کر گناہ کر رہے ہیں تو ہمیں کوئی دیکھے گا نہیں اور جب دیکھے گا نہیں تو گواہی کہاں سے دے گا؟ مگر تمہیں کیا پتا جو تمہارے بدن سے لگے اعضاء ہیں جو تمہیں ہر برائی کا کام کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں حتیٰ کہ تم جب اپنی بیویوں سے ہمبستری کرتے ہو اس سے بھی یہ واقف ہیں تو بھلا کیا تم ان اعضاء سے بھی اپنے گناہ چھپا سکتے ہو؟ یہ تمہارے کان، یہ تمہاری آنکھیں اور یہ تمہاری کھالیں تمہارے سب اعمال سے باخبر ہیں، اس سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ہر عمل کی خبر ہے مگر تم لوگ اس سے بے خبر ہو۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انکا یہی سوچنا اور گمان کرنا انہیں گناہوں کی طرف لے گیا اور یہ لوگ اسی زعم میں کہ ہم کوئی گناہ کرتے ہیں تو ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا ہے اس طرح وہ گناہ کرتے چلے گئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تم لوگ آج خسارہ اور نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو گئے اور تمہارے انہی اعمال نے تمہیں برباد کر کے رکھ دیا، اب قیامت کے دن ان لوگوں کا حال ایسا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو سزا انکے لئے مقرر فرمائی اگر وہ اس پر صبر کریں تب بھی وہ سزا انہیں ملے گی اور اگر صبر نہ کریں اور اپنے گناہوں پر اس وقت اللہ سے معذرت کریں تب بھی انہیں یہی سزا ملے گی، اس لئے کہ معذرت اور صبر کا وقت یہاں نہیں بلکہ اسی دنیا میں تھا مگر یہ لوگ وہاں تو تکبر کرتے پھرا کرتے تھے، اگر یہ لوگ اس وقت ایمان کی وجہ سے بچنے والی تکلیف پر صبر کرتے یا اس وقت اپنے گناہوں پر اللہ سے معذرت چاہتے تو آج کا حال ہی کچھ اور ہوتا، مگر انہوں نے ایسا اس وقت کیا نہیں اور اب یہاں ایسا کرنے کا کوئی موقع ان کے پاس نہیں لہذا اب اسی عذاب میں انہیں چاہیں یا نہ چاہیں رہنا ہے۔ ان آیتوں سے ہمیں یہ سبق ملا کہ ہم کبھی یہ نہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال سے غافل ہے، بلکہ یہ عقیدہ ہمیں رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل سے پوری طرح واقف ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں اس حال میں موت آئے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوں، اس لئے کہ جس قوم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ برا خیال رکھا انکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وَذَلِكُمْ ظَلْمُكُمُ الَّذِي ظَلَمْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ“ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ برا گمان رکھا جسکی وجہ سے یہ لوگ نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔ (مسند احمد۔ مسند جابر بن عبد اللہ۔ ۱۵۱۹) اور یہ سبق بھی ملا کہ جب تک ہم صحیح سلامت اس دنیا میں ہیں تب تک ہی ہمارے پاس اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کا اور اپنے گناہوں پر معذرت چاہنے کا وقت ہے، جس وقت ہم اس دنیا سے چلے جائیں گے اس وقت ہمارے پاس معافی مانگنے کا موقع نہیں رہیگا اس لئے اللہ سے معافی مانگنے میں ہمیں جلدی کرنا چاہئے ورنہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کب ہم سے جدا ہو جائے؟

﴿درس نمبر ۱۸۷﴾ ہم نے دنیا میں ان پر کچھ ساتھی مقرر کر دیئے ہیں ﴿حَمِ السَّجْدَةِ ۲۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَقَيِّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي
أَمْرِ قَدْ خَلَعْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خٰسِرِينَ ۝
لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور قیضنا ہم نے مقرر کر دیئے لہم ان کے لیے قرناء کچھ ہم نشین فریضوا تو انہوں
نے اچھا کر دکھا یا لہم ان کے لیے ماوہ جو بین ایدیہم ان کے سامنے ہے واور ماوہ جو خلفہم ان
کے پیچھے ہے واور حق ثابت ہو گئی علیہم ان پر القول بات فی امم ان امتوں کے ساتھ جو قد تحقیق
خلعنا گزر چکیں من قبلہم ان سے پہلے من الجن والانس جنوں اور انسانوں میں سے انہم بلاشبہ وہ
کانوا تھے خسرین خسارہ پانے والوں میں سے

ترجمہ:- اور ہم نے (دنیا میں) ان پر کچھ ساتھی مسلط کر دیئے تھے جنہوں نے ان کے آگے پیچھے کے
سارے کاموں کو خوشنما بنا دیا تھا، چنانچہ جو دوسرے جنات اور انسان ان سے پہلے گزر چکے ہیں
ان کے ساتھ مل کر (عذاب کی) بات ان پر بھی سچی ہوئی۔
تشریح:- اس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔
۱۔ ہم نے دنیا میں ان پر کچھ ساتھی مقرر کر دیئے تھے۔
۲۔ ان ساتھیوں نے ان کے آگے پیچھے کے سارے کاموں کو خوشنما بنا دیا تھا۔
۳۔ چنانچہ جو دوسرے جنات اور انسان ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کے ساتھ عذاب کی بات ان پر بھی سچی ہوئی۔
۴۔ یقیناً وہ سب خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہیں۔

اس آیت میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اجازت سے شیاطین اس دنیا میں آئے تاکہ وہ
انسانوں کو سیدھے راستے سے بھٹکا سکیں اور انہیں جہنم کا مستحق بنا ڈالیں اور یہ شیطان ان برے راستوں کو اچھی طرح
سنوار کر، بہت ہی خوبصورت انداز میں پیش کرتے ہیں تاکہ انہیں یہ گناہ اور برائی کا کام عمدہ اور اچھا لگے اور وہ اسے
کرنے پر آمادہ ہو جائیں، یہی نہیں بلکہ وہ شیاطین انسانوں کو یہ تک کہتے ہیں کہ یہ کام ایسے ہیں کہ اسے تم دنیا میں
کرو گے تو بھی تمہارا ہی فائدہ ہوگا اور آخرت میں بھی تمہیں اسکے بدلہ جنت ملے گی چنانچہ جو مسلمان ہیں وہ شیطان کے
ان حربوں سے اور انکی چالوں سے واقف ہوتے ہیں اور اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اسکے برخلاف
منافقین و کفار ہیں کہ یہ لوگ ان شیاطین و جنات کی باتوں میں آ کر انکے بتائے ہوئے راستوں پر چلتے ہیں اور انہیں

اپنا ساتھی بنائے رکھتے ہیں، جیسا کہ سورہ زخرف کی آیت نمبر ۳ میں کہا گیا وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقِيْضْ لَهُ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَ عَنْ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنْهُمْ مُّهْتَدُوْنَ کہ جو کوئی اللہ کے ذکر سے منہ موڑ کر زندگی گزارتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اسکا ساتھی بن جاتا ہے، ایسے شیاطین ان کو سیدھے راستے سے روکتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک راستے پر ہیں، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر آ گیا جو ان سے پہلے گزرے ہیں چاہے وہ گمراہ کرنے والے شیطان یا انسان ہوں یا پھر گمراہ ہونے والے ہر دو پر اللہ کا عذاب ثابت ہو گیا، اس طرح ان لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ عذاب میں مبتلا کرے گا اور یہ بھی بات یقینی ہوگئی کہ یہ لوگ قیامت کے دن نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جائیں گے اس لئے کہ قیامت کے دن فائدہ اسے حاصل ہوگا جو ایمان لا کر جنت میں جائے گا فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ حَيٰتِهِمْ النَّعِيْمُ کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے وہ نعمتوں والے باغات میں ہوں گے۔ (الحج ۵۶:) وہاں انہیں ہر طرح کی نعمتیں، آرائشیں ملیں گی اور وہاں ان کی ہر فرمائش پوری کی جائے گی لیکن جو بے ایمان ہوں گے انہیں ذلت میں اور دردناک عذاب میں، جہنم کی سختی میں ڈالا جائے گا وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذٰبٌ مُّهِِيْنٌ کہ جن لوگوں نے کفر کو اختیار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ (الحج ۵۷) جو کہ ان کے لئے بڑا گھاٹا اور نقصان ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۷﴾ شور مچا دیا کرو تا کہ تم ہی غالب رہو ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۲۶-۲۸﴾

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ
 فَلَمَّذِيْقَرْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذٰبًا شَدِيْدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَا الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ
 ذٰلِكَ جَزَاءُ اَعْدَاءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخٰلِدِ جَزَاءُ مِمَّا كَانُوْا يٰٓاِيْتِنَا يَجْحَدُوْنَ
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اور قَالَ کہا الَّذِيْنَ ان لوگوں نے جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا لَا تَسْمَعُوْا نہ سنو
 لِهٰذَا الْقُرْآنِ اس قرآن کو وَ الْغَوْا غل مچاؤ فِيْهِ اس میں لَعَلَّكُمْ تاکہ تم تَعْلَمُوْنَ غالب آ جاؤ
 فَلَمَّذِيْقَرْنَ پھر البتہ ضرور ہم چکھائیں گے الَّذِيْنَ ان لوگوں کو جنہوں نے كَفَرُوْا کفر کیا عَذٰبًا عذاب
 شَدِيْدًا شدید وَاور لَنَجْزِيَنَّهُمْ البتہ ضرور ہم ان کو بدلہ دیں گے اَسْوَا الَّذِيْ ان برے عملوں کا جو كَانُوْا
 يَعْمَلُوْنَ وہ کرتے تھے ذٰلِكَ یہ جَزَاءُ بدلہ ہے اَعْدَاءِ اللّٰهِ اللہ کے دشمنوں کا النَّارُ آگ لَهُمْ ان کے
 لیے فِيْهَا اس میں دَارُ گھر ہے الْخٰلِدِ ہمیشہ کا جَزَاءُ بدلہ مِمَّا اس کا جو كَانُوْا وہ تھے يٰٓاِيْتِنَا ہماری آیتوں کا
 يَجْحَدُوْنَ انکار کرتے

ترجمہ:- اور یہ کافر (ایک دوسرے) سے کہتے ہیں کہ: ”اس قرآن کو سنو ہی نہیں، اور اس کے سچے شور و غل مچا دیا کرو تا کہ تم ہی غالب رہو۔“ اس لیے ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے، اور یہ (دنیا میں) جو بدترین کام کیا کرتے تھے، اس کا پورا پورا بدلہ دیں گے۔ یہی ہے سزا اللہ کے دشمنوں کی جو آگ کی صورت میں ہوگی۔ اسی میں ان کا دائمی ٹھکانا ہوگا، جو اس بات کا بدلہ ہوگا کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کافر ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی نہیں۔

۲۔ اس کے سچے شور مچا دیا کرو تا کہ تم ہی غالب رہو۔

۳۔ اس لیے ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

۴۔ اس دنیا میں جو بدترین کام کیا کرتے تھے اس کا پورا پورا بدلہ دیں گے۔

۵۔ یہی ہے سزا اللہ کے دشمنوں کی جو آگ کی صورت میں ہوگی۔

۶۔ اسی میں ان کا دائمی ٹھکانہ ہوگا۔

پچھلی آیتوں میں کفار و مشرکین کی حالت بد اور ان تک پہنچنے والے عذاب کا تذکرہ تھا یہاں بھی انہی کافروں کی ایک اور خصمت کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ ان کافروں نے آپس میں یہ بات کہی کہ دیکھو! جب کبھی محمد ﷺ تمہارے سامنے یا لوگوں کے سامنے قرآن کی تلاوت کرنے لگیں تو تم لوگ اس وقت بڑے زور سے شور مچا کرنا، آوازیں نکالنا، تالیاں بجانا اور سیٹیاں بجانا تا کہ لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنائی نہ دے اور خود انہیں بھی یہ پتہ نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ اس طرح کرنے سے وہ قرآن کی تلاوت کرنے سے رک جائیں گے اور لوگوں تک انکی بات پہنچ نہ سکے گی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں تھے تو آپ بلند آواز سے قرآن پڑھا کرتے تھے اور مشرکین لوگوں کو اس قرآن کے سننے سے روکتے تھے اور کہا کرتے تھے لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَبُونَ کہ اس قرآن کو مت سنو اور اسکی تلاوت کے درمیان شور مچایا کرو تا کہ تم ہی غالب رہو اور پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آہستہ تلاوت کرنے لگے جو قرآن سننا چاہتا ہے اسے بھی سنائی نہ دینے لگا تو یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی وَلَا تَجْهَرُوا بِصَلَاتِكُمْ وَلَا تَخَافُوهَا كَمَا نَهَىٰ ابْنُ مَرْزُوقٍ فِي تَفْسِيرِهِ (الاسراء: ۱۱۰) (الدر المنثور - ج، ۷، ص، ۳۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابو جہل نے کہا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھنے لگیں تو تم انکے سامنے آواز پکارا شروع کرو، یہاں تک کہ انہیں خود پتہ نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ (التفسیر المنیر - ج، ۲۴، ص، ۲۱۸) ان کفار و مشرکین کی ان حرکتوں پر انہیں جو عذاب ملنے والا ہے اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ ان کفار

وشرکین کے اس فعل پر ہم انہیں دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور انہیں انکے اعمال بد کا پورا پورا بدلہ عطا کریں گے، امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”عَذَابًا شَدِيدًا“ سے مراد یہ ہے کہ انہیں لگاتار یعنی مسلسل عذاب دیا جائے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا اور یہ عذاب انکے جسم کے ہر ہر عضو کو پہنچے گا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج۔ ۱۵۔ ص۔ ۶۵۳)

اگلی آیت میں اس دردناک عذاب کی تشریح کی جا رہی ہے کہ وہ دردناک عذاب انہیں جہنم کی آگ کی شکل میں دیا جائے گا جس میں وہ تڑپتے رہیں گے، یہ بدلہ ہے اللہ کے دشمنوں کے ان اعمال کا جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے لہذا انہیں اسی عذاب میں ہمیشہ کے لئے رہنا ہوگا اور یہ بدلہ بھی ہے ان کی اس حرکت کا کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے بھی تھے۔ ان آیتوں سے ایک سبق یہ ملا کہ جب کبھی قرآن کی تلاوت کی جائے تو ہمیں اسے غور سے سننا چاہئے نہ کہ اسکے سامنے ہنسی مذاق کریں یا آوازیں چیخ و پکار کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم فرمایا ”وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ“ کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے خاموشی کے ساتھ غور سے سنتے رہو، ہو سکتا ہے کہ چہاری اس حرکت کی وجہ سے اللہ تم پر رحم فرمادے۔ (الاعراف ۲۰۴) قرآن مجید کو غور سے سننا اسکے سامنے شور نہ کرنا یہ مومنین کا شیوہ ہے اور قرآن کریم کی تلاوت کے آگے آوازیں اور پکارا کرنا یہ کفار و شرکین کی خصلت ہے جس پر انہیں عذاب دیا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۸۷﴾ جو دل چاہے گا جنت میں وہ سب کچھ ملے گا ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۲۹۹-۳۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذِينَ أَضَلَّنَا مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتِ
 أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ
 عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝
 نَحْنُ أَوْلَىٰ بِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَىٰ أَنْفُسُكُمْ
 وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ ۝ نَزَّلًا مِّنْ غُفُورٍ رَّحِيمٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور قال کہیں گے الذین وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کفر کیا رَبَّنَا اے ہمارے رب
 اَرِنَا تو دکھا ہمیں الذین وہ دونوں جنہوں نے اَضَلَّنَا گمراہ کیا تھا مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ جنوں اور انسانوں میں
 سے نَجْعَلْهُمَا ہم کر دیں گے انہیں تَحْتِ نیچے أَقْدَامِنَا اپنے قدموں کے لِيَكُونَا تاکہ وہ ہوں مِنَ
 الْأَسْفَلِينَ سب سے نچلے لوگوں میں سے إِنَّ بلاشبہ الذین وہ لوگ جنہوں نے قَالُوا کہا رَبُّنَا اللَّهُ ہمارا رب
 اللہ ہے ثُمَّ پھر اسْتَقَامُوا وہ اس پر جم گئے تَتَنَزَّلُ اترتے ہیں عَلَيْهِمُ ان پر الْمَلَائِكَةُ فرشتے أَلَّا

تَخَافُوا کہ تم خوف نہ کرو وَاور لَا تَحْزَنُوا تم غم نہ کھاؤ وَاور اَبْشِرُوا تم خوش ہو جاؤ بِالْجَنَّةِ جنت کے ساتھ اَلَّتِي وہ جس کا کُنْتُمْ تم تھے تُوَعْدُونَ وعدہ دئے جاتے تَحْنُ ہم اَوْلِيَاؤُكُمْ تمہارے دوست ہیں فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا زندگانی دنیا میں وَاور فِي الْاٰخِرَةِ آخرت میں وَاور لَكُمْ تمہارے لیے ہے فِيهَا اس میں مَا جُو تَشْتَهِي چاہیں گے اَنْفُسُكُمْ تمہارے جی وَاور لَكُمْ تمہارے لیے ہے فِيهَا اس میں مَا جُو تَدْعُونَ تم مانگو گے نُوْرًا بطور مہمانی کے مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ غفور رحیم کی طرف سے

ترجمہ:- (دوسری طرف) جن لوگوں نے کہا ہے کہ ”ہمارا رب اللہ ہے“ اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو ان پر بیشک فرشتے (یہ کہتے ہوئے) اتریں گے کہ نہ کوئی خوف دل میں لاؤ نہ کسی کا غم کرو، اور اس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا والی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے۔ اور اس جنت میں ہر وہ چیز تمہارے ہی لیے ہے جس کو تمہارا دل چاہے اور اس میں ہر وہ چیز تمہارے ہی لیے ہے جو تم منگوانا چاہو۔ یہ سب کچھ اس ذات کی طرف سے پہلی پہلی میزبانی ہے جس کی بخشش بھی بہت ہے، جس کی رحمت بھی کامل۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کافر لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں ان جنات اور انسانوں کی صورت دکھا دیجئے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔

۲۔ تا کہ ہم انہیں اپنے پاؤں تلے ایسا روندیں کہ وہ خوب ذلیل ہوں۔

۳۔ دوسری طرف وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ ۴۔ اور وہ لوگ اس پر ڈٹے رہے۔

۵۔ ان پر بیشک فرشتے یہ کہتے ہوئے اتریں گے کہ نہ کوئی خوف دل میں لاؤ اور نہ ہی کسی بات کا غم کرو۔

۶۔ اس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

۷۔ ہم دنیا والی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے۔

۸۔ اس جنت میں تمہارے لئے ہر وہ چیز ہے جسکو تمہارا دل چاہے۔

۹۔ اس میں ہر وہ چیز تمہیں ملے گی جو تم مانگو گے۔

۱۰۔ یہ سب کچھ اس ذات کی طرف سے پہلی پہلی میزبانی ہے جس کی بخشش بھی بہت ہے اور رحمت بھی کامل کافروں اور مشرکوں کی سزاؤں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی التجا بیان کر رہے ہیں جو وہ لوگ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! یقیناً ہم نے شیطان اور انسانوں کی باتوں میں آ کر گمراہی اختیار کر لی تھی جسکی سزا آج ہم یہاں بھگت رہے ہیں چنانچہ ہماری آپ سے یہ التجا ہے کہ ہمیں ان

لوگوں کے چہرے دکھا دیجئے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا تا کہ ہم ان سے اس طرح بدلہ لیں کہ ہم ان کے چہروں کو اپنے پیروں تلے ڈال کر کچل دیں تا کہ وہ ذلیل و خوار ہو جائیں شاید اس طرح کرنے سے ہمیں کچھ سکون تو ملے، لیکن ان کا کوئی مطالبہ وہاں پورا نہیں کیا جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا کہ تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہم انہیں اور تمہیں برابر کی سزا دیں گے لِكُلِّ ضِعْفٍ وَلٰكِنْ لَا تَعْلَمُونَ تم میں سے ہر ایک کو دو گنا عذاب ملے گا لیکن تم اس بات کو نہیں جانتے۔ (الاعراف ۳۸) ان کافروں کا کہنا کہ ہمیں جنات اور انسان دونوں نے ملکر بھٹکایا اس بارے میں اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ ”وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شٰيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ“ اس طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنائے انسانوں میں سے بھی اور جنات میں سے بھی، (الانعام ۱۱۲): اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَّذِي يُّوسُوْسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (الناس) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں چاہے وہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو بھٹکانے کا کام جیسے شیاطین کرتے ہیں ویسے ہی کچھ انسان بھی ہوتے ہیں جو انہیں غلط راستے پر لیجاتے ہیں، لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم شیاطین کے حملوں سے بھی بچیں اور انسانوں کے حربوں سے بھی اور ہر دو سے اللہ تعالیٰ کی پناہ بھی مانگتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر ہونے والے انعامات کے بارے میں بیان فرما رہے ہیں کہ ایسے لوگ جنہوں نے اپنی زبانوں سے یہ اقرار کیا کہ ہمارا رب ایک ہے، اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اپنی کہی ہوئی بات پر جے بھی رہے، کسی بھی آزمائش اور تکلیف نے انہیں اس کہی ہوئی بات سے مکر نہ نہیں دیا تو ایسے لوگوں پر اس دنیا میں آسمان سے فرشتے چند بشارتیں لیکر نازل ہوتے ہیں، پہلی بشارت یہ کہ تم لوگوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ اور ہم تمہارے ساتھ ہیں اور نہ ہی تمہیں غمزدہ ہونا ہے اور سنو تمہیں اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل پر یہ خوشخبری سناتا ہے کہ تمہیں وہ جنت ضرور ملے گی جس کا اس نے وعدہ کیا۔ امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فرشتے ان ایمان والوں کو یہ بشارت اور خوشخبری تیں موقعوں پر دیتے ہیں پہلے موت کے وقت، دوسرے قبر میں اور تیسرے موت کے بعد اٹھائے جانے کے وقت۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی، واقعہ یہ ہوا کہ مشرکین کہا کرتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور ملائکہ اسکی بیٹیاں ہیں جو اللہ کے یہاں ہماری سفارش کریں گے، لیکن وہ اپنی کہی ہوئی باتوں پر جے نہیں رہے، ان کے مقابلہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارا رب اللہ ہے جو اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہے اور وہ اپنی کہی ہوئی بات پر جے بھی رہے۔ (التفسیر المیزان - ج ۲۴، ص ۲۲۲) اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے یہ آیت ”اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا“ پڑھی اور فرمایا کہ لوگوں نے اس بات کا اقرار کیا مگر اسکے بعد بہت سے لوگوں نے اپنی اس

کہی ہوئی بات کا انکار بھی کر دیا، تو سنو جو کوئی اس بات کا اقرار کرے اور اسی پر اسے موت بھی آئے تو یہ وہی ہے جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **إِسْتَقَامُوا** کہ جو اپنی کہی ہوئی بات پر جے بھی رہے۔ (ترمذی ۳۲۵۰)

فرمایا کہ یہ ملائکہ ان استقامت کے ساتھ ایمان پر جے رہنے والوں سے کہیں گے کہ دیکھو! گھبرانا نہیں ہم جس طرح دنیا میں تمہارے ساتھ تھے اسی طرح یہاں آخرت میں بھی تمہارے ساتھ ہیں لہذا تم کسی قسم کا خوف اپنے دل میں نہ رکھو ہم ہر قدم پر تمہارے ہی ساتھ ہیں، جس طرح ہم نے تمہیں اس دنیا میں مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچائے رکھا اسی طرح ہم یہاں بھی تمہاری پل صراط وغیرہ سے بچائیں گے اور جنت تک تمہیں پہنچائیں گے اور یہاں اس جنت میں تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جسے تم مانگو گے اور جو تمہارا کھانے کا دل چاہے وہ تمہیں ملے گا یہ تو پہلی پہلی میزبانی ہے جسکے ساتھ تمہارا یہاں جنت میں استقبال کیا جائے گا اسکے علاوہ اور بھی بہت سے انعامات اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے یہاں رکھے ہیں۔ سورۃ الزخرف کی آیت نمبر ۷۱ میں بھی یہ بات بتلائی گئی کہ جنتیوں کو ان کی مرضی کی چیزیں دی جائیں گی **وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ** ان کے جی جس چیز کی خواہش کریں اور جس سے ان کی آنکھیں لذت پائیں سب کچھ وہاں ہوگا اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔

﴿درس نمبر ۱۸۷﴾ تم بدی کا دفاع ایسے طریقہ سے کرو جو بہترین ہو ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۳۳-۳۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ إِحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلْقُهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ۝ وَمَا يُلْقُهَا إِلَّا ذُو حِظٍّ عَظِيمٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اور من کون احسن زیادہ اچھا ہے قولاً بات کے اعتبار سے مِمَّنْ اس شخص سے جس نے دعا بلایا اِلَى اللہ کی طرف اور عَمِلَ اس نے عمل کے صالحاً نیک وَّ قَالَ کہا اِنّی بے شک میں تو من المسلمین فرمانبرداروں میں سے ہوں و اور لَا تَسْتَوِي برابر نہیں ہوتی الْحَسَنَةُ نیک و اور لَا تَسْتَوِي السَّيِّئَةُ برائی اِدْفَعْ آپ ٹالے بِالَّتِي ایسی بات سے کہ ہی وہ احسن احسن ہوا فَاذَا اور الَّذِي وہ شخص کہ بَيْنَكَ آپ کے درمیان و اور بَيْنَهُ اس کے درمیان عَدَاوَةٌ دشمنی ہے كَأَنَّهُ گویا کہ وہ وَلِيٌّ دوست ہے حَمِيمٌ نہایت گہرا و اور مَا يُلْقُهَا نہیں يُلْقُهَا سکلانی جاتی یہ إِلَّا مگر الَّذِينَ انہی کو جو صَبَرُوا صبر کرتے ہیں و اور مَا يُلْقُهَا سکلانی جاتی یہ إِلَّا مگر ذُو حِظٍّ عَظِيمٍ اسی کو جو بڑے نصیبے والا ہے

ترجمہ:- اور اس شخص سے بہتر بات کس کی ہوگی جو اللہ کی طرف دعوت دے، اور نیک عمل کرے، اور یہ

کہے کہ میں فرماں برداروں میں شامل ہوں۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ تم بدی کا دفاع ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی وہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا ہو جائے گا جیسے وہ (تمہارا) جگر دوست ہو۔ اور یہ بات صرف انہی کو عطا ہوتی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں، اور یہ بات اسی کو عطا ہوتی ہے جو بڑے نصیبے والا ہو۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس شخص سے بہتر کس کی بات ہوگی جو اللہ کی طرف دعوت دے اور نیک عمل کرے؟

۲۔ یہ کہے کہ میں فرمانبرداروں میں شامل ہوں۔ ۳۔ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔

۴۔ تم بدی کا دفاع ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔

۵۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے اور جس کے درمیان دشمنی تھی وہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا ہو جائے گا جیسے کہ جگر دوست ہو

۶۔ یہ بات صرف انہی کو عطا ہوتی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں۔

۷۔ یہ بات صرف اسی کو عطا ہوتی ہے جو بڑا نصیب والا ہوتا ہے۔

پچھلی آیتوں میں ان برے جنات اور انسانوں کا تذکرہ تھا جو برے راستہ کی طرف بلا تے تھے، ان آیتوں

میں ان نیک لوگوں کا تذکرہ ہے جو اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس شخص سے بڑھ

کر نیکی کرنے والا کون ہوگا جو انسانوں کو ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلائے؟، یعنی اس سے بڑھ کر نیک عمل کوئی

نہیں ہو سکتا، اسلام کی دعوت دینا اور لوگوں میں اصلاح کا کام کرنا اور انہیں دین سے جوڑنا یہی سب سے بہترین کام

ہے بشرطیکہ داعی خود اللہ کے احکامات پر چلنے والا ہو اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ عَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي

مِنَ الْمُسْلِمِينَ وہ داعی یہ کہتا ہو کہ یقیناً میں تمہیں ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلا رہا ہوں مگر اس سے پہلے میں ہی

اس اللہ کا مطیع و فرمانبردار ہوں، ایسا نہیں کہ میں کچھ اور کر رہا ہوں اور تمہیں کچھ اور کرنے کی دعوت دے رہا ہوں، بلکہ

جس چیز کی میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں اس کو سب سے پہلے میں نے اپنا لیا ہے اب تم بھی اسے اپنالو، اس آیت کے

شان نزول کے بارے میں دورائے ہیں پہلی یہ کہ یہ آیت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی جیسا کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے (تفسیر المیزان - ج، ۲۴، ص، ۲۴۷) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کا بھی یہی

قول ہے۔ (الدر المنثور - ج، ۷، ص، ۵۲۳) اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مؤذن کے بارے میں نازل ہوئی جیسا

کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سب سے بہترین بات وہی ہے جو مؤذن اپنی اذان میں

دہراتا ہے جس میں توحید اور رسالت کا اعلان اور نماز کی دعوت ہوتی ہے۔ (الدر المنثور - ج، ۷، ص، ۵۲۳)

اللہ تعالیٰ دعوت کے آداب اور لوگوں کے درمیان تعلقات کو پختہ بنانے کے اصول بیان کر رہے ہیں کہ

سب سے پہلے یہ سمجھ لو کہ نیکی اور بدی ایک جیسی نہیں ہوتی اس لئے کہ اگر تم کسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو گے تو وہ

تمہارے قریب ہوگا اور اسکی محبت تمہارے دل میں بیٹھ جائے گی اس کے برخلاف اگر تم کسی کے ساتھ برابر تاد کرو گے تو وہ تم سے دور ہوگا اور اسکے دل میں تمہارے لئے نفرت پیدا ہو جائے گی اس لئے اگر یہ دین کا کام کرنا ہے تو تمہیں پہلے سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ہوگا، انکے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا ہوگا اور اگر اس دعوت کے کام میں تمہیں کوئی مصیبت یا تکلیف پہنچے تو تمہیں اس پر صبر سے کام لینا ہوگا اور برائی کا جواب اچھائی سے دینا ہوگا تو جب تم اس فارمولے پر عمل کرو گے تو دیکھ لینا جو تمہارا جانی دشمن بنا ہوا تھا وہ تمہارا جگری دوست بن جائے گا۔ امام زحلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے بڑے دشمن اور انہیں تکلیف پہنچانے میں سب سے آگے تھے لیکن جب اللہ نے انہیں اسلام کی دولت سے نوازا تو وہی آپ ﷺ پر اپنی جان بچھا کر کرنے والے بن گئے۔ (التفسیر المیر - ج، ۲۴ - ص، ۲۲۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بات یعنی جانی دشمن کا جانی دوست میں بدل جانا صرف اسی کو نصیب ہوتی ہے جس کے اندر صبر کرنے کا مادہ ہو اور وہ لوگوں کی تکلیفوں پر صبر سے کام لے اور انہیں اس پر درگزر بھی کر دے، کیونکہ اگر کوئی برائی کا جواب برائی سے ہی دے گا تو آپسی رنجش کبھی ختم نہیں ہوگی بلکہ اور بڑھے گی، اسی لئے اگر کسی دشمن کو تم اپنا دوست بنانا چاہتے ہو تو اسکے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو اور اسکی برائی کا جواب اچھائی سے دو پھر دیکھو وہ کیسے تمہارا جگری دوست بن جاتا ہے؟، یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک اور بات بیان فرمائی وہ یہ کہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا کہ آپ برائی کرنے والے کے ساتھ اچھائی کرو گے تو وہ تمہارا دوست اور بھلائی چاہنے والا بن جائے بلکہ ایسا اسی کے ساتھ ہوتا ہے جو صاحب نصیب ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی روشنی میں ایک بات فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو غصہ کے وقت صبر کرنے، جہالت کے وقت بردباری سے کام لیتے اور برائی کے وقت معاف کرنے کا حکم فرمایا، جب مسلمان اس طرح کریں گے تو اللہ انہیں شیطان سے محفوظ رکھے گا اور انکے دشمنوں کے دلوں میں انکے تئیں نرمی ڈال دے گا۔ (التفسیر المیر - ج، ۲۴ - ص، ۲۳۰)

﴿درس نمبر ۱۸۷﴾ جب شیطان کی طرف سے وسوسہ آجائے ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۳۶- تا ۳۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَأَمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَمَنْ
آيَتِهِ الْيُلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ
الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝ فَإِنْ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ
لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْتَمُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور اِقْمَا اگر يَنْزِعُ عَنْكَ آپ کو ابھارے مِنَ الشَّيْطَانِ شيطان کی طرف سے تَنْزِعُ کوئی وسوسہ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ تو آپ اللہ کی پناہ مانگیے اِنَّهُ هُوَ السَّيِّعُ بھینا وہی ہے الْعَلِيمُ خوب جاننے والا واور مِنَ اَيَّتِهِ اس کی نشانیوں میں سے ہے الْيَلِّ رات واور الْتَهَارِدُنْ واور الشَّمْسُ سورج واور الْقَمَرُ چاند لَا تَسْجُدُوا تم سجدہ نہ کرو لِلشَّمْسِ سورج کو واور لَا لِلْقَمَرِ نہ چاند کو وَاسْجُدُوا تم سجدہ کرو لِلّٰهِ اللہ کو الَّذِي جس نے خَلَقَهُنَّ ان سب کو پیدا کیا اِنْ اِنْ اِذَا كُنْتُمْ تَمُّوْنَ اَيَّاهُ صرف اسی کی تَعْبُدُوْنَ عبادت کرتے فَاِنْ پھر اگر اسْتَكْبَرُوْا وہ تکبر کریں فَالَّذِيْنَ تُوْهُو لُوْگ جو عِنْدَ رَبِّكَ آپ کے رب کے پاس ہیں يُسْتَسْمَعُوْنَ وہ سنیج بیان کرتے ہیں لَئِنْ اس کی بِالْاَيَّلِ رات کو واور الْتَهَارِدُنْ کو واور هُمْ وہ لَا يَسْتَمْعُوْنَ نہیں جھکے

ترجمہ:- اور اگر تمہیں شیطاں کی طرف سے کبھی کوئی کچوکا لگے تو شیطاں مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ بے شک وہ ہر بات سننے والا، ہر بات جاننے والا ہے۔ اور اسی کی نشانیوں میں سے ہیں یہ رات اور دن اور سورج اور چاند کو سجدہ کرو، نہ چاند کو اور سجدہ اس اللہ کو کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اگر واقعی تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے۔ پھر بھی اگر یہ (کافر) تکبر سے کام لیں، تو (کرتے رہیں) کیوں کہ جو (فرشتے) تمہارے رب کے پاس ہیں، وہ دن رات اس کی سنیج کرتے ہیں، اور وہ اکتاتے نہیں ہیں۔

تشریح:- اس تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر تمہیں شیطاں کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو شیطاں مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

۲۔ بیشک وہ ہر بات سننے والا، ہر بات جاننے والا ہے۔

۳۔ اسی کی نشانیوں میں سے ہے یہ رات اور دن، سورج اور چاند۔

۴۔ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ ہی چاند کو۔

۵۔ سجدہ کرو تو بس اسی کو جس نے انہیں پیدا کیا۔

۶۔ اگر تم واقعی اسی خالق کی عبادت کرتے ہو۔

۷۔ پھر بھی اگر یہ کافر تکبر سے کام لیں تو لیتے رہیں۔

۸۔ کیونکہ جو فرشتے تمہارے رب کے پاس ہیں وہ دن رات اسی کی سنیج کرتے ہیں اور وہ اس عمل سے اکتاتے بھی نہیں۔

پچھلی آیتوں سے یہ معلوم ہوا تھا کہ جنات و شیاطین انسانوں کو بھٹکاتے ہیں اور انکے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں تاکہ وہ اچھائی کو چھوڑ کر برائی کی جانب رغبت اختیار کریں، چنانچہ اس آیت میں ان شیطانی وسوسوں سے بچنے کی ترکیب اور اسکا علاج بتایا جا رہا ہے کہ جب کبھی شیطاں دل میں برائی کرنے کا وسوسہ ڈالے تو فوراً ہمیں شیطاں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لینے چاہئے اور ”اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ“ پڑھ لینا چاہئے اس لئے کہ ہمارے اندر ان وسوسوں سے بچنے کی طاقت نہیں ہے اور جو ہمیں اس شیطاں کے شر سے محفوظ رکھ سکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے ہمیں مدد کے لئے اسی کو پکارنا چاہئے اور جب بھی ہم اسے مدد کے لئے پکاریں گے تو وہ فوراً

ہماری آواز اور پکار کوسن لیتا ہے اور ہمارے ساتھ کیا کرنا ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے یعنی کہ جس چیز کے لئے ہم نے اپنے رب کو پکارا اگر اس چیز کو دفع کرنا ہمارے لئے بہتر ہے تو وہ دفع کرے گا لیکن اگر اس میں ہماری آزمائش ہے یا کوئی اور اللہ کا مقصد ہو تو وہ اسکے مطابق ہمارے ساتھ معاملہ کرے گا اسی کو یہاں کہا گیا ”إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ“ کہ وہ رب تو سننے اور جاننے والا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کے وقت نماز کے لیے ٹہرتے تو آپ تکبیر کہہ کر ثناء پڑھتے پھر ”أَللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا“ کہتے اور پھر اسکے بعد ”أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزَةٍ وَتَفْهِيمٍ وَتَفْهِيمٍ“ کہ میں اس اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جو سننے اور جاننے والا ہے شیطان مردود سے، اسکے وسوسوں سے، اسکے کبر سے اور اسکی برائی سے پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی ۲۳۲) جب خود اللہ کے نبی ﷺ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے تو ہمیں چاہئے کہ ہم اور زیادہ اللہ کی پناہ چاہیں، سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۲۰۱ میں بھی مضمون آیا ہے کہ ”وَأَمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ“ کہ جب تمہیں شیطان کی طرف سے وسوسے آنے لگیں تو اس شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو اس لئے کہ وہ اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔ جس اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دینے کا حکم پچھلی آیت میں گزرا یہاں اسی اللہ کی قدرت و عظمت بیان کی جا رہی ہے وہ اللہ ایسی شان والا ہے کہ اسی نے رات اور دن پیدا کئے، سورج اور چاند کو بنایا اور ان سب کا ایک وقت اور حد مقرر کر دی کہ تم فلاں وقت پر ہی نکلو گے اور فلاں حد سے آگے نہ بڑھ سکو گے، تو جس نے ایسی بڑی بڑی چیزیں پیدا کیں اور یہ سب اسی کی اطاعت بھی کرتے ہیں تو پھر ہمیں کیا ہو گیا کہ ہم اس خالق کو چھوڑ کر اسکی بنائی ہوئی چیزیں جیسے کہ چاند اور سورج کی پوجا کرتے ہیں؟ حالانکہ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ جس رب نے ہمیں اور انہیں اور سب کو پیدا کیا عبادت بھی اسی رب کی کرنی چاہئے نہ کہ اس بتوں کی جنہیں انسانوں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ اگر واقعی تم عبادت کرنا چاہئے ہو اور بندگی اختیار کرنا چاہئے ہو تو اسی خالق کی عبادت و اطاعت کرو، اور اسی کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤ اسی وقت تمہیں فائدہ ہوگا اور یہی صحیح عبادت ہے اگر پھر بھی اس ساری حقیقتوں کو جاننے کے باوجود اور اللہ کی قدرت کو پہچاننے کے بعد بھی یہ لوگ اللہ کی عبادت کرنے سے تکبر کرین اور اسکے سامنے جھکنے کو عار سمجھیں تو انہیں کرتے رہنے دیجئے جو یہ کر رہے ہیں، انکا اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرنا اللہ کی شان میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کریگا اسکی عبادت تو ہر آن ہر لمحہ ان فرشتوں کے ذریعہ ہو رہی ہے جو اسکی عبادت میں مشغول ہیں اور یہ فرشتے ایسے ہیں کہ ہر گھڑی عبادت کرتے ہوئے بھی اپنے اس عمل پر اترتے نہیں اور نہ ہی تکبر کرتے ہیں۔ سورۃ انعام کی آیت نمبر ۸۹ میں فرمایا ”إِنْ يَكْفُرُوا بِهَا هُمْ أَكْفَارًا فَكُلٌّ مَا كَلَّمُوا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ“ کہ اگر یہ لوگ اسکی عبادت کرنے سے انکار کرین تو کرنے دو، ہم نے تو اس عبادت پر ایسے لوگوں کو لگا رکھا ہے جو کبھی عبادت کرنے سے انکار نہیں کرتے۔

(درس نمبر ۱۸۸۰) قدرت کی یہ بھی ایک نشانی ہے (حَمَّ السَّجْدَةِ ۳۹-۴۰)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ إِنَّ
الَّذِينَ أَحْيَاهَا لَالْمُهَيِّئِينَ الْمَوْتَى إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا
يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اعْمَلُوا مَا
شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور من آیتہ اس کی نشانیوں میں سے ہے اَنَّا تَرَى کہ بے شک آپ دیکھتے ہیں
الْأَرْضَ ز میں کو خاشعۃ دبی ہوئی فَاذَا بھر جب اَنزَلْنَا ہم نے نازل کیا عَلَیْهَا اس پر الْمَاءَ پانی اِهْتَزَّتْ
وہ لہلہانے لگی واور رَبَّتْ ابھر آئی اِنَّ بِلَا شِبْهِ الذِّئْبِ وَہ جس نے اَحْيَا ہا اس کو زندہ کیا لَمُهَيِّئِ البتہ زندہ کرنے
والا ہے الْمَوْتَى مردوں کو اِنَّ بے شک وہ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيرٌ خوب قادر ہے اِنَّ بِلَا شِبْهِ الذِّئْبِ وہ
لوگ جو يُلْحِدُونَ کج روی کرتے ہیں فِی آيَاتِنَا ہماری آیتوں میں لَا يَخْفَوْنَ وہ مخفی نہیں رہتے عَلَیْنَا ہم پر
أَمِنًا کیا پھر جو شخص کہ يُلْقَى وہ ڈالا جائے گا فِی النَّارِ آگ میں خَيْرٌ بہتر ہے أَمْ يَأْتِي آئے گا
أَمِنًا امن سے يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن اِعْمَلُوا تم عمل کرو مَا جو شِئْتُمْ تم چاہو اِنَّ بِلَا شِبْهِ وہ جتنا ساتھ اس
کے جو تَعْمَلُونَ تم عمل کرتے ہو بَصِيرٌ خوب دیکھتے والا ہے

ترجمہ:- اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم زمین کو دیکھتے ہو کہ وہ مرجھائی پڑی ہے۔ پھر
جونہی ہم نے اس پر پانی اتارا وہ حرکت میں آگئی، اور اس میں بڑھوتری پیدا ہوگئی۔ حقیقت یہ ہے کہ جس نے
اس زمین کو زندہ کیا، وہی مردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو لوگ ہماری آیتوں
کے بارے میں ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں، وہ ہم سے چھپ نہیں سکتے۔ بھلا بتاؤ کہ جس شخص کو آگ میں
ڈال دیا جائے، وہ بہتر ہے، یا وہ شخص جو قیامت کے دن بے خوف و خطر آئے گا؟ (اچھا) جو چاہو، کر لو، یقین
جانو کہ وہ تمہارے ہر کام کو خوب دیکھ رہا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اسکی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم زمیں کو دیکھتے ہو کہ وہ مرجھائے پڑی ہے۔
- ۲۔ پھر جیسے ہی ہم نے اس پر پانی اتارا وہ حرکت میں آگئی۔ ۳۔ اس میں بڑھوتری پیدا ہوگئی۔
- ۴۔ حقیقت یہ ہے کہ جس نے اس زمیں کو زندہ کیا وہی مردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے۔

۵۔ یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۶۔ جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں وہ ہم سے چھپ نہیں سکتے۔

۷۔ بھلا بتاؤ کہ جس شخص کو آگ میں ڈال دیا جائے وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن بے خوف و خطر آئے گا؟۔

۸۔ اچھا چلو جو چاہے کر لو مگر یاد رکھو کہ وہ تمہارے ہر کام کو خوب دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی یہ وسیع و عریض زمین ہے جس پر ہم چل پھر رہے ہیں اور جس پر ہم اپنے مکانات بناتے ہیں اور جس زمین سے اگنے والی ترکاریاں، پھل پھلاریاں اور غلے ہماری طاقت و صحت و لذت کا ذریعہ بنتی ہیں، اسی زمین کا ذکر یہاں یوں کیا گیا کہ تم اس زمین کو دیکھتے ہو کہ جب تک اس زمین پر پانی نہیں برستا یہ کیسے دبی ہوئی سنان اور بنجر نظر آتی ہے ایسا لگتا ہے کہ گویا یہ مردہ پڑی ہوئی ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ اس زمین پر آسمان سے اپنی قدرت کے ذریعہ پانی برساتا ہے تو اس میں ایک جان سے آجاتی ہے اور حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور پھر اس پر سبزہ اگنے لگتا ہے گویا کہ وہ مردہ حالت سے زندہ حالت کی جانب لوٹ آئی ہے، اسی طرح کل جب قیامت کا دن ہوگا تو جتنے لوگ مردہ زمین کے نیچے یا جہاں کہیں بھی پڑے ہونگے ان سب کو اللہ تعالیٰ پھر سے ایک زندگی بخشے گا، حضرت سدی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جس طرح اللہ زمین کو بارش سے زندہ کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ مردہ انسان کو قیامت کے دن دونوں نفخوں کے درمیان پانی کے ذریعہ زندہ کریگا، یہی اس آیت ”إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَى“ کا مطلب ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۱، ص، ۶۷۷) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس نے یہ جو کچھ بیان کیا ہے اسے تم ناممکن نہ سمجھنا یہ سب کچھ ہو کر رہے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے کرنے پر قدرت رکھتا ہے اسے کوئی اس طرح کرنے سے نہیں روک سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے وَمَا ذَلِكْ عَلَىٰ أَنَّهُ يَبْعَثُ بِنُورِهِ اللّٰهُ هَرَوَهُ كَامِ جَس كَارَادَهُ كَرْتَا هَبْ كَر كَزَرْتَا هَبْ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ۔

یہاں ان لوگوں کو ڈرایا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ان آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں اور اس میں شک و شبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں کچی نکالنے کے در پر رہتے ہیں ان سے کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان سب لوگوں کا حال اچھی طرح معلوم ہے جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں اور اسکا ایسا مطلب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا مقصد نہ ہو، تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن ایک ایک کر کے پڑے گا اور سب کو جہنم کی آگ میں جھونک دے گا بھلا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے عذاب دینے کے لئے جہنم میں پھینک دیا ہو یہ بہتر ہے یا وہ جو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے مطیع و فرمانبردار ہو کر آئے گا؟ اور یہ بھی اقرار کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو قیامت کے متعلق بتلایا ہے وہ سب کچھ سچ ہے لہذا اللہ تعالیٰ اسکے اس عمل پر اسے جنت کی نعمتیں نوازے گا؟ یقیناً وہی بہتر ہوگا جو نعمتوں اور آسائشوں میں ہوگا، تو پھر تم لوگ عقل رکھتے ہوئے بھی اس بھلائی کو پانے کے

بجائے اس عذاب کی طرف کیوں جا رہے ہو؟ ہاں! کر لو جو کچھ تم لوگ کرنا چاہتے ہو، ہم کسی کو کسی کام پر زبردستی نہیں کرتے بس اسکے سامنے اچھائی اور برائی بیان کر دیتے ہیں اگر وہ سمجھ گیا تو اس میں فائدہ اسی کا ہوگا اور جو نہ سمجھے خسارہ اسی کو اٹھانا پڑے گا، اللہ تعالیٰ تو ہر انسان کے عمل کو دیکھ رہا ہے لہذا جو جیسا کرے گا اسے ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت بشیر بن فتح رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ابو جہل اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔ (التفسیر المیزان - ج، ۲۴ - ص، ۲۴۰) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ”أَفَمَنْ يُتْلَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ“ سے مراد ابو جہل ہے اور ”أَمْرٌ مِّنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (الدر المنثور - ج، ۷ - ص، ۳۳۰) اس آیت سے ایک سبق یہ بھی ملا کہ قرآن کریم کے مطالب و معانی بیان کرنے میں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے ایسا نہ ہو کہ ہم کوئی اور مطلب بیان کر دیں جبکہ اس آیت کا مطلب کچھ اور ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے، لہذا اسے اسی کی جگہ پر رکھو، اس میں تم اپنی خواہشات کو داخل مت کرو۔ (الدر المنثور - ج، ۷ - ص، ۳۳۰)

(درس نمبر ۱۸۸) ان لوگوں نے برا کیا جنہوں نے نصیحت والی کتاب کا انکار کیا ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۲۱-۲۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ لَهُمْ لَكِتَابًا عَزِيزًا ۝ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَد قِيلَ لَكَ مِنْ قَبْلِكَ ۖ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ۝

لفظ پہ لفظ ترجمہ:-: إِنَّ بِلَا شِبْهِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ نے جنہوں نے کفر کیا بالذکر قرآن کے ساتھ لَمَّا جَاءَهُمْ وہ آیت ان کے پاس واور اِنَّهُ بے شک لَكِتَابًا البتہ ایک کتاب ہے عَزِيزًا بلند مرتبہ لَا يَأْتِيهِ نہیں آسکتا اس کے پاس الْبَاطِلُ باطل و مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ اس کے آگے سے واور لَا مِنْ خَلْفِهِ نہ اس کے پیچھے سے تَنْزِيلٌ نازل کردہ ہے مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ بڑے حکمت والے قابل تعریف کی طرف سے مَا يُقَالُ کہا جاتا ہے آپ سے إِلَّا كَمَا هُوَ جَوْقَدٌ تَحْتِ قَيْلٍ کہا گیا لَرُسُلٍ رسولوں سے مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے إِنَّ بے شک رَبَّكَ آپ کا رَبُّ لَذُو مَغْفِرَةٍ بخشش والا ہے واور ذُو عِقَابٍ اَلِيمٍ دردناک عذاب والا

ترجمہ:-: بے شک (ان لوگوں نے بہت بُرا کیا ہے) جنہوں نے نصیحت کی اس کتاب کا انکار کیا جبکہ وہ ان کے پاس آچکی تھی، حالاں کہ وہ بڑی عزت والی کتاب ہے۔ جس تک باطل کی کوئی رسائی نہیں ہے، نہ اس کے آگے سے، نہ اس کے پیچھے سے۔ اس ذات کی طرف سے اتاری جا رہی ہے جو حکمت کا مالک ہے، تمام تعریفیں

اسی کی طرف لوٹتی ہیں۔ (اے پیغمبر!) جو باتیں کہی جا رہی ہیں، وہ وہی ہیں جو تم سے پہلے پیغمبروں سے کہی گئی تھیں۔ یقین رکھو تمہارا پروردگار مغفرت کرنے والا بھی ہے اور دردناک سزا دینے والا بھی۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقیناً ان لوگوں نے بہت برا کیا جن لوگوں نے نصیحت والی اس کتاب کا انکار کیا جبکہ یہ کتاب انکے پاس آچکی تھی۔

۲۔ حالانکہ یہ کتاب بڑی عزت والی کتاب ہے۔

۳۔ جس تک باطل کی کوئی رسائی نہیں ہے نہ ہی آگے سے اور نہ ہی پیچھے سے۔

۴۔ یہ اس ذات کی طرف سے اتاری جا رہی ہے جو حکمت کا مالک ہے۔

۵۔ تمام تعریفیں اسی کی طرف لوٹتی ہیں۔

۶۔ اے پیغمبر! جو بات تم سے کہی جا رہی ہے وہ بات وہی ہے جو تم سے پہلے پیغمبروں سے کہی گئی تھی۔

۷۔ یقین رکھو! تمہارا پروردگار مغفرت کرنے والا بھی ہے اور دردناک سزا دینے والا بھی۔

پچھلی آیتوں میں ان مشرکین و ملحدین کا ذکر تھا جو اللہ تعالیٰ کے پیچھے ہوئے کلام کی آیتوں میں کجی نکالا کرتے

تھے ان آیتوں میں بھی انہی لوگوں کی ایک اور صفت بیان کی جا رہی ہے کہ یہ لوگ صرف ان آیتوں میں کجی ہی

تلاش نہیں کرتے بلکہ اسکے ساتھ ساتھ اس کلام کا انکار بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی کلام نہیں اتارا اور یہ جو

کلام ہمارے سامنے ہے وہ اللہ کا نہیں ہے، انکی اس حرکت پر بھی انہیں سخت سزا قیامت کے دن ملے گی، ان کو

مختلف عذابوں میں گھیرا جائے گا اور انہیں انکے اعمال کے سبب ہلاک و تباہ کیا جائے گا، حالانکہ جس کلام کا یہ لوگ

انکار کر رہے ہیں وہ کلام بہت ہی عزت والا اور شرف والا ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی باطل یا جھوٹی بات نہیں ہے

بلکہ جو بھی اس میں بیان کیا گیا ہے وہ صد فی صد صحیح اور درست ہے اس لئے کہ یہ کتاب جو نازل کی گئی ہے وہ کتاب

اس حکمت والے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے جو سراسر تعریف کے لائق ہے، تو اس کا کلام بھی اسکی ذات کی

طرح تعریف کے لائق ہوگا اور تعریف اسی کی کی جاتی ہے جو ہر عیب سے پاک ہوتا ہے لہذا یہ کلام بھی ہر کجی اور

جھوٹ سے بالکل پاک ہے اور کسی مین اتنی ہمت نہیں کہ وہ اس کلام میں اپنی طرف سے کچھ اونچ نیچ کر سکے ”اِنَّا

نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لٰخٰفِضُوْنَ“ ہم ہی نے اس کتاب کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کتاب کی حفاظت

کرنے والے ہیں، (الحجر ۹) تو جس چیز کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہو تو اس میں چھیڑ چھاڑ کرنے کی کس کی

کیا مجال ہے؟، لہذا تم لوگ یہ یقین رکھو کہ جو کلام اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے نازل کیا تھا اب تک وہ کلام اپنی اصلی

حالت میں بغیر کسی تبدیلی کے موجود ہے اور جس کا ایمان اسکے برخلاف ہوگا اسکے مومن ہونے میں شک ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے محمد ﷺ! ہم نے اس کلام کے ذریعہ جو پیغام آپ تک بھیجا ہے وہ پیغام وہی

ہے جو ہم نے آپ سے پہلے سارے پیغمبروں کو بھیجا تھا یعنی اس کلام میں اسی توحید کا ذکر ہے جس توحید کی دعوت آپ سے پہلے انبیاء اپنی اپنی امتوں کو دیا کرتے تھے، اس میں کوئی اور نئی چیز داخل نہیں کی گئی ہے، تو جس طرح یہ لوگ آپ کو اس پیغام کے پہنچانے پر تکلیفیں دے رہے ہیں اور آپ کو مشقت میں ڈال رہے ہیں یہ کام ان تمام انبیاء کے ساتھ بھی کیا جا چکا ہے، اور ان تمام انبیاء نے بھی اس پر صبر سے کام لیا تھا لہذا آپ بھی اس پر صبر سے کام لیں كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاجِدٌ أَوْ مُجْتَنِبٌ أَوْ مَجْنُونٌ اسی طرح آپ سے پہلے ان کے پاس جو بھی پیغمبر آئے انہوں نے ان سب سے یہی کہا کہ تم جادوگر ہو یا پھر تمہاری عقل میں فتور ہے۔ (الذاریات ۳۹) الغرض اگر یہ لوگ آپ کی بات سمجھ کر آپ پر ایمان لالیں تو ٹھیک ہے، اللہ انکے سارے پچھلے گناہ معاف کر دے گا، لیکن اگر یہ لوگ آپ کی باتوں کا انکار کریں گے اور آپ کو جھٹلائیں گے تو انہیں اسکی سزا ضرور ملے گی، اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں ہیں کہ وہ معاف بھی کرتا ہے اور عذاب بھی دیتا ہے فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ (البقرہ ۲۸۳) پس وہ جس کو چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جس کو چاہتا عذاب دیتا ہے۔ لہذا جو اسکی اطاعت کرے گا وہ معافی کا حقدار ہوگا اور جو نافرمانی کرے گا وہ سزا کا حق دار ہوگا۔ حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی معافی اور اسکا درگزر کرنا نہ ہوتا تو دنیا میں کوئی جی نہیں سکتا تھا اور اگر اللہ تعالیٰ کا سزا دینا اور اسکی وعیدیں نہ ہوتیں تو ہر کوئی بے فکر ہو جاتا۔ (التفسیر المہیر - ج، ۲۳، ص، ۲۴۲) یعنی اللہ تعالیٰ کا انسانوں کے ساتھ یہ عفو و درگزر کا معاملہ ہے جس کی وجہ سے انسان ان دنیا میں زندہ ہے اگر اللہ تعالیٰ ہر انسان کی پکڑ کرنا شروع کر دے تو یہاں کوئی زندہ نہ رہ پائے گا، اور اللہ تعالیٰ کا خوف اور اسکی وعیدیں ہی ہیں جس نے انسان کو برے اعمال کرنے سے روک رکھا ہے اگر انسان کے سامنے وہ وعیدیں نہ ہوتیں تو انسان ہر بڑے سے بڑا کام کر گزرتا۔

﴿درس نمبر ۱۸۸۲﴾ قرآن تو عجمی ہے اور پیغمبر عربی ہے؟ ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۴۳-تا-۴۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَجَبِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَءَعْجَبِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ط قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ
 آمَنُوا هُدًى وَشَفَاءٌ ۚ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقُرْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُولَٰئِكَ
 يُنَادُونَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۚ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاحْتَلَفَ فِيهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ
 سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ۚ مَنْ حَمَلَ صَاحِبًا
 فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۚ

لفظ بہ لفظ ترجمہ :- واور لو اگر جعلنہ ہم کرتے اس کو قُرْآنًا اَعْجَبِيَّا عَجِي زبَان كَالْقَالُوْا تو البتہ وہ کہتے لو لا کیوں نہیں فَصَلَّتْ کھول کر بیان کی گئیں اِيْتِنَةُ اس کی آیتیں اکیا اَعْجَبِيِّي عَجِي ہے واور عَرَبِيٌّ عَرَبِيٌّ؟ قُلْ آپ کہہ دیجیے هُوَ وَهَلِّلِذِيْنَ ان لوگوں کے لیے جوامَنُوْا اِيْمَان لائے هُدًى وَشِفَاءً ہدایت اور شفا ہے واور الَّذِيْنَ وہ لوگ جولا يُؤْمِنُوْنَ اِيْمَان نہیں لاتے فَيَاذُنِهِمْ ان کے کانوں میں وَقُرْ ہے واور هُوَ وَهَلِّلِيْهِمْ ان کے حق میں عَمِّي اندھا پن اُولَيْكَ یہ لوگ يُنَاكُوْنَ پکارے جاتے مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ دور جگہ سے واور لَقَدْ تحقیق اَتَيْنَاہم نے دی مُوسى کوالکِتٰب کتاب فَاخْتَلَفَ تو اختلاف کیا گیا فَيِيْہ اس میں واور لَوْ اِگر لَا نہ ہوتی كَلِمَةٌ ایک بات سَبَقْتُ جو پہلے سے مِنْ رَبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے لَقُصِيْ تو ضرور فیصلہ کر دیا جاتا تَلَبِّيْنَهُمْ ان کے درمیان واور اَتَيْتُهُمْ بے شک وہ لَفِيْ شَكٍّ البتہ شک میں ہیں مِنْہُ اس کی طرف سے مُرِيْبٍ جو اضطراب میں ڈالنے ہے مَنْ جس نے عَمِلَ عمل کیا صَالِحًا نیک فَلِنَفْسِيْہ تو اس کے اپنے ہی لیے ہے واور مَنْ جس نے اَسَاءَ برا کیا فَعَلِيْہا تو اسی پر ہے واور مَا نہیں رَبُّكَ آپ کا رب بِظُلْمٍ ظلم کرنے وَاللَّعٰبِيْنَ بندوں پر

ترجمہ :- (اے پیغمبر!) تم سے جو باتیں کہی جا رہی ہیں، وہ وہی ہیں جو تم سے پہلے پیغمبروں سے کہی گئی تھیں یقین رکھو تمہارا پروردگار مغفرت کرنے والا بھی ہے، اور دردناک سزا دینے والا بھی۔ اور اگر ہم اس (قرآن) کو عجمی قرآن بناتے تو یہ لوگ کہتے کہ: ”اس کی آیتیں کھول کھول کر کیوں نہیں بیان کی گئیں؟ یہ کیا بات ہے کہ قرآن عجمی ہے، اور پیغمبر عربی؟“ کہہ دو کہ: ”جو لوگ ایمان لائیں ان کے لیے یہ ہدایت اور شفا کا سامان ہے، اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ڈاٹ لگی ہوئی ہے اور یہ (قرآن) ان کے لیے اندھیرے میں بھٹکنے کا سامان ہے۔ ایسے لوگوں کو کسی دور دراز جگہ سے پکارا جا رہا ہے۔ اور ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی پھر اس میں بھی اختلاف ہوا۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے ہی طے نہ کر دی گئی ہوتی تو ان لوگوں کا معاملہ چکا ہی دیا گیا ہوتا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے شک میں پڑے ہوئے ہیں جس نے ان کو خطبان میں ڈال رکھا ہے۔ جو کوئی نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے کرتا ہے اور جو کوئی برائی کرتا ہے وہ اپنے ہی نقصان کے لیے کرتا ہے اور تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

تشریح :- ان تین آیتوں میں بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر ہم اس قرآن کو عجمی قرآن بناتے تو یہ لوگ کہتے کہ اس کی آیتیں کھول کھول کر بیان کیوں نہیں کی گئیں؟

۲۔ یوں کہتے کہ یہ کیا بات ہے قرآن تو عجمی ہے اور پیغمبر عربی؟

۳۔ کہہ دو کہ جو لوگ ایمان لائے انکے لئے یہ ہدایت اور شفا کا سامان ہے۔

- ۴۔ جو ایمان نہیں لائے انکے کانوں میں ڈاٹ لگی ہوئی ہے۔
 ۵۔ یہ قرآن ان کے لئے اندھیرے میں بھٹکنے کا سامان ہے۔
 ۶۔ ایسے لوگوں کو کسی دور دراز جگہ سے پکارا جا رہا ہے۔
 ۷۔ ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی، پھر اس میں بھی اختلاف ہوا۔
 ۸۔ اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے ہی ایک بات طے نہ کر دی گئی ہوتی تو ان لوگوں کا معاملہ چکا ہی دیا گیا ہوتا۔

- ۹۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے شک میں بڑے ہوئے ہیں جس نے ان کو خلیجان میں ڈال رکھا ہے۔
 ۱۰۔ جو کوئی نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لئے کرتا ہے۔
 ۱۱۔ جو کوئی برائی کرتا ہے وہ اپنے ہی نقصان کے لئے کرتا ہے۔
 ۱۲۔ تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ اس قرآن کریم کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ جس قرآن کے بارے میں ان مشرکین نے شک و شبہ پال رکھا تھا کہ یہ قرآن اللہ کی جانب سے نازل نہیں کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم ہی نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا عجمی زبان میں نہیں ”كَيْدُ بَعْضِ قَوْمٍ اَنْ يَنْزِلُوهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا“ کہ یہ کتاب ایسی کتاب ہے جسکی آیتیں واضح اور کھول کھول کر بیان کر دی گئی ہیں اور اس کتاب کو عربی میں ہم نے نازل کی۔ (فصلت ۳) اب جبکہ اس قرآن کو تمہاری ہی زبان میں بالکل کھول کھول کر نازل کر دیا تب بھی تم لوگ یہ کہہ رہے ہو کہ ہمیں یہ سمجھ میں نہیں آ رہی ہے ”قَالُوا اَقْلُوْنَا غُلْفًا“ کہ ہمارے دل تو پردے میں ہیں، جو تم یہ کہہ رہے ہو کہ ہمیں سمجھ میں ہی نہیں آ رہا ہے تو اگر ہم اسے عجمی زبان میں نازل کرتے تو اس وقت بھی تم لوگ یہ کہتے کہ یہ کیا بات ہوئی اللہ نے جو قرآن نازل کیا ہے وہ تو عجمی زبان میں ہے اور جو نبی ہے وہ عربی ہے؟ تو پھر یہ ہمیں کیسے اس قرآن کو سمجھا پائیں گے جبکہ انہیں خود یہ زبان نہیں آتی اور نہ ہی ہم اس زبان کو سمجھ سکتے؟ اس آیت کے شاں نزول کے بارے میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قریش نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو عجمی زبان میں نازل کیوں نہیں کیا اس حال میں کہ آپ عربی زبان ہو؟ اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (تفسیر طبری۔ ج، ۲۴، ص، ۲۴۶) یعنی انکے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اس میں بڑی بات نہیں کہ آپ عربی ہو اور عربی کتاب ہی آپ پر نازل ہوئی، بڑی بات تو تب ہوتی کہ آپ پر عجمی زبان میں کتاب نازل ہوتی اور آپ عربی ہوتے، اسکا جواب انہیں اللہ تعالیٰ نے دیا کہ اس عربی زبان کی کتاب کے بارے میں ہی تم یہ کہہ رہے ہو کہ یہ ہمیں سمجھ میں نہیں آتی جبکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھول کھول

اسے تمہارے سامنے بیان کرتے ہیں، اگر یہ کتاب عجمی زبان میں نازل ہوتی تو کہتے کہ یہ تو ہماری زبان نہیں ہے ہم کیسے اس کتاب کو سمجھیں گے؟

اصل مسئلہ یہ ہے کہ تم کسی بھی طریقہ سے اس کتاب کو ماننا نہیں چاہتے اس لئے ہزار بہانے بنا رہے ہو، حالانکہ ان کفار کو یہ معلوم ہونا چاہتے کہ یہ کتاب راہ ہدایت اور شفا کا باعث ہے ان لوگوں کے لئے جو اس کتاب پر اور اس کتاب کے بھیجنے والے پر اور جس پر یہ کتاب بھیجی گئی اس پر ایمان لاتے، جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۸۲ میں فرمایا گیا ”وَنَزَّلْنَا مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ“ ہم ایسا قرآن اتارنے والے ہیں جو ایمان والوں کے لئے رحمت اور شفا کا باعث ہوگا۔ لیکن جو ایمان والے نہیں ہیں اور جن کے کانوں میں ڈالیں پڑی ہوئی ہیں کہ جو اس کلام کو سننا تک نہیں چاہتے وہ لوگ اپنی گمراہی میں پڑے رہیں گے، انہیں یہ کلام کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا انکا حال ایسا ہے کہ کسی دور کھڑے ہوئے شخص کو پکارا جائے تو اسے ہماری پکار سنائی نہیں دیتی اور ہمارا پکارنا اسکے لئے اور ہمارے لئے بھی بے فائدہ ہوگا اسی طرح انکا حال ہے، انہیں کتنا بھی پکار لو اور کتنا بھی قرآن سنا لو یہ اسے سننے والے نہیں ہیں۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ بطور مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ اللہ کے کلام کو جھٹلانا ان مشرکین کی پرانی عادت ہے بلکہ یوں سمجھو یہ عادت وراثت میں چلی آ رہی ہے چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب عطا کی تو یہ لوگ اس میں بیان کردہ مضامین کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کلام چھپ چھپا کر کیوں دیا؟ اگر دینا ہی تھا تو ہم سب کے سامنے دیا جاتا کہ ہمیں بھی یہ پتا چل جاتا کہ واقعی یہ کلام اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اس جرم کی سزا بھی دی، تو جس طرح انہیں سزا دی آپ کی امت کو بھی دی جاتی مگر اللہ تعالیٰ نے انکے لئے کچھ اور فیصلہ پہلے ہی سے کر رکھا ہے اس لئے ان پر عذاب نہیں آیا ”وَرَبِّكَ الْعَاقِبُونَ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَّنْ يَجْعَدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا“۔ (الکہف ۵۸) تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے، جو جرم انہوں نے کیا ہے اگر وہ اسکی وجہ سے انہیں پکڑنے پر آتا تو انکو جلد ہی عذاب دے دیتا لیکن ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے جس سے بچنے کے لئے انہیں کوئی پناہ گاہ نہیں ملے گی۔

اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ ان کو جو سزا ملنی ہے اس سزا کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کے معاملہ میں شک میں پڑے ہوئے ہیں، اگر یہ لوگ اس سے باز آ جائیں تو ہو سکتا ہے کہ اس عذاب سے بھی بچ جائیں۔ اسی حقیقت کو آگے فرمایا گیا کہ جو کوئی نیک عمل کرتا ہے اس نیک عمل کا فائدہ اسی کو ہوتا ہے کہ اسے ان اعمال کے بدلہ جنت میں بھیجا جائے گا اور جو کوئی برے اعمال کرتا ہے تو اس سے اسکا ہی نقصان ہوتا ہے کیونکہ ان اعمال کے سبب اسے جہنم میں ڈالا جائے گا، ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں کرے گا کہ کسی کے گناہ کا بوجھ کسی اور پر ڈال دیا جائے ہو

ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے بندے! میں نے ظلم کو اپنے آپ پر حرام کر دیا ہے اور تمہارے درمیان بھی میں نے اسے حرام قرار دیا ہے لہذا تم لوگ ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ (مسلم ۷۷۷۷)

(درس نمبر ۱۸۸۳) اللہ کے علم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا (حَمَّ السَّجْدَةِ ۴۷-۴۹ تا ۴۹)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْيَوْمِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْثَامِهَا، وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ، وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ قَالُوا أَدْذُكَ، مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ ۚ
 وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يُدْعُونَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوا مَا لَهُمْ مِنَ فَحْيٍ ۚ لَا يَسْتَمُ
 الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ، وَإِنَّ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَمُوسُ قَنُوطًا ۚ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- الْيَوْمِ اسی کی طرف لوثا یا جاتا ہے عِلْمُ السَّاعَةِ قیامت کا و اور ما نہیں تَخْرُجُ نکلتا
 مِنْ ثَمَرَاتٍ کوئی پھل مِنْ أَكْثَامِهَا اپنے غلافوں سے و اور ما نہیں تَحْمِلُ حمل سے ہوتی مِنْ أُنْثَىٰ کوئی مادہ
 و اور لَا تَضَعُ نہ جنتی ہے إِلَّا بِعِلْمِهِ اس کے علم ہی سے و اور یَوْمَ جس دن يُنَادِيهِمْ وہ ان کو پکارے گا اَيْنَ
 کہاں ہیں شُرَكَائِيَ میرے شریک قَالُوا وہ کہیں گے اَدْذُكَ ہم آپ سے عرض کر چکے ہیں لَا مَا نہیں ہے مِنَّا ہم
 میں سے مِنْ شَهِيدٍ گواہ و اور ضَلَّ گم ہو جائیں گے عَنْهُمْ ان سے ما وہ جن کو کَانُوا تھے وہ يُدْعُونَ
 پکارتے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے و اور ظَنُّوا وہ گمان کریں گے مَا نہیں ہے لَهُمْ ان کے لیے مِنْ فَحْيٍ کوئی
 بھاگنے کی جگہ لَا نہیں یَسْتَمُ نکلتا الْإِنْسَانُ انسان مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ بھلائی مانگنے سے و اور اِنْ اِگر مَسَّهُ اے
 پھنپنے الشَّرُّ تکلیف فَيَمُوسُ تو انتہائی مایوس قَنُوطًا سخت ناامید

ترجمہ:- قیامت کا علم اسی کی طرف لوثا یا جاتا ہے۔ اور اللہ کے علم کے بغیر نہ پھلوں میں سے کوئی پھل
 اپنے شگوفوں سے نکلتا ہے، اور نہ کسی مادہ کو حمل ٹھہرتا ہے اور نہ اُس کے کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اور جس دن وہ ان
 (مشرکوں) کو پکارے گا کہ: ”کہاں ہیں میرے وہ شریک؟“ تو وہ کہیں گے کہ: ”ہم تو آپ سے یہی عرض کرتے
 ہیں کہ ہم میں سے کوئی اب اس بات کا گواہ نہیں ہے (کہ آپ کا کوئی شریک ہے)۔“ اور پہلے یہ لوگ جن
 (جھوٹے خداؤں) کو پکارا کرتے تھے، ان کو اب ان کا کوئی سراغ نہیں ملے گا، اور وہ سمجھ جائیں گے کہ ان کے
 لیے اب بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ انسان کا حال یہ ہے کہ وہ بھلائی مانگنے سے نہیں ٹھکتا اور اگر اُسے کوئی برائی
 چھو جائے تو ایسا مایوس ہو جاتا ہے کہ ہر امید چھوڑ بیٹھتا ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ قیامت کا علم اسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔

۲۔ اللہ کے علم کے بغیر نہ کوئی پھل اپنے ٹکڑوں سے نکلتا ہے اور نہ ہی کسی مادہ کو حمل ٹھہرتا ہے۔

۳۔ نہ ہی کسی کو بچہ ہو سکتا ہے۔

۴۔ جس دن وہ ان مشرکین کو پکارے گا کہ کہاں ہیں میرے وہ شریک؟

۵۔ وہ کہیں گے کہ ہم تو آپ سے یہی عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اب اس بات کا گواہ نہیں ہے۔

۶۔ پہلے جن جھوٹے خداؤں کو یہ پکارتے تھے ان کا اب کوئی سراغ نہیں ملے گا۔

۷۔ وہ سمجھ جائیں گے کہ انکے لئے بچاؤ کا اب کوئی راستہ نہیں ہے۔

۸۔ انسان کا حال یہ ہے کہ وہ بھلائی مانگنے سے نہیں ٹھکتا۔

۹۔ اگر اسے کوئی برائی چھو جائے تو وہ ایسا مایوس ہو بیٹھتا ہے کہ ہر امید چھوڑ دیتا ہے۔

پچھلی آیتوں میں فرمایا گیا کہ جو نیکی کرے گا اس کا اجر اسی کو ملے گا اور جو برائی کرے گا اس کا نقصان اسی کو ہوگا

یہاں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ دن کونسا ہوگا کہ جس دن یہ بھلائی اور برائی کا فیصلہ ہوگا اور وہ دن کب آئے گا؟ تو اس کا جواب دیا جا رہا ہے کہ اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو نہیں ہے۔ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے ”قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ“ نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس غیب کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں (الانعام ۵۰) سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۸ میں فرمایا گیا ”قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ“ کہ آپ فرمادیجئے کہ اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے، سورہ لقمان کی آیت نمبر ۲۴ میں ہے ”إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ“ کہ اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے۔ اور حدیث جبرئیل میں بھی مذکور ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے واقع ہونے کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ”مَا الْمَسْئُورُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ“ کہ جتنا اسکے بارے میں پوچھنے والے کو معلوم ہے اتنا ہی مجھے بھی۔ (بخاری ۵۰) اسکے ساتھ ساتھ ہر ایک چھوٹی بڑی چیز جو دنیا میں ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس سب سے واقف ہے چاہے وہ درخت پر پھل کا اپنے پھولوں سے نکلنا ہو یا عورت کے رحم میں کیا ہے؟ ان سب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہیں ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری چیز کا علم دیا سوائے پانچ چیزوں کے وہ یہ ہیں، قیامت کے بارے میں صرف اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے، بارش کب ہوگی؟ اور عورت کے پیٹ میں کونسا حمل ہے؟ یہ بھی اللہ ہی جانتا ہے، انسان کیا کمائے گا؟ اور اسکی موت کہاں ہوگی؟ یہ بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، وہ بہت سننے والا،

جاننے والا ہے۔ (مسند احمد۔ مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ ۵۵۷۹) اور سورۃ انعام کی آیت نمبر ۵۹ میں ہے کہ
 وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا كَذَرِّحَتِ كَا كُوْنِي پتہ اللہ کی مرضی اور علم کے بغیر نہیں گرتا۔

اللہ تعالیٰ شرک کا آخری انجام کیا ہونے والا ہے؟ اسے بیان فرما رہے ہیں کہ جب قیامت قائم ہو جائے گی اور سب کے سب اللہ تعالیٰ کے سامنے صف بنا کر کھڑے ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مشرکین سے کہے گا کہ کہاں ہیں وہ میرے شرکاء جنہیں تم لوگ میرے برابر کھڑا کرتے تھے؟ اور کہتے تھے کہ یہ ہماری اللہ تعالیٰ کے پاس سفارش کریں گے اور ہمیں عذاب سے بچائیں گے، آج ان میں سے کوئی نظر نہیں آ رہا ہے ایسا کیوں؟ یہ بات سن کر مشرکین کہنے لگیں گے کہ آج ہمیں معلوم ہو گیا کہ ہم غلط راستے پر تھے اور آپ سے یہی کہتے ہیں کہ اب ہم میں سے کوئی یہ بات نہیں مانتا کہ آپ کا کوئی شریک ہے، یقیناً آپ کی ذات شرک سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ مشرکین جن بتوں کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے ان سب کا اتہ پتہ تک نہ ہوگا اور وہ سمجھ جائیں گے کہ اب ہمیں اس عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہے، یہ حالت ان مشرکین کی اس وقت ہوگی جس وقت یہ اپنی آنکھوں سے اپنے لئے تیار شدہ عذاب کو دیکھیں گے تب جا کر وہ اس حقیقت کا اقرار کریں گے تا کہ انکے اس طرح کہنے سے انہیں عذاب سے بچالیا جائے مگر اس وقت ان کے اس طرح کا اقرار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، انہیں انکے اعمال کی سزا ملکر ہی رہے گی، سورۃ کہف کی آیت نمبر ۵۳ میں کہا گیا وَرَا الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْا اَنْهُمْ مُّوَا قِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا اور جب مجرمیں آگ کو دیکھیں گے تو انہیں یقین ہو جائے گا کہ انہیں اس میں ڈال دیا جائے گا اور انہیں اس سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا۔

یہاں اللہ تعالیٰ انسان کی حالت بیان فرما رہے ہیں کہ انسان ہر وقت ہر گھڑی یہ چاہتا ہے کہ اسے کوئی مصیبت نہ پہنچے اور وہ اسکے لئے مسلسل اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور اس عمل کے دوران وہ ذرہ برابر بھی تھکتا نہیں اگر اسے یہ کام ساری زندگی بھی کرنے کے لئے کہا جائے تو وہ کرے گا کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو سکھ میں دیکھنا چاہتا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ ہزاروں سال اسکے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے اور پھر چند دنوں کے لئے اس پر آزمائشیں ڈالے تا کہ پتہ چلے کہ وہ واقعی فرمانبردار ہے یا نہیں؟ تب وہ اس آزمائش پر صبر نہیں کر پاتا اور او بیلا چمچاتا ہے کہ اللہ نے میرے ساتھ ایسا کر دیا وغیرہ، اسے یہ یاد نہیں رہتا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے ساتھ اتنی مدت بھلائی کا معاملہ کیا اب اگر تھوڑے سے وقت کے لئے اس پر مصیبت آئی تو وہ ساری نعمتوں کو بھلا بیٹھتا ہے، حالانکہ ایک مسلمان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے اگر اس نے آپ پر آزمائش میں ڈالا ہے تو اس پر بھی صبر سے کام لینا چاہئے تا کہ اسے اس کا اجر ملے اور اس وقت مایوس ہو کر نہیں بیٹھنا چاہئے، سورۃ یوسف کی آیت نمبر ۸ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّهٗ لَا يَأْتِيَنَّسُ مِنْ رَّبِّهٖ اِلَّا الْخَيْرُ وَاللَّهُ تَعَالٰی كَفَرُوْنَ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صرف کافر لوگ

مایوس ہوتے ہیں، مسلمان ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا
إِلَيْهِ رَاجِعُونَ مسلمان ایسے لوگ ہیں کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارا جینا اللہ کے لئے
ہے اور ہمیں لوٹ کر بھی اسی کے پاس جانا ہے، (البقرہ ۱۵۶) لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بطور مسلمان اللہ تعالیٰ کی ہر
آزمائش پر صبر سے کام لیں اور اس آزمائش پر قائم رہیں اور یہ سوچیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ بھلائی کا معاملہ
کرنے والا ہے جو اس نے ہم پر یہ آزمائش ڈالی ہے تو یقیناً اس میں اسکا کوئی ارادہ اور حکمت پوشیدہ ہوگی اور ہم اس
حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہیں۔

﴿درس نمبر ۱۸۸۳﴾ جب ہم انسان پر کوئی انعام کرتے ہیں ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۵۰-۵۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَلَيْنَ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَذَا إِلَىٰ لَا وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ
قَائِمَةً وَلَيْنَ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَىٰ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا
وَلَنُنذِرَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَىٰ الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا
مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور لَیْنِ البتہ اگر اَذَقْنَاهُ ہم چکھائیں اسے رَحْمَةً رحمت مِنَّا اپنی طرف سے مِنَّم بَعْدِ
ضَرَاءٍ بعد اس تکلیف کے جو مَسَّتْهُ اسے پہنچی لَیَقُولَنَّ تو وہ یقیناً کہتا ہے ہَذَا یہ توئی میرے لیے ہے و اور مَا
أَظُنُّ میں نہیں گمان کرتا السَّاعَةَ قیامت کو قَائِمَةً قائم ہونے والی و اور لَیْنِ البتہ اگر رُجِعْتُ میں لوٹا یا گیا الی
رَبِّي اپنے رب کی طرف إِنَّ بلاشبہ لِي میرے لیے عِنْدَهُ اس کے پاس لَلْحُسْنَى البتہ بھلائی ہی ہوگی فَلَنُنَبِّئَنَّ
پھر البتہ ہم ضرور بتلائیں گے الَّذِينَ ان لوگوں کو جنہوں نے كَفَرُوا واکفر کیا ہمارے ساتھ اس کے جو عَمِلُوا انہوں نے
عمل کیے و اور لَنُنذِرَنَّهُمْ البتہ ہم ضرور چکھائیں گے ان کو مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ سخت عذاب و اور إِذَا
أَنْعَمْنَا ہم احسان کرتے ہیں عَلَى الْإِنْسَانِ انسان پر أَعْرَضَ وہ منہ موڑ لیتا ہے و اور نَأَى دور ہو جاتا ہے بِجَانِبِهِ
اپنے پہلو کے ساتھ و اور إِذَا اور مَسَّهُ اسے پہنچتی ہے الشَّرُّ تکلیف فَذُو دُعَاءٍ تو دعائیں کرنے والا ہو جاتا ہے
عَرِيضٍ لمبی چوڑی

ترجمہ:- اور جو تکلیف اسے پہنچی تھی، اگر اس کے بعد ہم اسے اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھادیں تو
وہ لازماً یہ کہے گا کہ: ”یہ تو میرا حق تھا اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر مجھے اپنے رب کے پاس
واپس بھیجا بھی گیا تو مجھے یقین ہے کہ اس کے پاس بھی مجھے خوش حالی ہی ضرور ملے گی۔“ اب ہم ان کافروں کو یہ ضرور

جتلائیں گے کہ انہوں نے کیا عمل کیے ہیں؟ اور انہیں ایک سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور جب ہم انسان پر کوئی انعام کرتے ہیں تو وہ منہ موڑ لیتا اور پہلو بدل کر ڈور چلا جاتا ہے اور جب اسے کوئی برائی چھو جاتی ہے تو وہ لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو تکلیف اسے پہنچی تھی اگر اسکے بعد ہم اسے اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھا دیں تو وہ ضرور یہ کہے گا کہ یہ تو میرا حق تھا۔

۲۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے۔

۳۔ اگر مجھے اپنے رب کے پاس واپس بھیجا بھی گیا تو مجھے یقین ہے کہ اس کے پاس بھی ضرور مجھے خوش حالی ہی ملے گا۔

۴۔ اب ہم ان کافروں کو ضرور یہ جتلائیں گے کہ انہوں نے کیا عمل کئے ہیں؟

۵۔ انہیں ایک سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

۶۔ جب ہم انسان پر کوئی انعام کرتے ہیں تو وہ منہ موڑ لیتا اور پہلو بدل کر ڈور چلا جاتا ہے۔

۷۔ جب اسے کوئی برائی چھو جاتی ہے تو وہ لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

ان آیتوں میں بھی انسانی فطرت کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب انسان کو آزمائش سے نکالتے ہیں اور اس پر رحم کرتے ہیں اور بھلائی عطا کرتے ہیں تو وہ غرور کے عالم میں یہ کہہ جاتا ہے کہ یہ جو خوش حالی مجھ پر آئی ہے یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے بلکہ میں نے جو محنت کی اور کوشش کی یہ اس کا نتیجہ ہے کہ آج مجھے راحت نصیب ہوئی ہے، وہ یہ بھول بیٹھتا ہے کہ راحت اور آزمائش کا دینا اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے، اسکی مرضی کے بغیر تو درخت کا ایک پتہ تک نہیں جھرتا وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ كَالرِّيحِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (الانعام ۵۹) تو پھر کیسے یہ ممکن ہے کہ تمہیں یہ راحت اسکی طرف سے نہ ملی ہو؟ سورہ زمر کی آیت نمبر ۴۹ میں بھی یہی بیان کیا گیا فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا نَادِيَهُ إِذَا خَوْلَانَهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ کہ جب اسے کوئی تکلیف چھو جاتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے، اسکے بعد پھر جب ہم اسے اپنی کسی نعمت سے نوازتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھے تو یہ اپنے ہنر کی وجہ سے ملی ہے۔ الغرض انسان غرور کے عالم میں یہ کہہ دیتا ہے کہ یہ سب میری ہی کمائی کا نتیجہ ہے جیسا کہ قارون نے کہا تھا إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي یہ تو مجھے اپنی مہارت کی وجہ سے ملا ہے۔ (قصص ۷۸) اور اسی غرور میں پل کر وہ سمجھتا ہے کہ اب مجھے ہمیشہ یہیں رہنا ہے اور کوئی قیامت آنے والی نہیں ہے اور یہ کہتا ہے کہ اگر قیامت آ بھی گئی تو جس طرح میں یہاں خوش حال ہوں ویسا ہی خوش حال وہاں قیامت میں بھی

رہوں گا، وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ مالداری ہی قیامت کے دن میری خوش حالی کا سبب ہے کہ جو اس دنیا میں مالدار ہوگا، وہی آتی پی ہوگا اسکے ساتھ کل قیامت میں ویسا ہی معاملہ کیا جائے گا، مگر اس نا سمجھ کو یہ کون سمجھائے کہ وہاں انسان کے اعمال کا صلہ دیا جائے گا وہاں مال و دولت، حسن و جمال، خاندان اور برادری کچھ کام نہیں آئے گی جو جیسے اعمال لے کر اللہ کے پاس آئے گا سے ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا اور بدلہ دینے سے پہلے کل قیامت کے دن انکے اعمال بھی انکے سامنے رکھ دیئے جائیں گے تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بے جا ظلم کیا ہے، لہذا جب ان کافروں کے اعمال انکے سامنے رکھ دیئے جائیں گے تو جب انہیں پتا چلے گا کہ ہاں! ہم اللہ کی نافرمانی والے اعمال کیا کرتے تھے پھر ان سب کو سخت عذاب میں ڈال دیا جائے گا، جہاں سے کوئی نکال نہیں سکے گا خود ان کی دولت بھی اس وقت ان کے کچھ کام نہ آئے گی، اس وقت جو کام آنے والی چیز ہے وہ ہے ایمان اور اعمال صالحہ تو جو یہ دو چیزیں لیکر آئے گا وہ اس عذاب سے بچ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ پھر سے بطور تاکید اسی انسان کی حالت کو دوبارہ بیان کر رہے ہیں وہ اس لئے کہ عام طور سے انسان اسی غفلت میں پڑا رہتا ہے اور مال و دولت کو صرف اپنی محنت کا ہی نتیجہ و ثمرہ سمجھتا ہے حالانکہ ایسا بالکل نہیں ہے کیونکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ کئی ہنرمند، پڑھے لکھے لوگ تنگی کی زندگی گزارتے ہیں اور بعض ایسے بے ہنر اور جاہل ہوتے ہیں کہ ان کے قدموں میں دولت پڑی ہوتی ہے، تو اگر انسان کا ہنر ہی دولت کا سبب ہوتا تو یہ سب فقرو و فاقہ کی زندگی نہ گزارتے، اس سے معلوم ہوا کہ مال و دولت، راحت و سکون یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے اسے اپنی طرف منسوب کرنا تباہی اور گمراہی کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ اسی بات کو دہرا رہے ہیں تاکہ انسان سنبھل جائے، فرمایا کہ جب ہم انسان پر کوئی انعام کرتے ہیں جیسے کہ دولت ہو یا سکون ہو یا صحت ہو یا اولاد وغیرہ تو وہ منہ موڑ لیتا ہے اور پہلو بدل کر چلا جاتا ہے یعنی تکبر اور غرور میں پڑ جاتا ہے، اور اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے، لیکن جب اسی انسان پر مختلف حالات آتے ہیں، مال و دولت چھن جاتی ہے، اولاد ختم ہونے لگتی ہے، بیماریوں میں گھر جاتا ہے تب یہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں اور منتیں مانگنے لگتا ہے اور اللہ کے در پر ہی پڑا رہتا ہے تاکہ وہ اسکی اس حالت کو بدل دے اور پھر سے خوش حالی آجائے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن کر رہے چاہے اسے دولت و شہرت، عزت و راحت ملے چاہے تنگدستی، بیماری اور آفت آجائے وَ سَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ اللَّهُ شَاكِرًا كَرِيمًا (آل عمران ۱۴۳)

﴿درس نمبر ۱۸۸۵﴾ اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا؟ ﴿حَمَّ السَّجْدَةِ ۵۲-۵۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مِنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ مَّ بَعِيدٍ ۝

سَأْتِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ ۗ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- قُلْ آپ کہہ دیجیے اَرْءَ تَيْتُمْ بھلا دیکھو تو ان اگر کَانَ ہو وہ وہ من عِنْدَ اللّٰہِ اللّٰہ کی طرف سے تُمْ پھر کَفَرْتُمْ تم انکار کرو یہ اس کا من کون اَضَلُّ زیادہ گمراہ ہے جِسْنِ اس شخص سے ہُو وہ فِی شِقَاقِ بَعِیْدٍ دور کی مخالفت میں ہے سَأْتِيهِمْ عنقریب ہم ان کو دکھائیں گے آيَاتِنَا اپنی نشانیاں فِی الْأَفَاقِ آفاق میں وَ اور فِی أَنْفُسِهِمْ ان کے نفسوں میں حَتَّىٰ یہاں تک کہ يَتَبَيَّنَ واضح ہو جائے کَالَهُمْ ان کے لیے اَنَّهُ کہ بے شک وہ الْحَقُّ حق ہے اَوَلَمْ کیا نہیں ہے يَكْفِ کافی بِرَبِّكَ آپ کا رب اَنَّهُ کہ بے شک وہ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر شَهِيدٌ گواہ ہے اَلَا خَبِرْتُمْ اَرَأَيْتُمْ بے شک وہ لوگ فِی مِرْيَةٍ شک میں ہیں مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی ملاقات سے اَلَا خَبِرْتُمْ اَرَأَيْتُمْ بے شک وہ ہر چیز کو مُّحِيطٌ گھیرنے والا ہے

ترجمہ:- (اے پیغمبر! ان کافروں سے) کہہ کہ: ”ذرا مجھے بتاؤ کہ اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے آیا ہے، پھر بھی تم نے اس کا انکار کیا تو اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو (اس کی) مخالفت میں بہت دور نکل گیا ہو؟“ ہم انہیں اپنی نشانیاں کائنات میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کے اپنے وجود میں بھی، یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل کر سامنے آجائے کہ یہی حق ہے۔ کیا تمہارے رب کی یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز کا گواہ ہے؟۔ یاد رکھو کہ یہ لوگ اپنے رب کا سامنا کرنے کے معاملے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ یاد رکھو کہ وہ ہر چیز کو احاطے میں لیے ہوئے ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اے پیغمبر! ان کافروں سے کہو کہ ذرا مجھے بتاؤ کہ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے آیا ہے۔
- ۲۔ پھر بھی تم نے اس کا انکار کیا تو اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اسکی مخالفت میں بہت دور نکل گیا ہو؟۔
- ۳۔ ہم انہیں اپنی نشانیاں کائنات میں بھی دکھائیں گے اور خود انکے اپنے وجود میں بھی۔
- ۴۔ یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل کر سامنے آجائے کہ یہی حق ہے۔
- ۵۔ کیا تمہارے رب کی یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز کا گواہ ہے؟
- ۶۔ یاد رکھو! یہ لوگ اپنے رب کا سامنا کرنے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔
- ۷۔ یاد رکھو کہ وہ ہر چیز کو احاطے میں لئے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی آیتوں اور قدرت میں غور و فکر کرنے کی تاکید فرما رہے ہیں تاکہ انسان اسے دیکھے اور اسکی آیتوں میں غور و فکر کرے اور اس پر ایمان لے آئے اور اس بات پر بھی یقین رکھے کہ جب قیامت ضرور قائم ہوگی

تو ہمیں اپنے رب کے سامنے اپنے ایک ایک عمل کا حساب ہمیں دینا ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم برے اعمال کو چھوڑ کر نیک اعمال اپنائیں تاکہ کل قیامت میں ہمارا حشر نیک لوگوں میں ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تمہیں یہ معلوم ہے کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے اور جو احکام اس میں دیئے گئے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہیں تو پھر تم اس بات کا انکار کرتے ہو تو بتاؤ اس سے بڑا ظالم کون ہوگا کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس سے منہ موڑ لے اور اس پر عمل نہ کرے؟ ہے کوئی اور جو اس سے بڑا اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہو؟ نہیں ہرگز نہیں کیونکہ جب انسان کو پتہ چل جائے کہ آگے گڑھا ہے اور پھر بھی وہ اسی کی طرف قدم بڑھائے تو ایسے شخص کو ہم اپنی جان پر ظلم کرنے والا نہیں تو اور کیا کہیں گے، ایسا شخص تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا دشمن سمجھا جائے گا کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی وہ اللہ تعالیٰ کی بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں، جیسا کہ دنیا میں ہوتا ہے کہ اگر کوئی ہمارا دشمن ہمیں بھلائی کا مشورہ دے تب بھی اسکی کبھی ہوئی بات کے خلاف کام کرتے ہیں تاکہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ ہم اپنا نقصان کرنے کو تیار ہیں مگر اپنے دشمن کی بات ماننے کو تیار نہیں، یہی حال ان کافروں کا ہے کہ انہیں سب کچھ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ قرآن بھیجا ہے وہ بالکل برحق ہے اور یہ جو نبی ہیں وہ سچے ہیں مگر انکی دشمنی اللہ تعالیٰ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بس یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اٹکے قبیلہ میں سے کسی کو کیوں نہیں بنایا؟، ایسے محتاج شخص کو نبی بنایا کہ ہم ایسے مالدار ہوتے ہوئے کسی ایک فقیر و محتاج شخص کی کیسے پیروی کریں؟ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر تمہیں یہ کلام سمجھ میں نہ آ رہا ہو تو ہم تمہیں اپنی قدرت اور وحدانیت پر دوسری نشانیاں دکھلائیں گے: تمہیں تم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو جیسے کہ اس کائنات کو پیدا کرنا ہے، یہ آسمان اور زمیں، یہ چاند اور سورج، یہ بادل اور ہوا، یہ پانی اور پہاڑ سب کے سب ہماری ہی قدرت کی نشانیاں ہیں ہم ہی نے یہ سب کچھ پیدا کیا ان رَبُّكُمْ اللهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ط مَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا مِنْ عِنْدِنَا ط ذٰلِكُمْ اللهُ رَبُّكُمْ فَاَعْبُدُوْهُ ط اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا پروردگار اللہ ہے، جس نے سارے آسمانوں اور زمیں کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر اس نے عرش پر اس طرح استواء فرمایا کہ وہ ہر چیز کا انتظام کرتا ہے، کوئی اسکے سامنے اسکی اجازت کے بغیر سفارش کرنے والا نہیں، وہی اللہ ہے تمہارا پروردگار، لہذا اسکی عبادت کرو، کیا تم پھر بھی دھیان نہیں دیتے؟ (یونس ۳): ایسی بہت سی آیتیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمائی ہیں، سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۵۴، سورۃ ہود کی آیت نمبر ۷، سورۃ فرقان کی آیت نمبر ۵۹، سورۃ ق کی آیت نمبر ۳۸ اور سورۃ حدید کی آیت نمبر ۴ وغیرہ، ان تمام آیتوں کا مقصد بس ایک ہے کہ انسان ان چیزوں پر غور کرے اور اپنے رب کو پہچانے۔

اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ نے خود انسان کی ذات پر غور کرنے کے لئے کہا کہ کس طرح اس نے اسے پیدا کیا؟ وہ پہلے کچھ بھی نہیں تھا پھر وہ ایک مادہ کی شکل میں ماں کے رحم میں پڑا رہا پھر وہ دھیرے دھیرے مختلف حالتوں سے گزر کر

ایک انسان کی شکل میں اس ماں کے پیٹ سے باہر آیا کہ اسکی دو آنکھیں ہیں، اسکے پیر ہیں اور ہاتھ ہیں وغیرہ۔ ان سب چیزوں پر بھی اگر انسان غور کر لے تو اسے اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے پر یقین آ جائے گا وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ تمہاری ذات میں خود اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں کیا تم اس پر غور نہیں کرتے؟ (الذاریات ۲۱)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر تم ان باتوں پر بھی غور نہ کرو تو بس تمہارے ایمان لانے کے لئے تو یہ کافی ہونا چاہئے کہ خود اللہ تعالیٰ یہ گواہی دے رہا ہے کہ یہ قرآن برحق ہے اور جو اس میں باتیں بیان کی گئی ہیں وہ بھی بالکل سچ ہیں اور جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اسے دیکھ رہا ہے اور وہ اس پر گواہ بھی رہیگا چنانچہ فرمایا کہ کیا تمہارے رب کی یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز کا گواہ ہے؟ اگر صرف اس بات کا بھی یقین انسان کو ہو جائے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل سے بخوبی واقف ہے تو وہ پھر کبھی گمراہی اور برائی کے راستے پر نہیں چلے گا، لیکن کافروں کے گمراہ ہونے کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ کہ وہ لوگ اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ قیامت قائم ہونے والی ہے اور جب قیامت قائم ہوگی تو ہم اپنے رب کے سامنے پیش ہوں گے اور اپنے اعمال کا حساب اسے دیں گے، اس بات کا کافرا انکار کرتے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا جو بھی ہے اسی دنیا میں ہے اسکے بعد نہ دوبارہ انسان کو زندہ ہونا ہے اور نہ ہی اسے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے، انکے اسی عقیدہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں ہم نے انہیں ہر طرف سے گھیرے رکھا ہے اور ہر چیز کو اپنی قدرت میں لے رکھا ہے اور ہر چیز اللہ کے حکم سے ہوتی ہے، تو جب یہ مرجائیں گے اور گل سڑ کر انکا وجود بھی باقی نہیں رہے گا تب بھی ہم انہیں دوبارہ زندہ کریں گے اس لیے کہ ہماری قدرت سے وہ لوگ باہر نہیں گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں اس بات کا کامل یقین بٹھا دے کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے، ہمارا کوئی بھی عمل اس کی نگاہ سے اوجھل نہیں ہے، جب یہ یقین ہمارے دلوں میں بیٹھ جائے گا تو یقیناً ہمارے لئے گناہوں سے بچنا آسان ہوگا۔

سُورَةُ الشُّورَى مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۵ رکوع اور ۵۳ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۸۶﴾ اللہ ہی برتر ہے اور عظمت کا مالک ہے ﴿الشوریٰ ۱-۳ تا-۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَمْ ۝ عَسَىٰ ۝ كَذٰلِكَ يُوحَىٰ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ طُوهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- لَمْ ۝ عَسَىٰ ۝ كَذٰلِكَ اسی طرح يُوحَىٰ وحی کرتا ہے اِلَيْكَ آپ کی طرف وَاِلَى الَّذِيْنَ ان لوگوں کی طرف جو مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے اللهُ الْعَزِيْزُ نہایت غالب الْحَكِيْمُ خوب حکمت والا لَهُ اسی کا ہے مَا جو کچھ فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں ہے وَاَرْضِ زمین میں ہے وَاَرْضِ وہ الْعَلِيُّ بلند ہے الْعَظِيْمُ خوب عظمت والا

ترجمہ:- لَمْ:- (اے پیغمبر!) اللهُ جو عزیز و حکیم ہے تم پر اور تم سے پہلے جو (پیغمبر) ہوئے ہیں، ان پر اسی طرح وحی نازل کرتا ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، سب اسی کا ہے اور وہی ہے جو برتری اور عظمت کا مالک ہے۔

سورہ کی فضیلت:- حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورہ حم عسق پڑھی وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جن پر ملائکہ رحمت بھیجتے ہیں اور جنکے لئے استغفار اور رحم کی دعا کرتے ہیں۔ (تخریج احادیث الکشاف للمریلی، ج ۳، ص ۲۳۶)

تشریح:- ان چار آیتوں میں تین باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱- اے پیغمبر! اللهُ جو عزیز و حکیم ہے، تم پر اور تم سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں ان پر اسی طرح وحی نازل کرتا ہے۔

۲- جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔

۳- وہی ہے جو برتری اور عظمت کا مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی ابتداء بھی حروف مقطعات سے کی ہے جسکے بارے میں صحیح قول یہی ہے کہ اسکی

مراد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، چند اقوال ان حروف مقطعات یعنی حم عسق کے بارے میں منقول ہیں چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدھی آیا اس نے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حم عسقی کی تفسیر سے متعلق سوال کیا تو آپ نے اسکی طرف توجہ نہیں دی، پھر اس نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا تو پھر سے آپ نے اس جانب کوئی توجہ نہیں دی پھر تیسری مرتبہ بھی اس شخص نے یہی سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے تب بھی کوئی جواب نہیں دیا تو پھر اس وقت حدیث رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں تم کیوں بار بار یہ سوال کر رہے ہو، چنانچہ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت اٹکے گھر والے ایک آدمی کے سلسلہ میں نازل ہوئی جسکا نام عبدالہ یا عبداللہ تھا، وہ آدمی مشرق کی کسی نہر کے پاس آیا اور وہاں دو شہر آباد کئے کہ ان دونوں شہروں کو ایک نہر جدا کرتی تھی جہاں پر ہر قسم کے جابر اور سرکش لوگ رہا کرتے تھے، تو جب اللہ تعالیٰ نے اسکی ملکیت کو چھیننے اور اسکی دولت اور مدت حکومت کو ختم کرنے کا حکم فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ایک شہر پر رات کے وقت آگ کو بھیجا تو وہ شہر جل کر کالا، تاریک ہو گیا گویا کہ وہاں کچھ تھا ہی نہیں اور اسکا مالک تعجب مین پڑ گیا کہ کس طرح وہ شہر بنجر اور ویران ہو گیا، یہاں تک کہ جب وہاں جبار اور سرکش قسم کے لوگ جمع ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی اس شہر کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا تو یہی مطلب ہے ع کا کہ اللہ تعالیٰ نے عدل کیا اس کے معنی ہے سَيَكُونُ لِعَنُقْرِيبِ هُوَ كَأُورِقِ كَعَمَعِي بِيْنَ جُوانِ دُوشَهِرِوَلِ كَعِ دَرَمِيانِ وَاقَعِ هَبْ۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۰۔ ص ۶۶، ۶۷) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کتاب جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی ایسی ہی کتاب اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے دیگر انبیاء پر بھی نازل فرمائی اور جس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے اسی کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کو بھی بھیجا، سورۃ الاعلیٰ کی آیت نمبر ۱۸ اور ۱۹ میں ارشاد فرمایا گیا اِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُولٰى صُّحُفٍ اَبْرَ اٰهِنِحَمْ وَمُوسٰى يٰ اِحْكامِ اللّٰهِ تَعَالٰى نَعِ پَهْلٰى كِتابِوَلِ مِينِ بَعْمٰى بِيانِ فَرَمٰنَعِ بِيْنَ، اِبْرٰ اٰهِنِمِ اور موسٰى عَلَیْہَا السَّلَامِ كَعِ صَحِيفِوَلِ مِينِ بَعْمٰى، تُوْجِبِ اَبِ اِلِ مَشْرِكِينِ سَعِ يٰ بَاتِئِنِ بِيانِ كَر رَهَبِ بِيْنَ تُوْا اَنْبِئِنِ تَعَجِبِ كِیوَلِ هُو رِا هَبِ؟ اَبِ كُوْنِ نِئِ بَاتِ تُوْا نِ سَعِ نَعْمٰى كَه رَهَبِ بِيْنَ بَلْ كَعِ اَبِ تُوْوِ سَلْسَلَهٗ بَاتِی رَكْهَعِ هُوْئَعِ بِيْنَ جُو پَهْلَعِ سَعِ چَلَا اَرِا هَبِ مْ كَرِ يٰ كَافِرِوَلِوَلِ اِس راسْتَهٗ سَعِ بَهْتَكِ چَلْ كَعِ بِيْنَ جُو سِیدِ هَارِا راسْتَهٗ تَحَا اور وِہ لُوْگِ اِسی غَلَطِ راسْتَهٗ كُوْی سِیدِ هَارِا راسْتَهٗ تَحْمَحْرَهَبِ بِيْنَ اور یٰ جُوْجِی اَبِ كِی طَرَفِ بَعْمٰى جَارِی ہِے وِہ وِجِ اِس اللّٰهِ كِی جَانِبِ سَعِ بَعْمٰى جَارِی ہِے جُو اَبِ كَعِ دَشْمَنِوَلِ سَعِ اِنْتِقَامِ اور بَدَلَهٗ لِیْنَعِ مِینِ بَرِازِ بَرْدَسْتِ ہِے اور اَبِ كُو بَعْمٰى جُو اِبْرٰ اٰهِنِحَمْ كُو پِیْدَا كَر نَعِ مِینِ كِیَا مَصْلَحْتِ ہِے؟ اِس سَعِ بَعْمٰى وِہ وَاقَعِ ہِے۔ اَبِ اِنِ مَشْرِكِينِ كُو جِس رِبِ كِی عِبَادَتِ كِی جَانِبِ بَلَا رَهَبِ بِيْنَ اور جِس رِبِ كِی عِبَادَتِ كَا اَنْبِئِنِ حَكْمِ دِیَا گِیَا ہِے وِہ رِبِ وِی ہِے جُو آسْمَانِوَلِ اور زَمِینِ اور اَنْكَعِ دَرَمِیانِ بَسْنَعِ وَا لِ ہَرِ چھوْٹِی اور بڑِی چِیزِ كَا مالْ كِ ہِے، تُو جُو سَبِ كَا مالْ كِ ہِے وِی تَمْہَارِا بَعْمٰى مالْ كِ ہُو اور جُو مالْ كِ ہوتا ہِے اسْكَاحِقِ یٰ ہوتا كِ مَخْلُوقِ اِپْنَعِ خَالِقِ وَا مالْ كِ كِی اطَاعْتِ كَرِے اور جُو اِسْكَاحِقِ سَعِ مَنَعِ موْڑِے گا سَعِ اِسْكَاحِقِ سَزَادِ بِجَاے گِی اور تَمْہَارِے اِس طَرَفِ مَنَعِ موْڑِ نَعِ سَعِ اِس رِبِ كِی شَانِ مِینِ ذَرَهٗ بَرابَرِ بَعْمٰى فَرَقِ اَنْعِ وَا لا اَنْبِئِنِ ہِے، تَمِ اِسْكَاحِقِ عِبَادَتِ كَرِوِیَا نَعِ كَرِوِہ رِحالِ مِینِ اِس رِبِ كِی ذَاتِ بڑِی اوچْٹِی اور بڑِی شَانِ وَا لِ ہِے۔

﴿درس نمبر ۱۸۸﴾ ایسا لگتا ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں ﴿اشوری ۵-۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ
لِمَنْ فِي الْأَرْضِ - إِلَّا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ
اللَّهُ حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- تکادُ قریب ہے کہ السَّمَوَاتُ آسمانِ یَتَفَطَّرْنَ پھٹ جائیں من فَوْقِهِنَّ اپنے اوپر سے
وَ اور الْمَلَائِكَةُ فرشتے یُسَبِّحُونَ تسبیح کرتے ہیں بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی حمد کے ساتھ وَ اور یَسْتَغْفِرُونَ
مغفرت مانگتے ہیں لِمَنْ ان کے لیے جو فی الْأَرْضِ زمین میں ہیں إِلَّا خبردار إِنَّ بے شک اللَّهُ اللَّهُ هُوَ دہی
الْعَفُورُ بڑا بخشنے والا الرَّحِيمُ نہایت رحم کرنے والا وَ اور الَّذِينَ وہ لوگ جنہوں نے اتَّخَذُوا بنا لیے مِنْ
دُونِهِ اس کے سوا اَوْلِيَاءَ کارساز اللَّهُ اللَّهُ حَفِيظٌ نگہبان ہے عَلَيْهِمْ ان پر وَ اور مَا ہمیں ہیں أَنْتَ آپ
عَلَيْهِمْ ان پر بِوَكِيلٍ نگران

ترجمہ:- ایسا لگتا ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں گے اور فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی
تسبیح کر رہے ہیں اور زمین والوں کے لئے استغفار کر رہے ہیں، یاد رکھو کہ اللہ ہی ہے جو بہت بخشنے والا، بڑا مہربان
ہے، اور جن لوگوں نے اس کے سوا دوسرے رکھوالے بنا رکھے ہیں، اللہ ان پر نگرانی رکھے ہوئے ہے اور تم ان کے
ذمہ دار نہیں ہو۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱- ایسا لگتا ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں گے۔
- ۲- فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں
- ۳- فرشتے زمین والوں کے لئے استغفار کر رہے ہیں۔
- ۴- یاد رکھو! اللہ ہی ہے بہت بخشنے والا، بڑا مہربان۔
- ۵- جن لوگوں نے اللہ کے سوا رکھوالے بنا رکھے ہیں، اللہ ان پر نگرانی رکھے ہوئے ہیں۔
- ۶- تم انکے ذمہ دار نہیں ہو۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی شان کو بیان کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی شان بہت اونچی اور اعلیٰ و بالا ہے، یہاں
بھی وی بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شانِ عظمت ایسی ہے کہ ملائکہ اسکی تسبیح اور تمجید میں لگے ہوئے ہیں اور اس

ملائکہ کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ انکے بوجھ کی وجہ سے یہ آسمان پھٹ پڑے گا، اتنی بڑی تعداد میں ملائکہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ساتھ تسبیح اور پاکی بیان کر رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ ملائکہ زمین میں بسنے والے ایمان والوں کے لئے بھی مغفرت مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو اتنی اونچی شان والا ہے کہ جسکا کوئی مقابل نہیں، یہ تیرے بندے ہیں جو زمین میں بسے ہوئے ہیں تو ان پر رحم فرمادے اور انکی مغفرت فرمادے اور ہاں! یہ بھی جان لو کہ جس رب سے یہ ملائکہ مومنوں کی مغفرت کی دعا مانگ رہے ہیں وہ رب بھی بڑا مہربان ہے اور بخشنے والا بھی، وہ ان ملائکہ کی دعاؤں کو رائیگاں جانے نہیں دیکھا، وہ ضرور انکی مغفرت فرمائے گا، بس ان مومنوں کو چاہئے کہ وہ اس رب کے حکموں کی اطاعت کرتے رہیں اور اس سے مغفرت کی امید کرتے رہیں، امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں يَتَفَقَّطُونَ مِنْ فَوْقِهِمْ سے دو معنی مراد ہو سکتے ہیں پہلا وہی جو ہم نے اوپر بیان کیا یعنی ملائکہ کی کثرت تعداد کی وجہ سے ایسا لگتا ہے کہ آسمان پھٹ پڑیگا، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے وہ نظر آتا ہے جو تمہیں نظر نہیں آتا اور میں وہ سن سکتا ہوں جسے تم سن نہیں سکتے اور فرمایا کہ آسمان نے درد بھری آواز لگائی اور اسے حق ہے کہ وہ اس طرح روئے اس لئے کہ وہاں چار انگل جگہ بھی نہیں ہے مگر اس جگہ پر بھی فرشتے اپنی پیشانی اللہ کے سامنے جھکائے سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں، (ترمذی ۲۳۱۲) اور دوسرا مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ مشرکین کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے، یہ ایسا جملہ ہے کہ جو آسمان بھی سن نہیں سکتا جسکی وجہ سے قریب ہے کہ آسمان گر جائے، جیسا کہ سورہ مریم کی آیت نمبر ۸۸-۹۱ میں کہا گیا وَقَالُوا إِنَّا نَحْنُ الرَّحْمَنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمُ شَيْبًا إِذَا تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَقَّطُونَ مِنْهُ وَتَذْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا أَن دَعَا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدائے رحمن کی کوئی اولاد ہے، ایسی بات کہنے والو! تم نے بڑی سنگین حرکت کی ہے، قریب ہے کہ تمہارے اس جھوٹ سے آسمان گر پڑے، زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ٹکڑے ہو جائے کہ انہوں نے خدائے رحمن کے لئے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مشرکین کو یہ کہنے ہوئے ڈرا رہے ہیں کہ جن لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنائے رکھا ہے اللہ تعالیٰ ان پر نگران ہے، انکے ہر عمل پر اللہ تعالیٰ نگاہ رکھے ہوئے ہے، جسکی سزا بھی انہیں کل قیامت کے دن دی جائے گی اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر انکی اب کوئی ذمہ داری نہیں ہے، آپکا کام تھا انہیں سمجھانا اور سیدھا راستہ دکھانا آپ نے وہ کام کر دیا اب چاہے وہ مانیں یا نہ مانیں انکی مرضی اگر مانیں گے تو انکا فائدہ ہوگا اور اگر نہ مانیں تو آپ سے یہ نہیں پوچھا جائیگا کہ ان لوگوں نے کیوں اسلام قبول نہیں کیا؟ لہذا اپنے آپ کو رنج و غم میں نہ ڈالیں۔

﴿درس نمبر ۱۸۸۸﴾ ہم نے عربی قرآن آپ پر وحی کے ذریعے بھیجا ہے ﴿اشوری ۷-۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ الْجُمُعِ لَا رَيْبَ فِيهِ فَمَنِ كَفَرَ فِيهِ فَلْيَنْتَفِ فِي السَّعِيرِ ۝ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ يَدْخُلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اور اور کذلیک اسی طرح اوحینا ہم نے وحی کی ایلک آپ کی طرف قراانا عربییا عری قرآن کی لئننذر تا کہ آپ ڈرائیں اُمہ القری مکہ کو و اور من ان کو جو حولها اس کے ارد گرد ہیں و اور تئنذر آپ ڈرائیں یومہ الجمعی جمع ہونے کے دن سے لا ریب کوئی شک نہیں ہے فیہ اس میں فریق ایک گروہ فی الجمعی جنت میں ہوگا و اور فریق ایک گروہ فی السعیر بھڑکنے والی آگ میں و اور لو اگر شاء چاہتا اللہ لجعلهم تو یقیناً کر دیتا ان کو اُمۃ و اجدۃ ایک ہی امت و لکن اور لیکن یدخل وہ داخل کرتا ہے من جس کو یشاء چاہتا ہے فی رحمتہ اپنی رحمت میں و اور الظالمون ظالم ما نہیں ہے لهم ان کے لیے من ولی کوئی دوست و اور لا نہ نصیر کوئی مددگار

ترجمہ:- اور اسی طرح ہم نے یہ عربی قرآن تم پر وحی کے ذریعے بھیجا ہے تا کہ تم مرکزی بستی اور اس کے ارد گرد والوں کو اس دن سے خبردار کرو جس میں جمع کیا جائے گا، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے، ایک گروہ جنت میں جائے گا اور ایک گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور جو ظالم لوگ ہیں ان کا نہ کوئی رکھوالا ہے نہ کوئی مددگار۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اسی طرح ہم نے یہ عربی قرآن تم پر وحی کے ذریعے بھیجا ہے۔

۲۔ تا کہ تم اسکے ذریعے مرکزی بستی (مکہ والوں) کو اس دن سے خبردار کرو جس دن سب کو جمع کیا جائیگا۔

۳۔ جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے۔

۴۔ ایک گروہ جنت میں جائے گا اور ایک گروہ بھڑکتی ہوئی آگ میں۔

۵۔ اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا۔ ۶۔ لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔

۷۔ جو ظالم لوگ ہیں ان کا نہ کوئی رکھوالا ہے اور نہ ہی کوئی مددگار۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ انسان کے ہر عمل سے باخبر ہے اور انہیں اپنی نگرانی میں لئے

ہوئے ہے، تمام انسانوں کو اس بات سے آگاہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو چند ہدایات دے رہے ہیں کہ جس طرح ہم نے تمام انبیاء کو کتاب انہی کی زبان میں عطا کی اسی طرح ہم آپ کو اے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کتاب یعنی قرآن کریم عطا کر رہے ہیں جو کہ آپ ہی کی زبان عربی میں ہے، جو آپ پر بطور وحی نازل کی جاتی ہے، وحی کے نازل ہونے کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی مجھ پر وحی گھنٹی کی آواز کی شکل میں آتی ہے جو کہ وحی کی سب سے سخت قسم ہے، جب یہ حالت ختم ہو جاتی ہے تو فرشتہ نے جو کہا ہوتا ہے وہ مجھے یاد دلا دیا جاتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ بشکل انسان میرے پاس آتا ہے اور مجھے وحی سنا تا ہے تو میں اسے محفوظ کر لیتا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتے ہوئے دیکھتی ہوں کہ وہ سخت ترین سردی کے دنوں میں ہوتا ہے اور جب وحی کا یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے تو آپ کو پسینہ آنے لگتا ہے یہاں تک کہ آپ کی پیشانی پسینہ سے بھیگ جاتی تھی۔ (بخاری ۲) الغرض اس وحی کا مقصد یہ ہے کہ آپ اپنی قوم جو کہ مکہ میں بسنے والی ہے انہیں اور انکے ساتھ ساتھ اس بستی کے آس پاس والوں کو اس دن سے ڈرائیں جس دن تمام انسانوں کو اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے جمع ہونا پڑیگا، اس دن جس شخص نے آپ کی باتوں پر عمل کیا ہوگا وہ جنت میں جانے والوں میں شامل ہوگا اور جس شخص نے آپ کی باتوں کو ٹھکرایا ہوگا اور آپ کے بتائے راستے سے منہ موڑا ہوگا وہ جہنم میں جانے والوں میں سے ہوگا، اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ** کہ ایک گروہ جنت میں جائیگا اور ایک جہنم میں، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ مکہ اور اسکے اطراف رہنے والوں کو ڈرائیں، وہ اس لئے کہ پہلے پہل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت انہی لوگوں پر تھی اور چونکہ یہ لوگ عربی سے واقف تھے اسی لئے انکا ذکر خاص کیا گیا ورنہ آپ علیہ السلام تو ساری دنیا کے لوگوں تک پیغام رسالت پہنچانے کے لئے بھیجے گئے جیسا کہ سورہ سبأ کی آیت نمبر ۲۸ میں فرمایا **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا** ہم نے تمام لوگوں کے لئے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، چکا کام لوگوں کو قیامت کے دن سے ڈرانا اور اعمال صالحہ کرنے پر جنت کی بشارت دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اگر ہم چاہتے تو سارے ہی انسانوں کو ہدایت دیکر ایک ہی راستہ پر جمع کر دیتے اور سب کو جنت میں داخل کر دیتے مگر یہ دنیا ہے، یہاں انسان کو اللہ تعالیٰ نے آزادی دے رکھی ہے کہ وہ جس مذہب یا جس دین کو اختیار کرنا چاہے کرے لیکن دین تو بس ایک ہی ہے، دین اسلام، جو کوئی بھی اس دین کو قبول کریگا وہی نجات پانے والا ہوگا، اللہ جس پر اپنی رحمت فرماتا ہے وہی انسان نجات پانے والا ہوتا ہے مگر ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اپنی رحمت یعنی ایمان کی نعمت سے نوازتا ہے بلکہ وہ اسی شخص پر اپنی رحمت نازل فرما کر ایمان کی دولت عطا

کرتا ہے جسکے دل میں ایمان کی تڑپ ہوتی ہے اور جو ایمان لانے کا خواہشمند ہو، ورنہ تاریخ گواہ ہے کہ نبی کا بیٹا ہونے کے باوجود بھی وہ ایمان کی نعمت سے محروم رہا، اسلئے یہ کہنا کہ اللہ ہی جب ہمیں ایمان سے نوازنا نہیں چاہتا تو اس میں ہماری کیا غلطی ہے؟ یہ خیال بالکل بیکار ہے، پہلے اپنے اندر ایمان کی تڑپ پیدا کر لیں پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے تمہارے لئے کھول دیگا، کسی صحابی سے یہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ہاتھ میں دو کتابیں پکڑ کر لے آئے اور فرمایا کہ کیا تمہیں پتا ہے کہ یہ کونسی کتابیں ہیں؟ ہم نے کہاں نہیں، ہاں! اگر بتادیں تو معلوم ہو جائے گا، پھر آپ ہی نے فرمایا کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے جس میں جنتیوں کے نام ہیں، آخر میں انکی تعداد بھی بیان کر دی گئی جس میں نہ تو کمی ہوگی اور نہ ہی زیادتی، اور یہ دوزخیوں کی کتاب ہے جس میں انکے اور انکے باپ دادا کے نام ہیں پھر انکی تعداد بھی لکھ دی گئی اب اس میں نہ زیادتی ہوگی نہ کمی، تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ پھر ہم کس لئے اعمال کریں؟ جب سب کچھ لکھا جا چکا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درست اعمال یعنی نیکی کے کام کرتے رہو اور میانہ روی اختیار کرو، اسلئے کہ جنتی کہ جس کا خاتمہ جنت کے اعمال پر ہوگا اگرچہ کہ وہ اس درمیان کوئی بھی عمل کرتا رہے، اور جہنمی جس کا خاتمہ بھی جہنم کے اعمال پر ہوگا اگرچہ کہ وہ اس درمیان کوئی بھی عمل کرتا رہے، پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اونڈیلتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا پروردگار خلقت سے فارغ ہو گیا تو ایک گروہ جنت میں جائیگا تو ایک جہنم میں پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا سبحان اللہ، اگر ہم نے عمل نہیں کیا اور اسی پر بھروسہ کر لیا تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کا اعتبار خاتمہ پر ہے (ترمذی ۲۱۳۱)، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، ایمان کے مقابلہ میں کفر اختیار کرتے ہیں اور اسی گمراہی کو پسند کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا اور نہ ہی انہیں جہنم میں جانے سے کوئی روک سکتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۸۹﴾ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی سے میں لو لگاتا ہوں ﴿الشوریٰ ۹-۱۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ؟ قَالَ اللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝
وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝
لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَمْ کیا اتَّخَذُوا انہوں نے بنا لیے مِنْ دُونِهِ اس کے سوا اَوْلِيَاءَ دوسرے کارساز قَالَ اللَّهُ تو اللہ ہُوَ اَلْوَلِيُّ کارساز و اُوهُوَ و ہُوَ یُحْيِی زندہ کرے گا الْمَوْتَى مردوں کو و اُوهُوَ وَہُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر قَدِيرٌ خوب قادر ہے و اُوَمَا جو کچھ کہ اخْتَلَفْتُمْ تم نے اختلاف کیا فِيهِ اس میں مِنْ شَيْءٍ کسی چیز سے

فَقَمِيئَةٌ تَوَاسَّ كَافِيصِلَةٌ إِلَى اللَّهِ الْكَافِيصِلَةُ هِيَ اللَّهُ الَّذِي رَجَعَ إِلَيْهِ أَسَى بِرَبِّهِ عَلَيْهِ أَسَى بِرَبِّهِ تَوَكَّلْتُ
میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف اُنِيبُ میں رجوع کرتا ہوں
ترجمہ:- کیا ان لوگوں نے اس کو چھوڑ کر دوسرے رکھوالے بنائے ہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ رکھوالا اللہ ہی
ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے اور تم جس بات میں بھی اختلاف کرتے ہو، اس کا فیصلہ
اللہ ہی کے سپرد ہے، لوگو! وہی اللہ ہے جو میرا پروردگار ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی سے میں
لو لگاتا ہوں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- کیا ان لوگوں نے اس کو چھوڑ کر دوسرے رکھوالے بنائے ہیں؟

۲- سچ تو یہ ہے رکھوالا اللہ ہی ہے۔ ۳- وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے۔

۴- وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ ۵- تم جس بات میں بھی اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ اللہ ہی سپرد ہے۔

۶- لوگو! وہی اللہ ہے جو میرا پروردگار ہے۔ ۷- اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی سے میں لو لگاتا ہوں۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ان ظالموں کو عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا،
وجہ یہ ہے کہ ان مشرکین نے اللہ کے علاوہ اوروں کو اپنا رکھوالا بنا رکھا ہے، انکی یہ سوچ ہے کہ انکے یہ باطل معبود
انہیں عذاب سے بچالیں گے، انکی اسی سوچ کو یہاں بیان کیا گیا کہ کیا ان ظالم لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو اپنا
رکھوالا بنا رکھا ہے؟ حالانکہ انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ صرف اللہ ہی اکیلا رکھوالا ہے اسکے علاوہ کوئی رکھوالا نہیں
ہے، وہی تو ہے جو موت اور حیات دیتا ہے اور حشر کے دن مردوں کو زندہ کرنے والا ہے، جتنی بھی چیزیں ہیں ان
سب چیزوں پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہے وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وہ ہر چیز پر قادر ہے، اور جن معبودوں کو تم
پکارتے ہو وہ معبود تو کسی بھی چیز کی قدرت نہیں رکھتے نہ تو تمہیں کوئی نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نقصان اور نہ تو
کوئی چیز پیدا کر سکتے ہیں جیسا کہ سورہ حج کی آیت نمبر ۱۷ میں کہا گیا إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ
يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبِ
وَالْمَطْلُوبِ کہ جن معبودوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ ایک مکھی تک پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ کہ وہ سب کے
سب اس کام کے لئے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لی جائے تو وہ اسے چھڑا تک نہیں سکتے، تو یہ
دونوں بھی یعنی دعا مانگنے والے اور جس سے دعا مانگی جا رہی ہے وہ بھی گئے گزرے ہیں، کسی کام کے نہیں۔ اللہ تعالیٰ
نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو جھگڑا کرنے سے روکتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ دیکھو! جن چیزوں میں تم ان
مشرکین سے جھگڑا کر رہے ہو یا یہ مشرکین تم سے جھگڑا کر رہے ہیں ان سب کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن کریگا،

لہذا تم ان سے کسی بھی معاملہ میں مت الجھو، جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور سب کچھ اللہ پر چھوڑ دو اور تم ان مشرکین سے کہدو کہ جو جو صفتیں خالق و مالک کی بیان کی گئی ہیں وہی ہمارا رب ہے اور ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور بھروسہ کرنا ہوتا ایسی ہی عظیم قدرت کے مالک پر بھروسہ کرنا چاہئے تاکہ انسان کو کبھی شرمندگی کا منہ دیکھنا نہ پڑے، اسلئے کہ جو عاجز ہو، کم تر ہو، بے بس ہو اگر اس پر بھروسہ کیا جائے تو انسان کو مایوس ہونا پڑتا ہے اور یہ معبود جن کی تم عبادت کرتے ہو یہ کسی بھی کام کے نہیں ہیں تو ان پر بھروسہ کرنا یقیناً اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اس لئے بھروسہ کرنے کے لائق تو وہ اللہ ہے جو ہمارا اور تمہارا اور سب کا رب ہے وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو سمجھ لو کہ اللہ اس کے لئے کافی ہے (الطلاق ۳) اور آخر میں جانا بھی ہے تو اسی رب کے پاس ہی جانا ہے اسی کے حوالہ سب کچھ کر دیا جائے تو ہمارے لئے ہی آسانی کا سامان ہوگا۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۰﴾ تمہارے لئے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے ﴿الشوریٰ ۱۱-۱۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَاطْرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَجَعَلْ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ
أَزْوَاجًا ۚ يَذُرُّوكُمْ فِيهِ طَلَيْسَ كَيْفَلِه شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۚ لَهُ مَقَالِيدُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ ط وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَاطْرُ پیدا کرنے والا ہے السَّمَوَاتِ آسمانوں کا وَا اور الْأَرْضِ جَعَلْ اس نے بنائے
لَكُمْ تمہارے لیے مِّنْ أَنْفُسِكُمْ تمہارے ہی نفسوں سے أَزْوَاجًا جوڑے وَا وَمِنَ الْأَنْعَامِ چوپایوں
سے بھی أَزْوَاجًا جوڑے يَذُرُّوكُمْ فِيهِ طَلَيْسَ كَيْفَلِه شَيْءٌ وہ تم کو پھیلاتا ہے فِيهِ اس میں لَيْسَ نہیں ہے كَيْفَلِه اس کی مثل شَيْءٌ
کوئی چیز اور هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ خوب سننے والا الْبَصِيرُ خوب دیکھنے والا لَهُ اسی کے لیے ہیں مَقَالِيدُ کنجیاں
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ آسمانوں اور زمین کی يَبْسُطُ وہ کشادہ کرتا ہے الرِّزْقَ رِزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وہ
چاہتا ہے وَا وَيَقْدِرُ وہی تنگ کرتا ہے إِنَّهُ بلاشبہ وہ بِكُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کو عَلِيمٌ خوب جاننے والا ہے

ترجمہ:- وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے
پیدا کئے ہیں اور موشیوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں، اسی ذریعے سے وہ تمہاری نسل چلاتا ہے، کوئی چیز اس کے
مثل نہیں ہے اور وہی ہے جو ہر بات سنا، سب کچھ دیکھتا ہے، آسمانوں اور زمین کی ساری کنجیاں اسی کے قبضے میں
ہیں، وہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق میں وسعت اور تنگی کرتا ہے، یقیناً وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں نوباتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔
 - ۲۔ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے جوڑے پیدا کئے
 - ۳۔ اس نے موشیوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں۔ ۴۔ اسی ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تمہاری نسل چلاتا ہے۔
 - ۵۔ کوئی چیز خدائے واحد کے مثل نہیں ہے۔ ۶۔ وہی ہے جو ہر بات سنا، سب کچھ دیکھتا ہے۔
 - ۷۔ آسمانوں اور زمین کی ساری کنجیاں اسی کے قبضہ میں ہے۔
 - ۸۔ وہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق میں وسعت اور تنگی کرتا ہے۔ ۹۔ یقیناً وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔
- جس اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے اور جس اللہ پر مسلمان اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم بھروسہ کرتے ہیں وہ ایسی ذات ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، جبکہ ان دونوں کا کوئی نام و نشان تک نہ تھا، تو جس نے یہ دنیا بسائی ہے وہی تو عبادت کے لائق ہوتا ہے۔ یہی نہیں اس نے دنیا کو آباد کیا اور تمہارے فطری جذبات کو دیکھتے ہوئے تمہارے جوڑے جوڑے اس نے پیدا فرمائے کہ تم جن سے مانوس ہوتے ہو اور تسکین حاصل کرتے ہو اور یہ ایک طریقہ ہے دنیا کا نظام چلانے اور نسل کو بڑھانے کا، اس نے انسانوں کے لئے، انکی راحت اور نفع کے لئے جانور پیدا فرمائے اور جانوروں میں بھی یہی تولیدی نظام رکھا تا کہ انسان مدت دراز تک جب تک اللہ کو منظور ہو ان سے نفع حاصل کرے، یہی انسانوں اور جانوروں کی تعداد بڑھانے کا ذریعہ ہے **يَذَلُّوْكُمْ فِيْهِ اِسى** سے وہ تمہاری نسل بڑھائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسکے مثل کوئی چیز نہیں، اس لئے کہ جس طرح اس نے آسمانوں اور زمین کو وجود میں لایا اور اس میں انسانوں اور جانوروں کو اور دیگر مخلوقات کو بسا کر اس میں دنیاوی نظام چلایا اس نظام کے چلانے کی کسی میں صلاحیت ہی نہیں ہے،
- ثابت یہ ہوا کہ جب کسی میں یہ قدرت و طاقت ہی نہیں کہ وہ کوئی چیز پیدا کر سکے اور اس دنیا کے نظام کو چلا سکے تو اس قدر واضح ثبوت کے باوجود اللہ کی عبادت نہ کرنا اندھے پن کی نشانی ہے، جس کی عقل کام نہ کر رہی ہو اور جس میں سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو تو وہی شخص اس رب کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنا سکتا ہے مگر جو صاحب عقل و فراست ہو تو وہی ایک خالق کو اپنا رب مانے گا اور وہ رب ایسا ہے کہ جو کچھ انسان اس سے مانگتا ہے اور اس سے دعائیں کرتا ہے وہ اسے برابر سنتا ہے اور جو اعمال بندے کرتے ہیں وہ پروردگار اس سے بھی واقف ہے، لیکن یہ کفار جن کی عبادت کرتے ہیں ان میں یہ دونوں چیزیں بھی نہیں ہیں، نہ تو وہ انکی فریاد سن سکتے ہیں اور نہ ہی وہ ان کی مانگی ہوئی چیزیں دے سکتے ہیں، اسکے باوجود افسوس کہ یہ اندھے لوگ انہی باطل اور کمزور بتوں کی عبادت کر رہے ہیں، جسکی سزا انہیں کل قیامت کے دن دی جائے گی، امام زحیلی رحمہ اللہ نے یہاں ایک لطیف نکتہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات یہاں **سَمِّعٌ بَصِيْرٌ** بیاں کی گئی کہ وہ سب کچھ سنا اور دیکھتا ہے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جسم

سے پاک و بالا ہے اس لئے کہ اگر نعوذ باللہ وہ انسانی جسم کے مماثل ہوتا تو وہ سب کچھ دیکھ نہ پاتا اور سب کچھ سن نہ پاتا جیسے کہ ایک انسان کے دیکھنے اور سننے کی ایک حد مقرر ہے کہ اس حد سے باہر کا نہ تو اسے دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی سنائی دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے دیکھنے اور سننے کی کوئی حد نہیں ہے، جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات انسانی جسم سے پاک ہے۔ (التفسیر المنیر - ج، ۲۵، ص، ۳۲)۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کے خزانے ہیں، اسی کے قبضہ میں انسانوں اور دیگر مخلوق کی خوراک ہے، وہی سب کو کھلاتا اور پلاتا ہے ہاں! البتہ کسی کو کم دیتا ہے تو کسی کو زیادہ یہ اسکی مشیت پر منحصر ہے کہ کس کو رزق زیادہ دینا ہے اور اس میں کیا مصلحت ہے؟ اسے وہی جانتا ہے اور اسی حکمت و مصلحت کے مطابق انہیں رزق عطا کرتا ہے مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَتِهِ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكُ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (فاطر ۲) کہ جس رحمت کو اللہ لوگوں کے لئے کھول دے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ روک دے اسے کوئی چھڑانے والا نہیں، وہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی، بندوں کو زیادہ رزق دینے اور نہ دینے میں کیا مصلحت ہے؟ وہی جانتا ہے، اگر وہ تمام لوگوں کو کثیر رزق عطا کرتا یا سب کے رزق میں تنگی کرتا تو یہ دنیاوی نظام نہ چل پاتا اسی لئے اس نے یہ نظام بنایا ہے تاکہ یہ دنیا ٹھیک طرح سے چل سکے وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۹﴾ دین کو قائم رکھو، اس میں تفرقہ نہ ڈالو ﴿الشوریٰ ۱۳-۱۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۝ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى لَفُضِّبَ بَيْنَهُمْ ۝ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكُتُبَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِمَّنْهُ مُرِيبٌ ۝

لفظ بظن ترجمہ: شَرَعَ اس نے مقرر کیا ان کو تمہارے لیے دین سے ماواہ جو وصیٰ اس نے وصیت کی یہ اس کی نوح اور الٰہی وہ جو اوحینا ہم نے وحی کی الیک آپ کی طرف و اور ماواہ جو وصینا ہم نے وصیت کی یہ اس کی ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو ان اقیموں کہ تم قائم رکھو الدین اس دین کو و اور لا تفرقوا تم جدا جدا نہ ہو فیہ اس میں کبر گراں گزرتی ہے علیٰ المشرکین مشرکوں پر ماواہ بات کہ تدعوہم آپ بلاتے ہیں ان کو الیہ اس کی طرف اللہ یجتبیٰ

چن لیتا ہے اِلَيْهِ اپنی طرف مَن جے یَشَاءُ وہ چاہتا ہے وَاور یَهْدِیْ وہ ہدایت دیتا ہے اِلَيْهِ اپنی طرف مَن اس کو جو یُنِیْبُ رجوع کرتا ہے وَاور مَا تَفَرَّقُوا وہ جدا جدا نہ ہوئے اِلَّا مگر مَن بَعْدَ بَعْدَ مَا اس کے کہ جَاءَهُمْ آگیا ان کے پاس الْعِلْمُ علم بَغْیًا سرکش سے بَیْتَهُمْ آپس میں وَاور لَوْ اگرا لانا نہ ہوتی کَلِمَةً ایک بات سَبَقَتْ جو پہلے سے تھی مَن رَبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے اِلٰی آجَلٍ مُّسَمًّیٰ ایک وقت مقرر تک لَقَضِیْ تو ضرور فیصلہ کر دیا جاتا بَیْتَهُمْ ان کے درمیان وَاور اِنَّ الَّذِیْنَ وہ لوگ جو اُوْرُوْا وارث بنائے گئے الْکِتٰبِ اس کتاب کے مَن بَعْدِهِمْ ان کے بعد لَفِیْ شٰکٍ الْبِتِّ ایسے شک میں ہے وَمِنۡهُ اس سے مُرِیْبٌ جو اضطراب میں ڈالنے والا ہے

ترجمہ:- اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ طے کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا اور جو (اے پیغمبر!) ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ تم دین کو قائم کرو، اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا (پھر بھی) مشرکین کو وہ بات بہت گراں گذرتی ہے جس کی طرف تم انہیں دعوت دے رہے ہو، اللہ جس کو چاہتا ہے چن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو کوئی اس سے لو لگاتا ہے اسے اپنے پاس پہنچا دیتا ہے اور لوگوں نے آپس کی عداوتوں کی وجہ سے (دین میں) جو تفرقہ ڈالا ہے وہ اس کے بعد ہی ڈالا ہے جب ان کے پاس یقینی علم آچکا تھا اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک معین مدت تک کے لئے ایک بات سے طے نہ ہوتی تو ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا، اور ان لوگوں کے بعد جن کو کتاب کا وارث بنایا گیا ہے وہ اس کے بارے میں ایسے شک میں پڑے ہوئے ہیں جس نے انہیں غلجیان میں ڈال رکھا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ طے کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح علیہ السلام کو دیا تھا۔
- ۲۔ اے پیغمبر! جو چیز ہم نے تمہارے پاس وحی کی اور جس چیز کی وصیت تمہیں کی اسی چیز کو ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو کی تھی۔
- ۳۔ وہ وصیت یہ ہے کہ تم دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔
- ۴۔ مشرکین کو وہ بات بہت گراں گذرتی ہے جسکی طرف تم انہیں دعوت دے رہے ہو۔
- ۵۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔
- ۶۔ جو کوئی اس سے لو لگاتا ہے اسے اپنے پاس پہنچا دیتا ہے۔

۷۔ لوگوں نے آپس کی عداوتوں کی وجہ سے دین میں جو تفرقہ ڈالا ہے وہ اسکے بعد ہی ڈالا ہے جب انکے پاس یقینی علم آچکا تھا۔

۸۔ اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک معین مدت تک کے لئے ایک بات پہلے سے طے نہ ہوتی تو انکا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

۹۔ ان لوگوں کے بعد جن کو کتاب کا وارث بنایا گیا ہے وہ اسکے بارے میں ایسے شک میں پڑے ہوئے ہیں جس نے انہیں غلبان میں ڈال رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جو جوتی ہم نے آپ کی جانب بھیجی ہے اور جس راستے پر ہم نے آپ کی امت کو چلنے کا حکم دیا ہے یہ وہی راستہ ہے جس پر چلنے کا ہم نے حضرت نوح علیہ السلام اور انکی قوم کو دیا تھا اور جو جوتی ہم نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر بھیجی ہے اور جن باتوں کی آپ کو وصیت کی ہے یعنی ایک اللہ کی عبادت کرنا اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا انہی باتوں کا ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو بھی حکم دیا تھا، تو یہ سلسلہ آپ سے پہلے کے انبیاء کرام علیہم السلام سے چلا آ رہا ہے اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کے بعد بھی یہ حکم ہم نے حضرت ابرہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو بھی دیا تھا، اس میں اور آپ کو دئے گئے حکم میں کسی قسم کا کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔ اور وہ حکم یہ تھا کہ دین کو قائم کر دو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو بس اتنی سی بات تھی جو ہم آپ سے بھی اور ان سے بھی کہہ رہے ہیں مگر ان مشرکین کو یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے اور جس ایک اللہ کی عبادت کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں اس سے انہیں بڑا بھاری دکھ رہا ہے، اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے یعنی اسے دین کی توفیق نصیب فرماتا ہے اور جس کو اللہ ہدایت سے روک رکھتے ہیں وہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن پر آپ کی باتیں گراں معلوم ہوتی ہے اور وہ ایمان سے محروم رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں ان مشرکین و کفار کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی دیگر انبیاء کے ذریعہ یہ اطلاع دیدی کہ ایک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں انہیں یہ سب معلوم ہونے کے بعد یہ لوگ بھٹک گئے ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اطلاع نہیں دی تمام انبیاء کے ذریعہ انہیں مطلع کیا جاتا رہا پھر بھی یہ لوگ بھٹک گئے، اور یہ سب ان لوگوں نے آپسی دشمنی کی وجہ سے کیا کہ ہماری قوم میں سے اللہ نے نبی کیوں نہیں بنایا؟ اس قوم میں سے کیوں بنایا بس یہی حسد اور بغض کی وجہ سے ان لوگوں نے ایمان نہیں اپنایا حالانکہ انہیں یہ بات معلوم ہے کہ یہ نبی برحق ہیں اور جس چیز کی دعوت یہ دے رہے ہیں وہ بھی سچی ہے مگر پھر بھی آپسی دشمنی نے انہیں ہدایت سے روک رکھا ہے، اگر یہ دشمنی نہ ہوتی تو شاید یہ لوگ ایماں لالیتے، اللہ انسانوں کے دلوں کو دیکھ کر ہدایت دیتا ہے جب اسکے دل میں ایمان کی جگہ حسد، عداوت اور دشمنی بھری ہو تو پھر اس دل میں ایمان کیسے داخل ہو سکتا ہے؟ انکے ان اعمال پر ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ انہیں ہلاک کر دیا جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے تقدیر کا فیصلہ کر رکھا ہے کہ کب کون مرے گا اور کس کی حیات کتنی ہے؟ اگر یہ معاملہ طے نہ ہوتا تو اب تک ان مشرکین کا خاتمہ ہو چکا ہوتا اس مہلت کو یہ لوگ نہ سمجھیں کہ

ہم حق پر ہیں اسی لئے ان پر عذاب نہیں آیا، بلکہ یہ تو مہلت ہے جو انہیں مل رہی ہے، عذاب تو ان پر آئے گا یہاں نہیں آیا تو آخرت میں تو انکا ٹھکانہ عذاب ہی ہونے والا ہے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی قوم میں سے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا وارث بنایا تھا وہ لوگ خود اس کتاب میں شک کرنے لگے اور اس کتاب کے احکامات کو ماننے کے بجائے اپنے اپنے سرداروں کی باتوں کو ماننے لگے اور اس کتاب کے احکامات کو پس پشت ڈال کر ان سرداروں کے حکموں کی پیروی کرنے لگے اور جو حکم ان سرداروں کا ہوتا اسی کے مطابق یہ فیصلہ کرتے تھے یہ نہیں دیکھتے تھے کہ ان کے پاس موجود آفاقی کتاب انہیں کیا حکم دے رہی ہے، ان کی اسی کارکردگی کا نتیجہ تھا کہ یہ لوگ اپنے پاس کتاب ہونے کے باوجود اور اس میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نشانیاں ہونے کے باوجود اس سے انکار کرتے رہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۲﴾ اسی دین پر جسے رہیے جس کا حکم آپ کو دیا گیا ﴿الشوریٰ ۱۵-۱۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَذَلِكَ فَادُعُ ۚ وَاسْتَقِمُّ كَمَا أُمِرْتُ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَقُلْ أَمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ ۚ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۚ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاللَّهُ الْمَبْصِرُ ۚ وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتَجِيبَ لَهُ ۚ فَحُجَّتْهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۚ

لفظ بہ لفظ ترجمہ :- فَلِذَلِكَ پھر اسی کی طرف فَادُعُ پس آپ بلائیں وَ اور اسْتَقِمُّ ثابت قدم رہیں كَمَا جیسے أُمِرْتُ آپ کو حکم دیا گیا ہے وَ اور لَا تَتَّبِعْ اتباع نہ کریں أَهْوَاءَهُمْ ان کی خواہشات کا وَ اور قُلْ کہہ دیجیے اَمَنْتُ میں ایمان لایا جیسا ساتھ اس کے جو أَنْزَلَ نازل کی اللہ اللہ نے مِنْ كِتَابٍ کتاب سے وَ اور أُمِرْتُ میں حکم دیا گیا ہوں لِأَعْدِلَ کہ میں انصاف کروں بَيْنَكُمُ تمہارے درمیان اللَّهُ رَبُّنَا ہمارا رب ہے وَ اور رَبُّكُمْ تمہارا رب ہے لَنَا ہمارے لیے أَعْمَلْنَا ہمارے اعمال میں وَ اور لَكُمْ تمہارے لیے أَعْمَلَكُمْ تمہارے اعمال میں لَا حُجَّةَ کوئی جھگڑا نہیں بَيْنَنَا ہمارے درمیان وَ اور بَيْنَكُمْ تمہارے درمیان اللَّهُ اللَّهُ بَجْمَعٍ یکجا کر دے گا بَيْنَنَا ہمارے درمیان وَ اور إِلَيْهِ اسی کی طرف الْمَبْصِرُ لوٹ کر جانا ہے وَ اور الَّذِينَ وہ لوگ جو يُحَاجُّونَ جھگڑتے ہیں فِي اللَّهِ اللہ کے بارے میں مِنْ بَعْدِ مَا اسْتَجِيبَ ان کے بعد کے اسْتَجِيبَ مان لیا گیا لَہُ اس کو فَحُجَّتْ ان کی دلیل دَاحِضَةٌ کمزور ہے عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے رب کے نزدیک وَ اور عَلَيْهِمْ ان پر غَضَبٌ غضب ہے وَ اور لَهُمْ ان کے لیے عَذَابٌ شَدِيدٌ شدید عذاب ہے

ترجمہ:- لہذا (اے پیغمبر!) تم اسی بات کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہو اور جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے (اسی دین پر) جسے رہو اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو اور کہہ دو کہ میں تو اس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ نے نازل کی ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں، اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب، ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، ہمارے اور تمہارے درمیان (اب) کوئی بحث نہیں، اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کے پاس آخر سب کو لوٹنا ہے اور جو لوگ اللہ کے بارے میں بحثیں نکالتے ہیں جبکہ لوگ اس کی بات مان چکے ہیں، ان کی بحث ان کے پروردگار کے نزدیک باطل ہے اور ان پر (اللہ کا) غضب ہے اور ان کے لئے سخت عذاب۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! تم اسی بات کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہو۔

۲۔ جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے اسی دین پر جسے رہو۔ ۳۔ ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔

۴۔ کہہ دو کہ میں تو اس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ نے نازل کی ہے۔

۵۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔ ۶۔ اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔

۷۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی بحث نہیں

۸۔ اللہ ہم سب کو جمع کریگا، اسی کے پاس آخر سب کو لوٹنا ہے۔

۹۔ جو لوگ اللہ کے بارے میں بحثیں نکالتے ہیں جبکہ لوگ اسکی بات مان چکے ہیں، انکی بحث انکے پروردگار

کے نزدیک باطل ہے۔

۱۰۔ ان پر اللہ کا غضب ہے، ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توحید اور دین حنیف کو بیان کرنے کے بعد لوگوں کو دین کی طرف بلا نے کا نبی رحمت ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ اس آیت میں دس اوامر اور نواہی مزید بیان کئے گئے ہیں چنانچہ سب سے پہلا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دیا گیا ہے کہ آپ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں جو ایسا سیدھا راستہ ہے جس پر برسوں سے انبیاء کرام علیہم السلام چلے آ رہے ہیں اور دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ آپ اسی دین پر قائم رہئے، مضبوطی کے ساتھ اس دین سے چمٹ جائیے، اس دین سے کبھی الگ نہ رہیے کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جو سیدھا جنت تک لے جاتا ہے اور تیسرا حکم یہ ہے کہ آپ ان مشرکین کی باتوں میں آکر انکی اتباع نہ کیجئے اور جو وہ کہتے ہیں اسے نہ مانئے اور جو تھا حکم یہ ہے کہ جب یہ لوگ آپ کو اپنے بتوں کی طرف بلائے لگیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ میں تو اس بات پر ایمان لا چکا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے ذریعہ مجھے بتائی ہے اور اس میں یہی بات کہی گئی ہے کہ تم صرف ایک اللہ کی عبادت

کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ لہذا میں اپنے رب کے حکم پر قائم ہوں اور پانچواں حکم یہ دیا گیا کہ جب کبھی آپ لوگوں میں فیصلہ کرنے بیٹھیں تو انصاف کے ساتھ انکے درمیان فیصلہ کریں، یہی حکم اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے، چاہے وہ فیصلہ خود میرے اور میرے رشتہ داروں ہی کے خلاف کیوں نہ ہو ہر حال میں انصاف کو قائم رکھیں، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی پر قائم تھے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی اور فرمایا کہ انصاف زمین میں اللہ کی ترازو ہے، اسی کے ذریعہ ظالم سے مظلوم کا حق لیا جاتا ہے اور طاقتور سے کمزور کا، انصاف ہی کے ذریعہ اللہ سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا بناتا ہے، انصاف ہی کے ذریعہ حد سے بڑھنے والے کی روک تھام کی جاتی ہے اور اسے ڈانٹا جاتا ہے۔

(تفسیر طبری۔ ج۔ ۲۱، ص۔ ۵۱۷)

چھٹی بات یہ کہی گئی کہ اے نبی! ان مشرکین سے کہدو کہ اللہ تعالیٰ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے حقیقت یہی ہے مگر تم لوگ اس حقیقت کو بھول چکے ہو اور حد سے بڑھ چکے ہو، تمہارا یہ حد سے بڑھنا تمہیں نقصان میں ڈال دینا اور ساتواں حکم یہ ہے اور تم یہ نہ سمجھنا کہ کل قیامت کے دن ہمارے سارے گناہ ہمارے معبود اپنے سر لے لیں گے اور ہمیں سیدھا جنت میں ڈالا جائیگا، نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ تمہارے اعمال کی جزا تمہیں ملے گی اور ہمارے اعمال کی جزا ہمیں، نہ تو تمہارے اعمال کا بدلہ کسی اور سے لیا جائے گا اور نہ ہی ہمارے اعمال کا، اس لئے جو بھی کرو سوچ سمجھ کر کرو کیونکہ کل قیامت میں ان اعمال کا تمہیں ہی حساب دینا ہے، یہی بات سورہ سبا کی آیت نمبر ۲۵ میں بھی کہی گئی "قُلْ لَا تُسْتَلُونَ عَمَّا أَجْرْنَا وَلَا نُسْتَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ اے نبی! ان سے کہدو کہ ہمارے اعمال کی نہ تو تم سے پوچھ ہوگی اور نہ ہی تمہارے اعمال کی ہم سے پوچھ ہوگی اور سورہ یونس کی آیت نمبر ۴۱ میں بھی کہا گیا فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْعُونَ عَمَّا اَعْْمَلُ وَاَنَا بَرِيْعٌ عَمَّا تَعْمَلُونَ اے نبی! آپ کہدے جتنے کہ میرا عمل میرے لئے ہے اور تمہارا عمل تمہارے لئے، تم لوگ میرے اعمال کے سلسلہ میں بری ہو اور میں تمہارے اعمال کے سلسلہ میں بری ہوں، اٹھویں بات یہ کہی گئی کہ ان سے یہ بھی کہدو کہ اب تمہارے اور ہمارے درمیان کوئی حجت بازی، لڑائی جھگڑا نہیں، سب کچھ تمہارے سامنے کھلا کھلا موجود ہے نوبت یہ کہی گئی کہ اب تمہارے اور ہمارے درمیان کل قیامت کے دن ہی فیصلہ ہوگا جس دن ہم سب کو حشر کے میدان میں جمع کیا جائیگا، اس دن اللہ تعالیٰ ہمارے سامنے ہمارے اعمال رکھ دینگا تب پتا چلے گا کہ کون سیدھے راستے پر تھا اور کون نہیں؟ دسویں بات یہ کہی گئی کہ جس ایک رب کی عبادت کا حکم ہمیں دیا گیا ہے آخر میں لوٹ کر بھی اسی کے پاس جانا ہے، تو جو اسکی عبادت کیا کرتے تھے وہ تو پریشان نہیں ہونگے جو اسکی عبادت نہیں کرتے تھے وہ اس دن بڑا خوف محسوس کریں گے۔ امام زحلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ، شیبہ بن ربیعہ کے بارے میں

نازل ہوئی کہ ان دونوں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنی اس دعوت سے باز آجائیے اور اس دین کو چھوڑ کر واپس قریش کے دین کو اپنا لیجئے، ولید بن مغیرہ نے کہا کہ اگر آپ اس بات کو مان لیں تو میں اپنا آدھا مال تمہیں دے دوں گا اور شبیہ نے کہا کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح تم سے کر دوں گا۔ (التفسیر المیسر - ج ۲۰، ص ۴۷) اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دین کے سلسلہ میں جھگڑا کرنے والوں کے جھگڑے کو باطل قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے بارے میں بحثیں نکالتے ہیں یعنی اسکے رب ہونے میں شک و شبہ کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اور اسکے رب ہونے کا اقرار کر چکے ہیں، اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ انکا یہ جھگڑا کرنا اور شک و شبہ نکالنا بالکل بیجا اور باطل ہے اس لئے کہ اگر واقعی انکا جھگڑا کرنا سچ ہوتا تو اس طرح کثیر تعداد میں لوگ اس دین میں داخل نہ ہوتے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام میں آنے والوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ دین سچا دین ہے اور انکے جھگڑے باطل ہیں، تو اب ایسے بیجا جھگڑے کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوتا ہے اور جس پر اللہ کا غضب آجائے اسے سزا سے کوئی نہیں بچا سکتا اور اسے سخت سے سخت سزا کل قیامت کے دن دی جائے گی۔ امام طبری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ آیت ان یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جھگڑا کرتے تھے اور انہیں اسلام لانے سے روکا کرتے تھے اور واپس کفر میں آنے کے لئے کہا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ (تفسیر طبری - ج ۲۱، ص ۵۱۸)

﴿درس نمبر ۱۸۹۳﴾ حق پر مشتمل کتاب اور انصاف پر مبنی ترازو ﴿الشوریٰ ۱۷-۱۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۖ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ
يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَمْشِقُونَ مِنْهَا ۗ وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا
الْحَقُّ ۖ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝ اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ
يَزُوقُ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :- اللہ اللہ الَّذِي وہ ہے جس نے آنزَل نازل کی الْكِتَاب کتاب بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَاو اور
الْمِيزَانَ ترازو وَاو مَا کیا يُدْرِيكَ معلوم آپ کو لَعَلَّ شاید السَّاعَةَ قیامت قَرِيبٌ قریب ہی ہو
يَسْتَعْجِلُ جلدی مانگتے ہیں بِهَا اس کو الَّذِينَ وہ لوگ جو لَا يُؤْمِنُونَ ایمان نہیں رکھتے بِهَا اس پر وَاو اور
الَّذِينَ وہ لوگ جو آمَنُوا ایمان لائے مُشْفِقُونَ ڈرنے والے ہیں مِنْهَا اس سے وَاو يَعْلَمُونَ وہ جانتے
ہیں أَنَّهَا کہ یقیناً وہ الْحَقُّ برحق ہے أَلَا آگاہ رہو إِنَّ بلاشبہ الَّذِينَ وہ لوگ جو يُمَارُونَ جھگڑاتے ہیں فی

السَّاعَةِ قِيَامَتِ كے بارے میں لَفِي ضَلَالٍ يَعْبُدُونَ البتہ وہ دور کی گمراہی میں ہیں اِنَّهُ اللّٰهُ لَطِيْفٌ بِمُهْرَبَانِ ہے بَعْبَادِهِ اپنے بندوں کے ساتھ يَزُوقُ وہ رزق دیتا ہے مَنْ جو کو يَشَاءُ چاہتا ہے وَ اُوهُوْهُ الْقَوِيُّ خوب طاقت ور ہے الْعَزِيْزُ نہایت غالب

ترجمہ :- اللہ وہ ہے جس نے حق پر مشتمل یہ کتاب اور انصاف کی ترازو اتاری ہے اور تمہیں کیا پتہ؟ شاید کہ قیامت کی گھڑی قریب ہی ہو، جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے، وہ اس کے آنے کی جلدی مچاتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اس سے سہمے رہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے، جو لوگ قیامت کے بارے میں بحثیں کر رہے ہیں، وہ گمراہی میں بہت دور چلے گئے ہیں، اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے وہ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہی ہے جو قوت کا بھی مالک ہے، اقتدار کا بھی مالک۔

تشریح :- ان تین آیتوں میں نوباتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ وہ ہے جس نے حق پر مشتمل یہ کتاب اور انصاف کی ترازو اتاری ہے۔

۲۔ تمہیں کیا پتا شاید کہ قیامت کی گھڑی قریب ہو؟

۳۔ جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے وہ اسکے آنے کی جلدی مچاتے ہیں۔

۴۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اس قیامت کے دن سے سہمے رہتے ہیں۔

۵۔ ان ایمان والوں کو یہ پتا ہے کہ قیامت کا آنا برحق ہے۔

۶۔ جو لوگ قیامت کے بارے میں بحثیں کر رہے ہیں وہ گمراہی میں بہت دور چلے گئے ہیں۔

۷۔ اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ ۸۔ وہ جسکو چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔

۹۔ وہی ہے جو قوت کا بھی مالک ہے اور اقتدار کا بھی۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ یہود و نصاریٰ مومنوں سے جھگڑا کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ مومنوں سے یہ کہہ کر جھگڑا کیا کرتے تھے کہ ہمارے نبی تمہارے نبی سے پہلے آئے اور ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے آئی تو ظاہر ہے کہ جو پہلے آیا ہے اسی کو مانا جائے، اور یہ بھی کہا گیا کہ یہود مسلمانوں سے کہتے تھے کہ کیا تم یہ نہیں کہتے کہ جس چیز پر سب کا اتفاق ہو اسکو اپنا نازیادہ بہتر ہے بمقابل اس کے جس میں اختلاف ہو؟ تو پھر سن لو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت میں کوئی اختلاف نہیں ہے جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں اختلاف ہے تو قاعدہ کے لحاظ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو مانا جائے نہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی، اللہ تعالیٰ نے انکی اس حجت کو باطل قرار دیا وہ اس اعتبار سے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو ایمان لائے وہ آپ کے ہاتھ پر ہونے والے معجزات کو دیکھ کر لائے جو معجزات آپ علیہ السلام کے سچے

ہونے پر دلالت کرتے تھے، تو ایسا ہی نبی رحمت صلی اللہ علیہ کے ساتھ ہوا کہ آپ کے ہاتھ پر بھی اللہ تعالیٰ نے معجزات ظاہر فرمائے تو جب معجزات کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا گیا تو پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں نہیں؟ (التفسیر المہیر - ج ۲۵، ص ۴۷)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ ان مشرکین اور یہود و نصاریٰ کا رد فرما رہے ہیں کہ وہ اللہ ہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اتاری چاہے وہ موسیٰ علیہ السلام پر ہو یا حضرت محمد ﷺ پر، دونوں پر بھی کتاب کو نازل فرمانے والا اللہ ہی ہے تو جب دونوں کے پاس کتاب بھیجئے والا اللہ ہی تو پھر تمہیں کونسی بات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے روک رہی ہے؟ اور دونوں کتابیں بھی سچائی پر مبنی ہیں کہ ہر آسمان سے بھیجی ہوئی کتاب میں انصاف اور درست بیانی ہوتی ہے، تو جب اس کتاب کو تم ماننے ہو تو اس کتاب کو ماننے میں تمہیں کیا رکاوٹ ہے؟ لہذا اب بھی تمہارے پاس وقت ہے اس بات کو سمجھو اور ایمان لے آؤ کیا پتا آگے ایمان لانے کا وقت ہی نہ رہے کہ قیامت سر پر آ کر کھڑی ہو جائے اور تمہیں نہ سوچنے کا موقع ملے گا اور نہ سمجھنے کا اور نہ ہی اس وقت اگر تمہیں بات سمجھ میں بھی آجائے تو کوئی فائدہ ہوگا اس لئے کہ اس وقت ایمان لانا بیکار ہے کہ وہ قبول ہی نہیں کیا جائے گا اس لئے اس وقت کو غنیمت جانو اور عقل سے کام لو اور اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی تیاری کر لو، جب ان کافروں کے سامنے کہا جاتا ہے کہ ایمان لانے میں جلدی کرو ورنہ جب قیامت آجائے گی تو تمہارا ایمان لانا بے فائدہ ہوگا اور تمہیں عذاب بھی دیا جائے گا تو یہ کفار بطور مذاق یہ کہتے ہیں کہ اچھا چلو! پھر ہم ایمان لانے والے تو نہیں ہیں اب تم قیامت ہی لے آؤ تا کہ ہمیں بھی تو پتا چلے کہ وہ کیسی ہوتی ہے؟ مگر دوسری طرف جو ایمان والے ہیں وہ اس قیامت کے آنے پر پورا پورا یقین رکھتے ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ایک نہ ایک دن قیامت آنے والی ہے اور اسی ڈر سے اپنے اپنے اعمال کو سنوارنے میں وہ لگ جاتے ہیں، سورۃ مومنون کی آیت نمبر ۶۰ میں فرمایا گیا وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجَلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ کہ وہ جو عمل بھی کرتے ہیں اسکے کرتے وقت انکے دل اس بات سے سبے ہوئے رہتے ہیں کہ انہیں اپنے پروردگار کے پاس جانا ہے اور جو لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں انکے بارے میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انکی بد اعمالیوں کا نتیجہ ہے کہ یہ لوگ گمراہی میں بہت دور نکل چکے ہیں کہ وہاں سے انکا لوٹ کر آنا بہت مشکل ہے، انکا آخری انجام بہت برا ہونے والا ہے مگر وہ لوگ اس سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جس اللہ کی عبادت کی طرف ان کفار و مشرکین کو بلایا جا رہا ہے اس رب کے بارے میں انہیں یہ جان لینا چاہئے کہ وہ رب بڑا مہربان ہے کہ وہ بندوں کے برے اعمال پر فوراً ہی سزا نہیں دیتا بلکہ انہیں اس پر توبہ کرنے کا موقع دیتا ہے اور انہیں سدھرنے کا وقت بھی دیتا ہے، اگر وہ سدھر جائیں تو انکے پچھلے سارے گناہ معاف بھی کر دیتا ہے اور ایک صفت اس رب کی یہ ہے کہ وہ اپنی رحمت سے جسے چاہے رزق دیتا ہے

اور جسے چاہے رزق میں تنگی کر دیتا ہے، یہ اسکی حکمت اور مشیت پر منحصر ہے کہ جس کے حق میں جو مناسب ہے اسے وہ عطا کرتا ہے اور رزق عطا کرنے میں وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کون اسے ماننے والا ہے اور کون نہیں؟ کون اسکا فرمانبردار ہے اور کون نہیں؟ یہ اس رب کی مہربانی کی سب سے بڑی دلیل ہے اس لئے کہ وہ اپنے نافرمانوں کو بھی رزق عطا کرتا ہے اور فرمانبرداروں کو بھی، اگر وہ چاہتا تو اپنے نافرمانوں کو رزق سے محروم کر دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا اس لئے کہ وہ ساری مخلوق پر مہربان ہے اور بڑی قوت اور عظیم قدرت کا مالک بھی ہے اور اقتدار کا بھی۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۳﴾ جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے! ﴿الشوری ۲۰-۲۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ، وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا
وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ۝ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنَ بِهِ
اللَّهُ ۗ وَلَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- مَنْ جو شخص كَانَ ہے وہ يُرِيدُ ارادہ کرتا حَرْثَ الْآخِرَةِ آخرت کی کھیتی کا نَزِدْ ہم زیادتی کرتے ہیں لَہِ اس کے لیے فِي حَرْثِهِ اس کی کھیتی میں وَ اور مَنْ جو شخص كَانَ ہے وہ يُرِيدُ ارادہ کرتا حَرْثَ الدُّنْيَا دنیا کی کھیتی کا نُؤْتِهِ ہم دیتے ہیں اس کو مِنْهَا اس میں سے وَ اور مَا نہیں ہے لَہِ اس کے لیے فِي الْآخِرَةِ آخرت میں مِنْ وَ کوئی نَصِيبٍ حصہ اَمْ کیا لَہُمْ ان کے لیے شُرَكَاءُ شَرَعُوا جنہوں نے مقرر کیا ہے لَہُمْ ان کے لیے مِنَ الدِّينِ دین سے مَا وہ جو لَہُمْ نہیں یَأْذَنَ حکم دیا بہ اس کا اللَّهُ اللہ نے وَ اور لَوْ لَا اگر نہ ہوتی کَلِمَةُ بات الْفَصْلِ فیصلہ کرنے کی لَقُضِيَ تو یقیناً فیصلہ کر دیا جاتا بَيْنَهُمْ ان کے درمیان وَ اور إِنَّ بلاشبہ الظَّالِمِينَ ظالم لوگ لَہُمْ ان کے لیے عَذَابٌ أَلِيمٌ دردناک عذاب ہے

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہو ہم اسکی کھیتی میں اضافہ کریں گے۔

۲۔ جو شخص صرف دنیا کی کھیتی چاہتا ہو ہم اسے اسی میں سے دے دیں گے۔

۳۔ آخرت میں ایسے شخص کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

۴۔ کیا ان کافروں کے کچھ ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کیلئے ایسا دین طے کر دیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی

۵۔ اگر اللہ کی طرف سے فیصلہ کن بات طے شدہ نہ ہوتی تو انکا معاملہ چکا دیا گیا ہوتا۔

۶۔ یقین رکھو کہ ان ظالموں کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہیں اور ان پر بڑے احسان کرنے والے ہیں، ان آیتوں میں رب مہربان کی عبادت کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے اور برے اعمال سے روکا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے اعمال کے ذریعہ آخرت کا ثواب پانا چاہتا ہے اور اسکے لئے محنت کرتا ہے، برائیوں سے بچتا ہے، نیک اعمال کرتا ہے تو ہم اسکی اس کام میں مدد کرتے ہیں اور اسکے لئے آسانیاں پیدا کرتے ہیں اور ساتھ ہی کل قیامت میں ہم اسے اس ایک نیک عمل کے بدلہ دس گنا اجر عطا کریں گے، یہ دس گنا اجر تو ملے گا اسکے ساتھ اگر چاہے تو اسے اس دس گنا سے بڑھا کر ستر گنا تک کیا جاسکتا ہے، جس عمل میں جتنا اخلاص اور جس قدر تقویٰ ہوگا وہ درجہ میں اتنا ہی اونچا ہوگا اور اگر کوئی ان اعمال کے ذریعہ اسی دنیا کو پانا چاہے اور اسی دنیا کو پانے کے لئے وہ جدوجہد کرے اور آخرت کی اسے کوئی فکر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اسے اسی دنیا میں بدلہ عطا کر دیتے ہیں، آخرت میں اسکا کوئی حصہ نہیں ہوگا اس لئے کہ اس نے جو کام کئے وہ دنیا ہی کے لئے کئے ہیں، آخرت کی اسے کوئی فکر نہیں تھی تو جب اس کو آخرت کی فکر نہ ہو تو پھر کیوں اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں اسکا اجر دے گا؟ جو جس کے لئے کام کرتا ہے اسے وہی ملتا ہے ہاں! البتہ یہ اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر ایک انعام ہے کہ جو آخرت کے لئے عمل کرتے ہیں دنیا کی انہیں کوئی فکر نہیں ہوتی پھر بھی اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں محروم نہیں رکھتے بلکہ دنیا میں بھی اسکا اجر انہیں گاہے گاہے ملتا رہتا ہے، سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۸ اور ۱۹ میں کہا گیا مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ جَعَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا کہ جو شخص دنیا کے فوری فائدے ہی چاہتا ہے تو ہم جسکے لئے چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں اسے سب سے جلدی دے دیتے ہیں، پھر ہم نے اسکے لئے جہنم رکھ چھوڑی ہے، جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص آخرت کا فائدہ چاہے اور اسکے لئے ویسی ہی کوشش کرے جیسی اسکے لئے کرنی چاہئے جبکہ وہ مومن بھی ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش کی پوری قدرت دانی کی جائے گی۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوشخبری ہو اس امت کے لئے کہ اسے رفعت اور بلندی نصیب ہوگی، اسے زمیں میں ٹھکانہ ملے گا، اسکے بعد جس کسی نے بھی آخرت کا عمل دنیا کے لئے کیا ہوگا تو اسکے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ (مسند احمد۔ مسند الانصار۔ حدیث ابی المنذر ابی ابن کعب ۲۱۰۰۲)۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان چیزوں کا رد کر رہے ہیں جو لوگوں نے دین حنیف کے علاوہ ایجاد کر رکھی ہیں جو کہ ضلالت و گمراہی کا سبب ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مشرکین کے پاس کچھ حامی و مددگار شیاطین ہیں جنہوں نے ان کے لئے ایسا راستہ بنا رکھا ہے جو راستہ اسلام کے خلاف ہے، یہی ان شیاطین سے دوستی کا نتیجہ ہے کہ وہ لوگ اس سیدھے راستے کو چھوڑ بیٹھے ہیں جو سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ نے بنا رکھا ہے اور جس راستے کی جانب نبی رحمت ﷺ

انہیں بلارہے ہیں، اس طرح وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر شیاطین کی اتباع کر رہے ہیں اور وہ شیاطین انہیں اللہ کے دینے گئے احکامات کے خلاف کام کرنے کی ترغیب دیتے ہیں جیسے کہ ایک اللہ کو چھوڑ کر باطل معبودوں کو عبادت کرنا، حلال جانوروں کو چھوڑ کر حرام جانوروں کو کھانا، اور جن برے کاموں سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے انہیں کرتے رہنا وغیرہ۔ یہ سب انکی شیاطین سے دوستی کا نتیجہ ہے، ان کے ان برے اعمال پر ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ انہیں فوری اس کی سزا دی جاتی اور ان پر عذاب آجاتا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ پہلے ہی سے طے کر رکھا ہے کہ کب عذاب آنا ہے اور کب نہیں؟ اسی لئے یہ لوگ اب تک بچے ہوئے ہیں، دنیا میں تو یہ لوگ اس عذاب سے بچے ہوئے ہیں مگر قیامت کے دن ہرگز نہیں بچیں گے، وہاں تو انہیں انکے کئے کی سزا ضرور ملے گی اور سزا بھی ایسی دردناک ہوگی کہ جس کا سہنا کسی کے لئے ممکن نہیں ہوگا۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۵﴾ ان کے اعمال کا وبال انہی پر پڑے گا ﴿الشوریٰ ۲۲-۲۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ مِّبَهُمْ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَةٍ أَلْبَنَةٍ لَهُمْ مِمَّا يَشَاءُونَ وَعِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ ذَٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۖ وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- تری آپ دیکھیں گے الظالمین ظالموں کو مُشْفِقِينَ ڈرنے والے ہوں گے جتنا ان سے جو کَسَبُوا انہوں نے کیے واور ہُو وہ واقع واقع ہوگی مِہم ان پر واور الَّذِينَ وہ لوگ جو آمَنُوا ایمان لائے واور عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے الصَّالِحَاتِ نیک فی رَوْضَةٍ البَنَاتِ کے سبزہ زاروں میں ہوں گے لَهُم ان کے لیے ہوگا مِمَّا جو يَشَاءُونَ وہ چاہیں گے عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے پاس ذَلِكَ یہی ہے ہُو وہ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ بہت بڑا فضل ذَلِكَ یہ الَّذِي وہی ہے جس کی يُبَشِّرُ خوش خبری دیتا ہے اللہ اللہ عِبَادَهُ اپنے بندوں کو الَّذِينَ وہ لوگ جو آمَنُوا ایمان لائے واور عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے الصَّالِحَاتِ نیک قُل کہہ دیجیے لَا أَسْأَلُكُمْ میں سوال نہیں کرتا ہوں تم سے عَلَيْهِ اس پر أَجْرًا کس صلہ کا إِلَّا مگر الْمَوَدَّةَ محبت کافی الْقُرْبَىٰ رشتے داری کی وجہ سے واور مَن جو شُص يَقْتَرِفْ کماتا ہے حَسَنَةً کوئی نیک نُوذ تو ہم زیادہ کرتے ہیں لہٰذا اس کے لیے فِيهَا اس میں حُسْنًا بھلائی کو إِنَّ بلاشبہ اللہ اللہ غَفُورٌ بہت بخشنے والا شَكُورٌ نہایت قدر دان ہے

ترجمہ:- (اس وقت) تم ان ظالموں کو دیکھو گے کہ انہوں نے جو کمائی کی ہے اس (کے وبال) سے سہمے ہوئے ہوں گے اور وہ ان پر پڑ کر رہے گا اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں، وہ جنتوں کی کیاریوں میں ہوں گے، انہیں اپنے پروردگار کے پاس وہ سب کچھ ملے گا جو وہ چاہیں گے، یہی بڑا فضل ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی خوشخبری اللہ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں (اے پیغمبر! کافروں سے) کہہ دو کہ میں تم سے اس (تیلیخ) پر کوئی اجر نہیں مانگتا، سوائے رشتہ داری کی محبت کے اور جو شخص کوئی بھلائی کرے گا ہم اس کی خاطر اس بھلائی میں مزید خوبی کا اضافہ کر دیں گے، یقیناً جانو اللہ بہت بخشنے والا، قادر دان ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اس وقت تم ظالموں کو دیکھو گے کہ انہوں نے جو کمائی کی ہے اس کے وبال کی وجہ سے سہمے ہوئے ہونگے
- ۲۔ انکے اعمال کا وبال ان پر پڑ کر رہے گا۔
- ۳۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال بھی کئے ہیں
- ۴۔ ایسے لوگ جنتوں کی کیاریوں میں ہونگے انہیں اپنے پروردگار کے پاس وہ سب کچھ ملے گا جو وہ چاہیں گے
- ۵۔ یہی تو سب سے بڑا فضل ہے۔
- ۶۔ یہی وہ چیز ہے جسکی خوشخبری اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے ہیں۔
- ۷۔ اور ساتھ میں نیک اعمال بھی کئے ہیں۔
- ۸۔ اے پیغمبر! ان کافروں سے کہہ دو کہ میں اس تیلیخ پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔
- ۹۔ سوائے رشتہ داری کی محبت کے۔
- ۱۰۔ جو شخص کوئی بھلائی کرے گا ہم اس کی خاطر اس بھلائی میں مزید خوبی کا اضافہ کر دیں گے۔
- ۱۱۔ یقیناً جانو اللہ بہت بخشنے والا، بڑا قادر دان ہے۔

پچھلی آیتوں میں مومنوں کو ملنے والی جزا اور کافروں کو ملنے والی سزا سے متعلق تفصیلاً تھیں، اللہ تعالیٰ یہاں ان دونوں کی مختلف حالتیں کو بیان کر رہے ہیں جو قیامت کے دن ہوں گی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ! آج تو یہ کافر لوگ بڑے متکبر بنے ہوئے ہیں لیکن انہی کافروں اور ظالموں کو آپ قیامت کے دن دیکھو گے کہ اپنے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے سہمے سہمے ڈرے ڈرے ہونگے، وہ اس لئے کہ انہیں پتا ہوگا کہ انہوں نے جو اعمال کئے ہیں وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ جس پر انہیں سخت سے سخت سزا ملنے والی ہے، اسی سزا کے ڈر سے وہ پریشانی کی حالت میں ہونگے، اسکے برخلاف جو مومن ہیں، جنہوں نے اللہ کی رضا کی خاطر نیک اعمال کئے ہیں، جنکی دنیا میں یہ

حالت تھی کہ وہ ان کافروں کے ظلم و ستم کی وجہ سے ڈر رہے ہوئے تھے، انکی سزاؤں اور ظلم سے بچنے کے لئے مختلف مقامات پر ہجرت بھی کی تھی یہ مظلوم لوگ قیامت کے دن بڑی بے فکری میں اور نعمتوں کے سایہ تلے آرام کر رہے ہونگے، انہیں رہنے کے لئے ایسے باغات دیئے جائیں گے جن کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہوں گی اور خوب ہری بھری ہریالی میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہواوں کا لطف لے رہے ہونگے، اسکے علاوہ بھی اس جنت میں ان مومنوں کو وہ سب کچھ عطا کیا جائے گا جو انکی خواہش ہوگی، وہاں انکی ہر آرزو اور تمنا پوری کی جائے گی، یہ انکے اعمال کی وہ جزا ہے جو انکا رب انہیں عطا کرے گا اور یہ بہت بڑا اللہ کا فضل ہے کہ انسان جہنم سے بچ کر جنت میں چلا جائے فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ جَنَّةً جَنَّةً سے بچا کر جنت میں ڈالا گیا ہو یقیناً وہ کامیاب ہو گیا۔ (آل عمران ۱۸۵) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں یہی وہ نعمت ہے جس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ ان نیک اعمال کرنے والے مومنوں کو دیتا ہے، یہ انکے اعمال کا ثمرہ اور پھل ہے جو کل قیامت کے دن انہیں ملے گا، چنانچہ ان مومنوں کو ان ملنے والی نعمتوں پر خوشی منانا چاہئے اور یقیناً یہ خوشی کی ہی بات ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دے رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان مشرکین کے سامنے یہ بات بالکل واضح کر دیجئے کہ میں تم سے دین کی یہ باتیں جو کہتا ہوں اور ایک اللہ کی عبادت کی طرف جو بلاتا ہوں اور تمہاری جو بھلائی چاہتا ہوں یہ میں کسی دنیوی غرض اور اسکے نفع کے لئے نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی میں تم سے اس محنت پر کوئی اجر و ثواب کا سوال کرتا ہوں، میرا مقصد تو بس اتنا ہے کہ تم بھی کل قیامت کے دن اس دردناک عذاب سے بچ جاؤ اور وہ بھی اس لئے کہ تمہارے اور ہمارے درمیان ایک رشتہ داری ہے جسکا تقاضہ یہ ہے کہ میں تمہیں ہر طرح کی آفت، مصیبت، درد اور تکلیف سے بچاؤں میری اس محنت کو خالص محبت کا نتیجہ سمجھو نہ کہ دنیا کمانے کا ذریعہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے کہا کہ میں تم سے اس تبلیغ پر کسی قسم کی کوئی اجر و ثواب نہیں مانگتا میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ میرے تعلق سے وہ محبت رکھو جو قرابت کی وجہ سے ہمارے اور تمہارے درمیان ہوتی ہے، اور میرے اور تمہارے درمیان جو یہ قرابت اور رشتہ داری ہے اسکی حفاظت کرو۔ (الجم الأوسط للطبرانی ۳۳۲۳) اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انصار نے کہا کہ ہم نے ایسا ایسا کیا ہے گویا کہ انہوں نے اپنے اعمال پر فخر کیا، تو اس پر حضرت ابن عباس یا حضرت عباس رضی اللہ عنہما میں سے کسی نے کہا کہ ہمیں تم پر فضیلت ہے، جب اسکی اطلاع نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انصار! کیا تم پہلے کم تر نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو میری وجہ سے عزت دی، انہوں نے کہا ہاں! کیوں نہیں یا رسول اللہ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم گمراہی میں مبتلا نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں ہدایت دی؟ انہوں نے کہا ہاں! کیوں نہیں یا رسول اللہ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم لوگ مجھے جواب کیوں نہیں

دیتے؟ انصار نے کہا کہ ہم کیا کہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ کیا آپ کی قوم نے آپ کو نکال باہر نہیں کیا تو ہم ہی نے آپ کو ٹھکانہ دیا؟ کیا آپ کی قوم نے آپ کو نہیں جھٹلایا تو پھر ہم ہی نے آپ کی تصدیق کی؟ آپ ہی کی قوم نے آپ کو شرمندہ کیا تو ہم ہی نے آپ کی مدد کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جملے بار بار کہنے لگے یہاں تک کہ انصار اپنے گھٹنوں کے بل گر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! ہمارے مال اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ سب کچھ آپ کا اور اللہ ہی کا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (الحجج الأوسط للطبرانی ۶۸۳۳) سارے اعمال کی جزایمان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو کوئی نیک اعمال کریگا اسے یہ نعمتیں ملنی ہی ملنی ہیں اسکے علاوہ اور بہت کچھ ہم ایمان والوں کو مزید دینگے جسکی کوئی حد نہیں اور جو برے کام ان سے جانے انجانے میں سرزد ہو گئے ہوں اور جس پر انہوں نے ہم سے معافی بھی مانگی لی ہو ہم اسے بھی اپنی رحمت سے معاف کر دیں گے، اس پر کسی قسم کی کوئی پکڑ انکی نہیں کی جائے گی اس لئے کہ تم نے جو اعمال کئے ہیں اسکی اللہ تعالیٰ قدر دانی کرتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۶﴾ اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر مہر لگا دے ﴿الشوری ۲۳-۲۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَإِنْ يَشِئِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- اَمْ کیا يَقُولُونَ وہ کہتے ہیں افترى اس نے گھڑ لیا ہے عَلَى اللہ اللہ پر كَذِبًا جھوٹ فان پس اگر يَشِئِ اللہ اللہ يَخْتِمْ تو مہر لگا دے عَلَى قَلْبِكَ آپ کے دل پر وَ اور يَمْحُ اللہ اللہ الْبَاطِلِ باطل کو وَ اور يُحِقُّ ثابت کرتا ہے الْحَقَّ حق کو بِكَلِمَاتِهِ اپنی باتوں سے إِنَّهُ بلاشبہ وہ عَلِيمٌ خوب جاننے والا بِذَاتِ الصُّدُورِ سینے کے راز وَ اور هُوَ الَّذِي وہی ہے جو يَقْبَلُ قبول کرتا ہے التَّوْبَةَ توبہ عن عِبَادِهِ اپنے بندوں کی وَ اور يَعْفُو وہ معاف کر دیتا ہے عنِ السَّيِّئَاتِ برائیاں وَ اور يَعْلَمُ وہ جانتا ہے مَا جو تَفْعَلُونَ تم کرتے ہو

ترجمہ:- بھلا کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس شخص نے یہ کلام خود گھڑ کر جھوٹ موٹ اللہ کے ذمے لگا دیا ہے؟ حالانکہ اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر مہر لگا دے اور اللہ تو باطل کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنے کلمات کے ذریعے ثابت کرتا ہے، یقیناً وہ سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔ اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول

کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہوئے اس کا پورا علم رکھتا ہے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں وہ ان کی دعا سنتا ہے اور انہیں اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے۔

تشریح: ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا کیا یہ لوگ یوں کہنے ہیں کہ اس شخص نے یہ کلام خود سے گھڑ کر جھوٹ موٹ اللہ کے ذمہ لگا دیا ہے؟

۲۔ حالانکہ اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر مہر لگا دے۔

۳۔ اللہ تو باطل کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنے کلمات کے ذریعہ ثابت کرتا ہے۔

۴۔ یقیناً وہ سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو تک جانتا ہے۔

۵۔ وہی تو اللہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے۔

۶۔ جو کچھ تم کرتے ہو اس کا پورا علم وہ اللہ رکھتا ہے۔

ایمان والوں کو تسلی اور خوشخبری دینے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کفار کے اعمال پر انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر رہے ہیں اور

انہیں ڈرا رہے ہیں کہ تم لوگ بلا وجہ یہ کہتے ہو کہ جو کلام محمد ﷺ تمہارے سامنے سنا رہے ہیں وہ ہمارا بھیجا ہوا نہیں ہے

بلکہ خود محمد ﷺ کا اپنا بنایا ہوا ہے، حالانکہ تمہیں یہ بات بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ لکھنا

جانتے ہیں اور نہ پڑھنا پھر بھی تم لوگ یہ جھوٹا الزام ان پر لگاتے ہو، اس سے بڑھ کر اور کیا بری بات ہو سکتی ہے کہ تم

ایسے شخص پر جھوٹی تہمت لگا دو جبکہ تمہیں سب کچھ معلوم ہے، اور اس بات کو پختہ کرنے کے بعد کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کی

جانب سے ہے یہ فرما رہے ہیں کہ اگر بالفرض جیسا تم لوگ کہہ رہے ہو کہ حضرت محمد ﷺ نے اسے اپنی طرف سے بنا

لیا ہے تو اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو اسکے اس عمل کی وجہ سے اسکے دل پر مہر لگا دیتا کہ نہ تو انہیں کچھ سمجھ میں آتا اور نہ ہی کچھ وہ

کہہ پاتے اور جو کچھ اسکے دل میں لکھا ہوا ہے وہ سب کچھ مٹا دیتا، باطل کو ختم کر دیتا اور حق کا بول بالا کر دیتا، مگر چونکہ یہ

کلام اللہ ہی جانب سے ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کا جھوٹ اور افترا انہیں باندھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا

نہیں کیا بلکہ آپ کی ہر موقع پر تائید کی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمد ﷺ جو کہہ رہے ہیں وہ بالکل سچ ہے، اور

اللہ تعالیٰ کو تو سب کچھ معلوم ہے کہ کون سچ کہہ رہا ہے اور کون جھوٹ؟ اس لئے کہ وہ تو دلوں میں چھپی باتوں کو تک

جانتا ہے تو پھر کون اس سے کوئی چیز چھپا پائے گا؟ سورۃ الحاقہ کی آیت نمبر ۴۴ سے ۴۷ تک اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاُولَٰئِكَ

تَقُولُ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقْوَامِ لَا أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ بِالْإِيمَانِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ

حَاجِزِينَ اِذَا جَاءَهُمْ الْحَقُّ بِبَيِّنَاتٍ مِنْ رَبِّهِمْ لَعَنُوا الْآيَاتِ وَالْحَقُّ بِبَيِّنَاتٍ مِنْ رَبِّهِمْ لَعَنُوا الْآيَاتِ وَالْحَقُّ بِبَيِّنَاتٍ مِنْ رَبِّهِمْ لَعَنُوا الْآيَاتِ

کاٹ دیتے، پھر تم میں سے کوئی انکے بچاؤ کے لئے آڑے نہ آسکتا۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ ان مشرکین کے سامنے توبہ کا

دروازہ کھولتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ دیکھو! جو ہو گیا سو ہو گیا، جو کچھ تم نے کہہ دیا کہہ دیا اگر اسکے بعد تمہیں اپنی کہی ہوئی باتوں پر پشیمانی ہو اور تم اس جھوٹ سے نکل کر اس سچائی کی طرف آنا چاہتے ہو جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بیان کر رہے ہیں تو بالکل آجاؤ، اللہ تمہاری پہل کو قبول کریگا اور تم سے جو گناہ سرزد ہو گئے تھے ان سب کو معاف کر دیکر **وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيُوفِي بِوَعْدِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ** اور گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ہاں! تم جو بھی کرتے ہو اللہ کو خبر ہوتی ہے اس لئے جو بھی کرو سو سچ سمجھ کر کر دیکو تاکہ کل قیامت میں تمہارے انہی اعمال پر تمہیں بدلہ دیا جائیگا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ بندے کی توبہ سے اس طرح خوش ہوتا ہے جیسے کہ کوئی شخص ایک ریتیلے میدان میں اپنی سواری لیکر نکلا ہو اور درمیان میں اسکی سواری گم ہو جائے، جس سواری پر اسکا کھانا پینا اور سب کچھ ہو اور پھر وہ تلاش کرتے کرتے تھک ہار کر مایوسی کے عالم میں ایک درخت کے سایہ میں لیٹ جائے اور پھر اتنے میں اسے وہ اپنی کھوئی ہوئی سواری نظر آجائے تو سوچو اسکی خوشی کا کیا عالم ہوتا ہے؟ وہ تو خوشی میں یہ بھی کہہ جاتا ہے کہ اے اللہ! آپ میرے بندے ہیں اور میں آپ کا رب، حالانکہ یہ غلطی ہے مگر یہ غلطی اسکے ہوش نہ ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے جس پر کوئی گرفت نہیں۔ (مسلم ۲۷۴۷) اس لئے کبھی یہ مت سوچنا کہ ہم نے اتنے گناہ کر لئے ہیں کیا اب بھی اللہ ہمیں معاف فرمائے گا؟ اللہ تعالیٰ معاف کرنے ہی والا ہے مگر شرط یہ ہے کوئی سچے دل سے اس سے معافی مانگنے تو آئے، حقیقت یہ ہے کہ جو آتا ہے وہ خالی ہاتھ کبھی نہیں جاتا۔

﴿درس نمبر ۱۸۹﴾ اگر اللہ کھلے طور پر رزق پھیلا دیتا تو! ﴿الشوریٰ ۲۶-۲۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۗ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَكِن يُنزِّل بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۗ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُنزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ مَّبَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۗ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ دَابَّةٍ ۗ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ: - اور یسْتَجِيبُ وہ قبول کرتا ہے الَّذِينَ ان لوگوں کی جو آمَنُوا ایمان لائے اور عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے الصَّالِحَاتِ نیک و اور يَزِيدُهُم ان کو زیادہ دیتا ہے مِّن فَضْلِهِ اپنے فضل سے اور الْكَافِرُونَ کافر لوگ لَهُمْ ان کے لیے ہے عَذَابٌ شَدِيدٌ شدید عذاب و اور لَوْ اِگر بَسَطَ فراخ کر دے اللہ

اللَّهُ الرِّزْقَ رِزْقٍ لِيَعْبَادِهِ اپنے بندوں کے لیے لَبَعُوْا تو وہ ضرور سرکشی کریں فِي الْأَرْضِ زمیں میں وَلَكِنْ اور لیکن يُنَزِّلُ وہ نازل کرتا ہے بِقَدَرٍ ایک اندازے کے ساتھ مَا جَعَلْنَا يَشَاءُ چاہتا ہے إِنَّهُ بلاشبہ وہ بَعِبَادِهِ اپنے بندوں سے حَبِيْبٌ خوب خیر دار ہے بَصِيْرٌ خوب دیکھنے والا ہے وَ اَوْهُوَ الَّذِي وَهِيَ ہے جو يُنَزِّلُ نازل کرتا ہے الغَيْثَ بارش مِنْ بَعْدِ مَا اس کے بعد کہ قَنَطَرٌ وہ ناامید ہو گئے وَ اَوْرِيْنَشُهُرٌ وہ عام کر دیتا ہے رَحْمَتَهُ اپنی رحمت کو وَ اَوْهُوَ وَهُوَ الوَلِيُّ کارساز ہے الْحَمِيْدُ تعریف کے لائق وَ اَوْرِ مِنْ اٰيٰتِهِ اس کی نشانیوں میں سے ہے خَلَقَ پیدا کرنا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمیں کا وَ اَوْرِ مَا ان كَا جَوْبَتِ اس نے پھیلائے فِيْهِمَا ان دونوں میں مِنْ ذٰلِكَ جَانِدَارٌ وَ اَوْهُوَ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ ان کے جمع کرنے پر اِذَا جَب يَشَاءُ وہ چاہے قَدِيْرٌ خوب قادر ہے

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں وہ ان کی دعا سنتا ہے اور انہیں اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے اور اگر اللہ اپنے تمام بندوں کے لئے رزق کو کھلے طور پر پھیلا دیتا تو وہ زمیں میں سرکشی کرنے لگتے، مگر وہ ایک خاص اندازے سے جتنا چاہتا ہے (رزق) اتارتا ہے، یقیناً وہ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر، ان پر نظر رکھنے والا ہے اور وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہونے کے بعد بارش برساتا اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے اور وہی ہے جو (سب کا) قابل تعریف رکھو والا ہے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمیں کی پیدائش اور وہ جاندار جو اس نے ان دونوں میں پھیلا رکھے ہیں اور وہ جب چاہے ان کو جمع کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں گیارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال کئے ہیں وہ انکی دعا سنتا ہے۔
- ۲۔ انہیں اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے۔
- ۳۔ کافروں کے لئے سخت عذاب ہے۔
- ۴۔ اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے کھلے طور پر رزق کو پھیلا دیتا تو وہ زمیں میں سرکشی کرنے لگتے۔
- ۵۔ مگر وہ ایک خاص اندازے سے جتنا چاہتا ہے رزق اتارتا ہے۔
- ۶۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر، ان پر نظر رکھنے والا ہے۔
- ۷۔ وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہونے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے۔
- ۸۔ وہی ہے جو قابل تعریف رکھو والا ہے۔
- ۹۔ اسکی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمیں کی پیدائش ہے۔
- ۱۰۔ وہ جاندار بھی اسکی نشانیوں میں سے ہیں جو اس نے ان دونوں میں پھیلا رکھے ہیں۔
- ۱۱۔ وہ جب چاہے ان کو جمع کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

پچھلی آیتوں میں کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے اگر وہ سچے دل سے توبہ کرے، ان آیتوں میں مزید اسی توبہ کی قبولیت کو بطور تاکید بیان فرمایا گیا کہ توبہ کے قبول ہونے کی شرط پہلے تو یہ ہے کہ بندہ اپنے شرک سے نکل کر ایمان میں داخل ہو جائے، شرک میں رہتے ہوئے ہی اگر وہ توبہ کریگا تو اسکی توبہ قبول نہیں ہوگی، اسکے بعد ایک اور شرط یہ بیان کی گئی کہ بندہ اپنے پچھلے برے اعمال کو ترک کر کے نیک اعمال کرنے میں لگ جائے اگر وہ ایمان لانے کے بعد بھی انہی برے اعمال کو کرتا رہیگا اور ان سے نہیں بچے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی توبہ بھی قبول نہیں کرے گا، ہاں! اگر وہ ان دونوں باتوں پر عمل کر لے، یعنی ایمان بھی لے آئے اور برے اعمال کو چھوڑ کر نیکی کے کام کی جانب پھل کرے اور پھر توبہ کر لے تو ایسی شخص کی یقیناً توبہ قبول ہوگی اور ساتھ میں اللہ تعالیٰ مزید انعام اس پر فرمائے گا وہ مزید انعام یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کے کام اسکے لئے آسان کر دے اور اسکی زندگی میں تقویٰ اور نورانیت پیدا کر دے اور اسے دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ دے اور شاید یہ بھی ہو سکتا ہے کہ توبہ کرنے پر اسے جو انعام ملنے والا ہے اس انعام میں اور مزید اضافہ کر دے۔ امام طبری رحمہ اللہ نے اس آیت کی تشریح یوں فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اسے مزید اس طور پر عطا کریگا کہ انکی دعاؤں کو قبول کرے گا اور جو بھی وہ مانگیں گے وہ اسے عطا کرے گا اور جو وہ نہیں مانگیں گے لیکن اگر وہ انکے حق میں بہتر ہو تو وہ بھی عطا کرے گا اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ انکی سفارش کو انکے ایمان والے بھائیوں کے حق میں قبول کرے گا۔ (تفسیر طبری - ج ۲۱، ص ۵۳۴) مگر جو لوگ ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی توبہ کریں گے تو ایسے لوگوں کو جہنم کے سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا،

یہاں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ مومنوں کی دعائیں سنتا ہے تو پھر جب وہ مال و دولت اور رزق میں وسعت کی دعائیں مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انکی دعاء کیوں قبول نہیں کرتا اور کیوں انہیں مال و دولت عطاء نہیں کرتا؟ اسکا جواب یہاں دیا جا رہا ہے کہ رزق میں وسعت کا دینا یا بہت زیادہ مال و دولت کا دینا یہ اللہ کی حکمت پر منحصر ہے کہ جس کے لئے وسعت رزق فائدہ مند ہوگی اور اسے یہ معلوم ہوگا کہ اگر میں نے اسے دولت سے نوازا تو یہ ناشکر انہیں ہوگا، مغرور و متکبر نہیں ہوگا تب یقیناً اللہ اسے وسیع رزق عطا کرتا ہے لیکن اگر اللہ یہ جانتا ہو کہ اگر اس کو مال و دولت ملے گی تو یہ میری عبادت سے دور ہو جائے گا یا پھر ناشکر بن جائے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو نہیں نوازتا چاہے وہ کتنی ہی دعائیں کر لے، اسی کو یہاں فرمایا **لَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَّوْا فِي الْأَرْضِ** کہ اگر انہیں مال و دولت دی جاتی تو یہ لوگ باغی اور ناشکرے ہو جاتے زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کتنا دینا ہے اور کتنا نہیں؟ اسی حساب سے وہ رزق بانٹتا ہے، وہ اپنے بندوں کو خوب جاننے والا بھی ہے اور انہیں دیکھنے والا بھی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث قدسی منقول ہے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میرے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جنکے لئے مال داری ہی مناسب ہے کہ اگر انہیں فاقہ کشی میں مبتلا کیا جائے تو انکا ایمان خراب ہو جائے گا

اور بعض بندے ایسے ہیں کہ جن کے لئے فقر وفاقہ ہی مناسب ہے کہ اگر انہیں مالداری دی جائے تو انکا ایمان خراب ہو جائے گا۔ (جامع الاحادیث للسیوطی۔ ج ۲۴، ص ۲۱۰۔ ۲۶۹۹۷) اس آیت کے شان نزول کے بارے میں یہ روایت منقول ہے حضرت عمر بن حریث وغیرہ نے یہ بیان کیا کہ یہ آیت وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَخِفَّتْ أَعْنَافُ الْبَنِيَّةِ (یعنی دولت) کہ انہوں نے دنیا کی تمنا کی (شعب الایمان للسیوطی ۹۸۳۹)۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو یہاں بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایسی عظیم قدرت کا مالک ہے کہ وہ آسمان سے بارش برساتا ہے اور برساتا بھی اس وقت ہے جب کہ لوگ بارش سے ناامید ہو بیٹھتے ہوں کہ ایسا لگتا ہے کہ اب بارش نہیں ہوگی، جب انکی امیدیں ختم ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے یعنی جس چیز کی انہیں امید نہیں ہوتی وہ کام اللہ کر دکھاتا ہے اور انہیں مختلف قسم کے میوہ جات اور سبزیاں اس بارش کے نتیجے میں دیتا ہے اور اس طرح اپنی رحمت کو ساری دنیا پر پھیلا دیتا ہے کہ اس سے جانور بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور انسان بھی، چرند بھی اور پرند بھی، اللہ تعالیٰ ہی بہتر کارساز ہے کہ موقع کے لحاظ سے ہر کام انجام دیتا ہے اور وہ تعریف کے لائق بھی ہے، اللہ تعالیٰ کی دیگر نشانیاں یہاں بیان کی جا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا جو کہ کسی کے بس کی بات نہیں اور اسکے ساتھ ساتھ اس نے مختلف جاندار جیسے انسان، جن، ملائکہ، مویشی اور کیڑے مکوڑے اس زمین میں پھیلا رکھے ہیں وہ بھی اسکی قدرت کی نشانی ہے کہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ وہ ایک مکھی یا مچھر جیسی ادنیٰ اور چھوٹی مخلوق پیدا کر سکے مگر اللہ کو دیکھو کہ کیڑے سے لیکراونٹ اور ہاتھی جیسی بڑی بڑی مخلوقات پیدا فرماتی ہیں، تو جب اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو پیدا کر سکتا ہے تو انہیں موت دیکر پھر سے زندہ کر کے ایک جگہ جمع نہیں کر سکتا؟ یقیناً کر سکتا ہے اس لئے تم سب ایسے اعمال کرو جو اسے پسند ہوں کیونکہ مر کر اسی کے پاس جانا ہوگا جہاں وہ ہمارے اعمال کا حساب لے گا۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۸﴾ تمہاری مجال نہیں کہ تم زمین میں اللہ کو عاجز کر سکو ﴿الشوریٰ ۳۰-۳۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ۝ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۝ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اور وہاں جو بھی آصابت تمہیں پہنچتی ہے وہی تمہاری اپنی ہے اور وہ کثرت سے معفو کرتا ہے اور کثرت سے باتوں سے اور وہاں نہیں ہو انتم تمہیں معجزین عاجز کرنے والے فی الارض زمین میں وہاں نہیں ہے لکم

تمہارے لیے مِّنْ ذُنُوبِ اللّٰهِ اللّٰہ کے سوا مَن کوئی وَلِيٌّ کا رساز وَا اور لَا نہ نَصِيْبٌ کوئی مددگار ترجمہ :- اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے اور بہت سے کاموں سے تو وہ درگزر ہی کرتا ہے اور تمہاری مجال نہیں ہے کہ زمین میں (اللہ کو) عاجز کر سکو اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی رکھوالا ہے، نہ مددگار۔

تشریح :- ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے۔

۲۔ بہت سے کاموں سے تو وہ درگزر ہی کرتا ہے۔

۳۔ تمہاری مجال نہیں ہے کہ تم زمین میں اللہ کو عاجز کر سکو۔

۴۔ اللہ کے سوا تمہارا کوئی رکھوالا ہے، نہ ہی مددگار۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ گناہوں اور برائیوں کا نتیجہ اور ثمرہ؟ بیان فرما رہے ہیں کہ دنیا میں جو کوئی مصیبت اور پریشانی انسان پر آتی ہے وہ اسکے اپنے گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہے جو اس نے کئے ہیں۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں قرآن کریم کی سب سے افضل آیت کے بارے میں نہ بتاؤں جو اللہ کے نبی نے بیان کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت " وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ تِلَاوَتِ فرمائی اور کہا کہ اے علی! میں تمہارے لئے اس آیت کی تفسیر کر دیتا ہوں کہ جو کوئی بیماری، سزا یا مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں سے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات اس بات سے بہت اونچی ہے کہ وہ تمہیں آخرت میں دوبارہ سزا دے اور جو کچھ وہ اس دنیا میں معاف کر دیتا ہے اس کی شان اس بات سے بہت اونچی ہے کہ معاف کرنے کے بعد دوبارہ سزا دے۔ (مسند احمد۔ مسند علی بن ابی طالب ۶۴۹) اور حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کو جو کوئی چھوٹی یا بڑی مصیبت پہنچتی ہے وہ اسکے اعمال ہی کے نتیجہ میں پہنچتی ہے اور اکثر خطاؤں کو تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ پڑھی۔ (ترمذی ۳۲۵۲)، اس آیت اور ان احادیث سے معلوم ہوا کہ انسان پر مصیبتوں کا آنا اسکے گناہوں کا نتیجہ ہوتا ہے اس لئے انسان کو چاہئے کہ جب کبھی اس پر بلائیں، مصیبتیں اور پریشانیاں آئیں وہ اللہ کی جانب رجوع ہو اور اپنے گناہوں کی معافی تلافی کر لے، جب اللہ تعالیٰ ان گناہوں کو معاف کر دے گا تو مصیبتیں بھی ختم ہو جائیں گی اور اکثر گناہوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف ہی فرما دیتا ہے وَيَعْفُوا عَنْهُمْ كَثِيرٌ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندے کے گناہ زیادہ

ہو جاتے ہیں اور اسکے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو اسکے گناہوں کا کفارہ بن سکے تو اللہ تعالیٰ اسے غمون میں مبتلا فرما دیتے ہیں تاکہ وہ اسکے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔ (مسند احمد۔ مسند الصدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا ۶/۲۵۲۳) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں تم لوگ اے گنہگارو! اے کافرو! اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے کہ جب وہ تم پر مصیبتیں ڈالنا چاہے تو تم اسے اس کام سے روک نہیں سکتے، جب اس نے ارادہ کر لیا کہ تم پر مصیبتیں آئیں تو پھر آ کر ہی رہیں گی، کسی میں یہ قوت نہیں کہ اس کے ارادے کو بدل سکے، ہاں! اگر تم یہ چاہتے ہو کہ وہ مصیبتیں تم پر نہ آئیں تو پھر تمہیں چاہئے کہ تم توبہ کرو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ لو تب جا کر تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے اس طرح تم سے یہ مصیبتیں دفع ہو جائیں گی اور ہاں! یہ بات بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے سوانہ تو تمہارا کوئی حامی ہے اور نہ ہی مددگار اس لئے اس رب کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے پاس جانا تاکہ یہ مصیبت تم سے ختم ہو جائے فضول کام ہے، عام طور سے یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جب بندہ کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ اللہ کے سامنے رجوع ہونے کے بجائے عاملوں اور مرشدوں کے پکڑ لگاتا ہے اور درگاہوں پر منتیں مانگتا ہے، نیازیں کرتا ہے۔ ایسا کرنے والوں کو اس آیت میں غور کرنا چاہئے کہ اللہ کے علاوہ کسی میں یہ قوت نہیں کہ وہ تم سے ان مصیبتوں اور تکلیفوں کو دور کرے۔

﴿درس نمبر ۱۸۹۹﴾ سمندر میں پہاڑوں جیسے جہاز قدرت کی نشانی ہیں ﴿اشوری ۳۲-۳۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۝ إِنَّ يَسْأَلُ يُسْكَنُ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ أَوْ يُوقِفُهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ۝ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ حَافِيٍّ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اور من آیتہ اس کی نشانیوں میں سے ہیں الجوار کشتیاں فی البحر سمندر میں کالاعلام مانند پہاڑوں کی ان اگر یسأل وہ چاہے یسکن تو ظہر اداے الریح ہوا کو فیظللن پھر وہ ہو جائیں روادکد علی کھڑی ہونے والی علی ظہرہ اس کی سطح پر ان بلاشبہ فی ذلك اس میں لایات البتہ نشانیاں ہیں لکل صبار شکور ہر صابر شا کر کے لیے او یوقفہن ان کو تباہ کر دے ہما بہ سبب اس کے جو کسبوا انہوں نے کمایا و اور یعف درگزر کر دے عن کثیر بہت سوں سے و اور یعلم جان لیس الذین یجادلون وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں فی آیتنا ہماری آیتوں میں ما لهم من حافیئہم نہیں ہے ان کے لئے من حافیئہم بچاؤ کی جگہ

ترجمہ:- اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں سمندر میں یہ پہاڑوں جیسے جہاز! اگر وہ چاہے تو ہوا کو ظہر اداے، جس سے یہ سمندر کی پشت پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں، یقیناً اس میں ہر اس شخص کے لئے بڑی

نشانیوں میں جو صبر کا بھی خوگر ہو، شکر کا بھی یا (اگر اللہ چاہے) تو ان جہازوں کو لوگوں کے بعض اعمال کی وجہ تباہی کر دے اور بہت سوں سے درگزر کر جائے اور جو لوگ ہماری آیتوں میں جھگڑے ڈالتے ہیں، انہیں پتہ چل جائے کہ ان کے لئے کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں ہے۔

تشریح:۔ ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اسکی نشانیوں میں سے ہے سمندر میں یہ پہاڑوں جیسے جہاز۔

۲۔ اگر وہ چاہے تو اس ہوا کو ٹھہرا دے جس سے یہ سمندر کی پشت پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔

۳۔ یقیناً اس میں ہر اس شخص کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو صبر کا بھی خوگر ہو اور شکر کا بھی۔

۴۔ اگر اللہ چاہے تو ان جہازوں کو لوگوں کے بعض اعمال کی وجہ سے تباہی کر دے۔

۵۔ بہت سے لوگوں کے اعمال سے درگزر کر جائے۔

۶۔ جو لوگ ہماری آیتوں میں جھگڑا ڈالتے ہیں انہیں پتہ چل جائے کہ ان کے لئے کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سمندر جن میں کشتیاں چل رہی ہیں یہ اسی کی قدرت سے چل رہی ہیں ورنہ اگر وہ اللہ

چاہتا تو ان چلنے والی ہواوں کو روک دیتا اور جب وہ ہوائیں اس کے حکم سے رک جائیں تو پھر یہ چلنے والی کشتیاں بھی

اپنی اپنی جگہ رک جائیں، یہ کشتیوں کا چلنا اور رکنا بھی سب اسی رب کے ہاتھ میں ہے اور اسی کی قدرت کا یہ نتیجہ ہے،

آگے اللہ تعالیٰ نے دو صفات بیان فرمائے ہیں کہ جس کسی کے اندر یہ دو صفات ہوں گی وہ اللہ تعالیٰ کی ان نشانیوں پر

غور کریگا اور اس سے عبرت حاصل کرے گا، وہ دو نشانیاں ہیں صبر اور شکر اور یہ دونوں صفات بھی مومن کے اندر ہوتی

ہیں اور مومن ہی اللہ کی نشانیوں سے عبرت حاصل کرتا ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر آدھا ایمان ہے اور یقین کامل۔ (الجامع الصغیر للسیوطی ۷۵/۷۶)، امام

زمنشری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ دو نشانیاں ایک خالص مومن ہی کی ہوتی ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان دو نشانوں

کو بیان فرما کر مومن کی طرف اشارہ دیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ان ہواوں کو روک کر

کشتی کو آگے بڑھنے سے روک سکتا ہے تو وہیں وہ اللہ ان کشتیوں کو بندوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے تباہ بھی کر سکتا

ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ اکثر گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اسی لئے اس نے ایسا نہیں کیا ورنہ بندوں کے برے

اعمال تو ایسے ہیں کہ اسکی وجہ سے انہیں تباہ و ہلاک ہی کر دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفتِ عفو اس سچ حائل ہے جسکی

وجہ سے یہ لوگ تباہ ہونے سے بچے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ تو مومن ہے جو اس بات کا یقین رکھتا

ہے کہ یہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہے، کشتیوں کو چلانے والا، ڈوبنے سے بچانے والا اور ڈوب دینے والا، لیکن کفار و

مشرکین کو اس بات کا یقین نہیں کیونکہ وہ اللہ کی قدرت کا انکار کرتے ہیں لیکن جب یہ کشتی لہروں کے سچ پھنسی ہو اور

ڈوبنے کے قریب ہو اور ان کافروں کو جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں اپنے سامنے موت دکھائی دینے لگے تب

یہ لوگ اللہ کو پکارنے لگتے ہیں، تب انہیں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اب ہمیں اس موت سے اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا اور انہیں یہ یقین ہو جاتا ہے کہ ہمارے باطل معبودوں کو اس وقت پکارنا بیکار ہے اس لئے کہ وہ کچھ کر ہی نہیں سکتے، تو اس وقت یہ لوگ اللہ کو پکارنے لگتے ہیں۔ سورۃ یونس کی آیت نمبر ۲۲ میں فرمایا گیا تھی إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِكِ وَجَرْتُمْ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنِ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ اللہ ہی تو ہے جو تمہیں خشکی میں بھی اور سمندر میں بھی سفر کراتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور یہ کشتیاں لوگوں کو لیکر خوشگوار ہوا کے ساتھ پانی پر چلتی ہیں اور لوگ اس بات پر خوش ہوتے ہیں تو اچانک انکے پاس تیز آمدگی آتی ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی ہیں اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ہر طرف سے گھیر لے گئے ہیں تو اس وقت وہ لوگ خلوص کے ساتھ اللہ ہی پر بھروسہ رکھ کر اسے پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ! اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے نجات دیدی تو ہم ضرور بالضرور شکر گزار لوگوں میں شامل ہو جائیں گے۔

﴿درس نمبر ۱۹۰۰﴾ وہ دنیوی زندگی کی پونجی ہے ﴿الشوریٰ ۳۶ تا ۳۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَمَا أَوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْأَثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ۝ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۖ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ۖ وَهُمْ يَرْزُقْنَهُمْ يَنْفِقُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَمَا أَوْتِيْتُمْ تم دئے گئے ہو مِّنْ شَيْءٍ کوئی چیز فَمَتَاعُ تو سامان ہے الْحَيَاةِ الدُّنْيَا زندگی دنیا کا و اور مَا جُودِ اللہ کے پاس ہے خَيْرٌ وہ کہیں بہتر و اور أَبْقَىٰ بہت پائیدار ہے لِلَّذِينَ ان لوگوں کے لیے جو آمَنُوا ایمان لائے و اور عَلَىٰ رَبِّهِمْ اپنے رب ہی پر يَتَوَكَّلُونَ وہ بھروسہ کرتے ہیں و اور الَّذِينَ وہ لوگ جو يَجْتَنِبُونَ بچتے ہیں كَبِيرَ الْأَثْمِ کبیرہ گناہوں سے و اور الْفَوَاحِشَ بے حیائیوں سے و اور إِذَا مَا جب غَضِبُوا وہ غصے ہوتے ہیں هُمْ تُوَدَّ يَغْفِرُونَ معاف کر دیتے ہیں و اور الَّذِينَ وہ لوگ جنہوں نے اسْتَجَابُوا حکم مانا لِرَبِّهِمْ اپنے رب کا و اور أَقَامُوا انہوں نے قائم کی الصَّلَاةَ نماز و اور أَمْرُهُمْ ان کا کام ہے شُورَى مشورہ کرنا بَيْنَهُمْ آپس میں و اور هُمْ اس میں سے جو رَزَقْنَهُمْ ہم نے ان کو دیا يَنْفِقُونَ وہ خرچ کرتے ہیں

ترجمہ:- غرض تمہیں جو کوئی چیز دی گئی ہے وہ دنیوی زندگی کی پونجی ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ان لوگوں کے لئے کہیں بہتر اور پائیدار ہے جو ایمان لائے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو وہ درگزر سے کام لیتے ہیں اور جنہوں نے اپنے پروردگار کی بات مانی ہے اور نماز قائم کی ہے اور ان کے معاملات آپس کے مشورے سے طے ہوتے ہیں اور ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے وہ (نیکی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تمہیں جو کوئی چیز دی گئی ہے وہ دنیوی زندگی کی پونجی ہے۔

۲۔ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ان لوگوں کے لئے کہیں بہتر اور پائیدار ہے جو ایمان لائے ہیں۔

۳۔ یہ لوگ اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

۴۔ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔

۵۔ جب انہیں غصہ آتا ہے تو درگزر سے کام لیتے ہیں۔

۶۔ جنہوں نے اپنے پروردگار کی بات مانی ہے اور نماز قائم کی ہے۔

۷۔ ان کے معاملات آپس کے مشورے سے طے ہوتے ہیں۔

۸۔ ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے وہ لوگ نیکی کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ دنیا کی رونق اور چاندنی سے دھوکہ کھانے سے آگاہ کر رہے ہیں کہ جو کچھ تمہیں اس دنیا میں دیا گیا ہے وہ تو بس یہیں دنیا تک محدود ہو کر رہ جائے گا تم یہاں کی دولت اور سکون کو آخرت میں نہیں لے جا سکتے اور یہ ایک دن ختم بھی ہو جائے گی یہ ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے لیکن جو کوئی اس دنیا کی کمائی کو چھوڑ کر آخرت کی کمائی کرتا ہے تو وہ کمائی اللہ کے پاس محفوظ ہے اور یہ ہمیشہ باقی رہنے والی بھی ہے، جو ایمان والے ہوتے ہیں وہ لوگ آخرت کی کمائی کی فکر کرتے ہیں، دنیا کے پیچھے پڑنا اور دنیا کمانے کی فکر ہی میں رہ جانا یہ ایمان والوں کی نہیں بلکہ کافروں کی نشانی ہے، اور مومن تو ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اسے پتا ہے کہ جس رب نے اسے پیدا کیا ہے وہ اسکی زندگی کا ذمہ دار ہے اور وہ اسی بات پر بھروسہ کر کے زندگی گزارتا ہے، جو کچھ اسے اس دنیا میں ملتا ہے وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور اسے اپنے حق میں کافی اور بہتر سمجھتا ہے اور اپنے سارے معاملات اسی اللہ کے سپرد کرتا ہے، یہ ہے ایک مومن کی نشانی کہ وہ اس فانی دنیا کے پیچھے نہ بھاگے بلکہ آخرت کی فکر میں لگا رہے، چند اور صفات مومنین کی بیان کی جا رہی ہیں کہ یہ مومن ایسے ہیں جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں، بڑے گناہوں سے مراد جیسے شرک، قتل، والدین کی نافرمانی، اور بے حیائی کے کام اور ہر وہ کام جو شریعت کی نظر میں

براسمجھا جائے جیسے چغلی، غنیت، جھوٹ، زنا، چوری وغیرہ ان تمام سے مومن پرہیز کرتے ہیں اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو وہ اللہ کی خاطر اپنے غصہ کو پی جاتے ہیں اور معاف کر دیتے ہیں، یہ بھی ایک اہم صفت ہے جو ایک مومن کے اندر ہونی چاہئے، سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۳ میں بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی یہ صفت بیان کی وَالْكَافِرِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وہ لوگ ایسے ہیں کہ جو غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ درگزر کا معاملہ کرتے ہیں۔ امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ مکہ میں انہیں برا بھلا کہا جاتا تھا، مگر اس پر وہ اپنے غصہ کو پی جاتے تھے اور انہیں معاف فرما دیتے تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی کہ جب وہ اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا مال خرچ کرتے تو لوگ انہیں برا بھلا کہتے تھے مگر پھر بھی وہ بردباری سے کام لیتے۔ (التفسیر المبین - ج ۲۵، ص ۸۰)

یہ مومن ایسے ہیں جو اپنے رب کے ہر حکم اور ہر فیصلہ کو سچے دل سے قبول کرتے ہیں اور دیگر فرائض جیسے نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا یہ بھی بخوبی انجام دیتے ہیں، یعنی چاہے مالی عبادت ہو یا بدنی عبادت ہر دو پر یہ لوگ خوشی خوشی عمل کرتے ہیں اور انہیں کوئی چیز ان احکامات پر عمل کرنے سے نہیں روکتی اور یہ بھی کہ یہ لوگ اپنے ہر اہم فیصلہ میں ایک دوسرے سے مشورہ بھی کرتے ہیں، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی قوم مشورہ کرتی ہے تو انہیں ہدایت دی جاتی ہے اور انکے معاملہ میں انکی رہنمائی بھی کی جاتی ہے، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ۔ (الدر المسثور - ج ۷، ص ۳۵۷) امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اور نماز کا حکم دیا تو اسے ادا کرنے لگ گئے۔ (التفسیر المبین - ج ۲۵، ص ۸۰) انہی عمدہ صفات کا نتیجہ تھا کہ لوگ اسلام سے متاثر ہو کر اسلام میں داخل ہونے لگے، یہی وہ عمدہ صفات ہیں کہ جنکے ذریعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑی سے بڑی طاقت کو کمزور کر دیا، اگر آج بھی مسلمان ان صفات کو اپنے اندر بسالیں تو یقیناً وہی پرانا دور ضرور لوٹ کر آئے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۰﴾ جب ان پر کوئی زیادتی ہوتی ہے تو وہ اپنا دفاع کرتے ہیں ﴿الشوریٰ ۳۹-تا-۴۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ۝ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور الذین وہ لوگ جو إذا کہ جب أصابہم ان کو پہنچتا ہے البغی ظلم ہم تو وہ

يَنْتَصِرُونَ بدلے لیتے ہیں وَاذْجُرُوا سَيِّئَةً برائی کا بدلہ سَيِّئَةً برائی ہے مِمَّا هِيَ اِسى کی مثل فَمَنْ يَمْشِ بِرِجْلِ عَقْفَا
معاف کر دے وَاذْصَلِّحْ صِلْحَ كَرَلِ فَأَجْرُكَ تَوَاسُ كَا جِر عَلٰى اللّٰهِ اللّٰهِ كے ذمہ ہے اِنَّهُ بِلَا شِبْهِ وَه لَا يُحِبُّ
پسند نہیں کرتا الظَّالِمِينَ ظالموں کو وَاذْلَمِنَ الْبَيْتِ جَسْ نَے اَنْتَصَرَ بَدَلْ لِيَا بَعْدَ ظَلْمِهِ اِپنے آپ پر ظلم ہونے
کے بعد فَاوَلَيْكَ تَوَبٰى لُوْگ ہيں مَّا كَہ نَہيں ہيں عَلَيْهِمْ اِن پَر قَمِن كُوْنِي سَبِيْل رَاسْتِ

ترجمہ:- اور جب ان پر کوئی زیادتی ہوتی ہے تو وہ اپنا دفاع کرتے ہیں اور کسی برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی
ہے، پھر بھی جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح سے کام لے تو اس کا ثواب اللہ نے ذمے لیا ہے، یقیناً وہ ظالموں کو پسند
نہیں کرتا اور جو شخص اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد (برابر کا) بدلہ لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں ہے۔

تشریح:- ان تیس آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب ان پر کوئی زیادتی ہوتی ہے تو یہ لوگ اپنا دفاع کرتے ہیں۔

۲۔ کسی برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے۔

۳۔ مگر پھر بھی کوئی معاف کر دے اور اصلاح سے کام لے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ میں ہے۔

۴۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

۵۔ جو شخص اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد برابر کا بدلہ لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔

ان آیتوں میں بھی اللہ تعالیٰ ان مومنوں کی صفات ہی بیان فرما رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ جب ان مومنوں پر ظلم
وزیادتی کی جاتی ہے تو یہ لوگ اس ظلم وزیادتی سے اپنا سچاؤ کرتے ہیں، اس لئے کہ ظلم سہنا بھی ایک گناہ ہے اس لئے کہ
اس سے ظالم کو ہمت ملتی ہے اور ظلم کے خلاف آواز اٹھانا تنگی ہے اور یہ مومنوں کی شان ہے اور اس لحاظ سے بھی یہ
لوگ اس ظلم کے خلاف اپنا دفاع کرتے ہیں کہ ظلم کا سہنا یہ بزدلی کی علامت ہے اور مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا بلکہ
بہادر ہوتا ہے یہی خاص صفت مسلمانوں کی یہاں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی کہ وہ لوگ بہادر اور شجاع ہوتے ہیں نہ
کہ بزدل۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ مومن اس بات کو ناپسند کرتے تھے
کہ عاجزی کا اظہار کریں اور جب وہ قادر ہو جاتے تو درگزر کا معاملہ کرتے۔ اور حضرت سدی علیہ الرحمہ نے اس
آیت کے بارے میں فرمایا کہ وہ مومن ایسے ہیں کہ وہ ان سے بدلہ لینے میں حد سے نہیں بڑھتے۔ اور ابن جریج رحمہ
اللہ کی رائے یہ ہے کہ اس آیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ پر زیادتی کی گئی اور آپ کے خلاف
بغاوت بھی کی گئی اور آپ کو جھٹلایا بھی گیا هُمْ يَنْتَصِرُونَ کا معنی یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تلوار سے بدلہ لیتے
ہیں۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷، ص، ۳۵۷) جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مشرکین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف بغاوت کی اور انہیں تکلیفیں دین حتیٰ کہ انہیں مکہ سے باہر نکال

دیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں ہجرت کا حکم فرمایا اور انہیں دوسری زمین میں ٹھکانہ دیا اور پھر انکی ان لوگوں کے خلاف مدد کی جنہوں نے انکے خلاف بغاوت کی تھی، اسی بات کو سورہ حج کی آیت نمبر ۳۹ میں فرمایا گیا اِنَّ لِلَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ بِاَنفُسِهِمْ ظُلْمًا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لڑنے کی اجازت دی اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا اور یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ ان مومنین کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶، ص ۳۹) اللہ تعالیٰ نے انتقام اور بدلہ لینے کے بارے میں بھی بالکل واضح طور پر کہہ دیا کہ بدلہ لینے میں برابری کا معاملہ کیا جائے یعنی جو تکلیف اور جس قسم کی تکلیف آپ کو پہنچی ہے اتنی ہی آپ سامنے والے کو دے سکتے ہیں، اس سے زیادہ کی تکلیف دینا آپ کو ظالم میں شمار کیا جائیگا چنانچہ فرمایا وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا کہ برائی کا بدلہ اسی جیسی ہی برائی ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ اگر آپ کو اس ظالم پر قدرت حاصل ہو جائے اور وہ زیر ہو کر آپ کے سامنے آجائے تو اس صورت میں آپ کو بدلہ لینے کا بھی اختیار ہے مگر اسے معاف کر دینا اور اسکے ساتھ اصلاح کا معاملہ کرنا یہ زیادہ ثواب کا کام ہے، فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاجْزَاهُ عَلٰى اللّٰهِ کہ جس نے درگزر کا معاملہ کیا اور اصلاح کا تو اسکا ثواب دینا اللہ کے ذمہ ہے۔ سورہ انعام کی آیت نمبر ۱۶۰ میں فرمایا گیا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ اِلَّا مِثْلَهَا کہ جس نے کوئی برائی کی ہو تو اسے اس جیسی برائی ہی کا بدلہ دیا جائیگا۔ حضرت سدی علیہ الرحمہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ جب تمہیں کوئی برا بھلا کہے تو تم بھی اسی قدر اسے برا بھلا کہو لیکن حد سے نہ بڑھنا۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۰، ص ۵۲۵) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو برا بھلا کہنے والوں میں سے برا بھلا کہنے کا گناہ اس پر ہوگا جس نے اسے شروع کیا جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھ جائے۔ (ترمذی ۱۹۸۱) یعنی اگر کوئی آپ کو برا بھلا کہے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ آپ بھی اسے برا بھلا کہیں لیکن اس برا بھلا کہنے میں حد سے زیادہ نہ بڑھیں ورنہ آپ پر اس زیادتی کا گناہ ہوگا۔ فَمَنْ اَعْتَدٰى عَلٰیكُمْ فَاَعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اَعْتَدٰى عَلَیْكُمْ کہ جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی جو اب اس پر زیادتی کرو مگر اس زیادتی سے آگے نہ بڑھنا جو پہلے والے نے تم پر کی ہے۔ (بقرہ ۱۹۴)، لیکن بہتر اور ثواب کی بات یہی ہے کہ آپ سامنے والے کو معاف فرمادیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ درگزر کا معاملہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی عزت ہی میں اضافہ کرتے ہیں۔ (ترمذی ۲۰۲۹) اللہ تعالیٰ صاف طور پر فرماتا ہے ہیں کہ وہ کسی بھی ظلم کرنے والے کو پسند نہیں کرتا اسلئے کہ ظلم کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمادیا اِنِّیْ حَرَمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُهُ بَیْنَكُمْ حُرْمًا مِّمَّا حَرَّمَ عَلٰی نَفْسِیْ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور اسے تمہارے لئے بھی حرام فرمادیا، (مسلم ۲۵۷۷) تو جو حرام کرتا ہے وہ کیسے اللہ کا پسندیدہ ہو سکتا ہے؟ لیکن ہاں! اگر برابر کا بدلہ لیا جائے جس میں کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ ہو تو یہ جائز ہے اور اس پر کسی قسم کا کوئی مواخذہ نہیں ہے وَلَمَنْ اَنْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِہٖ فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْہُمْ مِنْ سَبِیْلِ۔

﴿درس نمبر ۱۹۰۲﴾ الزام تو ان پر ہے جو بلا وجہ لوگوں پر ظلم کریں ﴿الشوریٰ ۳۲-۳۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ الْأُمُورِ ۝ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَائِلٍ ۗ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِنْ سَبِيلٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- انما بس السبیل راستہ تو علیٰ الذین ان لوگوں پر ہے جو یظلمون ظلم کرتے ہیں الناس لوگوں پر و اور یبغون سرکشی کرتے ہیں فی الارض زمین میں بغیر الحق ناحق اولئک یہی لوگ ہیں لہم ان کے لیے ہے عذاب الیم دردناک عذاب و اور لمن البتہ جس نے صبر صبر کیا و اور غفر معاف کر دیا ان بے شک ذلك یہ لمن عزم الامور البتہ ہمت کے کاموں سے ہے و اور من جسے یضلیل گمراہ کر دے اللہ اللہ فَمَا لَهُ تو نہیں ہے لہ اس کے لیے من کوئی وائیل کار ساز من بَعْدِهِ اس کے بعد و اور تری آپ دیکھیں گے الظالمین ظالموں کو لَمَّا رَأَوْا وہ دیکھیں گے الْعَذَابِ عذاب یَقُولُونَ تو وہ کہیں گے کہ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِنْ سَبِيلٍ کیا لوٹ کر جانے کا کوئی راستہ ہے؟

ترجمہ:- الزام تو ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے اور زمین میں ناحق زیادتیان کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جو کوئی صبر سے کام لے اور درگزر کر جائے تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اس کے بعد کوئی نہیں ہے جو اس کا مددگار بنے اور جب ظالموں کو عذاب نظر آجائے گا تو تم انہیں یہ کہتا ہوا دیکھو گے کہ کیا واپس جانے کا بھی کوئی راستہ ہے؟

تشریح:- ان تیں آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ الزام تو ان پر ہے جو لوگوں پر بلا وجہ ظلم کریں۔ ۲۔ زمین میں ناحق سرکشی کریں۔

۳۔ ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۴۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کوئی صبر سے کام لے اور درگزر کر جائے تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے۔

۵۔ جسے اللہ گمراہ کر دے تو اس کے بعد کوئی نہیں جو اس کا مددگار بنے۔

۶۔ جب ظالموں کو عذاب نظر آجائے گا تو آپ انہیں یہ کہتے ہوئے دیکھو گے کہ کیا واپس جانے کا بھی کوئی راستہ ہے؟

پچھلی آیت میں فرمایا گیا کہ جو کوئی اپنے اوپر زیادتی ہونے کے بعد اس زیادتی کا جواب دے اور اس

جواب دینے میں برابری کا معاملہ کرے تو ایسے شخص پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اب گناہ کس پر ہوگا؟ بیان کیا جا رہا ہے کہ جو کوئی لوگوں پر بلا وجہ ظلم کرتا ہو اور زمین میں ناسحق سرکشی کرتا ہو تو ایسا شخص اللہ کے سامنے جوابدہ ہوگا اور اسے اس سرکشی اور ظلم کی بڑی دردناک سزا دی جائے گی اس سے پتہ چلا کہ ظلم کی شروعات کرنا اور لوگوں کو ایذا اور تکلیفیں دینا یہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور اس جرم پر اللہ تعالیٰ انہیں سخت سے سخت سزا دیگا، لیکن اگر کوئی ہم پر ظلم کرے اور ہمیں ستائے تو ہمیں یہ حق اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ ہم اسکا پلٹ کر جواب دیں لیکن اس جواب دینے میں حد سے نہ بڑھیں مثلاً اگر کسی نے ہمیں بلا وجہ دو تھپڑ مارے ہوں تو ہمیں یہ اختیار ہے کہ ہم بھی اسے دو ہی تھپڑ ماریں، اس سے زیادہ مارنا یہ پھر ظلم ہوگا اور بدلہ لینے میں حد سے بڑھنا ہوگا جس پر ہمیں سزا دی جائے گی کہ تم نے اس حد سے کیوں تجاوز کیا؟ لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ بدلہ لینا کوئی بڑی اور ہمت کی بات نہیں ہے، ہمت کی بات تو یہ ہے کہ انسان بدلہ لینے کی طاقت رکھنے کے باوجود بدلہ نہ لے بلکہ اس پر صبر کرے اور معاف کر دے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اے اللہ! تیرے بندوں میں سب سے زیادہ باعزت شخص کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ وہ شخص جو بدلہ لینے کی طاقت رکھنے کے باوجود سامنے والے کو معاف کر دے۔ (شعب الایمان للبیہقی ۷/۹۷۴) ظلم کرنے والوں کے لئے دردناک عذاب کی وعید سننے کے بعد اللہ تعالیٰ ان ظالموں اور کافروں کا حال بیان کر رہے ہیں جبکہ وہ قیامت کے دن عذاب کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھیں گے چنانچہ فرمایا کہ پہلے تو یہ جان لو کہ جو کوئی لوگوں پر ظلم و ستم کرتا ہے، لوگوں کو پریشان کرتا ہے ایسا شخص بھٹکا ہوا اور گمراہ شخص ہے کہ اس کے اعمال نے اسے گمراہی میں ڈھکیل دیا تو ایسے شخص کو اللہ بھی ہدایت نہیں دیتے بلکہ اسے گمراہی میں رکھتے ہیں کسی میں یہ قوت نہیں کہ اس گمراہ شخص کو ہدایت پر لاسکے جب تک کہ اللہ کی مرضی اس میں شامل حال نہ ہو اور اللہ کی مرضی اسی وقت شامل حال ہوتی ہے جبکہ بندہ خود ان برے کاموں سے نکل کر ہدایت کی جانب آنا چاہے، ایسے گمراہ اور ظالم لوگوں کا حال قیامت کے دن جب وہ عذاب کو اپنی ہی آنکھوں سے دیکھیں گے تو تب کہنے لگیں گے کہ کیا یہاں سے باہر نکلنے کا اور اس عذاب سے بچنے کا کوئی راستہ ہے؟ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جب یہ کفار اپنی ہی آنکھوں سے عذاب کو دیکھیں گے تب وہ اس سے بچنے کی فکر کریں گے، وہ اس لئے کہ دنیا میں ان سے اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی کتاب میں کئی بار فرمایا کہ اگر تم میرے برے اعمال کرتے رہو گے تو تمہیں اس قسم کا عذاب ملے گا تو وہ لوگ اس وعید کو مذاق میں لیا کرتے تھے کہ یہ سب بولنے کی باتیں ہیں، ہونے والا کچھ نہیں ہے، اور انہیں ان کہی ہوئی باتوں پر یقین نہیں آتا، چونکہ یہ خود اس عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو اس وقت انہیں یقین آجائیگا کہ ہاں! جس عذاب سے ہمیں ڈرایا جاتا تھا وہ یہی ہے، اب وہ اسے جھٹلاتے نہیں سکتے اس لئے وہاں کہنے لگیں گے کہ اب تو ہمیں یقین ہو گیا کہ یہ عذاب ہمارے ہی لئے ہے اگر

ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تو ہم اس عذاب سے بچنے کے لئے اعمال کریں گے، جیسا کہ سورۃ النعام کی آیت نمبر ۲۷ اور ۲۸ میں فرمایا گیا وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وَقَفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبُ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بَلْ بَدَأ لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ کہ جب آپ انہیں آگ کے پاس کھڑے دیکھیں گے تو وہ کہہ رہے ہوں گے کہ کاش! ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جاتا تو ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہیں جھٹلائیں گے اور ہم ایمان لانے والوں میں سے بن جائیں گے، بلکہ انکے لئے وہ چیز ظاہر ہو جائے گی جو وہ لوگ اس سے قبل چھپایا کرتے تھے اور اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا بھی جائے تب بھی یہ لوگ وہی عمل کریں گے جن سے انہیں روکا گیا تھا، یہ لوگ اپنی باتوں میں جھوٹے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۹۰۳﴾ اللہ جس کو گمراہ کر دے اس کے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ﴿الشوریٰ ۳۵-۳۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَتَرَهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَشِيعِينَ مِنَ النَّارِ يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۝ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- و اور ترہم آپ ان کو دیکھیں گے يُعْرَضُونَ کہ وہ پیش کیے جائیں گے عَلَيْهَا اس پر خَشِيعِينَ جھکے ہوئے مِنَ النَّارِ ذلت کی وجہ سے يَنْظُرُونَ وہ دیکھتے ہوں گے مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ کن آنکھیوں سے و اور قال کہیں گے الَّذِينَ وہ لوگ جو آمَنُوا ایمان لائے إِنَّ بلاشبہ الْخَاسِرِينَ خسارہ پانے والے تو الَّذِينَ وہی لوگ ہیں جنہوں نے خَسِرُوا و خسارے میں ڈالا أَنفُسَهُمْ اپنے آپ کو و اور أَهْلِيهِمْ اپنے گھر والوں کو يَوْمَ الْقِيَامَةِ قیامت کے دن آگ آگاہ رہو! إِنَّ بلاشبہ الظَّالِمِينَ ظالم لوگ ہی فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ دائمی عذاب میں ہوں گے و اور مَا نہیں کَانَ ہوں گے لَهُمْ ان کے لیے مِنْ کوئی أَوْلِيَاءَ دوست يَنْصُرُونَهُمْ جو ان کی مدد کرے مِنْ دُونِ اللَّهِ سوائے اللہ کے و اور مَنْ جس کو يُضِلِلِ گمراہ کر دے اللہ فَتَا تو نہیں ہے لَهُ اس کے لئے مِنْ کوئی سَبِيلٍ راستہ

ترجمہ:- اور تم انہیں دیکھو گے کہ دوزخ کے سامنے انہیں اس طرح پیش کیا جائے گا کہ وہ ذلت کے مارے جھکے ہوئے کن آنکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ کہہ رہے ہوں گے کہ واقعی اصل خسارے میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈال دیا

، یاد رکھو کہ ظالم لوگ ایسے عذاب میں ہون گے جو ہمیشہ قائم رہے گا اور ان کو ایسے کوئی مددگار میسر نہیں آئیں گے جو اللہ کو چھوڑ کر ان کی مدد کریں اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لئے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔

تشریح:۔ ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ تم انہیں دیکھو گے کہ انہیں دوزخ کے سامنے اس طرح پیش کیا جائیگا کہ وہ ذلت کے مارے جھکے ہوئے کن انکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے۔

۲۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ کہہ رہے ہوں گے کہ واقعی اصل خسارے میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈال دیا۔

۳۔ یاد رکھو! ظالم لوگ ایسے عذاب میں ہوں گے جو ہمیشہ قائم رہیگا۔

۴۔ انہیں کوئی ایسا مددگار نہیں ملے گا جو انکی مدد کر سکے سوائے اللہ کے۔

۵۔ اللہ جسے گمراہ کر دے اسکے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں۔

ان آیتوں میں بھی انہی دوزخیوں کے حالات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ جب یہ کافر و ظالم لوگوں کو دوزخ کے سامنے پیش کیا جائے گا تو وہ لوگ ذلت کے مارے آنکھ تک اٹھا نہیں سکیں گے اور ان پر ایسا خوف طاری ہوگا کہ آنکھ سے آنکھ ملانے کی بھی ان میں ہمت نہیں ہوگی اور وہ کن انکھیوں سے چوری چوری دیکھیں گے کہ کیا ہو رہا ہے؟ اور انکے لئے کیا احکام جاری کئے جا رہے ہیں، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جن لوگوں کی حالت بیان کی گئی ہے اس سے مراد خاص طور پر آل فرعون ہیں کہ جنگی روحمیں کالے پردوں کے جسموں میں ڈالی گئی ہیں جنکا گزر صبح و شام جہنم پر ہوتا ہے، یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۶، ص، ۴۵) اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد عام مشرکین ہیں کہ جن کے سامنے انکی قبروں میں انکے گناہ پیش کئے جاتے ہیں اور وہ اپنے قبروں میں عذاب پر پیش کئے جاتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۶، ص، ۴۵)۔ جب مومن ان مشرکوں کا حال قیامت کے دن دیکھیں گے تو کہیں گے کہ حقیقت میں تو خسارہ میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال لیا اس لحاظ سے کہ وہ لوگ ہمیشہ کے عذاب میں ہوں گے، اپنا تو نقصان کیا ہی ساتھ میں اپنے گھر والوں کا بھی نقصان کیا وہ اس لحاظ سے کہ گھر والوں کی ذمہ داری خود گھر کے ذمہ دار شخص پر رہتی ہے تو جب یہ انکی صحیح رہنمائی نہیں کیا تو وہ لوگ بھی جہنم میں ہی جائیں گے اور اس وقت وہ ان گھر والوں کی کوئی مدد بھی نہیں کر سکے گا، اس طرح خود بھی دوزخی ہو اور گھر والوں کو بھی اسی راہ پر لے آیا اور اگر اسکے گھر والے ایمان والے ہوں گے تو اس وقت وہ لوگ تو جنت میں ہوں گے اور یہ جہنم میں تب تو ان دونوں کے درمیان میں جدائیگی پڑ جائے گی، یہ گھر والوں سے الگ ہو جائے گا اور گھر والے اس سے الگ ہو جائیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان جیسے ظالموں کے لئے دردناک اور ہمیشہ کی سزا ہے کہ نہ تو اس سزا میں کسی قسم کی

کی کی جائے گی اور نہ ہی اس سزا سے انہیں کبھی نجات ملے گی، اس آیت کے آخری جملہ **أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقْتَدِمٍ** کے بارے میں امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مومنین کی آخری بات ہوگی جو وہ کہیں گے، (التفسیر المنیر - ج ۲۵، ص ۹۵) اور امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ بات مومن کہیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں سے اللہ تعالیٰ کے کلام کی ابتدا ہو رہی ہو اس لئے کہ اگلا جملہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ (تفسیر قرطبی - ج ۱۶، ص ۲۶) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جب ان کافروں کو عذاب میں ڈالا جائیگا تو اس وقت ان کافروں کی کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوگا جو انہیں اس عذاب سے بچا سکے، یہ تو بات ہوئی قیامت کے دن کی لیکن دنیا میں بھی جب اللہ تعالیٰ نے انکے حق میں انکی بد اعمالیوں کی وجہ سے گمراہی لکھ دی تو اب کوئی انہیں اس گمراہی سے نکال کر سیدھے راستہ پر نہیں لاسکتا چاہے کتنی ہی محنت کیوں نہ کر لے، جب اللہ تعالیٰ نے کسی کے حق میں کوئی فیصلہ کر دیا تو اب کوئی اس فیصلہ کو بدل نہیں سکتا **يَقِيْنًا اللّٰهُ يُضِلُّهُ وَمَنْ يَشَاءُ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (الانعام ۴۹)** کہ اللہ جسے چاہے گمراہ کر دے اور جسے چاہے سیدھے راستے پر ڈال دے۔ ان جیسی آیتوں میں ہمیشہ یہ بات ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے اعمال کے حساب سے فیصلہ کرتا ہے، جسے چاہے وہ ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہے گمراہ کرتا ہے کامطلب یہی ہے کہ جس کے اعمال اچھے ہوں گے اور وہ ایمان والا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے ایمان کے اسباب پیدا کرتا ہے اور اگر کوئی برے اعمال کرنے والا ہو اچھے اعمال اسے نہ آتے ہوں تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ انہی اعمال میں چھوڑ دیتا ہے یعنی گمراہی میں۔

﴿درس نمبر ۱۹۰۴﴾ اس دن تمہارے لئے بچنے کی کوئی جگہ نہیں ہوگی ﴿الشوریٰ ۴۷-۴۸﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّآتِيَنَّ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَا يَوْمَئِذٍ
وَمَا لَكُمْ مِّنْ تَكْوِيْنٍ ۙ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَا اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْنَا اِلَّا
الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّا اِذَا اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِثْرًا رَّحْمَةً فَرِحَ بِهَا ؕ وَاِنْ نَّصَبْنَاهُمْ سَبِيْعَةً مِّمَّا قَدَّمْتُمْ
اَيْدِيَهُمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۙ

لفظ بہ نظر ترجمہ:- اِسْتَجِيْبُوْا تم حکم قبول کرو لِرَبِّكُمْ اپنے رب کا مِّنْ قَبْلِ اس سے پہلے اَنْ يَّآتِيَنَّ کہ آجائے
يَوْمٌ وہ دن آلا نہیں ہے مَرَدَّ پھر نالہ اس کے لیے مِّن اللّٰهِ اللہ کی طرف سے مَا نہیں ہوگی لَكُمْ تمہارے لیے
مِّنْ مَّلْجَا کوئی جائے پناہ يَوْمَئِذٍ اس دن وَا اور ماء ہوگا لَكُمْ تمہارے لیے مِّنْ تَكْوِيْنٍ انکار کرنا فَاِنْ پھر
اگر اَعْرَضُوْا وہ منہ موڑیں فَمَا تو نہیں اَرْسَلْنَا ان پر حَفِيْظًا کوئی نگران اِنْ

نہیں ہے عَلَيكَ اَبْ كے ذمے اِلَّا اَمْرُ الْبَلٰغِ پھنچا دینا ہی وَا وِرَاثًا بِلَا شِبْهِہِم اِذَا جَب اَذَقْنَا پچھاتے ہیں اِلْاِنْسَانَ انسان کو مِثْلًا اپنی طرف سے رَحْمَةً رَحْمَتِ قَرِيْح تُو دہ خوش ہوتا ہے پھا اس کے ساتھ وَا وِرَاثًا اِگر تُصَيِّبُهُمْ ان کو پھنچتی ہے سَيِّئَةً کوئی تکلیف پمنا بہ سبب ان کے جُو قَدَّمَتْ اَگے بھیجے اَيِّدِيْہُمْ ان کے ہاتھوں نے فِرَانَ تُو بلا شبہ اِلْاِنْسَانَ انسان كَفُوْرٌ بہت ہی ناشکرا ہے

ترجمہ:- (لوگو!) اپنے پروردگار کی بات اس دن کے آنے سے پہلے پہلے مان لو جسے اللہ کی طرف سے ٹالا نہیں جائے گا، اس دن تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی اور نہ تمہارے لئے پوچھ گچھ کا کوئی موقع ہوگا، (اے پیغمبر!) یہ لوگ اگر پھر بھی منہ موڑیں تو ہم نے تمہیں ان پر نگراں بنا کر نہیں بھیجا ہے، تم پر بات پھنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے اور (انسان کا حال یہ ہے کہ) جب ہم انسان کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اس پر اتر جاتا ہے اور اگر خود اپنے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ سے ایسے لوگوں کو کوئی مصیبت پیش آجاتی ہے تو وہی انسان پکانا شکر ابن جاتا ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اپنے پروردگار کی بات اس دن کے آنے سے پہلے مان لو جسے اللہ کی طرف سے ٹالا نہیں جائے گا۔
- ۲۔ اس دن تمہارے لئے بچنے کی کوئی جگہ نہیں ہوگی۔ ۳۔ نہ تمہارے لئے پوچھ گچھ کا کوئی موقع ہوگا۔
- ۴۔ اے پیغمبر! اگر پھر بھی یہ لوگ منہ موڑیں تو ہم نے تمہیں ان پر نگراں بنا کر نہیں بھیجا۔
- ۵۔ تم پر بات پھنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
- ۶۔ انسان کا حال یہ ہے کہ جب ہم انسان کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اس پر اتر جاتا ہے۔
- ۷۔ اگر خود اپنے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ سے ایسے لوگوں پر کوئی مصیبت پیش آجاتی ہے تو وہی انسان نا شکر ابن جاتا ہے۔

کفار اور انہیں ملنے والی سزاوں اور مومنین اور انہیں ملنے والے انعامات بیان کئے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اصل مقصد بیان کر رہے ہیں کہ اے انسانو! تم نے دیکھ لیا کہ اچھے کام کرنے والوں کے لئے کیا ملنے والا ہے اور برے کام کرنے والوں کو کیا ملنے والا ہے؟ تم سب کچھ جان گئے ہو تو اب تمہیں چاہئے کہ تم اللہ تعالیٰ کی پکار پر لبیک کہو اور اس پر ایمان لے آؤ اور اسکی توحید کا اقرار کر لو تا کہ تم اس عذاب سے بچ جاؤ جو بے ایمانوں کے لئے تیار کیا گیا ہے اور ان نعمتوں کو پالو جو مومنوں کے لئے تیار کئے گئے ہیں اور تمہارے لئے یہ سب کرنے کا وقت اس دن سے پہلے پہلے ہے جس دن تباہی ہوگی اور دنیا ختم ہو جائے گی یا پھر اس دن کے آنے سے پہلے جس دن تمہاری آنکھیں اس دنیا سے بند ہو جائیں گی اور یہ دن ایسا دن ہے کہ تم اس دن کو کتنا بھی ٹالنا چاہو نہیں ٹال سکو گے، چاہے وہ

موت کا دن ہو یا قیامت کا یہ دو دن بھی آ کر ہی رہیں گے اور کوئی اس سے بھاگ نہیں سکے گا کہ یہاں سے بھاگ کر کسی اور جگہ پناہ لے لی جائے، يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفْزُورُ کہ جس دن انسان کہے گا کہ کہاں ہے بھاگنے کی جگہ؟ (القیامہ ۱۰) اور اس دن جب تمہارا اعمال نامہ تمہارے سامنے پیش کیا جائے گا تو تم ان اعمال کا انکار بھی نہیں کر پاؤ گے کہ یہ اعمال میں نے نہیں کئے تھے کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ تمہارے اعضاء جیسے کہ ہاتھ پیر وغیرہ ان کو گویائی عطا کرے گا اور وہ اس دن ان اعمال سے متعلق گواہی دیں گے کہ ہاں! یہ سب کام اسی نے کئے ہیں تو جب تمہارے اعضاء خود تمہارے خلاف گواہی دیدیں گے تو اب تمہارے پاس جھٹلانے کا کوئی راستہ ہی نہیں ہوگا۔ جیسا کہ سورہ فصلت کی آیت نمبر ۲۲ میں کہا گیا وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَعْتِزُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا آبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ کہ تم گناہ کرتے وقت اس بات سے تو چھپ نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں۔ اتنا سب کچھ بیان کرنے اور سمجھانے کے بعد پھر بھی یہ لوگ اگر نہ سمجھیں اور آپ کی باتوں سے منہ موڑنے لگیں تو اب آپ پر کوئی اور ذمہ داری باقی نہیں رہے گی اور نہ ہی آپ کو ان پر نگران بنا کر بھیجا گیا ہے، آپ کا کام تو بس اتنا ہے کہ آپ انہیں اپنے رب کا پیغام پہنچادیں اور انہیں اس سے آگاہ کر دیں لہذا اب آپ پر کوئی ذمہ داری اللہ کی طرف سے نہیں ڈالی گئی ہے اب وہ ایمان لائیں تو اس ایمان کا فائدہ ہوگا اور اگر ایمان نہ لائیں تو اس کا گناہ بھی انہی کو ہوگا، سورہ فاشیہ کی آیت نمبر ۲۲ میں بھی فرمایا گیا لَنْ نَسْتَعْتِبَهُمْ بِمَعْصِيَتِهِمْ کہ آپ ان پر دروغ بنا کر نہیں بھیجے گئے کہ دیکھیں وہ کیا کر رہے ہیں کیا نہیں؟ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷ میں فرمایا گیا لَنْ نَسْتَعْتِبَكَ هَذَا هُمْ کہ انکو ہدایت پر لانا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے، سورہ رعد کی آیت نمبر ۲۰ میں کہا گیا لَنْ نَسْتَعْتِبَكَ الْبَلَاءُ وَعَلَيْتَ الْحِسَابُ کہ آپ کی ذمہ داری بس ہمارا پیغام پہنچادینا ہے، اب ہمارے ذمہ ہے انکا حساب لینا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح سے تسلی دینے کے بعد اللہ تعالیٰ انسان کی فطرت بیاں فرما رہے ہیں کہ وہ کیوں باطل چیزوں کو چھوڑنے تیار نہیں ہوتا؟ اور اسے پکڑے رہتا ہے؟ چنانچہ فرمایا کہ جب انسان کو ہم اپنی رحمت کے سبب اسے خوشیاں، آسانیاں، راحت، سکون اور مال و دولت عطا کرتے ہیں تو وہ اس پر اترا جاتا ہے اور اس میں ایک اکڑ پیدا ہو جاتی ہے اور اسکے ذہن میں بھی خیال آتا ہے کہ یہ سب کچھ میں نے اپنے دم پر کیا ہے اور جو کچھ مجھے ملا ہے وہ میری اپنی محنت کا نتیجہ ہے، اس میں کسی اور کا دخل ہی نہیں ہے، لیکن پھر جب اس پر پریشانیاں اور مصیبتیں آنی شروع ہو جاتی ہیں اور وہ بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اسکی یہ ساری اکڑ ختم ہو جاتی ہے اور جو وہ پہلے کہتا تھا کہ یہ سب کچھ میں نے خود کیا ہے اور میری محنت سے یہ حاصل ہوا ہے اب ان پریشانیوں کو دیکھ کر وہ اللہ کے سامنے گڑ گڑانے لگتا ہے کیونکہ اب اسے معلوم ہے کہ ان پریشانیوں کو ہٹانا اسکے بس میں نہیں ہے اس لئے وہ اللہ کے سامنے عاجزی کرنے لگتا ہے تا کہ یہ مصیبتیں اس سے ختم

ہو جائیں، ایسا حال ہے انسان کا کہ راحت کے وقت تو اللہ کو یاد تک نہیں کرتا بلکہ وہ اس کی ناشکری کرتا ہے اس طور سے کہ ان نعمتوں کے حصول کو اللہ کی جانب منسوب نہیں کرتا بلکہ اپنی جانب منسوب کرتا ہے لیکن جب مصیبتیں، بیماریاں، رنج و غم پہنچتا ہے تو اس وقت اسے اللہ کی یاد آتی ہے، اللہ تعالیٰ اسی حالت کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ وہ بڑا ناشکر ہے فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُورٌ کہ انسان تو پکنا ناشکر ہے۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے راحت میں بھی اور رنج میں بھی اسلئے کہ شکر کرنے سے اللہ تعالیٰ نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے اور ناشکری کرنے پر عذاب بھیجتا ہے لَمَّا شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَمَّا كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (ابراہیم - ۷) کہ اگر شکر کرو گے تو میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یاد رکھو کہ اس ناشکری کرنے پر تمہیں سخت عذاب ملے گا اور عام طور سے یہ ناشکری کی عادت مردوں سے زیادہ عورتوں میں ہوتی ہے جیسا کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! تم لوگ زیادہ سے زیادہ صدقہ کرو، اس لئے کہ میں نے جہنم میں تمہاری تعداد کو زیادہ دیکھا ہے، کسی صحابیہ نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس لئے کہ تم عورتیں بہت زیادہ شکوہ شکایت کرتی ہو اور اپنے شوہروں کی نافرمانی کرنے میں تم حد سے بڑھ جاتی ہو کہ اگر تمہارا شوہر تمہارے ساتھ برسہا برس اچھا سلوک کرے لیکن کبھی ایک دن وہ اس سلوک کرنے میں کوئی کمی کر دے تو تم فوراً یہ کہہ دیتی ہو کہ تم نے میرے ساتھ کبھی اچھا سلوک کیا ہی نہیں۔ (بخاری ۳۰۴، بخاری ۲۹)۔

﴿درس نمبر ۱۹۰۵﴾ اللہ جس کو چاہے لڑکے اور جس کو چاہے لڑکیاں دیتا ہے ﴿الشوریٰ ۴۹-۵۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ مَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۗ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۗ اِنَّاۤ اِنَّاۤ وَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۗ
 الَّذُوْر ۗ اَوْ يَزُوْرُوْهُمُ ذُوْرًاۙ اِنَّاۤ اِنَّاۤ وَ يَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيْمًا ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اللہ اللہ ہی کے لیے ہے مُلْكُ بادشاہی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی یَخْلُقُ وہ پیدا کرتا ہے مَا يَشَاءُ جو چاہتا ہے يَهْدِي وہ عطا کرتا ہے لَمَّا جسے يَشَاءُ چاہتا ہے اِنَّاۤ اِنَّاۤ اور يَهْدِي وہ عطا کرتا ہے لَمَّا جسے يَشَاءُ چاہتا ہے الَّذُوْر کے اَوْ يَزُوْرُوْهُمُ ملا کر دیتا ہے ان کو ذُوْرًا اِنَّاۤ کے و اِنَّاۤ اِنَّاۤ اور يَجْعَلُ کرویتا ہے مَن جس کو يَشَاءُ چاہتا ہے عَقِيْمًا بانجھ اِنَّهٗ بلاشبہ وہ عَلِيْمٌ خوب جاننے والا قَدِيْرٌ بہت قدرت والا

ترجمہ:- سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، یا پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے اور لڑکیاں بھی

اور جس کو چاہتا ہے با مجھ بنا دیتا ہے، یقیناً وہ علم کا بھی مالک ہے، قدرت کا بھی مالک۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے۔ ۲۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

۳۔ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔

۴۔ یا پھر ان کو ملا جلا کر بھی لڑکے اور لڑکیاں دیتا ہے۔

۵۔ وہ جس کو چاہتا ہے با مجھ بنا دیتا ہے۔ ۶۔ یقیناً وہ علم کا بھی مالک ہے، قدرت کا بھی۔

اللہ تعالیٰ انسان کو پر رونق دنیا سے دھوکہ کھانے سے آگاہ کر رہے ہیں اور اس بات سے بھی آگاہ کر رہے ہیں کہ دیکھو! تمہیں جو کچھ اس دنیا میں ملا ہے اسے تم اپنی صلاحیت کا ثمرہ نہ سمجھو بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی دین سمجھو اس لئے کہ تم اپنی طرف سے کچھ نہیں کر سکتے جب تک کہ ہمارا حکم نہ ہو جائے کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ آسمان اور زمین کا جو نظام چل رہا ہے وہ کس کے ذریعہ چل رہا ہے؟ کیا یہ تمہاری اپنی مرضی سے چل رہا ہے کہ جب تم چاہو کہ مجھے آج دھوپ ہونا ہے تو کیا تمہارے چاہنے کے حساب سے دھوپ نکلتی ہے یا ہمارے چاہنے سے؟ تمہارا من یہ چاہے کہ آج بارش برے تو کیا یہ تمہاری خواہش کے مطابق برستی ہے یا ہمارے حکم سے؟ اب تو تمہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ تمہارا اس دنیا میں کچھ نہیں چلتا چلو! اس مثال کو چھوڑ کر تمہاری اپنی مثال سے تمہیں سمجھاتے ہیں کہ دیکھو! تمہاری خواہش ہوتی ہے کہ تمہیں لڑکا ہو تو کیا تم اپنی خواہش کے مطابق لڑکے کو جنم دے سکتے ہو؟ یا پھر کبھی تمہاری خواہش ہوتی ہے کہ مجھے لڑکی ہو تو کیا تم اپنی کوشش سے لڑکی پیدا کر سکتے ہو؟ نہیں، ہرگز نہیں! تم لڑکی پیدا کر سکتے ہو نہ لڑکا یہ سب ہماری ہی مرضی سے ہوتا ہے ہم جسے چاہیں لڑکا دیدیں اور جسے چاہیں لڑکی دیدیں اور جسے ہم چاہیں با مجھ بنا دیں کہ وہ کسی بھی اولاد کو جنم دینے کی طاقت نہیں رکھتا، اب بتاؤ اگر تم اپنی محنت سے سب کچھ کر سکتے ہو تو پھر کیوں نہ اپنی خواہش کے مطابق لڑکے اور لڑکیوں کو جنم دو؟ جب تم یہ مانتے ہو کہ یقیناً اس میں ہمارا کچھ بس نہیں چلتا تو اب یہ بھی مان لو کہ دولت اور عزت، ذلت و رسوائی، غربت اور مالداری یہ سب بھی ہمارے ہی ہاتھ میں ہے ہم جسے چاہتے ہیں دولت و عزت سے نوازتے ہیں اور جسے چاہے فقیری اور غربت سے لہذا جو تمہیں ملا ہے وہ ہماری بدولت ملا ہے اس لئے تم ہمارا شکر ادا کرو، مغرور مت بنو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اولاد اللہ تعالیٰ کا تحفہ ہے کہ اس نے فرمایا يٰٓاَيُّهَا بَنِي اِمْرٍ اِنَّا نَاوِيَةٌ اِنَّا نَاوِيَةٌ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۵۷۵) اس آیتوں میں ایک لفظ يُؤْوِيُوْنَ جُھم دُ کُر اِنَّا وَاِنَّا فرمایا گیا جسکے معنی یہاں پر یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ لڑکے اور لڑکی کو ملا دیتا ہے یعنی ایک لڑکا پھر ایک لڑکی یا دو لڑکے ایک لڑکی، یا دو لڑکے دو لڑکیاں وغیرہ، حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے کہ اس سے مراد یہ

سے کلام کیا ہے اور کیا آپ نے اللہ کو دیکھا ہے؟ اگر آپ نبی ہوتے تو ایسا کر پاتے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام بھی کیا اور انہی دیکھا بھی ہے، اب ہم آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ آپ بھی ایسا نہ کر لیں، انکی اس بات پر نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا تو اسی پر یہ آیت وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا نازل ہوئی۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶، ص ۵۳)۔

تو اب وحی کس طرح اللہ کے نبی کے پاس آتی ہے؟ اس کے تین طریقے بیان کئے گئے ہیں پہلا طریقہ وحی کے ذریعہ، اب یہ وحی کیا ہوتی ہے اور کس طرح آتی ہے؟ اسکے متعلق امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ وحی الہام ہوتی ہے جو دل میں ڈالی جاتی ہے خواہ بیداری کی حالت میں ہو یا خواب میں جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا تھا اور کبھی وحی مطلق الہام کی شکل میں ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی۔ (التفسیر المنیر۔ ج ۲۵، ص ۱۰۶) اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی پردہ کے پیچھے سے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا جائے کہ اس پردے کے علاوہ اور کوئی واسطہ درمیان میں نہ ہو جس سے یہ یقین ہو جائے کہ یہ کلام اللہ ہی کا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا تھا اسکو بھی وحی کہا جاتا ہے، جیسا کہ سورہ ہط کی آیت نمبر ۱۳ میں کہا گیا لَمَّا سَمِعَ لَمَّا يُوحٰی کہ جو وحی کی جا رہی ہے اسے غور سے سنو، (التفسیر المنیر۔ ج ۲۵، ص ۱۰۶) اور تیسرا طریقہ یہ کہ کسی فرشتہ یعنی جبرئیل علیہ السلام کو یا کسی اور کو اللہ تعالیٰ پیغام دیکر بھیجتا ہے جو وہ فرشتہ اس نبی تک پہنچا دیتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر نبی کے پاس اللہ کا کلام لیکر آئے مگر انہیں کسی نے نہیں دیکھا سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت زکریا علیہم السلام کے۔ ان انبیاء کے علاوہ جتنے بھی نبیوں کی پاس وحی آئی وہ خواب میں الہام کے ذریعہ آئی۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶، ص ۵۳) ان تین طریقوں کے علاوہ کوئی چوتھا طریقہ نہیں کہ جس کے ذریعہ وحی آسکے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو وحی میرے پاس گھنٹی کی جیسی آواز میں آتی ہے جو کہ مجھ پر وحی کی سب سے سخت حالت ہے، جب یہ حالت ختم ہو جاتی ہے تو میں وہ یاد کر لیتا ہوں جو مجھ سے کہا گیا اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں میرے پاس آتا ہے اور اللہ کا کلام مجھے سنا جاتا ہے تو میں اسے یاد کر لیتا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے سخت سردیوں کے دنوں میں آپ پر وحی نازل ہوتے دیکھا ہے کہ جب یہ حالت ختم ہو جاتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگتا۔ (بخاری ۲)۔ آگے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ بڑے علم کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی، اسے معلوم ہے کہ وحی کس طرح بھیجی ہے؟ اور کب بھیجی ہے؟ اور وہ اسی کے حساب سے اپنے انبیاء پر وحی بھیجتا ہے، وحی کا آنا یا نہ آنا کسی نیکیے ہاتھ میں نہیں ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۰۷﴾ ہم نے اس قرآن کو ایک نور بنایا ہے ﴿الشوریٰ ۵۲-۵۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهَىٰ بِهٖ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدَىٰ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

صِرَاطٍ اللَّهُ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ إِلَّا إِلَى اللَّهِ تَصِيْرُ الْأُمُوْرِ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَكَذَلِكَ اسی طرح اَوْحَيْنَا ہم نے وحی کی اِلَيْكَ آپ کی طرف رُوحًا ایک روح کی مِّنْ اَمْرِنَا اپنے حکم سے مَا ہمیں كُنْتَ تھے آپ تَدْرِي جانتے مَا کیا ہے الْكِتَابُ کتاب وَاوْرَاٰنَ الْاِيْمَانِ ایمان وَلَكِن اور لیکن جَعَلْنَاهُ ہم نے بنا دیا اس کو نُورًا نور تَهْدِي ہم ہدایت کرتے ہیں بِهٖ اس کے ذریعے سے مَن نَّشَاءُ ہم چاہتے ہیں مِّنْ عِبَادِنَا اپنے بندوں میں سے وَاوْرَاٰنَكَ بلاشبہ آپ لَتَهْدِي البتہ راہ نمائی کرتے ہیں اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ سیدھے راستے کی طرف صِرَاطٍ اللّٰهُ اللہ کے راستے کی الَّذِي لَهُ وہ کہ جس کے لیے ہے مَا جو کچھ فِي السَّمٰوٰتِ آسمانوں میں ہے وَاوْرَمَا جو کچھ فِي الْأَرْضِ زمیں میں ہے إِلَّا آگاہ رہو! اِلَى اللّٰهُ اللہ ہی کی طرف تَصِيْرُ لوٹتے ہیں الْأُمُوْرُ سب معاملات

ترجمہ:- اور اسی طرح ہم نے تمہارے پاس اپنے حکم سے ایک روح بطور وحی نازل کی ہے، تمہیں اس سے پہلے نہ یہ معلوم تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے اس (قرآن) کو ایک نور بنایا ہے جس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تم لوگوں کو وہ سیدھا راستہ دکھا رہے ہو۔ جو اللہ کا راستہ ہے، وہ اللہ جس کی ملکیت میں وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور وہ سب کچھ جو زمیں میں ہے، یاد رکھو کہ سارے معاملات آخر کار اللہ ہی کی طرف لوٹیں گے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اسی طرح ہم نے تمہارے پاس اپنے حکم سے ایک روح بطور وحی نازل کی ہے۔

۲۔ تمہیں اس سے پہلے نہ یہ معلوم تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے؟

۳۔ لیکن ہم نے اس قرآن کو ایک نور بنایا ہے۔

۴۔ اسکے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔

۵۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ تم لوگوں کو سیدھا راستہ دکھا رہا ہے۔ ۶۔ وہ سیدھا راستہ جو کہ اللہ کا ہے۔

۷۔ وہ اللہ جس کی ملکیت میں وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔

۸۔ یاد رکھو کہ سارے معاملات آخر کار اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

وحی کی قسمیں بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کے درمیان جو وحی کی مشابہت ہے اسے بیان فرما رہے ہیں کہ انہی طریقوں کے ذریعہ ہم نے آپ کے پاس اپنی طرف سے ایک روح یعنی قرآن کریم نازل کیا ہے جو کہ ہمارے حکم ہی سے نازل ہوتی ہے، یہاں پر قرآن کریم کو روح کہا گیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جس طرح موت کے بعد بدن میں روح آجانے سے انسان زندہ ہو جاتا ہے اسی طرح اگر جہالت اور گمراہی کے بعد انسان کے اندر ہدایت سرایت کر جائے تو وہ بھی جسمانی مردہ ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے اور یہ قرآن ہی ہے جسکے ذریعہ انسان کو ہدایت ملتی ہے، اس لحاظ سے یہاں قرآن کریم کو روح کہا گیا، اللہ تعالیٰ نے نبی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے نبی! اس قرآن کو نازل کرنے سے پہلے آپ کی یہ حالت تھی کہ آپ کو یہ پتا نہیں تھا کہ کتاب اور قرآن کیا ہوتی ہے؟ اور نہ ہی یہ معلوم تھا کہ ایمان کسے کہتے ہیں؟ اور شریعت کیا ہوتی ہے؟ اور اس شریعت کے اصول و احکام کیا ہوتے ہیں؟ ان سب چیزوں سے آپ بے خبر تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی وحی کے لئے جن لیا تو پھر دھیرے دھیرے آپ کو سب چیزیں معلوم ہونے لگیں، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے یہاں وَلَا الْإِيمَانُ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں پر ایمان سے مراد ایمان باللہ نہیں ہے بلکہ ایمان سے مراد ایمان کے اصول اور شریعت اور اسکے فرائض و احکام ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶، ص ۵۹) تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا جو علم ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے کہ جو جو اس نے آپ کو سکھایا اور بتلایا آپ کو وہ معلوم ہے اس سے یہ بھی پتا چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں اس لیے کہ اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو آپ کو پہلے ہی سے ان سب چیزوں کا پتا ہونا چاہئے تھا مگر یہاں قرآن میں تو صاف صاف کہا جا رہا ہے کہ آپ کو کچھ معلوم نہیں تھا اور جو کچھ آپ کو معلوم ہوا ہے وہ سب ہم نے آپ کو سکھایا ہے تو کسی کے بتلانے کی وجہ سے اگر کسی کو کچھ معلوم ہوا ہے تو اسے عالم الغیب نہیں کہتے، عالم الغیب تو اللہ تعالیٰ ہی ہے کہ اسے سب کچھ معلوم ہے اور کسی نے بھی اسکو نہیں بتلایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اس کتاب کو ایک نور بنا کر بھیجا ہے جس نور کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہے ہدایت کا راستہ دکھلاتے ہیں اس اعتبار سے کہ ہم اسے اس کے دل میں اس قرآن کی فہم اور سمجھ عطا کرتے ہیں پھر وہ اسے سمجھ کر، اس میں غور و فکر کر کے ہدایت کے راستے پر آجاتا ہے اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہدایت بھی ہم ہی دیتے ہیں، اے نبی! آپ کسی کو ہمارے حکم کے بغیر ہدایت نہیں دے سکتے، جب تک ہم نہ چاہیں کوئی ہدایت پر نہیں آسکتا، ہاں! البتہ آپ یہ کر سکتے ہو کہ انکے سامنے اس ہدایت والے راستے کو کھول کھول کر بیان کر دیں اور انہیں اس راستے کے بارے میں سمجھا دیں اور اس راستے کی جانب لوگوں کی رہنمائی کر دیں، مگر آپ کسی کو ہدایت

دے نہیں سکتے، تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قادر مطلق صرف اللہ ہی ہے اسکے علاوہ کوئی نہیں، وہ جو چاہے کر سکتا ہے مگر کسی بندے میں یہ استطاعت نہیں کہ وہ جو چاہے کرے، آخر میں اس سیدھے راستے کی تعریف فرما رہے ہیں کہ سیدھا راستہ وہ راستہ ہے جو اللہ تک جاتا ہے اور اللہ وہ ہے جسکی ملکیت میں یہ آسمان بھی ہے اور زمین بھی، یہ چاند بھی ہے اور سورج بھی، یہ ہوا بھی ہے اور پانی بھی، یہ انسان و جنات بھی ہیں اور شیطان و جانور بھی۔ الغرض ساری کائنات ہی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے تو جو کوئی اس راستہ پر چل کر اس بادشاہ کی جانب پہنچ جائے گا وہ کامیاب ہو جائے گا اور یہ بھی یاد رکھو کہ سب کو آخر کار اسی رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہ چاہے یا نہ چاہے، مگر جو اس سیدھے راستہ پر چل کر اس کے پاس پہنچے گا وہ کامیاب ہوگا اور جو ادھر ادھر بھٹکتے بھٹکتے ہوئے اسکے پاس آئے گا تو وہ ناکام ہوگا، کامیاب کو اسکا انعام ملے گا اور ناکام کو اسکی سزا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب ہونے والوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

سُورَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۷ رکوع اور ۸۹ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۰۸﴾ ہم نے اسی عربی زبان کا قرآن بنایا ہے ﴿الزخرف ۱-۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَمِّمٌ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ فِيْ اُمْرِ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيَّ حَكِيْمٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- لحم حم وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ قسم ہے واضح کتاب کی اِنَّا بے شک ہم نے جَعَلْنٰهُ بنایا اس کو قُرْءَانًا قرآن عربی زبان میں لَعَلَّكُمْ تاکہ تم تَعْقِلُوْنَ سمجھو وَاِنَّهٗ بلاشبہ وہ فِيْ اُمْرِ الْكِتَابِ اصل کتاب میں لَدَيْنَا ہمارے پاس لَعَلِيَّ یقیناً بہت بلند حکیم نہایت حکمت والا ہے

ترجمہ:- لحم- قسم ہے اس واضح کتاب کی۔ ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن بنایا ہے، تاکہ تم سمجھو۔ اور

حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑے اونچے درجے کی حکمت سے بھری ہوئی کتاب ہے۔

سورہ کی فضیلت:- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھایا

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے ارادہ سے جب سواری پر بیٹھے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور پھر سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿الزخرف ۱۳﴾ پڑھتے۔ (مسلم ۱۳۴۲)

تشریح:- ان چار آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- قسم ہے اس واضح کتاب کی۔

۲- ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ تم سمجھو۔

۳- حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑے اونچے درجے کی حکمت سے بھری ہوئی کتاب ہے۔

پچھلی سورت کی طرح اس سورت کی ابتداء بھی لحم سے کی گئی اور اس سورت کی ابتداء میں بھی قرآن کریم کی

صفت بیان کی گئی ہے اور پچھلی سورت ہی کی طرح اس سورت میں بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اسکے وجود پر دلائل

دیکر سمجھایا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ لفظ لحم سے اس سورت کی ابتداء فرما رہے ہیں جسکے بارے میں تفصیل سے ذکر پہلی

سورتوں میں گزر چکا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم (جو کہ ایک واضح کتاب ہے اور انسانوں کی رہنمائی کے لئے کافی

ہے) کی قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ اس کتاب کو ہم ہی نے نازل کیا ہے اور نازل بھی کیا تو فصیح عربی زبان میں، جسکا

مقصد یہ ہے کہ اے اہل عرب! اس کتاب کو تم پڑھ سکو اور اس میں بیان کئے ہوئے احکامات کو جان سکو اور اس کتاب

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَفْتَضِرِبْ کیا پھر ہم روک لیں گے عَنْكُمْ تم سے الذِّكْرُ ذکر کو صَفْحًا اعراض کرتے ہوئے اَنْ اس لیے کہ كُنْتُمْ تم ہو قَوْمًا مُشْرِكِينَ حد سے گزر جانے والے لوگ و اور كُمْ کتنے ہی اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجے مِنْ نَبِيِّ نَبِي فِي الْاَوَّلِينَ پہلے لوگوں میں و اور مَا نَمِيں يَأْتِيهِمْ آتَا تَهَا ان کے پاس مِنْ نَبِيِّ كُوْنِي نَبِي اِلَّا مَلِكًا و اودہ تھے بہ اس کے ساتھ يَسْتَهْزِءُوْنَ ٹھٹھایا کرتے فَاَهْلَكْنَا چنانچہ ہم نے ہلاک کر دیا اَشَدًّا مِنْهُمْ ان سے کہیں زیادہ بَطْشًا زور آور لوگوں کو و اور مَطْحٰی گزر چکی ہے مَعْلُ مِثَال الْاَوَّلِينَ پہلے لوگوں کی۔

ترجمہ:- بھلا کیا ہم منہ موڑ کر اس نصیحت نامے کو تم سے اس بنا پر ہٹالیں کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو؟ اور کتنے ہی نبی ہم نے پچھلے لوگوں میں بھی بھیجے ہیں۔ اور ان لوگوں کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کا وہ مذاق نہ اڑاتے ہوں۔ پھر جو لوگ ان (مکہ والوں) سے کہیں زیادہ زور آور تھے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا، اور ان پچھلے لوگوں کا حال پیچھے گزر چکا ہے۔ اور اگر تم ان (مشرکوں) سے پوچھو کہ سارے آسمان اور زمین کس نے پیدا کیے ہیں؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ: انہیں اس ذات نے پیدا کیا ہے جو اقتدار کی بھی مالک ہے، علم کی بھی مالک۔

تشریح:- اس چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا کیا ہم اس نصیحت نامہ کو تم سے اس بنا پر ہٹالیں کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو؟

۲۔ کتنے ہی نبی ہم نے پچھلے لوگوں میں بھی بھیجے ہیں؟۔

۳۔ ان لوگوں کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کا وہ مذاق نہ اڑاتے ہوں۔

۴۔ پھر جو لوگ ان مکہ والوں سے کہیں زیادہ زور آور تھے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔

۵۔ ان پچھلے لوگوں کا حال پیچھے گزر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ اسی قرآن کریم کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ ہم نے جو قرآن نازل کیا ہے وہ قرآن تمہاری ہدایت کے لئے نازل کیا ہے اگر تم لوگ اس قرآن کے ذریعہ ہدایت نہیں پا رہے ہو اور نصیحت حاصل نہیں کر رہے ہو اور حد سے آگے بڑھ رہے ہو اور سرکشی کر رہے ہو تو کیا ہم تمہاری اس حرکت کی وجہ سے اس قرآن کو اٹھالیں؟ نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہوگا یہ قرآن ہدایت کا راستہ بتلانے کے لئے آیا ہے، تم اس سے ہدایت اور نصیحت حاصل نہیں کرتے تو کوئی بات نہیں دوسرا کوئی اس سے نصیحت حاصل کر لے گا، اس آیت اَفْتَضِرِبْ عَنْكُمْ الذِّكْرَ صَفْحًا کی تفسیر میں کئی اقوال مذکور ہیں بعض نے کہا کہ یہاں الذِّكْرُ سے مراد قرآن کریم ہے اور اس وقت اس کا معنی وہی ہوگا جو اوپر بیان کیا گیا ہے یہ قول حضرت ضحاک رحمہ اللہ وغیرہ کا ہے اور بعض نے کہا کہ یہاں پر الذِّكْرُ سے مراد عذاب ہے اس وقت اس کا معنی یوں ہوگا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہاری اس سرکشی اور کفر پر ہم تم سے عذاب کو

ہٹالیں گے اور تمہیں معاف کر دیں گے؟ ایسا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں اسکی سزا ضرور ملے گی، یہ قول حضرت سدی اور مجاہد رحمہما اللہ کا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے کہ اس سے مراد عذاب ہے اور اس وقت معنی یہ ہوگا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم سے عذاب کو ہٹالیا جائے گا اور جو تم نے کیا ہے اس پر تمہاری گرفت نہیں ہوگی؟ اور یہ بھی معنی ہو سکتا ہے کہ کیا تم قرآن کو جھٹلاتے رہو اور تمہاری پکڑ نہیں ہوگی؟ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶۔ ص ۶۲)، الغرض معنی جو بھی ہوں یہاں پر متنبہ کفار و مشرکین کو کیا جا رہا ہے اسکے بعد اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ جب یہ ہدایت والی کتاب انکے سامنے انہیں کی زبان میں آچکی ہے اور اتنی کھلی اور واضح ہے کہ یہ لوگ خود اسے پڑھ کر سمجھ سکتے ہیں مگر پھر بھی اسکے باوجود یہ لوگ اس کتاب کے ذریعہ رہنمائی حاصل نہیں کرتے تو کوئی بات نہیں، اس بات سے پیغمبر! آپ کو غمزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ نبیوں کو جھٹلانا اور انکا مذاق اڑانا ہر زمانہ میں مشرکین کی عادت رہی ہے، آپ سے پہلے بھی ہم نے بہت سارے انبیاء کو بھیجا جو انکی قوموں کو وہ اسی ہدایت کے راستے کی جانب بلایا کرتے تھے مگر انکی قوم کے لوگ بھی انکا اسی طرح مذاق اڑاتے تھے اور بھیجی ہوئی ان کتابوں کو جھٹلاتے تھے جیسا کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ کر رہے ہیں مگر یہ بھی آپ یاد رکھئے کہ جس قوم نے اپنے نبی کے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا ہے ہم نے انہیں ہر زمانہ میں ہلاک و تباہ کیا ہے جبکہ وہ لوگ جو آپ کی قوم سے پہلے ہلاک ہوئے وہ لوگ طاقت میں ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر تھے، مگر پھر بھی وہ اللہ کے عذاب کے سامنے ٹھہرنہ سکے تو اگر آپ کی قوم بھی وہی کام کرے گی جو آپ سے پہلے گزری ہوئی قوموں نے کیا تو ہم انہیں بھی اسی طرح ہلاک کر دیں گے جس طرح انہیں ہلاک کیا تھا، اگر ان لوگوں کو ان گزری قوموں کا حال نہیں معلوم ہے تو ہم نے اس کتاب میں انکا حال بیان کر دیا ہے، یہ لوگ انکے احوال کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۹۱﴾ یہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو چھوڑنا بنایا ﴿الزحرف ۹- ۱۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقْنٰهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝
 الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ جَعَلَ لَكُمُ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ
 نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلَدًا مَّيْتًا كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْجَوْنَ ۝ وَالَّذِيْ خَلَقَ
 الْاَرَواْجَ كُلَّهَا وَّ جَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور لَیْنُ البتہ اگر سَأَلْتَهُمْ آپ ان سے سوال کریں مِّنْ خَلْقِ کہ کس نے پیدا کیا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کو لَیَقُوْلُنَّ تو یقیناً وہ ضرور کہیں گے خَلَقْنٰهُنَّ پیدا کیا ان کو الْعَزِيْزُ نہایت

غالب الْعَلِيْمُ خوب جاننے والا الَّذِي وہ جس نے جَعَلَ بنایا لَكُمْ تمہارے لیے الْأَرْضِ زمین کو مَهْدًا بچھونا وَاوَّ جَعَلَ بنائے لَكُمْ تمہارے لیے فِيهَا اس میں سُبُلًا راستے لَعَلَّكُمْ تاکہ تم تَهْتَدُونَ راہ پاؤ اور الَّذِي وہ جس نے نَزَّلَ نازل کیا مِنَ السَّمَاءِ آسمان سے مَاءً پانی بِقَدَرٍ ایک اندازے سے فَأَنْشُرُكُمْ پھر ہم نے اٹھایا یہ اس کے ذریعے سے بَلَدًا مَيِّتًا مردہ شہر کو كَذَلِكَ اسی طرح نُخْرِجُكُمْ تم نکالے جاؤ گے وَاوَّ جَعَلَ بنائے لَكُمْ تمہارے لیے مِنَ الْفُلْكِ کشتیاں وَاوَّ الْأَنْعَامِ چوپائے مَا جَوْتُمْ كَبُورًا تم سوار ہوتے ہو

ترجمہ:- یہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے زمیں کو بچھونا بنایا اور اس میں تمہارے لیے راستے بنائے، تاکہ تم منزل تک پہنچ سکو۔ اور جس نے آسمان سے ایک خاص اندازے سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس کے ذریعے ایک مردہ علاقے کو نئی زندگی دے دی، اسی طرح تمہیں (قبروں سے) نکال کر نئی زندگی دی جائے گی۔ اور جس نے ہر طرح کے جوڑے پیدا کیے اور تمہاری وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سواری کرتے ہو۔ تاکہ تم ان کی پشت پر چڑھو،

تشریح:- اس چار آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ اگر آپ ان مشرکین سے پوچھیں گے یہ سارے زمیں و آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟
- ۲۔ تو انکا یہی جواب ہوگا کہ انہیں اس ذات نے پیدا کیا ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے، علم کا بھی۔
- ۳۔ یہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے اس زمیں کو بچھونا بنایا۔
- ۴۔ زمیں میں تمہارے لئے راستے بنائے تاکہ تم منزل تک پہنچ سکو۔
- ۵۔ جس نے آسمان سے ایک خاص انداز میں پانی اتارا۔
- ۶۔ پھر ہم نے اس کے ذریعے ایک مردہ علاقہ کو نئی زندگی دیدی۔
- ۷۔ اسی طرح تمہیں قبروں سے نکال کر نئی زندگی دی جائے گی۔
- ۸۔ جس نے ہر طرح کے جوڑے پیدا کئے۔

۹۔ جس نے تمہاری وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سواری کرتے ہو۔

ان آیتوں میں ان مشرکین کا حال بیان کیا جا رہا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو معبود نہیں مانتے مگر وہی وہ لوگ اس بات کا ضرور اقرار کرتے ہیں کہ ان آسمانوں اور زمیں کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، تو اللہ تعالیٰ انہیں سمجھانے کے لئے کہ جب تم یہ یقین رکھتے ہو کہ کائنات کا خالق اللہ ہے تو پھر اسکی عبادت کرنے سے پیچھے کیوں ہٹتے ہو؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی! اگر آپ ان مشرکین سے پوچھیں کہ اس آسمان اور زمیں کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یہ

دخل نہیں بلکہ پورا کا پورا اللہ تعالیٰ کی طرف سے سواری بن کر تمہارے پاس آئی ہیں جیسے اونٹ، گھوڑا، ہاتھی، بچر وغیرہ اور بعض سواریاں وہ ہیں جسکی بناوٹ میں تمہارا بھی دخل ہے جیسے کہ کشتی، ریل، ہوائی جہاز وغیرہ، اللہ تعالیٰ نے ان دوسری قسم کی سواری یعنی جس میں انسان کا دخل ہے اسے بھی اپنی جانب منسوب کیوں کیا کہ ہم نے ہی اسے بنایا ہے حالانکہ اسے تو انسان بناتا ہے، اسکا جواب یہ دیا گیا کہ یقیناً اسے انسان ہی بناتا ہے مگر جس دھات سے وہ اسے بناتا ہے کیا انسان اس دھات کو خود پیدا کر سکتا ہے؟ نہیں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیت کی بنا پر وہ اسے بنا سکتا ہے اگر اللہ اسے اسکی صلاحیت نہ دیتا تو کیا وہ اسے بنا سکتا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے بھی اپنی جانب منسوب کیا کہ ہم نے ان دونوں قسم کی سواریوں کو بنایا۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۱﴾ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو جب تم سواری پر سوار ہو جاؤ ﴿الزخرف ۱۳-۱۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لِتَسْتَوُوا عَلَى ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ
الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ۝ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ۝ وَجَعَلُوا لَهُ
مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- لیتستوا تا کہ تم جم کر بیٹھو علی ظہورہ ان کی پیٹھوں پر ثم تذكروا تم یاد کرو
نعمة ربکم اپنے رب کی نعمت إذا جب استویتم تم برابر ہو کر بیٹھ جاؤ علیہ اس پر اور تقولوا تم
کہو سبحان پاک ہے الذی وہ جس نے سخر تاج کر دیا لانا ہمارے ہذا اس کو واور ما نہیں کنتا تھے
ہم لہ اس کو مقربین قابوین کر لینے والے واور انما بے شک ہم ایل ربنا اپنے رب کی طرف لمنتقلبون
ضرور لوٹنے والے ہیں واور جعلوا انہوں نے بنا لیا لہ اس کے لیے من عبادہ اس کے بندوں میں سے
جزء ایک حصہ بلاشبہ الانسان انسان لکفور مبین البتہ صریح ناشکر ہے۔

ترجمہ:- پھر جب ان پر چڑھ کر بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرو، اور یہ کہو کہ: پاک ہے وہ
ذات جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں دے دیا، ورنہ ہم میں سے یہ طاقت نہیں تھی کہ اس کو قابو میں
لا سکتے۔ اور بیشک ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اور ان (مشرک) لوگوں نے یہ بات بنائی
ہے کہ اللہ کا خود اس کے بندوں میں سے کوئی جزء ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلم کھلا ناشکر ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ کہ تم ان سواریوں کی پشت پر چڑھو۔

- ۲۔ جب تم ان پر چڑھ کر بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرو۔
- ۳۔ چڑھنے کے بعد یوں کہو کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں دے دیا۔
- ۴۔ ورنہ ہم میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ ہم اسے قابو میں کر سکیں۔
- ۵۔ بے شک ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔
- ۶۔ ان مشرک لوگوں نے یہ بات بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خود اسکے بندوں میں سے کوئی جز ہے۔
- ۷۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلم کھلانا شکر ہے۔

پچھلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے سوار یوں کی پیدائش کا تذکرہ فرمایا ان آیتوں میں سوار یوں پر سوار ہوتے وقت انسان کو جو راحت اور سکون ملتا ہے اس راحت و سکون پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سوار یوں کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا فرمایا کہ تم اس کی پشت پر سوار ہو جاؤ اور جب ان سوار یوں پر سوار ہو تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے اس بڑے، طاقت ور جانور کو ہمارے تابع کر دیا کہ ہم اسے جہاں چاہتے ہیں لے جاتے ہیں، اور اس نے ہمیں ان مختلف قسم کی سواریاں جیسے کشتی، موٹر سیکل، کار، ریل، ہوائی جہاز وغیرہ بنانے کا ہنر عطا کیا جس کے ذریعہ ہم اپنا دور دراز کا سفر بھی آسانی سے بہت ہی کم مشقت کے ساتھ طے کر لیتے ہیں، یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے جو اس نے ہم پر کیا، ہمیں اس نعمت پر اسکا شکر ادا کرنا چاہئے، خود اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کے شکر ادا کرنے کا ہمیں طریقہ سکھلایا ہے کہ ہم جب کبھی سواری پر سوار ہوں تو یوں کہا کریں سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ کہ پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے ان سوار یوں کو مسخر کر دیا ورنہ ہم میں اتنی طاقت کہاں کہ ان کو قابو میں کر سکیں؟ اور یقیناً ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب کبھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا ارادہ کرتے تو سواری پر بیٹھتے ہی تین مرتبہ تکبیر کہتے اور پھر یہی دعا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ پڑھتے۔ (ترمذی ۳۴۴۷) اس دعا میں جہاں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی گئی ہے وہیں موت کی یاد بھی دلانی گئی ہے کہ ہم یہاں جو جی رہے ہیں وہ اللہ ہی کے کرم سے جی رہے ہیں اور جب مرجائیں گے تو ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، ایسا اس لئے کہا گیا کہ عموماً سفر انسان کے لئے خطرناک ہوتا ہے، جب وہ گھر سے نکلتا ہے تو اسے یہ بھروسہ نہیں رہتا کہ وہ صحیح سالم گھر آئے گا یا نہیں؟ اس لئے اللہ تعالیٰ نے موت کی یاد کو تازہ فرمایا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر یہ عذاب کا ایک ٹکڑا ہے جو کہ آدمی کو کھانے، پینے اور سونے سے روک رکھتا ہے، اس لئے جب تمہارا کام پورا ہو جائے تو فوراً تم لوگ گھر چلے جاؤ۔ (بخاری ۱۸۰۴) اللہ تعالیٰ کی ان تمام قدرتوں کو بیان کرنے

کے بعد ان مشرکین کی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ وہ لوگ ان سب چیزوں کو جاننے اور اللہ تعالیٰ کو خالق ماننے کے باوجود اس خالق کی مخلوق کو ہی اس خالق کا شریک ٹھہراتے ہیں، یہ کتنی بے وقوفی کی بات ہے کہ جس مخلوق کو اس نے پیدا کیا اور جو مخلوق اس رب کی محتاج ہے اور اسکے حکم کی تابعداری میں لگی ہوئی ہے اسی کو اس رب کا شریک ٹھہرا دیا؟ یہاں مشرکین کے اس عقیدہ کی جانب اشارہ کیا جا رہا ہے جو مشرکین عرب رکھتے تھے کہ یہ جو ملائکہ ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں شریک ہیں، جیسا کہ اس آیت کے شان نزول سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچھ منافقین یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جنات سے شادی کی جسکے نتیجے میں نعوذ باللہ ملائکہ وجود میں آئے، اسکے اسی عقیدہ پر یہ آیت وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَنِ اِنَاثًا نازل ہوئی۔ (التفسیر المبرور - ج، ۲۵ - ص، ۱۳۰) کافروں کی اس حالت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انسان تو بڑا ناشکر ہے کہ جب اس پر مصیبتیں آتی ہیں اور وہ پریشانیوں میں گھرا ہوتا ہے اور بچنے کا کوئی راستہ اسے دکھائی نہیں دیتا تب تو وہ بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ ہمیں پکارتا ہے کہ اے اللہ! تو ہی تو ہے جو ہمیں اس مصیبت سے بچا سکتا ہے، کسی اور میں یہ قدرت نہیں کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے باہر نکال سکے، تو ہی ایک خالق و مالک ہے اور پھر جب اللہ تعالیٰ ان کے حال پر ترس کھا کر انہیں اس مصیبت سے نجات عطا کرتے ہیں تو پھر سے وہ اس رب کو بھول جاتا ہے اور اس رب کے ساتھ اوروں کو شریک کرنے لگتا ہے، ایک عقل مند انسان ہی یہ فیصلہ کرے کہ یہ عمل انسان کا درست ہے یا غلط؟

﴿درس نمبر ۱۹۱۲﴾ وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے ﴿الزحرف ۱۶-۲۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَكُمْ بِالْبَنِينَ ۝ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا صَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهَهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝ أَوْ مَنْ يُنشِئُوا فِي الْجَلِيَّةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ۝ وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَنِ اِنَاثًا ط أَشْهَدُوا خَلْقَهُمْ ط سَتَكْتَبُ شَهَادَتَهُمْ وَيُسْتَلُونَ ۝ وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ ط مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنَّهُمْ اِلَّا يَخْرُصُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :- ام کیا اتخذ اس نے بنالیں جتنا ان میں سے جو یخلق وہ پیدا کرتا ہے بنات بیٹیاں و اور واصفکم اس نے تم کو برگزیدہ کیا بالبنین بیٹوں کے ساتھ و اور اذا جب بشیر خوش خبری دی جاتی ہے احدہم ان میں سے ایک کو جتنا اس کے ساتھ کے جس کی صرَب اس نے بیان کی للرحمن رحمن کے لیے

مَثَلًا مِّثَالِ ظَلٍّ تَوْجُوهُهُ اس کا چہرہ مُسَوِّدًا سِیَاحًا وَ اُوْرهُو وَہ کَظِیْمٌ عَمَّ سے بھرا ہوتا ہے اَوْ کِیَا مَنِّ جَسِ کِی یُنَشَّوْا پَرورش کی جاتی ہے فِی الْحَلِیَّةِ زَبُورِیْنِ وَ اُوْرهُو وَہ فِی الْخِصَامِ بَحْثِ وَحْمَتِ مِیْنِ غَیْرِ نَمِیْنِ ہے مُبِیْنٌ وَاضِحٌ کرنے والی وَ اُوْر جَعَلُوْا اَنھوں نے ٹھہرایا ہے الْمَلَائِكَةُ فَرَشْتُوں کُو الذِّیْنِ وَہ جُوْهُمُ وَہ عِبْدٌ بِنْدے مِیْنِ الرَّحْمٰنِ رَحْمٰنِ کے اِنَاثًا عَوْرَتِیْنِ اَشْهَدُوْا کِیَا وَہ حَاضِرُ تھے خَلَقَهُمْ اِن کی پیدائش کے وَقْتِ سَعَدَتْ بَ ضرور لکھی جائے گی شَہَادَاتُهُمْ اِن کی شہادت وَ اُوْر یُسْتَلُوْنَ وَہ سَوَالِ کِیے جائیں گے وَ اُوْر قَالُوْا اَنھوں نے کہا لَوْ اِگر شَاءَ چاہتا الرَّحْمٰنِ رَحْمٰنِ مَا عَبَدْتُمْہُمْ ہم عبادت نہ کرتے اِن کی مَا نَمِیْنِ ہے لَہُمْ اِن کے لِیے بِذٰلِکَ اس کی بابت مِّنْ عِلْمٍ کُوئی عِلْمٌ اِن نہیں ہیں ہُمْ وَہ اِلَّا مَکْرٌ یَّخْرُضُوْنَ اِن کُل پچو باتیں کرتے تَرَجَمَ :- بھلا کِیَا اللہ نے اپنی مخلوق مِیْن سے اپنے لِیے تُو بیٹیاں پَسَنَدِ کِی ہیں، اُوْر تَمِیْنِ بیٹُوں کے لِیے مَنْتَجِبٌ کِیَا ہے؟ حَالًا نَکَہ اِن مِیْن سے کُسی کُو جَب اس (بیٹی) کِی (وِلَادَتِ کِی) خُوْشخَبْرِی دِی جاتی ہے جُو اس نے خَدَائے رَحْمٰنِ کِی طَرَفِ مَنَسُوْبِ کَر کھی ہے تُو اس کا چہرہ سِیَاح پڑ جاتا ہے، اُوْر وَہ دِل بِلِی دِل مِیْن گھٹتا رہتا ہے۔ اُوْر کِیَا (اللہ نے اِیسی اُوْلَادِ پَسَنَدِ کِی ہے) جُو زَبُورُوں مِیْن پَالِی پُوسِی جاتی ہے اُوْر جُو بَحْثِ مَبَاحِثِ مِیْن اِپنی بَاتِ کھل کَر بھی نہیں کہہ سکتی؟ اس کے علاوہ اَنھوں نے فَرَشْتُوں کُو جُو خَدَائے رَحْمٰنِ کے بِنْدے ہیں، مَوْنِثِ بِنَادِ یَا ہے۔ کِیَا یہ لوگ اِن کی تَخْلِیْقِ کے وَقْتِ مَوْجُوْد تھے؟ اِن کا یہ دَعْوِی لکھ لِیَا جائے گا اُوْر اِن سے باز پَرَسِ ہوگی۔ اُوْر یہ کہتے ہیں کہ: اِگر خَدَائے رَحْمٰنِ چاہتا تُو ہَم اِن (فَرَشْتُوں) کِی عِبَادَتِ نہ کرتے۔ اِن کُو اس بَاتِ کِی حَقِیْقَتِ کَا ذِرا بھی عِلْمِ نہیں ہے اُوْر اِن کَا کَامِ اس کے سِوَا کُچھ نہیں کہ اِن دَاوَرُوں کے تِیر چلا تے ہیں۔

تشریح :- اِن پانچ آیتوں مِیْن بارہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا کِیَا اللہ نے اپنی مخلوق مِیْن سے اپنے لِیے تُو بیٹیاں پَسَنَدِ کِی ہیں اُوْر تَمِیْنِ بیٹُوں کے لِیے مَنْتَجِبٌ کِیَا؟

۲۔ حَالًا نَکَہ اِن مِیْن سے جَب کُسی کُو بیٹی کِی وِلَادَتِ کِی خُوْشخَبْرِی دِی جاتی ہے جُو اس نے رَبِّ رَحْمٰنِ کِی جَانِبِ مَنَسُوْبِ کَر کھی ہے تُو اس کا چہرہ سِیَاح پڑ جاتا ہے۔

۳۔ وَہ دِل بِلِی دِل مِیْن گھٹتا رہتا ہے۔

۴۔ کِیَا اللہ نے اِیسی اُوْلَادِ پَسَنَدِ کِی ہے جُو زَبُورُوں مِیْن پَالِی پُوسِی جاتی ہیں؟

۵۔ جُو بَحْثِ وَ مَبَاحِثِ مِیْن اِپنی بَاتِ کھل کَر بھی نہیں کہہ سکتیں؟

۶۔ اِسکے علاوہ اَنھوں نے فَرَشْتُوں کُو جُو رَحْمٰنِ کے بِنْدے ہیں مَوْنِثِ بِنَادِ یَا ہے۔

۷۔ کِیَا یہ لوگ اِن کی تَخْلِیْقِ کے وَقْتِ مَوْجُوْد تھے؟ ۸۔ اِن کا یہ دَعْوِی لکھ لِیَا جائے گا۔

۹۔ اِن سے باز پَرَسِ کِی جائے گی۔

نے کہا کہ فرشتے مونث ہیں؟ کیا یہ لوگ اس وقت موجود تھے جس وقت اللہ تعالیٰ فرشتوں کو پیدا فرمایا رہے تھے؟ اگر یہ کہتے ہیں کہ ہاں! ہم اس وقت موجود تھے تو انکی یہ گواہی اللہ تعالیٰ لکھ لے گا جو کہ جھوٹی ہے اور پھر کل قیامت کے دن انکی اس گواہی پر انہیں سزا دی جائے گی **أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ**؟ کیا وہ لوگ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے فرشتوں کو مونث بنایا ہے؟ (الصافات ۱۵۰) مگر یہ لوگ ایسا بھی نہیں کہتے بلکہ صرف اپنی عقلوں سے تیر چلا تے رہتے ہیں جبکہ انکے پاس انکے کسی بھی قول کی کوئی دلیل نہیں ہے، یہ لوگ اپنے قول میں بالکل جھوٹے ہیں۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشرکین سے پوچھا کہ تم کس بنیاد پر کہتے ہو کہ فرشتے مونث ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا سے یہی سنا ہے اور ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ اس بات میں جھوٹ نہیں بولتے کہ وہ مونث ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے انکی اس بات پر کہا **سَأَلْتُمُوهُمُ شَهَادَتَهُمْ وَيُسْتَلُونَ** کہ انکی یہ گواہی لکھ دی جائیگی اور ان سے اس بارے میں سوال بھی کیا جائیگا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶، ص ۷۳) اب جبکہ ان کے پاس کوئی دلیل اس بات پر نہیں تھی کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور اس پر ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم اپنی اس بات میں غلط ہوتے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اس عقیدہ سے ہٹا کر اپنی عبادت پر لاسکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا، تو اسکا مطلب یہ ہے کہ ہم جو کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے **نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ**، اللہ تعالیٰ انکی اس دلیل اور حجت کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ انکے پاس کوئی دلیل وغیرہ تو اپنی بات پر ہے نہیں بلکہ یہ لوگ غالی اندازوں پر ہی تیر چلا تے ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۳﴾ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے ﴿الزحرف ۲۱-۲۲-۲۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَمْ آتَيْنَهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَسْبِحُونَ ۝ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَرِهِمْ مُهُتَدُونَ ۝ وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَرِهِمْ مُقْتَدُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَمْ آتَيْنَهُمْ ہم نے دی ہے ان کو کِتَابًا کوئی کتاب مِنْ قَبْلِهِ اس سے پہلے فَهُمْ سو وہ یہ اسی کو مُسْتَسْبِحُونَ تھامنے والے ہیں بَلْ بلکہ قَالُوا انہوں نے کہا إِنَّا وَجَدْنَا بلاشبہ ہم نے پایا آبَاءَنَا اپنے باپ دادا کو عَلَىٰ اُمَّةٍ ایک طریقے پر وَإِنَّا انہم تو عَلَىٰ اَثَرِهِمْ انہی کے نشانات قدم پر مُهُتَدُونَ راہ یافتہ ہیں وَ كَذَلِكَ اسی طرح مَا اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجا مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے فِي قَرْيَةٍ کسی بستی میں وَمِنْ نَذِيرٍ کوئی ڈرانے والا إِلَّا مگر قَالَ کہا مُتْرَفُوهَا اس کے خوش حال لوگوں نے إِنَّا وَجَدْنَا بلاشبہ ہم نے پایا آبَاءَنَا

اپنے باپ دادا کو علیٰ اُمَّتٍ ایک طریقے پر وُ اور اِنَّا ہَمُّوْا عَلٰی اَنْفَارِهِمْ انہی کے نشانات قدم کی مُقْتَدُوْنَ اقتدا کرنے والے ہیں۔

ترجمہ:- بھلا کیا ہم نے انہیں اس سے پہلے کوئی کتاب دی تھی جسے یہ تھامے بیٹھے ہیں؟ نہیں، بلکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر ٹھیک ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں۔ اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے جب بھی کسی بستی میں کوئی خبردار کرنے والا (پیغمبر) بھیجا تو وہاں کے دولت مند لوگوں نے یہی کہا کہ: ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا ہے، اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بھلا کیا ہم نے انہیں اس سے پہلے کوئی کتاب دی تھی جسے یہ لوگ تھامے بیٹھے ہیں؟

۲۔ ایسا نہیں ہے بلکہ انکا کہنا تو یہ ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا تھا۔

۳۔ ہم انہی کے نقش قدم پر ٹھیک ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں۔

۴۔ اے پیغمبر! ہم نے تم سے پہلے جب بھی کسی بستی میں کوئی خبردار کرنے والا بھیجا تو وہاں کے دولت مند لوگوں نے یہی کہا۔

۵۔ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے۔

۶۔ ہم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ انکے اس قول کی بھی تردید کر رہے ہیں جو وہ کہا کرتے تھے کہ ہم اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا تھا تو ہم بھی وہی کر رہے ہیں، اور اگر ہم غلط کام کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں کیوں نہیں روکتا اور سیدھے راستہ پر ہمیں کیوں نہیں لاتا؟ ان کی اس بات پر اللہ تعالیٰ ان سے یہ سوال کر رہے ہیں کہ اس قرآن کریم میں تو ایسا کچھ بیان نہیں کیا گیا جیسا تم عقیدہ رکھتے ہو تو بھلا کیا اس قرآن سے پہلے بھی تمہارے پاس کوئی آسمانی کتاب آئی ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور تم انہیں اللہ کی عبادت میں شریک ٹہراؤ؟ نہ ہی تمہارے پاس کوئی کتاب ہے اور نہ ہی کوئی دلیل ہے بس تمہارے پاس یہی حجت ہے کہ ہمارے باپ دادا ایسا کرتے تھے بس ہم بھی وہی کر رہے ہیں، اس بات سے ہٹ کر نہ ہی انکے پاس کوئی نقلی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی عقلی، اس سے یہ بات واضح ہوگئی کی جس بات پر ہر طرح کی دلیلیں موجود ہوں وہی بات درست اور ٹھیک ہوتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور خالقیت پر بہت ساری عقلی اور نقلی دلائل موجود ہیں لیکن ان مشرکین کی بات پر کوئی دلائل موجود نہیں تو انکا قول اور عقیدہ غیر مقبول ہے اور اللہ تعالیٰ کی بات حق اور صد فیصد درست ہے۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ، ابوسفیان، ابو جہل اور ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (تفسیر قرطبی)۔

ج، ۱۶، ص، ۷۵)، اللہ تبارک و تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہہ کر تسلی دے رہے ہیں کہ اے محمد ﷺ! جس طرح قریش کے یہ بڑے بڑے لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسے ہی کرتے پایا اس لئے ہم بھی انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں تو ان سے پہلے بھی جتنی قومیں گزری ہیں ان قوموں کے سرداروں اور بڑے لوگوں نے بھی یہی کہا تھا جب ان سے کہا گیا تھا کہ اپنے باپ دادا کے غلط طریقہ کو چھوڑ کر اللہ کے بتائے ہوئے درست طریقہ پر چلو تو اس وقت انکا بھی یہی جواب تھا کہ ہم وہی کرینگے جو ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے، تو پیغمبر! آپ انکی فکر میں زیادہ نہ پڑیں بلکہ انہیں چھوڑ دیں، اس قسم کے لوگ کبھی بھی ان مدلل باتوں کو نہیں سمجھیں گے بلکہ وہ ہر حال میں اندھی تقلید میں پڑے رہیں گے، اس سے ایک بات یہ واضح ہوتی ہے کہ عبادات اور عقائد میں بلا دلیل کسی کی تقلید کرنا گمراہی اور ضلالت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر امت میں اور ہر زمانہ میں اس طرح کے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جو دلائل کو چھوڑ کر تقلیدی باتوں کو اپنائے ہوئے ہوتے ہیں، چنانچہ ہمارے زمانہ میں بھی ایسے لوگوں کی کثیر تعداد موجود ہے کہ جن کے سامنے دلائل بھی پیش کئے جائیں تو وہ بات نہیں مانتے بلکہ اپنے باپ دادا کی رسم و رواج کو ہی سب سے بڑا سمجھ کر اسی کی اتباع کرتے آرہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ ان آیات میں غور کریں اور سمجھنے کی کوشش کریں شاید کہ اللہ تعالیٰ اس جستجو کو دیکھ کر دل و دماغ کھول دے اور سچ بات کو قبول کرنے کی توفیق عطا کر دے۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۳﴾ جو پیغام دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے ﴿الزحرف ۲۳-۲۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَوْلُو جِحْتِكُمْ بِأَهْدَىٰ مِنَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝ فَانْتَقِمْنَا مِنْهُمْ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكذِبِينَ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- قُلْ کہا اولو کیا اگرچہ جِحْتِكُمْ میں لایا ہوں تمہارے پاس باہدی زیادہ راستی والا طریقہ جتنا اس سے کہ وَجَدْتُمْ تم نے پایا علیہ اس پر آباء کُم اپنے باپ دادا کو؟ قَالُوا انہوں نے کہا اِنَّا یقیناً ہم تو یہاں اس کے ساتھ کہ اُرْسِلْتُمْ تم بھیجے گئے ہو یہ اس کے ساتھ کَافِرُونَ انکار کرنے والے ہیں فَانْتَقِمْنَا چنانچہ ہم نے انتقام لیا مِنْهُمْ ان سے فَانظُرْ پھر دیکھیے کَيْفَ کیسا کان ہوا عَاقِبَةُ انجام الْمُكذِبِينَ جھٹلانے والوں کا

ترجمہ:- پیغمبر نے کہا کہ تم نے اپنے باپ دادوں کو جس طریقے پر پایا ہے، اگر میں تمہارے پاس اس سے زیادہ ہدایت کی بات لے کر آیا ہوں تو کیا پھر بھی (تم اپنے طریقے پر چلے جاؤ گے؟) انہوں نے جواب دیا کہ تم جو پیغام دے کر بھیجے گئے ہو ہم تو اس کو ماننے والے نہیں ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سے انتقام لیا، اب دیکھ لو کہ

جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟

تشریح:- ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پیغمبروں نے کہا کہ تم نے اپنے باپ داداؤں کو جس طریقہ پر پایا ہے اگر میں تمہارے پاس اس سے

کہیں زیادہ ہدایت کی بات لیکر آؤں تو کیا پھر بھی تم اپنے ہی طریقہ پر چلو گے؟

۲۔ انہوں نے جواب دیا کہ تم جو پیغام دیکر بھیجے گئے ہو ہم تو اسکو ماننے والے نہیں ہیں۔

۳۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سے انتقام لیا۔

۴۔ اب دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟۔

جب انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور حق و صداقت کی جانب بلایا تو انہوں نے یہ کہا کہ ہم اپنے باپ دادا کے طریقہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے طریقہ کو نہیں اپنائیں گے، جب ہر قوم نے اپنے نبی کو یہی جواب دیا تو ان انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی ان سے کہا کہ کیا اگر میں تمہارے سامنے تمہارے باپ داداؤں کے طریقہ سے بھی زیادہ ہدایت والا طریقہ لیکر آؤں تو کیا اس وقت بھی تم لوگ میری باتوں کو نہیں مانو گے؟ ان لوگوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ تم ہمارے پاس کتنی ہی زیادہ ہدایت کی باتیں لیکر آ جاؤ ہم اسے ماننے والے نہیں ہیں، ہم تو اپنے باپ دادا ہی کے طریقہ کو اپنائیں گے اور جو کچھ آپ لیکر آئے ہیں چاہے وہ سچ ہی کیوں نہ ہوں ہم اسے ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں کیونکہ جو آپ ہم سے کہہ رہے ہیں وہ بالکل اسکے خلاف ہے جو ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے تو ہم اپنے باپ دادا کے طریقہ کو کیسے چھوڑ دیں؟ اس آیت میں خطاب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا ہے مگر مراد سارے ہی انبیاء ہیں اس لئے کہ کسی ایک نبی کا انکار کرنا سارے ہی انبیاء کا انکار کرنا شمار ہوتا ہے، ان لوگوں کا انجام بتایا جا رہا ہے جنہوں نے انبیاء کی باتوں کو نہیں مانا اور انکے لئے ہوئے دیں تو تسلیم کرنے کے بجائے اپنے باپ دادا کے گمراہ طریقہ کو اپنایا، جن جن قوموں نے بھی ان انبیاء کے لئے ہوئے کلام کو جھٹلایا اور انکی لائی ہوئی شریعت اور طریقہ کو ماننے سے انکار کیا اللہ تعالیٰ نے انتقام لیا اور انہیں عذاب میں مبتلا فرمایا جس سے وہ ہلاک و برباد ہو گئے جیسے قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت ان گزری ہوئی قوموں کی ہلاکت اور تباہی کو دیکھے اور اس سے نصیحت حاصل کرے اور جن کاموں کو وہ کیا کرتے تھے اور جو باتیں وہ کہا کرتے تھے اور جس طریقہ پر وہ چلا کرتے تھے اس سے باز آ جائے، اور اپنے نبی کی تکذیب سے بچے ورنہ ان کا بھی وہی حال ہو سکتا ہے جو ان سے پہلے قوموں کا ہوا اور جب اللہ انتقام لینے پر آتا ہے تو کسی کو نہیں بخشتا، ہر اس شخص کو سزا دیتا ہے جس نے اسکی نافرمانی کی اور اسکے حکم کو جھٹلایا لہذا تمہارے پاس ابھی بھی وقت ہے سنہل جاؤ اور اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت فَاَنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ کے بارے میں فرمایا کہ اللہ کی قسم! انکا بہت برا انجام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین میں دھنسا کر، سمندر میں غرق کر کے ہلاک کیا اور پھر انہیں آگ میں داخل

کردیا۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۵۸۸) اس طور پر کہ عالم برزخ میں ان مشرکین اور مکذبین کو قیامت تک کیلئے سزائیں دی جارہی ہیں اور پھر آخرت میں تو جہنم میں جانا ہی جانا ہے۔ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۸۵ میں کہا گیا وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ کہ جس کسی نے بھی اسلام کے علاوہ کسی اور دین و مذہب کو چنا تو اس کا یہ دین قبول نہیں کیا جائیگا اور ایسے لوگ کل قیامت کے دن گھائے میں ہونگے۔ کامیابی صرف دین اسلام میں ہی ہے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہی ہے کہ انہیں اس عمل کے بدلہ جنت اور اسکی نعمتوں سے نوازا جائیگا اور جو کوئی ان سے منہ موڑے گا انکا قیامت کے دن خسارہ ہوگا کہ جہنم کا عذاب انکے حصہ میں آئیگا۔ اللہ ہمیں اسلام پر جسے رہنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۵﴾ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو ﴿الزحرف ۲۶-۲۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ۖ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ۖ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۖ بَلْ مَتَّعْتُ هَؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُّبِينٌ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- اور اذ جب قال کہا ابراہیم نے لا اباؤہ اپنے باپ سے و اور قومہ اپنی قوم سے انننی بلاشبہ میں برآء ہوں ممما ان سے جن کی تعبذون تم عبادت کرتے ہو الا سوائے الذی اس کے جس نے فطرنی مجھے پیدا کیا فَإِنَّهُ تو بے شک وہ سہدین عنقریب میری رہنمائی کرے گا و وجعلاھا اس نے کر دیا اس کو کلمۃ باقیۃ باقی رہنے والا فی عقبہ اپنی اولاد میں لعلہم تاکہ وہ یرجعون رجوع کریں بل بلکہ متتعت میں نے فائدہ پہنچایا ہؤلآء ان کو و آباءہم ان کے باپ دادا کو حتیٰ یہاں تک کہ جاءہم آیان کے پاس الحق حق و اور رسول رسول مبین کھول کر بیان کرنے والا

ترجمہ:- اور وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ: میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے، چنانچہ وہی میری رہنمائی کرتا ہے۔ اور ابراہیم نے اس (عقیدے) کو ایسی بات بنا دیا جو ان کی اولاد میں باقی رہی، تاکہ لوگ (شرک سے) باز آئیں۔ (پھر بھی بہت سے لوگ باز نہ آئے) اس کے باوجود میں نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو زندگی کے فائدے دیتے یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف صاف ہدایت دینے والا پیغمبر آ گیا۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ وہ وقت یاد کرو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا تھا۔
- ۲۔ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جنکی تم عبادت کرتے ہو۔
- ۳۔ سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا۔ ۴۔ چنانچہ وہی رب میری رہنمائی کرتا ہے۔
- ۵۔ ابراہیم علیہ السلام نے اس عقیدہ کو ایسی بات بتادی جو انکی اولاد میں باقی رہی۔
- ۶۔ تاکہ لوگ اس عقیدہ کو اپنا کر شرک سے باز آجائیں۔
- ۷۔ بہت سے لوگ شرک سے باز نہ آئے اسکے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے انکے باپ داداؤں کو زندگی کے فائدے دیئے۔

۸۔ یہاں تک کہ انکے پاس حق اور صاف صاف ہدایت دینے والا پیغمبر آ گیا۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ مشرکین سے جب کہا جاتا کہ دین اسلام اور سیدھے راستہ کی طرف آؤ تو وہ لوگ بھی جواب دیتے کہ ہم اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑنے والے نہیں ہیں، ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ انکے سامنے مثال کے طور پر ایک بات رکھ رہے ہیں کہ اگر باپ دادا بھٹکے ہوئے ہوں تو انکے راستہ کو چھوڑ کر درست راستہ کو اپنانا چاہئے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان فرما رہے ہیں کہ یاد کرو اس وقت کو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اور قوم سے کہا میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کروں گا جنکی تم کر رہے ہو کیونکہ تمہارا یہ طریقہ بالکل باطل اور سیدھے راستہ سے ہٹا ہوا ہے، چنانچہ میں اس برے فعل میں تمہاری تقلید نہیں کر سکتا بلکہ اس تقلید کو چھوڑ کر دین اسلام کو اختیار کرتا ہوں، اور اس رب کی عبادت کو پسند کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا اب وہی مجھے سیدھے راستہ کی جانب ہدایت دے گا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان مشرکین سے کہہ دیجئے کہ اگر آباء و اجداد کی ہر حال میں اتباع کرنا ہی ہوتا تو یہ تمہارے ابو العرب، جو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ معزز ہیں یہ بھی وہی کرتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا وہ اس لئے کہ انکے باپ دادا غلط راستہ پر تھے، اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی کہ باپ دادا کا ہدایت پر ہونا ضروری نہیں اس لئے ہمیں ہر حال میں اور ہر معاملہ میں انکی اتباع نہیں کرنی چاہئے بلکہ جو درست اور صحیح ہے اسکی اتباع اور تقلید کرنی چاہئے اگرچہ کہ وہ راستہ ہمارے باپ دادا کے راستہ سے جدا اور مخالف ہی کیوں نہ ہو، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ دادا کے غلط دین کو چھوڑ کر ایک خالق و مالک کی عبادت کو قبول کیا تم لوگ بھی انہیں کے نقش قدم پر چلو اور ہاں! تمہارا انکے نقش قدم پر چلنا بھی اپنے ہی باپ دادا کی اتباع کرنا ہے کیونکہ یہ بھی تمہارے ہی باپ دادا ہیں، انہوں نے جو طریقہ اپنایا ہے وہی طریقہ آج تک چلا آ رہا ہے مگر اس دوران یہ جو تمہارے باپ دادا ہیں وہ راہ سے بھٹک گئے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے راہ بتلانے کے لئے اس نبی اُمّی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے تاکہ تم لوگ پھر سے اپنے اصل

باپ دادا کے دین پر آجا اور وہ دین یہ ہے کہ تم بتوں کی عبادت و پرستش کو چھوڑ کر ایک خالق و مالک یعنی اللہ کی عبادت کرنے لگو، یہاں پر اللہ تعالیٰ نے وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقْبِهِ فرمایا کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے جملہ کو آگے آنے والی نسلوں میں باقی رکھ چھوڑا ہے، جیسا کہ آپ نے اپنی اولاد سے وصیت بھی کی تھی إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمْ الدِّينَ فَلَا تَمْتُوا إِلَّاءَ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا لہذا تم لوگ مرتے دم تک اسی اسلام پر باقی رہنا (البقرہ: ۱۳۲) اس کلمہ سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مفسرین نے کہا کہ وہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے (الدر السخوّر - ج ۷، ص ۷۷، ۷۸) اور مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے مراد توحید اور اخلاص ہے جو کہ انکی اولاد میں باقی رہا۔ (الدر السخوّر - ج ۷، ص ۷۷، ۷۸) اور اولاد سے مراد بعض مفسرین نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ (تفسیر طبری - ج ۲۱، ص ۵۹۰) اہل مکہ نے جو طریقہ اپنایا ہے اسکی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ دیکھو! ہم نے تمہیں اتنا سمجھایا اور سمجھانے کے باوجود بھی تم لوگو نے ہماری بات نہیں مانی مگر پھر بھی ہم نے تمہیں ہلاک نہیں کیا بلکہ تمہیں اس دنیا سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا کیوں؟ اس لئے کہ شاید یہ لوگ اپنی جانب حق کے آجانے کے بعد سیدھے راستہ پر آجائیں گے اسی لئے ہم نے سیدھی راہ بتلانے کے لئے تمہارے پاس ایک نبی اُمّی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جو تمہارے پاس دین اسلام پر واضح دلائل لیکر آئے تاکہ تمہیں آسانی سے سمجھ میں آجائے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے، جب اس نبی نے انہیں سمجھانا شروع کیا کہ تم جو کر رہے ہو وہ غلط ہے اور درست نہیں اور انکے سامنے اس رب واحد کا کلام رکھا تو انہوں نے انکے ساتھ کیا معاملہ کیا سے اگلی کی آیتوں میں بیان کیا جا رہا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۶﴾ کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن کیوں نازل نہیں ہوا؟ ﴿الزحرف ۳۰-۳۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَبَّأْ جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقُرَيْتَيْنِ عَظِيمٍ ۝ أَهَمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سَخِرِيًّا وَرَحِمَتْ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور لبتا جب جاءهم آیان کے پاس الحق حق قالوا انھوں نے کہا لبتا یہ سحر جادو ہے و اور انا بلاشبہ ہم یہ اس کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں و اور قالوا انھوں نے کہا لولا کیوں نہیں نازل کیا گیا لبتا یہ القرآن قرآن علی راجل کسی آدمی پر من القرآن قرآن ال دونوں شہروں میں سے

عَظِيمٍ جو بڑا ہوا ہے کیا وہ یَقْسِمُونَ تقسیم کرتے ہیں رَحْمَتِ رَبِّكَ آپ کے رب کی رحمت مَحْضٌ ہم ہی نے قَسَمْنَا تقسیم کی ہے تمہارے ان کے درمیان مَعِيشَتَهُمْ ان کی روزی فی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیوی زندگی میں وَا رَفَعْنَا ہم نے بلند کیا بَعْضُهُمْ ان کے بعض كَوْفُوقٌ بَعْضٍ بعض پر كَرَّ جَمِيعٍ درجوں میں لِيَتَّخِذَ تاکہ بنائے بَعْضُهُمْ ان کا بعض بَعْضًا بعض کو سَخَّرَ يَأْخُذُ غَاوًا اور رَحْمَتِ رَبِّكَ آپ کے رب کی رحمت خَيْرٌ بہتر تھا اس سے جو يَجْعَلُونَ وہ جمع کرتے ہیں

ترجمہ :- اور جب وہ حق ان کے پاس آیا تو وہ کہنے لگے کہ : یہ تو جادو ہے اور ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ اور کہنے لگے کہ : یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا؟۔ بھلا کیا یہ لوگ ہیں جو تمہارے پروردگار کی رحمت تقسیم کریں گے؟ دنیوی زندگی میں ان کی روزی کے ذرائع بھی ہم نے ہی ان کے درمیان تقسیم کر رکھے ہیں اور ہم نے ہی ان میں سے ایک کو دوسرے پر درجات میں فوقیت دی ہے، تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔ اور تمہارے پروردگار کی رحمت تو اس (دولت) سے کہیں بہتر چیز ہے جو یہ جمع کر رہے ہیں۔

تشریح :- اس تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب وہ حق ان کے پاس آیا تو کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے۔

۲۔ ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔

۳۔ کہنے لگے کہ یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا؟

۴۔ بھلا کیا یہ وہ لوگ ہیں جو تمہارے پروردگار کی رحمت تقسیم کریں گے؟

۵۔ دنیوی زندگی میں ان کی روزی کے ذرائع بھی ہم نے ہی ان کے درمیان تقسیم کر رکھے ہیں۔

۶۔ ہم نے ہی ان میں سے ایک کو دوسرے پر درجات میں فوقیت دی ہے۔

۷۔ تاکہ وہ لوگ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔

۸۔ تمہارے پروردگار کی رحمت تو اس دولت سے کہیں زیادہ بہتر ہے جو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں۔

اب جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دین کی دعوت دینے لگے اور ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا کلام اور معجزات پیش کئے تو وہ لوگ آپ کی باتوں سے منہ موڑتے اور کہنے لگے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ یہ تو جادو ہے جس کے ذریعہ وہ ہم پر جادو کرتے ہیں، یہ کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی وحی نہیں ہے، ہم اسے نہیں مانتے اور اس کا انکار کرتے ہیں، سورۃ احقاف کی آیت نمبر ۷ میں فرمایا گیا قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلْحٰقِ لَنَا جَاۤءَهُمْ هٰذَا بِمِخْرٍ مُّبِيْنٍ کہ جب ان کافروں کے پاس حق آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے، الغرض ان کافروں نے اس قرآن کریم کو ماننے سے انکار کر دیا جبکہ وہ ان کے پاس ہدایت لیکر آئے تھے اور یہ لوگ کفر و عناد کی وجہ سے یہ کہنے لگے کہ اچھا! اگر یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کلام کو ان دو بستیوں یعنی مکہ اور طائف کے کسی رئیس اور

بڑے شخص پر کیوں نہیں اتارا؟ تم جیسے ایک یتیم اور محتاج پر ہی اللہ تعالیٰ نے اس کلام کو کیوں اتارا؟ اور انکی مراد اس عظیم شخص سے ولید بن مغیرہ اور مسعود بن عمرو الشقی تھے اس لئے کہ یہ دونوں اپنی اپنی جگہ یعنی ولید مکہ میں اور مسعود بن عمرو طائف میں بڑے اثر و رسوخ رکھنے والے اور مالدار اشخاص تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے میں فرمایا۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۵۹۲)، اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ولید بن مغیرہ نے کہا کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں وہ اگر سچ ہے تو مجھ پر یا عروہ بن مسعود پر یہ قرآن نازل کرے، اس پر یہ آیت وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ لَخِ نَازِلٌ هُوَ۔ (الدر السعور۔ ج ۷، ص ۷۵، ۳) بعض حضرات مفسرین نے دوسرے نام بتائے ہیں جیسے کہ عتبہ بن ربیعہ اور عبد بن یالیل الشقی اور کنانہ بن عمر بن عمیر وغیرہ۔ ان قریش مکہ نے جو اعتراض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو ان دو بڑے آدمیوں میں سے کسی ایک پر کیوں نہیں اتارا؟ تو اللہ تعالیٰ انکے اس اعتراض کو یوں کہہ کر رد کر رہے ہیں کہ یہ ہمارا کلام ہے ہم جس پر چاہیں اس پر اتاریں اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ اللّٰهُ كُوْبِهَتْ اَجْحِي طَرَح مَعْلُوم هِي كِه كَس كُوْنِي بِنَايَا جَايَ؟ (الانعام ۱۲۳) تم لوگ جن آدمیوں کا نام لے رہے ہو تو بھلا یہ بتاؤ کہ وہ آدمی کیا تمہاری کوئی مدد کر سکتے ہیں جبکہ ہم نہ چاہتے ہوں؟ اور یہ بتاؤ کہ جن آدمیوں کا تم نام لے رہے ہو کیا وہ آدمی ہماری رحمت یعنی رزق کو تقسیم کرتے ہیں؟ کہ جس کی وجہ سے تمہیں انکا نام لینا پڑ رہا ہو؟ بعض حضرات نے یہاں رحمت سے مراد نبوت لی ہے، جسکا مطلب یہ ہے کہ کیا نبوت کو بھیجنے والے یہ لوگ ہیں یا ہم؟ جب یقیناً ہم ہی نبوت کو بھیجنے والے ہیں تو یہ بھی ہم ہی طے کرینگے کہ ہمیں کس پر نبوت کو بھیجنا ہے؟ اور نبوت دی جاتی ہے جو پاک باز، متقی اور صادق ہو، نبوت دولت کو دیکھ کر نہیں بلکہ صفات اور اخلاق کو دیکھ کر دی جاتی ہے اور سارے مکہ اور طائف میں جو صفات و اخلاق محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں وہ کسی اور میں نہیں اسی لئے ہم نے انہیں نبوت کے لئے چنا ہے نہ کہ ان مغرور شہسپندوں کو، ہم جسے چاہتے ہیں اپنی رحمت سے نوازتے ہیں جس طرح ہم جسے چاہتے ہیں دولت سے نوازتے ہیں اور جسے چاہے تنگی دیتے ہیں، اگر ہم سب کو امیر یا سبھی کو غریب بنا دیتے تو وہ فائدہ جو اس وقت حاصل ہو رہا ہے وہ حاصل نہیں ہوگا، جیسے کہ اگر سارے ہی لوگ امیر ہوتے تو کام کرنے والا کوئی نہ ہوتا، اور اگر سارے کے سارے غریب ہوتے تو کوئی کسی کو کام پر نہ رکھ سکتا تو اس طرح دنیا کا جو معاشی نظام ہے وہ چل نہ پاتا، یہ تمام چیزیں ہم اپنی مصلحت سے کرتے ہیں اور یہ ہمارا اختیار ہے کسی کو اس میں دخل دینے اور اس سلسلہ میں پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ ایسا کیوں کیا ایسا کیوں نہیں کیا؟ اور ہاں! یہ لوگ جو سمجھ رہے ہیں کہ دولت ہی سب سے بڑی اور سب سے اچھی چیز ہے جسکی بنیاد پر یہ لوگوں کو ناپ تول رہے ہیں، انہیں یہ جان لینا چاہئے کہ یہ دولت صرف دنیا ہی تک محدود رہتی ہے آخرت میں کچھ کام نہیں آئے گی، فائدہ کی چیز تو وہ اللہ کی رحمت ہے یعنی جنت جس میں داخلہ اعمال، اخلاق اور کردار کی بنیاد پر ہوگا نہ کہ دولت کی بنیاد پر۔ لہذا جو فائدہ کی چیز ہے اسکے پیچھے دوڑو نہ کہ اسکے پیچھے جسکا کوئی فائدہ آخرت میں ہونے والا نہیں۔

﴿درس نمبر ۱۹۱﴾ سارے انسان اگر ایک طرح کے ہو جائیں ﴿الزحرف ۳۳-۳۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ لَبُيُوتِهِمْ سُقْفًا مِّنْ
فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ۝ وَ لِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُررًا عَلَيْهَا يَتَكَبَّرُونَ ۝ وَ
زُحُرْفًا وَإِنْ كُلُّ ذَلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَمَنْ
يَعُشْ عَنِ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقِيضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور لو اگر لانا نہ ہوتی ان یہ بات کہ یوں ہو جائیں گے الناس لوگ اُمَّةً وَاحِدَةً ایک
ہی گروہ لَجَعَلْنَا تو ہم ضرور بنا دیتے لیکن ان لوگوں کے لئے جو یوں کفر کرتے ہیں بِالرَّحْمَنِ رحمن کے ساتھ
لِبُيُوتِهِمْ ان کے گھروں کے لیے سُقْفًا چھتیں مِّنْ فِضَّةٍ چاندی سے واور معَارِجَ سیڑھیاں عَلَيْهَا جن پر
يَظْهَرُونَ وہ اوپر چڑھتے واور لِبُيُوتِهِمْ ان کے گھروں کے لیے أَبْوَابًا دروازے واور سُررًا تخت عَلَيْهَا جن
پر يَتَكَبَّرُونَ وہ تکبر لگا کر بیٹھتے واور زُحُرْفًا سونے کے بھی واور ان نہیں ہے كُلُّ سب کچھ ذَلِكَ یہ لَمَّا مگر
مَتَاعُ سامان الْحَيَاةِ الدُّنْيَا دنیوی زندگی کا واور الْآخِرَةُ آخرت تو عِنْدَ رَبِّكَ آپ کے رب کے نزدیک
لِلْمُتَّقِينَ پرہیزگاروں کے لئے واور مَنْ جو يَعُشْ اندھا ہو جائے عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ رحمن کے ذکر سے
نُقِيضْ ہم مقرر کر دیتے ہیں لَهُ اس کے لیے شَيْطَانًا شیطان فَهُوَ تو وہ لَهُ اس کا قَرِينٌ ہم نشین ہو جاتا ہے

ترجمہ:- اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمام انسان ایک ہی طریقے کے (یعنی کافر) ہو جائیں گے تو جو لوگ
خدائے رحمن کے منکر ہیں، ہم ان کے لیے ان گھروں کی چھتیں بھی چاندی کی بنا دیتے اور وہ سیڑھیاں بھی جن پر وہ
چڑھتے ہیں۔ اور ان کے گھروں کے دروازے بھی اور وہ تخت بھی جن پر وہ تکبر لگا کر بیٹھتے ہیں۔ بلکہ انہیں سونا بنا
دیتے، اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ بھی نہیں، صرف دنیوی زندگی کا سامان ہے۔ اور آخرت تمہارے پروردگار
کے نزدیک پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ اور جو شخص خدائے رحمن کے ذکر سے اندھا بن جائے ہم اس پر ایک
شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

تشریح:- اس چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمام ہی انسان ایک طرح کے ہو جائیں گے تو جو لوگ رب رحمن کے منکر ہیں ہم ان کے
لئے ان کے گھروں کی چھتیں بھی چاندی کی بنا دیتے۔

۲۔ وہ سیڑھیاں بھی چاندی کے بنا دیتے جن پر یہ لوگ چڑھتے ہیں

۳۔ اگلے گھروں کے دروازے بھی اور وہ تخت بھی جن پر وہ نکیہ لگا کر بیٹھے ہیں انہیں چاندی کا بلکہ سونے کا بنا دیتے۔

۴۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ نہیں بلکہ صرف دنیوی زندگی کا سامان ہیں۔

۵۔ آخرت تمہارے پروردگار کے نزدیک پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

۶۔ جو شخص رب رحمن کے ذکر سے اندھا بن جائے اس پر ہم شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

ان آیتوں میں اس دنیا کی حقارت بیان کی جا رہی ہے کہ اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ اگر انسان کو خوب

دولت مل جائے اور وہ اس دولت کے نشہ میں کھو کر آخرت کو فراموش کر کے کافر نہ بن جائے تو اللہ تعالیٰ اتنی دولت ہر کسی

کو نوازتا کہ گھر کی چھتیں، دیواریں، سیڑھیاں، حتیٰ کے تخت اور صوفے تک چاندی اور سونے کے بنا دیتا، جیسا کہ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر کی۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۵۹۸) اللہ کے یہاں کسی چیز کی کمی

نہیں ہے جیسا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر اللہ

کے یہاں دنیا کا موازنہ کیا جائے تو وہ مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے اور جو کافر لوگ اس دنیا سے فائدہ اٹھاتے ہیں

وہ بس ایک گھونٹ پانی کی طرح ہے۔ (ترمذی ۲۳۲۰) اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا سبھی کو اس لئے نہیں دی کہ سب اس

دنیا میں کہیں کھو کر پوری کی پوری نافرمانی اور شہوت پرستی میں نہ پڑ جائیں، آخر یہ دنیا اور اس کا مال و متاع ہے کیا جسکے

پیچھے یہ کافر لوگ پڑے ہوئے ہیں؟ اسکی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ یہ مال و دولت، بنگلہ گاڑی، سونا

چاندی یہ سب کچھ بس یہ دنیا کا ساز و سامان ہے اور کوئی بھی سامان ہمیشہ کیلئے نہیں رہتا، آج ہے تو کل ختم، کل ہے تو پرسوں

نہیں **الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا** کہ یہ مال و دولت و اولاد سب دنیا کی زینت ہیں (الکہف ۳۶) جو

ایک دن ختم ہونے والی ہے اگر کوئی چیز باقی رہے گی تو وہ ہے ایمان اور اعمالِ صالحہ، ایک سجدہ دار انسان اس چیز کو

پانے کی کوشش کرتا ہے جو باقی رہنے والی ہے، اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آخرت کہ جس میں نیک اعمال

کرنے والے متقیوں کو بہترین صلہ دیا جائیگا یہ انکی نظر میں بہتر ہے اور یہ متقی لوگ اسی آخرت کے لئے بھاگ

دوڑ کرتے ہیں، وہ لوگ اس فانی دنیا کی فانی خوبصورتی کے پیچھے نہیں بھاگتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

ایک مرتبہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں

اس چٹائی اور آپ کے جسم کے درمیان اور کوئی چیز نہیں تھی اور آپ کے سر کے نیچے ایک چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور

کے پتے بھرے ہوئے تھے اور آپ کے پیروں کے پاس کیکر کے درخت کی رنگی ہوئی لکڑی یا تختہ تھا اور سر پر مشکیزہ

لٹک رہا تھا جب میں نے اس چٹائی کے نشانات آپ کے بدن پر دیکھے تو میں رونے لگا، آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا

کہ کونسی چیز تمہیں رلا رہی ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ تو بڑے آرام میں ہیں اور آپ کی یہ حالت ہے

(کہ سونے کے لئے ایک چادر تک نہیں) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! کیا تم اس بات سے

راضی نہیں ہو کہ انکے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت؟ (بخاری ۴۹۱۳)، بہر حال ایک کافر کی نظر میں دنیا ہی سب کچھ ہوتی ہے اور وہ اسی کے لئے جیتا ہے مگر ایک مومن کے نزدیک دنیا کی کوئی حیثیت نہیں وہ جیتا ہے تو آخرت کے لئے، لیکن ایک کافر کے لئے تو سب کچھ دنیا ہی ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو کر بس دنیا کمانے میں لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر شیطان مسلط فرمادیتے ہیں جو اسے اندھیری دنیا میں ڈھکلتے جاتا ہے اور آخرت سے دور کرتا جاتا ہے۔ اس لئے جب کبھی اپنے آپ کو دیکھو کہ صرف دنیا کی طرف میلان ہو رہا ہے اور آخرت سے دوری ہو رہی ہے تو پہلے اللہ تعالیٰ سے شیطان کی پناہ مانگو اور دعا کرو کہ دنیا کی محبت ہم پر غالب نہ آئے اور پھر اس سے بچنے کی بھی کوشش کریں۔ اللہ ہمیں آخرت کی فکر عطا فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۸﴾ ایسے شیاطین ان کو راستے سے روکتے ہیں ﴿الزخرف ۳۷-۳۸﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّوهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ قَالَ يَا لَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور انہم بلاشبہ وہ لے صُدُّوْهُمْ البتہ روکتے ہیں ان کو عَنِ السَّبِيلِ سیدھے راستے سے و اور يَحْسَبُونَ وہ گمان کرتے ہیں اَنَّهُمْ کہ بے شک وہ مُّهْتَدُونَ ہدایت پر چلنے والے ہیں حَتَّىٰ یہاں تک کہ اِذَا جب جَاءَهُمْ آئے گا ہمارے پاس قَالَ تو کہے گا لَيْتَ اے کاش ابْنِي میرے درمیان و اور بَيْنَكَ تیرے درمیان بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ مشرق و مغرب کی دوری فَبِئْسَ تو تو بہت برا ہے الْقَرِينُ ہم نشین

ترجمہ:- ایسے شیاطین ان کو راستے سے روکتے رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک راستے پر ہیں۔ یہاں تک کہ جب ایسا شخص ہمارے پاس آئے گا تو (اپنے شیطان ساتھی سے) کہے گا کہ: کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا، کیونکہ تو بہت برا ساتھی تھا۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ایسے شیاطین ان کو راستے سے روکتے ہیں۔ ۲۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک راستہ پر ہی ہیں۔

۳۔ جب ایسا شخص اللہ کے پاس آئے گا تو اپنے شیطان ساتھی سے کہے گا۔

۴۔ کاش! میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا۔

۵۔ اس لئے کہ تو بہت برا ساتھی تھا۔

پچھلی آیتوں میں یہ کہا گیا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اسکی عبادت سے غافل ہو کر زندگی گزارتا ہے اللہ تعالیٰ

پھر جب نبی رحمت ﷺ آئے اور مجھے اس حال میں دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ! تمہیں غیرت آگئی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ جیسی عورت کو آپ جیسے شخص پر غیرت کیوں نہ آتی؟ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لگتا ہے کہ تمہارے پاس تمہارا شیطان آیا تھا، یہ سن کر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا آپ کے ساتھ بھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! میرے ساتھ بھی مگر اللہ تعالیٰ نے اسکے خلاف میری مدد کی تو وہ میرا تابع ہو گیا۔ (مسلم ۲۸۱۵)، لہذا ہر انسان کو شیطان کی چالوں سے آگاہ رہنا چاہئے اور اپنے بچاؤ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہنا چاہئے تاکہ یہ شیطان اس پر غالب نہ آجائے، الغرض دنیا میں تو یہ انسان اس شیطان کی دوستی میں لگن رہا اور اسلام سے دور ہو کر بد اعمالیوں والی زندگی گزارنے لگا لیکن جب یہی شخص مرنے کے بعد حساب و کتاب کے لئے اللہ کے سامنے آئے گا تو اس وقت یہ اس شیطان ساتھی سے کہے گا کہ کاش! تیرے اور میرے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا کہ نہ تو میرا دوست بنتا اور نہ ہی میں تیری باتوں میں آ کر یہ برے کام کرتا، یقیناً تو ایک برا ساتھی تھا جس نے مجھے ہر وقت برائی کی دعوت دی جس کی وجہ سے آج میرا یہ حال ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۱۹﴾ کیا آپ بہروں کو سناو گے؟ ﴿الزخرف ۳۹-۴۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 وَلَنْ يَنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ إِذْ ظَلَمْتُمْ أَنْتُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ۝ أَفَأَنْتَ تُسَبِّحُ
 الضُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُنَىٰ وَمَنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور لَنْ ہرگز نہ یَنْفَعَكُمُ نفع دے گی تم کو الْيَوْمَ آج اِذْ جب کہ ظَلَمْتُمْ تم نے ظلم کیا أَنْتُمْ
 یہ کہ تم فی الْعَذَابِ عذاب میں مُشْتَرِكُونَ شریک ہو اَفَأَنْتَ کیا پھر آپ تُسَبِّحُ سنا سکتے ہیں الضُّمَّ بہروں کو اَوْ یا
 تَهْدِي آپ راہ دیکھا سکتے ہیں الْعُنَىٰ اندھوں کو وَاوَمَنْ ان کو جُو كَانَ میں فی ضَلَالٍ مُّبِينٍ صریح گمراہی میں
 ترجمہ:- اور آج جب تم ظلم کر چکے ہو تو تمہیں یہ بات ہرگز کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی کہ تم عذاب میں
 ایک دوسرے کے شریک ہو۔ تو پھر (اے پیغمبر) کیا تم بہروں کو سناؤ گے، یا اندھوں کو اور ان لوگوں کو راستے پر
 لاؤ گے جو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں؟

تشریح:- ان دو آیتوں میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ آج جب تم ظلم کر چکے ہو تو تمہیں یہ بات ہرگز فائدہ نہیں پہنچائے گی کہ تم عذاب میں ایک دوسرے کے
 شریک ہو۔

۲۔ اے پیغمبر! کیا آپ بہروں کو سناو گے یا اندھوں کو راہ بتاؤ گے؟

۳۔ کیا ان لوگوں کو راستہ پر لاؤ گے جو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ جب یہ مشرکین قیامت کے روز اللہ کے سامنے آئیں گے تو اپنے اس شیطان ساتھی کو برا بھلا کہنے لگیں گے کہ تیری ہی باتوں میں آکر ہم نے آج اپنا نقصان کیا ہے کاش؟ ایسا ہوتا کہ تو ہمیں نہ ملتا تو آج ہم بھی اس مقام عذاب پر نہ ہوتے، مشرکین کی ان باتوں پر اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہاں آکر پچھتاؤ کرنے کا کیا فائدہ؟ یہ سب کچھ تو تمہیں دنیا میں سوچنا تھا لیکن تم اس وقت تو اپنے نفس اور اسکی خواہشات پر عمل کرتے رہے اور حق بات اس وقت تم کو کڑوی لگنے لگی تھی کہ وہ تمہارے حلق سے نیچے نہیں اترتی تھی، جب کبھی تمہیں کوئی سمجھانے والا سمجھاتا اور ڈرانے والا ڈراتا تب تو تم اسکی بات کو ان سنی کرتے تھے اور اسکے برخلاف اسی شیطان کی باتوں کو پسند کرتے تھے، لہذا آج تمہارا یہ پچھتاؤ کسی کام کا نہیں، سزا تمہیں بھی دی جائیگی اور تمہارے اس شیطان ساتھی کو بھی، تم دونوں ہی کو عذاب میں ڈالا جائیگا اور تم دونوں عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہو گے جس طرح دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ رہا کرتے تھے آج اس عذاب میں بھی تم ایک دوسرے کے ہی ساتھ رہو گے اور ساتھ رہنے کی وجہ سے عذاب میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائیگی، تم دونوں کو بھی برابر کا عذاب دیا جائیگا، تمہیں گمراہ ہونے اور بد اعمالیاں کرنے کا اور تمہارے ساتھی کو گمراہ کرنے اور بد اعمالیوں پر ابھارنے کا۔ ان مشرکین کی دنیوی اور اخروی حالت کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ اے نبی! جو شخص شیطان کی باتوں میں آکر گمراہی کو اپنالیتا ہے تو ایسا شخص اندھے اور بہرے کے مماثل ہے جس طرح بہرے کو کچھ بھی کہو اسے سنائی نہیں دیتا اور اندھے کو کس قدر بھی راستہ بتلا دو وہ منزل تک نہیں پہنچتا یہی حال ان لوگوں کا بھی ہے یہ لوگ بہرے اور اندھے بنے ہوئے ہیں اور کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں، انہیں آپ کی کوئی بات اثر نہیں کرتی چاہے آپ انہیں جس قدر بھی سمجھالیں وہ ماننے والے نہیں ہیں لہذا آپ ان لوگوں کے پیچھے پڑ کر اپنے آپ کو غم اور فکر میں نہ ڈالیں بلکہ انکا معاملہ اللہ کے حوالہ کر کے آپ اپنے کام میں مشغول رہتے۔ امام زحیلی رحمہ اللہ نے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو ہدایت کی جانب بلانے میں اور ان تک پیغام الہی پہنچانے میں اپنے آپ کو تھکا دیا کرتے تھے اور ان لوگوں کا حال یہ تھا جتنا آپ انہیں دعوت دیتے اتنا ہی وہ لوگ اور سرکشی پر ابھر آتے انکی اسی حرکت پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُنْفَأْتُكَ تَسْمِعُ الصَّمَّةَ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ الخ نازل فرمائی۔ (التفسیر الحمیر - ج ۲۵، ص ۱۵۵)۔ اس درس میں ایک اہم بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جو لوگ برا کام کرتے ہیں انہیں تو انکے برے کام کی سزا ملے گی اسکے ساتھ ساتھ جو لوگ اس برے کام میں معاون و مددگار ہوتے ہیں انہیں بھی اسکے برابر ہی سزا ملے گی، گویا کہ برا کام کرنا اور برائی کی طرف بلانا اگرچہ کہ

وہ برا کام نہ کر رہا ہو دونوں برابر ہیں اور دونوں کو بھی اس برے عمل پر سزا ملے گی، اس لئے ہمیشہ ہمیں یہ دھیان رکھنا چاہئے کہ ہم جس طرح گناہوں سے بچتے ہیں اسی طرح کسی کو گناہ کے کام پر رہنمائی کرنے سے بھی بچیں۔ اسکے بر خلاف ہم اگر نیکی کا کام نہ بھی کریں لیکن نیکی کا راستہ بتلائیں اور لوگوں کو اس نیکی کی جانب رہنمائی کریں تب بھی ہمیں نیکیاں کرنے کا ثواب ملے گا إِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ کہ نیکی کی راہ بتلانے والا گویا اس نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔ (ترمذی ۲۶۷۰)، اللہ تعالیٰ ہمیں برائیوں سے اور برائیوں میں معاون بننے سے حفاظت فرمائے اور نیکی کرنے کی اور نیکیوں میں معاون بننے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۰﴾ پیغمبر! یقیناً آپ سیدھے راستے پر ہیں ﴿الزخرف ۴۱-۴۲-۴۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَمَا نَذَهَبَنَّ بِكَ فَمَا مِثْمُومٌ مُنْتَقِمُونَ ۝ أَوْ نُرِيَّتْكَ الذِّبِّي وَعَدْنُهُمْ فَمَا عَلَىٰهِمْ مُقْتَدِرُونَ ۝ فَاسْتَمْسِكَ بِالذِّبِّي أَوْ حَىٰ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَمَا نَذَهَبَنَّ بِكَ اگر نَذَهَبَنَّ بِكَ ہم لے جائیں آپ کو فَمَا نَذَهَبَنَّ بِكَ ہم مِثْمُومٌ ان سے مُنْتَقِمُونَ انتقام لینے والے ہیں أَوْ يُرِيَّتْكَ ہم دکھادیں آپ کو الذِّبِّي وہ جس کا وَعَدْنُهُمْ ہم نے ان سے وعدہ کیا فَمَا نَذَهَبَنَّ بِكَ تو بلاشبہ ہم عَلَيْهِمْ ان پر مُقْتَدِرُونَ قدرت رکھنے والے ہیں فَاسْتَمْسِكَ لہذا آپ مضبوطی سے تھام لیں بِالذِّبِّي اس چیز کو جو اَوْ حَىٰ وَحَىٰ کی گئی إِلَيْكَ آپ کی طرف إِنَّكَ بلاشبہ آپ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ سیدھے راستے پر ہیں

ترجمہ:- اب تو یہی ہوگا کہ اگر ہم تمہیں دنیا سے اٹھالیں، تب بھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں۔ یا اگر تمہیں بھی وہ (عذاب) دکھادیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے، تب بھی ہمیں ان پر ہر طرح کی قدرت حاصل ہے۔ لہذا تم پر جو وحی نازل کی گئی ہے، اسے مضبوطی سے تھامے رکھو۔ یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اب تو یہی ہوگا کہ اگر ہم آپ کو اس دنیا سے اٹھالیں تب بھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں۔

۲۔ اگر ہم تمہیں بھی وہ عذاب دکھادیں جنکا ہم نے ان سے وعدہ کیا۔

۳۔ تب بھی ہمیں ان پر پوری طرح قدرت حاصل ہے۔

۴۔ لہذا آپ پر جو وحی نازل کی گئی ہے اسے مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو۔

۵۔ یقیناً آپ سیدھے راستے پر ہو۔

ان آیتوں میں بھی تسلی کا سلسلہ جاری ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دی کہ اگر یہ کفار مشرکین آپ کی بات نہ مانیں اور آپ کو ایذا میں دیں اللہ تعالیٰ انکی اس حرکت پر انہیں سزا دیگا، یہ سزا دینا چاہے آپ کی زندگی ہی میں ہو جیسے کہ غزوہ بدر ہو یا فتح مکہ جسے آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، یا پھر آپ کے جانے کے بعد انہیں ہم انکے اعمال کا مزہ چکھائیں گے اور چکھایا بھی کہ ساری دنیا کے تقریباً حصوں پر ان مسلمانوں نے قبضہ کر کے ان مشرکین کو زیر کر دیا اور وہ اسلام تلے دب گئے، اور یہ بھی اس آیت سے مراد ہو سکتا ہے کہ ہم انہیں آپ کی وفات کے بعد دنیا میں یا آخرت میں عذاب دینگے اور ہم ہر دو چیزوں کے کرنے پر قدرت رکھتے ہیں یعنی چاہے تو انہیں دنیا میں بھی عذاب دے سکتے ہیں جیسے کہ بہت ساری امتوں کے ساتھ ہم نے کیا جبکہ انہوں نے بھی اپنے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو تکلیفیں دیں اور آخرت میں بھی ہم انہیں سزا دینے پر قادر ہیں جس کے لئے ہم نے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت سے متعلق مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور سزا کو اللہ تعالیٰ نے باقی رکھا (یعنی امت پر عذاب نہیں بھیجا) اور نبی رحمت ﷺ کو کبھی وہ چیز اللہ نے نہیں دکھائی جو انہیں تکلیف دیتی ہو، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کر گئے، لیکن کبھی کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ جسے اللہ نے انکی قوم کا انجام نہ دکھایا ہو سوائے ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتلادیا گیا کہ آپ کے بعد آپ کی امت کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ تو یہ جاننے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھل کھلا کر ہنسے تک نہیں اور اسی عالم میں آپ کی وفات ہو گئی۔

(الدر المنثور - ج ۷، ص ۳۷۹) - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ أَوْ تُرِيَّتَكَ الَّذِي وَعَدْنَاكَهُ سے مراد غزوہ بدر ہے۔ (الدر المنثور - ج ۶، ص ۳۸۰)، خلاصہ ان آیتوں کا یہی ہے کہ ان مشرکین کو انکے کیسے کی سزا اس دنیا میں اگر نہیں ملی تو آخرت میں بہر حال انہیں سزا دی جائے گی، یہ لوگ کسی بھی حال میں اللہ کے عذاب سے بچنے والے نہیں ہیں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جا رہا ہے کہ اے نبی! آپ ان مشرکین کی ایذاؤں سے پریشان ہو کر اپنی دعوت کو بند نہ کیجئے بلکہ آپ وہ کام کرتے رہئے جس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دنیا میں بھیجا ہے جو وحی کے ذریعہ احکام آپ کی جانب بھیجے جاتے ہیں اس پر مضبوطی کے ساتھ جے رہیے، اس لئے کہ جس راستے پر آپ چل رہے ہیں وہی سیدھا اور درست راستہ ہے جس پر چلنا نجات کی دلیل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہاں صِدْرًا مُمْسِكًا سے مراد اسلام ہے۔ (الدر المنثور - ج ۷، ص ۳۸۰)۔ ان آیتوں سے دعوت کا کام کرنے والوں کی ایک طرح سے ہمت افزائی کی گئی کہ اگر دعوت کے کام میں تمہیں پریشانیاں آئیں، یا تمہیں لوگوں کی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچیں تو اس پر صبر سے کام لیں یقیناً اللہ ان سے اس عمل کا بدلہ لے گا، مگر ان تکلیفوں کو دیکھتے ہوئے دعوت کے اس فریضہ کو چھوڑنا نہیں چاہئے بلکہ اسے ہر حال میں مضبوطی سے تھامے رہنا چاہئے۔

(درس نمبر ۱۹۲۱) پیغمبر! آپ کیلئے اور آپ کی قوم کیلئے یہ وحی نیک نامی کا ذریعہ ہے (الزخرف ۲۳-۲۵)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَإِنَّهُ لَدِكُّكَ لِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ۝ وَسَأَلْنَا مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمٰنِ إِلَهَةً يُعْبَدُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور اِنَّہ بلاشبہ وہ لَدِكُّكَ البتہ ایک ذکر ہے لَك آپ کے لیے و اور لِقَوْمِكَ آپ کی قوم کے لیے و اور سَوْفَ عنقریب تُسْأَلُونَ تم سوال کیے جاؤ گے و سَأَلْنَا اور پوچھیے مَنْ ان سے جن کو اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجا مَنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے مَنْ رُسُلِنَا اپنے رسولوں میں سے اَجَعَلْنَا کیا ہم نے بنائے مَنْ دُونِ الرَّحْمٰنِ رحمن کے سوا اِلَهَةً اور معبودیُّعْبَدُونَ کہ وہ پوجے جائیں؟

ترجمہ:- اور حقیقت یہ ہے کہ یہ وحی تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے نیک نامی کا ذریعہ ہے اور تم سب سے پوچھا جائے گا (کہ تم نے اس کا کیا حق ادا کیا؟) اور تم سے پہلے ہم نے اپنے جو پیغمبر بھیجے ہیں، ان سے پوچھ لو کہ کیا ہم نے خدائے رحمن کے سوا کوئی اور معبود بھی مقرر کیے تھے جن کی عبادت کی جائے؟
تشریح:- ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- حقیقت یہ ہے کہ یہ وحی آپ کے لئے اور اور آپ کی قوم کے لئے نیک نامی کا ذریعہ ہے۔

۲- تم سب سے پوچھا جائیگا کہ تم نے اس کا کیا حق ادا کیا؟۔

۳- تم سے پہلے جو ہم نے پیغمبر بھیجے ہیں ان سے پوچھ لو۔

۴- کیا ہم نے رب رحمن کے سوا کوئی اور معبود بھی مقرر کئے تھے جن کی عبادت کی جائے؟۔

پچھلی آیتوں میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ جو وحی آپ کی جانب بھیجی جا رہی ہے اسے مضبوطی سے پکڑے رہیں یعنی ہر حال میں اس پر عمل کریں، ان آیتوں اس وحی کا مرتبہ، مقام اور اسکی اہمیت کو بتلایا جا رہا ہے کہ اے نبی ایہ وحی یعنی قرآن جو ہم نے آپ کی جانب بھیجی ہے اور جس کے احکامات پر ہر حال میں عمل کرنے کا جو حکم دیا ہے وہ قرآن آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے فضیلت کا ذریعہ ہے، آپ کے لئے فضیلت اس طور پر کہ اس قرآن کو ہم نے آپ پر نازل کیا تو جس طرح اس قرآن کا مرتبہ رب کائنات کا کلام ہونے کی وجہ سے بہت اونچا ہے اسی طرح آپ پر نازل ہونے کی وجہ سے آپ کا بھی رتبہ و مقام سب سے اونچا ہو گیا یہاں تک کہ اگر کوئی آپ کو جھٹلائے اور آپ کی بات نہ مانے تو ہم اسے جہنم میں پھینک دیتے ہیں اور آپ کی قوم کے لئے یہ قرآن باعث شرف اس لئے ہے کہ ہم نے اس قرآن کو انہی کی زبان میں اتارا جسکی وجہ سے انکی زبان کی اہمیت ساری زبانوں پر

اونچی ہوگئی اور اس وجہ سے انکی زبان ہمیشہ ہمیشہ قیامت تک کے لئے باقی رہے گی ورنہ دنیا میں بہت سی ایسی زبانیں آئیں جو آج باقی نہیں رہیں لیکن یہ شرف ان قریش کی زبان عربی کو ملا کہ یہ اب قیامت تک کے لئے باقی رہے گی اس زبان کو کوئی مٹا نہیں سکتا، اب جب کسی پر کسی قسم کی فضیلت کی جاتی ہے اور اسکو معزز بنایا جاتا ہے تو اسکی ادنیٰ سی بھول پر بھی سخت پکڑ کی جاتی ہے اس لئے قیامت کے دن آپ سے بھی اور آپ کی قوم سے بھی یہ سوال کیا جائیگا کہ ہم نے تمہیں یہ فضیلت اس قرآن کے ذریعہ عطا کی تھی تو تم نے اس قرآن پر کتنا عمل کیا؟ قریش کی فضیلت کے متعلق نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں منقول ہیں چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خلافت کا معاملہ قریش میں ہی باقی رہیگا اور جو ان سے دشمنی کریگا اللہ تعالیٰ اسے اوندھے منہ گرا دیگا جب تک کہ یہ قریش دین کو قائم رکھیں۔ (بخاری ۳۵۰۰) یہاں پر لِقَوْمِكَ سے مراد صرف قریش نہیں بلکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت ہے کہ قیامت کے دن اس امت کے ہر فرد سے یہ پوچھا جائے گا کہ تمہارے پاس یہ کلام الہی موجود تھا تو تم نے اس پر کتنا عمل کیا؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وَآئَةٌ لِّذِي كُرْ لِّكَ سے مراد قرآن کریم ہے اور وَلِقَوْمِكَ سے مراد ہر وہ فرد ہے جو آپ کی امت میں سے آپ کی اتباع کرے۔ (الدر المنثور ج ۷، ص ۳۸۰) تو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق اس سے مراد ہر مسلمان ہے اور ہر مسلمان سے اس بارے میں پوچھا ہوگی کہ اس نے قرآن کے احکامات پر کتنا عمل کیا؟، مسلمان اس لئے مراد ہے کہ مسلمانوں کے اعمال سیر اور اعمال صالحہ کا قیامت کے دن موازنہ ہوگا جبکہ کافر کو تو سیدھا جہنم میں ڈال دیا جائے گا، إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ منافقین اور کفار سب کو جہنم میں جمع کریگا۔ (النساء ۱۴۰)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جس قرآن پر عمل کرنے کی ہم نے تمہیں تاکید کی وہ قرآن بھی وہی احکامات سناتا ہے جو اس سے پہلے والی کتابیں سناتی ہیں یعنی ایک اللہ کی عبادت کرنا تو جو آپ کی قوم بت پرستی میں مبتلا ہے اور کہہ رہی ہے کہ ہم نے اپنے باپ داداؤں کو ایسا کرتے دیکھا اسی لئے ہم ایسا کر رہے ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ اپنے باپ دادا کے پاس جو پیغمبر آئے وہ کیا کہتے تھے جان لینا چاہئے وہ بھی یہی کہتے تھے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو، انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اللہ کو چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرو اگر آپ کو پوچھنا ہو تو ان رسولوں سے پوچھ بھی لو کہ ہم نے ان سے کیا کہا تھا؟ کیا ہم نے ان سے یہ کہا تھا کہ رب رحمن کو چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرو یا پھر یہ کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، یقیناً جواب آپ کو مل جائے گا۔ سورہ نحل کی آیت نمبر ۳۶ میں کہا گیا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ، وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ہم نے ہر امت میں ایک رسول کو یہ ذمہ داری دیکر بھیجا کہ وہ لوگوں سے کہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور بتوں کی عبادت سے بچو۔ جب ہر امت میں ہم نے یہی حکم بھیجا کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو تو پھر یہ لوگ یہ بات کہاں سے لے آئے کہ بتوں کی عبادت کی جائے۔

﴿درس نمبر ۱۹۲﴾ میں رب العالمین کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں ﴿الزحرف ۲۶ تا ۲۸﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَلَمَّا
جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَضْحَكُونَ ۝ وَمَا نُرِيهِمْ مِّنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتَيْهَا ۝
وَ أَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :- و اور لَقَدْ البتہ تحقیق اَرْسَلْنَا ہم نے بھیجا مُوسى کو بِآيَاتِنَا اپنی نشانیوں کے ساتھ اِلیٰ فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف و اور مَلَئِهِ اس کے سرداروں کی طرف فَقَالَ تو اس نے کہا اِنِّي بے شک میں رَسُوْلُ رسول ہوں رَبِّ الْعَالَمِيْنَ جہانوں کے رب کا فَلَمَّا پھر جب جَاءَهُمْ وہ آیا ان کے پاس بِآيَاتِنَا ہماری نشانیوں کے ساتھ اِذَا تَوِيكَ اِيك هُمْ وہ مَرَّهَا ان کی بابت يَضْحَكُونَ ہنستے تھے و اور مَا نُرِيهِمْ ہم دکھاتے تھے ان کو مِّنْ آيَةٍ كُوْنِي نَشَانِي اِلَّا مگر ہي وہ اَكْبَرُ زيادہ بڑی مِنْ أُخْتَيْهَا اس جیسی سے و اور أَخَذْنَاهُمْ ہم نے پکڑا ان کو بِالْعَذَابِ عذاب کے ساتھ لَعَلَّهُمْ تا کہ وہ يَرْجِعُونَ رجوع کریں

ترجمہ :- اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا تھا، چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ : میں رب العالمین کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ پھر جب انہوں نے ہماری نشانیاں ان کے سامنے پیش کیں تو وہ ان کا مذاق اڑانے لگے۔ اور ہم انہیں جو نشانی بھی دکھاتے، وہ پہلی نشانی سے بڑھ چڑھ کر ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب میں بھی پکڑا تا کہ وہ باز آجائیں۔

تشریح :- ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نشانیاں دیکر فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس بھیجا تھا۔

۲۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں رب العالمین کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔

۳۔ جب انہوں نے ہماری نشانیاں ان کے سامنے پیش کیں تو وہ ان کا مذاق اڑانے لگے۔

۴۔ ہم انہیں جو بھی نشانی دکھاتے وہ پہلی نشانی سے اور بڑی ہوتی تھی۔

۵۔ ہم نے انہیں عذاب میں بھی پکڑا تا کہ وہ باز آجائیں۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم کا واقعہ بیان کر رہے ہیں تا کہ ان مشرکوں کو یہ یقین ہو جائے کہ جو بات اللہ تعالیٰ نے کہی کہ ہر نبی ایک اللہ کی عبادت کی دعوت لیکر آئے وہ سچ ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ شروع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اسکی

قوم کے سرداروں کے پاس اس پیغام کو دیکر بھیجا کہ اللہ ایک ہے اسکے علاوہ کوئی عبادت کا حقدار نہیں اور وہ اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں اور انکی اس بات کی تائید کے لئے ہم نے انہیں چند معجزات عطا کئے تاکہ وہ ان معجزات کو دیکھ کر یقین کر لیں کہ یقیناً وہ اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں اسلئے کہ وہ جو معجزات ہمیں دکھا رہے ہیں وہ معجزات کوئی اور دکھا نہیں سکتا، وہ معجزات جسے دیکر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا وہ طوفان کا آنا، نڈیوں کا حملہ کرنا، جووں، مینڈکوں اور خون کا کثرت سے نکلنا، جان، مال اور غلہ میں کمی کا ہونا، پید بیضا اور لٹھی کا معجزہ وغیرہ، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکے سامنے اللہ کا پیغام رکھا اور انہیں چند معجزات بھی دکھلائے تو فرعون اور اسکے درباری سب ہنسے لگے اور آپ علیہ السلام کا مذاق اڑانے لگے کہ یہ کیسی عجیب باتیں کہتے ہیں کہ اللہ نے ایک انسان کو ہمارا نبی بنا کر بھیجا ہے؟ اس طرح ان لوگوں نے آپ کی باتوں کا انکار کیا، مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام برابر انکے سامنے اللہ کا یہ پیغام دیتے رہے اور ہر دفعہ انکے سامنے ایک معجزہ پیش کرتے اور وہ معجزہ پہلے والے معجزہ سے بھی کہیں زیادہ بڑا ہوتا تاکہ یہ لوگ اس پیغام کو قبول کر لیں مگر انکا حال یہ تھا کہ وہ ماننے کیلئے تیار ہی نہیں ہوئے آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان پر مختلف عذاب بھیجے جیسے قحط سالی ہو، یا پھر کھانے پینے کی چیزوں میں کمی، جووں کا اور خون وغیرہ کا نکلنا، (تفسیر طبری۔ ح ۱، ص ۶۱۵) سورة اعراف کی آیت نمبر ۱۳۰ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقَصْنَا مِنَ الثَّمَرَاتِ کہ ہم نے فرعونوں کی قحط سالی اور غلہ میں کمی کے ذریعہ پکڑ کی۔ اس عذاب کا مقصد یہ تھا کہ انہیں اس بات کا پچھتاوا ہو کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات نہ مان کر جو گناہ کیا ہے اسکی سزا ہمیں مل رہی ہے، چنانچہ انہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ ان پر یہ عذاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رب کی طرف سے آیا ہے اس لئے وہ لوگ دوڑ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۳﴾ کیا مصر کی سلطنت میرے قبضہ میں نہیں ہے؟ ﴿الزحرف ۲۹-۳۰-۵۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَالُوا يَا أَيُّهُ الشَّجَرِ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ إِنَّا لَمُهْتَدُونَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ۝ وَنَادَى فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِن تَحْتِي أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور قالوا انہوں نے کہا یا ایگاہ اللہ الشجر اے جادوگر ادع تو دعا کر لےنا ہمارے لیے ربک اپنے رب سے جتنا اس کے ساتھ جو عہد اے عنہ کیا ہے عنده تجھ سے اےنا بے شک ہم لمہتدون

ضرور ہدایت پانے والے ہیں فَلَمَّا پھر جب کَشَفْنَا ہم دور کر دیتے عَنْهُمْ ان سے الْعَذَابِ عذاب اِذَا اتوا سی وقت هُمْ وہ ہیں كُفُّونَ عہد توڑ دیتے وَاور ناکذی پکارا فِرْعَوْنُ فرعون نے فِي قَوْمِهِ اپنی قوم میں قَالَ کہا لِقَوْمِ اے میری قوم اَلَيْسَ کیا نہیں ہے میرے لیے مُلْكُ بادشاہی مِصْرَ مصر کی وَاور هٰذِهِ یہ الَاَمَلُ نہریں تَجْرِي جو چلتی ہیں مِنْ تَحْتِي میرے نیچے سے اَفَلَا کیا پھر نہیں تُبْصِرُونَ تم دیکھتے آہ بلکہ اَنَا میں خَيْرٌ بہتر ہوں مِنْ هٰذَا اس سے الَّذِي وہ جو هُوَ وہ مَهْدِيْنٌ کم تر ہے وَاور لَا يَكَاذُ قریب نہیں يُدِينُ کہ وہ واضح بات کر سکے

ترجمہ:- اور وہ یہ کہنے لگے کہ: اے جادوگر! تم سے تمہارے پروردگار نے جو عہد کر رکھا ہے اس کا واسطہ دے کر اس سے ہمارے لیے دعا کرو، ہم یقیناً راہ راست پر آجائیں گے۔ پھر جب ہم ان سے عذاب کو دور کر دیتے ہیں تو پہل بھر میں وہ اپنا وعدہ توڑ ڈالتے تھے۔ اور فرعون نے اپنی قوم کے درمیان پکار کر کہا کہ: اے میری قوم! کیا مصر کی سلطنت میرے قبضے میں نہیں ہے؟ اور (دیکھو) یہ دریا میرے نیچے بہ رہے ہیں۔ کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟ یا پھر مانو کہ میں اس شخص سے کہیں بہتر ہوں جو بڑا حقیر قسم کا ہے، اور اپنی بات کھل کر کہتا بھی اس کے لیے مشکل ہے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ یہ کہنے لگے کہ اے جادوگر! تم سے تمہارے پروردگار نے جو عہد کر رکھا ہے اس کا واسطہ دیکر اس سے ہمارے لئے دعا کرو۔

۲۔ ہم یقیناً راہ راست پر آجائیں گے۔

۳۔ پھر جب ہم ان سے عذاب کو دور کر دیتے تو پہل بھر میں وہ اپنا وعدہ توڑ ڈالتے تھے۔

۴۔ فرعون نے اپنی قوم کے درمیان پکار کر کہا کہ اے میری قوم! کیا مصر کی سلطنت میرے قبضے میں نہیں ہے؟

۵۔ دیکھو! یہ دریا میرے نیچے بہ رہے ہیں، کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟

۶۔ یا پھر یہ مانو کہ میں اس شخص سے کہیں بہتر ہوں جو بڑا حقیر قسم کا ہے۔

۷۔ اپنی بات کھل کر کہتا بھی اسکے لئے مشکل ہے۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اسکی قوم پر عذاب بھیجا تو وہ لوگ دوڑتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے جادوگر! تمہارے پروردگار نے تم سے جو عہد کر رکھا ہے کہ اگر ہم اس پر ایمان لے آئیں اور آپ کی بات کو مان لیں تو وہ ہم سے اس پریشانی کو دور کر دے گا لہذا تم اپنے رب سے دعا مانگو کہ وہ ہم سے اس عذاب کو دور کر دے، اگر یہ عذاب ہم سے دور ہو گیا تو ہم تم پر ایمان لے آئیں گے اور سیدھا راستہ اختیار کر لیں گے یہ ہمارا وعدہ ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے اس وعدہ پر بھروسہ کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ ان سے یہ عذاب ختم کر دیا جائے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو قبول فرما کر اس عذاب کو اٹھا لیا تو وہ لوگ اپنے اس وعدہ سے مکر گئے جو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا اور آپ پر ایمان نہ لائے۔ جب

فرعون نے یہ دیکھا کہ اسکی قوم اس عذاب سے ڈر کر موسیٰ علیہ السلام کی طرف راغب ہو رہی ہے اور جب انہوں نے اللہ سے دعاء مانگ کر اس عذاب کو ختم بھی کر دیا تو فرعون کو یہ خوف ہوا کہ اب تو یہ لوگ اسی موسیٰ کے ہو کر رہ جائیں گے اس ڈر سے اس نے اپنی قوم کو پکارا اور جمع کیا پھر کہنے لگا کہ دیکھو! کیا میرے پاس مصر کی سلطنت نہیں ہے؟ کیا میں اسکا بادشاہ نہیں ہوں؟ اور دیکھو! میرے محل کے نیچے سے نہریں نہیں بہ رہی ہیں؟ ان سب پر کس کی حکومت ہے؟ میری یا اس موسیٰ کی کہ جسکے پاس کچھ بھی نہیں، نہ تو اسکے پاس ملکیت ہے اور نہ ہی بادشاہت، وہ تمہاری کسی طرح سے بھی مدد نہیں کر سکتا بلکہ وہ خود محتاج ہے تو اب بتاؤ کہ جو اتنا حقیر ہو کہ تمہیں کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور فائدہ پہنچانا تو دور وہ خود اپنی بات کو کھل کر کہہ نہیں سکتا وہ بہتر ہے یا میں کہ جسکی بادشاہت پورے مصر پر قائم ہے اور جسکا حکم سارے مصر میں چلتا ہے؟ اس طرح فرعون اپنی بادشاہت اور مال و دولت پر اترنے لگا اور تکبر کرنے لگا۔ ان آیتوں میں فرعونوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادو گر کہہ کر کیوں پکارا؟ جبکہ وہ تو آپ سے مدد مانگنے کے لئے آئے تھے اور مدد مانگنے والا سامنے والے کو عزت دے کر مدد مانگتا ہے پھر اس قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسا کیوں کہا؟ اس کا جواب امام طبری رحمہ اللہ نے یوں دیا کہ فرعون کے زمانہ میں ساحر عالم کو کہتے تھے اور یہ لفظ تعظیم کے لئے بولا جاتا تھا ذلیل و حقارت بیان کرنے کیلئے نہیں اس لئے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لفظ ساحر سے مخاطب کیا۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۶۱۵) اور اس آیت میں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے جو کہا کہ وہ کھل کر اپنی بات بھی نہیں کہہ سکتے وہ دراصل آپ علیہ السلام کی لکنت کی طرف اشارہ تھا کہ جب آپ نے بچپن میں اس انکارے کو پکڑ کر اپنی زبان پر رکھا تھا جس کو فرعون نے آزمانے کیلئے ان کے سامنے رکھا تھا جسکے منہ میں ڈالنے سے آپ کی زبان میں لکنت پیدا ہو گئی تھی اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرعون کے پاس جا کر اسے سمجھانے کے لئے کہا تھا تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعاء مانگی تھی **وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِّنْ اَهْلِي اے اللہ! میری زبان میں لکنت ہے اسے دور کر دیجئے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں، اور میرے گھروالوں میں سے کسی کو میرا مددگار مقرر کر دیجئے۔ اور ان آیتوں میں فرعون نے جن نہروں کی جانب اشارہ کیا اس سے مراد دریائے نیل ہے، جو اسکے محل کے نیچے سے گزرتی تھی۔**

﴿درس نمبر ۱۹۲۳﴾ اس نے اپنی قوم کو بیوقوف بنایا ﴿الزحرف ۵۳-۵۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَلَوْ لَا اَلْفِیْ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنٰیۙ فَاَسْتَخَفَّ
قَوْمَهُۥ فَاطَاعُوْهُ اِنَّهُمْ كَانُوْۤا قَوْمًا فٰسِقِیْنَۙ فَلَمَّا اَسْفُوْۤا اَنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاغْرَقْنٰهُمْ

اجْتَعِبْنِ ۝ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- فَلَوْلَا پھر کیوں نہیں اُلْفِیْحِ ڈالے گئے عَلَیْہِ اس پر اَسْوَرَةٌ ننگن مَن ذَهَبٍ سونے کے اُو
یا جَاءَ آتے مَعَهُ اس کے پاس الْمَلِیْکَةُ فرشتے مُقَاتِرَتَیْنِ جمع ہو کر فَاسْتَعَجَفَ چنانچہ اس نے ہکا کر دیا
قَوْمَهُ اپنی قوم کو فَاطَّاعُوْهُ لہذا انھوں نے اس کی اطاعت کی اِنَّہُمْ بلاشبہ وہی کَانُوْا تھے قَوْمًا فٰسِقِیْنِ
نافرمانی کرنے والے لوگ فَالْمَا پھر جب اَسْفُوْا انھوں نے ہمیں غصہ دلایا اِنْتَقَمْنَا تو ہم نے انتقام لیا مِنْہُمْ
ان سے فَاعْرَضْنٰہُمْ پس ہم نے غرق کر دیا ان کو اَجْمَعِیْنِ سب کو فَجَعَلْنٰہُمْ پھر ہم نے کر دیا ان کو سَلَفًا گئے
گزرے ۝ اور مَثَلًا مثال لِّلْآخِرِیْنِ پچھلوں کے لیے

ترجمہ:- بھلا (اگر یہ پیغمبر ہے تو) اس پر سونے کے ننگن کیوں نہیں ڈالے گئے؟ یا پھر اس کے ساتھ
فرشتے پر باندھے ہوئے کیوں نہ آئے؟ اس طرح اس نے اپنی قوم کو بیوقوف بنایا اور انہوں نے اس کا کہنا مان لیا۔
حقیقت یہ ہے کہ وہ سب گنہگار لوگ تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور
ان سب کو غرق کر دیا۔ اور ہم نے انہیں ایک گئی گزری قوم اور بعد والوں کے لیے عبرت کا نمونہ بنا دیا۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر یہ پیغمبر ہے تو ان پر سونے کے ننگن کیوں نہیں اتارے گئے؟۔

۲۔ یا پھر فرشتے اسکے پاس اپنے پر باندھے کیوں نہیں آئے؟۔

۳۔ اس طرح اس نے اپنی قوم کو بے وقوف بنایا۔ ۴۔ اسکی قوم نے بھی اسکی یہ باتیں مان لیں۔

۵۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سب گنہگار لوگ تھے۔

۶۔ چنانچہ جب انہوں نے اللہ کو ناراض کر دیا تو اللہ نے بھی ان سے انتقام لیا۔

۷۔ انتقام اس طور سے لیا کہ ان سب کو پانی میں ڈبو دیا۔

۸۔ اس طرح اللہ نے انہیں ایک گزری قوم اور دوسروں کے لئے سامان عبرت بنا دیا۔

ان آیتوں میں بھی انہی باتوں کا تذکرہ ہے جو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق اپنی قوم سے
کہا تھا۔ چنانچہ فرعون نے یہ بھی کہا کہ اگر یہ واقعی نبی ہوتے جیسا کہ یہ کہہ رہے ہیں تو ان پر سونے کے زیورات
اور ننگن وغیرہ آسمان سے کیوں نہیں نازل ہوتے؟ کیا اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو فقر و فاقہ کی اس حالت
میں چھوڑ دیا؟ چلو! اگر یہ مال و دولت ہی نہ سہی لیکن اگر یہ نبی ہیں تو ہمیں یہ تو نظر آنا چاہئے کہ آسمان سے فرشتے آ کر انکے
سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے تو پھر یہ کس بات کے نبی ہوتے؟ فرعون نے اس طرح کی باتیں کہہ کر اپنی قوم کو
گمراہ کر دیا اور اس قوم نے بھی اسکی باتوں کو سچ مان لیا کہ ہاں! واقعی اگر وہ نبی ہوتے تو ایسا ہونا چاہئے تھا جیسا فرعون

کہہ رہا ہے جبکہ اس موسیٰ کا معاملہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے، اسکا مطلب یہ ہوا کہ یہ کوئی نبی نہیں ہے، اس طرح اس فرعون کی باتوں میں آکر اس کی قوم نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی ماننے سے انکار کر دیا، حالانکہ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ کس طرح ان کی دعاء کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان سے اس عذاب کو دور فرما دیا جس عذاب نے انہیں مشکل میں ڈال رکھا تھا مگر پھر بھی وہ لوگ اس واقعہ کو بھول کر فرعون کی باتوں کو سچا ماننے لگے لہذا انکی اس حرکت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اور فرعون کو بھی گنہگار قرار دیا اس لئے کہ کسی نبی کی نبوت کا انکار کرنا یہ سب سے بڑا گناہ اور کفر ہے جسکا ارتکاب کر کے انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیا اور اللہ کو ناراض کرنا اپنے آپ کا نقصان کرنا ہے اور انکا نقصان ہوا بھی کہ اللہ تعالیٰ نے انکی اس حرکت پر پکڑ کی اور ان سے انتقام لیا اس طور پر کہ ان سب کو سمندر میں غرق کر کے رہتی دنیا تک اس کو عبرت کا سامان بنا دیا کہ جب کبھی کوئی اللہ کے احکامات کا انکار کرنا چاہے تو اسے اس گزری ہوئی قوم کی تباہی کو یاد کر لینا چاہئے، جب کوئی اس قوم کی تباہی اور انکی ہلاکت پر غور کریگا تو وہ اللہ کی نافرمانی کرنے کی ہمت نہیں کریگا، سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۵۰ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو بیان فرمایا **وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ** کہ یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے تمہارے لئے (بنی اسرائیل) سمندر کو چیر دیا اور تمہیں اس سے نجات دی پھر جبکہ فرعونیوں کو ہم نے اسی سمندر میں غرق کر ڈالا اور تم دیکھتے ہی رہ گئے اور سورہ انفال کی آیت نمبر ۵۴ میں بھی فرمایا **كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ** **وَ كُلُّ كَاذِبٍ ظَالِمٍ** کہ انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں انکے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور فرعونیوں کو غرق کر دیا کیونکہ وہ سب کے سب ظالم لوگ تھے۔ اس آیتوں سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ مال و دولت کامل جانا یہ ہدایت پر ہونے کی دلیل نہیں ہے کہ ہم سوچنے لگیں کہ اسکے پاس زیادہ دولت ہے اور اللہ اسکے اعمال سے راضی ہے اسی وجہ سے اسے بکثرت مال و دولت عطا کیا گیا ہے جیسا کہ فرعون اور اسکی قوم نے یہ خیال کیا تھا جبکہ یہ خیال غلط ہے کیونکہ اگر مال داری ہدایت پر ہونے کی دلیل ہوتی تو اللہ تعالیٰ انبیاء کے قدموں میں ساری دنیا کو ڈال دیتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ چند انبیاء کے علاوہ اکثر انبیاء فقر و فاقہ سے دوچار تھے بلکہ جو حق پر ہوتا ہے فقر و فاقہ اسکے حق میں زیادہ آتا ہے، حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ یا رسول اللہ! میں آپ سے محبت کرتا ہوں، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ غور کر تو تم کیا کہہ رہے ہو؟، اس آدمی نے پھر سے یہی کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں یہی جواب دیا، تین مرتبہ اس طرح کہنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو جواب دیا کہ پھر تو تم فقر کی چادر اوڑھنے کے لئے تیار ہو جاؤ، اس لئے کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسکے پاس فقر اتنی تیزی سے دوڑ کر آتا ہے جتنی تیزی سے

سیلاب کا پانی بھی نہیں آتا۔ (ترمذی ۲۳۵۰) لہذا ہم کسی آدمی کی دولت کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھائیں جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے کو وہ سب کچھ دیا ہے جو وہ چاہتا تھا جبکہ وہ بندہ گناہوں پر قائم ہے تو سمجھ لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آدمی کے لئے ڈھیل ہے۔ (الجامع الصغیر ۵۶۲)۔ اس حدیث سے ایک نکتہ یہ بھی نکل کر آتا ہے کہ اگر آپ دیکھو کہ کوئی آدمی مالدار ہے اور وہ گناہ پر گناہ کرتا جا رہا ہے تو ایسے آدمی کو دولت کا ملنا اسکے لئے اللہ کی جانب سے ڈھیل ہے تاکہ وہ اس دولت میں لگن ہو کر آخرت سے غافل رہے اور قیامت کے دن اسکی پکڑ کی جائے لیکن جب آپ کسی آدمی کو دیکھو کہ اسکے پاس مال و دولت کی کثرت ہے اور وہ نیک صفت آدمی ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اس پر یہ انعام فرمایا ہے، ہر دفعہ دولت اللہ کی طرف سے ڈھیل نہیں ہوتی بلکہ وہ نعمت بھی ہوتی ہے جو دولت وہ اپنے نیک بندوں کو عطا کرتا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۵﴾ اصل میں وہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو ﴿الزحرف ۵۷-۵۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝ وَقَالُوا يَا إِلَهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور لَمَّا جب ضُرِبَ بیان کی گئی ابْنُ مَرْيَمَ ابن مریم کی مَثَلًا مثال اِذَا تو یکا یک قَوْمُكَ آپ کی قوم مِنْهُ اس سے يَصِدُّونَ چلاتی ہے واور قَالُوا انہوں نے کہا يَا إِلَهَتُنَا کیا ہمارے معبود خَيْرٌ بہتر ہیں أَمْ هُوَ یا ہُو وہ مَا ضَرَبُوهُ انہوں نے بیان نہیں کی وہ لَكَ آپ کے لیے إِلَّا مگر جَدَلًا جھگڑانے کے لیے بَلْ بلکہ هُمْ وہ قَوْمٌ لوگ خَصِمُونَ ہیں ہی جھگڑالو ان نہیں ہے هُو وہ إِلَّا مگر عَبْدٌ ایک ایسا بندہ أَنْعَمْنَا کہ ہم نے انعام کیا عَلَيْهِ ان پر واور جَعَلْنَاهُ ہم نے بنا دیا اس کو مَثَلًا ایک نمونہ لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ بنی اسرائیل کے لیے

ترجمہ:- اور جب (عیسیٰ) ابن مریم کی مثال دی گئی تو تمہاری قوم کے لوگ یکا یک شور مچانے لگے۔

اور کہنے لگے کہ: ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ؟ انہوں نے تمہارے سامنے یہ مثال محض کٹ جھتی کے لیے دی ہے، بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔ وہ (یعنی عیسیٰ) تو بس ہمارے ایک بندے تھے جن پر ہم نے انعام کیا تھا، اور بنی اسرائیل کے لیے ان کو ایک نمونہ بنایا تھا۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ جب عیسیٰ ابن مریم کی مثال دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے لوگ شور مچانے لگے۔
- ۲۔ کہنے لگے کہ ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ؟
- ۳۔ انہوں نے یہ مثال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صرف کٹ جھتی کے لئے دی ہے۔
- ۴۔ اصل میں وہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔
- ۵۔ عیسیٰ علیہ السلام تو بس اللہ کے ایک بندے تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا تھا۔
- ۶۔ بنی اسرائیل کے لئے انہیں ایک نمونہ بنایا تھا۔

ان آیتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ شروع کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے بھی اپنی قوم کو یہی کہا کہ ایک رب کی عبادت کرو جیسا کہ پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسکی وضاحت فرمادی وَ سَأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِلَهَةً يُعْبُدُونَ اسی بات کو اور واضح کرنے کے لئے ان انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ کی ابتدا کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال دی گئی تو قریش کے لوگ شور مچانے لگے اور خوشی محسوس کرنے لگے اور کہنے لگے کہ کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام؟ ان آیتوں کو سمجھنے کے لئے اسکے پیچھے جو واقعہ ہے اسے بیان کرنا ضروری ہے ورنہ اسکے بغیر ہمیں ان آیتوں کا مطلب سمجھ میں نہیں آئیگا، واقعہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ انبیاء کی یہ آیت اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبٌ جَهَنَّمَ (الانبیاء ۹۸) نازل فرمائی تو قریش نے عبداللہ بن زبیری سہمی (رضی اللہ عنہ) سے کہا جبکہ وہ ابھی ایمان نہیں لائے تھے، تو انہوں نے کہا کہ اگر میں اس آیت کے نازل ہونے کے وقت ہوتا تو اس آیت کا انہیں جواب دیتا تو قریش کی قوم نے کہا کہ تم انہیں کیا جواب دیتے؟ انہوں نے کہا میں کہتا کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر جس کسی کی بھی عبادت کی جائیگی وہ اور عبادت کرنے والا دونوں بھی جہنم میں جائیں گے، تو یہ بتاؤ کہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں اور یہود جو عزیز علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں تو کیا یہ دونوں بھی جہنم میں جائیں گے جبکہ یہ دونوں ہمارے بتوں سے کہیں بہتر ہیں، انکا یہ جواب سن کر قریش نے خوشی کے مارے شور مچانا شروع کیا کہ واقعی اس نے بہت ہی اہم اعتراض کیا ہے، اب محمد کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں ہوگا، مگر اس بات کا جواب خود اللہ تعالیٰ نے دیا اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ کہ جن لوگوں کے لئے بھلائی پہلے سے لکھی جا چکی ہے ان کو اس جہنم سے دور رکھا جائیگا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶، ص ۱۰۳) حالانکہ حضرت عبداللہ بن زبیری کا یہ اعتراض نا معقول تھا وہ اس لئے کہ اس آیت میں اللہ نے وَمَا تَعْبُدُونَ فرمایا اور لفظ مَا غیر جاندار کے لئے آتا ہے جس سے مراد بت تھے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ الغرض ان آیتوں کے پس منظر میں اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد

اللہ تعالیٰ یہی فرما رہے ہیں کہ انکا یہ نام معقول اعتراض بیان کرنا دراصل آپ سے جھگڑا کرنا تھا اور یہ لوگ ہیں بھی جھگڑا لو اس لئے آپ کی ہر بات میں آپ سے جھگڑا کرنے کی سوچتے ہیں مَا صَدَّرْتُكَ إِلَّا جَدًّا لَا بَلَّ لَهُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد گمراہ ہو جاتی ہے تو وہ جھگڑالو بن جاتی ہے یہ کہنے کے بعد آپ نے یہ آیت مَا صَدَّرْتُكَ إِلَّا جَدًّا لَا بَلَّ لَهُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ تلاوت فرمائی۔ (ترمذی ۳۲۵۳)۔

بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ قرار دیا اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو بھی بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا، تو قریش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ذکر سن کر شور مچانے لگے اور کہنے لگے کہ محمد تو ہم سے یہی چاہتے ہیں کہ ہم بھی محمد کو ایسا ہی معبود بنالیں جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا، یہی قول حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما کا ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۱، ص، ۶۲۵)۔ اب انکا یہ اعتراض تھا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو معبود بنالیا تو جاننا چاہئے کہ یہ انکی اپنی بناوٹ ہے، اللہ تعالیٰ نے تو انہیں یہ حکم نہیں دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو ان سے یہ نہیں کہا کہ تم میری عبادت کرو، جبکہ وہ خود اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور اسی اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان پر یہ انعام فرمایا کہ انہیں نبوت سے سرفراز فرما دیا اور ہم نے انہیں اپنی قدرت کا ایک جینا جاگتا ثبوت بنی اسرائیل کے لئے بنا دیا کہ انہیں بغیر باپ کے پیدا فرمایا پھر ہم نے ایسا معجزہ عطا فرمایا کہ وہ مردوں کو زندہ کرنے اور پیدائشی اندھے اور برص و جذام میں مبتلا شخص کو تندرست کرنے کی طاقت رکھتے تھے یہ سب کچھ اللہ کا عطا کردہ تھا وہ بذات خود اس طرح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۶﴾ یقین رکھو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی ایک نشانی ہیں ﴿الزخرف ۶۰ تا ۶۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُقُونَ ۝ وَإِنَّهٗ لَعَلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُونَ بِهَا ۝ وَاتَّبِعُونِ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝
لفظ بہ لفظ ترجمہ:-۔ واور لو اگر نشاء ہم چاہتے لَجَعَلْنَا تو البتہ کر دیتے مِنْكُمْ تم میں سے مَلَائِكَةً فرشتے فی الْأَرْضِ زمیں میں يَخْلُقُونَ وہ جانشین ہوتے واور إِنَّہ بے شک وہ لَعَلْمٌ البتہ ایک نشانی ہے لِّلسَّاعَةِ قیامت کی فَلَا تَمْتَرُونَ تم شک نہ کرو یہاں اس میں واور اتَّبِعُونِ تم میری پیروی کرو ہذا یہی ہے صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ سیدھا راستہ واور لَا يَصُدَّنَّكُمْ روک نہ دے تم کو الشَّيْطَانُ شیطان إِنَّہ بلاشبہ وہ لَكُمْ تمہارا عَدُوٌّ

دشمن ہے مُبِیِّنٌ صریح

ترجمہ:- اور اگر ہم چاہیں تو تم سے فرشتے پیدا کر دیں جو زمین میں ایک دوسرے کے جانشین بن کر رہا کریں۔ اور یقین رکھو کہ وہ (یعنی عیسیٰ) قیامت کی ایک نشانی ہیں۔ اس لیے تم اس میں شک نہ کرو، اور میری بات مانو، یہی سیدھا راستہ ہے۔ اور ایسا ہرگز نہ ہونے پائے کہ شیطان تمہیں اس راستے سے روک دے۔ یقین جانو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر اللہ چاہے تو تم سے فرشتے پیدا کر دے جو زمین میں ایک دوسرے کے جانشین بن کر رہا کریں۔

۲۔ یقین رکھو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی ایک نشانی ہے۔

۳۔ اس لئے تم لوگ شک نہ کرو اور میری بات مانو۔ ۴۔ یہی راستہ سیدھا راستہ ہے۔

۵۔ ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ شیطان تمہیں اس راستے سے روک دے۔

۶۔ یقین جانو کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا حیرت انگیز ذکر فرمایا کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم اس سے بڑھ کر کبھی عجائب انجام دے سکتے ہیں مثلاً اگر ہم چاہتے تو سارے ہی انسانوں کا وجود اس دنیا سے ختم کر کے یعنی انہیں اس دنیا سے مٹا کر انکی جگہ فرشتوں کو لاسا دیں جو زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہیں، یقیناً یہ بات تمہارے حلق کے اندر نہیں جائیگی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ لیکن یقین رکھو کہ اگر اللہ اس طرح کرنا چاہے تو بالکل کر سکتا ہے جیسے کہ تم نے اسکا ایک نمونہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں دیکھ ہی لیا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں یقیناً قدرت کا عجب ہے تو وہیں آپ قیامت کی نشانی بھی ہیں، لہذا تم لوگ اس قیامت کے واقع ہونے میں شک نہ کرنا جس طرح ہم بغیر باپ کے انسان پیدا کر سکتے ہیں اسی طرح ہم بنے بنائے انسان کو دوبارہ کیوں زندہ نہیں کر سکتے؟ لہذا تم لوگ میری باتوں کو مانو اور اللہ کے احکام جو میں نے تم تک پہنچا دیے ہیں اسکی اتباع کرو تا کہ تمہیں اس دن نجات مل جائے، یہاں اس آیت **وَإِنَّهُ لِعَلْمُ اللَّسَاعَةِ** سے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال منقول ہیں، بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں کہ وہ قیامت کے قریب اس دنیا میں پھر سے آئیں گے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے قریب انہیں آسمان سے اتارے گا۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۱۶، ص، ۱۰۵) ایک طویل حدیث میں نبی رحمت ﷺ نے دجال کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں ایک سفید مینار کے پاس اتریں گے پھر اس دجال کو بیت المقدس کے قریبی ایک شہر کے پاس پائیں گے پھر اسے قتل کر دیں گے۔ (آبوداؤد ۴۳۲۱) اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے مراد قرآن مجید ہے کہ قرآن کا نزول قیامت کے آخر میں ہو گا یا پھر یہ کہ اس قرآن میں قیامت کا اور اسکے احوال کا تذکرہ موجود ہے۔ جیسا کہ حضرت قتادہ، حضرت شیبان اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہم نے فرمایا۔ (الدر المنثور۔ ج، ۷، ص، ۳۸۷) اور بعض حضرات

نے اس سے مراد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم لیا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا گویا قیامت کے قریب ہونے کی علامت ہے (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶، ص ۱۰۷) جیسا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ والی انگلی کو ملاتے ہوئے فرمایا: مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے۔ (بخاری ۵۳۰۱) فرمایا گیا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی اتباع کرنا اور انکے ذریعہ ہمارے پہنچانے گئے احکامات پر عمل کرنا ہی سیدھا راستہ ہے کہ جو اس پر چلے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو اس سے کٹ کر زندگی گزارے گا وہ جہنم میں جائے گا، اور پھر فرمایا کہ دیکھو! جب تم اس سیدھے راستے پر چلنے لگو گے تو تمہیں شیطان اس راستے سے بھٹکانے کی کوشش کریگا اور تمہارے دل میں برائیوں کی محبت ڈال دے گا اور اچھائیوں سے دور کر دیگا تا کہ تم اس سیدھے راستے تک پہنچ نہ سکو لہذا تم اسکے فریب اور دھوکے میں مت آنا، شیطان بھی تم سے جو کہے اسے مت مانو اس لئے کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور دشمن کبھی یہ نہیں چاہتا کہ تم کامیاب ہو جاؤ لہذا تم اس سے بچ کر رہو۔

﴿درس نمبر ۱۹۷﴾ یقیناً اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے ﴿الزحرف ۶۳-۶۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَابْرَأِينَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور لَمَّا جب جَاءَ آيَا عِيسَى عِيسَى بِالْبَيِّنَاتِ واضح دلائل کے ساتھ قَالَ کہا قَدْ تَحْقِيق لِي بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ تَمَّ اِخْتِلَافَ كَرْتِ هُوَ فِيهِ جَنِّ مِیں فَاتَّقُوا اللَّهَ لَهَذَا تَمَّ اللَّهُ سِے ڈرو و اور أَطِيعُوا مِیرِی اطاعت کرو اِنَّ بِاللَّهِ هُوَ وَ رَبِّي مِیرا رب ہے و اور رَبُّكُمْ تَمَّ اِرب ہے فَاعْبُدُوهُ لَهَذَا تَمَّ اِسی کی عبادت کرو هَذَا هِیَ هِے صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ سِیْدھا راسِطہ

ترجمہ:- اور جب عیسیٰ کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے تھے تو انہوں نے (لوگوں سے) کہا تھا کہ میں تمہارے پاس دانائی کی بات لے کر آیا ہوں، اور اس لیے لایا ہوں کہ تمہارے سامنے کچھ وہ چیزیں واضح کر دوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ لہذا تم اللہ سے ڈرو، اور میری بات مان لو۔ یقیناً اللہ ہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، اس لیے اس کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے تھے تو انہوں نے لوگوں سے کہا تھا کہ میں

تمہارے پاس دانائی کی بات لیکر آیا ہوں۔

۲۔ وہ اس لئے لایا ہوں کہ تمہارے سامنے کچھ چیزیں واضح کر دوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔

۳۔ لہذا تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری بات مان لو۔ ۴۔ یقیناً اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔

۵۔ لہذا اسی رب کی عبادت کرو۔ ۶۔ اس رب کی عبادت کرنا ہی سیدھا راستہ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو جو دعوت دی اس کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے، چنانچہ فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کھلی نشانیاں اور معجزات دیئے جیسے کہ مردوں کو زندہ کرنا، پیدا کئی نابینا کو بینا کرنا، آسمان سے دسترخوان کا اترنا وغیرہ تو وہ ان معجزات کو لیکر اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں اللہ کی عبادت کی جانب بلایا اور کہا دیکھو! اللہ نے مجھے نبوت دیکر بھیجا ہے کہ میں اچھائی کی طرف بلاؤں اور برائیوں سے روکوں اور تمہارے درمیان جو تورات کو لیکر اختلافات ہیں ان اختلافات کو دور کروں اور اس کتاب انجیل میں اس کی وضاحت کر دوں تاکہ تمہارے دلوں میں کوئی اختلاف نہ رہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت میں بِالْبَيِّنَاتِ سے مراد معجزات ہیں جسے دیکر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد انجیل ہے اور بِالْحُكْمَةِ سے مراد نبوت ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶، ص ۱۰۷) امام قرطبی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کے درمیان انکے دینی معاملات میں اختلافات پیدا ہوئے جس کی وجہ سے وہ لوگ اپنے دینی معاملہ میں شک میں پڑ گئے اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا **لَا بُدَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ** کہ مجھے اس لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان جو اختلافات ہیں اسے بالکل واضح کر دوں، ان سب باتوں کا ایک ہی مقصد ہے کہ تم بس ایک اللہ سے ڈرو اور اسی کی عبادت میں لگے رہو اور جو پیغام تم تک میں پہنچا رہا ہوں اس میں تم میری پیروی کرو اور مجھے اسکا بھیجا ہوا پیغمبر جانو اور سب سے اہم چیز جو پہلی کتابوں میں بھی بیان کر دی گئی وہ ہے توحید، یہی اصل بنیادی چیز ہے جسے سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نبیوں کو بھیجتا ہے اور مجھے بھی اسی لئے بھیجا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ **إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ**۔ **هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ** کہ ہمارا اور تمہارا رب بس ایک اللہ ہے جسکی ہمیں اور تمہیں عبادت کرنی ہے اور وہ طریقہ جس میں ایک اللہ کو معبود مانا جائے اور اسکی بھیجی ہوئی شریعت کو اپنایا جائے وہی سیدھا راستہ ہے جو جنت تک جاتا ہے، جسے جنت میں جانا ہوا سے چاہئے کہ وہ اس راستے پر چلا کرے اور جو اس راستے سے الگ ہو کر زندگی گزارے گا وہ سیدھا جہنم میں جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۸﴾ کئی گروہوں نے اختلاف پیدا کر لیا ﴿الزخرف ۶۵-۶۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ قَوْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمِ إِلَيْهِمْ ۖ هَلْ

يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○

لفظ بہ نظر ترجمہ:- فاختلاف پھر اختلاف کیا الا حزاب گروہوں نے ومن بینہم انہی کے درمیان میں سے قویٰ تو بلاکت ہے للذین ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلموا ظلم کیا من عذاب عذاب سے یومہ الیوم دردناک دن کے ہل نہیں یَنْظُرُونَ وہ انتظار کرتے الا مگر السَّاعَةَ قیامت کا آن کہ تَأْتِيَهُمْ وہ آجائے ان کے پاس بَغْتَةً اچانک و اور ہُمْ انہیں لا یَشْعُرُونَ شعور تک نہ ہو

ترجمہ:- پھر بھی ان میں سے کئی گروہوں نے اختلاف پیدا کیا، چنانچہ ان ظالموں کے لیے ایک دردناک دن کے عذاب کی وجہ سے بڑی خرابی ہوگی۔ یہ لوگ بس اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ قیامت ان کے سامنے اچانک آکھڑی ہو اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ پھر بھی ان میں سے کئی گروہوں نے اختلاف پیدا کیا۔

۲۔ چنانچہ ان ظالموں کے لئے ایک دردناک دن کے عذاب کی وجہ سے بڑی خرابی ہوگی۔

۳۔ یہ لوگ بس اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ قیامت ان کے سامنے اچانک آکھڑی ہو۔

۴۔ انہیں اس بات کی خبر بھی نہ ہو۔

پچھلی آیتوں میں یہ بیان کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس اللہ کا پیغام لیکر آئے اور کہا کہ دیکھو! میرا اور تمہارا دونوں کا رب اللہ ہے، لہذا ہمیں اسی کی عبادت کرنی چاہئے، مگر انکی قوم میں چند گروہ بن گئے چنانچہ ایک گروہ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور یہی گروہ حق پر تھا اسکے علاوہ دوسرا گروہ یہ کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی خود اللہ ہے اور تیسرا گروہ یہ کہنے لگا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، حالانکہ پہلے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں یہ بات کھل کر بتلا دی تھی کہ میں بھی اپنے رب کا ایک بندہ ہی ہوں مجھے بھی اللہ نے اسی کی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ اس نے تمہیں دیا ہے مگر لوگ اس بات سے غافل ہو کر آپ کو ہی معبود یا پھر اللہ کا بیٹا قرار دینے لگے چنانچہ ان جیسے ظالموں کے لئے جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معبود سمجھا یا انہیں اللہ کا بیٹا قرار دیا، بڑی خرابی ہے اور انہیں قیامت کے دن آگ میں ڈالا جائیگا، امام زحیلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کیتھولک عیسائی اور آرتھوڈکس عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی خدا ہیں اور انہوں نے اپنی کتاب انجیل کے پہلے صفحہ پر یہ لکھ بھی دیا ہے کہ هَذَا كِتَابُ رَبِّنَا وَالْهَذَا يَسُوعُ الْمَسِيحُ یہ کتاب ہمارے رب کی ہے اور ہمارے معبود یسوع عیسیٰ ہیں۔ (التفسیر المیر - ج ۲۵، ص ۱۷۷)

لہذا جو بھی یہ عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق رکھیں گے اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن سخت سے سخت سزا

دے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کی حالت بیان کرنے کے بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکر بھیجے گئے پیغام کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ مشرکین آپ کی بات تو ماننے والے نہیں ہیں البتہ انکی ایک خواہش ہے کہ جس عذاب سے آپ اے محمد! انہیں ڈرا رہے ہیں انکی خواہش یہ ہے کہ وہ عذاب ان پر یک دم آجائے اور انہیں ہلاک کر دے جبکہ انہیں اس عذاب کے آنے کی بھی خبر نہ ہو بلکہ وہ اپنے اپنے کاموں میں ہی مشغول رہیں اور یہ عذاب ان کو تباہ کر ڈالے بس اسی بات کا انہیں انتظار ہے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہ قیامت اس وقت آجائگی جب دو آدمی دودھ نکال رہے ہوں گے اور دو آدمی کپڑے تہہ کر رہے ہوں گے یہ کہہ کر آپ نے یہ آیت ہَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ۔ (الدر المسثور۔ ج۔ ۷۔ ص۔ ۳۸۸) امام قرطبی اور امام زحلی رحمہما اللہ نے اس آیت سے مشرکین عرب مراد لیا ہے جبکہ امام طبری رحمہ اللہ نے اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم مراد لی ہے۔ امام قرطبی نے جو مشرکین عرب مراد لیا ہے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین عرب ہی کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ لوگ جنہوں نے آپ کے سامنے مثال پیش کی اس سے انکا مقصد آپ سے جھگڑا کرنا تھا مَاصَرُّ بُوَاكٍ إِلَّا جَدَلًا چنانچہ پچھلی آیتوں کا تعلق دیکھتے ہوئے یہاں مشرکین مراد لینا ہی زیادہ بہتر ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۲۹﴾ اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے ﴿الزخرف ۶۷۔ تا۔ ۷۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْآخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۝ يُعْبَادِ لَا خَوْفَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَخَزِنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَآرْوَأْجُكُمْ تُحْبَرُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- الْآخِلَاءُ دوست یَوْمَئِذٍ اس دن بَعْضُهُمْ ان کے بعض لِبَعْضٍ بعض کے بعض کے عَدُوٌّ دشمن ہوں گے إِلَّا سوائے الْمُتَّقِينَ متقیوں کے يُعْبَادِ اے میرے بندو لَا خَوْفَ کوئی خوف نہیں عَلَيْكُمْ تم پر الْيَوْمَ آج و اور لَا أَنْتُمْ نہ تَخَزِنُونَ تم عملیں ہو گے الَّذِينَ وہ لوگ جو آمَنُوا ایمان لائے بِآيَاتِنَا ہماری آیتوں کے ساتھ و اور كَانُوا وہ تھے مُسْلِمِينَ فرماں بردار ادْخُلُوا اتم داخل ہو جاؤ الْجَنَّةَ جنت میں أَنْتُمْ تم و اور آرْوَأْجُكُمْ تمہاری بیویاں تُحْبَرُونَ تم خوش کیئے جاؤ گے

ترجمہ:- اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے، سوائے متقی لوگوں کے۔ (جن سے کہا جائے گا کہ) اے میرے بندو! آج تم پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ تم عملیں ہو گے۔ اے میرے وہ بندو جو ہماری

آیتوں پر ایمان لائے تھے اور فرمانبردار رہے تھے۔ تم بھی اور تمہاری بیویاں بھی، خوشی سے چمکتے چہروں کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔

۲۔ متقی لوگوں کو چھوڑ کر۔

۳۔ متقی لوگوں سے کہا جائیگا کہ اے میرے بندو! آج تم پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ ہی تم غمگین ہوں گے

۴۔ اے میرے وہ بندو! جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور فرمانبردار رہے تھے۔

۵۔ تم بھی اور تمہاری بیویاں بھی خوشی سے چمکتے چہروں کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

قیامت کے آنے کے بعد کیا حالات پیدا ہونے والے ہیں بیان کیا جا رہا ہے کہ یہ مشرکین آج اس دنیا میں تو

ایک دوسرے کے جگری دوست اور ہم نوا بنے ہوئے ہیں لیکن انہیں یہ نہیں معلوم کہ جس جگری دوست کے ساتھ آج

یہ دنیا میں رہ رہے ہیں وہ کل قیامت کے دن ان کا دشمن بن جائے گا اور اسے ملامت کرنے لگے گا اس لئے کہ دوست

اپنے دوست کے طریقہ پر ہی چلتا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس لئے اسے چاہئے کہ دوستی کرنے سے پہلے دیکھ لے کہ

وہ کس سے دوستی کرنے جا رہا ہے؟ (ابوداؤد ۴۸۳۳)۔ یہ دونوں مشرکین بھی شرک کے راستے پر چلا کرتے تھے

اور ان میں سے کوئی دوسرے کو سیدھے راستے کی جانب بلا یا بھی نہیں کرتا تھا اس لئے کل قیامت کے دن یہ دونوں

بھی ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے ہوں گے کہ کاش! میں تجھ سے دوستی نہ کرتا، تیرے بجائے کسی ایمان والے سے

دوستی کر لیتا تو شاید مجھے آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتا، لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ جب ہم کسی کو اپنا دوست بنائیں تو پہلے یہ جانچ

لیں کہ وہ کیسا ہے؟ اسکی عادتیں کیسی ہیں؟ نیک ہے یا بد؟، اگر برابر ہیگا تو برا اثر ہی ہم پر پڑیگا اور اچھا رہیگا تو یقیناً

اچھا اثر اس پر پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر دو متقی لوگ آپس میں دوست رہے ہوں گے تو کل قیامت کے دن بھی وہ ایک

دوسرے کے دوست ہی رہیں گے کیونکہ متقی لوگ اپنے دوست کی رہنمائی کرتا ہے اور اسے سیدھے راستے کی جانب

بلاتا ہے اور اگر اس میں کوئی برائی دیکھے تو اسے ٹوکتا ہے تاکہ وہ اس برائی سے پرہیز کرے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کل

قیامت کے دن بھی یہ دونوں دوست ہی رہیں گے، حضرت نقاش علیہ الرحمہ نے اس آیت کے شان نزول کے

بارے میں کہا کہ یہ آیت عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی، ہوا یوں کہ عقبہ نبی رحمت

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھا کرتا تھا اس پر امیہ نے اس سے کہا کہ میں تیرا چہرہ اس وقت تک نہیں دیکھوں گا

جب تک کہ تو محمد سے ملاقات کرنا نہ چھوڑ دے اور ان سے منہ نہ موڑے، تو عقبہ نے وہی کیا جو امیہ نے کہا تھا، یہ بات نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گزری جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر مانی کہ آپ اسے قتل کریں گے اور آپ ﷺ نے اسے بدر کے دن قتل کر دیا اور امیہ لڑائی میں مارا گیا۔ (التفسیر المیسر - ج ۲۵، ص ۱۸۵)

اللہ تعالیٰ متقیوں کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ ان سے قیامت کے دن کہا جائیگا کہ تم نے اپنی ساری زندگی مجھ سے ڈرتے ہوئے گزار دی آج یہاں تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی گھبرانے اور غمگین ہونے کی ضرورت ہے، آج ہم تمہیں اور ان لوگوں کو جنہوں نے ہماری بھیجی ہوئی آیتوں پر ایمان قبول کیا اور وہ ہمارے فرمانبردار بھی رہے جنت میں داخل کریں گے، جنت میں جائیں گے تو اکیلے نہیں بلکہ اپنی اپنی نیک بیویوں کے ساتھ ہنستے کھلکھلاتے پُر رونق چہروں کے ساتھ جائیں گے، یہ ہے ہماری طرف سے انعام جو ان جیسی صفات رکھنے والوں کو دیا جائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۳﴾ اس جنت میں ہر وہ چیز ملے گی جس کی دل خواہش کرے گا ﴿الزخرف ۷۱- تا ۷۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصَفَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ
الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝
لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- یطاف دور چلا جائے گا علیہم اس پر بصفافی رکابوں کا مین ذہب سونے کی و اور اکواب آنخوروں کا و اور فیہا اس میں ہوگا ما وہ جو تشہیہ چاہیں گے الانفس اس کے نفس و اور تلذذت اندوز ہوں گے الاعین آنکھیں و اور انتم فیہا اس میں خلدون ہمیشہ رہو گے و اور تلک یہ الجنة الی وہ جنت ہے کہ اور ثتموہا وارث بنائے گئے ہو اس کے بہتا بہ سبب اس کے کنتم تم تھے تعملون عمل کرتے لکم تمہارے لیے فیہا اس میں فاکہہ پھل ہوں گے کثیرہ بہت سے مینہا جن میں سے تاکلون تم کھاؤ گے ترجمہ:- ان کے آگے سونے کے پیالے اور گلاس گردش میں لائے جائیں گے۔ اور اس جنت میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی دلوں کو خواہش ہوگی اور جس سے آنکھوں کو لذت حاصل ہوگی۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) اس جنت میں تم ہمیشہ رہو گے۔ اور یہ وہ جنت ہے جس کا تمہیں اپنے اعمال کے بدلے وارث بنا دیا گیا ہے۔ اس میں تمہارے لیے خوب افراط کے ساتھ میوے ہیں جن میں سے تم کھاؤ گے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان کے آگے سونے کے پیالے اور گلاس گردش میں لائے جائیں گے۔

۲۔ اس جنت میں ہر وہ چیز ملے گی جس کی دل خواہش کرے گا۔

۳۔ وہ چیزیں بھی ہوگی جن سے آنکھوں کو لذت ملے گی۔

۴۔ ان سے کہا جائیگا کہ تم اس جنت میں اب ہمیشہ رہو گے۔

۵۔ یہ وہ جنت ہے جس کا اب تمہیں تمہارے اعمال کے بدلے وارث بنا دیا گیا ہے۔

۶۔ اس میں تمہارے لئے خوب افراط کے ساتھ میوے ہیں جن میں سے تم کھاؤ گے۔

ان آیتوں میں بھی متقیوں اور ایمان والوں کو ملنے والی نعمتوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ جب یہ متقی اور نیک لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے تو انکے لئے سونے اور چاندی کے پلیٹوں اور گلاسوں میں انکے من چاہے کھانے پیش کئے جائیں گے، جیسا کہ سورہ دھر کی آیت نمبر ۱۰ میں بھی کہا گیا وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآيَاتِهِ مِنْ فَضَّةٍ وَأَنُوبٍ چاندی کے برتن اور پیالے لیکر انکے ارد گرد گھمائے جائیں گے، اور ہر وہ چیز انکے سامنے انہیں سونے اور چاندی کے برتن میں پیش کی جائیگی جو وہ کھانا چاہیں گے، یہ تو ہوا انکی غذا کا معاملہ اسکے علاوہ انکی نظریں جن مناظر کو دیکھ کر خوش ہوتی ہوں گی وہ مناظر انکے سامنے لائے جائیں گے، اور سب سے دلکش اور پُر رونق منظر تو اپنے رب کے دیدار کا ہوگا کہ اسے دیکھ کر آنکھیں جھپکنے کو بھی دل نہیں کریگا، یہ سارے انعامات بس اسی کو ملیں گے جو اس دنیا میں اپنے رب کی مرضی کے مطابق زندگی گزارا، اور یہ نعمتیں جو ان متقی اور ایمان والوں کو دی جائیں گی وہ صرف ایک دو دفعہ کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انکے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اسی جنت میں رہیں گے، حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک ادنیٰ سے جنتی کا رتبہ یہ ہوگا کہ اسکے لئے ایک محل ہوگا جس میں ستر ہزار خادم ہوں گے اور ہر خادم کے ہاتھ میں ایک پلیٹ ہوگی جو دوسرے خادم سے مختلف ہوگی، اگر اسکے محل کا دروازہ کھول کر تمام زمیں والوں کی دعوت کرنا چاہیں تو وہ سب کو کافی ہو جائیگا۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۶۳۰)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انہیں جس جنت کا وارث بنا دیا گیا ہے وہ یون ہی نہیں بنایا گیا بلکہ دنیا میں جو وہ اعمال کرتے تھے ان اعمال کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اس جنت کا وارث بنا دیا ہے تو وہ جنت انہیں کی ہوگی، انہیں اس جگہ سے اب کوئی نکال نہیں پائیگا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دوزخی شخص جب اپنا جنتی ٹھکانہ دیکھے گا تو مارے حسرت کے کہے گا کہ کاش! اگر اللہ نے مجھے ہدایت دی ہوتی تو میں متقی بن جاتا اور جنتی جب اپنا دوزخ میں موجود ٹھکانہ دیکھے گا تو کہے گا کہ اگر اللہ نے ہمیں ہدایت نہ دی ہوتی تو ہم ہدایت پانے والے نہ ہوتے اور پھر وہ اللہ کا شکر کرنے لگے گا، اسکے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر کسی کا ایک دوزخ میں ٹھکانہ ہوتا ہے اور ایک جنت میں، تو جو کافر ہوتے ہیں انہیں مومن کا دوزخی ٹھکانہ وراثت کے طور پر دیا جاتا ہے اور مومن کو دوزخی کا جنت میں موجود ٹھکانہ بطور وراثت دیا جاتا ہے، اور کہا کہ یہی مطلب ہے

اللہ تعالیٰ کے قول **وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ**۔ (التفسیر المنیر - ج ۲۵، ص ۱۸۲) کھانے اور پینے کے بعد اللہ تعالیٰ میوؤں کا ذکر فرما رہے ہیں تاکہ ساری نعمتوں کا تذکرہ کر دیا جائے چنانچہ فرمایا کہ کھانے پینے کے علاوہ انسان کو میوہ جات میسر ہو جائیں تو عیش و عشرت کی یہ علامت ہوتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنتیوں کے لئے ہر قسم کے میوے ملیں گے، وہاں جنتیوں کو پھل کے لئے موسم کا انتظار کرنا نہیں پڑے گا بلکہ جیسے ہی اسکے دل میں کسی میوہ کا خیال بھی آجائے تو وہ اسکے سامنے کر دیا جاتا ہے جن سے وہ کھائے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۳﴾ مجرم دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے ﴿الزخرف ۷۳-۷۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابٍ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ۝ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- ان بلاشبہ الْمُجْرِمِينَ مجرم لوگ فِي عَذَابٍ جَهَنَّمَ عذاب جہنم ہی میں خَالِدُونَ ہمیشہ رہیں گے لَا يُفَتَّرُ وہ ہلکا نہیں کیا جائے كَانُوا ہوں ان سے وَ جَبَلَهُمْ وہ فیہ اس میں مُبْلِسُونَ مایوس ہوں گے وَ اور مَا ظَلَمْنَاهُمْ ہم نے ظلم نہیں کیا ان پر وَلَكِنْ اور لٰكِنْ كَانُوا تھے وہی هُمُ الظَّالِمِينَ ظلم کرنے والے ترجمہ:- البتہ جو لوگ مجرم تھے وہ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہ عذاب ان کے لیے ہلکا نہیں پڑنے دیا جائے گا اور وہ اس میں مایوس پڑے ہوں گے۔ اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا، لیکن وہ خود ہی ظالم لوگ تھے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جو لوگ مجرم تھے وہ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

۲۔ وہ عذاب ان کے لئے ہلکا نہیں پڑنے دیا جائے گا۔

۳۔ وہ لوگ اس عذاب میں مایوس پڑے ہوں گے۔

۴۔ ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ ۵۔ وہ خود ہی ظالم لوگ تھے۔

پچھلی آیتوں میں متقیوں اور ایمان والوں کو ملنے والے انعامات کے بارے میں بتلایا گیا، ان آیتوں میں کافرو مشرک کو ملنے والی سزاؤں کے بارے میں بتلایا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اسکی نافرمانی میں مبتلا ہو کر شرک جیسا جرم کیا ہے انہیں اللہ تعالیٰ جہنم کے عذاب میں مبتلا کریگا جو عذاب انہیں ہمیشہ کے لئے ہوتا رہے گا، کبھی بھی وہ دوزخی عذاب سے نکل نہیں پائیں گے، نکلنا تو دور کی

بات ان سے اس عذاب کو ہلکا بھی نہیں کیا جائیگا لَا يُفَقِّرُهُ عَنْهُمْ اور سورہ نحل کی آیت نمبر ۸۵ میں بھی کہا گیا وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفِّفْ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ جب یہ ظالم لوگ عذاب کو آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو ان سے اس عذاب کو ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائیگی۔ بلکہ انہیں تو سخت سے سخت عذاب دیا جائیگا اور وہ لوگ مایوسی کا شکار ہو کر اس عذاب کو سہتے رہیں گے، مایوسی اس اعتبار سے کہ نہ تو انکا کوئی وہاں حامی ہوگا اور نہ ہی کوئی مددگار جو انہیں اس عذاب سے بچا سکے اور نہ ہی وہاں انکی کوئی فریاد سننے والا ہوگا لہذا ہر طرف سے وہ مایوسی میں مبتلا رہیں گے۔ إِنَّ الْمُنِفِقِينَ فِي النَّارِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ يَجْعَدَ لَهُمْ نَصِيرًا کہ منافقین دوزخ کے سب سے نچلے درجہ میں ہونگے جہاں آپ انکا کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔ (النساء ۱۳۵) مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِئْهُ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا جو برے اعمال کرے گا اسے اسکا بدلہ دیا جائے گا اور اللہ کے سوا اسکا نہ ہی کوئی حمایتی ہوگا اور نہ ہی کوئی مددگار۔ (النساء ۱۲۳) ان مجرم لوگوں کو جو عذاب دیا جا رہا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے کسی قسم کا ظلم نہیں کیا کہ انہیں یہ سزا نہیں دینی تھی مگر دی جا رہی ہے ایسا ہرگز نہیں، وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ (آل عمران ۱۸۲) بلکہ جو عذاب انہیں دیا جا رہا ہے وہ اس عذاب کے مستحق ہیں اس لئے کہ انہوں نے اللہ کا انکار کیا اور اسکے ساتھ عبادت میں دوسروں کو شریک کیا اس طرح اپنے آپ پر بہت بڑا ظلم کیا ہے جسکی سزا انہیں اس جہنم میں دی جائے گی۔

﴿درس نمبر ۱۹۳۲﴾ تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کر دے ﴿الزخرف ۷۷-تا-۸۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَكَادُوا لِيَمْلِكُنَّ لِيَقْضِيَ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَكِيدُونَ ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كُرْهُونَ ۝ أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ۝ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ بَلَىٰ وَرُسُلْنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُمُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَكَادُوا لِيَمْلِكُنَّ اور كَادُوا وہ پکاریں گے لِيَمْلِكُنَّ اے مالک لِيَقْضِيَ چاہیے کہ فیصلہ صادر کر دے عَلَيْنَا ہم پر رَبُّكَ تیرا رب قَالَ وہ کہے گا إِنَّكُمْ بے شک تم مَكِيدُونَ ٹھہرنے والے ہو لَقَدْ البتہ تحقیق جِئْتُمْ بِالْحَقِّ ہم لائے تمہارے پاس حق وَلَكِنَّ اور لیکن أَكْثَرَكُمْ تمہارے اکثر لِلْحَقِّ حق کو كُرْهُونَ ناپسند کرنے والے تھے أَمْ بَلکہ أَبْرَمُوا انہوں نے پختہ فیصلہ کیا أَمْرًا ایک کام كَافِيًا تو یقیناً ہم بھی مُبْرِمُونَ قطعی فیصلہ کرنے والے ہیں أَمْ کیا يَحْسَبُونَ وہ گمان کرتے ہیں أَنَّا بلاشبہ لَا نَسْمَعُ نہیں سنتے سِرَّهُمْ ان کا بھید و اور نَجْوَاهُمْ ان کا سرگوشی کرنا کیونکہ انہیں واور رُسُلْنَا ہمارے بھیجے ہوئے لَدَيْهِمْ ان کے پاس يَكْتُمُونَ لکھتے ہیں

ترجمہ:- اور وہ (دوزخ کے فرشتے سے) پکار کر کہیں گے کہ اے مالک! تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کر دے۔ وہ کہے گا کہ تمہیں اسی حال میں رہنا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم تمہارے پاس حق بات لے کر آئے تھے لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق بات ہی کو برا سمجھتے ہیں۔ ہاں! کیا ان لوگوں نے کچھ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے؟ اچھا تو ہم بھی کچھ کرنے کا فیصلہ کرنے والے ہیں۔ کیا انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم ان کی خفیہ باتیں اور ان کی سرگوشیاں نہیں سنتے؟ کیسے نہیں سنتے؟ نیز ہمارے فرشتے ان کے پاس ہیں، وہ سب کچھ لکھتے رہتے ہیں۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ دوزخ کے فرشتوں سے پکار کر کہیں گے کہ اے مالک! تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کر دے۔

۲۔ جنہم کا دار و عذاب مالک کہے گا کہ تمہیں اسی حال میں رہنا ہے۔

۳۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم تمہارے پاس حق بات لیکر آئے تھے۔

۴۔ تم میں سے اکثر لوگ حق بات کو ہی برا سمجھتے تھے۔

۵۔ کیا ان لوگوں نے کچھ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے؟ ۶۔ تو ہم بھی کچھ کرنے کا فیصلہ کرنے والے ہیں۔

۷۔ کیا ان لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم انکی خفیہ باتیں اور سرگوشیاں نہیں سنتے؟ ۸۔ کیوں نہیں سنتے؟

۹۔ ہمارے فرشتے انکے پاس ہیں اور وہ سب کچھ لکھتے رہتے ہیں۔

پچھلی آیتوں میں کہا گیا کہ مجرمین یعنی کفار و مشرکین کو جنہم میں ڈالا جائیگا جبکہ وہ ہر طرف سے مایوس ہو گئے

ہو گئے یہاں کہا جا رہا ہے کہ جب وہ ہر طرف سے مایوس ہو کر جنہم میں پڑے رہیں گے تو جنہم کے عذاب کی تاب نہ

لا کر آخر کار جنہم کے دار و عذاب مالک سے ہی کہنے لگیں گے کہ اے مالک! تم اپنے پروردگار سے یہ التجا کرو کہ وہ ہمیں

موت ہی دیدے، ہم میں اب اس عذاب کو برداشت کرنے کی قوت و طاقت نہیں رہی، امام قرطبی علیہ الرحمہ

نے حضرت کعب القرظی رحمہ اللہ کی روایت نقل کی ہے کہ پہلے جب کافروں کو جنہم میں ڈالا جائیگا تو کافر لوگ اس جنہم

کے دار و عذاب مالک سے کہیں گے کہ تم اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمارے عذاب کو کم کر دے وَقَالَ الَّذِينَ فِي

النَّارِ لِحُزْنِهِمْ اَدْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ (غافر ۴۹) مگر جنہم کا دار و عذاب انہیں

جواب دے گا کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح نشانیاں لیکر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہاں! لیکر آئے

تھے، اس پر جنہم کے دار و عذاب کہیں گے کہ پھر تو تم لوگ ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا بیکاری جانے والی ہے۔ (غافر ۵۰)

جب کافر لوگ اس سے مایوس ہو جائیں گے تو آخر کار جنہم کے دار و عذاب مالک کو آواز لگائیں گے جبکہ وہ ان پر نگران بنا

ہوا اپنی ایک نشست پر جو انکے درمیان ہوگی بیٹھا ہوگا، وہ ایک پل ہوگا جس پر سے عذاب کے فرشتے گزر رہے

ہو گئے، وہ نگران مالک دور والے کو بھی اسی طرح دیکھ سکے گا جس طرح وہ اپنے سامنے والے کو دیکھ سکتا ہے، بہر حال

وہ جنہمی لوگ اس مالک کو آواز لگائیں گے کہ اپنے رب سے کم از کم یہ تو دعا کرو کہ وہ ہمیں موت دیدے، انکی یہ بات

سنکر مالک بغیر جواب دئے اسی (۸۰) سال تک خاموش رہیگا اور ایک سال وہاں کا تیس سوستر (۳۷۰) دن کا ہوگا اور ایک مہینہ تیس (۳۰) دن کا اور ایک دن یہاں کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا، لہذا وہاں کے اسی (۸۰) سال بعد وہ انکی طرف متوجہ ہو کر کہے گا کہ تمہیں یہیں رہنا ہے۔ (تفسیر قرطبی، ج ۱۶، ص ۱۱۷)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم اس عذاب سے پہلے تمہارے پاس حق بات لیکر آئے تھے اور تمہاری رہنمائی کے لئے رسولوں، کتابوں اور معجزات کو بھی بھیجا تھا مگر تم لوگ اس حق بات کو ماننے کے بجائے اسی حق کو برا سمجھتے تھے، لہذا تم نے جو کیا تھا اسکا مزہ یہاں چکھو اور اللہ تعالیٰ نے انکی حرکتوں کے بارے میں مزید فرمایا کہ وہ لوگ اس حق بات کو برا سمجھنے پر ہی اکتفا نہیں کئے بلکہ وہ تو اس کو مٹانے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں کرنے لگے اور حق بات کو لیکر آنے والے نبی اور رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازشیں کرنے لگے، مگر انکی یہ سازش اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے آگے کامیاب نہ ہوئی، اللہ بھی انکی یہ سازشیں دیکھ کر تدبیریں کرنے لگا وَمَكْرُؤًا مَكَرًا وَ مَكْرُؤًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ انہوں نے سازشیں کیں تو ہم نے بھی تدبیریں کیں اور انہیں اسکی خبر تک نہیں۔ (المثل ۵۰)، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے امام مقاتل علیہ الرحمہ کی اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں روایت نقل کی کہ یہ آیت کفار و مشرکین کے دارالندوہ میں بیٹھ کر نبی رحمت ﷺ کے خلاف سازشیں کرنے پر نازل ہوئی، جبکہ ان سب نے اس رائے پر اتفاق کیا جو کہ ابو جہل نے پیش کی تھی اور وہ تھی کہ ہر قبیلہ سے ایک آدمی آئے اور محمد ﷺ کے قتل میں شریک ہو، اس طرح کرنے سے انکے خون کا مقابلہ کمزور پڑ جائیگا۔ (تفسیر قرطبی، ج ۱۶، ص ۱۱۸)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انہوں نے جو سرگوشیاں اور سازشیں کیں اس وقت انکا یہ گمان تھا کہ یہ ہماری باتیں ہمارے آپس میں ہی رہیں گی اسکا کسی اور کو پتہ تک نہیں چلے گا، انہیں یہ بھی گمان تھا کہ ہمیں ان باتوں کا علم نہیں، جبکہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہر علانیہ اور خفیہ باتوں کو ہم جانتے ہیں اسکے علاوہ ان پر ہمارے فرشتے مسلط ہیں جو انکی باتوں کو لکھتے رہتے ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہمیں اسکی خبر نہ ہو؟ اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں کعب القرظی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ان تین آدمیوں کے سلسلہ میں نازل ہوئی جو کہ کعبہ اور اسکے پردے کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے، ان میں سے ایک نے کہا کہ کیا اللہ کو ہماری باتیں سنائی دیتی ہیں؟ اس پر دوسرے نے کہا کہ اگر ہم زور سے باتیں کریں تو وہ سن لیتا ہے اور اگر آہستہ سے کریں تو اسے سنائی نہیں دیتیں۔ اس پر یہ آیت اَمَّا يَحْسَبُونَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ نازل ہوئی۔ (التفسیر المیر، ج ۲۵، ص ۱۸۸)

﴿درس نمبر ۱۹۳۳﴾ آپ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیجئے ﴿الزحرف ۸۱-۸۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَّا اَوَّلُ الْعَبِدِیْنَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ

الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ فَذَرَهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلْقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ ۝
لفظ بہ لفظ ترجمہ:- قُلْ آپ کہہ دیجئے ان اگر کمان ہولناکینِ رحمن کی وکد کوئی اولاد فاقا تو میں آؤں سب سے پہلے الغیبین سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوں سُبْحٰنَ پاك ہے رَبِّ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کا رَبِّ رَبِّ الْعَرْشِ عرش کا حَمَّا اس سے جو يَصِفُونَ وہ بیان کرتے ہیں فَذَرَهُمْ چنانچہ آپ چھوڑ دیجئے ان کو يَخُوضُوا وہ الجھے رہیں وَ اور يَلْعَبُوا اھیلیں کو دیں حَتَّىٰ یہاں تک کہ يُلْقُوا وہ ملیں يَوْمَهُمْ اپنے اس دن کو الَّذِي جس کا يَوْمٌ عَدُوْنَ وہ وعدہ دیئے جاتے ہیں

ترجمہ:- (اے پیغمبر) کہہ دو کہ اگر خدائے رحمن کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلا عبادت کرنے والا میں ہوتا۔ وہ جو آسمانوں اور زمین کا بھی مالک ہے، عرش کا بھی مالک، وہ ان ساری باتوں سے پاک ہے جو یہ بنایا کرتے ہیں۔ لہذا (اے پیغمبر) انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو کہ یہ ان باتوں میں ڈوبے رہیں، اور ہنسی کھیل کرتے رہیں، یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے جا ملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! کہہ دو کہ اگر رب رحمن کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے عبادت کرنے والا میں ہوتا۔

۲۔ وہ جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، عرش کا بھی مالک ہے۔

۳۔ وہ ان ساری باتوں سے پاک ہے جو یہ بنایا کرتے ہیں۔

۴۔ اے پیغمبر! آپ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیجئے کہ وہ ان باتوں میں ڈوبے رہیں اور ہنسی کرتے رہیں۔

۵۔ یہاں تک کہ انہیں اس دن سے سابقہ پڑ جائے جن کا یہ وعدہ دیئے جاتے ہیں۔

کفار و مشرکین کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعوذ باللہ اولاد ہے، جسکی بنا پر وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا کرتے ہیں، اسی شرک کی بنا پر انہیں جو سزائیں دی جائیں گی پچھلی آیتوں میں جن کا تذکرہ گزرا۔ یہاں ان آیتوں میں انکے عقیدہ کی تردید کی جا رہی ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان مشرکین سے کہہ دیجئے کہ تم یہ مانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے تو اگر واقعی ایسا ہوتا جس طرح تم کہہ رہے ہو تو سب سے پہلے میں ہی اس رب کی اولاد کی عبادت کرتا، مگر ایسا بالکل بھی نہیں ہے جس طرح تم سوچ رہے ہو، وہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے، نہ ہی اسکی کوئی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی بیوی اور نہ ہی خود وہ کسی کی اولاد ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ تو کوئی اسکی اولاد ہے اور نہ ہی وہ کسی کی۔ سورہ کمر کی آیت نمبر ۴ میں کہا گیا لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ وَلَدًا لَّا صَاطَفِيٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ سُبْحٰنَهُ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ کہ اگر اللہ تعالیٰ کوئی اولاد بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی اس کے لئے چن لیتا، مگر اسکی ذات ان سب سے پاک ہے، وہ اکیلا اور زبردست اقتدار کا مالک ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی بہت

سی آیتیں ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ کی اولاد ہونے کی نفی صراحتاً موجود ہے جیسے کہ سورۃ النعام کی آیت نمبر ۱۰۰ میں ہے

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰی عَمَّا يَصِفُوْنَ، سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۲۳ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰی عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عَلُوًّا كَبِيْرًا، سورۃ مریم کی آیت نمبر ۳۵ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهُ وَغَيْرِهِ۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس عقیدہ سے براءت کا اعلان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو ایسی ذات ہے جو کہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور اسکے ساتھ ساتھ عرش کا بھی مالک ہے، جو ذات اتنی قدرت والی ہو تو اسے اولاد کی کیا ضرورت ہے؟ جبکہ اولاد کی ضرورت تو انسانوں کو ہوتی ہے تاکہ وہ انکی مدد اور دیکھ بھال کر سکیں، بلکہ اولاد تو اس دنیا میں انسان کی زینت ہوتی ہے اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰٓةِ الدُّنْيَا (الکہف ۲۶) تو جب یہ زندگی کا ساز و سامان ہے تو پھر اسکی اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے؟ وہ تو ان سب چیزوں سے پاک اور بالا ہے، ان مشرکین کے سامنے کھلے کھلے الفاظ اور واضح انداز میں صحیح اور درست بات بتانے کے باوجود اور اس بات پر دلائل دینے کے باوجود اگر یہ لوگ نہ مانیں تو آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہیں انکے حال پر چھوڑ دیجئے اور انہیں اپنی زندگی میں مگن رہنے دیجئے، جب یہ لوگ اللہ کے مقرر کردہ دن یعنی قیامت تک پہنچ جائیں گے تو انہیں اپنے کئے کا پتا چل جائیگا کہ وہ کتنا صحیح تھا اور کتنا غلط۔

(درس نمبر ۱۹۳۲) اللہ ہی آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی (الزخرف ۸۲-۸۳ تا ۸۶)

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ هُوَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ اِلٰهُ وَّ فِي الْاَرْضِ اِلٰهُ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝ وَ تَبٰرَكَ الَّذِي لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۝ وَّ اِلَيْهٖ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَ لَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ :- واورہو اللہ تعالیٰ وہی ہے جو فی السَّمَآءِ آسمان میں بھی اللہ معبود ہے واور فی الْاَرْضِ زمین میں بھی اللہ معبود ہے واورہو وہ اللہ تعالیٰ نہایت حکمت والا الْعَلِيْمُ خوب جاننے والا ہے واور تَبٰرَكَ بہت بابرکت ہے اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس کے لیے مُلْكُ بادشاہی ہے السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی واور مَا بَيْنَهُمَا ان دونوں کے درمیان واور عِنْدَهٗ اسی کے پاس ہے عِلْمُ السَّاعَةِ قیامت کا علم واور اِلَيْهٖ اسی کی طرف تُرْجَعُوْنَ تم لوٹائے جاؤ گے واور لَا يَمْلِكُ نہیں اختیار رکھتے الَّذِيْنَ وہ جن کو يَدْعُوْنَ وہ پکارتے ہیں مِنْ دُوْنِهٖ اس کے سوا الشَّفَاعَةَ سفارش کا اِلَّا مگر مَنْ وہ جس نے شَهِدَ گواہی دی بِالْحَقِّ حق کے ساتھ واور هُمْ وہ يَعْلَمُوْنَ جانتے ہیں

ترجمہ :- وہی (اللہ) ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے۔ اور وہی ہے جو حکمت

کا بھی مالک ہے، علم کا بھی مالک۔ اور بڑی شان ہے اس کی جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمیں اور ان کے درمیان تمام چیزوں کی سلطنت ہے اور اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور اسی کے پاس تم سب کو واپس لے جایا جائے گا۔ اور یہ لوگ اسے چھوڑ کر جن معبودوں کو پکارتے ہیں، انہیں کوئی سفارش کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں! البتہ جن لوگوں نے حق بات کی گواہی دی ہو اور انہیں اس کا علم بھی ہو۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہی تو اللہ ہے جو آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمیں میں بھی۔

۲۔ وہی ہے جو علم کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی۔

۳۔ بڑی شان ہے اس اللہ کی جسکے قبضہ میں آسمانوں اور زمیں اور انکے درمیان تمام چیزوں کی سلطنت ہے۔

۴۔ اسی کے پاس ہی قیامت کا علم ہے۔ ۵۔ مرنے کے بعد اسی کے پاس تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

۶۔ یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جن معبودوں کو پکارتے ہیں انہیں کوئی سفارش کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

۷۔ ہاں! البتہ جن لوگوں نے حق بات کی گواہی دی ہو اور انہیں اس کا علم بھی ہو تو ایسے لوگوں کو سفارش کا حق ملے گا۔

فرمایا گیا کہ جس اللہ کی عبادت کرنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے وہ اللہ تو زمیں میں بھی معبود ہے اور آسمان میں بھی

کہ زمیں میں رہنے والی ہر مخلوق کا معبود وہی ایک اللہ ہے تو آسمان میں بسنے والی ہر مخلوق کا رب بھی وہی ایک اللہ

ہے تو پھر تم لوگ کس بنا پر اس اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو؟ حالانکہ جن فرشتوں کو تم اللہ کی اولاد قرار دیتے ہو وہ بھی اسی

ایک اللہ کی بندگی کرتے ہیں، اب تم ہی سوچ لو کہ تم جو کر رہے ہو وہ درست ہے یا غلط؟

کہا گیا کہ اللہ حکمت کا بھی مالک ہے کہ اس نے جو طے کر رکھا ہے اس میں کیا حکمت مصلحت ہے؟ اسے

وہی جانتا ہے اور اسے ہر چیز کی خبر ہے، تم کیا کرتے ہو، کیا سوچتے ہو اور کیا تدبیریں کرتے ہو؟ وہ سب کچھ جانتا

ہے۔ اس اللہ کی شان جس کے لئے تم اولاد قرار دیتے ہو بہت اونچی ہے، اس قدر اونچی کہ آسمانوں اور زمیں اور جو

کچھ انکے درمیان ہے چاہے وہ انسان ہو یا جانور، جنات ہوں یا ملائکہ، چرند ہوں یا پرند، ہوا ہو یا پانی سب پر اسی کا

حکم چلتا ہے اور اسی کی بادشاہت ان سب پر قائم ہے، اسکے حکم کے بغیر کوئی حرکت تک نہیں کر سکتا ایسی عظیم ذات

کی اے مشرکوں! تم اولاد قرار دیتے ہو؟

فرمایا گیا کہ جس قیامت کے دن سے تمہیں ڈرایا جا رہا ہے وہ دن کب واقع ہوگا وہ بھی اسی اللہ کو معلوم ہے، تم

بار بار اس بارے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مت پوچھو اس لئے کہ انہیں بھی اس بات کا علم نہیں اور جب وہ دن قائم

ہو جائیگا تو تم سب کو اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر اسی رب کے پاس جمع ہونا ہے جس رب کی تم نافرمانی کر رہے ہو اور اسکی

اولاد قرار دے رہے ہو، جب تم اس رب کے سامنے کھڑے رہو گے تو سوچو تمہارا کیا حال ہوگا؟ جب تم اس رب کے

سامنے کھڑے ہو جاو گے تو تمہیں اس کے مقرر کردہ عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہوگا اور نہ ہی تمہارے وہ باطل اور لپڑ معبود جنکی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے یا پھر اسکے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے اس پروردگار کے سامنے تمہاری سفارش کر سکیں گے، ان معبودوں میں سے ہمارے کچھ نیک بندے بھی ہیں جنہوں نے ہمیشہ حق کی دعوت دی مگر پھر بھی تم نے انہیں معبود بنا لیا تو وہ لوگ ان لوگوں کے حق میں گواہی دینگے جنہوں نے کلمہ حق یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار کیا اور سچے دل سے اسے مانا اور جانا بھی تو ایسے لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ سفارش کرنے کا اختیار دیگا تاکہ وہ لوگ اس سفارش کے ذریعہ اس وقت کی پریشانی سے نجات پا جائیں۔ اس آیت لَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ کی علماء تفسیر نے مختلف تفسیریں کی ہیں بعض نے کہا کہ اس آیت سے یہ مراد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیر علیہ السلام اور ملائکہ جنکی یہ مشرکین عبادت کیا کرتے تھے اللہ کے یہاں ان میں سے کسی کی سفارش کا حق نہیں رکھتے ہاں! البتہ یہ لوگ ان لوگوں کی سفارش کر سکیں گے جنہوں نے حق بات کو جانتے ہوئے اسکا اقرار کیا، جیسا کہ مجاہد علیہ الرحمہ نے اسکی تفسیر کی اور بعض نے اسکی تفسیریوں کی کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ باطل معبود جنکی یہ مشرکین پرستش کرتے تھے وہ کسی کی سفارش نہیں کر سکتے مگر ہاں! حضرت عیسیٰ اور عزیر علیہما السلام جبکہ ان دونوں کی بھی عبادت کی جاتی تھی اسکے باوجود بھی وہ لوگ ایمان والوں کی سفارش کر پائیں گے اس لئے کہ وہ لوگ حق بات کی گواہی دیتے تھے یعنی توحید کی جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (الدر المنثور۔ ج ۲۱، ص ۶۵۱) اس آیت کے شان نزول کے بارے میں امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نضر بن حارث اور قریش کے چند لوگوں نے کہا کہ محمد جو کہہ رہے ہیں اگر سچ ہے تو ہم نے تو ملائکہ کو اپنا ولی بنا رکھا ہے اور وہ لوگ محمد سے زیادہ ہماری سفارش کرنے کا حق رکھتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶، ص ۱۲۲)

﴿درس نمبر ۱۹۳﴾ عنقریب انہیں خود سب کچھ پتہ چل جائے گا ﴿الزخرف ۸۷-۸۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَتَىٰ يُؤْفَكُونَ ۝ وَقِيلَ لَهُ يَرْبِّ إِنَّ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلِّمْ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- وَ اور لَمَّا اگر سَأَلْتَهُمْ آپ ان سے سوال کریں مَنْ کہ کس نے خَلَقَهُمْ پیدا کیا ان کو؟ لَيَقُولُنَّ تو البتہ وہ ضرور کہیں گے اللہ نے فَأَتَى پھر کہاں يُؤْفَكُونَ وہ پھیرے جاتے ہیں وَ قِيلَ ہے قِيلَ اس کے یہ کہنے کی یَرْبِّ کہ اے رب إِنَّ بلاشبہ هَؤُلَاءِ یہ قَوْمٌ لوگ لَا يُؤْمِنُونَ ایمان نہیں لائیں گے فَاصْفَحْ لہذا آپ منہ پھیر لیجئے عَنْهُمْ ان سے وَ اور قُلْ کہہ دیجئے سَلِّمْ سلام ہے فَسَوْفَ پھر عنقریب يَعْلَمُونَ وہ جان لیں گے

ترجمہ:- اور اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ اس کے باوجود کوئی انہیں کہاں سے اوندھا چلا دیتا ہے؟ اور اللہ کو پیغمبر کی اس بات کا بھی علم ہے کہ: یارب! یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔ لہذا (اے پیغمبر) تم ان کی پرواہ نہ کرو، اور کہہ دو: سلام۔ کیونکہ عنقریب انہیں خود سب پتہ چل جائے گا۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔

۲۔ اسکے باوجود کوئی انہیں کہاں سے اوندھا چلا دیتا ہے؟۔

۳۔ اللہ کو پیغمبر کی اس بات کا بھی علم ہے کہ یارب! یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

۴۔ اے پیغمبر! آپ انکی پرواہ مت کرو۔

۵۔ ان سے کہہ دو سلام۔

۶۔ عنقریب انہیں خود سب کچھ پتہ چل جائے گا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ ان مشرکین کے دوغلہ پن کو واضح فرما رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اے پیغمبر علیہ السلام! اگر آپ ان مشرکین سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا؟ تو انکا جواب یہی ہوگا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، تو جب یہ لوگ اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ انہیں اللہ نے پیدا کیا ہے تو پھر اسے چھوڑ کر اوروں کی عبادت کیوں کر رہے ہیں؟ حالانکہ جس نے پیدا کیا ہے عبادت بھی اسی کی ہونی چاہئے، مگر ان مشرکین کا حال الٹا ہے وہ مانتے ہیں کہ انہیں اللہ نے پیدا کیا اور عبادت کسی اور کی کر رہے ہیں، بھلا ایسی کونسی وجہ ہے جس نے انہیں اللہ کی عبادت کرنے سے روک رکھا ہے؟ کیا ان پر شیطان حاوی ہو گیا ہے یا پھر انکی عقلیں کام کرنا بند کر چکی ہیں؟ جسکی وجہ سے یہ لوگ یہ کام کر رہے ہیں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہی بات سمجھاتے رہے کہ دیکھو! عبادت کا حقدار وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، اس کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرنا یہ عقل کے بھی خلاف ہے اور فطرت کے بھی، جب آپ علیہ السلام کی باتیں ماننے سے لوگ انکار کرنے لگے تو آپ علیہ السلام نے دل میں اللہ تعالیٰ سے انکی شکایت کی جسکا تذکرہ اگلی آیت میں کیا جا رہا ہے کہ اے نبی! ہمیں معلوم ہے کہ آپ ہم سے انکی شکایت کرنا چاہتے ہیں کہ اے اللہ! یہ قوم کہ جس کی طرف آپ نے مجھے ڈرانے کے لئے بھیجا اور انہیں اسلام کی طرف بلانے کے لئے بھیجا ایسی قوم ہے کہ ایمان ہی نہیں لاتی جبکہ انہیں بار بار سمجھایا گیا، طرح طرح کی دلیلیں انکے سامنے دی گئیں مگر پھر بھی ماننے کے لئے یہ تیار ہی نہیں ہیں، پھر اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی اس دلی شکایت کا جواب دیا کہ اے پیغمبر! اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو کوئی بات نہیں، آپ نے اپنا کام کر دیا بس وہی کافی ہے لہذا اب آپ ان کی پرواہ نہ کیجئے اور سلام کہہ کر ان سے الگ ہو جائیے اور انہیں چھوڑ کر دوسروں کو اسلام کی دعوت دیجئے، یہ جو لوگ آپ کی بات نہیں

مان رہے ہیں انہیں کل قیامت کے دن پتا چل جائے گا کہ انہوں نے آپ کی بات نہ مان کر کتنی بڑی غلطی کی ہے؟۔ ان آیتوں میں جو سلام کہنے کا حکم ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ان سے آپ عمدہ طریقہ سے الگ ہو جائیے یعنی انہیں الوداع کہہ دیجئے، یہاں پر سلام سے مراد وہ سلام نہیں ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کرتا ہے بلکہ غیر مسلم کو تو سلام کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہود اور نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔ (ترمذی ۱۶۰۲)۔ تو اس سے بھی پتا چلا کہ یہاں اس آیت میں سلام سے مراد الوداع کہنا ہے نہ کہ سلام۔

سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۳ رکوع اور ۵۹ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۳۶﴾ حق کو واضح کرنے والی مقدس کتاب ﴿الدُّخَانِ ا- تا- ۶﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَحْمٌ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبْرَكَةٍ ۝ اِنَّا كُنَّا مُنذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۝ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ ۝ اِنَّهُ هُوَ السَّبِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- لحم وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ قسم ہے واضح کتاب کی اِنَّا بلاشبہ ہم نے اَنْزَلْنٰهُ نازل کیا اس کو فِي لَيْلَةٍ مُّبْرَكَةٍ ایک بابرکت رات میں اِنَّا بے شک ہم کُنَّا ہیں مُنذِرِيْنَ ڈرانے والے فِيهَا اس میں يُفْرَقُ فیصلہ کیا جاتا کُلُّ اَمْرٍ ہر معاملے حَكِيْم حکمت والے کا اَمْرًا بطور حکم مِّنْ عِنْدِنَا ہماری طرف سے اِنَّا بے شک ہم کُنَّا ہیں مُرْسِلِيْنَ بھیجنے والے رَحْمَةً رحمت سے مِّنْ رَبِّكَ آپ کے رب کی طرف سے اِنَّهُ ہُوَ بلاشبہ وہی ہے السَّبِيْعُ خوب سننے والا الْعَلِيْمُ خوب جاننے والا

ترجمہ:- لحم- قسم ہے اس کتاب کی جو حق کو واضح کرنے والی ہے۔ کہ ہم نے اسے ایک مبارک رات میں اتارا ہے، کیوں کہ ہم لوگوں کو خبردار کرنے والے تھے۔ اسی رات میں ہر حکیمانہ معاملہ ہمارے حکم سے طے کیا جاتا ہے (نیز) ہم ایک پیغمبر بھیجنے والے تھے۔ تاکہ تمہارے رب کی طرف سے رحمت کا معاملہ ہو، یقیناً وہی ہے جو ہر بات سننے والا ہر چیز جاننے والا ہے۔

سورہ کی فضیلت:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے سورۃ حم الدخان یعنی سورۃ دخان رات میں پڑھا تو وہ صبح اس حالت میں کرے گا کہ ستر ہزار فرشتے اسکے لئے مغفرت کی دعاء مانگ رہے ہوں گے۔ (ترمذی ۲۸۸۸)

تشریح:- ان چھ آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں:

- ۱- قسم ہے اس کتاب کی جو حق کو واضح کرنے والی ہے۔
- ۲- ہم نے اس کتاب کو ایک مبارک رات میں اتارا۔
- ۳- ہم لوگوں کو خبردار کرنے والے تھے۔
- ۴- اسی رات میں ہر حکیمانہ معاملہ ہمارے حکم سے طے کیا جاتا ہے۔
- ۵- ہم ایک پیغمبر بھیجنے والے تھے۔
- ۶- انہیں بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ تمہارے رب کی طرف سے رحمت کا معاملہ ہو۔
- ۷- یقیناً وہی وہ ذات ہے جو ہر بات سننے والی اور ہر چیز جاننے والی ہے۔

یہ سورت بھی پچھلی سورت کی طرح حروف مقطعات ”حم“ سے شروع ہو رہی ہے جسکے معنی اور مراد کے سلسلہ میں تفصیلی بحث پچھلی سورتوں میں گزر چکی ہے اور اس سورت میں بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کی قسم کھا کر اسکے نزول کے سبب اور اسکی فضیلت بیان کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کتاب یعنی قرآن کی جس نے ہر اس چیز کو انسان کے سامنے کھول کھول کر بیان کر دیا جسکی اسے ضرورت ہے، چاہے وہ دینی معاملات ہوں جیسے کہ فرائض، حرام، حلال جائز ناجائز وغیرہ اور دنیاوی معاملات جیسے کہ معاشرت، کاروبار، حقوق وغیرہ، اگر ہم قرآن مجید کا مطالعہ کریں گے تو اس نتیجے پر ضرور پہنچ جائیں گے کہ اس قرآن مجید میں جہاں عقائد یعنی توحید رسالت، شرک، آخرت وغیرہ سے متعلق تفصیلات موجود ہیں بالکل اسی طرح عبادات یعنی نماز روزہ زکوٰۃ حج، قربانی وغیرہ کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے نیز زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق ہدایات بھی دی گئی ہیں۔ نکاح، طلاق، خلع اور ازدواجی زندگی سے متعلق مختلف امور وراثت، وصیت و دیگر معاملات سے متعلق احکام بھی موجود ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قرآن مجید کا مطالعہ کریں۔ احقر غیاث احمد رشادی نے ہر مضمون کے تحت آیات کو ۱۳۶۰ صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب میں جمع کیا ہے جس کا نام روح قرآن ہے اس کتاب کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ قرآن مجید نے کس قدر ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس مبارک کتاب کو ہم نے ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے، وہ مبارک رات کونسی ہے؟ اس میں علماء تفسیر کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اس مبارک رات سے مراد شعبان کی پندرہویں رات ہے اور اکثر نے کہا کہ اس سے مراد شب قدر ہے جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”فِي لَيْلَةِ مُبَرَّكَتٍ“ سے مراد شب قدر ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفہ کو پہلی رمضان میں اتارا،

تورات کو ۷ رمضان میں، زبور کو ۱۷ رمضان میں، انجیل کو ۱۸ رمضان میں اور قرآن کریم کو ۲۵ رمضان میں اتارا۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۲، ص، ۷) اس کتاب کے اتارنے کے مقصد سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسکا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو جہنم سے ڈرایا جائے تاکہ وہ ہماری نافرمانی کرنے سے بچ جائیں، یہاں پر صرف ڈرانے کا لفظ استعمال کیا گیا جبکہ اس کتاب کے ذریعہ ایمان والوں کو بھی طرح طرح کی بشارتیں اور خوشخبریاں دی گئیں؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ جب ایک مخالف چیز کو بیان کر دیا گیا ہو تو دوسری مخالف چیز اسکے ضمن میں آ ہی جاتی ہے مثلاً صبح ہے تو اسکے مقابل میں شام ہے، چھاؤں ہے تو اسکے مقابلہ میں دھوپ ہے وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ اس رات کی ایک اور فضیلت بیان فرما رہے ہیں کہ اس رات میں ہر حکیمانہ معاملہ طے کیا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس رات دنیا کے سارے معاملات طے کئے جاتے ہیں کہ کون جنے گا اور کون مرے گا؟ کس کو کتنا رزق ملے گا اور کس کو کتنی دولت ملے گی، کس کے یہاں اولاد ہوگی اور کس کے یہاں نہیں؟ وغیرہ جو بھی اس دنیا میں ہونا ہے وہ سب اسی رات میں طے ہوتا ہے، حکیمانہ معاملہ اس لئے کہا گیا کہ جو بھی اللہ تعالیٰ انسان کے لئے طے کرتا ہے وہ حکمت سے بھرا ہوتا ہے اسی لئے اس جانب اشارہ دیا گیا، اس رات کے بارے میں بھی وہی اختلاف ہے جو کہ پچھلی آیت میں تھا یعنی یہ رات شب قدر ہے یا شب برات؟، مگر اکثر علماء کی یہی رائے ہے کہ یہ شب قدر ہے جیسا کہ ربیعہ بن کلثوم رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے آپ سے پوچھا کہ اے ابوسعید! کیا شب قدر ہر رمضان میں ہوتی ہے؟ تو آپ نے کہا ہاں! اللہ کی قسم! وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے اور کہا کہ یہی تو وہ رات ہے کہ جس میں اللہ کے حکم سے ہر معاملہ طے کیا جاتا ہے، اسی رات میں اللہ تعالیٰ موت، زندگی اور رزق وغیرہ کا فیصلہ فرماتا ہے۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۲، ص، ۸)

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں جب ہم نے یہ کتاب نازل کی تو ہم نے اس کتاب کو سمجھانے کے لئے ایک معلم اور ایک رسول بھیجا جو ہماری آیتیں تمہیں پڑھ پڑھ کر سنائیں، تمہیں اسکے احکامات بتلائیں، تمہارے سامنے اسے کھول کھول کر بیان کریں، ہم نے گویا کہ ایک رحمت کو تمہارے درمیان بھیجا ہے کہ وہ ہر دم تمہاری بھلائی چاہنے میں اور تمہاری کامیابی چاہنے میں مصروف رہتے ہیں اور یقین جانو کہ جس اللہ نے تمہارے لئے یہ سب کچھ تیار کیا وہ تمہاری ہر حقیہ اور علانیہ باتوں کو سننے والا ہے اور جو تم دل میں چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اسے بھی وہ جانتا ہے لہذا تمہاری میں بھی گناہوں سے بچو اور لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے بھی اور ہمیشہ دل کو برائیوں سے پاک رکھو۔

﴿درس نمبر ۷۱۹۳﴾ جب آسمان ایک واضح دھواں لے کر نمودار ہوگا! ﴿الدُّخَانُ ۷-۱۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنَّ كُنُتُمْ مُوقِنِينَ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي

وَيُمَيِّتُ طَرَبُكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأُولَئِينَ ۝ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۝ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ ۝ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- رَبُّ رَب ہے السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ آسمانوں اور زمین کا وَاورَمَا ان کا جَوْبِيْنِ نَهْمَا ان کے درمیان میں ہے اِنْ اِگر كُنْتُمْ تَمُ هُوَ مُؤَقِنِيْنَ یقین کرنے والے لَا نَهِيْۤ اِلٰهَ كُوْنِيْ مَعْبُوْدًا اِلَّا كَرِهُوْ وَيُيْحٰی وہ زندہ کرتا ہے وَاوْرِيْمِيْتُ وہ مارتا ہے طَرَبُكُمْ تمہارا رب ہے وَاوْرَبُّ اَبَاۤءِكُمْ اِلْوَلِيْنَ تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے بَلْ بلکہ هُمْ وہ فِيْ شَكٍّ شک میں يَلْعَبُوْنَ کھیل رہے ہیں فَارْتَقِبْ پس آپ انتظار کیجیے يَوْمَ اس دن كَاتٰبِيْ کہ لائے السَّمَاءُ آسمان بِدُخَانٍ دھواں مُبِيْنٍ ظاہر يَغْشٰی وہ ڈھانپ لے گا النَّاسِ لوگوں کو هَذَا یہ ہے عَذَابٌ عذاب اَلِيْمٌ دردناک

ترجمہ:- جو سارے آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان ہر چیز کا رب ہے، اگر تم واقعی یقین کرنے والے ہو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ زندگی بھی دیتا ہے، اور موت بھی۔ وہ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے گزرے ہوئے باپ دادا کا بھی رب۔ (پھر بھی کافر ایمان نہیں لاتے) بلکہ وہ شک میں پڑے ہوئے کھیل کر رہے ہیں۔ لہذا اُس دن کا انتظار کرو جب آسمان ایک واضح دھواں لے کر نمودار ہوگا۔ جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ ایک دردناک سزا ہے۔

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ وہ اللہ سارے آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان موجود ہر چیز کا رب ہے۔
- ۲۔ اگر تم واقعی یقین رکھنے والے ہو تو جان لو گے کہ یہ سب ویسا ہی ہے جیسا کہا گیا۔
- ۳۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔
- ۴۔ وہ اللہ زندگی بھی دیتا ہے اور موت بھی۔
- ۵۔ وہ تمہارا بھی رب ہے اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمہارے باپ دادا کا بھی۔
- ۶۔ ان سب چیزوں کو جاننے کے بعد بھی کافر لوگ شک میں پڑے ہوئے کھیل کر رہے ہیں۔
- ۷۔ اے پیغمبر! آپ اس دن کا انتظار کیجئے جب آسمان ایک واضح دھواں لیکر نمودار ہوگا۔
- ۸۔ جو لوگوں پر چھا جائے گا۔
- ۹۔ یہ ایک دردناک سزا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو بیان کیا جا رہا ہے کہ جس اللہ نے قرآن مجید کو نازل کیا اور رحمت والے نبی کو انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا وہ آسمانوں اور زمین کا اور ان سب کا جو ان دونوں کے بیچ موجود ہیں رب اور پالنے والا ہے، انہیں رزق دینا اور ان تک روزی روٹی پہنچانا اسی اللہ کے ذمہ ہے، اگر تم اس اللہ پر یقین رکھتے ہو تو ان کبھی ہوتی باتوں کو سچا جانو کہ اس نے جو کچھ کہا ہے وہ سب کچھ سچ ہے اور اسی پر ایمان لاؤ یہ کہتے ہوئے کہ اس

اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود ہونے کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور اس بات کا بھی دل سے یقین رکھو کہ وہی ایک اللہ ہے جو ہر کسی کو زندگی دیتا ہے اور موت بھی، وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا بھی ہے، موت اور حیات اسی کے قبضہ میں ہے۔ اور وہ تمہارا رب ہے اور تم سے پہلے گزرے تمہارے باپ دادا کا بھی رب ہے ان سب چیزوں کے جاننے کے بعد بھی تم لوگ اس دنیا کی رونق میں کھو کر، زندگی کی عیش و عشرت میں ڈوب کر اللہ کو بھول بیٹھے ہو اور تمہیں اس بات میں شک ہے کہ وہ رب ہے یا نہیں؟، ان زمانے والوں پر اللہ تعالیٰ عذاب مسلط کر دے گا اور وہ عذاب بھی دھنوں والا عذاب ان پر آئے گا جو سارے انسانوں کو گھیر لے گا، یہ ایک دردناک عذاب ہوگا جو ان پر آئے گا۔ اس دغان سے کیا مراد ہے؟ بعض نے کہا کہ اس سے مراد وہ دھنوں ہے جو قیامت کے قریب آئے گا جیسا کہ حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے، تو آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا کہ کس چیز کے بارے میں مذاکرہ کر رہے ہو؟ ہم نے کہا قیامت کے بارے میں، آپ نے کہا کہ قیامت اس وقت تک واقع نہیں ہوگی جب تک کہ تم دس چیزوں کو نہ دیکھ لو اور پھر آپ ﷺ نے وہ دس چیزیں گنوائیں، ان میں پہلی چیز دغان یعنی دھنوں کا تذکرہ فرمایا۔ (مسلم ۲۹۱۰) اور بعض نے فرمایا کہ اس دغان سے مراد وہ قحط سالی ہے جو نبی رحمت ﷺ کی دعا کی وجہ سے قریش پر آئی چنانچہ اس سلسلہ میں بخاری میں ایک حدیث مروی ہے جسے حضرت مسروق علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ایک آدمی قبیلہ کنده میں بیٹھ کر خطاب کر رہا تھا کہ اس نے کہا کہ قیامت کے قریب ایک دھنوں آئے گا کہ جو منافقین کی سماعت اور بصارت کو ختم کر دیگا، لیکن مومن کو اس دھنوں سے زکام جیسے اثر کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا، تو پھر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جبکہ وہ ٹیک لگا بیٹھے ہوئے تھے، جب میں نے یہ سارا واقعہ بیان کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور آپ نے کہا کہ جسکو جس کا علم ہے وہ اسے بیان کرے اور جس چیز کا اسے علم نہیں اسکے بارے میں کہے کہ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں، کیونکہ علم کی نشانی یہی ہے کہ جسکا تمہیں علم نہیں اسکے بارے میں کہتے ہو کہ مجھے پتا نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اے نبی! آپ کہہ دیجیے کہ اس تبلیغ پر میں تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں، اسکے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قریش اسلام سے دور بھاگ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے حق میں بد دعا فرمائی کہ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے قحط کی طرح قحط بھیج کر میری مدد فرما، چنانچہ ان پر ایسا قحط آیا کہ وہ لوگ ہلاک ہونے کے قریب ہو گئے یہاں تک کہ وہ ہڈی اور مردار تک کھانے لگے اور جب کوئی آدمی آسمان اور زمیں کے درمیان دیکھتا تو اسے بس دھنوں ہی دھنوں نظر آتا تھا، اتنے میں حضرت ابوسفیان آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد! آپ تو ہمارے پاس صلہ رحمی کا درس لیکر آئے اور آپ کی قوم کا حال یہ ہے کہ وہ ہلاک

ہونے کے قریب ہے لہذا آپ اپنے رب سے دعا کریں، اس پر آپ ﷺ نے یہ آیت ”فَازْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ“ سے لے کر ”عَائِدُونَ“ تک پڑھی۔ اسکے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آخرت کا عذاب ان پر آنے کے بعد مل جائے گا؟ اور ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ پھر سے کفر کرنے لگیں؟ (جبکہ ایسا ہوا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے وہ عذاب ہٹا لیا گیا تو پھر سے کفر کرنے لگے) انکی اسی حرکت کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ“ کہ ہم انکی سخت پکڑ کریں گے اور یہاں بظاہر مراد جنگ بدر ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے ان کی پکڑ کی۔ (بخاری ۴۷۴۳) لہذا اس دخان سے دو بھی مراد لیا جاسکتا ہے ماضی میں قریش پر قحط کے نازل ہونے کو اور قیامت کے قریب کے احوال کو۔ واللہ اعلم۔

﴿درس نمبر ۱۹۳۸﴾ اے پروردگار! ہم سے یہ عذاب دور کر دیجیے ﴿الدخان ۱۲-۱۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝ أَلَيْسَ لَهُمُ الدِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ۝ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ۝ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۝ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ ۚ إِنَّا مُنْتَقِمُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- رَبَّنَا اے ہمارے رب اکْشِفْ دور کرے عَنَّا ہم سے الْعَذَابِ یہ عذاب اِنَّا بلاشبہ ہم مُؤْمِنُونَ ایمان لانے والے ہیں اَلَيْسَ کیوں کر ہوگی لَهُم ان کے لیے الدِّكْرَىٰ نصیحت و جبکہ قَدْ تحقیق جَاءَهُمْ آپکان کے پاس رَسُولٌ ایک رسول مُّبِينٌ بیان کرنے والا اِنَّہم پھر تَوَلَّوْا انہوں نے منہ موڑ لیا عَنهُ اس سے واور قَالُوا کہا مُعَلَّمٌ وہ سکھایا ہوا ہے مَّجْنُونٌ دیوانہ ہے اِنَّا بے شک ہم کَاشِفُو دور کرنے والے ہیں الْعَذَابِ عذاب کو قَلِيلًا تھوڑی دیر کے لیے اِنَّكُمْ بلاشبہ تم عَائِدُونَ دوبارہ وہی کرنے والے ہو یَوْمَ جس دن نَبْطِشُ ہم پکڑیں گے الْبَطْشَةَ پکڑنا الْكُبْرَىٰ بڑا اِنَّا بلاشبہ ہم مُنْتَقِمُونَ انتقام لینے والے ہیں

ترجمہ:- (اس وقت یہ لوگ کہیں گے) ”اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ عذاب دور کر دیجیے، ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔“ ان کو نصیحت کہاں ہوتی ہے؟ حالانکہ ان کے پاس ایسا پیغمبر آیا ہے جس نے حقیقت کو کھول کر رکھ دیا ہے۔ پھر بھی یہ لوگ اُس سے منہ موڑے رہے، اور کہنے لگے کہ: ”یہ سکھایا پڑھایا ہوا ہے، دیوانہ ہے۔ ہم عذاب کو کچھ عرصہ تک ہٹا دیتے ہیں۔ یقین ہے کہ تم پھر اسی حالت پر لوٹ آؤ گے۔“

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں دس باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اس وقت وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ عذاب دور کر دیجیے۔

۲۔ ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔ ۳۔ ان کو نصیحت کہاں ہوتی ہے۔

۴۔ حالانکہ انکے پاس ایسا پیغمبر آیا ہے جس نے حقیقت کو کھول کر رکھ دیا ہے۔

۵۔ پھر بھی یہ لوگ اس سے منہ موڑے رہے۔ ۶۔ کہنے لگے کہ یہ سکھایا ہوا ہے، دیوانہ ہے۔

۷۔ ہم عذاب کو کچھ عرصہ تک ہٹا دیتے ہیں۔ ۸۔ یقین ہے کہ تم اسی حالت پر لوٹ آؤ گے۔

۹۔ جس دن ہماری طرف سے سب سے بڑی پکڑ ہوگی۔ ۱۰۔ اس دن ہم پورا انتقام لے لیں گے۔

کافروں کو جب اللہ تعالیٰ اپنے عذاب میں گرفتار کریں گے یہ لوگ کیا کہیں گے؟ اس کا ذکر ان آیتوں میں کیا جا رہا ہے۔ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! اگر آپ ہم سے اس عذاب کو دور فرمادیں گے تو ہم آپ پر یقیناً ایمان لے آئیں گے اور آپ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے، آپ کے مطیع و فرمانبردار بن کر زندگی گزاریں گے، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قریش کے لوگ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے عرض کیا اگر اللہ نے ہم سے اس عذاب یعنی قحط سالی کو ہٹا لیا تو ہم اسلام قبول کر لیں گے، لیکن جب اللہ نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے اس قحط کو دور کر دیا اور بارش نازل فرمائی تو ان لوگوں نے اپنے اس عہد کو توڑ دیا اور اسلام نہیں لائے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶، ص ۱۳۲) انکی اسی حالت پر اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انہیں اس واقعہ سے بھی نصیحت نہیں ملی تو اب اور کس چیز سے انہیں نصیحت ملے گی "أَلَيْسَ لَهَا لِكُلِّ شَيْءٍ وَاعْتِبَارٌ" اور جبکہ انہیں سمجھانے کے لئے انکے درمیان رسول موجود ہیں جو کھلے کھلے طور پر انہیں اللہ کی آیتیں سمجھاتے ہیں اور ہر بات کی وضاحت کرتے ہیں، انکے پوچھے گئے سوالات کا تشفی بخش جواب دیتے ہیں مگر پھر بھی یہ لوگ سمجھ نہیں رہے ہیں، بلکہ انکا حال تو ایسا ہے کہ جب نبی انہیں سمجھانے کے لئے جاتے ہیں تو یہ لوگ انکی بات سننے کے بجائے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں اور ان سے اعراض کرتے ہیں اور آپ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہیں کسی نے نعوذ باللہ سکھا کر ہمارے پاس بھیجا ہے تاکہ یہ ہمیں اپنے باپ دادا کے دیں سے دور کر دیں اس لئے یہ ایسی باتیں کرتے ہیں اور ہمیں تو لگتا ہے کہ ان پر جنون چڑھ گیا ہے اور انہیں کچھ پتا ہی نہیں چلتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟

اللہ تعالیٰ ان کفار کی بد عہدی کو خود بیان فرما رہے ہیں کہ اچھا چلو! ہم تمہاری بات پر یقین کر کے اگر تھوڑی دیر کے لئے عذاب ہٹا بھی دین تو تم لوگ ایسی بدترین قوم ہو کہ فوراً بغیر کسی تاخیر کے اپنی پہلی والی حالت پر لوٹ آؤ گے، تمہیں اتنا بھی احساس نہیں رہتا کہ اس رب نے ہماری التجا قبول کر کے ہمیں وقت دیا ہے تو ہم کیسے اسکی نافرمانی کریں؟ یہ بھی خیال تمہارے ذہنوں میں نہیں آتا بلکہ تم لوگ تو بالکل جھوٹے لوگ ہو، یہاں اس آیت کے بھی دو معنی مراد لئے گئے ہیں، چنانچہ پہلا معنی وہی ہے کہ جب اللہ نے قحط نازل فرمایا تو یہ لوگ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہنے لگے کہ اگر یہ عذاب ہم سے دور ہو گیا تو ہم ایمان لے آئیں گے، انکی اسی بات پر اللہ نے انکی حقیقت کھول دی کہ اے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم ان سے اس عذاب کو دور کر دینگے تو یہ لوگ پھر سے اپنی پہلی والی حرکتوں کو انجام دینے لگیں گے، اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو دور کر کے انکی اس حقیقت کو واضح بھی کر دیا کہ یہ قوم بھروسہ کے لائق نہیں ہے اور دوسرا معنی یہ مراد لیا گیا کہ جب یہ لوگ قیامت کے دن اس عذاب کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کہ آپ ہم سے اس عذاب کو دور کر دیجئے تو ہم اس کے بعد آپ ہی کی عبادت کرنے لگیں گے، اللہ تعالیٰ انکی اس التجا کا جواب دے رہے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ اگر ہم تم سے اس عذاب کو دور کر دیں تو تم پھر سے اسی کفر میں لوٹ جاؤ گے لہذا تمہاری بات کا کوئی اعتبار نہیں اب تم اسی عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ عذاب تو تمہیں ملے گا ہی اسکے علاوہ ایک اور سخت عذاب ہے جس میں تمہیں ڈالا جائے گا اور جس دن تمہیں اس ہمیشہ کے عذاب میں ڈالا جائے گا اس دن ہم انتقام لے لیں گے اور جب ہم انتقام لینے آتے ہیں تو کسی کو چھوڑتے نہیں ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۹۳۹﴾ ان سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کو آزمایا تھا ﴿الدخان ۱۷-۲۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَلَقَدْ فَتَنَّا قَوْمَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ۚ أَنْ أَتَوْا إِلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ
إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۚ وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۚ إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۚ وَإِنِّي
عُدْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ۚ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور لَقَدْ الْبَتَّةَ تَحْقِيقًا فَتَنَّا هُمْ نے آزمایا قَبْلَهُمْ ان سے پہلے قَوْمَ فِرْعَوْنَ قوم فرعون کو واور جَاءَهُمْ آیا تھا ان کے پاس رَسُولٌ كَرِيمٌ معزز اُن یہ کہ اَتَوْا اَہْم حوالے کر دو ای میرے پاس عِبَادِ اللَّهِ اللہ کے بندوں کو ایٹی بے شک میں لَكُمْ تمہارے لیے رَسُولٌ رسول ہوں اَمِينٌ امانت دار واور اُن یہ کہ لَا تَعْلُوا اَہْم سرکشی نہ کرو عَلَى اللَّهِ اللہ کے مقابل اِنِّي بلاشبہ اَتِيكُمْ لاتا ہوں میں تمہارے پاس بِسُلْطٰنٍ دلیل مُّبِينٍ واضح واور اِنِّي بے شک میں نے عُدْتُ پناہ لی بِرَبِّي اپنے رب کی واور رَبِّكُمْ تمہارے رب کی اُن اس بات سے کہ تَرْجُمُونِ تم سنگسار کر دو مجھے

ترجمہ:- اور ان سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کو آزمایا تھا اور ان کے پاس ایک معزز پیغمبر آئے تھے۔ (اور انہوں نے کہا تھا کہ) اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کرو۔ میں تمہاری طرف ایک امانت دار پیغمبر بن کر آیا ہوں۔ اور یہ کہ: اللہ کے آگے سرکشی مت کرو، میں تمہارے پاس ایک کھلی ہوئی دلیل پیش کرتا ہوں۔ اور میں اس بات سے اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کر دو۔
تشریح:- ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ ان سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کو آزما یا تھا۔ ۲۔ اس قوم کے پاس ایک معزز پیغمبر آئے تھے۔
- ۳۔ اس پیغمبر نے کہا کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو۔
- ۴۔ میں تمہاری طرف ایک امانت دار پیغمبر بن کر آیا ہوں۔
- ۵۔ یہ پیغام لیکر آیا ہوں کہ اللہ کے آگے سرکشی مت کرو۔
- ۶۔ میں تمہارے پاس ایک کھلی ہوئی دلیل پیش کرتا ہوں۔
- ۷۔ میں اس بات سے اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں کہ تم مجھے سگسار کرو۔

رسول رحمت ﷺ نے جب مشرکین مکہ کی حالت کو دیکھا کہ وہ شرک و کفر پر مصر ہیں اور اس سے باز نہیں آ رہے ہیں تو آپ ﷺ کے سامنے اللہ تعالیٰ نے فرعون کی قوم کی مثال رکھی کہ اس قوم سے پہلے ایک قوم گزری ہے جنکا بھی حال یہی تھا جو ان مکہ کے کافروں کا ہے، انکے پاس بھی ایک رسول یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے بھیجا تھا جو انہیں ہماری عبادت کی طرف بلاتے تھے اور توحید کی دعوت دیتے تھے، اس رسول نے اپنی قوم کے ظالم لوگوں سے کہا کہ یہ جو بنی اسرائیل کو تم نے اپنا غلام بنا رکھا ہے اسے چھوڑ دو اور انہیں میرے ساتھ جانے دو، ان پر ظلم و زیادتی نہ کرو اور بعض حضرات جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت سے یہ مراد لیا ہے کہ تم لوگ اس چیز میں میری پیروی کرو جس کی طرف میں تمہیں بلا رہا ہوں یعنی حق کی طرف۔ (الدر المنثور۔ ج ۷، ص ۴۰۹) اور یہ بات میں تم سے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں ایک سچا نبی ہوں جسے اللہ نے تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے اور میرا کام ہر بری چیز کو ختم کرنا اور ہر اچھائی کو عام کرنا ہے اس لئے تم لوگ اس برائی سے باز آ جاؤ اور ایک کام یہ بھی کرو کہ اللہ کے احکامات کے سامنے سرکشی مت کرو اور اسکی اتباع کرنے میں تکبر سے کام نہ لو اور جو میں کہہ رہا ہوں کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں اور تمہارے سامنے اسکے احکام سنارہا ہوں تو یہ میں ایسے ہی نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اس پر میرے پاس واضح اور صاف صاف دلیلیں ہیں کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میں واقعی اللہ کا بھیجا ہوا نبی ہوں اور جو میں کہہ رہا ہوں وہ یقیناً اللہ ہی کا حکم ہے جو میں تم تک پہنچا رہا ہوں شاید کہ اس دلیل کو دیکھ کر تمہیں میری باتوں پر یقین آئے اور اگر تمہیں ان دلائل کو دیکھ کر بھی میری باتوں پر یقین نہ آئے تو کوئی بات نہیں مگر تم لوگ میرے ساتھ برائی کا معاملہ نہ کرو، میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تم لوگ مجھے رجم کرو، میں اپنے آپ کو اسکی حفاظت میں دیتا ہوں۔ اور بعض مفسرین نے یہاں رجم سے زبانی الفاظ اور شتم مراد لیا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے ہے اور حضرت ابوصالح رحمہ اللہ نے کہا کہ فرعون اور اسکی قوم یعنی قبطی لوگ آپ علیہ السلام کو جادوگر وغیرہ برے الفاظ سے مخاطب کرتے تھے انہیں الفاظ کو رجم سے تعبیر کیا گیا اور اس سے پناہ مانگی گئی۔

الغرض ان آیتوں سے یہی بتانا مقصود تھا کہ یہ عرب کی مشرک قوم کسی بھی حال میں سدھرنے والی نہیں ہے چاہے انہیں کتنا بھی سمجھایا جائے اور انہیں کتنا ہی ڈرایا جائے، بلکہ یہ قوم تو عذاب کو ٹالنے کے لئے جھوٹے وعدے کرتی ہے جیسے کہ فرعون کی قوم نے کیا تھا کہ جب ان پر اللہ تعالیٰ نے مختلف عذاب جیسے کہ خون، مینڈک، جوں وغیرہ بھیجا تو یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر آپ سے اس عذاب کو ٹالنے کیلئے دعا کی درخواست کرنے لگے اور عذاب کے ٹل جانے پر ایمان لانے کا بھی وعدہ کرتے مگر جیسے ہی عذاب ختم ہو گیا اپنی بات سے مکر جاتے جسکی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں غرق کر دیا تو مکہ کی قوم نے بھی ایسا ہی کیا کہ جب ان سے وہ قحط ختم ہو گیا جو ان پر مسلط تھا تو پھر سے بدمعاشی کرنے لگے تو اللہ نے بھی انہیں جنگ بدر میں ہلاک کر دیا۔

﴿درس نمبر ۱۹۴﴾ میرے بندوں کو لے کر راتوں رات روانہ ہو جاؤ ﴿الدخان ۲۱-۲۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَإِن لَّمْ تُوْمِنُوا لِي فَاَعْتَرِلُونِ ۝ فَدَعَارِبَةٌ اَنْ هُوْلَاءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ۝ فَاَسْرِ بِعِبَادِي

لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبِعُوْنَ ۝ وَاَثْرٰكِ الْبَحْرِ رَهْوًا ۝ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور ان اگر تم تو مومنو تم ایمان نہیں لاتے لی میری بات پر فاعترلون تو تم الگ ہو جاؤ مجھ سے فدعا پھر اس نے پکارا ربّہ اپنے رب کو اُن کہ بلاشبہ ہولاء یہ قوم لوگ مجرمون مجرم ہیں فاسر اب تو لے چل بعبادی میرے بندوں کو لیلًا رات کے وقت ائنکم بے شک تم متتبعون پیچھا کیے جاؤ گے واور اثرک تو چھوڑ دے البحر سمندر کو رھو اتھا ہوا انھم بلاشبہ وہ جند لشکر ہیں مغرقون کہ غرق کیے جائیں گے ترجمہ:- پھر انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ) اچھا تم

میرے بندوں کو لے کر راتوں رات روانہ ہو جاؤ۔ تمہارا پیچھا ضرور کیا جائے گا۔ اور تم سمندر کو ٹھہرا ہوا چھوڑ دینا یقیناً یہ لشکر ڈبو یا جائے گا۔ کتنے باغات اور چشمے تھے جو یہ لوگ چھوڑ گئے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۔

۲۔ پھر انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرے بندوں کو لیکر راتوں رات روانہ ہو جاؤ۔

۴۔ تمہارا پیچھا ضرور کیا جائے گا۔ ۵۔ تم سمندر کو ٹھہرا ہوا چھوڑ دینا۔ ۶۔ یقیناً یہ لشکر ڈبو یا جائے گا۔

پچھلی آیتوں میں فرعون کی قوم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ تھا ان آیتوں میں بھی یہی تذکرہ کیا جا رہا

ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اسکی قوم کو ایمان باللہ کی دعوت دی تو وہ انہیں دھکیاں دینے اور برا بھلا کہنے لگے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی پناہ مانگی اور ان سے کہا کہ اگر تم لوگ ایمان نہ لانا چاہتے ہو تو نہ لاؤ مگر میرے ساتھ برائی کا ارادہ نہ کرنا اور میرا راستہ نہ روکنا ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے، فرعون اور اسکی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات نہیں مانی تو آخر کار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مایوس ہو کر اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے پروردگار! میں انہیں اسلام کی طرف بلا رہا ہوں مگر یہ لوگ سرکشی پر سرکشی کئے جا رہے ہیں بلکہ یہ لوگ تو آپ کے مجرم ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنائے بیٹھے ہیں اور آپ کے ساتھ شرک کرتے ہیں لہذا آپ ہی انکے لئے کافی ہو جائیے، آپ علیہ السلام کی اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے آپ ایک کام کیجئے کہ رات کے اندھیرے میں صبح ہونے سے پہلے پہلے ہمارے ایمان والے بندوں کو اپنے ساتھ لیکر اس جگہ سے نکل جائیے، سورہ طہ کی آیت نمبر ۷۷ میں بھی فرمایا گیا وَ لَقَدْ اَوْحَيْنَا اِلٰی مُوسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاصْرِِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبْسًا لَا تَخَفْ دَرَكًا وَّ لَا تَحْطٰی کہ ہم نے موسیٰ کی طرف یہ وحی بھیجی کہ وہ ہمارے بندوں کو لیکر راتوں رات نکل جائیں اور انکے لئے سمندر میں خشکی والا ایک راستہ بنا دیں کہ تمہیں نہ کوئی آ پکڑنے کا اندیشہ رہے اور نہ ہی کوئی اور خوف، فرمایا کہ جب آپ کے نکلنے کی خبر اس فرعونیوں کو ملے گی تو وہ یقیناً تمہارا پیچھا کریں گے اور ہوا بھی ایسا ہی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر وہاں سے نکلے تو فرعون اور اسکے لشکر نے آپ کا پیچھا کیا، آخر کار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے سمندر آ گیا یہ سمندر کونسا تھا؟ اس بارے میں مختلف رائے ہیں کہ بعض نے کہا کہ وہ بحر قلزم تھا، الغرض جب وہ سمندر آپ علیہ السلام کے سامنے آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی لاٹھی لیکر اس سمندر پر ماریں ”فَاَوْحَيْنَا اِلٰی مُوسٰی اَنْ اِصْرِِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ“ کہ ہم نے موسیٰ کو یہ وحی کی کہ وہ اپنی لاٹھی سے سمندر کو ماریں۔ (الشعراء ۶۳) تو آپ نے ویسا ہی کیا جس سے سمندر میں راستے بن گئے فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ لِهَذَا سَمَدْرٍ پھر گیا اور ہر حصہ ایک پہاڑ کی طرح کھڑا ہو گیا۔ (الشعراء ۶۳) چنانچہ آپ نے اللہ کے حکم سے اپنی قوم کے ساتھ اس سمندر کو پار کر لیا اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”وَ اِنَّكَ الْبَحْرَ رَهْوًا“ کہ سمندر کو ٹہرا ہوا چھوڑ کر آپ اپنی قوم کے ساتھ وہاں سے نکل جاؤ ہم اس فرعون کے لشکر کو ڈوبو دیں گے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر کو پار کر لیا تو پھر سے لوٹے تاکہ سمندر کو پھر سے لاٹھی سے ماریں تاکہ وہ مل جائے اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں فرعون اور اسکا لشکر انکے پیچھے نہ آ جائے، اسی وجہ سے ان سے کہا گیا کہ اس سمندر کو اسی طرح کھڑا ہوا راستوں کی شکل میں رہنے دو ان سب کو ہم ڈوبو دیں گے۔ (الدر المنثور ج ۷، ص ۲۱۰) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام سے جو وعدہ کیا تھا کہ انہیں ڈوبو دیا جائے گا سے پورا کر دیا وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنَاكُمْ وَاَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ

تَنْظُرُونَ اذْ كُرُوا س وَقْت كُؤ ب هَم نَے سَمْد ر كُؤ تَهْمَارِي خَا طَر پَهْرَا رُؤ الْاَتَهَا وُر تَهْمِيں نَحَات دَے كُر فَرَعُونِيوں كُؤ غُرُق كُرُؤ الْاَا وُر تَم دِي كَهْتَه يَ رَه كَے۔ (البقره ۵۰)

﴿درس نمبر ۱۹۳﴾ ان سب چیزوں کا وارث دوسری قوم کو بنا دیا ﴿الدخان ۲۵-۲۹﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝ وَنَعْمَةً كَانُوا فِيهَا
فُكِهَيْنَ ۝ كَذٰلِكَ وَاوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ وَمَا
كَانُوا مُنْظَرِيْنَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- کَمْ کتنے تَرَكُوا وہ چھوڑ گئے مِنْ جَنَّاتٍ باغات وَعُيُونٍ اور چشمے وَ اَوْرَثُوا عَ كَهْتِيَاں وَ اور مَقَامٍ مَحَل كَرِيْمٍ عمدہ وَ اور نَعْمَةً سَامَانِ رَا حَت كَانُوا کہ وہ تھے فِيهَا ان ميں فُكِهَيْنَ عِيْش و عَشْرَت كِي زَنْدَكِي كُذَار نَے وَا لَے كَذٰلِكَ اِ سِي طَر ح وَ اور اَوْرَثْنٰهَا اِهْم نَے وَا رِث كَر دِيَا ل كَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ اِي ك دُوسَرِي قُؤ م كُؤ فَمَا بَكَتْ پَهْر نَ رُؤ عَ عَلَيْهِمُ ان پَر السَّمَاءُ آسْمَان وَ اور الْاَرْضُ زَمِيْن وَ اور مَا كَانُوا اَنْ تَهْتَه وَ هُ مُنْظَرِيْنَ مَهْلَت دِيَے كَے

ترجمہ:- کتنے باغات اور چشمے تھے جو یہ لوگ چھوڑ گئے اور کتنے کھیت اور شاندار مکانات اور عیش کے کتنے سامان جن میں وہ مزے کر رہے تھے اور ان کا انجام اسی طرح ہوا، اور ہم نے ان سب چیزوں کا وارث ایک دوسری قوم کو بنا دیا اور پھر ان پر آسمان رو یا نہ زمین اور نہ ان کو کچھ مہلت دی گئی اور

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کتنے ہی باغات اور چشمے، کھیتی اور شاندار مکانات یہ لوگ چھوڑ گئے؟

۲۔ کتنے ہی عیش کے سامان یہ لوگ چھوڑ گئے جس میں وہ مزے کر رہے تھے؟

۳۔ ان کا انجام اسی طرح ہوا جیسا تم نے دیکھا۔

۴۔ ہم نے ان سب چیزوں کا وارث ایک دوسری قوم کو بنا دیا۔

۵۔ پھر نہ ان پر آسمان رو یا اور نہ ہی زمین۔ ۶۔ نہ ہی انہیں کچھ مدت مہلت دی گئی۔

پچھلی آیتوں میں فرعون اور اسکی قوم کے ہلاک ہونے کو بیان کیا گیا، ان آیتوں میں اس قوم نے کیا کیا چیزیں اپنے پیچھے چھوڑی ہیں اسے بیان کیا جا رہا ہے کہ یہ قوم جسے اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا اپنے پیچھے بہت سے شاندار باغات، چشمے کھیتیاں اور مکانات چھوڑ گئے، یہ مال و دولت انکے کچھ کام نہ آیا اور نہ ہی یہ مال و دولت انہیں اس عذاب

سے بچا سکی، جس دنیا کے پیچھے پڑ کر ان لوگوں نے آخرت کو بھلا دیا تھا اسے یہ لوگ یہیں چھوڑ گئے، ان چیزوں کے علاوہ اور بھی بہت سارے عیش و عشرت کے سامان تھے جو یہ لوگ چھوڑ گئے پھر ہم نے اسی ساز سامان، مال و دولت، باغات و مکانات کا وارث ایک دوسری قوم کو بنادیا کہ اب یہ انکی ملکیت بن گئی، ہم ہر اس قوم کے ساتھ ایسے ہی کرتے ہیں جو ہماری نافرمان ہوتی ہے، یہاں اللہ تعالیٰ نے جس دوسری قوم کو اس ملکیت کا وارث بنایا ہے اس سے مراد بنی اسرائیل ہے کہ فرعون اور اسکے لشکر کی موت کے بعد یہ لوگ اس ملکیت پر قابض ہو گئے جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (تفسیر طبری۔ ج، ۲۱، ص، ۴۰) کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مصر کی اس سرزمین کا مالک بنادیا جس سرزمین پر یہ لوگ غلام بن کر جیا کرتے تھے، جو کل تک ایک معمولی سے غلام تھے آج وہی لوگ اسکے مالک بن گئے، واقعی اللہ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے وہ کب کیا کر جائے کسی کو اسکا اندازہ نہیں؟ بس ہمیں کرنا وہی ہے جو رب چاہتا ہے پھر ہوگا وہی جو ہم چاہتے ہیں، جب ہم رب کی مان کر چلیں گے تو ہمیں دنیا بھی ملے گی اور آخرت بھی ملے گی اور اگر اسکی نہ مان کر چلے تو دنیا بھی ہاتھ سے جائے گی اور آخرت تو جانا ہی جانا ہے، ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ کا نافرمان اس دنیا میں عیش کی زندگی گزار رہا ہو اور اللہ کا فرمانبردار تنگ دستی کی مگر انجام کے اعتبار سے کامیاب اور فرمانبردار تو ایمان والا بندہ ہی ہوگا، نافرمان اور کافر کا انجام ہر حال میں برا ہوگا جس طرح فرعون اور اسکی قوم کا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قوم فرعون کے پاس اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود جب اسکی موت ہوئی تو اس پر آنسو بہانے والا تک کوئی نہ تھا، نہ ہی آسمان اس کی موت پر رویا اور نہ ہی زمین اسکی موت پر آنسو بہائی اور نہ ہی اس قوم کو کچھ مہلت دی گئی کہ چلو اب تم سنہل جاو، اکثر عرب لوگ اپنے کسی بادشاہ کی موت پر کہا کرتے تھے کہ اس کی موت پر آسمان اور زمین اشک بار ہو گئی، یعنی اسکی موت ہر چیز پر مصیبت بن کر منڈلانے لگی کہ جس کی وجہ سے ہر کوئی آنسو بہانے لگا، یہاں اللہ تعالیٰ یہی فرما رہے ہیں کہ جو نافرمان اور گنہگار ہوتا ہے اس کی موت سے کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ اس کے جانے سے مسرت اور خوشی ہوتی ہے جبکہ اگر کوئی ایک اللہ کا فرمانبردار بندہ اس دنیا کو رخصت کر جاتا ہے تو کروڑوں آنکھیں اس پر آنسو بہاتی ہے اور زمین کا ذرہ ذرہ اسکی موت پر غمزہ ہو جاتا ہے، اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری موت پر لوگ آنسو بہائیں اور تمہیں ہر وقت اپنے دل میں یاد رکھیں تو تم اس دنیا سے نیک عمل کرتے ہوئے رخصت ہو جاو پھر دیکھو تمہارا وجود تو اس دنیا سے ختم ہو جائے گا مگر تمہارا نام اس دنیا میں ہمیشہ باقی رہے گا۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مومن بندہ کی موت پر آسمان اور زمین چالیس دن تک روتے ہیں، ابو یحییٰ کو انکی اس بات پر تعجب ہوا تو آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تمہیں اس بات پر تعجب ہوتا ہے؟ اور فرمایا کہ زمین اس بندہ پر کیوں نہ روتے جسے اس نے اپنے رکوع اور سجدوں سے آباد کیا ہو، اور آسمان اس شخص پر کیوں نہ روتے جسے اس نے اپنی تسبیح اور تکبیر سے آباد کیا ہو، انکی بھنبھناہٹ کی آواز ہوتی ہے جیسے مکھی کی ہوتی ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج، ۱۶، ص، ۱۴۰)

﴿درس نمبر ۱۹۳۲﴾ بنی اسرائیل کو ہم نے ذلت کے عذاب سے نجات دی ﴿الدخان ۳۰-۳۱-۳۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَلَقَدْ فَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝ مِنْ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ كَانَ عَلِيًّا مِّنَ
الْمُسْرِفِينَ ۝ وَلَقَدْ اخْتَرْتَهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَىٰ الْعَالَمِينَ ۝ وَأَتَيْنَهُمْ مِنَ الْأَيِّتِ مَا فِيهِ
بَلَاءٌ مُّبِينٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور لَقَدْ البتہ تحقیق فَجَّيْنَا ہم نے نجات دی بَنِي إِسْرَائِيلَ کو من الْعَذَابِ الْمُهِينِ رسوا کن عذاب سے مِنْ فِرْعَوْنَ یعنی فرعون سے إِنَّهُ بلاشبہ وہ كَانَ تھا عَلِيًّا بڑا سرکش مِّنَ الْمُسْرِفِينَ حد سے تجاوز کرنے والوں سے وَ اور لَقَدْ البتہ تحقیق اخْتَرْتَهُمْ ہم نے پسند کیا ان کو عَلَى عِلْمٍ اپنے علم کی بنا پر عَلَى الْعَالَمِينَ جہانوں پر وَ اور أَتَيْنَهُمْ ہم نے دیں ان کو مِّنَ الْأَيِّتِ نشانیاں مَا وہ جو فِيهِ ان میں بَلَاءٌ آزمائش تھی مُّبِينٌ واضح

ترجمہ:- اور بنی اسرائیل کو ہم نے ذلت کے عذاب سے نجات دے دی ۝ یعنی فرعون سے، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا سرکش، حد سے گزرے ہوئے لوگوں میں سے تھا ۝ اور ہم نے ان کو اپنے علم کے مطابق دنیا جہان والوں پر فوقیت دی ۝ اور ان کو ایسی نشانیاں دیں جن میں کھلا ہوا انعام تھا ۝

تشریح:- ان چار آیتوں میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ بنی اسرائیل کو ہم نے ذلت کے عذاب سے نجات دی یعنی فرعون سے۔

۲۔ حقیقت یہ ہے کہ فرعون حد سے گزرے ہوئے لوگوں میں سے تھا۔

۳۔ ہم نے انہیں اپنے علم کے مطابق دنیا جہان والوں پر فوقیت دی۔

۴۔ ان کو ایسی نشانیاں دیں جن میں کھلا ہوا انعام تھا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر کیا گیا انعام بیان فرما رہے ہیں کہ سب سے پہلا اور سب سے بڑا انعام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل پر ہوا وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرعون کے دردناک عذاب سے نجات دی، وہ دردناک عذاب یہ کہ وہ انکے بچوں کو قتل کر دیتا اور انکی عورتوں کو زندہ رکھتا تا کہ ان کا کوئی بچہ بڑا ہو کر اس فرعون کے خلاف بغاوت نہ کر دے اور عورتوں کو اس لئے زندہ چھوڑتا تھا کہ وہ اسکی غلامی کرتے رہیں، یہ سب سے بڑی اذیت تھی جو فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل پر کی گئی، جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ فرعون انکے لڑکوں کو قتل کر دیتا اور انکی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا۔

(تفسیر طبری۔ ج۔ ۲۱۔ ص۔ ۲۵) اور دوسرا عذاب یہ کہ وہ فرعون بنی اسرائیل کو غلام بنا کر اس سے مشقت والے کام لیا کرتا تھا اور نہ کرنے پر انکے ساتھ زیادتی کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے بنی اسرائیل کا جینا دشوار ہو گیا تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات دی، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ فرعون اس طرح کا ظلم اس لئے کیا کرتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو بڑا اور خدا سمجھتا تھا اور اس کا گمان تھا کہ مجھے کوئی زیر نہیں کر سکتا، میں جو چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں مجھے اپنی رائے پر عمل کرنے سے کوئی روک نہیں سکتا، سورہ قصص کی آیت نمبر ۴ میں کہا گیا کہ إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضِعُّ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُدَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَعْمِي نِسَاءَهُمْ لِيُكْفِّرَهُنَّ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ فرعون نے زمین میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی، اس نے وہاں کے باشندوں کو الگ گروہوں میں تقسیم کر رکھا تھا، جن میں سے ایک گروہ کو اس نے اتنا دبا رکھا تھا کہ انکے بیٹوں کو ذبح کر دیتا اور انکی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا، حقیقت یہ ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جو فساد پھیلا یا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ حد سے گزرا ہوا سرکش تھا کہ اس سے بدتر انسان ان دنیا میں کوئی نہیں آیا، اسکی اس سوچ اور گھمنڈ، ظلم و طاقت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس نہتی اور کمزور قوم بنی اسرائیل کو اس جابر اور سرکش بادشاہ پر کامیابی عطا کی اور اس قوم کو ساری دنیا کے لوگوں پر فوقیت دی اور انہیں ایسی نشانیاں دیں جن میں کھلا ہوا انعام تھا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر من و سلوی اتارا، انکے لئے زمیں سے میٹھے پانی کے چشمے نکالے، انہیں دشمنوں نے نجات دی اور بادلوں کا ان پر سایہ کیا وغیرہ، انہیں دنیا جہاں والوں پر فوقیت دینا یہ اللہ کے علم کی مطابق ہے کہ وہ کیوں اس اعزاز کے مستحق ہوئے؟ یہ اللہ جانتا ہے، لیکن انکے اعزاز کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار انبیاء اسی قوم بنی اسرائیل میں سے مبعوث فرمائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ فرعون کے ظلم کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور اس پر مضبوطی کے ساتھ جئے رہے۔ لیکن جب یہی قوم بنی اسرائیل ایمان کو چھوڑ کر کفر پر راضی ہو گئی، اصلاح کو چھوڑ کر فساد مچانے لگی تو اللہ تعالیٰ نے انکی اس حرکت پر انکے ساتھ جو اعزاز کا معاملہ کیا تھا اسے ختم کر دیا اور انہیں بندر اور خنزیر بنا کر ان کی تدلیل کی وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔ (المائدہ ۶۰)

ان آیتوں سے ایک سبق ہمیں یہ ملتا ہے کہ اگر ہم دنیا کے ظلم و ستم کے باوجود اپنے ایمان پر برقرار رہیں اور اللہ کے احکامات کی پابندی کرتے رہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ ایک دن ضرور ہمیں بھی اس ظلم سے نجات دیکر ہمارا مقام و مرتبہ اونچا کرے گا، مگر شرط یہی ہے کہ ہمیں اس مشکل وقت سے گھبرا کر بھاگنا نہیں چاہئے۔

﴿درس نمبر ۱۹۴۳﴾ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ داداؤں کو اٹھالے آو ﴿الدخان ۳۲-۳۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ هَؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ۚ إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ۚ فَاتُّوا بِآبَاءِنَا

إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمٌ تُبٰعِجٌ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ
كَانُوْا فَجْرٍ مِّنْ

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اِنْ بلاشبہ ہُو لاءِ یہ لوگ لَيَقُوْلُوْنَ البتہ کہتے ہیں ان نہیں ہے ہی یہ اَلَا مگر مَوْتُنَا ہمارا
مرنا اَلُوْلٰی پہلا ہی و اور مَا نہیں تَحْنُ ہم مَنُشْرِئِيْنَ دوبارہ اٹھائے جائیں گے فَاتُوْا پس تم لے اُوْ بِالْاَبْآءِ كَا
ہمارے باپ دادا کو ان اگر كُنْتُمْ تم ہو صٰدِقِيْنَ سچے اَهُمْ کیا یہ خَيْرٌ بہتر ہیں اَمْ يٰقَوْمُ تُبٰعِجٌ قوم تُبٰعِجٌ و اور
الَّذِيْنَ وہ لوگ جو مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے ہوئے اَهْلَكْنٰهُمْ ہم نے ہلاک کیا ان کو اِنَّهُمْ بلاشبہ وہ كَانُوْا
تھے وہ فَجْرٍ مِّنْ مجرم لوگ

ترجمہ:- یہ لوگ صاف کہتے ہیں ۝ کہ اور کچھ نہیں ہے، بس ہماری وہی پہلی موت ہوگی اور ہمیں دوبارہ
زندہ نہیں کیا جائے گا ۝ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا ان کو اٹھلاؤ ۝ بھلا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور وہ
لوگ جو ان سے پہلے تھے؟ ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا، (کیونکہ) وہ یقینی طور پر مجرم لوگ تھے۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ لوگ صاف کہتے ہیں کہ اور کچھ نہیں وہی ہماری پہلی موت ہوگی۔

۲۔ ہمیں دوبارہ پھر سے زندہ نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا ان کو اٹھلاؤ۔

۴۔ بھلا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے؟

۵۔ ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا اس لئے کہ وہ سب یقینی طور پر مجرم تھے۔

فرعون اور اسکی قوم کی ہلاکت اور تباہی کو مشرکین مکہ کے سامنے بطور مثال بیان کرنے کے بعد دوبارہ اللہ تعالیٰ
انہی مشرکین مکہ کا ذکر کی کر رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مشرکین مکہ پر کسی بات کا اثر نہیں ہوتا، ان سب
واقعات کو انکے سامنے بیان کرنے کے بعد بھی یہ لوگ آپ سے یہی کہتے ہیں کہ ہمیں مرنا ہے تو اسی دنیا میں مرنا ہے
اور یہی پہلی اور آخری موت ہے اسکے بعد نہ دوبارہ ہمیں زندہ کیا جائے گا اور نہ ہی ہمیں کوئی سزا و جزا دی جائے گی
حالانکہ پچھلی آیتوں میں قیامت کے دن ان کفار و مشرکین کا کیا حال ہوگا؟ اسے واضح انداز میں بیان کیا گیا مگر پھر بھی
انہیں ان باتوں پر یقین نہیں آتا، بلکہ وہ تو اپنی آنکھوں سے ہی ان حالات کو دیکھنا چاہتے ہیں اسی وجہ سے یہ لوگ
آپ سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اگر واقعی آپ کی بات سچی ہے کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو
آپ ہمیں اسکا ایک نمونہ اسی دنیا میں دکھائیے، چلتے ہمارے باپ دادا ان میں سے کسی کو زندہ کر کے بتلائیے تاکہ ہم
ان سے پوچھ لیں کہ وہاں برزخ میں انکے ساتھ کیا معاملہ کیا جا رہا ہے؟ تاکہ ہمیں بھی یقین آجائے کہ آپ کی بات

بالکل سچی ہے، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے ایک قول نقل کیا کہ یہ کہنے والا ابو جہل تھا کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ ہمارے باپ داداوں میں سے کسی دو آدمی کو زندہ کر کے دکھائیے ان دو آدمیوں میں سے ایک قصی بن کلاب ہونا چاہئے اس لئے کہ وہ اپنی قوم میں سب سے سچے مانے جاتے تھے تو جب وہ کہیں گے تو ہم ان کی بات مان لیں گے۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶، ص ۱۴۴) ان مشرکین مکہ کے بیجا مطالبات اور انکی سرکشی پر انہیں ڈراتے ہوئے اللہ تعالیٰ پچھلے لوگوں کی بلاکت کا ذکر فرما رہے ہیں تاکہ ان کے دل میں خوف بیٹھ جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کی قوم کس بات پر اتنا ترار رہی ہے حالانکہ ان کے پاس نہ اتنی قوت و طاقت، جاہ و مرتبہ ہے جتنا کہ قوم تبع یعنی مصر کے بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس تھی مگر اسکے باوجود ہم نے انہیں تباہ کر دیا تو پھر یہ لوگ انکے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ جب انکو ایک لمحہ میں ختم کیا گیا تو انہیں ہلاک کرنے میں ہمیں کتنی دیر لگے گی؟ کیا انہیں یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتیں؟ اس قوم کو ہلاک اس وجہ سے کیا گیا کہ وہ لوگ مجرم تھے کہ اللہ کے احکامات کو نہ مان کر، اسکی ربوبیت کا انکار کر کے اور اسکے بھیجے ہوئے پیغمبروں کو جھٹلا کر انہوں نے جرم کیا تھا جس کے سبب انہیں ہلاک کیا گیا، اب تم لوگ بھی انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہو اور انکے جرم کی طرح تم لوگ بھی جرم کر رہے ہو لہذا سوچ لو! اگر تمہیں بھی انہی کی طرح ہلاک ہونا ہے تو پھر اسی جرم پر جسے رہو اور اگر نہیں تو پھر سدھر جاؤ۔ اس آیت میں قوم تبع کا ذکر آیا ہے، تبع کہتے ہیں ہر بادشاہ کو جو یمن میں گزرا، جیسے کہ فارس کے بادشاہ کو کسری، روم کے بادشاہ کو قیصر اور مصر کے بادشاہ کو فرعون کہا جاتا ہے، یہاں پر اللہ تعالیٰ نے صرف تبع کی قوم کہہ کر بیان کیا اب وہ کون سے بادشاہ کی قوم تھی؟ اسکا تذکرہ نہیں فرمایا البتہ امام قرطبی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶، ص ۱۴۵) میں کہا کہ ہو سکتا ہے وہ ابو کرب ہو جس نے بیت اللہ کو غلاف پہنایا بعد اسکے کہ اس نے مکہ اور مدینہ پر اس وقت حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر اسے بتلایا گیا کہ مدینہ وہ شہر ہے جہاں ایک نبی جنکا نام احمد ہوگا ہجرت کر کے آئیں گے، تو اس وقت اس نے چند اشعار پڑھے اور اسے اپنے گھر والوں کے حوالہ کیا کہ وہ اس خط کونسل درنسل پہنچاتے رہیں تو ایسا ہی ہوا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ آئے تو اسکے خاندان والوں نے وہ خط آپ کے حوالہ کیا، کہا گیا کہ وہ خط اور شعر حضرت ابو ایوب خالد بن زید کے پاس تھا۔ تبع کے بارے میں یہ بھی کہا گیا کہ وہ دین عیسوی پر تھا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ تبع کے بارے میں سوائے اچھائی کے اور کچھ نہ کہو اس لئے کہ اس نے بیت اللہ کا حج کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لے آیا۔ (الدر السنور۔ ج ۷، ص ۴۱۵) الغرض وہ تو مومن تھا مگر اسکی قوم مشرک تھی تو انہیں جو ہلاک و تباہ کیا گیا اسی کا تذکرہ ان آیتوں میں کیا گیا۔

﴿درس نمبر ۱۹۴﴾ فیصلہ کا دن ان سب کی مقررہ میعاد ہے ﴿الدخان ۳۸-۳۹-۴۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعِینَ ۝ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ
أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ يَوْمَ الْفُضْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلَىٰ عَنْ
مَوْلَىٰ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللّٰهُ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واور ما نہیں خَلَقْنَا ہم نے پیدا کیا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ آسمانوں اور زمیں کو واور ما جو
کچھ بَيْنَهُمَا ان کے درمیان ہے الْعِینَ کھلتے ہوئے ما نہیں خَلَقْنَاهُمَا ہم نے پیدا کیا ان دنوں کو اِلَّا مگر
بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَلَكِنَّ اور لیکن أَكْثَرَهُمْ اکثر ان میں سے لَا يَعْلَمُونَ نہیں جانتے اِنَّ بلاشبہ يَوْمَ الْفُضْلِ
فیصلے کا دن مِيقَاتُهُمْ طے شدہ وقت ہے ان کا أَجْمَعِينَ سب کا يَوْمَ اس دن لَا يُغْنِي کام نہیں آئے گا مَوْلَىٰ
کوئی دوست عَنْ مَوْلَىٰ کسی دوست کے شَيْئًا کچھ بھی واور لَا هُمْ نہ وہ يُنصَرُونَ مدد کئے جائیں گے اِلَّا مگر
مَنْ جن پر رَحِمَ اللّٰهُ نے رحم کیا إِنَّهُ هُوَ بلاشبہ وہی ہے الْعَزِيزُ نہایت غالب الرَّحِيمُ بہت رحم کرنے والا
ترجمہ:- اور ہم نے آسمانوں اور زمیں اور ان کے درمیان کی چیزیں بے فائدہ کھیل کرنے کے لئے
پیدا نہیں کر دی ہیں ۝ ہم نے انہیں برحق مقصد ہی کے لئے پیدا کیا ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں ہیں ۝
حقیقت یہ ہے کہ فیصلے کا دن ان سب کی مقررہ میعاد ہے ۝ جس دن کوئی حمایتی کسی حمایتی کے ذرا بھی کام نہیں آئے گا
اور ان میں سے کسی کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی ۝ سوائے اس کے جس پر اللہ رحم فرمائے، یقیناً وہ مکمل اقتدار کا مالک
بھی ہے، بہت مہربان بھی۔

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱- ہم نے آسمانوں اور زمیں اور ان کے درمیان کی چیزیں بے فائدہ کھیل کرنے کیلئے پیدا نہیں کر دی ہیں
 - ۲- ہم نے انہیں برحق مقصد کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ ۳- ان میں سے اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں۔
 - ۴- حقیقت یہ ہے کہ فیصلہ کا دن ان سب کی مقررہ میعاد ہے۔
 - ۵- جس دن کوئی حمایتی کسی حمایتی کے ذرا بھی کام نہیں آئے گا۔
 - ۶- ان میں سے کسی کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ ۷- سوائے اس شخص کے جس پر اللہ رحم فرمادے۔
 - ۸- یقیناً وہ مکمل اقتدار کا مالک بھی ہے، بہت مہربان بھی۔
- پچھلی آیتوں میں کفار و مشرکین کے عقیدہ کو بیان کیا گیا تھا کہ وہ لوگ قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے

کا انکار کرتے تھے لہذا ان آیتوں میں انکے اس انکار کو باطل قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ دیکھو! ہم نے یہ ساتوں آسمان اور یہ زمین، یہ ہوا یہ ندی، یہ چاند یہ سورج، یہ چاند اور یہ پرند وغیرہ جو پیدا کئے ہیں ان کا مقصد بیکار کے کھیل کود کرنے کا نہیں ہے، سورہ ص کی آیت نمبر ۲۷ میں فرمایا گیا وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ہم نے ان آسمانوں اور زمین کو یونہی بیکار کے پیدا نہیں کیا، یہ تو کافروں کا گمان ہے لہذا ان کافروں کے لئے دوزخ کی شکل میں بڑی خرابی ہے، اور سورہ مومنوں کی آیت نمبر ۱۱۵ میں بھی فرمایا گیا اَفَحَسِبْتُمْ اَنْمَّا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَاَنْتُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ کیا تم یہ سوچتے ہو کہ تمہیں بیکار پیدا کیا گیا اور تمہارا گمان یہ ہے کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے؟۔ نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہے ہم نے تو اس دنیا کو ایک امتحان گاہ بنایا ہے کہ جہاں پر تمہارا امتحان لیا جائے گا کہ تم کتنے ہمارے فرمانبردار بنو گے اور کتنے نافرمان؟ مگر تم میں سے اکثر لوگ اس مقصد سے غافل ہو چکی بنا پر تم اس غلط خیال میں کہ ہم دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے پڑے ہوئے ہو، مَا خَلَقْنَاهُمْ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یہ لوگ جس دن کو جھٹلاتے ہیں اس دن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تم لوگ اس بات کو تسلیم کر دیا نہ کرو مگر یہ حق بات ہے کہ تم سب کا ایک وقت مقرر ہے اور جب وہ مقرر وقت آجائے گا تو کافروں کو انکے کئے کی سزا اور مومنوں کو ان کے اعمال کی جزا عطا کرے گا اور جب یہ کافروں کو عذاب میں ڈالا جائے گا تو اس وقت کوئی اسکی حمایت کے لئے نہیں آئے گا اور نہ ہی اسکی مدد کو، سورہ ممتحنہ کی آیت نمبر ۳ میں بھی کہا گیا لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ قِيَامَتُكَے دن نہ تمہاری رشتہ داری کوئی کام آئے گی اور نہ ہی تمہاری اولاد، اس دن اللہ ہی تمہارے درمیان فیصلہ کریگا، یعنی اس فیصلہ کے دن نہ ہی کوئی اولاد اپنے والدین کے کام آئے گی اور نہ ہی کوئی رشتہ دار اور دوست کسی کے کام آئے گا، سب لوگ ایک دوسرے سے اپنے دامن کو چھڑانے لگیں گے اور اس فکر میں رہیں گے کہ میں بچ جاؤں میں بچ جاؤں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبد مناف کی اولاد! اپنی جانوں کو اللہ سے خرید لو (یعنی وہ جیسا کہتا ہے ویسا کرو)، اے عبد المطلب کی اولاد! اپنی جانوں کو اللہ سے خرید لو، اے زبیر بن عوام کی ماں جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں، اور اے فاطمہ بنت محمد! تم دونوں بھی اپنی جانوں کو اللہ سے خرید لو اس لئے کہ میں تمہارے لئے اللہ کی بارگاہ میں کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، ہاں! تم لوگ اس دنیا میں اجمتال مانگنا چاہو مانگ لو۔ (بخاری ۳۵۲۷) مگر ہاں! اللہ جس پر رحم فرمادے تو اسکے حق میں سفارش کی جاسکے گی اور اسکے حق میں اس سفارش کو قبول بھی کیا جائے گا لیکن یہ معاملہ صرف مومنوں کے ساتھ ہوگا کہ انکے حق میں کسی دوسرے مومن یا اسکے رشتہ داروں میں سے کسی کی سفارش کو قبول کیا جائے گا لیکن کافر حال میں اس سے محروم رہیں گے، نہ تو وہ کسی کی سفارش کا حق رکھیں گے اور نہ ہی انکے حق میں کسی کی

سفارش قبول کی جائے گی، وہ اس لئے کہ اقتدار اللہ ہی کا ہے اور ہوگا تو وہ جو وہ چاہے گا، اسے کوئی اس عمل سے روکنے والا نہیں مگر ہاں اوہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ضرور ہے مگر وہ کسی بھی معاملہ میں بندہ پر ظلم نہیں کرتا بلکہ حق کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے اور فیصلہ فرمانے میں بھی رحم کو پیش نظر رکھتا ہے "إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ"۔

﴿ درس نمبر ۱۹۳۵ ﴾ زقوم کا درخت گنہگار کا کھانا ہوگا ﴿ الدخان ۲۳ تا ۵۰ ﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقْوِمِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالنَّهْلِ يُغَلِي فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلِي الْحَمِيمِ ۝
خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَى سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝ ذُقْ
إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝ إِنَّ هَذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:-۔ إِنَّ بلاشبہ شَجَرَتِ زَقْوِمِ درخت الزَّقْوِمِ تھوہر کا طَعَامُ کھانا ہے الْأَثِيمِ گناہ گار کا كَالنَّهْلِ مانند پھلے ہوئے تانے کے یَغَلِي وہ کھولے گا فی الْبُطُونِ پیٹوں میں كَغَلِي الْحَمِيمِ تیز گرم پانی کے کھولنے کی طرح خُذُوهُ اسے پکڑو فَاغْتِلُوهُ اور اسے دھکیل کر لے جاؤ إِلَى سَوَاءِ الْجَحِيمِ جہنم کے عین درمیان ثُمَّ پھر صُبُّوا انڈیلو فَوْقَ رَأْسِهِ اس کے سر پر مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ تیز گرم پانی کا ذُق چکھ اِنَّكَ أَنْتَ لے شک تو الْعَزِيزُ بڑا معزز الْكَرِيمُ بڑا مکرر اِنَّ بلاشبہ هَذَا یہ ما وہ ہے کہ كُنْتُمْ تَمْتَرُونَ تم تھے یہ اس کی بابت تَمْتَرُونَ شک کرتے

ترجمہ:- یقین جانو کہ زقوم کا درخت ۝ گنہگار کا کھانا ہوگا ۝ تیل کی تلچٹ جیسا وہ لوگوں کے پیٹ میں اس طرح جوش مارے گا ۝ جیسے کھولتا ہوا پانی ۝ (فرشتوں سے کہا جائے گا: اس کو پکڑو اور گھسیٹ کر دوزخ کے بچوں بیچ تک لے جاؤ ۝ پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب انڈیل دو ۝) کہا جائے گا کہ لے چکھ! تو یہی ہے وہ بڑا صاحب اقتدار، بڑا عزت والا ۝ یہ وہی چیز ہے جس کے بارے میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔

تشریح:- ان آٹھ آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یقین جانو کہ زقوم کا درخت گنہگار کا کھانا ہوگا۔

۲۔ تیل کی تلچٹ کے جیسا وہ لوگوں کے پیٹ میں ایسا جوش مارے گا جیسا کھولتا ہوا پانی۔

۳۔ فرشتوں سے کہا جائیگا کہ انہیں پکڑو اور گھسیٹ کر دوزخ کے بچوں بیچ تک لے جاؤ۔

۴۔ پھر اس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب انڈیل دو۔

۵۔ کہا جائے گا کہ لے چکھ! اس عذاب کو، تو یہی تو تھا جو دنیا میں بڑا صاحب اقتدار عزت والا بنا کرتا تھا۔

۶۔ یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔

قیامت کے برحق ہونے کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کافروں کو قیامت کے دن جو سزائیں انہیں ملنے والی ہیں اسکا تذکرہ فرما رہے ہیں تاکہ وہ لوگ ان سزاؤں کے بارے میں سن کر اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوزخیوں کی مہمان نوازی سب سے پہلے زقوم کے پھل سے کی جائے گی کہ جب وہ محشر میں بے حال ہو کر کھڑے ہوں گے آخر کار جب جہنم میں آئیں گے تو انہیں بھوک محسوس ہوگی جس پر انہیں زقوم کا پھل پیش کیا جائے گا، اس زقوم کے پھل کے بارے میں کہا گیا کہ یہ جہنم کی تہہ سے اگے گا، اور کہا گیا کہ ایک بد بودار پھل ہے اور یہ بھی کہا کہ اگر اس پھل کا ایک قطرہ دنیا میں گرایا جائے تو وہ ایک قطرہ انسان کی زندگی کو مشکل کر دے گا، یعنی اتنی سخت بد بو ہوگی کہ کوئی اسے برداشت نہیں کر پائے گا، سورہ صافات کی آیت نمبر ۶۲ تا ۶۵ میں کہا گیا کہ اَذٰلِكَ حَٰیۡرٌ لِّۤاٰمِۡرٍۭ شَجَرٰتُہٗ الرَّقُوۡمِۡ ۝۱۰ اِذَا جَعَلۡنَہَا فِتۡنَةً لِّلۡظٰلِمِیۡنِۡ ۝۱۱ اِنۡہَا شَجَرَةٌ تَخۡرُجُ فِیۡہِۡ اَصۡۡلُ الْجَحِیۡمِۡ ۝۱۲ ظَلۡمَہَا کَاۡنَہُ رُۡءُوسُ الشَّیۡطٰنِ بھلا یہ مہمانی بہتر ہے یا زقوم کا درخت؟ ہم نے اس درخت کو ان ظالموں کے لئے ایک آزمائش بنا دیا ہے، اسکا خوشہ ایسا ہے جیسا کہ شیطانوں کا سر، آگے کہا گیا کہ یہ گنہگار لوگوں کی غذا ہوگی، حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو جہل کھجور اور مکھن لاتا تھا اور کہتا تھا کہ کھاؤ، یہ وہی زقوم ہے جسکا محمد تم سے وعدہ کرتے ہیں اس پر یہ آیت اِنۡ شَجَرٰتِ الرَّقُوۡمِۡ ۝۱۰ طَعَامٌ اِلَیۡہِۡمَ نٰزِلٌ ہوتی۔ (التفسیر المہیر - ج ۲۵، ص ۲۳۴) اسکے بعد فرمایا گیا کہ جب انہیں کھانے کے لئے یہ پھل دیا جائے گا تو یہ انکے پیٹ میں پہنچ کر جلنے لگے گا اور انکے پیٹ میں ایسا جلنے اور جوش مارنے لگے گا جیسے کہ پانی آگ پر کھولتا ہے، امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ زقوم کا درخت وہ درخت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے جہنم میں پیدا کیا، تو جب جہنمیوں کو بھوک لگے گی تو وہ لوگ اس درخت کی طرف لپکیں گے اور اسکا پھل کھائیں گے اور جب وہ اس پھل کو کھائیں گے تو انکے پیٹ میں پہنچ کر یہ پھل ایسا کھولنے لگے گا جیسے کہ گرم پانی کھولتا ہے۔ (تفسیر قرطبی - ج ۱۶، ص ۱۳۹) حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث پہنچی ہے جبکہ ان سے مٹھل کے بارے میں پوچھا گیا جو کہ جہنمیوں کا پانی ہوگا جبکہ وہ بیت المال کے نگران تھے، تو آپ نے سونا اور چاندی منگوایا اور انہیں پگھلایا پھر کہا کہ دنیا میں مٹھل کے زیادہ مشابہ یہی چیز ہے جسکا رنگ قیامت کے دن آسمان کی طرح نیلا ہوگا جو کہ جہنمیوں کا پانی ہوگا ہاں! مگر وہ مٹھل اس سے کہیں زیادہ گرم ہوگا۔ (تفسیر طبری - ج ۲۱، ص ۵۶) اس کے بعد جہنم کے نگران کاروں سے کہا جائے گا کہ انکے سر پکڑ کر انہیں پھر سے دوزخ کے بچوں بیچ پھینک آؤ اور پھر ان کے سر پر گرم گرم پانی انڈیل دو، یہ مختلف سزائیں دینے کے بعد دلی تکلیف دینے کیلئے ان سے کہا جائے گا کہ لو! اس عذاب کا مزہ چکھو اس لئے کہ تم دنیا میں بڑے تکبر اور گھمنڈ میں مبتلا تھے اور اپنے آپ کو

بڑا عزت دار اور صاحب اقتدار سمجھتے تھے جس کی وجہ سے تم میرے احکامات کا انکار کیا کرتے تھے اور ان سے منہ موڑا کرتے تھے لہذا یہ تمہارے ان اعمال کی ہی سزا ہے اور دنیا میں تمہیں اس عذاب سے ڈرایا بھی جاتا تھا مگر تم لوگ اسکا مذاق اڑایا کرتے تھے، جیسا کہ ابو جہل نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم کے اس عذاب سے محفوظ فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالآخر فرمائے آمیں۔

﴿درس نمبر ۱۹۳۶﴾ متقی امن اور چین کی جگہ میں ہوں گے ﴿الدخان ۵۱-۵۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ كَذٰلِكَ وَرَوَّجْنَهُمْ مَّحْجُورٍ عَيْنٍ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- إِنَّ بے شک الْمُتَّقِينَ متقین فی مَقَامٍ أَمِينٍ امن چین کی جگہ میں ہوں گے فی جَنَّاتٍ باغات میں ۝ اور عُيُونٍ چشموں میں يَلْبَسُونَ وہ پہنیں گے مِنْ سُنْدُسٍ باریک ریشم ۝ اور اِسْتَبْرَقٍ موٹا ریشم مُتَقَابِلِينَ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے كَذٰلِكَ اسی طرح ہوگا وَ رَوَّجْنَهُمْ ہم بیویاں بنا دیں گے ان کی مَحْجُورٍ حوروں کو عَيْنٍ موٹی آنکھوں کالی

ترجمہ:- (دوسری طرف) پرہیزگار لوگ یقیناً امن و امان والی جگہ میں ہوں گے ۝ باغات میں چشموں میں ۝ وہ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے سندس اور استبرق کا لباس پہنے ہوں گے ۝ ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوگا اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کا ان سے بیاہ کر دیں گے ۝

تشریح:- ان چار آیتوں میں پانچ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱- پرہیزگار لوگ یقیناً امن و امان والی جگہ میں ہوں گے۔ ۲- باغات میں چشموں میں۔

۳- وہ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے سندس اور استبرق کا لباس پہنے ہوں گے۔

۴- ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوگا۔ ۵- ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کا ان سے بیاہ کر دیں گے۔

کافروں کو ملنے والی سزائیں بیان کرنے کے بعد اب مومنوں کو ملنے والے انعامات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ سے اسکی اطاعت کرنے اور گناہوں سے بچنے کے سلسلہ میں ڈرا کرتے تھے، ایسے لوگ اس دن جبکہ ہر طرف خوف کا ماحول ہوگا، مومن ہر قسم کے ڈر و خوف سے مامون ہوں گے، چونکہ یہ لوگ دنیا میں اپنے رب سے ڈرا کرتے تھے اس لئے آج یہ لوگ بلا خوف و خطر اپنے رب کے بنائے ہوئے باغات میں گشت لگائیں گے، ایسے باغات جن میں چشمے بہ رہے ہوں گے اور یہ سارے جنتی ان چشموں کے کنارے بیٹھے آپس میں

باتیں کر رہے ہوں گے جیسا کہ سورۃ الطہ کی آیت نمبر ۴۳ اور ۴۴ میں بھی کہا گیا **فِي جَنَّاتٍ النَّعِيمِ عَلَى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ** کہ وہ لوگ جنت کے باغات میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، اس حال میں کہ ان کے جسموں پر قیمتی ریشمی، سندس اور استبرق کے کپڑے ہوں گے کہ دنیا میں تو یہ کپڑے اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لئے حرام کر رکھا تھا تو یہ لوگ اس رب کی اطاعت میں اس حرام چیز سے بچتے رہے جس کے لئے آج اس جنت میں انہیں یہ بطور اعزاز پہنایا جائے گا، یہاں اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے کپڑوں کا نام لیا ہے جو جنتی لوگ پہنیں گے سندس اور استبرق سندس کہتے ہیں باریک ریشمی لباس کو اور استبرق کہتے ہیں موٹے ریشمی لباس کو جو موقع کے لحاظ سے یہ لوگ پہنیں گے، جنت میں ان کپڑوں کی خوبصورتی کا کیا عالم ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، اس زیب و زینت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ ان جنتی مردوں کا نکاح بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے کرادیں گے جو کہ انکی تسکین و راحت کا ذریعہ ہوں گی، حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے ان حوروں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اتنی خوبصورت اور سفید رنگ کی سرخی مائل ہوں گی کہ جنکی پنڈلیوں کا جو مغز ہے وہ کپڑے کے اندر سے ہی جھلکتا ہوگا اور انکا دل اتنا صاف و شفاف ہوگا کہ آدمی کا اپنا چہرہ اس میں نظر آئے گا (الدر المسثور)، الغرض ہم ان کی خوبصورتی کا اس دنیا میں اندازہ نہیں لگا سکتے، سورہ رجن کی آیت نمبر ۵۶ اور ۵۸ ان حوروں کے بارے میں کہا گیا **لَهُمْ يَطْبَخُنَّ اَنْسُ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ كَأَنَّهِنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ** ان حوروں کو پہلے نہ تو کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ ہی کسی جن نے، گویا کہ یہ حوریں یا قوت اور مرجان ہیں۔

﴿درس نمبر ۱۹۷﴾ جنتی جنت میں ہر قسم کے میوے منگواتے ہوں گے ﴿الدخان ۵۵-۵۹﴾

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِينِينَ ۝ لَا يَذُقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ وَ
وَقَهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ فَضَلًّا مِّن رَّبِّكَ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ فَأَمَّا يَسَّرْنَاهُ
بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ فَأَرْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- **يَدْعُونَ** وہ طلب کریں گے **فِيهَا** اس میں **بِكُلِّ فَاكِهَةٍ** ہر قسم کے پھل **آمِينِينَ** اطمینان سے **لَا يَذُقُونَ** وہ نہیں چکھیں گے **فِيهَا** اس میں **الْمَوْتَ** موت کو **إِلَّا سِوَا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ** پہلی موت کے **وَ** اور **وَقَهُمْ** اس نے بچایا ان کو **عَذَابَ الْجَحِيمِ** دوزخ کے عذاب سے **فَضَلًّا** فضل کی وجہ سے **مِّن رَّبِّكَ** آپ کے رب کی طرف سے **ذَٰلِكَ هُوَ** یہ ہے **الْفَوْزُ الْعَظِيمُ** عظیم کامیابی **فَأَمَّا يَسَّرْنَاهُ** ہم نے اس کو آسان کر دیا **بِلِسَانِكَ** آپ کی زبان میں **لَعَلَّهُمْ** تاکہ وہ **يَتَذَكَّرُونَ** نصیحت پکڑیں **فَأَرْتَقِبْ** اب آپ انتظار کیجئے **إِنَّهُمْ** بلاشبہ وہ بھی **مُرْتَقِبُونَ** انتظار کرنے والے ہیں۔

ترجمہ:- وہ وہاں بڑے اطمینان سے ہر قسم کے میوے منگواتے ہوں گے O جو موت ان کو پہلے آچکی تھی اس کے علاوہ وہاں وہ کسی اور موت کا مزہ نہیں چکھیں گے اور اللہ انہیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا O یہ سب تمہارے پروردگار کی طرف سے فضل ہوگا (انسان کے لئے) زبردست کامیابی یہی ہے O غرض (اے پیغمبر!) ہم نے اس (قرآن) کو تمہاری زبان میں آسان بنا دیا ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں O اب تم بھی انتظار کرو یہ لوگ بھی انتظار کر رہے ہیں۔

تشریح:- ان پانچ باتوں میں چھ باتیں بتلائی گئی ہیں۔

۱۔ وہ وہاں بڑے اطمینان سے ہر قسم کے میوے منگواتے ہوں گے۔

۲۔ جو موت ان کو پہلے آچکی تھی اس کے علاوہ وہاں وہ کسی اور موت کا مزہ نہیں چکھیں گے۔

۳۔ اور اللہ انہیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

۴۔ یہ سب تمہارے پروردگار کی طرف سے فضل ہوگا (انسان کے لئے) زبردست کامیابی یہی ہے۔

۵۔ غرض (اے پیغمبر!) ہم نے اس (قرآن) کو تمہاری زبان میں آسان بنا دیا ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

۶۔ اب تم بھی انتظار کرو یہ لوگ بھی انتظار کر رہے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ان جنتیوں کو ملنے والے انعامات کا تذکرہ کر رہے ہیں يَدْْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ کہ جنتی لوگ جنت میں اپنے من پسند میوے منگوائیں گے کہ جب انکا جی چاہے گا پکا پکا لذیذ اور عمدہ میوہ انکی خدمت میں آجائے گا جسے وہ بڑے اطمینان اور مزے لیتے ہوئے نوش فرمائیں گے اور اسکے علاوہ جو انکی خواہش ہوگی ان تمام خواہشوں کو وہاں جنت میں پورا کیا جائے گا، ان نعمتوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس جنت اور اسکی نعمتوں میں یہ لوگ جو رہیں گے وہ پل بھر کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیش اور تا ابد انہی نعمتوں میں رہیں گے اور یہاں انہیں موت بھی نہیں آئے گی، موت کو تو اللہ تعالیٰ نے دنیا تک محدود رکھا تاکہ انہیں انکے اعمال کا بدلہ دیا جائے لہذا جب یہ لوگ مر کر یہاں پہنچ جائیں گے تو اسکے بعد دوبارہ کبھی انہیں موت نہیں آئے گی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کو ایک بھورے رنگ کے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور پھر ایک منادی آواز لگا کر کہے گا کہ اے جنت والو! تو سب جنتی اپنی گردنیں لمبی کر کے اے دیکھیں گے تو پھر وہ منادی کہے گا کہ تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ جنتی کہیں گے کہ ہاں! ہم تو اسے جانتے ہیں یہ تو موت ہے، اسکے بعد پھر وہ منادی آواز لگاے گا کہ اے جہنمیو! تو وہ لوگ بھی اپنی گردنیں لمبی کر کے اسکی طرف دیکھیں گے تو وہ منادی ان سے بھی کہے گا کہ کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ وہ بھی کہیں گے کہ ہاں! یہ تو موت ہے، اور

جب سب اسی کو دیکھ رہے ہوں گے تو اس میںڈھے کی شکل میں جو موت ہے اسے ذبح کر دیا جائے گا اسکے بعد پھر وہ منادی کہے گا کہ اے جنتیو! اب تمہیں ہمیشہ اسی جنت میں رہنا ہے اب کوئی موت نہیں آئے گی اور کہے گا کہ اے جہنمیو! اب تمہیں بھی یہاں ہمیشہ رہنا ہے، اب کوئی موت نہیں آئے گی۔ (بخاری۔ ۷۳۰)۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جنت میں داخل کر کے جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے گا اور جنت کی ساری نعمتیں انکے لئے بچھا اور کر دی جائیں گی، یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے جو وہ اپنے مومن بندوں پر کرتا ہے اور جس پر یہ فضل ہوا یعنی جہنم کے عذاب سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ یقیناً کامیاب ہو گیا اس سے بڑھ کر اور کیا کامیابی ہوگی کہ ساری زندگی ان انعامات میں گزرے گی؟ جزا و سزا کو بیان کرنے کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے یہ قرآن جو نازل کیا ہے وہ قرآن آپ ہی کی اور ان کی زبان عربی میں نازل کیا ہے تاکہ یہ لوگ خود اس قرآن کو پڑھیں اور اسے سمجھیں اور جو جو احوال اور باتیں اس قرآن میں بیان کی گئی ہیں ان پر ایمان لائیں اس لئے کہ آدمی کو اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی اور پڑھی ہوئی چیزوں پر زیادہ یقین ہوتا ہے نسبتاً اس کے کہ کوئی اور اس کے سامنے بیان کرے، اگر انہیں لگتا ہے کہ آپ ان سے نعوذ باللہ جھوٹ کہہ رہے ہیں تو یہ خود بھی پڑھے لکھے لوگ ہیں اس قرآن کو خود پڑھ سکتے ہیں، سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۲ میں بھی کہا گیا وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّاكِرٍ کہ ہم نے اس قرآن کو نصیحت حاصل کرنے اور سمجھنے کے لئے آسان بنا دیا تو اب ہے کوئی جو اس سے نصیحت حاصل کرے؟۔ مگر ان سب کے باوجود یہ کافر لوگ اس دن کا یقین نہیں رکھتے اور نہ ہی حساب و کتاب پر انکا ایمان ہے، خیر آپ انہیں انہی کی حالت پر چھوڑ دیجئے اور جسکا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے اس کا انتظار کیجئے۔ بعض مفسرین نے فَارْتَقِبْ اِيْتَهُمْ مُرْتَقِبُونَ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس سے مراد فتح اور نصرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے ان مشرکین کے مقابل فتح و کامرانی کا جو وعدہ کیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا اور آپ ان مشرکین پر غالب آجائیں گے تو بس آپ اس دن کے آنے کا انتظار کیجئے اور یہ لوگ بھی انتظار میں ہیں کہ کب آپ کو مغلوب کریں اور کب وہ آپ پر اپنا تسلط جمائیں لہذا آپ بھی انتظار کیجئے اور یہ لوگ بھی انتظار کریں گے، چنانچہ ہوا یہی کہ انہوں نے اپنی مغلوبیت اور آپ ﷺ کی فتح کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا جو فتح مکہ کی صورت میں حاصل ہوئی، لہذا اس سے عبرت حاصل کرو کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے کئے ہوئے اس وعدہ کو پورا کر دیا یا اس طرح وہ ان مشرکین کو جہنم میں ڈالنے کا اپنا وعدہ بھی پورا کرے گا بس تم اسکا انتظار کرو وہ یقیناً پورا ہونے والا ہے۔

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ

یہ سورت ۴۲ رکوع اور ۷۳ آیات پر مشتمل ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۳۸﴾ انسانوں کی پیدائش میں بھی قدرت کی نشانی ہے ﴿الجاثیہ ۱-۳-۵﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَمْ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُذُّ مِنْ دَابَّةٍ آيَاتٍ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝ وَاِخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيحِ آيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- لَمْ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ اتارنا اللہ کی طرف سے ہے الْعَزِيزِ جو نہایت غالب الْحَكِيمِ خوب حکمت والا ہے إِنَّ فِي السَّمَوَاتِ آسمانوں میں وَالْأَرْضِ اور زمین میں لَآيَاتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِلْمُؤْمِنِينَ مومنوں کے لیے وَفِي خَلْقِكُمْ تمہاری پیدائش میں وَوَمَا يَبُذُّ وہ پھیلاتا ہے مِنْ دَابَّةٍ جانداروں سے آيَاتٍ نشانیاں ہیں لِقَوْمٍ ان لوگوں کے لیے جُو يُوقِنُونَ یقین رکھتے ہیں وَاِخْتِلَافِ بدل بدل کر آنے جانے میں اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ رات اور دن کے وَوَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ اللہ نے نازل کیا مِنَ السَّمَاءِ آسمان سے مِنْ رِزْقٍ رزق فَأَحْيَا پھر اس نے زندہ کیا بِهِ اس کے ذریعہ سے الْأَرْضَ زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا اس کے مردہ ہو جانے کے بعد وَوَتَصْرِيفِ الرِّيحِ ہواؤں کے آيَاتٍ نشانیاں ہیں لِقَوْمٍ ان لوگوں کے لیے جُو يَعْقِلُونَ عقل رکھتے ہیں

ترجمہ:- م۔ یہ کتاب اللہ کی طرف سے اتاری جا رہی ہے جو بڑا صاحب اقتدار، بڑا صاحب حکمت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں ماننے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور خود تمہاری پیدائش میں، اور ان جانوروں میں جو اس نے (زمین میں) پھیلا رکھے ہیں، ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو یقین کریں۔ نیز رات اور دن کے آنے جانے میں اور اللہ نے آسمان سے رزق کا جو ذریعہ اتارا، پھر اس سے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد نئی زندگی دی، اس میں اور ہواؤں کی گردش میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیں۔

سورۃ کی فضیلت:- حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: جس نے سورہ حم یعنی سورہ الجاثیہ پڑھی تو اللہ اسکے ستر کی حفاظت کرے گا اور بوقت حساب اسکے خوف کو دور فرمائے گا۔ (التفسیر الوسیط للواحدی۔ ج، ۴، ص، ۹۴)

تشریح:- ان پانچ آیتوں میں نوبتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ کتاب یعنی قرآن حکیم اللہ کی طرف سے اتاری جا رہی ہے۔

۲۔ جو اللہ بڑا اقتدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی۔

۳۔ حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں ماننے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

۴۔ خود تمہاری یعنی انسانوں کی پیدائش میں بھی ہیں۔

۵۔ ان جانوروں میں بھی ہیں جو اللہ نے اس زمین میں پھیلا رکھی ہیں۔

۶۔ ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو یقین کریں۔

۷۔ اسکے علاوہ رات اور دن کے آنے جانے میں بھی نشانیاں موجود ہیں۔

۸۔ اللہ نے آسمان سے جو رزق کا ذریعہ اتارا یعنی بارش کہ جس سے زمین کے مردہ ہونے کے بعد اسے زندہ

کیا اس میں بھی نشانیاں ہیں۔

۹۔ ہواؤں کی گردش میں بھی نشانیاں ہیں ان کے لیے جو عقل سے کام لیں۔

ان ابتدائی آیات میں انسانوں کو اس قرآن میں غور کرنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوقات میں بھی غور

کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے تاکہ لوگ اس کے ذریعہ حقیقت کو پہچان لیں اور سیدھے راستے پر آجائیں چنانچہ

اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی شروعات بھی انہی حروف مقطعات سے کی ہے جن سے پچھلی سورتوں کی ابتداء ہوئی یعنی

”حم“ جس کے معنی و مطلب کے سلسلہ میں پچھلی سورتوں میں بیان کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ قرآن کریم کہ

جس میں غور و فکر کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ قرآن اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کی جانب سے نازل کیا گیا ہے، وہ

اللہ جس کا اقتدار ساری کائنات پر ہے اور جو بڑی حکمت والا ہے کہ کونسا فیصلہ کس کے لئے مناسب ہے؟ یہ وہی جانتا

ہے، چنانچہ اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اس لئے کہ اگر کوئی سچے دل سے ایمان لانے کی نیت سے ان کی

بناوٹ میں غور و فکر کرے کہ کس طرح اس نے اس آسمان کو بغیر ستون کے کھڑا کیا اور کس طرح اس نے اس آسمان

میں چاند، سورج، ستارے اور سیارے بنائے اور کس طرح اور کہاں سے اس آسمان سے بارش ہوتی ہے؟ اور کس

طرح یہ زمین سے پانی نکلتا ہے اور کس طرح اس زمین سے مختلف قسم کے درخت اور پودے اگتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

تو یقیناً اسے اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ یہ کسی عظیم مالک کی کارگیری ہے کہ اس کے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں

کہ وہ ایسی تخلیق کر سکے، مومنوں کی قید اللہ تعالیٰ نے یہاں اس لئے لگائی ہے کہ ان کے مزاج میں ماننے اور حق کو

قبول کرنے کا جذبہ ہوتا ہے اس لئے انکا ذکر یہاں پر بطور خاص کیا گیا اور جو بے ایمان ہوتا ہے وہ کبھی سامنے والے کی بات کو ماننے کا جذبہ نہیں رکھتا حالانکہ وہ بات کتنی ہی سچی کیوں نہ ہو اور وہ انانین پڑا رہتا ہے اس لئے اسکا تذکرہ یہاں نہیں کیا گیا، ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اپنے اندر حق کو ماننے اور اسے تسلیم کرنے کا جذبہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان آسمانوں اور زمین میں غور و فکر کے علاوہ اگر تم خود اپنی ذات میں غور کر دو گے کہ مجھے اللہ نے کس طرح پیدا کیا؟ کہ مین صرف ایک گندے پانی کا قطرہ تھا کہ اس قطرہ سے مجھے ایک بہترین شکل دی، ایسی آنکھ بنائی جو دوسروں کی آنکھ سے بالکل مختلف ہے، دنیا میں کھربوں انسان موجود ہیں مگر کسی کی آنکھ کا راتینا (Ratina) دوسرے کی آنکھ سے میل نہیں کھاتا، کس طرح اس نے میرا چہرہ بنایا کہ کسی اور کے یہ مشابہ بھی نہیں ہے حالانکہ سب کی آنکھ بھی اسی جگہ ہے سارے انسانوں کے ناک، کان، منہ وغیرہ سب اسی جگہ موجود ہیں مگر کوئی ہو ہو کسی اور کے مشابہ نہیں، اگر اس بات پر بھی انسان غور کر لے تو اسے رب ذوالجلال کے وجود پر یقین آ جائے گا۔

اور پھر فرمایا کہ اپنے ارد گرد چلتے پھرتے جانوروں پر بھی غور کر لو کہ ہر جانور دوسرے جانور سے مختلف ہے اور ہر جانور کی خاصیت دوسرے جانور سے مختلف ہے یہ بھی اس رب ہی کی قدرت کا نتیجہ ہے، ان حقائق کو دیکھ کر اگر کوئی یقین کرنے والا ہوگا تو یقیناً وہ اس اللہ پر ایمان لے آئے گا۔ پھر سے اللہ تعالیٰ نے اسی آسمان کے بارے میں فرمایا دیکھو! کس طرح تم پر دن آتا ہے اور پھر رات آتی ہے، کبھی تو یہ رات لمبی ہوتی ہے تو کبھی دن کم ہوتا ہے، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ صرف دن ہی دن ہو رات نہ آئے یا صرف رات ہی رات ہو دن نہ آئے، یہ نظام بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی ہے، اس کے علاوہ اس آسمان سے رزق کا نزول ہوتا ہے یعنی بارش ہوتی ہے، وہ بارش جب اس زمین پر گرتی ہے تو اللہ کے حکم سے تمہارے لئے وہ زمیں غذائیں اگاتی ہے جسے تم کھاتے ہو، اس بارش کے زمین پر گرنے سے پہلے تو زمیں کا حال یہ تھا کہ وہ بنجر پڑی ہوئی تھی کہ تمہیں ایک لقمہ تک میسر نہ تھا مگر جیسے ہی اس بارش کا نزول ہوا اسی بنجر زمیں پر درخت اور کھیتی اگ گئی، اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمان سے جو ہوائیں چلتی ہیں ان میں بھی بڑی نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت اور اسکے وجود کی پہچان اس طور پر ہوتی ہے کہ کبھی تو وہ ہوائیں انسان کے لئے راحت ہوتی ہیں کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں تو انسان اس سے راحت، سکون اور آرام محسوس کرتا ہے لیکن اگر وہی ہوائیں تیزی کے ساتھ چلنے لگیں تو انسان خوف و دہشت کے مارے گھروں میں چھپ بیٹھتا ہے، چیز تو ایک ہی ہے مگر وہی چیز راحت کا سبب بھی ہے اور خوف کا بھی، ایک ہی چیز میں ان دونوں صلاحیتوں کا ہونا یقیناً یہ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت ہے الغرض ایمان لانے کے لئے تو بہت ساری نشانیاں اس دنیا میں موجود ہیں جس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اس دنیا کو چلانے والا ایک رب موجود ہے، اگر کوئی ایمان لانے کی نیت سے اس پر غور کرے گا تو یقیناً وہ ایمان لے آئے گا۔ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۶۳ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے: **إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاختلافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ مِمَّا**

يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ مِثْرًا تَصْرِيفَ الرِّيحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ

آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، دن اور رات کے بدلے میں اور سمندر میں انسان کے نفع والی چیزوں کو لیکر چلنے والی کشتیوں میں اور آسمان سے نازل ہونے والی بارش میں کہ جس بارش سے وہ رب اس زمین کو بعد اس کے کہ وہ مردہ ہو چکی تھی زندہ کیا اور اس زمیں پر چوپائے پھیلا دیئے، اور ہواؤں کے چلنے اور آسمان اور زمین کے درمیان مسخر بادل کے گشت کرنے میں عقلمندوں کے لئے بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ

﴿درس نمبر ۱۹۳﴾ وہ کونسی بات ہے جس پر یہ ایمان لائیں گے ﴿الباقیہ ۶-۷ تا ۹﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعَدَ اللَّهُ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ ۝ وَيَلُّ لِكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۝ يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُعَلِّيٰ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا فَبَيِّنَةٌ لَهُ بَعْدَ آيَاتِهِ ۝ وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- تِلْكَ یہ آیتُ اللہ کی آیتیں ہیں نَتْلُوهَا ہم ان کی تلاوت کرتے ہیں عَلَيْكَ آپ پر بِالْحَقِّ حق کے ساتھ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ پھر کس بات پر بَعْدَ اللہ کے بعد وَ آيَاتِهِ اس کی آیاتِ يُؤْمِنُونَ وہ ایمان لائیں گے وَيَلُّ ہر افَّاكِ سخت جھوٹے آئینہ گناہ گار کے یَسْمَعُ وہ سنتا ہے آيَاتِ اللہ کی آیتیں تُعَلِّيٰ جبکہ وہ تلاوت کی جاتی ہیں عَلَيْهِ اس پر ثُمَّ پھر يُصِرُّ وہ اڑتا ہے مُسْتَكْبِرًا تکبر کرتا ہوا كَأَن لَّمْ يَسْمَعَهَا گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں فَبَيِّنَةٌ تو آپ اے خوش خبری دے دیجیے بَعْدَ آيَاتِهِ دردناک عذاب کی وَ اور إِذَا جب عَلِمَ اس نے جانا مِنْ آيَاتِنَا ہماری آیتوں سے شَيْئًا کچھ اتَّخَذَهَا ہوا اس نے بنا لیا اس کو هُزُوًا مذاق اُولَٰئِكَ یہی لوگ ہیں لَهُمْ ان کے لیے عَذَابٌ مُّهِينٌ رسوا کن

ترجمہ:- یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنارہے ہیں۔ اب اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد کون سی بات ہے جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟۔ براہو اس جھوٹے گنہگار کا۔ جو اللہ کی آیتیں سنتا ہے جبکہ وہ اسے پڑھ کر سناتی جا رہی ہوتی ہیں، پھر بھی وہ تکبر کے عالم میں اس طرح (کفر پر) اڑا رہتا ہے جیسے اس نے وہ آیتیں سنی ہی نہیں۔ لہذا ایسے شخص کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ اور جب ہماری آیتوں میں سے کوئی آیت ایسے شخص کے علم میں آتی ہے تو وہ اس کا مذاق بناتا ہے، ایسے لوگوں کو وہ عذاب ہوگا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔

تشریح:- ان چار آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنا رہے ہیں۔

۲۔ اللہ اور اسکی آیتوں کے بعد کونسی بات ہے جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟

۳۔ براہوہ اس جھوٹے گنہگار کا جو اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے جبکہ وہ اسے پڑھ کر سنائی جا رہی ہوتی ہیں۔

۴۔ مگر وہ تکبر کے عالم میں کفر پر اس طرح اڑا رہتا ہے جیسے اس نے وہ آیتیں سنی ہی نہیں۔

۵۔ لہذا ایسے شخص کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔

۶۔ جب ہماری آیتوں میں سے کوئی آیت ایسے شخص کے علم میں آتی ہے تو وہ اسکا مذاق بناتا ہے۔

۷۔ ایسے لوگوں کو وہ عذاب ہوگا جو انہیں ذلیل کر کے رکھ دے گا۔

ان تمام نشانیوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اے محمد! ہم نے کھلی کھلی نشانیاں اور واضح دلیلیں اپنی وحدانیت اور قدرت کے سلسلہ میں ان کے سامنے بیان کر دی ہیں کہ جن سے ایک عقل مند انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ واقعی اللہ موجود ہے اگر یہ لوگ ان دلیلوں اور نشانیوں کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں تو اور کیا چیز بچی ہے کہ جسے دیکھ کر یہ ایمان لے آئیں گے؟ جب یہ لوگ ان باتوں کو بھی نہیں مان رہے ہیں تو سمجھ لو کہ اب کسی اور بات پر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے، ان کے سامنے دیگر نشانوں کو بیان کرنا بے جا ہے کہ یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں، لہذا ایسے برے اور گنہگار لوگوں کے لئے بڑی خرابی ہے اور وہ خرابی یہ ہے کہ انہیں دردناک عذاب میں ڈالا جائے گا، یہ لوگ جو بتائی ہوئی ان باتوں پر ایمان نہیں لاتے اسکی دو وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ جب ان لوگوں کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ اسے سنتے تو ہیں مگر وہ تکبر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں کیونکہ اللہ اسے ہدایت دیتے ہیں جس کے اندر تڑپ ہوتی ہے اور یہ لوگ تو غافل اور تکبر ہیں انہیں اللہ کیسے ہدایت دے گا؟ انکے لئے تو اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب قیامت کے دن تیار کر رکھا ہے لہذا اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! آپ انہیں اس عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے کہ تمہاری ان حرکتوں پر قیامت کے دن تمہیں فلاں فلاں عذاب دیا جائے گا اور دوسری وجہ ان کے ایمان نہ لانے کی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی باتیں انکے کانوں تک پہنچتی ہیں اور وہ اسے سنتے ہیں تو اسکا مذاق اڑانے لگتے ہیں کہ بھلا ایسا کبھی ہوا ہے کہ ایک انسان مٹی میں ملکر بالکل گل سڑ گیا ہو اور اسکا وجود تک ختم ہو گیا ہو تو پھر سے اسے زندہ کیا جائے گا؟ یہ تو بے عقل باتیں ہیں جو یہ محمد کہا کرتے ہیں نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ، اس طرح کا مذاق یہ مشرکین اڑاتے تھے جیسا کہ پچھلی سورت کی آیت اِنَّ شَجَرَتَ الْاَزْهَقُوْهُر کے متعلق ابو جہل کا واقعہ بیان کیا گیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابو جہل کھجور اور مکھن لے آیا اور بطور مذاق کہنے لگا کہ یہی وہ زقوم ہے جسکے بارے میں محمد کہہ رہے

ہیں چلو آؤ اور کھاؤ اور ایک قول ابو جہل کا یہ بھی نقل کیا گیا کہ جب یہ آیت عَلَيَّهَا تِسْعَةَ عَشْرٍ نازل ہوئی یعنی جہنم پر انیس پہرہ دار ہوں گے تو ابو جہل نے کہا تھا کہ میں ان انیس کو اکیلا ہی جہنم میں ڈال دوں گا، یعنی بطور استہزاء اس نے یہ بات کہی کہ وہ مجھے کیا جہنم میں ڈالیں گے میں ان سب کو جہنم میں ڈال دوں گا وغیرہ، لہذا اس حرکت پر اللہ تعالیٰ انہیں عذاب کی دھمکی دے رہے ہیں کہ جو بھی اس طرح ہماری کہی ہوئی باتوں کا مذاق اڑائے گا اسے ہم ذلت والے عذاب میں ڈھکیل دیں گے کہ جہاں وہ اپنے کئے کی سزا پائیں گے۔ یہاں وَيُلِّ لِحُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْبٍ سے مراد نضر بن حارث ہے جیسا کہ امام زہبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ کہانیاں لاکر لوگوں کے سامنے بیان کرتا تا کہ وہ لوگ قرآن کریم کو سننے سے رک جائیں۔ (التفسیر المنیر - ج ۲۵، ص ۲۵۶) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اس سے مراد حارث بن کلدہ ہے اور امام ثعلبی رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد ابو جہل اور اسکے ساتھی ہیں۔ (تفسیر قرطبی - ج ۱۶، ص ۱۵۸) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک قول کے مطابق اس سے مراد مغیرہ بن مخزوم ہے۔ (الدر المنثور - ج ۷، ص ۳۲۳) اگرچہ کہ یہ آیت ان مذکورہ اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر اس عذاب کا مستحق ہر وہ فرد ہوگا جو اس طرح کی حرکت کرے گا۔

(درس نمبر ۱۹۵) ان لوگوں کے آگے جہنم ہے (الجاثیہ ۱۰-۱۱)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِنْ وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ وَلَا يُغْنِي عَنْهُمْ مَا كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ
أَوْلِيَاءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ هَذَا هُدًى وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ
مِّن رَّجْزٍ أَلِيمٌ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- مِنْ وَرَائِهِمْ ان کے آگے جہنم ہے وَلَا يُغْنِي اور کام نہیں آئے گا عَنْهُمْ ان کے
مَا وَ كَسَبُوا انہوں نے کمایا شَيْئًا کچھ بھی و اور لَا مَا اتَّخَذُوا انہوں نے بنایا مِنْ دُونِ اللَّهِ اللہ
کے سوا اَوْلِيَاءَ کارساز و اور لَهُمْ ان کے لیے ہے عَذَابٌ عَظِيمٌ بہت بڑا اَلَّذِيْنَ یہ تو ہُدًى ہدایت
ہے و اور اَلَّذِيْنَ وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوا کفر کیا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی آیات کے ساتھ لَهُمْ عَذَابٌ
ان کے لیے عذاب ہے مِنْ رَّجْزٍ عذاب اَلِيمٌ دردناک

ترجمہ:- ان کے آگے جہنم ہے اور جو کچھ انہوں نے کمایا ہے نہ وہ ان کے کچھ کام آئے گا اور نہ وہ کام

آئیں گے جن کو انہوں نے اللہ کے بجائے اپنا رکھوالا بنا رکھا ہے۔ اور ان کے حصے میں ایک زبردست عذاب آئے گا۔ یہ (قرآن) سراپا ہدایت ہے اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کا انکار کیا ہے، ان کے لیے بلا کا دردناک عذاب ہے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ان لوگوں کے آگے جہنم ہے۔ ۲۔ جو کچھ انہوں نے کمایا ہے وہ انکے کچھ کام نہیں آئے گا۔

۳۔ نہ وہ لوگ انکے کچھ کام آئیں گے جنہیں ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ اپنا رکھوالا بنا رکھا ہے۔

۴۔ ان کے حصے میں ایک زبردست عذاب آئے گا۔ ۵۔ یہ قرآن تو سراپا ہدایت ہے۔

۶۔ جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کا انکار کیا ہے انکے لئے بلا کا دردناک عذاب ہے۔

پچھلی آیتوں میں عَذَابٌ مُّهِينٌ ”عَذَابٌ أَلِيمٌ“ کہا گیا کہ انہیں دردناک اور رسوا کن عذاب ملے گا

تو یہاں اس عذاب کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے کہ وہ عذاب جو انہیں جہنم میں دیا جائے گا جو کہ انکے آگے ہے یعنی قیامت کے دن اور جب انہیں اس جہنم کے دردناک عذاب میں ڈالا جائے گا اس وقت انہیں اس عذاب میں جانے سے کوئی روک نہیں سکے گا نہ ہی انکا مال اور اولاد انکے کچھ کام آئیں گے کہ انہیں اس عذاب سے بچا سکیں اور نہ ہی وہ معبود کہ جنہیں ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنا رکھوالا بنا رکھا تھا، یعنی لات و عزیٰ کہ جن کے بارے میں انکا عقیدہ تھا کہ یہ ہماری اللہ کے یہاں سفارش کریں گے اور ہمیں عذاب سے روکیں گے، انکے اسی عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا بلکہ وہ ہر حال میں جہنم پہنچ کر ہی رہیں گے جہاں انہیں سخت سے سخت اور دردناک سزائیں دی جائیں گی جیسا کہ آگ میں جلنا، کھانے کے لئے زقوم دیا جانا، پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی دینا، خون اور پیپ کا پینا وغیرہ مِّنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ انکے آگے جہنم ہے جہاں انہیں پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ (ابراہیم ۱۶) یہ سب کچھ انکے ایمان نہ لانے اور اللہ کی بھیجی ہوئی آیتوں کا مذاق اڑانے کے نتیجے میں انہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ قرآن جو ہم نے ان کے پاس بھیجا ہے وہ تو سراپا ہدایت ہے، اگر وہ لوگ اس قرآن کو پڑھتے اور اسکے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرتے تو انہیں آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتا مگر انہوں نے اس ہدایت والے قرآن کے ساتھ یہ حرکت کی کہ اس کی آیتوں کا انکار کیا اور حق باتیں جو اس قرآن میں بیان کی گئیں انہیں جھٹلایا، مذاق اڑایا اور ماننے سے انکار کیا تو اللہ کے یہاں یہ قاعدہ ہے کہ جو کوئی اس طرح کفر کرتا ہے اور اسکی آیتوں کو جھٹلاتا ہے، اسکا مذاق اڑاتا ہے تو وہ اسے اسی طرح سخت سے سخت اور دردناک عذاب میں مبتلا کرتا ہے کہ جس عذاب کی تاب نہ لا کر وہ جہنمی لوگ آخر میں یہ کہہ اٹھیں گے کہ اے مالک، اے خازن جہنم! اپنے رب سے

دعا کرو کہ وہ ہمیں موت دیدے، ہم میں اب اور اس عذاب کے سہنے کی طاقت و قوت نہیں ہے وَكَأَكْوَأُ إِلَى الْكُنُفِ يَسْقُضُ عَلَيْنَا رُبَّكُ (الزخرف ۷۷): مگر انکی یہ تمنا بھی پوری نہیں ہوگی بلکہ ان سے کہا جائے گا کہ تمہیں موت تو آنے والی ہے نہیں، تمہیں تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی جہنم کی سزاوں کو چھیلنا ہے قَالَ إِنَّكُمْ لَمِكْفُونَ (الزخرف ۷۷): اللہ ہم تمام کی جہنم سے حفاظت فرمائے آمیں۔

(درس نمبر ۱۹۵) اللہ نے سمندر کو تمہارے کام میں لگا دیا (الجاثیہ ۱۲-۱۳)

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمْ الْبَحْرَ لَتَجْرِي أَلْفُكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝

لفظ بلفظ ترجمہ:- اللہ اللہ الَّذِي وہ ہے جس نے سَخَّرَ مسخر کر دیا لَكُمْ تمہارے لیے الْبَحْرَ سمندر کو لَتَجْرِي تا کہ چلیں أَلْفُكُ کشتیاں فِيهِ اس میں بِأَمْرِهِ اس کے حکم سے وَ لَتَبْتَغُوا تا کہ تم تلاش کرو مِنْ فَضْلِهِ اس کا فضل وَ لَعَلَّكُمْ تا کہ تم تَشْكُرُونَ شکر کرو وَ سَخَّرَ اس نے مسخر کر دیا لَكُمْ تمہارے لیے مَّا جو کچھ فِي السَّمَوَاتِ آسمانوں میں ہے وَ مَّا جو کچھ فِي الْأَرْضِ زمین میں ہے جَمِيعًا سب مِّنْهُ اپنی طرف سے إِنَّ بلاشبہ فِي ذَلِكَ اس میں لَآيَاتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ ان لوگوں کے لیے جَوِيَّتُمْ غور و فکر کرتے ہیں
ترجمہ:- اللہ وہ ہے جس نے سمندر کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے، تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں، اور تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔ اور تا کہ تم شکر ادا کرو۔ اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اس سب کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں چھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ وہ ہے جس نے سمندر کو تمہارے کام میں لگا دیا۔ ۲۔ تا کہ اللہ کے حکم سے اس سمندر میں کشتیاں چلیں

۳۔ تا کہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو۔ ۴۔ تا کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو۔

۵۔ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے ان سب کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے۔

۶۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیں۔

اپنی وحدانیت اور وجود پر دلائل پیش کرنے کے بعد ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جو نعمتیں عطا کی

کریں لِلَّذِينَ ان لوگوں سے جو لَا يَزُجُونَ امید نہیں رکھتے اَيَاھم اللہ اللہ کے ایام کی لِيَجْزِيَ تاکہ وہ بدلہ دے قَوْمًا کچھ لوگوں کو یمنہ ساتھ اس کے جو کَانُوا وہ تھے يَكْسِبُونَ کماتے مَن جس نے عَمِلَ عمل کیا صَالِحًا نیک فَلِنَفْسِهِ تو اسی کے لیے ہے وَمَن اور جس نے اَسَاءَ برا کیا فَعَلَىٰهَا تو اسی پر ہے ثُمَّ پھر اِلٰی رَبِّكُمْ اپنے رب ہی کی طرف تُرْجَعُونَ تم لوٹائے جاؤ گے

ترجمہ:- (اے پیغمبر) جو لوگ ایمان لے آئے ہیں ان سے کہو کہ جو لوگ اللہ کے دنوں کا اندیشہ نہیں رکھتے، ان سے درگزر کریں تاکہ اللہ لوگوں کو ان کاموں کا بدلہ دے جو وہ کیا کرتے تھے۔ جو شخص بھی نیک کام کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے کرتا ہے اور جو برا کام کرتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے، پھر تم سب کو اپنے پروردگاری کے پاس واپس لایا جائے گا۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! جو لوگ ایمان لے آئے ہیں ان سے کہو کہ جو لوگ اللہ کے دنوں کا اندیشہ نہیں رکھتے ان سے درگزر کریں۔

۲۔ تاکہ اللہ لوگوں کو ان کاموں کا بدلہ دے جو وہ کیا کرتے تھے۔

۳۔ جو شخص بھی نیک کام کرتا ہے وہ اپنے فائدہ کے لئے کرتا ہے۔

۴۔ جو برا کام کرتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ ۵۔ تم سب کو اپنے پروردگاری کے پاس واپس لایا جائے گا

اللہ تعالیٰ اپنی توحید اور قدرت پر دلائل پیش کرنے کے بعد مومنوں کو اچھے اخلاق کا حکم دے رہے ہیں اے

نبی! آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور اسکے حکموں کی پابندی کرتے ہیں وہ

ان لوگوں کے ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ کریں جو اللہ اور اسکے رسول کو نہیں مانتے اور اسکی نافرمانی کرتے ہیں اور نہ ہی

قیامت کے واقع ہونے پر یقین رکھتے ہیں اور نہ ہی اللہ سے ڈرتے ہیں، تو اگر یہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ کچھ

نامناسب رویہ اختیار کریں اور انہیں ایذا نہیں دیں اور تکلیفیں پہنچائیں تو انہیں چاہئے کہ وہ انہیں معاف کر دیں اور

ان سے بدلہ لینے پر اڑے نہ رہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے ایمان والوں کو جو تکلیفیں اور اذیتیں دی ہیں انکا بدلہ اللہ

تعالیٰ ان سے لیکھا اور ان ایمان والوں کو ان کے صبر اور تحمل پر بہتر جزا عطا کرے گا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مشرکین ایذا پہنچاتے تو آپ علیہ السلام انہیں درگزر فرمادیتے تو پھر وہ

لوگ مذاق اڑایا کرتے اور آپکی تکذیب کیا کرتے ان کی اس حالت پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے مکمل طور پر

قتال کرنے کا حکم دیا، تو اس طرح یہ آیت یعنی ان لوگوں سے درگزر کرنے کا حکم اس قتال کے حکم سے منسوخ ہو گیا۔

(تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۸۰) اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ قُلْ لِلَّذِينَ اٰمَنُوا يَغْفِرُوا

لِلَّذِينَ لَا يَزُجُونَ اَيَاھم اللہ سورۃ انفال کی آیت نمبر ۵۷ میں ہے فَاِمَا تَتَّقِفْتُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّ ذِيہم

مَنْ خَلَفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَدَّ كُرُونٌ ترجمہ: لہذا اگر کبھی یہ لوگ جنگ میں تمہارے ہاتھ لگ جائیں تو ان کو سامان عبرت بنا کر ان لوگوں کو بھی تتر بتر کر ڈالو جو ان کے پیچھے ہیں، تاکہ وہ یاد رکھیں۔ اور سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۳۶ میں ہے وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ترجمہ: اور تم سب ملکر مشرکوں سے اسی طرح لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہیں، سے منسوخ ہیں۔ (تفسیر طبری۔ ج ۲۱، ص ۸۱) یعنی اب اگر کوئی مشرک کسی مسلمان کو ایذا اور تکلیف پہنچائے تو انہیں اس پر خاموش نہیں رہنا چاہئے بلکہ اسکا دفاع کرنا چاہئے، چاہے وہ کسی طریقہ سے کیوں نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غزوہ بنی مصطلق کے وقت حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی کے ساتھ جو واقعہ ہوا اس پر نازل ہوئی، واقعہ یہ ہوا کہ وہ سب لوگ ایک کنویں کے پاس اترے جس کا نام مرسیع تھا، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی نے اپنے غلام کو پانی لانے کے لئے بھیجا، مگر اس نے آنے میں دیر لگائی تو آپ نے اس سے پوچھا کہ آنے میں دیر کیوں ہوئی؟ اس نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں کنویں کے پاس ہی بیٹھے تھے اور کسی کو وہاں آنے ہی نہیں دیتے جب تک کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور انکے غلاموں کے مشکیزے بھر نہ دیئے جائیں، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انکی اور ہماری مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ کہا گیا، پھر آپ نے اپنے غلام سے ایک محاورہ فرمایا کہ سَمَّعْنُ كَلْبِكَ يَا كَلْبُكَ اپنے کتے کو موٹا کرتا کہ وہ تجھے کھا جائے، (یہ مثل اس وقت بولی جاتی ہے جب کوئی دوسروں کے ساتھ بھلائی کر کے نقصان اٹھائے) تو جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار اٹھا کر انکی طرف نکل رہے تھے کہ انہیں قتل کر دیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر قرطبی۔ ج ۱۶، ص ۱۶۱) اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے اچھائی اور برائی کا معاملہ واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کوئی اچھائی کرے گا تو اسکی اچھائی کا فائدہ اسی کرنے والے کو ہوگا کہ اسے اس پر نعمتیں ملیں گی اور جو کوئی برائی کرے گا تو اسکی برائی کا وبال اسی برائی کرنے والے پر ہوگا اور اس میں اسی کا نقصان ہوگا کہ اسے اس برائی کی سزا ملے گی، انسان کو خود سوچنا ہے کہ اسے کیا کرنا ہے اچھائی یا برائی؟ آخر کار ہم سب کو مر کر اسی اللہ کے پاس لوٹنا ہے وہ اس وقت ہمیں اپنے اپنے اعمال کے حساب سے بدلہ عطا کرے گا۔ اللہ ہمیں نیک اعمال کرنے والا بتائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۳﴾ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکمت اور نبوت عطا کی ﴿الْحَاجَّةِ ۱۶-۱۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَقَدْ آتَيْنَا نَبِيَّ إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِنَ الْأَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

کرنے کا ہنر عطا کیا تھا کہ جب لوگ اپنے اپنے فیصلے لے کر ان کے پاس آتے تو وہ لوگ اپنی ذہانت سے ان کے درمیان درست فیصلہ کرتے تھے، تیسرا انعام یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کی نسل اور خاندان میں سے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جیسے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام وغیرہ اور چوتھا انعام اس قوم پر اللہ نے یہ کیا کہ انہیں پاکیزہ اور لذیذ رزق عطا کیا جیسے من و سلوی جو ان پر پکا پکا یا آسمان سے اترا کرتا تھا، یہ ایک ایسا انعام ہے جو اسی قوم کے ساتھ خاص ہے ان کے علاوہ کسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ انعام نہیں فرمایا، پانچواں انعام یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے زمانہ تک جتنے بھی لوگ آئے ان سب پر انہیں فضیلت دی اس اعتبار سے کہ انہی کی نسل میں بادشاہت اور نبوت کا سلسلہ جاری رہا، مگر یہ سلسلہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر رک گیا اور اس طرح یہ فضیلت ان سے چھن کر عرب میں آگئی اسی بات پر ان یہودیوں کو اتنا غصہ اور حسد ہوا کہ انہوں نے اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر کو یہی ماننے سے انکار کر دیا حالانکہ وہ سب کچھ جانتے تھے مگر اس حسد کی آگ میں اس سچائی کو دفن کر دیا اور چھٹواں انعام اللہ نے ان پر یہ کیا کہ انہیں ایسی ایسی نشانیاں، دلیلیں اور معجزات دیئے کہ جسے دیکھ کر کوئی ایمان لائے بغیر نہیں رہ سکتا تھا اور بالکل واضح اور آسان شریعت انہیں عطا کی گئی تھی کہ جس کے احکام اور مسائل بالکل کھلے اور عام فہم تھے۔

ان تمام انعامات کو پانے کے باوجود بھی یہ لوگ ان ساری نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری کرنے لگے، کہ جب انہیں من و سلوی دیا گیا تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں یہ نہیں چاہئے ہم اسے کھا کھا کر تنگ آگئے ہیں کچھ اور چیزیں ہمیں کھانے کے لئے دی جائیں۔ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِئُ الْأَرْضُ مِنْ مِّنْهَا بِقُلُوبِهَا وَقِسْمًا مِّنْهَا وَفُؤُومَهَا وَعَدْسِيهَا وَبَصِلِيهَا آپ اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لیے وہ چیزیں پیدا کرے جو زمین اگاتی ہے جیسے کہ ترکاریاں، ککولیاں، گندم، دالیں، پیاز وغیرہ۔ (البقرہ ۶۱) اور انکا کچھڑے کو معبود بنانا اور اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی ضد کرنا وغیرہ یہ انکی سرکشی کی چند جھلکیاں ہیں جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انکے درمیان جو اختلاف اور خلفشار وجود میں آیا وہ سب کچھ انکے پاس علم آجانے اور حق و سچ کے پتہ چل جانے کے بعد آیا اور انہوں نے جو اختلاف کیا وہ محض آپسی دشمنی، جاہ طلبی اور حسد و عناد کی وجہ سے کیا اور وہ اختلاف یہ کہ تورات میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو اور آپ کی آمد کو واضح انداز میں بیان کر دیا گیا تھا مگر انہوں نے اپنی انا اور حسد کی وجہ سے آپ کو نبی ماننے سے انکار کیا اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل میں سے نہیں تھے یہی دشمنی تھی کہ آخری نبی ہماری نسل میں سے کیوں نہیں؟، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کل قیامت کے دن ہم ان کے درمیان برحق فیصلہ کر دیں گے اس معاملہ میں جس میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اور پھر انکے اس بے جا اختلاف کی وجہ سے انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا، یہ ایک اعتبار سے

ان یہودیوں کو دھکی دی گئی کہ اگر تم ایسے ہی اختلاف کرتے رہے تو تمہیں پتا ہی ہے کہ یہ تمہارا اختلاف کرنا بیجا ہے تو جب ہم تمہارے درمیان فیصلہ کریں گے تو فیصلہ تمہارے ہی خلاف ہوگا اور تمہیں اس کی سزا دی جائے گی، لہذا ابھی بھی وقت ہے کہ ان اختلافات سے باز آ جاو ورنہ پھر اس دن کے لئے تیار رہو۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۴﴾ پیغمبر! ہم نے آپ کو ایک خاص شریعت پر رکھا ہے ﴿الجاثیہ ۱۸-۱۹-۲۰﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝
إِنَّهُمْ لَن يَغْنُؤُوا عَنكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ
الْمُتَّقِينَ ۝ هَذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- ثُمَّ جَعَلْنَاكَ ہم نے کر دیا آپ کو علی شریعہ ایک طریقے پر مبنی الامر دین کے فَاتَّبِعْهَا پھر آپ پیروی کریں اس کی وَا لَا تَتَّبِعْ پیروی کریں اَهْوَاءَ الَّذِينَ ان لوگوں کی خواہشات کی جو لَا يَعْلَمُونَ علم نہیں رکھتے اِنَّهُمْ بلاشبہ لَن ہرگز نہیں یُغْنُؤُوا کام آئیں گے عَنكَ آپ کے مِنَ اللَّهِ اللہ سے شَيْئًا کچھ بھی وَا اور اِنَّ بے شک الظَّالِمِينَ ظالم لوگ بَعْضُهُمْ ان کے بعض اَوْلِيَاءُ دوست ہیں بَعْضٍ بعض کے وَا اور اللہ اللہ وَلِيُّ دوست المتَّقِينَ متقیوں هَذَا یہ بَصَائِرُ بصیرت افروز دلائل ہیں لِلنَّاسِ لوگوں کے لِيْے وَا وَا هُدًى وَرَحْمَةٌ ہدایت اور رحمت ہے لِقَوْمٍ ان لوگوں کے لِيْے جو يُوقِنُونَ یقین رکھتے ہیں

ترجمہ:- پھر (اے پیغمبر) ہم نے تمہیں دین کی ایک خاص شریعت پر رکھا ہے، لہذا تم اسی کی پیروی کرو، اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلنا جو حقیقت کا علم نہیں رکھتے۔ وہ اللہ کے مقابلے میں تمہارے ذرا بھی کام نہیں آسکتے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ متقی لوگوں کا دوست ہے۔ یہ (قرآن) تمام لوگوں کے لیے بصیرتوں کا مجموعہ ہے اور جو لوگ یقین کریں ان کے لیے منزل تک پہنچانے کا ذریعہ اور سراپا رحمت ہے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اے پیغمبر! ہم نے آپ کو دین کی ایک خاص شریعت پر رکھا ہے۔

۲۔ لہذا آپ اس شریعت کی پیروی کیجئے۔

۳۔ ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلنا جو حقیقت کا علم نہیں رکھتے۔

۴۔ وہ لوگ اللہ کے مقابلے میں تمہارے ذرا بھی کام نہیں آسکتے۔

۵۔ حقیقت یہ ہے کہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

۶۔ اللہ توفیقی لوگوں کا دوست ہوتا ہے۔ ۷۔ یہ قرآن تمام لوگوں کے لئے بصیرتوں کا مجموعہ ہے۔

۸۔ جو لوگ یقین کریں ان کے لئے منزل تک پہنچانے کا ذریعہ اور سراپا رحمت ہے۔

پچھلی آیتوں میں بنی اسرائیل کے بارے میں کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک کتاب اور شریعت عطا کی تھی جس کی پیروی کرنے کا انہیں حکم دیا گیا تھا مگر وہ لوگ اس شریعت میں اختلاف کرنے لگے، ان آیتوں میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جا رہا ہے کہ بنی اسرائیل کے بعد اب ہم نے آپ کو ایک شریعت اور طریقہ عطا کیا ہے جو شریعت اور طریقہ سیدھا ہم تک پہنچتا ہے، لہذا آپ اسی راستے کی پیروی اور اتباع کیجئے، اسکے علاوہ کسی اور کی اتباع مت کیجئے اور ان لوگوں کی بھی اتباع مت کیجئے جو خود بھٹکے ہوئے ہیں اور اپنی شریعت کو چھوڑے ہوئے ہیں اگر آپ اس سیدھے اور ہمارے منتخب کردہ شریعت کو چھوڑ کر ان ظالم اور مجرم لوگوں کی باتیں مانو گے تو آپ ہلاک ہو جاو گے اور پھر اس وقت یہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں آپ کے کچھ کام نہیں آئیں گے۔ اس آیت میں مخاطب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا مگر مراد سارے ہی لوگ اور بالخصوص مسلمان ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اسلام کا راستہ منتخب فرمایا ہے تو اگر یہ لوگ ان مشرکین مکہ کی باتوں میں آ کر اس دیں اور شریعت میں اختلافات پیدا کرنے لگیں جیسا کہ خود بنی اسرائیل نے کیا تھا اور ان مشرکین کی پیروی کرنے لگیں تو پھر انکا بھی معاملہ قیامت کے دن ایسا ہی ہوگا جیسے ان یہودیوں کا ہونے والا ہے، امام زحلی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں امام کلبی رحمہ اللہ کا قول اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں نقل فرمایا کہ قریش کے سرداروں نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے جبکہ وہ مکہ میں تھے کہا کہ اے محمد! تم اپنے آباؤ اجداد کے دیں پر لوٹ آؤ اس لئے کہ وہ تم سے افضل اور درست راستے پر تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو متنبہ کیا کہ **وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ** آپ ان کی اتباع مت کیجئے جو نہیں جانتے (التفسیر المبین - ج ۲۵، ص ۲۶۹) اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ظالم لوگ ظالم کے ہی دوست ہو سکتے ہیں اور دوست دوست کا ہی بھلا چاہتا ہے اب آپ تو ان میں سے نہیں ہیں لہذا یہ لوگ آپ کا بھلا بھی نہیں چاہیں گے اور آپ کے دوست بھی بن نہ سکیں گے آپ توفیقی اور پارسا شخص ہیں اور ایسے لوگوں کا دوست تو اللہ ہوتا ہے اور وہ اپنے دوست کا ہمیشہ بھلا ہی چاہتا ہے اسی وجہ سے وہ آپ کو یہ حکم دے رہا ہے کہ آپ ان لوگوں سے دور رہیے یہ آپ کے دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں۔

فرمایا: ہم نے جو قرآن آپ پر نازل کیا ہے جس کے ذریعہ آپ کو ایک شریعت عطا کی گئی اور یہ قرآن جو دلائل اور بصیرتوں سے بھرا ہوا ہے کہ اگر کوئی اسے پڑھ لے تو پھر وہ اسے پڑھنے کے بعد کبھی گمراہ نہیں ہوگا بلکہ اسے ساری سچائی اور حقیقت کا پتہ چل جائے گا اس طرح یہ قرآن اسکی ہدایت کا ذریعہ بن جائے گا اور جو ہدایت کے

راستے پر چلتا ہے اس پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے تو یہ ایک اعتبار سے رحمت کا بھی سبب ہے مگر شرط اتنی ہے کہ اس قرآن کو پورے یقین اور ایمان کے ساتھ پڑھا جائے۔ اللہ ہمیں بھی اس قرآن کو پوری سمجھ اور یقین کی کیفیت میں ڈوب کر پڑھنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۵﴾ کتنی بری بات ہے جو یہ طے کر رہے ہیں؟ ﴿الجاثیہ ۲۱-۲۲﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
 سَوَاءٌ مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَ
 لِيُجْزِيَ كُلَّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَمْ کیا حَسِبَ گمان کر لیا ہے الَّذِينَ ان لوگوں نے جنہوں نے اجْتَرَحُوا ارتکاب کیا
 السَّيِّئَاتِ برائیوں کا اَنْ نَجْعَلَهُمْ کہ ہم کر دیں گے ان کو كَالَّذِينَ مانند ان لوگوں کے جو آمَنُوا ایمان لائے
 اور عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے الصَّالِحَاتِ نیک سَوَاءٌ برابر ہے مَحْيَاهُمْ ان کا جینا و اور مَمَاتُهُمْ ان کا مرنا سَاءٌ
 برا ہے مَا جو یَحْكُمُونَ وہ فیصلہ کرتے ہیں و اور خَلَقَ اللہ نے پیدا کیا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ آسمانوں اور
 زمین کو بِالْحَقِّ حق کے ساتھ و اور لِيُجْزِيَ تا کہ بدلہ دیا جائے كُلُّ نَفْسٍ ہر نفس کو بِمَا اس کے ساتھ جو كَسَبَتْ
 اس نے کما یا و اور هُمْ وہ لَا يُظْلَمُونَ ظلم نہیں کیے جائیں گے

ترجمہ:- جن لوگوں نے برے برے کاموں کا ارتکاب کیا ہے، کیا وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ انہیں ہم ان
 لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں جس کے نتیجے میں ان کا جینا اور مرنا
 ایک ہی جیسا ہو جائے؟ کتنی بری بات ہے جو یہ طے کیے ہوئے ہیں۔ اللہ نے سارے آسمانوں اور زمین کو برحق
 مقصد کے لیے پیدا کیا ہے، اور اس لیے کیا ہے کہ ہر شخص کو اس کے لیے ہوئے کاموں کا بدلہ دیا جائے اور دیتے
 وقت ان پر کوئی ظلم نہ کیا جائے۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جن لوگوں نے برے برے کاموں کا ارتکاب کیا ہے کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے برابر
 کر دیں گے جو ایمان لائے ہیں؟۔

۲۔ ان لوگوں کے بھی جو نیک اعمال کئے ہیں؟۔ ۳۔ جسکے نتیجے میں ان کا جینا اور مرنا ایک ہی جیسا ہو جائے؟۔

۴۔ کتنی بری بات ہے جو یہ لوگ طے کئے ہوئے ہیں؟۔

۵۔ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو برحق مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔

۶۔ اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہر شخص کو اس کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ دیا جائے۔

۷۔ انہیں بدلہ دیتے وقت ان پر کسی قسم کا کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

ظالم و کافر اور متقیوں کے درمیان جو دوستی کا فرق ہے اسے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کافر اور متقی کے درمیان آخرت میں پائے جانے والے ایک اور فرق کو واضح کر رہے ہیں اور وہ ہے اللہ کی رحمت اور اعمال پر ثواب اور نیکو کار و بدکار میں جو واضح فرق ہے اسے بیان کر رہے ہیں کہ جو لوگ برے برے کاموں میں پڑے رہتے ہیں، شرک و بت پرستی میں ڈوبے رہتے ہیں اللہ کی نافرمانی کرتے رہتے ہیں کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انکا مرتبہ و مقام ان لوگوں کے برابر کر دینگے جو نیک لوگ ہیں، جو ہماری اطاعت و فرمانبرداری میں ڈوبے ہوئے ہیں؟ اور یہ سوچتے ہیں کہ انکا جینا اور مرنا ایک ہی جیسا ہوگا یعنی یہ جس طرح یہاں عیش و عشرت میں ہیں وہاں قیامت میں بھی اسی طرح عیش و آرام میں ہوں گے، اگر وہ لوگ اس طرح سوچتے ہیں تو یہ انکا سوچنا بہت ہی برا ہے اس لئے کہ ایک ادنیٰ سا انسان بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جو برے کام کرتا ہے اور قانون کی پرواہ نہیں کرتا اور اسکے بنائے ہوئے اصولوں کے خلاف کام کرتا ہے تو ایسا شخص سزا کا مستحق ہوتا ہے اسکے برخلاف وہ جو اچھے کام کرتا ہے قانون اور اصولوں کا پابند ہوتا ہے تو ایسے شخص کو انعام سے نوازا جاتا ہے، تو جب یہ لوگ اللہ کے بنائے ہوئے قانون اور اسکے اصولوں کی خلاف ورزی کر رہے ہیں تو پھر یہ لوگ کیسے ان لوگوں کے برابر ہو جائیں گے جو اللہ کے بنائے ہوئے قانون پر چلتے ہیں؟ ان لوگوں کی عقل کہاں گئی جو یہ سمجھتے ہیں کہ کل قیامت میں انہیں جنت ملے گی حالانکہ یہ دوزخ والے کام کر رہے ہیں؟ جبکہ جنت تو ان نیک اور فرمانبردار لوگوں کے حصہ میں آئیگی جنہوں نے اللہ کی فرمانبرداری اور اسکی اطاعت میں زندگی گزاری، جیسا کہ سورہ حشر کی آیت نمبر ۲۰ میں فرمایا: لَا يَسْتَوِي اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحَابُ الْجَنَّةِ ط اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ الْفَائِزُونَ دوزخی اور جہنمی برابر نہیں ہو سکتے، جہنمی لوگ تو کامیاب لوگ ہیں۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں امام کلینی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یہ آیت مومنین میں سے حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم اور کافروں میں سے عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ ان مشرکین نے ان مومنوں سے کہا تھا کہ اللہ کی قسم! تم لوگ کسی دین پر نہیں ہو، جو تم کہہ رہے ہو وہ اگر سچ ہوتا تو ہماری حالت آخرت میں تمہاری حالت سے زیادہ اچھی ہوتی جیسے کہ آج دنیا میں ہمارا حال تم سے بہتر ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کی بات کا انکار کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی۔ (التفسیر المنیر - ج ۲۵، ص ۲۷۳)

اللہ تعالیٰ اپنے انصاف کی جھلک دکھلاتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ ہم نے ان آسمانوں اور زمین کو ایک برحق

مقصد کے لئے پیدا کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو جو بنایا ہے وہ ایک مقصد کے لئے بنایا ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ

وہ یہاں بندوں کو جانچے گا کہ کون اچھا کام کرتا ہے اور کون برا؟ پھر اسی کے حساب سے ان کو اسکا بدلہ دیا جائیگا، لہذا اسی مقصد کا یہ نتیجہ ہے کہ کافر کو اسکے جرم کی سزا میں جہنم میں ڈالا جائے گا اور مومن کو اس کی اتباع کے نتیجہ میں جنت میں، اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ مِّمَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور انہیں جو سزائیں دی جائیں گی اس میں کسی قسم کا ظلم اور زیادتی نہیں ہوگی بلکہ انہوں نے جو جو کیا ہے اسی کی سزا انہیں دی جائے گی، کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہوگی اور مومنوں کے انعام میں بھی کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوگی بلکہ اللہ اس انعام میں اپنی طرف سے جتنا چاہے گا اضافہ کر دے گا۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۶﴾ وہ جس نے اپنی نفسانی خواہشات کو اپنا خدا بنا رکھا ہے ﴿الجاہ ۲۳-۲۴﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَفْرَعَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ الْهَهُ هُوَهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمِهِ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشْوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- اَفْرَعَيْتَ کیا پھر آپ نے دیکھا من اسے جس نے اتَّخَذَ بِاللَّهِ الْهَهُ اپنا معبود ہُوَهُ اپنی خواہش کو وَاَضَلَّهُ اللهُ اس کو گمراہ کر دیا اللہ نے عَلِي عَلِمِ علم کے باوجود وَاَخْتَمَ اس نے مہر لگادی عَلِي سَمْعِهِ اس کے کان پر وَاَوْقَلْبِهِ اس کے دل پر وَاَجْعَلَ اس نے کر دیا عَلِي بَصَرِهِ اس کی آنکھ پر غِشْوَةً پردہ فَمَنْ پھر کون ہے جو يَهْدِيهِ اسے ہدایت دے مِنْ بَعْدِ اللَّهِ اللہ کے بعد أَفَلَا کیا پھر نہیں تَذَكَّرُونَ تم نصیحت پکڑنے وَاَوْقَالُوا انہوں نے کہا ما نہیں ہے هِيَ يهٰ اِلَّا مگر حَيَاتُنَا الدُّنْيَا ہماری زندگانی دُنْيَا نَمُوتُ ہم مرتے ہیں وَاَوْقَالُوا ہم زندہ ہوتے ہیں وَاَوْقَالُوا يَهْلِكُنَا ہلاک نہیں کرتا ہمیں اِلَّا مگر الدَّهْرُ زمانہ ہی وَاَوْقَالُوا ما نہیں ہے لَهُمْ ان کے لیے بِذَلِكَ اس کا مِنْ عِلْمِ کوئی علم ان نہیں ہیں هُمْ وہ اِلَّا مگر يَظُنُّونَ گمان کرتے

ترجمہ:- ہر کیا تم نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنا خدا اپنی نفسانی خواہش کو بنا لیا ہے، اور علم کے باوجود اللہ نے اسے گمراہی میں ڈال دیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا۔ اب اللہ کے بعد کون ہے جو اسے راستے پر لائے؟ کیا پھر بھی تم لوگ سبق نہیں لیتے؟ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جو کچھ زندگی ہے بس یہی ہماری دنیوی زندگی ہے، (اسی میں) ہم مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں کوئی اور نہیں، زمانہ ہی ہلاک کر دیتا ہے۔ حالانکہ اس بات کا انہیں کچھ بھی علم نہیں ہے، بس وہی اندازے لگاتے ہیں۔

تشریح:- ان دو آیتوں میں پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ کیا تم نے پھر اسے بھی دیکھا کہ جس نے اپنا خدا اپنی نفسانی خواہش کو بنا لیا ہے؟۔

۲۔ اس کے پاس علم ہونے کے باوجود اللہ نے اسے گمراہی میں ڈال دیا ہے۔

۳۔ اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی۔

۴۔ اسکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔

۵۔ اب اللہ کے بعد کون ہے جو اسے راستے پر لائے؟۔

۶۔ کیا پھر بھی تم لوگ سبق نہیں لیتے؟۔ ۷۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ جو کچھ زندگی ہے وہ بس یہی دنیوی زندگی ہے

۸۔ اسی دنیا میں ہم جیتے ہیں اور مرتے ہیں۔ ۹۔ ہمیں کوئی اور نہیں زمانہ ہی ہلاک کر دیتا ہے۔

۱۰۔ حالانکہ اس بات کا انہیں کچھ بھی علم نہیں۔ ۱۱۔ بس یہ لوگ وہی اندازے لگاتے ہیں۔

اچھے اور برے کے درمیان فرق اور انہیں ملنے والے انعامات کی تفصیلات کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ

کافروں کی حالت بیان فرما رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ جس نے اپنا

دین اور اپنا معبود اپنی نفسانی خواہش کو بنا لیا ہے، اسے اس کا نفس جس کام کے کرنے کو کہتا ہے بس وہ وہی کام کرتا

ہے اور اسکا جی جس کام کے کرنے کو نہیں چاہتا وہ اسے چھوڑ دیتا ہے، تو جب آپ ایسے شخص کو دیکھیں تو سمجھ لیجئے کہ اللہ

تعالیٰ نے اسکے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے کہ اب کوئی حق بات نہ ہی اس کے کانوں میں داخل ہوتی ہے اور نہ ہی دل

میں اترتی ہے اور اسکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے کہ کوئی اچھائی اور اچھا راستہ اسے دکھائی نہیں دیتا اور اسکی یہ

حالت اس لئے ہے کہ اسے معلوم ہے کہ یہ کبھی حق کو قبول نہیں کرے گا، اسی علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کیا

اور جسے اللہ گمراہ کر دے یعنی اسکی ہدایت کے راستے بند کر دے تو اب کسی میں یہ طاقت و وقت نہیں کہ اسے ہدایت پر لا

سکے۔ تم نے دیکھ لیا کہ جو اس طرح کی حرکت کرتا ہے اور دین کو چھوڑ کر اپنی خواہش کو پوجتا ہے تو اسکا حال یہی ہوتا

ہے کہ وہ گمراہی میں پڑ جاتا ہے تم اسے دیکھ کر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ کیا تمہیں ڈر نہیں لگتا کہ اگر ہم بھی ان

کاموں کو کریں گے تو ہم بھی گمراہ ہو جائیں گے اور جو گمراہ ہوتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہوتا ہے، سمجھا رہے ہو اس واقعہ

سے سبق حاصل کرے اور ان حرکتوں سے باز آ جائے۔ سورہ روم کی آیت نمبر ۲۹ میں بھی کہا گیا بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ

ظَلَمُوا اَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ اَضَلَّ اللهُ ظَالِمٌ لَوْ تَوَّابٌ لَّخِشَاتِ كَيْفَ يَكْفُرُ بِغَيْرِ كَيْفٍ جَانِي

چل پڑے، تو جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کون راہ پر لا سکتا ہے؟ بعض مفسرین نے اس آیت کا معنی یہ بھی بیان کیا کہ

اے محمد! آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنا معبود اپنی خواہش کے حساب سے بنا لیا یعنی جو اسے اچھا لگا وہ اسے

اپنا خدا مان لیا جیسا کہ قریش کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ ایک زمانہ تک ایک پتھر

کی پوجا کرتے اور پھر انہیں اس پتھر سے اچھا پتھر مل جاتا تو اس پہلے والے پتھر کو چھوڑ کر اس نئے پتھر کو پوجنا شروع

کر دیتے، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اَفَرَأَيْتُ مَنْ اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ نَزْلًا هَوٰی۔ (التفسیر المیزان، ج، ۲۵، ص، ۲۷۴)

اور امام زحلی رحمہ اللہ نے یہ بھی روایت نقل کی کہ یہ آیت حارث بن قیس سہمی کے بارے میں نازل ہوئی یہ ان لوگوں میں سے تھا جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے تھے۔ اس آیت سے ایک اہم بات کا پتہ چلتا ہے کہ انسان شریعت کے سامنے اپنی خواہشات کو بالکل دبا کر رکھے کہ اگر اس کا نفس اسے کسی ایسی چیز کے کرنے کا حکم کرتا ہو جس کی اسلام نے اجازت نہیں دی تو اسے اس چیز کو چھوڑ دینا چاہئے، اگر وہ اپنی خواہش کو اسلام اور دین پر ترجیح دینا تو عین ممکن ہے کہ اس کا بھی حال یہی ہو جو اس آیت میں بیان کیا گیا، ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی خواہش اسلام کی تعلیمات کے مطابق بنالے، حضرت عمرو بن حاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مومن نہیں ہے جسکی خواہش میرے لائے ہوئے دین کے موافق نہ ہو۔ (مشکوٰۃ ۱۶۷)

اللہ تعالیٰ ان مشرکین کے عقیدہ کو بیاں فرما رہے ہیں کہ ان کافروں کا یہ ماننا ہے کہ انہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا، جو بھی ہے اسی دنیا میں ہے، پیدا بھی نہیں ہوئے مرے گئے بھی نہیں، نہ تو ہمیں کہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور نہ ہی ہم سے ہمارے اعمال کی پوچھ ہوگی اور نہ ہی ہمارے اعمال پر ہمیں کوئی جزاء یا سزا ملے گی، نہ قیامت واقع ہوگی اور نہ ہی حساب و کتاب ہوگا، اللہ تعالیٰ ان کے اس باطل عقیدہ کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ انہیں اس بارے میں پتا تو ہے نہیں مگر پھر بھی اپنے دماغ میں جو آ رہا ہے وہ کہہ رہے ہیں، اگر انہیں حقیقت کا علم ہوتا تو یہ لوگ ایسی باتیں نہ کرتے اور جو بات صرف وہم و گمان پر بغیر کسی دلیل کے کہی جاتی ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی بلکہ وہ بات اہمیت کی ہوتی ہے جس پر کوئی دلیل ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے واقع ہونے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر دلیل دی ہیں اور جس کا بیان آگے بھی آ رہا ہے۔

﴿درس نمبر ۱۹۵﴾ اگر سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر دو ﴿الباقیہ ۲۵-۲۶-۲۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَإِذَا تُلِيٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَّا كَانَ مُجْتَهِمُهُمُ إِلَّا أَنْ قَالُوا إِنَّا بَابِئِنَّا إِنْ كُنْتُمْ
صَادِقِينَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ
وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَاللّٰهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَ يَوْمَ تَقُومُ
السَّاعَةُ يُومِعِدُ يُعَسِّرُ الْمُبْطِلُونَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- واوراذا جب تلی تلوادت کی جاتی ہیں علیہم ان پر ایئتنا ہماری آیتیں بےینت اس حال میں کہ وہ واضح ہیں مآ تو نہیں کان ہوتی مجتہمہ ان کی دلیل الا لگر ان قالوا ابی کہ انہوں نے کہا انئتوا تم لے آو بابائنا ہمارے باپ دادا کو ان اگر کنتم تم ہو صدقین سچے قل آپ کہہ دیجیے اللہ یحییکم

اللہ ہی تم کو زندہ کرتا ہے ثُمَّ پھر جُمُوعَتُكُمْ وہی تم کو مارتا ہے ثُمَّ پھر یَجْمَعُكُمْ وہی تمہیں جمع کرے گا اِلٰی یَوْمِ الْقِيَامَةِ روز قیامت میں لَا رَيْبَ کوئی شک نہیں فِیْہِ اس میں وَ لٰکِنْ اَکْثَرُ النَّاسِ لَوْ لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے وَ اَوْبِلِلّٰہِ اللہ ہی کے لیے ہے مُلْکُ بادشاہی السَّلْطَنٰتِ وَ الْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی وَ اَوْبِیَوْمَہِ جن دن تَقْوْمُ قائم ہوگی السَّاعَةُ قیامت یَوْمَہِذِ اس دن یُخْصِرُ خسارے میں رہیں گے الْمُبْطِلُوْنَ باطل پرست

ترجمہ:- اور جب ان کے سامنے ہماری کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کی یہی حجت ہوتی ہے کہ اگر سچے ہوتو ہمارے باپ دادا کو زندہ کرلاؤ O کہہ دو کہ اللہ ہی تم کو جان بخشا ہے پھر وہی تم کو موت دیتا ہے پھر تم کو قیامت کے روز جس کے آنے میں کچھ شک نہیں تم کو جمع کرے گا لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے O اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کی ہے اور جس روز قیامت برپا ہوگی اس روز اہل باطل خسارے میں پڑ جائیں گے۔

تشریح:- اس تین آیتوں میں آٹھ باتیں بیان کی گئی ہیں۔

- ۱۔ جب ہماری آیتیں پوری وضاحت کے ساتھ اٹھ کر سنائی جاتی ہیں۔
- ۲۔ ان کے پاس یہ کہنے کے علاوہ کوئی دلیل نہیں ہوتی کہ اگر تم سچے ہوتو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لے آؤ۔
- ۳۔ کہہ دو کہ اللہ ہی تمہیں زندگی دیتا ہے پھر وہی تمہیں موت دے گا۔
- ۴۔ اس کے بعد تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا۔
- ۵۔ اس قیامت کے آنے میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔ ۶۔ لیکن اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں ہیں۔
- ۷۔ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے۔

۸۔ جس دن قیامت آکھڑی ہوگی اس دن جو لوگ باطل پر ہیں وہ سخت نقصان اٹھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان کافروں کے سامنے جب اللہ کی بھیجی ہوئی آیتیں پوری پوری وضاحت کے ساتھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور انہیں جب بتلایا جاتا ہے کہ قیامت کا آنا یقینی ہے جس کا وہ لوگ انکار کرتے ہیں تو انکے پاس اس انکار پر سوائے اس کے اور کوئی دلیل نہیں ہوتی کہ چلو! اگر مان لیا جائے کہ قیامت کا آنا یقینی ہے اور ہمیں اس دن مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو ہمارے سامنے نمونہ کے طور پر ہمارے باپ داداؤں میں سے کسی کو زندہ کر کے دکھلا دو ہم ماں جاتیں گے کہ جو آپ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے، جیسا کہ پچھلی سورت کی آیت نمبر ۳۶ میں پورا واقعہ گزر چکا ہے اور وہاں ایک قول کے مطابق یہ بھی بتلایا گیا کہ وہ کہنے والا کون تھا اور کس کو زندہ کرنے کا مطالبہ کر رہا تھا؟ ان کافروں کے مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے انکار پر ایک دلیل دیتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ کیا ان کافروں کو یہ معلوم نہیں کہ انہیں کون زندگی دیتا ہے اور کون موت دیتا ہے؟ اگر انہیں معلوم ہے تو جان لو کہ اللہ ہی سب کو جلاتا بھی ہے اور موت بھی دیتا ہے تو جس اللہ کے ہاتھ میں زندگی اور موت ہے تو وہ جب چاہے جسے چاہے

زندہ کر سکتا ہے اور جسے چاہے موت دے سکتا ہے، تو مرنے کے بعد زندہ کرنے میں تمہیں کیوں شک ہو رہا ہے؟ سورۃ روم کی آیت نمبر ۲۷ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَهُوَ الَّذِي يَبْدُؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ طَوْلَهُ الْمَمْلُؤُا الْأَعْمَىٰ فِي السَّنُونِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ اسی اللہ نے انسان کو پہلے پہل پیدا کیا اور پھر وہی انہیں دوبارہ پیدا کرے گا (یعنی زندہ کرے گا) اور یہ کام اللہ کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ لہذا اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لو کہ تمہیں یقیناً زندہ ہونا ہے اور زندہ ہو کر پھر اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے تاکہ وہ تمہارا حساب و کتاب لے اور تمہارے اعمال کے حساب سے تمہیں بدلہ دے لیکن اکثر لوگ ہیں کہ اس حقیقت سے ناواقف ہیں، ان مشرکوں اور کافروں کو سمجھانے کے لئے کہ مرنے کے بعد اللہ انہیں پھر سے دوبارہ زندہ کرے گا، انکے سامنے اللہ تعالیٰ اپنی ایک اور وسیع قدرت بیان فرما رہے ہیں کہ پہلے تم نے یہ جان لیا کہ زندگی اور موت کا دینا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے تو اب یہ بھی جان لو کہ آسمانوں اور زمین میں جس کا حکم چلتا ہے اور جسکی بادشاہت قائم ہے وہ بھی وہ اللہ ہی ہے اسکی پہنچ سے کوئی باہر نہیں جاسکتا چاہے وہ کہیں بھی چلا جائے، اسے واپس لانا ہے تو وہ اللہ بس ایک حکم جاری کر دیکر کہ وہ حاضر ہو جائے تو وہ حاضر ہو جائے گا اور اسی طرح تمہیں قیامت کے دن حاضر بھی کیا جائے گا کہ بس اس کے حکم سے ایک صور پھونکنے والا صور پھونکے گا تو سب کے سب اپنی اپنی قبروں سے نکل کر یا جہاں کہیں بھی ہوں گے ایک جگہ جمع ہو جائیں گے اور ہاں! جب سب لوگ اس دن جمع ہو جائیں گے تو ان لوگوں کی اس وقت خیر نہیں جو اس دن کا انکار کرتے تھے اور اسے جھٹلاتے تھے، ان سے پورا پورا حساب لیا جائے گا اور وہ اس دن اپنے کئے پر نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۸﴾ ہر گروہ گھنٹوں کے بل گرا ہوا ہوگا ﴿الجزیہ ۲۸- تا- ۳۱﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَ تَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَائِيَةً كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ هَذَا
 كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا
 وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ
 كَفَرُوا أَفَلَمْ تَكُنْ آيَتِي تُنذِرُ عَلَيْكُمْ فَاستَكْبَرْتُمْ وَ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۝
 لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور تری گے کل ہر اُمّۃ امت کو جَائِيَةً گھنٹوں کے بل کل ہر اُمّۃ امت
 تُدْعَىٰ بلائی جائے گی الی کِتَابِهَا اپنے نلہ اعمال کی طرف الْيَوْمَ آج تُجْزَوْنَ تم بدلے دیے جاو گے مَا اس کا جو
 كُنْتُمْ تم تھے تَعْمَلُونَ مت عمل کرتے هَذَا یہ كِتَابُنَا ہماری کتاب ہے يَنْطِقُ یہ بولتی ہے عَلَيْكُمْ تمہاری

ہوگی، کوئی کسی دوسرے کی طرف نہیں دیکھے گا حتیٰ کہ اس میدان میں سب بے لباس جمع ہوں گے مگر پھر بھی ان پر خوف اور وحشت ایسی طاری رہے گی کہ انہیں دوسروں کی جانب دیکھنے کا بھی ہوش نہیں ہوگا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک ایسی گھڑی ہوگی جسکی مدت دس سال کے برابر ہوگی اس وقت لوگ اپنے گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اس وقت یہ ندا لگا رہے ہوں گے کہ اے اللہ! آج میں آپ سے اپنے علاوہ کسی اور کا سوال نہیں کرتا۔ (تفسیر قرطبی۔ ج۔ ۱۶۔ ص۔ ۱۷۴) پھر اللہ تعالیٰ ہر ایک کو بلا کر اسکا نامہ اعمال اسکے ہاتھ میں دے گا کُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا ہر امت کو اس کے نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا اور پھر اس سب کو ان کا اعمال نامہ سوئپ دیا جائے گا جس میں انکے ہر چھوٹے بڑے اعمال لکھے ہوئے ہوں گے اور اسی کے حساب سے ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ، پھر جب ہر کسی کو انکا نامہ اعمال حوالہ کر دیا جائے گا تو ان سے کہا جائے گا کہ لو پڑھو! اپنا نامہ اعمال اس میں ہمارے مقرر فرشتے نے ہر وہ چیز لکھ دی ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے اور یہ نامہ اعمال تمہارے کئے ہوئے کاموں کے متعلق بالکل سچ کہہ رہا ہے، سورہ کہف کی آیت نمبر ۴۹ میں کہا گیا وَوَضَعَ الْكِتَابَ فَتَوَى الْمَجْرِمِينَ مُمْسِكِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا جب کتاب یعنی نامہ اعمال ان مجرمین کے سامنے رکھ دیا جائے گا تو آپ ان مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ اس کتاب میں موجود اندراجات سے خوف زدہ ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہائے ہماری بربادی! یہ کونسی کتاب ہے جس نے ہمارا کوئی چھوٹا بڑا عمل ایسا نہیں چھوڑا جس کا پورا احاطہ نہ کر لیا ہو؟ لہذا جو نیک بندہ ہوگا جس نے اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ نیک اعمال بھی کیے ہوں گے تو انکا رب انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا اور وہ رحمت جنت ہوگی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے اور میں تیرے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا۔ (بخاری ۴۸۵۰) سورہ الحاقہ کی آیت نمبر ۱۹ سے ۲۳ تک کہا گیا فَمَا مِنْ أُمَّةٍ أَدَّتْ رِجْلَهُ فَيَفْقَهُمْ فَيَقُولُ هَذَا مَا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ وَإِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَّةٍ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ قَطُوفُهَا دَائِمَةٌ جس کسی کا نامہ اعمال اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ لوگوں سے کہے گا کہ یہ لو میرا نامہ اعمال پڑھ لو، میں پہلے ہی سمجھتا تھا کہ مجھے میرے حساب کا سامنا کرنا ہے، چنانچہ وہ من پسند عیش میں ہوگا، اس اونچی جنت میں ہوگا جس کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے۔ اور جو دوسرا گروہ ہوگا جنہوں نے اللہ پر ایمان لانے کے بجائے اسکے ساتھ کفر کیا، اللہ کی وحدانیت کو چھٹلایا اور برے کام کرتے رہے انہیں ڈانٹتے ہوئے کہا جائے گا کہ کیا ہم نے تمہارے سامنے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان نہیں کی تھیں؟ کیا ہم نے تمہیں پہلے واضح انداز میں نہیں سچھایا تھا کہ اگر تم ایسی حرکتیں کرو گے تو تمہیں یہ سزا دی جائے گی؟ کیا تمہیں پہلے متنبہ نہیں کر دیا گیا تھا؟ مگر تم لوگ تھے کہ اس وقت تکبر اور غرور میں پڑے ہوئے تھے اور ہماری کہی ہوئی باتوں سے منہ موڑ کر چلے جایا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ جو کہا جا رہا ہے اور جس سے ڈرایا جا رہا ہے وہ ہونے

والانہیں ہے، اب تو تمہیں معلوم ہو گیا کہ ہم جو کہا کرتے تھے وہ بالکل سچ تھا، اب تمہیں پتا چل گیا کہ تم نے ہمارا کہنا نہان کر جرم کیا اور آج تم یہاں مجرم بن کر کھڑے ہوئے ہو۔

﴿درس نمبر ۱۹۵۹﴾ تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے ﴿الجاثیہ ۳۲-۳۳﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُمْ مَا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِنَّ
نُظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُستَيْقِنِينَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتٍ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا
كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسِكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا وَ
مَأْوَكُمْ النَّارُ وَمَالِكُمْ مِنَ النَّصْرِينَ ۝

لفظ بہ لفظ ترجمہ:- و اور اِذَا جب قِيلَ کہا گیا اِنَّ کہ بلاشبہ وَعْدَ اللہ اللہ کا وعدہ حَقٌّ حق ہے و اور السَّاعَةُ قیامت لَا رَيْبَ کوئی شک نہیں فِيهَا اس میں قُلْتُمْ تو تم نے کہا مَا نہیں نَدْرِي ہم جانتے مَا کیا ہے السَّاعَةُ قیامت؟ اِنَّ ہمیں نُظُنُّ ہم خیال کرتے اِلَّا مگر ظَنًّا ایک گمان ہی و اور مَا نَحْنُ ہم بِمُستَيْقِنِينَ یقین کرنے والے نہیں و اور بَدَا ظاہر ہو جائیں گی لَهُمْ ان کے سامنے سَيِّئَاتٍ برائیاں مَا ان کی جو عَمِلُوا انہوں نے عمل کیے و اور حَاقَ گھیر لے گا بِهِمْ ان کو قَادَہ کہ کَانُوا وہ تھے بہ اس کے ساتھ يَسْتَهْزِءُونَ مذاق کرتے و اور قِيلَ کہا جائے گا الْيَوْمَ آج نَنسِكُمْ ہم بھول جائیں گے تمہیں کَمَا جیسے نَسِيتُمْ تم بھول گئے لِقَاءَ ملاقات يَوْمِكُمْ هَذَا اپنے اس دن کی و اور مَا وُكُم تمہارا اٹھکانا النَّارُ آگ ہے و اور مَا نَحْنُ بِہ لکُم تمہارے لیے مِّنْ نُصْرِينَ کوئی مددگار

ترجمہ:- اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت وہ حقیقت ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں ہے تو تم یہ کہتے تھے کہ: ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہوتی ہے؟ اس کے بارے میں ہم جو کچھ خیال کرتے ہیں، بس ایک گمان سا ہوتا ہے اور ہمیں یقین بالکل نہیں ہے۔ اور (اس موقع پر) انہوں نے جو اعمال کیے تھے، ان کی برائیاں کھل کر ان کے سامنے آجائیں گی اور جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے، وہی ان کو آگھیرے گی۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ آج ہم تمہیں اسی طرح بھلا دیں گے جیسے تم نے یہ بات بھلا ڈالی تھی کہ تمہیں اپنے اس دن کا سامنا کرنا ہوگا اور تمہارا اٹھکانا آگ ہے، اور تمہیں کسی قسم کے مددگار میسر نہیں آئیں گے۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں نو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

۲۔ قیامت وہ حقیقت ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔

۳۔ اس وقت تم یہ کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہوتی ہے؟

۴۔ اس کے بارے میں ہم جو کچھ خیال کرتے ہیں وہ سب ایک گمان سا ہوتا ہے جس پر ہمیں یقین بالکل نہیں۔

۵۔ اس موقع پر انکے اعمال کی وہ برائیاں کھل کر سامنے آ جائیں گی جو وہ کیا کرتے تھے۔

۶۔ جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہی انہیں آگھیرے گی۔

۷۔ ان سے کہا جائے گا کہ آج ہم تمہیں اس طرح بھلا دیں گے جیسے تم نے یہ بات بھلا ڈالی تھی کہ تمہیں اپنے

اس دن کا سامنا کرنا ہوگا۔

۸۔ تمہارا ٹھکانہ آگ ہے۔ ۹۔ تمہیں کسی قسم کے مددگار میسر نہیں آئیں گے۔

مشرکین سے اس دن کہا جائے گا کہ کیا تمہیں یاد ہے کہ جب ہم تم سے کہا کرتے تھے کہ قیامت کا آنا یقینی

ہے، اس کے آنے میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے اور یہ ہمارا وعدہ ہے کہ وہ آ کر رہے گی، لہذا تم لوگ اس پر

ایمان لاؤ اور اس دن کے لئے اچھے کام کرو مگر تم لوگ اس وقت ہماری اس بات پر کہا کرتے تھے کہ ہم اس بات کو

ایسا سمجھتے ہیں جیسے یہ کوئی ایک وہم اور گمان کی بات ہے جو کبھی جا رہی ہے اور وہم اور گمان کا کوئی یقین نہیں ہوتا اسی

طرح اس قیامت کے وقوع کا بھی کوئی یقین ہمیں نہیں ہے، ہم اس کا انکار کرتے ہیں، لہذا لو اب اپنے اعمال نامہ

میں اسے پڑھ لو کہ جو حرکت تم کیا کرتے تھے وہ صحیح تھی یا غلط؟ اب حقیقت بالکل واضح ہو گئی، دودھ کا دودھ اور پانی کا

پانی ہو گیا اور جس کا تم مذاق اڑاتے تھے کہ انسان اس دنیا میں مگر گل سڑ گیا تو پھر اسے دوبارہ زندہ کر کے جہنم کے

عذاب میں ڈالا جائے گا! یہ تو ایک ہنسنے والی بات ہے، جس کا تم نے مذاق اڑایا اب تمہیں اسی میں جانا ہے، اب وہی

تمہارا ہمیشہ کا ٹھکانہ ہے اور جب انہیں اس عذاب میں ڈالا جائے گا تو کہا جائے گا کہ اب اس عذاب میں تم ہمیشہ

کے لئے پڑے رہو اب ہم تمہیں یہاں ڈال کر بھول جائیں گے، کبھی دوبارہ تمہاری طرف نہیں دیکھیں گے کہ تم کس

حالت میں ہو؟ وہ اس لئے کہ تم نے ہمیں دنیا میں بھلا دیا تھا اور ہماری اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا تھا جب تم

ایک عاجز و بے بس انسان ہو کر جسے ہر وقت ہماری ضرورت رہتی ہے ہمیں بھول بیٹھے تھے تو ہم تو قادر المطلق ہیں اور

ہر کسی سے بے نیاز ہیں ہم تمہیں کیوں یاد رکھیں؟ تم نے دنیا میں جس طرح کیا تھا ہم یہاں تمہارے ساتھ کر رہے ہیں

لہذا اب سڑتے رہو اس عذاب میں جو کہ بہت برا ٹھکانہ ہے رہنے کے لئے اور تمہیں یہاں کوئی مدد کرنے والا بھی

نہیں ملے گا کہ جو تمہاری مدد کر کے تمہیں یہاں سے باہر نکال لائے تو اب کسی سے التجا بھی نہ کرو کہ وہ تمہیں یہاں سے

نکالے کیونکہ تمہارا یہ التجا کرنا بیکار ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ قیامت کے دن جب بندے کو اللہ کے پاس لے جایا جائے گا تو وہ اس سے کہے گا کہ کیا میں نے تیرے کان

اور آنکھ نہیں بنائے تھے؟ کیا میں نے تجھے مال و دولت نہیں دی تھی؟ کیا میں نے تیرے لئے کھیتی اور چوپایوں کو مسخر نہیں کر دیا تھا؟ اور کیا میں نے تجھے قوم کا سردار بنا کر نہیں چھوڑا تھا کہ تو ان سے بھرپور خدمت لیتا تھا؟ تو کیا پھر تجھے یہ خیال نہ تھا کہ تیری مجھ سے آج کے دن ملاقات ہوگی؟ تو بندہ کہے گا نہیں، پھر اللہ فرمائے گا کہ آج میں نے تجھے بھلا دیا جیسا تو نے مجھے بھلایا تھا۔ (ترمذی ۲۴۲۸)

﴿درس نمبر ۱۹۶۰﴾ دنیوی زندگی نے تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا ﴿الجاثیہ ۳۵-تا-۳۷﴾

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
ذَلِكُمْ بِأَنَّكُمْ اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُؤًا وَ غَرَّتْكُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ
مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝ فِاللَّهُ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝
وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

لفظ بہ نظر ترجمہ:- ذَلِكُمْ یہ پاتنگم بہ سبب اس کے کہ بیشک تم نے اتَّخَذْتُمْ بنا لیا ایات اللہ کی آیتوں کو هُزُؤًا ہنسی مذاق و اور غَرَّتْكُمْ تمہیں دھوکے میں ڈال دیا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا دنیا نے فَا لْيَوْمَ لہذا آج لَا يُخْرَجُونَ وہ نکالے نہیں جائیں گے مِنْهَا اس سے و اور لَا هُمْ ان سے يُسْتَعْتَبُونَ تو بہی کا مطالبہ کیا جائے گا فِاللَّهُ چنانچہ اللہ ہی کے لیے ہیں الْحَمْدُ سب تعریفیں رَبِّ جو رب ہے السَّمَوَاتِ آسمانوں کا و اور رَبِّ رب ہے الْأَرْضِ زمین کا رَبِّ رب ہے الْعَالَمِينَ سارے جہانوں کا و اور لَهُ اسی کے لیے ہے الْكِبْرِيَاءُ بڑائی فی السَّمَوَاتِ آسمانوں میں و اور الْأَرْضِ زمین میں و اور هُوَ الْعَزِيزُ الْعَزِيمُ غالب الْحَكِيمُ خوب حکمت والا ہے

ترجمہ:- یہ سب اس لیے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کو مذاق بنایا تھا اور دنیوی زندگی نے تمہیں دھوکے میں ڈال دیا تھا۔ چنانچہ آج ایسے لوگوں کو نہ وہاں سے نکالا جائے گا اور نہ ان سے معافی مانگنے کو کہا جائے گا۔ غرض تعریف تمام تر اللہ کی ہے جو سارے آسمانوں کا بھی مالک ہے، زمین کا بھی مالک ہے اور تمام جہانوں کا بھی مالک۔ اور تمام تر بڑائی اسی کو حاصل ہے، آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور وہی ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کی حکمت بھی کامل۔

تشریح:- ان تین آیتوں میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱- یہ سب اس لیے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑایا تھا۔

۲- دنیوی زندگی نے تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا تھا۔

۳- چنانچہ آج لوگوں کو نہ وہاں سے نکالا جائے گا اور نہ ہی ان سے معافی مانگنے کو کہا جائے گا۔

۴- غرض تمام تر تعریف اللہ ہی کی ہے جو آسمانوں کا بھی مالک ہے۔

